



یہ کتاب برقی شکل میں نشر ہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

تفسیر راہنما (جلد دوم)

قرآنی موضوعات اور مفہیم کے بارے میں ایک جدید روش

مؤلف: آیت اللہ ہاشمی رفسنجانی اور

مرکز فرهنگ و معارف قرآن کے محققین کی ایک جماعت

آیت ۱

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾

﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾

بنام خدائے رحمان و رحیم

پاک و پاکیزہ ہے وہ پروردگار جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد الحرام سے اقصیٰ تک لے گیا جس کے اطراف کو ہم نے بابرکت بنایا ہے تاکہ ہم اسے اپنی بعض نشانیاں دکھلائیں بیشک وہ پروردگار سب کی سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے

۱۔ پروردگار عالم ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک ہے۔ سبحان الذي

۲۔ پروردگار، پیغمبر (ص) کو ایک رات میں مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک لے گیا۔ أُسْرَىٰ بَعْدَهُ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى "اُسْرَىٰ" لغت میں رات کی سیر اور چلنے کے معنی میں ہے۔

۳۔ پیغمبر اکرم (ص) کو ایک رات میں مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک لے جانا پروردگار کے قدرت مند ہونے اور ہر قسم کی کمزوری اور عیب سے پاک ہونے کی علامت ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بَعْدَهُ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى

۳۔ پیغمبر اکرم (ص) کی معراج، پروردگار کی قدرت اور اس کی ہر کمی و کاستی سے پاک ہونے کی علامت ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بَعْدَهُ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى

(اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت میں پیغمبر اکرم (ص) کے رات میں سفر سے مراد آپ (ص) کی معراج ہے اور اس بات کے ثبوت پر بہت سی روایات بھی ہیں)

۵۔ پیغمبر اکرم (ص) کی معراج ایک رات میں انجام پائی۔ أُسْرَىٰ بَعْدَهُ لَيْلًا

۶۔ پیغمبر اکرم (ص) کی مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک سفر کرنے والی رات بہت بڑی اور عظمت والی رات تھی۔

اُسْرَىٰ بَعْدَهُ لَيْلًا

(البتہ مندرجہ بالا مطلب تب واضح ہوگا جب "لیلًا" کا نکرہ ہونا اسکی بڑائی اور عظمت پر دلالت کرتا ہو)۔

۷۔ پیغمبر اکرم (ص) بلند و بالا رتبہ اور مقام معراج کی طرف عروج کے مراحل طے کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے عبد و بندہ تھے۔ اُسری بعبدہ

۸۔ انسان کا مقام عبودیت اور بندگی اس کی بلند ترین منزلت ہے۔ اُسری بعبدہ لیلا (پروردگار کا پیغمبر اکرم (ص) کی تمام صفات میں سے یہاں "عبد" کی صفت بیان کرنا اس صفت کی اہمیت و عظمت کو واضح کر رہا ہے)۔

۹۔ پیغمبر (ص) کا مقام معراج کی طرف عروج، جسمانی تھا۔ اُسری بعبدہ لیلا (کیونکہ کلمہ "عبد" مطلق بیان کیا گیا ہے جو "جسم و روح" دونوں کو واضح کر رہا ہے)۔

۱۰۔ پیغمبر اکرم (ص) کی اللہ کی بارگاہ میں عبودیت آپ (ص) کے لئے اہم ترین اور بلند و بالا صفت شمار ہوتی ہے۔ اُسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام۔ (پروردگار کا پیغمبر اکرم (ص) کی تمام صفات میں سے یہاں "عبد" کی صفت بیان کرنا اس صفت کی اہمیت و عظمت کو واضح کر رہا ہے)۔

۱۱۔ مسجد الحرام اور مسجد الاقصیٰ کی سرزمین ایک خاص معنوی اہمیت کی حامل ہے۔ اُسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام إلى المسجد الاقصیٰ
یہ کہ پیغمبر اکرم (ص) کے سفر کی ابتداء و انتہاء دو عبادت کی خاص جگہیں (مسجد الحرام اور مسجد الاقصیٰ) قرار پائیں جو مندرجہ بالا نکتہ کی حکایت کرتی ہیں)۔

۱۲۔ مسجد الاقصیٰ خیر و برکت سے سرشار سرزمین پر واقع ہے۔ إلى المسجد الاقصیٰ الذی برکنا حوله
۱۳۔ زمین اپنے تقدس اور عظمت کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں۔

(پروردگار کی بالخصوص مسجد الاقصیٰ کی سرزمین کی تعریف اس کے دوسری زمینوں سے فرق کو واضح کر رہی ہے)
۱۴۔ پیغمبر اکرم (ص) کو ایک ہی رات میں مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ لے جانے کا سبب آپ (ص) کو اللہ کی بعض اہم نشانیوں کا دکھلانا تھا۔ اُسری بعبدہ لنریہ من آیاتنا

۱۵۔ پیغمبر اکرم (ص) کی معراج کا مقصد آپ (ص) کے لئے اللہ تعالیٰ کی اہم نشانیوں کا ایک گوشہ ظاہر کرنا تھا۔ اُسری بعبدہ... لنریہ من آیاتنا

(مندرجہ بالا آیت میں پیغمبر اکرم (ص) کا مقام معراج کی طرف عروج کا مقصد اللہ تعالیٰ کی اہم نشانیوں کا ایک گوشہ ظاہر کرنا بتایا گیا ہے اس بات سے واضح ہوتا ہے کہ یہ نشانیاں ابھی تک ان پر اور دوسروں پر مخفی و پوشیدہ تھیں۔ پس یقیناً وہ

اللہ تعالیٰ کی اہم اور خاص نشانیاں تھیں)۔

۱۶۔ معراج، بذات خود پیغمبر اکرم (ص) کے لئے اللہ تعالیٰ کی اہم نشانیوں میں سے تھی۔ اسری لنریہ من آیاتنا مندرجہ بالا نکتہ کی تشریح یہ ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) کا مقام معراج کی طرف جانا بذات خود اللہ تعالیٰ کی نشانی شمار ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر (ص) کو مقام معراج کی طرف لے گیا تاکہ آپ (ص) اس ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کو درک کریں)۔

۱۷۔ پیغمبر اکرم (ص) کا ایک شب میں مسجد الحرام سے مسجد الاقصا تک کا سفر آپ (ص) کے لئے اللہ تعالیٰ کی اہم نشانیوں میں سے تھا۔ سبحان الذی اسری لنریہ من آیاتنا

۱۸۔ پیغمبر اکرم (ص) کی بندگی ہی دراصل آپ (ص) کے لئے اللہ تعالیٰ کی اہم نشانیوں کو مشاہدہ کرنے کی لیاقت کا راز تھی۔ اسری بعبدہ لنریہ من آیاتنا (پیغمبر اکرم (ص) کی تمام صفات میں سے فقط "عبد" کی صفت کا آنا اس بات کی وضاحت کر رہا ہے کہ آپ (ص) کا معراج کے لئے انتخاب میں اس صفت کا بنیادی کردار ہے۔ یعنی چونکہ آپ (ص) اللہ تعالیٰ کے خاص بندے تھے۔ لہذا یہ لیاقت پیدا کر چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی خاص نشانیوں کا مشاہدہ کرنے کے لئے مقام معراج کی طرف سفر کریں)۔

۱۹۔ اس عالم ہستی میں ایسی خاص آیات اور نشانیاں ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ صرف اپنے بعض بندوں کے لئے پیش کرتا ہے۔ اسری بعبدہ لنریہ من آیاتنا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اکرم (ص) کو مقام معراج کی طرف لے جانے کا مقصد بعض نشانیوں کو دکھانا ذکر فرمایا ہے اس سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ یہ نشانیاں اللہ تعالیٰ کی ان خاص نشانیوں میں سے ہیں کہ جنہیں صرف پیغمبر اکرم (ص) جیسے بعض افراد کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

۲۰۔ اللہ تعالیٰ "سمیع" (بہت زیادہ سننے والا) اور "بصیر" (بہت زیادہ دیکھنے والا) ہے۔ إنه هو السميع البصیر

۲۱۔ خداوند عالم کا پیغمبر اکرم (ص) کی خواہشات اور لیاقت کے بارے میں وسیع علم و آگاہی رکھنا آنحضرت (ص) کا معراج کے لئے انتخاب کرنے کا سبب تھا۔ سبحان الذی اسری إنه هو السميع البصیر (یہ جملہ "إنه هو السميع البصیر" پچھلے جملات کے لئے کہ جہاں پیغمبر اکرم (ص) کی معراج کا ذکر ہے علت و سبب کی حیثیت رکھتا ہے

یعنی چونکہ پروردگار سمیع اور بصیر (باتوں کو سننے والا اور صلاحیتوں سے آگاہ) ہے۔ لہذا اس نے پیغمبر اکرم (ص) کو معراج کے لئے منتخب کیا)

۲۲_ "عن ثابت بن دينار قال: سألت زين العابدين ... عن الله ... فلم أسرى بنبيّه محمد (ص) إلى السماء ؟ قال: ليريه ملكوت السماوات وما فيها من عجائب صنعته و بدائع خلقه؛^(۱)

ثابت بن دينار کہتے ہیں کہ میں نے امام سجاد (ع) سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر حضرت محمد (ص) کو آسمانوں کی طرف کیوں لے گیا؟ تو حضرت (ع) نے فرمایا: اس لئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں آسمانوں کی حکومت اور آسمانوں میں موجود اپنے تخلیقی کرشمے اور انکی شگفت انگیزی انہیں دکھلائے...

۲۳_ "أبي الربيع قال تلا أبو جعفر (ع) هذه الآية "سبحان الذى أسرى بعبده ليلاً من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى الذى باركنا حوله لنريه من آياتنا" فكان من الآيات التى أراها الله تبارك وتعالى محمداً (ص) حيث أسرى به إلى بيت المقدس أن حشر الله عزّ ذكره الأولين والآخرين من النبيين والمرسلين؛^(۲)

ابی ربیع کہتے ہیں کہ امام محمد باقر (ع) نے یہ آیہ "سبحان الذی أسرى آياتنا" کی تلاوت کی اور فرمایا کہ جب پروردگار حضرت محمد (ص) کو بیت المقدس لے گیا اور وہ نشانیاں جو پروردگار نے آپ (ص) کو دکھلائیں ان میں ایک یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اولین و آخرین میں سے تمام انبیاء اور رسولوں کو وہاں اکٹھا کیا..."

۲۴_ عن أبي عبد الله جعفر بن محمد الصادق (ع) قال: لما أسرى برسول الله (ص) إلى بيت المقدس حملة جبرائيل على البراق فأتيا بيت المقدس وعرض إليه محاريب الأنبياء وصلى بها وردّه؛^(۳)

"امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: جب رسول خدا کو (ص) رات میں بیت المقدس کی طرف لے جایا جا رہا تھا تو جبرائیل نے آپ (ص) کو براق پر سوار کیا اور وہ دونوں بیت المقدس میں تشریف لائے اور جبرائیل نے انبیاء علیہم السلام کے محراب آپ (ص) کو دکھلائے اور آپ (ص) نے وہاں نماز پڑھی پھر وہ آپ (ص) کو واپس لے آئے"

۲۵_ عن جعفر بن محمد (ع) قال : أتى رجل امير المؤمنين (ع) فقال له علي (ع) : إن الله عزّوجل يقول في كتابه "سبحان الذى أسرى بعبده ... لنريه من آياتنا" فكان من آيات الله عزوجل التى أراها محمداً (ص) أنّه أتاه جبرائيل (ع) فاحتمله من مكة فوافى به بيت المقدس فى ساعة من الليل ثم أتاه بالبراق فرفعه إلى السماء ثم إلى البيت المعمور ...؛^(۴)

(۱) علل الشرائع ص ۱۳۱، ح ۱، ب ۱۱۲، نور الثقلين ج ۳، ص ۹۹، ح ۲۹ (۲) کافی ج ۸، ص ۱۳۱، ح ۹۳، بحار الانوار ج ۱۰، ص ۱۶، ح ۱۳۔

(۳) امالی الصدوق ص ۳۶۳، ح ۱، مجلس ۶۹، بحار الانوار، ج ۱۸، ص ۳۳۶، ح ۳۷ (۴) بحار الانوار ج ۲۶، ص ۲۸۶، ح ۴۵۔

امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا کہ ایک شخص امیر المؤمنین (ع) کی خدمت میں پہنچا تو حضرت نے اس سے فرمایا کہ خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد رہا ہے "سبحان الذی أسرى بعبده..." کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ص) کو جو نشانیاں دکھلائیں تھیں تو ان میں سے ایک نشانی یہ تھی کہ جبرائیل آنحضرت (ص) کے پاس آئے اور آپ (ص) کو مکہ سے اٹھایا اور رات کے کچھ حصے میں بیت المقدس میں پہنچایا پھر آپ (ص) کے لئے براق لے کر آئے اور آپ (ص) کو آسمانوں کی طرف اور پھر بیت المعمور کی طرف لے گئے..."

۲۶۔ "روی عن علی (ع) : أنه لما كان بعد ثلاث سنين من مبعثه (ص) أسرى به إلى بيت المقدس وعرج به منه إلى السماء ليلة المعراج؛ (۱) حضرت علی (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آنحضرت (ص) کی بعثت سے تین سال گزرنے کے بعد آپ (ص) ایک رات میں بیت المقدس اور بیت المقدس سے آسمانوں کی طرف لے جائے گئے

۲۷۔ "عن أبي عبد الله (ع) قال: إن رسول الله (ص) صلى العشاء الاخرة، وصلى الفجر في الليلة التي اسرى به فيها بمكة...؛ (۲)

"امام صادق (ع) سے روایت ہوئی کہ آپ (ع) نے فرمایا: رسول اللہ (ص) کو ایک رات میں (مکہ سے مسجد الاقصیٰ لے جایا گیا۔ آپ (ص) نے نماز عشاء اور نماز فجر مکہ میں پڑھی۔"

اسماء اور صفات: بصیر ۲۰، سمیع ۲۰

اللہ: اللہ تعالیٰ کے افعال ۲؛ علم ۲۱؛ منزہ ہونا ۱؛ منزہ ہونے کی علامات ۳، ۳؛ قدرت کی علامتیں ۳، ۳

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ: اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے فضائل ۱۹// اللہ تعالیٰ کی نشانیاں: ۱۶، ۱۷

اللہ تعالیٰ کی آفاقی نشانیاں ۱۹// اہمیت: ۱۰، ۸// بندگی: بندگی کی اہمیت ۱۰؛ مقام بندگی کی قدر و قیمت ۸

تسبیح: اللہ تعالیٰ کی تسبیح ۱// روایت: ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷

سرزمین: سرزمین میں بابرکت ہونے کے اعتبار سے فرق ۱۲، ۱۳

محمد (ص): حضرت محمد (ع) کو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا دکھلانا ۱۳، ۱۵، ۱۸، ۲۳، ۲۵؛ حضرت محمد (ع) کو اللہ تعالیٰ کی

حکومت دکھلانا ۲۲؛ حضرت محمد (ع) کے انتخاب کا فلسفہ ۲۱؛ حضرت محمد (ع) کی بندگی ۷؛ بندگی کے آثار

(۱) بحار الانوار ج ۱۸، ص ۳۷۹، ح ۸۵۔

(۲) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۳۷۹، ح ۱۱، بحار الانوار ج ۱۸، ص ۳۸۵، ح ۸۹۔

۱۸؛ حضرت محمد (ع) کی بندگی کی قدر و قیمت ۱۰؛ حضرت محمد (ع) کی بندگی کی اہمیت ۱۰؛ حضرت محمد (ع) کا بیت المقدس کی طرف سفر ۲۳، ۲۶؛ حضرت محمد (ع) کی بیت المقدس میں نماز ۲۳؛ حضرت محمد (ع) کو تاریخ ۲، ۵؛ حضرت محمد (ع) کی شب معراج میں نماز ۲۳؛ حضرت محمد (ع) کی مسجد الحرام سے آغاز سفر ۲، ۳، ۴؛ حضرت محمد (ع) کا مسجد الاقصیٰ کی طرف سفر ۲، ۳، ۴، ۱۴، ۲۳؛ حضرت محمد (ع) کے مسجد الحرام سے آغاز سفر کا فلسفہ ۱۳؛ حضرت محمد (ع) کی معراج ۲، ۳، ۴، ۶، ۷، ۲۲، ۲۵؛ حضرت محمد (ع) کی معراج کی تاریخ ۲۶؛ معراج کا فلسفہ ۱۵، ۲۱، ۲۲؛ حضرت محمد (ع) کے معراج کی مدت ۵، ۲۷؛ حضرت محمد (ص) کی جسمانی معراج ۹؛ حضرت محمد (ع) کے مقامات ۷

مسجد الاقصیٰ: مسجد الاقصیٰ کی اہمیت ۱۱؛ مسجد الاقصیٰ کا بابرکت ہونا ۱۲؛ مسجد الاقصیٰ کے خصوصیات ۱۲

مسجد الحرام: مسجد الحرام کی اہمیت ۱۱

معراج: معراج اللہ کی نشانیوں میں سے ۱۶؛ شب معراج کی فضیلت ۱۶

مقدس مقامات: ۱۱

آیت ۲

﴿وَأَتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ إِلَّا تَتَّخِذُوا مِن دُونِي وَكِيلًا﴾

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی اور اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنا دیا کہ خبردار میرے علاوہ کسی کو اپنا کارساز نہ بنانا (۲)

۱۔ اللہ نے موسیٰ (ع) کو آسمانی کتاب (توریت) عطا کی تاکہ اس کے ذریعے بنی اسرائیل کی ہدایت ہو۔

واتینا موسیٰ الکتاب وجعلناه ہدیٰ لبني اسرائيل

۲۔ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ (ع) کی دعوت کا مرکز تھے اور انکی ہدایت آپ کا اہم مقصد اور ذمہ داری تھی۔

واتینا موسیٰ الکتاب وجعلناه ہدیٰ لبني اسرائيل

(مجموعی طور پر ان آیات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کی دعوت عالمگیر تھی لیکن اس آیت میں بنی اسرائیل کا بالخصوص ذکر اس لئے کیا گیا کیونکہ وہ حضرت موسیٰ (ع) کی دعوت کا مرکز تھے۔

۳۔ حضرت موسیٰ (ع) صاحب شریعت پیغمبروں میں سے تھے۔ اُتینا موسیٰ الکتاب

(حضرت موسیٰ (ع) کو مستقل کتاب عطا ہونا اس بات کی دلیل تھی کہ آپ (ع) کے پاس گزشتہ شریعتوں کی نسبت جدید تعلیمات اور شریعت تھی اسی سے واضح ہوا کہ آپ (ع) مستقل اور جدا شریعت کے حامل تھے۔

۳۔ کتاب اور تدوین شدہ اصول انسانوں کی ہدایت اور ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

وَأَتَيْنَا مُوسَى الْكُتُبَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ۔

(کتاب اصل میں صحیفہ اور لکھی چیزوں کا مجموعہ ہے (مفردات راغب) ہدایت کے لئے کتاب کا ذکر مذکورہ نکتہ کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔

۵۔ توحید عملی اور خدائے وحدہ لا شریک پر بھروسہ کرنا توریت کا حقیقی پیغام ہے۔ وَأَتَيْنَا مُوسَى الْكُتُبَ لَّا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِي وَكِيلَ "الَّا تَتَّخِذُوا" میں موجود "أَنْ" تفسیر و تشریح کے لئے ہے۔ اور یہ ان مطالب اور باتوں کی تفسیر کر رہا ہے کہ جو لفظ کتاب (توریت) میں ہیں چونکہ یہاں تمام توریت کے مطالب میں سے توحید بیان کی گئی ہے تو اس سے اس کی خصوصی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

۶۔ موحد اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والا انسان ایک ہدایت یافتہ انسان ہے۔ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لَّا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِي وَكِيلَ۔ (الَّا تَتَّخِذُوا میں موجود "أَنْ" اس جملہ "جعلنا هدىً لبني إسرائيل" کی تشریح کر رہا ہے توحید اور غیر خدا پر بھروسہ نہ کرنے کو ہدایت کا مظہر و مصداق بتا رہا ہے۔ لہذا موحد شخص ہی ہدایت یافتہ ہے)

۷۔ انسان ایک کارساز اور حامی و ناصر کا محتاج ہے اور اس کی یہ ضرورت صرف اللہ تعالیٰ پوری کرنے والا ہے۔

أَلَّا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِي وَكِيلَ مندرجہ بالا مطلب ہم نے ان دو باتوں سے اخذ کیا ہے:

۱۔ "التوکیل" لغت میں غیر پر بھروسہ کرنا اور اسے نائب بنانے کے معنی میں ہے۔

۲۔ آیت میں انسان کی کارساز کی طرف احتیاج کو مسلم اور شمار کیا گیا ہے۔

پس غیر خدا پر بھروسہ کرنے کی نہی سے یہ حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ فقط اللہ تعالیٰ اس ضرورت کو پورا کرنے والا ہے۔

انبیاء: انبیاء اولو العزم ۳

انسان: انسان کی معنوی ضرورتیں ۷

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کو دعوت دینا ۲؛ بنی اسرائیل کی ہدایت کے اسباب ۱، ۳؛ بنی اسرائیل کی ہدایت ۲

بھروسہ کرنے والے: بھروسہ کرنے والوں کے مقامات ۶; بھروسہ کرنے والوں کی ہدایت ۶
ترقی: ترقی کے عوامل ۳

توحید: توحید کی اہمیت ۵; توحید افعالی ۷

توریت: توریت کی تعلیمات ۵; توریت میں توحید ۵; توریت کا آسمانی کتابوں میں سے ہونا ۱; توریت میں بھروسہ ۵; توریت
کا ہدایت دینا ۱

توکل: توکل کی اہمیت ۵

ضرورتیں: بھروسہ کی ضرورت ۷; ضرورتوں کو پورا کرنے والا منبع ۷

قانون: قانون کی اہمیت ۳

کتاب: کتاب کا کردار ۳

موحدین: موحدین کے مقامات ۶; موحدین کی ہدایت ۶

موسیٰ (ع): حضرت موسیٰ کی آسمانی کتاب ۱; حضرت موسیٰ کی ذمہ داری ۲; حضرت موسیٰ کی دعوت کے مخاطبین ۲
; حضرت موسیٰ (ع) کی نبوت ۳; حضرت موسیٰ کا ہدایت کرنا ۲
ہدایت: ہدایت کے عوامل ۳

آیت ۳

﴿ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا﴾

یہ بنی اسرائیل ان کی اولاد ہمیں جن کو ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں اٹھایا تھا جو ہمارے شکر گزار بندے تھے (۳)
۱۔ بنی اسرائیل ان لوگوں کی نسل تھی کہ جو حضرت نوح (ع) کے ہمراہ کشتی میں تھے۔ ہدیٰ بنی اسرائیل ذریۃ من حملنا
مع نوح

۲۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے اسلاف کا ایمان اور شرافت یاد دلانی ہے۔ ہدیٰ بنی اسرائیل ذریۃ من حملنا مع
نوح (لفظ ذریۃ یا مقدر صرف ندا کی وجہ سے منصوب ہے یا مقدر فعل "اخص" کی وجہ سے منصوب ہے۔ بہر حال دونوں
صورتوں میں "نوح کے ہمراہ لوگوں کی نسل" کا عنوان مندرجہ بالا مطالب کو واضح کر رہا ہے۔

۳۔ اسلاف کا مؤمن اور موحد ہونا انسان کی ذمہ داریوں کو سنگین کر دیتا ہے۔ ذریۃ من حملنا مع نوح

(بنی اسرائیل کو انکے مؤمن و صالح اسلاف کی یاد دلا کر ان کو اپنی ذمہ داری سے آگاہ کیا گیا ہے)

۳۔ بنی اسرائیل کا حضرت نوح (ع) کے ہمراہ لوگوں سے منسوب ہونا باعث ہوا کہ وہ اپنی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ کی عنایت کے لائق قرار پائے۔ *وَأَتَيْنَا مُوسَى ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ*

(مندرجہ بالا مطلب کی اساس یہ ہے کہ ذریہ "فعل اخص" کی بنا پر منصوب ہے اور یہ پورا جملہ "ذریہ من حملنا..." "ما قبل آیت" *وَأَتَيْنَا مُوسَى* ... "کی علت قرار پایا۔ یعنی ہم نے توریت نازل کر کے چاہا کہ بنی اسرائیل ہدایت پائیں کیونکہ وہ حضرت نوح (ع) کے ہمراہیوں کی اولاد تھے)۔

۵۔ اسلاف کا کردار انکی نسل کے ہدایت یافتہ ہونے اور الہی نعمات پانے میں تاثیر رکھتا ہے۔ *وَأَتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ* مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ جملہ "ذریہ من" پچھلی آیت "وَأَتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ" کے لئے علت قرار پایا ہے۔ یعنی چونکہ بنی اسرائیل حضرت نوح (ع) کے کشتی میں سوار ساتھیوں کی اولاد تھے لہذا انہیں آسمانی کتاب توریت کی ہدایت سے بہرہ مند ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

۶۔ توریت کا بنی اسرائیل کو ان کی رشتہ داری اور جذبات کے ذریعے ہدایت اور توحید کی طرف مائل کرنا۔ *وَأَتَيْنَا مُوسَى ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ* مذکورہ مطلب دونکات پر استوار ہے۔

۱۔ "ذریہ" محذوف حرف ندا کی وجہ سے منصوب ہے اور پچھلی آیت سے توریت کی بات کو آگے بڑھا رہا ہے۔

(*وَأَتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ أَلَّا تَتَّخِذُوا يَا ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ*)

۲۔ آیت بنی اسرائیل کو توحید کی دعوت دینے کے ساتھ ہی انہیں یاد دلا رہی ہے کہ وہ نوح کے ہمراہ نجات یافتہ لوگوں کی نسل ہے تاکہ اس ذریعے ان میں دعوت توحید کو قبول کرنے کا جذبہ ابھار جائے۔

۴۔ رشتوں کے احساسات سے استفادہ کر کے لوگوں کی ہدایت کرنا قرآن کی ہدایت دینے کی روشوں میں سے ایک روش ہے۔ *أَلَّا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِي وَكِيلًا*۔ ذریہ من حملنا مع نوح

مذکورہ مطلب اس صورت میں درست ہے اگر ہم قائل ہوں کہ جملہ "ذریہ من حملنا" قرآن کا کلام ہے نہ کہ توریت کی تعلیم

۸۔ بندگی، بہت زیادہ شکر گزاری اور ہمیشہ بارگاہ الہی سے وابستگی حضرت نوح کی اہم خصوصیات میں سے تھیں۔ *إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا* (حضرت نوح) کے گونا گوں اوصاف میں سے فقط بندگی اور شکر گزاری کو یاد کیا گیا ہے

اور یہ دونوں ان کی نمایاں صفات تھیں قابل ذکر کہ بندگی اور شکر گزاری میں ہمیشگی کا معنی جملہ اسمیہ "انہ کان..." سمجھا جاتا ہے کیونکہ جملہ اسمیہ ہمیشگی اور دوام پر دلالت کرتا ہے)

۹۔ حضرت نوحؑ کی بندگی اور دائمی شکر گزاری کی جزاء انکی اور انکے ہمراہیوں کی نجات تھی۔ ذریعہ من حملنا مع نوحؑ انہ کان عبدًا شکوراً "ذریعہ..." سے حضرت نوح (ع) کے ہمراہیوں کی غرق سے نجات کی طرف اشارہ ہے اور جملہ "انہ کان عبدًا شکوراً" انکی نجات کی علت ہوگا۔ یعنی چونکہ حضرت نوح (ع) شکر گزار بندے تھے لہذا انہیں اور ان کے ساتھیوں کو نجات بخشی۔

۱۰۔ بندگی اور بارگاہ الہی میں شکر گزاری بہت اہمیت اور قدر و قیمت کی حامل ہے۔ انہ کان عبدًا شکوراً مندرجہ بالا آیت حضرت نوحؑ کی تعریف میں ہے اور اس میں صرف دو صفتیں بیان ہوئی ہیں۔ اس سے ان دو صفتوں کی اہمیت اور قدر و قیمت کا علم ہوتا ہے۔

۱۱۔ وعن أبي جعفر (ع) : ... وليس كل من في الأرض من بني آدم من ولد نوح قال الله في كتابه : "... ذرية من حملنا مع نوح" (۱) امام محمد باقر (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ: ایسا نہیں ہے کہ زمین پر تمام لوگ حضرت نوح (ع) کی اولاد ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "ذریعہ من حملنا مع نوح"۔

۱۲۔ "عن أبي حمزة عن أبي جعفر (ع) قال: ... قلت: فما عني بقوله في نوح "إنه كان عبدًا شكوراً" قال: كلمات بالغ فيهنّ قلت: وما هنّ؟ قال كان إذا أصبح قال: أصبحت أشهدك ما أصبحت بي من نعمة أو عافية في دين أو دنيا فانها منك وحدك لا شريك لك فلك الحمد على ذلك ولك الشكر كثيراً كان يقولها إذا أصبح ثلاثاً وإذا أمسى ثلاثاً ... (۲) ابو حمزہ کہتے ہیں میں نے امام باقر (ع) سے پوچھا: پروردگار کی حضرت نوح (ع) کے بارے میں اس جملے "انہ کان عبدًا شکوراً" سے کیا مراد ہے؟ امام (ع) نے فرمایا: یہاں مراد وہ کلمات تھے کہ جو حضرت نوح (ع) اکثر کہا کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا وہ کون سے کلمات ہیں؟ امام (ع) نے فرمایا: جب صبح ہوتی تھی وہ کہا کرتے تھے "اصبحت اشهدك ما اصبحت بي من نعمة او عافية" حضرت نوحؑ ہر صبح و شام ان کلمات کو تین مرتبہ کہا کرتے تھے۔

۱۳۔ وعن أبي فاطمة أن النبي (ص) قال :

(۱) تفسیر قمی ج ۳، ص ۲۲۳، نور الثقلین، ج ۳، ص ۱۳۶، ح ۶۸ (۲) کافی، ج ۲، ص ۵۳۵، ح ۳۸، نور الثقلین ج ۳، ص ۱۳۶، ح ۷۱۔

كان نوح (ع) لا يحمل شيئاً صغيراً ولا كبيراً إلا قال بسم الله والحمد لله فسمّاه الله عبداً شكوراً^(۱)

ابی فاطمہ سے روایت ہوئی ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: حضرت نوح (ع) جب بھی کسی بڑی یا چھوٹی چیز کو اٹھاتے تھے تو کہا کرتے تھے: بسم اللہ واللہ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں عبد شکور کا نام دیا۔

احساس: کردار ۴ // اللہ: اللہ کی عنایت کی لیاقت ۳; خدا کی یاد دہانی ۲

انسان: گذرے ہوئے لوگ ۱۱

اہمیت: ۱۰ بندگی کی اہمیت ۱۰; بندگی کی قدر و قیمت ۱۰

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کے احساسات کی اہمیت ۶; بنی اسرائیل کے خونی تعلق کی اہمیت ۶; بنی اسرائیل کی عنایت کی

لیاقت ۳; بنی اسرائیل کے گذشتگان ۱، ۳; بنی اسرائیل کے گذشتگان کا ایمان ۲; بنی اسرائیل کے گذشتگان کے فضائل ۲;

بنی اسرائیل کی ہدایت کی لیاقت ۳; بنی اسرائیل کو یاد دلانا ۲

توحید: توحید کی طرف ہدایت ۶

توریت: توریت کی ہدایت دینے کی روش ۶

رشتہ: خونی رشتہ کی اہمیت ۴

روایت: ۱۱، ۱۲، ۱۳ // ذمہ داری: ذمہ داری میں مؤثر اسباب ۳

شکر: اہمیت ۱۰; قدر و قیمت ۱۰ / اسلاف: اسلاف کے عمل کے آثار ۵; مسلم مؤمنین کی اہمیت ۳

نعمت: نعمت کی استعداد ۵

نوح: حضرت نوح (ع) کی بندگی کی جزاء ۹; حضرت نوح (ع) کی خصوصیات ۸; حضرت نوح (ع) کی دائمی شکر گزاری ۸;

حضرت نوح (ع) کی دائمی بندگی ۸; حضرت نوح (ع) کی شکر گزاری ۱۲; حضرت نوح (ع) کی شکر گزاری کی جزاء ۹; حضرت

نوح (ع) کی فیضیلتیں ۸; حضرت نوح (ع) کی نسل ۱۱; حضرت نوح (ع) کی نجات کے اسباب ۹; حضرت نوح (ع) کی

ہمراہیوں کی نجات کے اسباب ۹; حضرت نوح (ع) کی ہمراہیوں کی نسل ۱، ۳

ہدایت: ہدایت کے اسباب ۵، ۴; ہدایت کا طریقہ

آیت ۳

﴿وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا﴾

اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ اطلاع بھی دیدی تھی کہ تم زمین میں دو مرتبہ فساد کرو گے اور خوب بلندی حاصل کرو گے (۳)

۱۔ اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کو آنے والے دنوں میں ان کے دودفعہ قطعی فساد کرنے پر خبردار کرنا۔

وقضینا إلی بنی اسرائیل فی الکتب لتفسدن فی الأرض مرتین

(اللہ تعالیٰ ۳ سے ۸ تک آیات میں بنی اسرائیل کے فساد اور انکے سرکوب ہونے کی خبر دی ہے اب یہ کہ یہ فساد دوبارہ اب تک متحقق ہو چکا ہے یا نہیں اس میں مفسرین کی مختلف ابحاث اور آراء ہیں۔ آیات سے یا کسی اور مقام سے ہمارے پاس کوئی یقینی اور قطعی دلیل نہیں ہے کہ جو یہ ثابت کرے کہ یہ دو فساد واقع ہو چکے ہیں یا نہیں۔ لہذا آیات میں یہ مطلب پیشین گوئی کی صورت میں بیان ہوا ہے کہ جو ان دو احتمالات کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ "قضای" فیصلہ کرنے کے معنی میں ہے اور جب یہ الی کے ذریعے متعدی ہوتا ہے تو یہ بتانے اور اعلان کرنے کے معنی میں ہوتا ہے جس طرح کہ بعد میں بھی آ رہا ہے کہ یہ آیت مبارکہ خبردار کر رہی ہے)۔

۲۔ توریت آسمانی کتاب ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ وقضینا إلی بنی اسرائیل فی الکتب۔

(مذکورہ مطلب کی اساس یہ ہے کہ "الکتب" سے مقصود توریت ہے کیونکہ یہاں "ال" عہد ذکر می قرینہ ہے)

۳۔ توریت کی بنی اسرائیل کے دو اہم فسادوں کے حوالے سے پیشین گوئی۔

وقضینا إلی بنی اسرائیل فی الکتب لتفسدن فی الأرض مرتین

۳۔ اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کو ان کی سرکشی اور بڑی بزرگی چاہنے پر خبردار کرنا۔ وقضینا إلی بنی اسرائیل ولتعلمن علوًّا کبیراً۔

(قرینہ "لتفسدن فی الارض" اور دوسرا قرینہ جو کہ بعد میں آ رہا ہے ان دونوں قرینوں کی بدولت "لتعلمن" سے مراد بنی اسرائیل

کی بڑائی طلبی ہے نہ یہ کہ ان کا معاشرتی حوالے سے بلند ہونا ہے)۔

۵۔ توریت کا بنی اسرائیل کی زمین میں قطعی سرکشی اور بڑائی طلبی کے حوالے سے پیشین گوئی کرنا۔

وقضینا إلی بنی اسرائیل فی الکتب ولتعلمن علوًّا کبیرا

۶۔ بنی اسرائیل کا بڑائی طلبی اور متجاوز روح کا حامل ہونا وقضینا إلی بنی اسرائیل فی الکتب لتفسدن فی الأرض مرتین

ولتعلمن علوًّا کبیرا

اسہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کو ان کی فتنہ پسندی اور بڑائی طلبی پر بُرے نتائج میں گرفتار ہونے پر خبردار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ متجاوز روح رکھتے تھے۔

۷۔ بنی اسرائیل کا فتنہ و فساد بہت وسیع اور عالمگیر ہے۔ لتفسدن فی الأرض مرتین

(مذکورہ مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ "ارض" سے مراد تمام زمین ہے جو کہ ان کے وسیع پیمانے پر فساد کا کنایہ ہے)

۸۔ بنی اسرائیل کے زمین پر دو فساد، ان کے تاریخی انقلابات اور بڑے حوادث میں سے ہیں۔

لتفسدن فی الأرض مرتین ولتعلن علواً کبیرا

۹۔ وعن أمیرالمؤمنین: والقضاء علی أربعة اوجه والرابع قضاء العلم و هو قوله: "قضینا إلی بنی اسرائیل" معناه علمنا من بنی اسرائیل؛^(۱)

امیر المؤمنین۔ سے روایت ہوئی ہے کہ "قضائی" کی چار صورتیں ہیں اس کی چوتھی صورت یہ ہے کہ قضاء علم کے معنی میں ہے اور اسہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ "قضینا إلی بنی اسرائیل" یعنی ہم بنی اسرائیل کے کاموں کو جانتے تھے

۱۰۔ عن علی بن ابی طالب (ع) فی قوله "لتفسدن فی الأرض مرتین" قال: الاولى قتل زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام والاخری قتل یحییٰ؛^(۲) امام علی بن ابی طالب۔ سے اسہ تعالیٰ کی اس کلام "لتفسدن فی الأرض مرتین" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: انہوں نے پہلی دفعہ حضرت زکریا کو قتل کیا تھا اور دوسری دفعہ حضرت یحییٰ کو قتل کیا تھا۔

اسہ: اسہ کی خبر ۳؛ اسہ کا علم ۹

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کی بڑائی طلبی ۳؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۸؛ بنی اسرائیل کا تکبر ۵؛ بنی اسرائیل کو خبردار کرنا ۱ تا ۳؛ بنی اسرائیل کی روح متجاوز ۶؛ بنی اسرائیل کی سرکشی ۳، ۵؛ بنی اسرائیل کا فساد کرنا ۱، ۳؛ بنی

إسرائيل کے فساد کرنے کی تعداد ۸؛ فساد کا وسیع پیمانے پر ہونا ۷
توریت: توریت کا آسمانی کتاب ہونا ۲؛ توریت کی پیشین
گوئی ۵، ۳؛ توریت کا نزول ۲

روایت: ۹، ۱۰

قضا: قضا کی مراد ۹

آیت ۵

﴿فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا﴾

اس کے بعد جب پہلے وعدہ کا وقت آگیا تو ہم نے تمہارے اوپر اپنے ان بندوں کو مسلط کر دیا جو بہت سخت قسم کے جنگجو تھے اور انہوں نے تمہارے دیار میں چن چن کر تمہیں مارا اور یہ ہمارا ہونے والا وعدہ تھا (۵)

۱۔ اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کے پہلے فساد کے بعد ان سے طاقتور اور جنگجو لوگوں کے ذریعے انتقام لینا۔
فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ۔

(لغت میں "باس" سے مراد جنگ میں سختی ہے اور "اولی باس" سے مراد طاقتور جنگجو) ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ طبعی اسباب اور اپنے بندوں کے ذریعے زمین کے سرکش عوام کو سرکوب کرتا ہے۔
بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ۔

۳۔ بنی اسرائیل کے پہلے فساد کو ختم کرنے والے طاقتور اور جنگجو لوگ تھے۔ بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ

۳۔ بنی اسرائیل کا اپنے فساد کے پہلے مرحلے میں طاقتور اور جنگجو ہونا۔ بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ

بنی اسرائیل کو سرکوب کرنے کے لئے انتہائی طاقتور لشکر کا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بھی بہت بڑے جنگجو تھے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کو ان کے تجاوز اور سرکشی کے بعد کیفر کردار تک پہنچاتا ہے۔

وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَآئِيلَ فِي الْكُتُبِ لَتُفْسَدَنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمْ بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ۔

۶۔ دشمنوں کی سرکوبی کے لئے ضروری قدرت و طاقت ناگزیر امر ہے۔ بعثنا أولى بأس شديد۔
۷۔ طاقتور جنگجوؤں کا سرزمین بنی اسرائیل پر وارد ہونے کے بعد انکی سرکوبی کے لئے گھر گھر جستجو کرنا۔
بعثنا فجاسوا خلل الديار

الجوس (جاسوا کا مصدر) سے مراد آمد و رفت ہے (لسان العرب) یہ لفظ عموماً کسی چیز کا پتہ چلانے اور خبر لینے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

۸۔ فتنہ و فساد برپا کرنے کے بعد بنی اسرائیل کا اپنے گھر میں بھی نا امن ہونا اور جنگجوؤں کی طرف سے مورد تعاقب قرار پانا۔
فجاسوا خلل الديار

۹۔ بنی اسرائیل کا فتنہ و فساد اور پھر طاقتور جنگجوؤں کے ہاتھوں سرکوب ہونا اللہ تعالیٰ کا قطعی اور تبدیل نہ ہونے والا وعدہ ہے۔ بعثنا عليكم وكان وعداً مفعولاً

۱۰۔ بڑائی طلب اور مفسد لوگوں کو دبانے کی ضروری ہے چاہے اس کام کے لیے طاقت کا استعمال اور ان کی سلاٹیکو ختم کرنا پڑے۔ بعثنا عليكم عباداً لنا أولى بأس شديد فجاسوا خلال الديار

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: "بنی اسرائیل کے فتنہ کو خاموش کرنے کے لئے ہم طاقتور لشکر بھیجیں گے" سے معلوم ہوا فساد کرنا مذموم و منفور کام ہے کہ جسے ختم کرنا درست اور پسندیدہ کام ہے
اللہ: اللہ کے وعدہ کا قطعی ہونا ۹؛ اللہ کا انتقام ۱؛ اللہ کی سزائیں ۵

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل سے انتقام لیا جانا ۱؛ بنی اسرائیل کی تاریخ ۱، ۳؛ بنی اسرائیل کی تعاقب ۸؛ بنی اسرائیل کی سرکوبی ۹، ۹؛ بنی اسرائیل کی سرکوبی کرنے والوں کی طاقت ۳؛ بنی اسرائیل کی طاقت ۳؛ بنی اسرائیل کا فساد کرنا ۹، ۳؛ بنی اسرائیل کے فساد کرنے کے نتائج ۱، ۸؛ بنی اسرائیل کی انانیت ۸

پروردگار کے کام کرنے والے: ۱

تجاوز: تجاوز کی سزا ۵

تکبر کرنے والے: سرکوب کرنے کی اہمیت ۱۰

دشمن: دشمن کو سرکوب کرنے کی طاقت ۶

سزا کا نظام ۵

فوجی آمادگی: فوجی آمادگی کی اہمیت ۶
طبیعی اسباب: طبیعی اسباب کی اہمیت کردار ۲
طاقت: اہمیت ۶

فساد کرنے والے: فساد کرنے والوں کو سرکوب کرنے کی قدر ۱۰
نافرمانی: نافرمانی کی سزا ۵
نافرمانی کرنے والے: نافرمانوں کو سرکوب کرنے کے ذرائع ۲

آیت ۶

﴿ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا﴾

اس کے بعد ہم نے تمہیں دوبارہ ان پر غلبہ دیا اور اموال و اولاد سے تمہاری مدد کی اور تمہیں بڑے گروہ والا بنا دیا (۶)
۱۔ بنی اسرائیل کا پہلی شکست کے بعد اللہ تعالیٰ کی مشیت سے دوبارہ طاقتور ہونا۔ ثم ردنا لكم الكرّة عليهم
(کرہ کا لغوی معنی واپس لوٹنا ہے، حکومت اور مخلوق کے تباہ اور برباد ہونے کے بعد دوبارہ بننا بہر حال یہاں کرہ سے مراد قوت و طاقت کا واپس آنا ہے)
۲۔ پہلی شکست کے بعد اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے بنی اسرائیل کا اپنے جنگجو دشمنوں پر فتح پانا۔ ثم ردنا لكم الكرّة عليهم
۳۔ تاریخی تبدیلیاں (امتوں کی فتح و شکست) اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے تحت ہیں۔ بعثنا عليكم عبداً ثم ردنا لكم الكرّة
۳۔ بنی اسرائیل کی پہلی شکست اور فتح کے درمیان فاصلہ کا ہونا۔ ثم ردنا لكم الكرّة عليهم
("ثم" زمانی فاصلہ کو بیان کر رہا ہے)

۵۔ پہلی شکست کے بعد اللہ تعالیٰ کی امداد سے بنی اسرائیل کا نئے سرے سے اقتصادی اور افرادی قوت کا بننا۔
ثم ردنا لكم الكرّة عليهم و امددناكم باموال و بنين۔

۶۔ پہلی شکست کے بعد بنی اسرائیل کا اپنے دشمنوں پر دوبارہ غلبہ اللہ تعالیٰ کی دی گئی اقتصادی اور افرادی طاقت پر قائم
ہوا۔

وَأَمَدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ

۷۔ اقتصادی اور افرادی قوت کا بڑھنا اور ان دونوں میں توازن امتوں کے مقدر میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

وَأَمَدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ

(مال اور بیٹوں کا ایک دوسرے کے ساتھ ذکر ہونا واضح کر رہا ہے کہ ان دونوں کا ایک دوسرے کے قریب ہونا امتوں کا اپنے دشمنوں پر غلبہ پانے میں کارساز ہے۔

۸۔ بنی اسرائیل کی تاریخ سخت نشیب و فراز کی حامل ہے۔ بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولَىٰ بَأْسٍ شَدِيدٍ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَوَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمَدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ

۹۔ پہلی شکست کے بعد دشمن کی تعداد پر بنی اسرائیل میں افرادی قوت اور جنگی سپاہیوں کا بڑھنا۔ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرٍ
۱۰۔ دشمن کی افرادی اور اقتصادی طاقت پر برتری اور غلبہ پانے کے لئے اقتصادی ترقی اور آبادی بڑھانا ایک شائستہ اور ضروری سیاست ہے۔ وَأَمَدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرٍ

جملہ "جعلناکم" و "أَمَدَدْنَاكُمْ" والے جملے کے لئے نتیجہ کی مانند ہے کیونکہ لغت میں "نفیر" لوگوں کے اس گروہ کو کہتے ہیں کہ جنکے پاس ایک ساتھ کوچ کرنے کے لئے ضروری آمادگی ہو (مفردات راغب) تو یہاں ہم یہ نکتہ اس سے لیں گے کہ اللہ تعالیٰ تے مال اور بیٹوں کی مدد سے تمہیں یہ طاقت دی کہ تم اپنے دشمنوں پر غلبہ پالو۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ اجتماعی تبدیلیوں کو اپنی مشیت سے طبعی اسباب کے ذریعہ انجام دیتا ہے۔

وَأَمَدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرٍ

۱۲۔ بنی اسرائیل کا اپنے فتنہ و فساد کی سزا بھگتنے اور جنگجو لوگوں سے شکست قبول کرنے کے بعد کلی طور پر بہتر اور مفید

قدم اٹھانا۔ لَتَفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولَىٰ بَأْسٍ شَدِيدٍ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَوَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمَدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا۔

بعد والی دو آیت "إِنْ عَدْتُمْ عَدْنَا" اس بات پر قرینہ ہے کہ بنی اسرائیل اپنی شکست کے بعد تنبیہ پا چکے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی۔

اقتصاد: اقتصادی ترقی کے آثار ۷؛ اقتصادی ترقی کی اہمیت ۱۰

اقوام: وقت میں مؤثر اسباب ۷

اللہ: اللہ کے ارادہ کے نتائج ۱، ۲، ۳؛ اللہ کے ارادہ کے جاری ہونے کے ذرائع ۱۱؛ اللہ کی امداد ۵ مدد کے نتائج ۶؛ اللہ کی

مرضی کے جاری ہونے کے ذرائع ۱۱

امتنیں: امتوں کی شکست کا سبب ۳؛ امتوں کی فتح کا سبب ۳

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کی اصلاح کے عوامل ۱۲؛ اقتصادی طاقت ۵، ۶؛ بنی اسرائیل کی اقتصادی طاقت کا سبب ۵؛ بنی

اسرائیل کی امداد ۵، ۶؛ تاریخ ۱، ۲، ۳؛ بنی اسرائیل کی حاکمیت کا سبب ۶؛ بنی اسرائیل کی سزا کے نتائج ۱۲؛ بنی اسرائیل کی

شکست ۱، ۳؛ بنی اسرائیل کی شکست کے نتائج ۱۲؛ طاقت ۹؛ بنی اسرائیل کی طاقت کا سبب ۱؛

بنی اسرائیل کی طاقتوں کو دوبارہ منظم کرنا ۵؛ بنی

اسرائیل کی فتح ۳؛ بنی اسرائیل کی فتح کا سبب ۲؛ بنی اسرائیل کی کثرت ۹

تاریخ: تاریخ کی تبدیلیوں کا سبب ۳

تعداد: تعداد میں ترقی کے نتائج ۷؛ تعداد میں زرتقی کی اہمیت ۱۰

دشمن: دشمن پر فتح کے اسباب ۱۰

طبیعی اسباب: طبیعی اسباب کی اہمیت ۱۱

معاشرہ: معاشرتی تبدیلیوں کے اسباب ۱۱

آیت ۷

﴿إِنْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتْبِيرًا﴾

اب تم تک نیک عمل کرو گے تو اپنے لئے کرو گے۔ اس کے بعد جب دوسرے وعدہ کا وقت آگیا تو ہم نے دوسری قوم کو مسلط کر دیا تاکہ تمہاری شکلیں بگاڑ دیں اور مسجد میں اس طرح داخل ہوں جس طرح پہلے داخل ہوئے تھے اور جس چیز پر بھی قابو پالیں اسے باقاعدہ تباہ و برباد کر دیں

۱۔ خداوند عالم نے بنی اسرائیل کو بتادیا کہ نیکی کی طرف پلٹنے اور کردار کی بدی ان کے اختیار میں ہے۔
 اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لْاَنْفُسِكُمْ و اِنْ اَسَا تُمْ فَلَه

۲۔ بنی اسرائیل کا نیک کاموں اور احسان کی طرف متوجہ ہونا ان کی قدرت اور آسائش کی بازگشت کا زمینہ ساز ہے۔
 ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكُرَّةَ ... اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لْاَنْفُسِكُمْ و اِنْ اَسَا تُمْ فَلَه

جملہ "اِنْ اَحْسَنْتُمْ" کا اشارہ اس بات کی طرف ہو سکتا ہے کہ اگر تم نے نیکی کے راستے کو اپنایا تو اس کا نتیجہ جو قدرت رفاه اور آسائش ہے۔ تمہیں نصیب ہوگا۔

۳۔ انسان کے اچھے ہونے یا برے عمل کی بازگشت صرف اسی کی طرف ہوگی۔ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لْاَنْفُسِكُمْ و اِنْ اَسَا تُمْ فَلَه

۳۔ نیکیوں کے بیان میں تفصیل و تاکید اور برائیوں کے بیان میں اختصار کا لحاظ ایک اچھا اور پسندیدہ طریقہ ہے۔

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لْاَنْفُسِكُمْ و اِنْ اَسَا تُمْ فَلَه ہم نے یہ مطلب "ان اساتم فلها" کی مختصر تعبیر کے مقابلے میں "اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لْاَنْفُسِكُمْ" کی تفصیلی تعبیر سے سمجھا ہے۔

۵۔ انسان کی طرف اس کے عمل اور اس کے آثار کی حتمی بازگشت، اللہ تعالیٰ کی ناقابل تبدیل سنتوں میں سے ہے۔
 اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لْاَنْفُسِكُمْ و اِنْ اَسَا تُمْ فَلَهَا

۶۔ انسانوں کا اپنے آثار سے روبرو ہونا، صرف آخرت سے خاص نہیں ہے۔

گذشتہ آیات کہ جو بنی اسرائیل کے دنیاوی اعمال کے آثار کے متعلق ہیں کی طرف توجہ کرتے ہوئے اس آیت کا مضمون صرف آخرت سے خاص نہیں ہے بلکہ وہ مطلق ہے اور انسان کے دنیاوی اور اخروی اعمال کے آثار کو بھی شامل ہے۔

۷۔ بنی اسرائیل کا فساد پھیلانا اور ان کا برا کردار، ان کی شکست اور نابودی کے لئے زمینہ ساز تھے۔
بعثنا علیکم عباداً لنا ... و إن أسأتم ...

ہو سکتا ہے کہ جملہ ان اساتم بنی اسرائیل کی پہلی شکست اور بعد میں ان کی ایک اور شکست کی علت کو بیان کرنے کے لئے ہو یعنی ان کی شکستیں، ان کی برائیوں کا نتیجہ ہیں۔

۸۔ بنی اسرائیل کا قدرت اور رفاہ کے بعد دوبارہ فساد پھیلانا۔ لتفسدن فی الأرض مرتین ... ثم ردناہ لکم الکرة علیہم ... فإذا جاء و عد الآخرة لیسئوا وجوہکم

۹۔ بنی اسرائیل کے دوسری مرتبہ فساد پھیلانے کے بعد ان پر طاقتور جنگجوؤں کی چڑھائی اور ان کی چہروں پر غم اور شکست کے آثار کا نمایاں ہونا۔ فإذا جاء وعد الآخرة لیسئوا وجوہکم

"لیسئوا" میں "ہم" کی علی ضمیر "عباد" کی طرف لوٹی ہے اس کا لام تعلیل کے لئے ہے یعنی ہمارے بندے تمہیں (بنی اسرائیل) غمگین کرنے کے لئے آئیں گے۔

۱۰۔ طاقتور جنگجوؤں کے ذریعے مسجد الاقصیٰ کی فتح اور بنی اسرائیل کے دوبارہ فساد پھیلانے کے بعد مسجد الاقصیٰ کا ان کے ہاتھوں سے نکل جانا۔ و لیدخلوا المسجد کما دخلوه ا وّل مرة اکثر مفسرین کا نظریہ ہے کہ "المسجد" سے مسجد الاقصیٰ مراد ہے۔

۱۱۔ پہلے فاتحین اور اسی پہلے طریقے کے ذریعے، بنی اسرائیل کے ہاتھوں سے مسجد الاقصیٰ کی دوبارہ آزادی۔
و لیدخلوا المسجد کما دخلوه ا وّل مرة

۱۲۔ بنی اسرائیل کے مقابلے میں فتح پانے والے مخالفین کے ہاں مسجد الاقصیٰ کی حد درجہ اہمیت۔
و لیدخلوا المسجد کما دخلوه ا وّل مرة

اس مطلب سے کہ جنگجو، بنی اسرائیل کے ساتھ جنگ کرتے وقت دوبار مسجد الاقصیٰ میں داخل ہوئے، استفادہ ہوتا ہے کہ جنگجوؤں کے ہاں مسجد الاقصیٰ حد درجہ اہمیت اور احترام کی حامل تھی۔

۱۳۔ مسجد الاقصیٰ کو فتح کرنے والے جنگجوؤں کا فساد پھیلانے والے اور سرکش بنی اسرائیل پر دوسرے

حملہ، ایک سنگین اور تبارہ کن حملہ تھا۔ و لیتبروا ما علوه تبئیرا
 "تبئیراً" ہلاک کرنے کے معنی میں ہے اور مفعول مطلق (تبئیراً) کو تاکید کے لئے لایا گیا ہے اور یہ حملے کی سنگینی کو
 سمجھاتا ہے۔

۱۳۔ طاقتور جنگجوؤں کے دوسرے حملے کے نتیجے میں، بنی اسرائیل کے آثار اور تمدن کی مکمل تباہی اور نابودی۔
 و لیتبروا ما علوه تبئیرا

۱۵۔ قال الرضا (ع) فی قول اللہ عزوجل: "إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لَا نَفْسَكُمْ وَأَنْ سَأْتُمْ فَلَهَا": "إِنْ أَحْسَنْتُمْ
 حَسَنْتُمْ لَا نَفْسَكُمْ وَأَنْ سَأْتُمْ فَلَهَا رَبِّ يَغْفِرْ لَهَا" امام رضا (ع) نے اللہ تعالیٰ کے اس قول ان احسنتم احسنتم
 لانفسك و ان ساءتم فلها کے متعلق فرمایا: اگر تم کوئی نیکی کرو گے تو اپنے لئے نیکی کرو گے اور اگر تم برائی کرو گے تو
 اس کو بخشنے والا ایک رب بھی ہے۔

اہمیتیں: اہمیتوں کے بیان کے آداب ۳: بے اہمیتی کے بیان کے آداب ۳
 برائیاں: برائیوں کے بیان کے طریقے ۳

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کے احسان کے آثار ۲: بنی اسرائیل کے فساد پھیلانے کے آثار ۱۰، ۹، ۷: بنی اسرائیل کی آسائش
 کے آثار ۸: بنی اسرائیل کی قدرت کے آثار ۸: بنی اسرائیل کا غم ۹: بنی اسرائیل کی تاریخ ۱۳، ۱۰، ۹، ۸، ۷: بنی اسرائیل
 پر حملہ ۱۳، ۱۳، ۹: بنی اسرائیل کی آسائش کا زینہ ۲: بنی اسرائیل کی شکست کا زینہ ۷: بنی اسرائیل کی قدرت کا زینہ ۲: بنی
 اسرائیل کی ہلاکت کا زینہ ۷: بنی اسرائیل پر چڑھائی ۱۳: بنی اسرائیل کی شکست ۹: بنی اسرائیل کا عصیان ۱۳: بنی اسرائیل
 کے آثار قدیمہ کی نابودی ۱۳: بنی اسرائیل کے تمدن کی نابودی ۱۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا خبر دینا ۱: اللہ تعالیٰ کی سنتیں ۵
 روایت: ۱۵

عمل: عمل کے دنیاوی آثار ۶: پسندیدہ عمل کے آثار ۱، ۳: برے عمل کے آثار ۱: پسندیدہ عمل کا انجام ۱۵
 گناہ: گناہ کا انجام

مسجد الاقصیٰ: مسجد الاقصیٰ کی کرامت ۱۲: مسجد الاقصیٰ کی اہمیت ۱۲: مسجد الاقصیٰ کے فاتح ۱۱: مسجد الاقصیٰ کی فتح
 ۱۱، ۱۰: نیکی کو بیان کرنے کے آداب ۳

آیت ۸

﴿عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يَرْحَمَكُمْ وَإِنْ عُذْتُمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا﴾

امید ہے کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم کر دے لیکن اگر تم نے دوبارہ فساد کیا تو ہم پھر سزا دیں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے ایک قید خانہ بنا دیا ہے (۸)

۱۔ بنی اسرائیل کا دودفعہ فتنہ و فساد برپا کرنے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکست کا تلخ مزہ چکھنے کے باوجود ان میں رحمت کی امید پیدا کرنا۔ عسی ربکم اُن یرحمکم

گذشتہ آیات کی مناسبت سے اس آیت میں بھی بنی اسرائیل کو خطاب ہے۔

۲۔ طاقتور لشکروں کے مسلسل حملے اور دوبار شکست کھانے کے بعد بھی بنی اسرائیل کا صفحہ ہستی سے ختم نہ ہوتا۔ عسی ربکم اُن یرحمکم

۳۔ گناہ کار انسانوں کے لئے الہی رحمت کے بارے میں امید کا راستہ بدترین حالات میں بھی بند نہیں ہوتا۔ و یتبروا ما علواً تنبیراً۔ عسی ربکم اُن یرحمکم

۳۔ فتنہ گرامتوں کی شکست کا مطلب ان سے ہمیشہ کے لئے رحمت الہی کا دروازہ بند ہونا نہیں ہے۔ عسی ربکم اُن یرحمکم

۵۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی ربوبیت کا جلوہ ہے۔ عسی ربکم اُن یرحمکم

۶۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ وہ فتنہ گر لوگوں کے لیے جو سزا پا چکے ہیں ان کی طرف دوبارہ اپنی رحمت کا رخ موڑ دے۔ و یتبروا ما علواً تنبیراً۔ عسی ربکم اُن یرحمکم

۷۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کو فتنہ و فساد کی طرف پلٹنے کی صورت میں دوبارہ عذاب کی دھمکی۔ وان عدتم عدن

۸۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ایک ایسی واقعیت ہے کہ جو ہمیشہ جاری و ساری ہے۔ انسان اس سے اپنے

اعمال کے نتیجہ میں محروم ہوتا ہے۔ عسی ربکم أن یرحمکم وإن عدتم عدنا

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو حتیٰ کہ گناہ گاروں کو اپنی رحمت کی امید دی ہے اور پھر فرمایا ہے: اگر تم گناہ اور فساد کی طرف دوبارہ لوٹ گئے تو ہماری سزا و عذاب بھی دوبارہ تمہاری طرف آئے گا۔ تو اس بات سے یہ نتیجہ لیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اس کی رحمت سے محرومیت انسان کے اعمال کا نتیجہ ہے اور اللہ کی رحمت تو ہمیشہ جاری رہنے والی واقعیت ہے۔

۹۔ فتنہ گر لوگوں کو عذاب اللہ تعالیٰ کی دائمی سنتوں میں سے ہے۔ وإن عدتم عدنا وجعلنا جہنم للكفرین حصیرا

۱۰۔ جہنم کافروں کے لئے قید خانہ ہے اور اس سے فرار کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ وجعلنا جہنم للكفرین حصیرا

”الحصر“ کا معنی اصل میں تنگ کرنا اور مجبوس کرنا ہے اور اس آیت میں یہ لفظ قید کرنے سے کنایہ ہے۔

۱۱۔ ذلت و شکست فتنہ گر لوگوں کی دنیاوی سزا ہے اور جہنم کا عذاب ان کی اُخروی سزا ہے۔

لتفسدن فی الأرض وإن عدتم عدنا وجعلنا جہنم للكفرین حصیرا

۱۲۔ فتنہ و فساد کرنے والے سرکش لوگ کافر ہیں۔ لتفسدن فی الأرض وإن عدتم عدنا وجعلنا جہنم للكفرین حصیرا

۱۳۔ فتنہ و فساد ایک بہت بڑا گناہ ہے کہ جو دنیاوی اور اُخروی عذاب کا موجب ہے۔

وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للكفرین حصیرا

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے نتائج ۶؛ اللہ تعالیٰ کے ڈراوے ۷؛ اللہ تعالیٰ کی دائمی رحمت ۸؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت ۵؛ اللہ

تعالیٰ کی سنتیں ۹؛ اللہ تعالیٰ کے عذاب ۹؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامتیں ۵

اللہ تعالیٰ کی سنتیں: عذاب کی سنت ۹

امتیں: فتنہ و امتوں کی شکست ۲

امید دلانا: اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف امید دلانا ۳، ۱؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف امید دلانے کی اہمیت ۳

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کی امید دلانا ۱؛ بنی اسرائیل کی طرف حملہ ۲؛ تاریخ ۱؛ بنی اسرائیل کی ڈروا ۱؛ بنی اسرائیل کی

شکست ۱، ۲؛ بنی اسرائیل کی فتنہ و فساد کرنا؛ بنی اسرائیل کے فتنہ و فساد کی سزا ۱؛ بنی اسرائیل کی نسل کی بقاء ۲

جہنم: جہنم کے اسباب ۱۱؛ جہنم کے صفات ۱۰؛ جہنم کے قید خانہ ہونا ۱۰
رحمت: پیش خیمہ ۶؛ رحمت سے محرومیت کے اسباب ۸؛ مشمول رحمت ۶
سازشیں کرنے والے: سازشیں کرنے والوں پر رحمت ۶

عذاب: اہل عذاب ۱۱

عمل: عمل کے نتائج ۸

فساد کرنے والے: فساد کرنے کا گناہ ۱۳؛ فساد کرنے کے نتائج ۱۳

کافر: جہنم کا کافروں پر احاطہ ۱۰

کیفر: کیفر اخروی کے اسباب ۱۳؛ کیفر دنیاوی کے اسباب ۱۳

گناہ کبیرہ: ۱۳

مفسدین: ذلت ۱۱؛ شکست ۱۱؛ کفر ۱۲؛ کیفر اخروی ۱۱؛ کیفر دنیاوی ۱۱؛ کیفر ۹؛ مفسدین جہنم میں ۱۱

آیت ۹

﴿إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا﴾

بیشک یہ قرآن اس راستہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور ان صاحبان ایمان کو بشارت دیتا ہے جو نیک اعمال
بجالاتے ہیں کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے (۹)

۱۔ قرآن مجید نوع انسان کے لئے عظیم ترین ہدایت اور محکم ترین شریعت کا حامل ہے۔

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ

یہاں عبارت "التي هي اقوم" موصوف محذوف جیسے کلمہ شریعت و ملت کے لیے صفت ہے۔

۲۔ قرآن مجید ہدایت کی کامل ترین کتاب ہے۔ اِنْ هَذَا الْقُرْآنُ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ اَقْوَمُ
مذکورہ مطلب اس بنا پر ہے کہ مفضل علیہ (اقوم) سے مراد فقط توریت کی ہدایت نہ ہو بلکہ محذوف مفضل علیہ عام اور تمام
ہدایتی کتب کو شامل ہو۔

۳۔ قرآن مجید لوگوں کو ہموار اور محکم ترین راستے پر ہدایت دینے والا ہے۔ اِنْ هَذَا الْقُرْآنُ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ اَقْوَمُ

۳۔ قرآن مجید صحیح کردار کے مالک مؤمنین کو بشارت دینے والا ہے۔ وَيُشِرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ

۵۔ وہ مؤمنین جو ہمیشہ اعمال صالح میں مشغول ہیں بہت بڑے اجر کے حامل ہیں۔

وَيُشِرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ اَنْ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيرًا

۶۔ مؤمنین کے لئے اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے اجر کو لینے کے لئے عمل صالح کی شرط کا حامل ہونا ہے۔

وَيُشِرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ اَنْ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيرًا

۷۔ عن أبي عبد الله (ع) في قوله تعالى : " اِنْ هَذَا الْقُرْآنُ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ اَقْوَمُ " قال : يَهْدِي إِلَى الْإِمَامِ^(۱)

امام صادق (ع) سے پروردگار کے اس فرمان "اِنْ هَذَا الْقُرْآنُ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ اَقْوَمُ" کے

بارے میں روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: یعنی امام کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

اجر: اجر کے ہدایت ۵، ۶

انسان: انسانوں کی ہدایت ۳

دین: بہترین دین ۱

روایت: صراط مستقیم: صراط مستقیم کی طرف ہدایت ۳

عمل صالح: عمل صالح کے نتائج ۶

قرآن مجید: قرآن مجید کی بشارتیں ۳؛ قرآن مجید کی تعلیمات ۱؛ قرآن مجید کی خصوصیات ۱؛ قرآن مجید کا کردار ۳؛ قرآن مجید کا

کمال ۳؛ قرآن مجید کا ہدایت دینا ۱، ۲، ۳، ۷

مؤمنین: صالح مؤمنین کا اجر ۵؛ صالح مؤمنین کو بشارت ۳؛ مؤمنین کے اجر کی شرائط ۶

آیت ۱۰

﴿وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾

اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ان کے لئے ہم نے ایک دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے (۱۰)

۱۔ آخرت کا انکار اللہ تعالیٰ کے دردناک عذاب میں مبتلا کرنے والا ہے۔

أَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا

۲۔ تمام عقائدی مسائل میں آخرت پر ایمان ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

پروردگار عالم نے مؤمنین کے بڑے انعام اور جزا حاصل کرنے کے لیے مؤمنین سے عمل صالح بجالانے کا مطالبہ کیا ہے۔ جبکہ کافروں کے عذاب کا سبب محض انکا آخرت کا انکار بیان کیا تو یہ نکتہ بتا رہا ہے کہ تمام دینی مسائل میں قیامت پر ایمان ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔

۳۔ آخرت کا انکار بہت سے نیک کاموں اور عملی خوبیوں کو ترک کرنے کا باعث ہے۔

وَيُشِيرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ... وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

اللہ تعالیٰ نے صالح کردار کے مالک مؤمنین کے مد مقابل صرف آخرت کے منکرین کا ذکر کیا ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انکار اور ایمان و عمل صالح کے درمیان کلی طور پر تضاد ہے۔

۳۔ کفار کو جہنم کے عذاب کی دھمکی، مؤمنین کے لئے بشارت ہے۔ وَيُشِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا۔ جملہ "وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ" جملہ "أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا" پر عطف ہے یعنی اللہ تعالیٰ مؤمنین کو دو بشارتیں دے رہا ہے:

۱۔ ان کے لئے بہت بڑے اجر کا ہون

۲۔ کفار کے لئے عذاب تیار کرن

۵۔ قرآنی ہدایت میں بشارت اور ڈرانا، دو بنیادی عناصر ہیں۔ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي وَيُشِيرُ أَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا مندرجہ بالا نکتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مؤمنین کو بشارت دینے کے ساتھ ساتھ کافروں کو ڈرانے کے ذکر کرنے سے حاصل ہوا ہے۔

- ۶۔ آخرت کے منکرین کے لئے ابھی سے عذاب آمادہ ہے۔ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
- "اَعْتَدْنَا" یہ کلمہ صیغہ ماضی ہے جو ابھی سے عذاب کے تیار ہونے کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔
- آخرت: آخرت کے جھٹلانے والوں کے عذاب کا ابھی سے تیار ہونا ۶؛ آخرت کو جھٹلانے کی نتائج ۱، ۳
- اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے عذاب ۱
- ایمان: آخرت پر ایمان کی اہمیت ۲
- بشارت: بشارت کا کردار ۵
- خوبیاں: خوبیوں کے لئے رکاوٹیں ۳
- دین: اصول دین ۲
- ڈرانا: جہنم سے ڈرانا ۳؛ ڈرانے کے نتائج ۵
- عذاب: دردناک عذاب ۱؛ عذاب کے اسباب ۱؛ عذاب کے مراتب ۱
- قرآن مجید: قرآن مجید کا ہدایت دینا ۵
- کفار: کفار کو ڈرانا ۳
- مؤمنین: مؤمنین کو بشارت
- نیک کام: نیک کاموں کے لئے رکاوٹیں ۳
- ہدایت: ہدایت کا طریقہ ۵

آیت ۱۱

﴿وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾

- اور انسان کبھی کبھی اپنے حق میں بھلائی کی طرح برائی کی دعا مانگنے لگتا ہے کہ انسان بہت جلد باز واقع ہوا ہے (۱۱)
- ۱۔ انسان برائی اور بدی کو خیر اور اچھائی کی مانند چاہنے والا ہے۔ ویدع الإنسان بالشرّ دعاء ھ بالخیر
- دعا سے مراد مطلق طلب ہے چاہے وہ دعا کے الفاظ سے ہو یا اس کے علاوہ ہو۔
- ۲۔ انسان کے اندر خیر کی طلب واقعی ہے جبکہ بدی کی چاہت حقیقی نہیں ہے۔ ویدع الإنسان بالشرّ دعاء ھ بالخیر

انسان کی خیر کی چاہت و طلب سے بدی کی چاہت کو تشبیہ دیتے ہوئے مندرجہ بالا نتیجہ اخذ کیا ہے یعنی جس طرح انسان ہمیشہ طبعی اور حقیقی طور پر طالب خیر ہے اسی طرح بدی کی پیچھے بھی جائے گا۔

۳۔ آخرت کے منکرین خیر و خوبی کی طرح شر اور بدی کے طالب ہوتے ہیں۔

وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُدْعِ الْإِنْسَانَ بِالشَّرِّ دُعَاءَ هُ بِالْخَيْرِ۔

مندرجہ بالا نتیجہ ہم نے اس نکتہ سے لیا ہے کہ یہاں "الإنسان" سے مراد تمام انسان نہیں ہیں۔ جیسا کہ بعض مفسرین نے بھی تصریح کی بلکہ یہاں "الإنسان" پر الف و لام عہد ذکر کی کا ہے یعنی یہاں مراد وہ منکرین آخرت ہیں کہ جن کا اس سے پہلے والی آیت "الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ" میں ذکر ہوا ہے۔

۴۔ انسان کی طبیعت جلد بازی کے ساتھ مخلوط ہے۔ وکان الإنسان عجولاً

۵۔ انسان اپنی جلد بازی والی خصلت کی وجہ سے اپنے مقصود تک پہنچنے کے لئے بُرے اور مذموم وسائل کا سہارا لیتا ہے۔

ویدع الإنسان بالشَّرِّ دُعَاءَ هُ بِالْخَيْرِ وکان الإنسان عجولاً مندرجہ بالا نتیجہ اس نکتہ سے لیا گیا ہے کہ "بالشَّرِّ" اور "بالْخَيْرِ" میں باء استعانت کے لئے ہے یعنی جلد باز انسان خیر اور شر کے وسایل میں کوئی فرق نہیں دیکھتا۔ مثلاً زندگی کی آسائش کے لئے چوری، ناجائز منفعت اٹھانا اور ذخیرہ اندوزی جیسی چیزوں سے سہارا لیتا ہے۔

۶۔ انسان کی جلد بازی باعث بنتی ہے کہ انسان اپنے حقیقی فائدے اور خسارے کو پہچاننے میں خطا کرے۔

ویدع الإنسان بالشَّرِّ دُعَاءَ هُ بِالْخَيْرِ وکان الإنسان عجولاً

یہاں "کان الإنسان عجولاً" والا جملہ "یدع الإنسان" کی علت بیان کر رہا ہے کہ چونکہ انسان جلد باز ہے لہذا خیر اور شر اور اپنے فائدہ و خسارہ کو ایک جیسا دیکھتا ہے اور دونوں کے پیچھے لگتا ہے۔

۷۔ انسان کا نقد چاہنا اور بے صبری کا مظاہرہ کرنے کا نتیجہ آخرت کا انکار ہوتا ہے۔

الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُدْعِ الْإِنْسَانَ بِالشَّرِّ وکان الإنسان عجولاً

مندرجہ بالا نتیجہ اس نکتہ سے لیا گیا ہے کہ جملہ "یدع الإنسان" پہلی آیت "الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ" کی تفسیر کر رہا ہے اور "الإنسان" میں الف و لام عہد ذکر کی کا ہے کہ جو ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے کہ جن کا اسی جملہ میں ذکر ہوا ہے یعنی چونکہ انسان جلد باز ہے اور صبر نہیں کرتا لہذا آخرت پر ایمان نہیں لاتا ہے اور وہ دنیا کے نقد مال کے پیچھے ہے۔

- ۸۔ جلد بازی، معرفت و شناخت کی آفات میں سے ہے۔ ویدع الإنسان بالشرّ دعاء ھ بالخیر وکان الإنسان عجولا
- ۹۔ انسان کا اپنی خواہشات اور امیدوں میں غور و فکر کرنے کا ذمہ دار ہونا۔ ویدع الإنسان بالشرّ دعاء ھ بالخیر وکان الإنسان عجولا مندرجہ بالا آیت میں بشری ضعف کے نقاط میں سے ایک نقطہ بیان ہوا ہے کہ جس کا سبب اس کی جلد بازی اور دور اندیشی سے خالی ہونا ہے اور یہ بات حقیقت میں ایک تنبیہ ہے کہ انسانوں پر ضروری ہے کہ وہ دور اندیش ہوں اور اپنے فائدوں کے حوالے سے غور و فکر کریں۔
- آخرت: آخرت کو جھٹلانے کے اسباب ۴؛ آخرت کے منکرین کا خیر خواہ ہونا ۳؛ آخرت کو جھٹلانے والوں کا شر پسند ہونا ۳؛ آخرت کو جھٹلانے والوں کی صفات ۳؛ آخرت کو جھٹلانے والوں کے تمایلات ۳
- انسان: انسان کے تمایلات ۱، ۲؛ انسان کی جلد بازی ۳؛ انسان کی خیر خواہی ۱، ۲؛ انسان کی ذمہ داری ۹؛ انسان کی شر پسندی ۱، ۲؛ انسان کی صفات ۱، ۳؛ انسان کی طبیعت ۳؛ انسان کی جلد بازی کے نتائج ۵
- برائیاں: برائیوں سے فائدہ اٹھانے کا پیش خیمہ ۵
- تحریک: تحریک کا پیش خیمہ ۵
- تمایلات: خیر کی طرف تمایلات ۱، ۲؛ شر کی طرف جھکاؤ ۱، ۲
- شناخت: شناخت کی آفات ۶، ۸
- جلد بازی: جلد بازی کے نتائج ۵، ۶، ۷، ۸
- خطاء: خطاء کے اسباب ۶
- خیر خواہی: خیر خواہی کی حقیقت ۲
- دور اندیشی: دور اندیشی کی اہمیت ۹
- فائدہ: فائدہ کی تشخیص میں رکاوٹیں ۶
- فکر: آرزوؤں میں فکر ۹
- نقصان: نقصان کی تشخیص میں رکاوٹیں ۶

آیت ۱۲

﴿وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوا فَضلاً مِّن رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلاً﴾

ورہم نے رات اور دن کو اپنی نشانی قرار دیا ہے پھر ہم رات کی نشانی کو مٹا دیتے ہیں اور دن کی نشانی کو روشن کر دیتے ہیں تاکہ تم اپنے پروردگار کے فضل و انعام کو طلب کر سکو اور سال اور حساب کے اعداد معلوم کر سکو اور ہم نے ہر شے کو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے (۱۲)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے دن اور رات کو اپنی نشانیوں میں سے دو نشانیاں قرار دیا ہے۔ وجعلنا الیل والنہار ء ایتین

۲۔ رات کی تاریکی چھٹ جانے کے ساتھ ہی دن کی روشنی کا آنا اللہ تعالیٰ کی تدبیر کی نشانی ہے۔

فمحونا ء آية الیل وجعلنا آية النهار مبصرة

۳۔ رات میں چاند کی روشنی کا ختم ہونا اور سورج کا روشن کرنا یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں

فمحونا ء آية الیل وجعلنا ء آية النهار مبصرة

مندرجہ بالا نتیجہ اس حوالے سے لیا گیا ہے کہ "آیۃ اللیل" سے مراد چاند ہو اور "آیۃ النهار" سے مراد سورج ہو۔

۴۔ کائنات کے مظاہر، پروردگار کی تدبیر کے تحت ہیں اور اس کے وجود کی نشانیاں ہیں۔

وجعلنا الیل والنہار ء ایتین فمحونا ء آية الیل وجعلنا ء آية النهار مبصرة

۵۔ انسان شب کی تاریکی کے بعد دن کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے رزق اور فضل سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ فمحونا ء آية الیل

وجعلنا ء آية النهار مبصرة لتبتغوا فضلاً من ربکم

۶۔ رزق، فائدے اور الہی ذخائر انسان کے لئے اور اس کے پروردگار کی ربوبیت کے ذخائر ہیں۔ لتبتغوا فضلاً من ربکم

۷۔ رزق، فائدے اور الہی ذخائر انسان کے لئے اللہ کا فضل اور فائدے اٹھانے کے لئے ہیں۔ لتبتغوا فضلاً من ربکم

۸۔ انسان، فقط حرکت و تلاش کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے رزق اور اپنی ضروریات کو پاسکتا ہے۔

لتبتغوا فضلاً من ربکم

"ابتغای" (باب افتعال سے ہے) کا معنی اپنی ضروریات کو حاصل کرنے کے لئے بہت زیادہ کوشش و تلاش کرنا ہے۔

(مفردات راغب)

۹۔ دن رات کی گردش کا ایک فائدہ زمان اور سال کا حساب اور انسان کی تاریخ کے ساتھ آشنائی ہے۔
جعلنا ء اية النهار ... لتعلموا عدد السنين والحساب

۱۰۔ وقت کی پہچان اور اس کا نظم انسانی زندگی کے لئے بہت اہم اور حیاتی حیثیت رکھتا ہے۔ لتعلموا عدد السنين والحساب

۱۱۔ دینی تعلیمات اور وحی سے سکھائی گئی چیزوں میں انسانی سعادت و کمال کے حوالے سے تمام ضرورتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنُ يَهْدِي ... وَكُلُّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا

مجموعی طور پر مفسرین کا یہ خیال ہے کہ قرآن چونکہ ایک ہدایت والی کتاب ہے اور اس کا ہدف انسان کو سعادت و کمال فراہم کرنا ہے، لہذا "کل شی" سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں کہ جن کا سعادت، کمال اور ہدایت سے تعلق ہے نہ کہ یہاں مراد کائنات کے تمام حقائق ہیں۔

۱۲۔ قرآن مجید اپنی متعدد فصول اور حصوں میں انسانی ضرورت کے مطابق تمام فرامین ہدایت لئے ہوئے ہے۔
إِنَّ هَذَا الْقُرْآنُ يَهْدِي ... وَكُلُّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا

مندرجہ بالا نتیجہ اس حوالے سے لیا گیا ہے کہ "فصلناہ" اپنے لغوی معنی (جدا کرنے) میں استعمال ہوا ہے

۱۳۔ کائنات اور خلائق عالم میں معمولی سی بھی ٹوٹ پھوٹ اور بے نظمی موجود نہیں ہے۔ وکل شی فصلناہ تفصیلاً
مندرجہ بالا نتیجہ اس حوالے سے لیا گیا کہ "کل شی" سے مراد تمام کائنات ہے تو اس صورت میں "فصلناہ" مادہ "فصل" سے ہے اور اس کا معنی ایک چیز کو دوسری چیز سے جدا کرنا ہے (مفردات راغب) تو اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ "ہم نے ہر چیز کو اس کے مقام پریوں قرار دیا ہے کہ دوسری سے مخلوط نہ ہو"۔ اور اس کائنات میں ہر وجود میں آنے والی چیز نظم و ضبط کی حامل ہے۔

۱۴۔ انسانی زندگی میں دن و رات کی گردش کے اثرات اور اس کی اہمیت کو یاد دلانا اللہ تعالیٰ کے ذریعے آیات کی تفصیل بیان ہونے کا ایک نمونہ ہے۔ وجعلنا الليل والنهار آيتين ... وَكُلُّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا

کل شی کا ایک مصداق اس جملہ "وجعلنا الليل والنهار آيتين" کے قرینہ کے مطابق دن رات کی گردش ہو سکتی ہے۔

۱۵_ یزید بن سلام ... سال رسول اللہ (ص) فقال له ... فما بال الشمس والقمر لا يستويان في الضوء والنور، قال ... أمر الله تعالى جبرائيل : أن يمحو ضوء القمر فمحاه ... وذلك قول الله عزوجل: وجعلنا الليل والنهار آيتين فمحونا آية الليل وجعلنا آية النهار مبصرة ...؛^(۱) یزید بن سلام نے رسول اللہ (ص) سے سوال کیا اور آپ (ص) سے پوچھا ... سورج اور چاند کیسے روشنی کے حوالے سے ایک جیسے نہیں ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل (ع) کو حکم دیا کہ چاند کی روشنی کو محو کر دے تو اس نے چاند کی روشنی کو محو کر دیا یہ وہی کلام الہی ہے کہ فرماتا ہے: 'وجعلنا الليل والنهار آيتين فمحونا آية الليل وجعلنا آية النهار مبصرة ...'

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے اللہ تعالیٰ کے فضل کا پیش خیمہ ۵، اللہ تعالیٰ کی معرفت کی دلیل ۳؛ اللہ تعالیٰ کا رزق ۶، ۷، ۸؛ اللہ تعالیٰ کا فضل ۷؛ اللہ تعالیٰ کے رزق سے فائدہ لینا ۸؛ اللہ تعالیٰ کی تدبیر کی نشانیاں ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی نشانیاں ۶؛ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ۶

اللہ تعالیٰ کی نشانیاں: اللہ تعالیٰ آفاقی نشانیاں ۱۵، ۳، ۳، ۱؛ اللہ تعالیٰ کی نشانوں کی وضاحت ۱۳
انسان: انسان کے فائدے ۶؛ انسان پر فضل ۷؛ انسان کی ضروریات کو واضح کرنے کا منبع ۱۲؛ انسان کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں مؤثر اسباب ۸؛ انسان کی ضرورتوں کی وضاحت ۱۱
تاریخ: تاریخ کو پہچاننے کے وسائل ۹

تخلیق: تخلیق میں تدبیر ۳؛ تخلیق کے نظام کی خصوصیات ۱۳؛ تخلیق میں قانون ۱۳؛ تخلیق کا نظام و ضبط ۱۳
چاند: چاند کے نور کا اللہ تعالیٰ کی نشانوں میں سے ہونا ۳
حدیث: ۱۵

دن: دن کی گردش کی اہمیت ۱۳؛ دن کی روشنائی ۱۵؛
دن کی روشنی کے فوائد دن کی گردش کے فوائد ۹؛ دن کی گردش کا کردار ۱۳؛ دن کی روشنی کے نتائج؛ دن کا اللہ تعالیٰ کی نشانوں میں سے ہونا ۱

(۱) علل الشرائع، ص ۴۷۰، ج ۳۳، ب ۲۲۲، نور الثقلین ج ۳، ص ۱۴۳، ح ۱۰۰۔

دین: دین و غیبت ۱۱; دین کا کردار ۱۱

رزق: رزق میں مؤثر اسباب ۸

رات: رات کی گردش کی اہمیت ۱۳; رات کی تاریکی ۵، ۱۵; رات کی تاریکی کا زوال ۲; رات کی گردش کے فوائد ۹; رات کی گردش کا کردار ۱۳; رات کا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہونا ۱

سال شماری: سال شماری کے وسائل ۹

سعادت: سعادت کے اسباب ۱۱

سورج: سورج کی روشنی کا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہونا ۳

عمل: عمل کے نتائج ۸

قرآن مجید: قرآن تعلیمات ۱۲; قرآنی خصوصیات ۱۲; قرآن کا ہدایت دینا ۱۲

وحی: وحی کا کردار ۱۱

وقت: وقت کی اہمیت ۱۰

وقت کی پہچان: وقت کی پہچان کی اہمیت ۱۰

آیت ۱۳

﴿وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا﴾

اور ہم نے ہر انسان کے نامہ اعمال کو اس کی گردن میں آویزاں کر دیا ہے اور روز قیامت ا سے ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح پیش کر دیں گے (۱۳)

۱۔ ہر انسان اپنے اعمال کے مد مقابل ذمہ دار ہے۔ وکل انسان أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ

"طائر" سے مراد انسان کا عمل ہے چاہے خیر ہو یا شر ہو۔

۲۔ انسان کے اعمال کا نتیجہ اور رد عمل ہمیشہ اسی سے لپٹا ہوا ہے اور وہ اس سے جدا ہونے والا نہیں ہے۔ وکل انسان ا

لْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر انسان کا اعمال نامہ اس کی گردن سے باندھا ہوا ہے (نہ کہ اس

کے ہاتھ میں دیا ہوا ہے) ہو سکتا ہے کہ یہ اعمال کا انسان سے ہمیشہ کے تعلق اور لزوم کا کنایہ ہو۔

۳۔ انسان کی سعادت و شقاوت، براہ راست اس کے اعمال کا نتیجہ ہے نہ کہ یہ اتفاقی اسباب ہیں مثلاً تقدیر و قسمت وغیرہ کے تحت نہیں ہے۔ وکل انسان الزمنہ طائرہ فی عنقہ

لفظ طائر کا عمل کے لئے استعمال شاید اس لئے ہو کہ انسان کے مقدر میں چانس، قسمت وغیرہ کے حوالے سے غلط نظریہ جہالت کی نفی ہو۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اعمال کو دنیا میں درج کیا ہے اور روز قیامت اس سے کھلی ہوئی کتاب کی شکل میں اس کے سامنے ظاہر کرے گا۔ ونخرج له يوم القيامة كتاباً يلقه منشورا

۵۔ انسان، قیامت کے دن اپنے اعمال پر آگاہ ہوگا۔ وکل انسان ... کتاباً يلقه منشورا

۶۔ عن محمد بن مسلم بن أبي جعفر وأبي عبد الله (عليهما السلام) عن قوله: "وكل إنسان الزمنه طائرہ فی عنقہ قال: قدره الذی قدر علیہ؛ (۱)

محمد بن مسلم نے امام باقر اور امام صادق علیہما السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "وكل إنسان الزمنه طائرہ فی عنقہ" کے حوالے سے روایت کی انہوں نے فرمایا: جسے چاہیے تھا کہ انسان کا مقدر بنائے اس نے بنا دیا ہے۔

۷۔ عن سدير الصير في قال: دخلت ... على ... أبي عبد الله الصادق (ع) ... قال: نظرت في كتاب الجفر ... وملت منه مولد قائمنا وغيبته ... وبلوى المؤمنين في ذلك الزمان وتولد الشكوك في قلوبهم من طول غيبته وارتداد أكثرهم عن دينهم وخلعهم ربة الإسلام من أعناقهم التي قال الله تقدس ذكره: "وكل إنسان الزمنه طائرہ فی عنقہ" یعنی الولاية (۱)

سدير صيرفي سے روایت ہوئی ہے کہ میں امام صادق (ع) کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ (ع) نے فرمایا کہ میں نے کتاب جفر میں نگاہ کی اور ہمارے قائم (عج) کی ولادت اور انکی غیبت کے حوالے سے تامل کیا اور (میں نے دیکھا کہ) اس زمانے میں مؤمنین کی آزمائش اور انکے دل میں شک و شبہ کا پیدا ہونا اور حضرت (ع) کی غیبت کا طولانی ہونا اور اکثر مؤمنین کا اپنے دین سے پھر جانا اور اسلام کی رسی کا انکی گردنوں سے جدا ہونا یہ وہ رسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے: "وكل إنسان الزمنه طائرہ فی عنقہ" کہ یہاں مراد ولایت ہے۔

۸۔ وعن أبي بصير قال: سمعت أبا عبد الله (ع) يقول:

"إن المؤمنين يعطى يوم القيامة كتاباً يلقاه منشوراً مكتوب فيه: كتاب الله العزيز الحكيم: ادخلوا فلاناً الجنة" (۱)

حضرت ابی بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام صادق (ع) سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ روز قیامت مؤمن کو نوشتہ دیا جائے گا کہ جسے وہ کھلا ہوا دیکھیں گے اور اس میں لکھا ہوا ہوگا کہ یہ اللہ تعالیٰ عزیز و حکیم کا نوشتہ ہے کہ فلاں کو جنت میں داخل کیا جائے۔

۹_ عن النبی (ص) قال: الكتب کلّها تحت العرش فإذا کان يوم القيامة بعث الله تبارک وتعالی ریحاً تطیرها بالایمان والشمائل أول حرفه: اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیباً؛ (۲)

رسول اکرم (ص) سے روایت ہوئی کہ تمام مکتوبات عرش کے نیچے رکھے گئے ہیں اور جب قیامت کا دن آئے گا تو اللہ تعالیٰ ہوا کو اٹھائے گا تاکہ انہیں اڑائے اور لوگوں کے دائیں اور بائیں ہاتھوں میں پہنچا دے اور اس نوشتہ کا پہلا کلمہ یہ ہے: "اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیباً" اپنا نوشتہ پڑھ کافی ہے کہ آج تو خود اپنا حساب لینے والا بن۔

اتفاق: اتفاقی امور کا رد ہونا ۳/ اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا مقدر طے کرنا ۶

امام مہدی (عج): امام مہدی (عج) کی ولایت ۷

انسان: انسان کی آخرت سے آگاہی؟; انسان کی ذمہ داری ۱; انسان کا مقدر ۶

جنت: چھٹکارا ۶/ چانس و قسمت: چانس و قسمت رد ہونا ۳

حدیث: ۶، ۷، ۸، ۹

سعادت: سعادت کے اسباب ۳

شقاوت: شقاوت کے اسباب ۳

عمل: عمل سے اُخروی آگاہی ۵; عمل کی ذمہ داری ۱; عمل کا ثبوت کرنا ۳; عمل کے نتائج ۲، ۳

قیامت: قیامت کے روز حساب و کتاب کا ہونا ۹

نوشتہ عمل: قیامت کے روز نوشتہ عمل ۳، ۹

(۱) تفسیر بہان ج ۲، ص ۴۱۱، ح ۱، بحار الانوار ج ۷، ص ۳۲۵، ح ۱۸

(۲) تفسیر بہان ج ۲، ص ۴۱۲، ح ۷۔

آیت ۱۳

﴿إِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا﴾

کہ اب اپنی کتاب کو پڑھ تو آج تمہارے حساب کے لئے یہی کتاب کافی ہے (۱۳)

۱۔ اللہ تعالیٰ کا قیامت کے دن انسانوں کو اپنا اعمال نامہ پڑھنے کی دعوت دینا۔
ونخرج له يوم القيامة كتاباً... إقرأ كتابك

۲۔ روز قیامت ہر انسان اپنا اعمال نامہ پڑھنے کے ساتھ خود اپنا حساب لینے والا ہوگا۔
إقرأ كتابك كفى بنفسك اليوم عليك حسيبا

۳۔ انسان کا حساب روز قیامت اس کے نامہ اعمال میں واضح اور روشن ہوگا۔ کفی بنفسك اليوم عليك حسيبا
یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے حساب لینے کے لئے "تو خود ہی کافی ہے" اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کا عمل و حساب اس قدر واضح اور روشن ہوگا کسی کے واضح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔
۳۔ روز قیامت انسان کے اعمال کے محاسبہ کے لئے، دلیل اور گواہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔
کفی بنفسك اليوم عليك حسيبا

۵۔ "عن أبي عبد الله (ع) في قوله: "إقرأ كتابك كفى بنفسك اليوم" قال: يذكر بالعبد جميع ما عمل وما كتب عليه حتى كأنه فعله تلك الساعة فلذلك قالوا: يا ويلتنا ما لهذا الكتاب لا يغادر صغيرة ولا كبيرة إلا أحصاها" (۱)

امام صادق (ع) سے اس کلام الہی: "إقرأ كتابك كفى بنفسك اليوم" کے حوالے سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: انسان نے جو تمام اعمال انجام دیے ہیں وہ اس میں لکھے ہوئے ہیں اور وہ اس سے ایسے یاد دلانے جائیں گے کہ گویا اس نے ابھی انجام دیئے ہیں تو وہ اس حوالے سے کہیں گے: ہائے یہ کیسا نوشتہ ہے کہ جس نے نہ چھوٹا اور نہ بڑا گناہ چھوڑا ہے سب کو شمار کر دیا ہے۔"

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۲۸۴، نور الثقلین ج ۳، ص ۱۴۴، ح ۱۰۷۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی دعوت ۱

حدیث: ۱۵

حساب لینا: آخرت کا حساب لینے کی خصوصیات ۳; آخرت کا حساب لینے میں گواہی ۳; آخرت کا حساب لینے میں وضاحت ۳; آخرت کا حساب لینے میں وکالت ۳
عمل: آخرت کے عمل کا حساب لینا ۳; عمل کا حساب لینا ۳
قیامت: قیامت میں حساب لینا ۲

نوشتہ عمل: نوشتہ عمل کا پڑھنا ۱، ۲; نوشتہ عمل کا قیامت میں ہونا ۱، ۳; نوشتہ عمل کا وسیع ہونا ۵; نوشتہ عمل کی وضاحت ۳

آیت ۱۵

﴿مَنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّٰ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾

جو شخص بھی ہدایت حاصل کرتا ہے وہ اپنے فائدہ کے لئے کرتا ہے اور جو گمراہی اختیار کرتا ہے وہ بھی اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور کوئی کسی کا بوجھ اٹھانے والا نہیں ہے اور ہم تو اس وقت تک عذاب کرنے والے نہیں ہیں جب تک کوئی رسول نہ بھیج دیں (۱۵)

۱۔ ہر کسی کی ہدایت کا فائدہ اور گمراہی کا نقصان خود اسے پہنچے گا۔ من اهتدى فإنما يهتدى لنفسه ومن ضلَّ فإنما يضل عليه
۲۔ ہدایت منفعت و فوائد کے لئے ہے جبکہ گمراہی کا نتیجہ ضرر و نقصان ہے۔

من اهتدى فإنما يهتدى لنفسه ومن ضلَّ فإنما يضل عليه

۳۔ انسان، ہدایت یا گمراہی کا راستہ اختیار کرنے میں صاحب اختیار ہے۔

من اهتدى فإنما يهتدى لنفسه ومن ضلَّ فإنما يضل عليه

۳۔ کائنات میں الہی نشانیوں کی وضاحت اور روز قیامت اعمال کے محاسبہ کی نصیحت لوگوں کی ہدایت کے لئے ہے۔

وجعلنا الليل والنهار ء ايتين ... اقرا كتابك ... من اهتدى فإنما يهتدى لنفسه

۵۔ کوئی بھی انسان کسی دوسرے کے عمل کا بوجھ اپنے کندھوں پر نہیں اٹھائے گا۔ ولا تزرو وزارة وزير آخری
"وزر" سے مراد بھاری چیز ہے اور یہ یہاں گناہ سے کنایہ ہے۔

۶۔ گناہ، انسان کے کندھوں پر بھاری بوجھ ہے۔ ولا تزرو وزارة وزير آخری
"وزر" لغت میں بھاری چیز کو کہتے ہیں (لسان العرب) اور اس لئے گناہ کو "وزر" کہا گیا ہے کہ اس کے نتائج بھی بھاری
ہوتے ہیں۔

۷۔ اعمال کی جزا کے نظام پر الہی عدل حاکم ہے۔ ولا تزرو وزارة وزير آخری

۸۔ رسولوں کو بھیجنے اور اتمام حجت سے قبل لوگوں کو سزا نہ دینا ایک سنت الہی ہے۔ وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا

۹۔ انبیاء کی بعثت کے اہداف میں سے ایک ہدف لوگوں پر حجت تمام کرنا ہے۔ وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا

۱۰۔ کسی بھی عمل کی بدی اور ناجائز ہونے کے بیان سے پہلے اس عمل کی وجہ سے عقاب و عذاب دینا قبیح ہے۔
وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "ہم جب تک حقائق بیان کرنے کے لئے لوگوں کی طرف رسول نہیں بھیجتے انہیں عذاب
و عقاب نہیں کرتے"۔ یہاں احتمال یہ ہے کہ یہ قانون اس عقلی فنیلے کے مطابق ہو کہ "بغیر بیان کے عقاب قبیح اور
نا پسند ہے"۔

۱۱۔ گناہ گار امتوں پر اتمام حجت اور رسول کے بھیجنے کے بعد دنیاوی عذاب کا نازل ہونا۔
وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا

جملہ "ما كنا معذبين حتى نبعث رسولا" مطلق ہے کہ جو دنیاوی عذاب کو بھی شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی جزائیں ۷؛ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت و عدالت ۷؛ اللہ تعالیٰ کی سننیں ۸؛ اللہ تعالیٰ کے عذابوں کی شرائط
۸؛ اللہ تعالیٰ کے عذاب ۷؛ اللہ تعالیٰ کے عذابوں کا قانون کے مطابق ہونا ۱۱؛ الہی حجت کا اتمام ہونے کا کردار ۸، ۱۱
اللہ تعالیٰ کی آیات:

کائنات میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ۳؛ اللہ تعالیٰ کی آیات واضح کرنے کا فلسفہ ۳
 اللہ تعالیٰ کے رسول: اللہ تعالیٰ کے رسولوں کا کردار ۸
 اتمام حجت: اتمام حجت کی اہمیت ۹
 امتیں: گناہ گار امتوں کا دنیاوی عذاب ۱۱
 انبیاء: انبیاء کے ذریعے اتمام حجت ۱۱؛ انبیاء کی بعثت کا فلسفہ ۹؛ انبیاء کا کردار ۱۱
 انسان: انسان کا اختیار ۳
 جبر و اختیار: ۳
 جزا کا مقام: ۴
 خود: خود کو نقصان ۱
 عمل: عمل کی ذمہ داری ۵؛ ناپسند عمل ۱۰
 فقہی قواعد: بلا بیان عذاب کا قانون ۱۰
 گمراہی: گمراہی اختیار ۳؛ گمراہی کا نقصان ۱، ۲
 گناہ: دوسروں کے گناہوں کو تحمل کرنا ۵؛ گناہ کا بوجھ ۶
 نصے حت: اعمال کے آخرت میں محاسبہ کی نصیحت ۳
 ہدایت: ہدایت میں اختیار ۳؛ ہدایت کا پیش خیمہ ۳؛ ہدایت کے فوائد ۱، ۲

آیت ۱۶

﴿وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاَهَا تَدْمِيرًا﴾

اور ہم نے جب بھی کسی قریہ کو ہلاک کرنا چاہا تو اس کے ثروت مندوں پر احکام نافذ کروئے اور انھوں نے ان کی نافرمانی کی تو ہماری بات ثابت ہو گئی اور ہم نے اسے مکمل طور پر تباہ کر دیا (۱۶)
 ۱۔ کسی بھی معاشرہ کے امراء اور ثروت مند طبقہ کا فسق و فجور اس معاشرہ کی تباہ بربادی کا سبب بنتا ہے۔
 وإذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيه

"مترف" مادہ "ترف" سے لیا گیا ہے اور "ترف" سے مراد بہت زیادہ رزق و نعمت ہے (مفردات راغب)

۲_ تاریخ اور انسانی معاشروں کے حوادث، الہی ارادہ کے تحت ہیں۔

وَإِذَا رَدْنَا أَنْ نَهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مَتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا ... فدمرناه

۳_ آسائش و ثروت سے مالا مال ہونا فسق و فجور کی طرف میلان کی پیش خیمہ ہے۔ اُمرنا مترفہا ففسقوا فیہ

معاشرہ کے تمام طبقات میں سے فاسق و فاجر ہونے کے لئے ثروت مند طبقے کا ذکر ہونا حالانکہ فسق و فجور تمام لوگوں سے ہو سکتا ہے اس کا کسی خاص طبقہ سے تعلق نہیں ہے شاید اسی مندرجہ بالا نکتہ کی بنا پر ہے۔

۴_ ثروت مند اور صاحبان مال و متاع دوسروں کی نسبت زیادہ نافرمانی خدا اور مخالفت حق کا شکار ہیں۔

۱_ اُمرنا مترفہا ففسقوا فیہ مندرجہ بالا نتیجہ اس بناء پر لیا گیا ہے کہ "اُمرنا" کا مفعول "بالطاعة" کی مانند کوئی لفظ محذوف ہو تو اس صورت میں آیت کا معنی یوں ہوگا کہ ہم معاشرہ کے ثروت مند طبقہ کو اطاعت و بندگی کا حکم دیتے ہیں۔ لیکن وہ توقع کے برخلاف فسق و فجور کی راہ کو اختیار کرتے ہیں۔

۵_ ارادہ الہی اسباب و مسببات کے تحت انجام پاتا ہے۔ وَإِذَا رَدْنَا ففسقوا فیہا فحق علیہا القول

۶_ کسی معاشرہ میں فاسق و فاجر مالدار لوگوں کی تعداد کا بڑھنا پروردگار کی سنتوں کے مطابق اس معاشرہ کی تباہی کے اسباب میں سے ہے۔ وَإِذَا رَدْنَا أَنْ نَهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مَتْرَفِيهَا ففسقوا فیہ

بعض کا خیال ہے کہ "اُمرنا" کثرنا کے معنی پر ہے۔ (ہم نے مزید بڑھایا) (مفردات راغب) تو اس صورت میں "اُمرنا مترفہا" سے مراد ثروت مند طبقہ کا بڑھنا ہے۔

۷_ مالدار طبقہ کا فسق و فجور دوسرے طبقات کی گناہ و بربادی کی طرف رغبت میں مؤثر اور اہم کردار ادا کرتا ہے۔

۱_ اُمرنا مترفہا ففسقوا فیہ

تمام طبقات میں سے بالخصوص ثروت مند طبقے کا ذکر ہونا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ دوسرے طبقات کی نسبت اس طبقہ کا گناہ میں آلودہ ہونا، معاشرہ کے بگڑنے اور تباہ ہونے میں زیادہ مؤثر اور اہم کردار ادا کرتا ہے۔

۸_ کوئی بھی معاشرہ اور اس کا تغیر و تبدل واضح سنت و قانون کے مطابق ہے۔ وَإِذَا رَدْنَا أَنْ نَهْلِكَ ... ففسقوا فیہا ... فدمرناه

"قریہ" لغت میں انسانوں کے مجموعہ کو کہتے ہیں (مفردات راغب) یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جب معاشرہ کے مالدار لوگ فاسق ہو جاتے ہیں تو ان کے بارے میں ہماری بات یقینی ہو جاتی ہے "فحق علیہا القول" یہ اس بات کو بیان کر رہا ہے کہ معاشرہ کے تغیرات واضح قانون کے حامل ہیں۔

۹۔ انسانوں کے اعمال ان کی تباہی و بربادی میں واضح کردار ادا کرتے ہیں۔

وإذا اردنا ان نهلك قرية... ففسقوا فيها فحق علیہا القول فدمرنا

۱۰۔ معاشرتی سطح پر نافرمانی الہی یقینی طور پر عذاب الہی کے نزول کا موجب ہے۔ فسقوا فیہا فحق علیہا القول

۱۱۔ نافرمان معاشرہ کا عذاب اس قدر شدید ہے کہ اس کی مکمل تباہی و نابودی کا سبب بنتا ہے۔

فسقوا فیہا فحق علیہا القول فدمرنا تدمیرا

۱۲۔ "عن أبی جعفر (ع) فی قول اللہ : "إذا اردنا ان نهلك قرية امرنا متزفہا" قال: تفسیرہا امرنا اکابرہا" (۱) امام

باقر (ع) سے اللہ تعالیٰ کی اس کلام: "إذا اردنا ان نهلك قرية امرنا متزفہا" کے حوالے سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ ہم اس علاقہ کے بڑوں کو حکم کرتے ہیں۔

آسان پسند لوگ: آسان پسند لوگوں سے مراد ۱۲؛ آسان پسند لوگوں کا حق قبول نہ کرنا ۳؛ بدکار آسان پسند طبقے کا کردار

۶/ اسباب کا نظام: ۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے احکام ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی سنتیں ۶؛ الہی ارادہ کے جاری ہونے کی مقامات ۵؛ الہی ارادہ کی اہمیت ۲

تاریخ بتاریخ تبدیلیوں کا سرچشمہ ۲

حق: حق قبول نہ کرنے کا خطرہ ۳/ عذاب: عذاب کے اسباب ۱۰؛ عذاب کے درجات ۱۱

عمل: عمل کے نتائج ۹/ طبعی اسباب: طبعی اسباب کے اثرات ۵

فساد: فساد کے معاشرتی نتائج ۷؛ فساد پھیلنے کے نتائج ۱۰

فسق: فسق کا پیش خیمہ ۳؛ فسق کے معاشرتی نتائج ۷

گناہ: گناہ کا پیش خیمہ ۳

(۱) تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۲۸۴، ح ۳۵، نور الثقلین ج ۳، ص ۱۴۴، ح ۱۰۹۔

مال: مال کے نتائج ۳

مالدار لوگ: فاسق مالدار لوگوں کا کردار ۶؛ مالدار لوگوں کا حق سے اعراض کرنا ۳؛ مالدار لوگوں کے فسق کے نتائج ۱؛ مالدار لوگوں کے فساد کے نتائج ۴؛ مالدار لوگوں کے گناہوں کے نتائج ۱

معاشرہ: معاشرہ کی تباہی کے اسباب ۶، ۱؛ معاشرتی مشکلات کی پہچان ۱، ۶، ۷؛ معاشرتی فساد کا پیش خیمہ ۷؛ معاشرتی سنہیں ۸؛ فاسد معاشرہ کا عذاب ۱۱؛ معاشرتی تبدیلیوں کا قانون کے مطابق ہونا ۸؛ معاشرہ کا قانون کے مطابق ہونا ۸؛ معاشرتی فساد کے نتائج ۱۱؛ فساد معاشروں کی ہلاکت ۱۱
ہلاکت: ہلاکت کے اسباب ۹

آیت ۱۷

﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا﴾

اور ہم نے نوح کے بعد بھی کتنی امتوں کو ہلاک کر دیا ہے اور تمہارا پروردگار بندوں کے گناہوں کا بہترین جاننے والا اور دیکھنے والا ہے (۱۷)

۱۔ زمانہ حضرت نوح (ع) کے بعد بہت سی امتیں اور اقوام اپنے فسق و فجور کی وجہ سے پروردگار کی مرضی و منشاء کے ساتھ تباہ و برباد ہو گئیں۔ ففسقوا ... وکم اهلکنا من القرون

"قرن" (قرون کا واحد) سے مراد وہ قوم ہے جو تقریباً ایک ہی زمانہ زندگی بسر کرے (مفردات راغب)
۲۔ حضرت نوح (ع) سے پہلے انسان وسیع اور عمومی تباہی کے عذاب سے دوچار نہیں ہوئے تھے۔
وكم اهلکنا من القرون من بعد نوح

پروردگار نے پچھلی آیت میں کافر اور بدکار اقوام کو ہلاک کرنے کے حوالے سے اپنی سنت کا ذکر فرمایا پھر اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے قوم نوح (ع) اور اس کے بعد دوسری اقوام کی ہلاکت کا ذکر کیا تو حضرت نوح (ع) کی داستان اور ان کے بعد کی اقوام کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح (ع) سے پہلے کسی قوم کو مجموعی طور پر عذاب الہی سے دوچار نہیں ہونا پڑا۔

۳۔ حضرت نوح (ع) سے پہلے لوگوں میں وسیع اور عمومی فسق و فجور نہ تھا۔ وماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً۔ وإذا اردنا ان نهلک قرية امرنا مترفہا ففسقوا ... وکم اهلکنا من القرون من بعد نوح

۳۔ انسانی تاریخ میں عمومی فسق و فجور اور بڑے بڑے انحراف زمانہ نوح کے بعد واقع ہوئے۔ وکم اهلکنا ... من بعد نوح

۵۔ حضرت نوح (ع) کے بعد بہت سے معاشرے اور اقوام اپنے درمیان موجود فاسق و فاسد آسائش پسند طبقہ کی بناء پر تباہی و بربادی سے دوچار ہوئیں۔ وَاِذَا ارْدُنَا اَنْ نَّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مَتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا ... وکم اهلکنا من القرون من بعد نوح

۶۔ حضرت نوح (ع) کے بعد انسان کی گروہی اور اجتماعی زندگی کے نئے دور کا آغاز۔ من القرون من بعد نوح پروردگار نے پچھلی آیت میں فرمایا "بہت سے انسانی معاشروں کو آسائش پسند طبقہ کی بدکاریوں کے باعث ہم نے تباہ کیا" اور اس آیت میں حضرت نوح کے بعد والی اقوام کی ہلاکت کا تذکرہ ہوا ہے تو ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح (ع) سے پہلے معاشرتی زندگی ایسی نہ تھی کہ آسائش پسند مالدار لوگ موجود ہوں یا معاشرہ پر تسلط رکھتے ہوں ورنہ وہ اقوام بھی عذاب الہی سے دوچار ہوتیں۔ پس حضرت نوح (ع) کے بعد اقوام کا عذاب سے دوچار ہونا بتلاتا ہے کہ ان کی اجتماعی زندگی ایسی تھی کہ عذاب سے دوچار ہونے کے بعد معاشرتی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہو چکا تھا۔

۷۔ اللہ تعالیٰ، اپنے بندوں کے تمام گناہوں سے باخبر اور ان پر نگاہ رکھے ہوئے ہے۔
وکفی برئک بذنوب عباده خبیراً بصیراً

۸۔ بندوں کو عذاب سے دوچار کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا بندوں کے ظاہری اور باطنی گناہوں سے باخبر ہونا ہی کافی ہے اس کو مزید کسی گواہ کی ضرورت نہیں ہے۔ وکفی برئک بذنوب عباده خبیراً بصیراً

مندرجہ بالا نکتہ کلمہ "خبیر" اور "بصیر" کے درمیان فرق سے پیدا ہوا ہے چونکہ کلمہ "خبیر" سے مراد افکار اور چیزوں کے باطن سے آگاہی ہے (مفردات راغب) اور "بصیر" کردار و اعمال سے مطلع ہونا ہے۔

۹۔ گناہ گار لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی دھمکی وکفی برئک بذنوب عباده خبیراً بصیراً
"کفی برئک بذنوب عباده" کے بعد خبیر و بصیر کا ذکر گناہ گاروں کے لئے دھمکی ہے۔

۱۰۔ انسانی معاشروں کی بربادی کا حقیقی سبب گناہ ہے۔ کم اهلکنا من القرون ... وکفی برئک بذنوب عباده خبیراً بصیر

۱۱۔ سرکش معاشروں کی نابودی، پروردگار کے ذریعہ از روئے علم و بصیرت ہے۔ وکم اهلکنا ... وکفی برئک ... خبیراً بصیر

۱۲_ فاسد اور سرکش معاشروں کی از روئے علم و بصیرت تباہی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔
وکم اهلکنا ... وکفی برّک بذنوب عباده خبیراً بصیر

اسماء و صفات: بصیر ۷; خیر ۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا ارادہ ۱; اللہ تعالیٰ کے افعال ۱۱; اللہ تعالیٰ کی بصیرت ۱۱; اللہ تعالیٰ کا ڈرانا ۹; اللہ تعالیٰ کا علم ۱۲; اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۷، ۸; اللہ تعالیٰ کے عذابوں کا قانون کے مطابق ہونا ۱۱; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے نتائج ۱۲; اللہ تعالیٰ کا نگاہ رکھنا ۷

امتیں: حضرت نوح (ع) کے بعد کی امتیں ۱; حضرت نوح (ع) سے پہلے کی امتیں ۲; حضرت نوح (ع) سے پہلے کی امتیں اور فساد ۳; حضرت نوح (ع) سے پہلے کی امتیں اور فسق ۳; حضرت نوح (ع) کے بعد کی امتوں کا فساد ۳; حضرت نوح (ع) کے بعد کی امتوں کا فسق ۳

انسان: انسانوں کے گناہ ۷; انسان کی معاشرتی زندگی ۶

پہلی امتیں: پہلی امتوں کے آسائش پسند ۵; پہلی امتوں کی تاریخ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵; پہلی امتوں کے عذاب ۲; پہلی امتوں کے فاسق و فاجر ۵; پہلی امتوں کے فسق کے نتائج ۱; پہلی امتوں کے گناہ کے نتائج ۱; پہلی امتوں کی تباہی ۱، ۲، ۵
عذاب: عمومی عذاب ۲

گناہ: پوشیدہ گناہ ۸; گناہ کے نتائج ۱; گناہ کے معاشرتی نتائج ۱۰; واضح گناہ ۸
گناہ گار: گناہ گاروں کو ڈرانا ۹

معاشرہ: معاشروں کی ہلاکت کے اسباب ۵، ۱; معاشرتی مشکلات کی پہچان ۵، ۱۰; سرکش معاشروں کے عذاب کا پیش خیمہ ۱۲; فاسد معاشروں کے عذاب کا پیش خیمہ ۱۲; سرکش معاشروں کی تباہی ۱۱
نوح (ع): نوح (ع) کے بعد کا زمانہ ۶

آیت ۱۸

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَذْخُورًا﴾

جو شخص بھی دنیا کا طلب گار ہے اور اس کے لئے جلدی جو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں پھر اس کے بعد اس کے لئے جہنم ہے جس میں وہ ذلت و رسوائی کے ساتھ داخل ہوگا (۱۸)

۱۔ دنیا کی طلب، انسان کے جہنم کی آگ میں جانے کا سبب ہے۔ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ ... جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ

۲۔ نقد مانگنا، جلد بازی کرنا اور دور اندیشی سے بے بہرہ ہونا، دنیا طلبی اور آخرت سے غفلت کی بنیاد ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ

کلمہ "عاجلہ" جو کہ مادہ عجلہ (کسی چیز کو جلد بازی سے چاہنا) سے ہے کا "الدنيا" کی جگہ استعمال ہونا بتاتا ہے کہ مال دنیا کا نقد ہونا اور اس کا سریع حصول دنیا کے طلبگاریوں کے لیے اس کے حصول میں بہترین کردار ادا کرتا ہے۔

۳۔ طبعی اسباب اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ کے تحت ہیں۔ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ

دنیا کے طالب اپنی خواہشات کو طبعی اسباب کے ذریعے حاصل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دنیاوی فائدوں کے حصول کو اپنی طرف نسبت دی ہے یہ نسبت بتاتی ہے کہ طبعی اسباب اللہ تعالیٰ کے تحت ہیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے طالب لوگوں کی بعض خواہشات کو دنیا میں پورا کرتا ہے اور انہیں ان سے فائدہ اٹھانے کی اجازت

دیتا ہے۔ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهِ

۵۔ دنیا کے طالب صرف اپنی بعض دنیاوی خواہشات کو پاتے ہیں نہ کہ تمام خواہشات کو۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا فِيهَا مَا نَشَاءُ

اللہ تعالیٰ نے دنیا کے طالب لوگوں کا اپنی آرزوں کے پانا کو اپنی مشیت سے نسبت دی ہے "مانشائ" یہ بتاتا ہے کہ وہ لوگ اپنی تمام تر خواہشات کو نہیں پورا کر سکتے مگر اس قدر پورا کر سکتے ہیں کہ جتنا پروردگار چاہتا ہے۔

۶۔ تمام دنیا کے طالب لوگ دنیاوی فائدوں کو حاصل نہیں کر سکتے۔ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ لِمَنْ نُرِيدُ

۷۔ بعض دنیا کے طالب لوگ دنیا و آخرت دونوں سے محروم ہیں۔ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا ... لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ

جَهَنَّمَ

"جعلنا له جهنم" میں "لہ" کی ضمیر "من کان..." میں "من" کی طرف لوٹ رہی ہے یعنی جو بھی دنیا کے پیچھے بھاگتا ہے۔ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اگرچہ بعض دنیاوی آرزوؤں کو مشیت خدا سے پالیسی یا ان میں ناکام رہیں۔ لہذا جو بھی اگرچہ اپنی دنیاوی خواہشات کو پورا نہ کر سکیں آخرت میں جہنمی وہ ہیں اور دنیا و آخرت دونوں سے محروم ہیں۔

۸۔ دنیا کے طالب لوگ آخرت میں جسمانی عذاب کے علاوہ روحی عذاب میں بھی مبتلاء ہونگے۔
ثم جعلنا له جهنم يصلها مذموماً مدحوراً

"یصلاھا" (جہنم کی آگ میں جلے گا) یہ عذاب جسمانی کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ "مذموماً مدحوراً" (مذمت شدہ اور راندہ ہوئے) یہ عذاب روحی کی طرف اشارہ ہے۔

۹۔ دنیا کے طالب، آخرت میں قابل مذمت ہونگے اور رحمت خدا سے محروم اور دھتکارے ہوئے ہونگے۔
من کان يريد العاجلة ... ثم جعلنا له جهنم يصلها مذموماً مدحوراً۔

۱۰۔ "عن ابن عباس ان النبي (ص) قال: معنى الآية من كان يريد ثواب الدنيا بعمله الذي افترضه الله عليه لا يريد به وجه الله والدار الاخر عجل له فيها ما يشاء الله من عرض الدنيا وليس له ثواب في الاخرة وذلك ان الله سبحانه وتعالى يؤتيه ذلك ليستعين به على الطاعة فيستعمله في معصية الله فيعاقبه الله عليه^(۱) ابن عباس سے روایت ہوئی ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ آیت "من کان يريد العاجلة عجلنا له فيها ما يشاء" کا معنی یہ ہے کہ جو ان اعمال کے انجام دینے سے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس پر واجب کیا ہے اللہ کا تقرب اور آخرت نہ چاہے بلکہ دنیاوی فائدے مانگے تو دنیا میں جو اللہ تعالیٰ چاہے گا اسے دنیاوی نعمتیں دے گا اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اسے دیا تھا اس لئے کہ اطاعت الہی میں اس کی مدد ہو لیکن اس نے اسے اللہ کی معصیت میں استعمال کیا اس لئے اللہ تعالیٰ اسے عذاب دے گا۔

آخرت:

(۱) مجمع ایان ج ۶ ص ۶۲۷ نور الثقلین ج ۳ ص ۱۴۵ ح ۱۱۴

آخرت سے محروم لوگ ۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی حاکمیت ۳; اللہ تعالیٰ کی مشیت کی حاکمیت ۳

اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے راندے ہوئے: ۹

جزا: اخروی جزا سے محرومیت ۱۰

جہنم: جہنم جانے کے اسباب ۱

جلد بازی: جلد بازی کے نتائج ۲

دنیا: دنیا سے محروم لوگ ۷

دنیا کے طالب لوگ: دنیا کے طالب لوگوں کی آخرت سے محرومیت ۹; دنیا کے طالب لوگوں کی اخروی مذمت ۹; دنیا کے طالب لوگوں کا آخرت میں عذاب ۸; دنیا کے طالب لوگوں کی آرزوں کا پورا ہونا ۲_۵; دنیا کے طالب لوگوں کی دنیاوی سہولتیں ۶; دنیا کے طالب لوگوں کا روحی عذاب ۸; دنیا کے طالب لوگوں کی محرومیت ۷; دنیا کے طالب لوگوں کے فائدے ۶

دنیا کی طلب: دنیاوی طلب کی بنیاد ۲; دنیا کی طلب کے نتائج ۱

رحمت: رحمت سے محروم لوگ ۹

روایت: ۱۰

طبیعی اسباب: طبیعی اسباب کا مسخر ہونا ۳

عذاب: عذاب کے اہل لوگ ۸

عمل: عمل کی دنیاوی جزا ۱۰

غفلت: آخرت سے غفلت کی بنیاد

نافرمانی: نافرمانی کا عذاب ۱۰

آیت ۱۹

﴿وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُورًا﴾

اور جو شخص آخرت کا چاہنے والا ہے اور اس کے لئے ویسی ہی سعی بھی کرتا ہے اور صاحب ایمان بھی ہے تو اس کی سعی یقیناً مقبول قرار دی جائے گی (۱۹)

۱۔ آخرت کا طالب وہ مؤمنین جو اپنے اخروی مقاصد کے لئے سنجیدگی سے کوشش کرے تو وہ اپنی اس کوشش کے قیمتی نتائج پالیں گے۔ و من اراد الاخرة ... کان سعیہم مشکورا

۲۔ اخروی فائدوں اور نعمتوں کا حصول اس راہ میں انسان کی وافر جہد و جہد و کوشش سے مشروط ہے۔
و من اراد الاخرة وسعی لها سعیها وهو مؤمن فأولئك کان سعیہم مشکورا۔

یہ عبارت "وسعی لها سعیها" جملہ "من اراد الاخرة" کے لئے شرط کی مانند ہے یعنی اگر کوئی طالب آخرت ہے بشرطیکہ اس کے لئے کافی زحمت کی ہو تو وہ آخرت سے بہرہ مند ہوگا۔

۳۔ آخرت کے لئے کوشش ایمان کی صورت میں فائدہ مند ہے۔

و من اراد الاخرة وسعی لها سعیها وهو مؤمن فأولئك کان سعیہم مشکورا

و جملہ "وہو مؤمن" سعی کی ضمیر کے لئے حال ہے جو درحقیقت آخرت کی طلب اور اسکے لئے کوشش کی شرط بیان کر رہا ہے۔

۳۔ انسان کی اپنی چاہت اور کوشش اس کی اخروی سعادت اور بدبختی میں فیصلہ کن کردار ادا کرتی ہے۔

من کان یريد العاجلة ... جعلنا له جہنم ... و من اراد الاخرة وسعی لها سعیها ... فأولئك کان سعیہم مشکور
۵۔ دنیا کے طالب لوگوں کی ممکنہ شکست اور ناکامی کے برخلاف آخرت کے طالب لوگوں کے لئے
اخروی فائدے یقینی اور ضمانت شدہ ہیں۔ و من یريد العاجلة ... مانشاء لمن نريد ... و من اراد الاخرة ... کان
سعیہم مشکورا

۶۔ آخرت کی زندگی دنیا سے برتر زندگی ہے اور اس کا حصول تمام مؤمنین کا مقصد ہونا چاہئے۔

من کان یريد العاجلة ... و من اراد الاخرة ... کان سعیہم مشکورا

دنیا کے طالب لوگوں کے مقابل آخرت کے طالب لوگوں کی کوشش اور زحمت کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدر دانی

مندرجہ بالا حقیقت کی وضاحت کر رہی ہے۔

۱۔ نیک کام کا شکریہ اور قدردانی پروردگار کا شیوہ ہے۔ ومن أراد الاخرة ... فاولئك كان سعيهم مشكورا

۸۔ فقط وہ زحمت و کوشش ہی اہمیت کی حامل اور قابل تعریف ہے جو آخرت کی طلب اور عظیم زندگی کے حصول کی راہ

میں کی جائے۔ من كان يريد العاجلة ... ومن اراد الآخرة ... كان سعيهم مشكورا

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں دنیا کی طلب اور آخرت کی طلب کا ذکر کرنے کے بعد آخرت کے طالب لوگوں کی زحمت

و کوشش کا شکریہ اور تعریف کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ صرف وہ زحمت و کوشش ہی قدردانی اور تعریف کے قابل ہے

کہ جو عظیم اخروی زندگی کے حصول کی راہ میں ہونہ کہ ہر قسم کی کوشش اور زحمت۔

آخرت: آخرت کے لئے کوشش ۳

آخرت کے طالب لوگ: آخرت کے طالب لوگوں کی جزا ۱؛ آخرت کے طالب لوگوں کی جزا کا یقینی ہونا ۵

آخرت کی چاہت: آخرت کی چاہت کی اہمیت ۶، ۸

ارادہ: ارادہ کے نتائج ۳

اہمیتیں: اہمیتوں کا معیار ۸

ایمان: ایمان کے نتائج ۲

دنیا کے طالب لوگ: دنیا کے طالب لوگوں کی شکست ۵

زندگی: اخروی زندگی کی اہمیت ۸؛ اخروی زندگی کی قدر و قیمت ۶؛ دنیاوی زندگی کی قدر و قیمت ۶

سعادت: اخروی سعادت کے اسباب ۳

شقاوت: اخروی شقاوت کے اسباب ۳

شکریہ: شکریہ کی اہمیت ۱

عمل: پسندیدہ عمل ۱

کوشش: کوشش کی اہمیت ۸؛ کوشش کی جزاء ۳؛ کوشش کے نتائج ۲، ۱، ۳
 مؤمنین: مؤمنین کی جزاء ۱؛ مؤمنین کا مقصد ۶
 نعمت: نعمت کے حصول کی شرائط ۲؛ اخروی نعمات کے حصول کی شرائط ۲

آیت ۲۰

﴿كُلًّا نُّنِمْدُ هَؤُلَاءَ وَهَؤُلَاءَ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا﴾

ہم آپ کے پروردگار کی عطا و بخشش سے ان کی اور ان کی سب کی مدد کرتے ہیں اور آپ کے پروردگار کی عطا کسی پر بند نہیں ہے (۲۰)

۱۔ تمام انسانوں (خواہ دنیا کے طالب ہوں یا آخرت کے طالب) کا دنیاوی نعمتوں اور فائدوں سے مسلسل بہرہ مند ہونا سنت الہی ہے۔ کلاً نمد و هؤلاء من عطاء ربك

"امداد" (نمد کا مصدر) کا معنی مدد کرنا ہے اور فعل مضارع نمد استمرار زمان پر دلالت کرتا ہے۔

۲۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے الطاف اور بخشش کے احاطہ میں تمام انسانوں، مؤمن، کافر، نیک اور بدکار کا شامل ہونا۔ کلاً نمد و هؤلاء من عطاء ربك

۳۔ دنیاوی نعمتوں کا میسر ہونا ایمان اور آخرت کی چاہت کے ساتھ منافات نہیں رکھتا۔

ومن أراد الآخرة... کلاً نمد و هؤلاء و هؤلاء من عطاء ربك

یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "آخرت کی طلب رکھنے والوں کو اپنی بخشش (دنیاوی نعمتوں) سے بہرہ مند کرتے ہیں" سے معلوم

ہوتا ہے کہ آخرت کی طلب اور اخروی زندگی کی خاطر کوشش کرنا دنیاوی نعمتوں کے میسر ہونے سے منافات نہیں رکھتا۔

۳۔ نعمتیں اور مادی سہولتیں اللہ تعالیٰ کے الطاف اور بخشش ہیں اور یہ سب کچھ انسانوں کی مدد کرنے کے لئے ہیں۔

کلاً نمد... من عطاء ربك

۵۔ انسانوں پر مسلسل بخشش اور فیض، اللہ کے مقام

ربوبیت کا تقاضا ہے۔ کلاً غَدَّ هُوَ لَایٌ وَهُوَ لَایٌ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ

۶۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کی طرف بخشش کے حوالے سے کوئی محدودیت رکھتا ہے اور نہ کوئی رکاوٹ۔

وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا

۷۔ تمام انسان خواہ وہ نیک ہوں یا بدکار خواہ مؤمن ہوں یا کافر سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش اور دنیاوی سہولتیں

میسر ہونا اس کے ابدی و ازلی فیض کی بنیاد پر ہے۔ کلاً غَدَّ هُوَ لَایٌ وَهُوَ لَایٌ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَ مَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا

جملہ "وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا" اس آیت میں گزشتہ جملے کی علت بیان کر رہا ہے۔ یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ اپنی بخشش سے

کسی کو منع نہیں کرتا۔ لہذا نیک و بد اور مؤمن و کافر سب اس سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

آخرت کے طالب لوگ: آخرت کے طالب لوگوں کی نعمتیں ۱

آخرت کی طلب: آخرت کی طلب اور دنیاوی نعمتیں ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی سستیں ۱; اللہ تعالیٰ کے لطف کا عام ہونا ۲; اللہ تعالیٰ کی بخشش کا مسلسل ہونا ۵; اللہ تعالیٰ کا لطف

۳; اللہ تعالیٰ کا مدد کرنا ۴; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے نتائج ۵; اللہ تعالیٰ کے فیض کے نتائج ۷; اللہ تعالیٰ کی بخشش کا وسیع ہونا ۶

اللہ تعالیٰ کا لطف: اللہ تعالیٰ کے لطف کے شامل حال لوگ ۲

ایمان: ایمان اور دنیاوی نعمتیں ۳

دنیا کے طالب لوگ: دنیا کے طالب لوگوں کی نعمتیں ۱

نعمت: نعمت کے شامل حال لوگ ۱، ۲، ۳; نعمت کی بنیاد ۷

آیت ۲۱

﴿انْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَلَآ خَيْرَۃٌ اَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَاَكْبَرُ تَفْضِيلاً﴾

آپ دیکھئے کہ ہم نے کس طرح بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور پھر آخرت کے درجات اور وہاں کی فضیلتیں تو اور

زیادہ بزرگ و برتر ہیں (۲۱)

۱۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے دنیاوی

درجوں میں فرق کی طرف غور و فکر کرنے اور درس عبرت لینے کی دعوت۔ انظر كيف فضلنا بعضهم على بعض

۲۔ بعض انسانوں کی بعض پر مرتبہ میں برتری اور ان کے مادی درجوں میں فرق اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے تحت ہے۔
فضّلنا بعضهم علی بعض

۳۔ تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ کا فیض اور عطا ایک جیسی نہیں ہے۔

کَلَّا نَمْدَّ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ... انظر كيف فضّلنا بعضهم علی بعض

۳۔ اخروی مراتب و فضائل دنیاوی درجات سے کہیں زیادہ برتر اور بلند ہیں۔ وللا خرة اکبر درجات وأکبر تفضیلا

۵۔ انسانوں میں دنیاوی نعمتوں اور سہولتوں کے حوالے سے فرق ان کے اخروی درجات کے تفاوت کی عکاسی کر رہا ہے۔ انظر كيف فضّلنا بعضهم ... وللا خرة اکبر درجات

۶۔ اخروی درجات اور امتیازات کے فرق کے حوالے سے انسان کی کوشش ایک واضح کردار ادا کرتی ہے۔

من كان يريد العاجلة ... ومن اراد الاخرة و سعى لها ... فضّلنا بعضهم علی بعض وللا خرة اکبر درجات وا کبر تفضیلا

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پچھلی آیات میں فرمایا: "آخرت کے طالب لوگوں کو ان کی آخرت کی چاہت کے حوالے سے کوشش کے مطابق جزادی جائے گی" اور اس آیت میں فرما رہا ہے کہ آخرت کے درجات دنیا کی نسبت وسیع اور عظیم ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرت کے بلند و بالا درجات کے حصول کے لئے اسکے مطابق کوشش ضروری ہے۔

۷۔ آخرت کے مراتب کی عظمت پر توجہ اس کی بلند و بالا قدر و قیمت کی طرف میلان کی بناء پر ہے۔

انظر ... وللا خرة اکبر درجات وا کبر تفضیلا

اللہ تعالیٰ کی انسانوں کو بلند ترین اخروی درجات میں غور و فکر کی دعوت اس حوالے سے بھی ہو سکتی ہے کہ انسانوں میں آخرت کی طلب اور اس کے عالی ترین درجات کے حصول کا انگیزہ پیدا ہو۔

۸۔ قیامت کے دن آخرت کے طالب مؤمنین بہت عظیم مقام پر فائز اور عالی ترین درجات کے حامل ہونگے۔

ومن اراد الاخرة وسعی لها سعيها وهو مؤمن ... وللا خرة اکبر درجات وأکبر تفضیلا

۹۔ "عن النبی (ص) قال: "ما من عبد يريد ان يرتفع في الدنيا درجة فارتفع إلا وضعه الله في الاخرة درجة اکبر منها

وا طول ثم قرء : وللا خرة اکبر درجات وا کبر تفضیلا" (۱)

پیغمبر اسلام (ص) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا: "کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جو چاہے کہ دنیا میں کسی درجہ کے اعتبار سے ترقی کرے اور اسے حاصل بھی کرے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو اس کے لئے آخرت میں دنیاوی درجہ سے بڑھ کر اور وسیع درجہ قرار دیا ہے اس سے محروم کرے گا۔ پھر آپ (ص) نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: "وللاخرة أكبر درجات وأكبر تفضيلاً"

۱۰۔ "عن ابو عمرو الزبیری عن أبي عبد الله (ع) قال: قلت له: "إن للایمان درجات و منازل ...؟ قال نعم، قلت له: صفه لي ... قال: ... ثم ذكر ما فضل الله عزوجل به أوليائه بعضهم على بعض فقال عزوجل ... "انظر كيف فضلنا بعضهم على بعض وللآخرة أكبر درجات و أكبر تفضيلاً" فهذا ذكر درجات الايمان ومنازله عندالله عزوجل"

(۱)

ابو عمر زبیری کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق (ع) کی خدمت میں عرض کیا: کیا ایمان کے بھی مراتب اور منزلیں ہیں؟ حضرت (ع) نے فرمایا: ہاں تو میں نے عرض کیا مجھے بتائیں... تو فرمایا: ... پس (قرآن نے) وہ چیز کہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض اولیاء کو بعض پر برتری دی ہے اسے بیان کیا اور فرمایا: " ... انظر كيف فضلنا بعضهم على بعض وللاخرة أكبر درجات وأكبر تفضيلاً" پس یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایمان کے مراتب و منازل ہیں۔

آخرت کے طالب لوگ: آخرت کے طالب لوگوں کے اخروی مقامات ۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا ارادہ ۲؛ اللہ تعالیٰ کی دعوتیں ۱

اللہ تعالیٰ کا لطف: اللہ تعالیٰ کے لطف کے شامل حال لوگوں میں فرق ۳

انسان: انسانوں میں اقتصادی فرق ۲، ۵؛ انسانوں میں اخروی مراتب ۴؛ انسانوں میں فرق کی بنیاد ۲؛ انسانوں میں فرق سے

عبرت ۱؛ انسانوں کے فرق میں مطالعہ ۱؛ انسانوں کے اخروی اختلافات کی نشانیاں ۵

اہمیتیں: اخروی مقامات کی اہمیت ۳؛ دنیاوی مقامات کی اہمیت ۳

ایمان: ایمان کے مراتب ۱۰

تدریجاً تدریجاً اہمیت ۱/ ذکر: آخرت کے ذکر کے نتائج ۴

روایت: ۹، ۱۰/ عبرت: عبرت کے اسباب ۱؛ عبرت کی اہمیت ۱

کوشش: کوشش کی اہمیت ۶; کوشش کے نتائج ۶

مقامات: اخروی مقامات ۹; اخروی مقامات میں مؤثر اسباب ۶; دنیاوی مقامات کے نتائج ۹

مؤمنین: مؤمنین کے اخروی مقامات ۸; مؤمنین کے مقامات کے درجات ۱۰

میلانات: اہمیتوں کی طرف میلان کا سرچشمہ ۷

نعمت: نعمت کے شامل حال لوگوں میں فرق ۳

آیت ۲۲

﴿لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَّخْذُولًا﴾

خبردار اپنے پروردگار کے ساتھ کوئی دوسرا خدا قرار نہ دینا کہ اس طرح قابل مذمت اور لاوارث بیٹھے رہ جاؤ گے اور کوئی خدا کام نہ آئے گا (۲۲)

۱۔ اللہ تعالیٰ کا انسانوں کو اللہ کے سوا کسی اور معبود پر عقیدہ رکھنے اور اسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک و مؤثر ماننے پر خبردار کرنا۔ لا تجعل مع الله إلهاً آخر

۲۔ انسانوں کی تخلیق، جزا، سزا اور نعمتوں کے عطا کرنے میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا تقاضا ہے کہ عقیدہ و عمل میں ہر قسم کے شرک سے پرہیز کیا جائے۔ وجعلنا الليل والنهار ... وكلّ انسان الزمناه طائره ... لا تجعل مع الله إلهاً آخر مندرجہ بالا مطلب دو نکات کی طرف توجہ سے حاصل ہوا:۔

۱۔ جملہ "لا تجعل مع الله إلهاً ... " پچھلی آیات کے لئے نتیجہ کی مانند ہے اور ان آیات کے اصلی پیغام جو تین مرحلوں میں آیا ہے مندرجہ بالا نتیجہ سے اخذ کیا جاسکتا ہے اور ان کے ساتھ مربوط ہے۔

۲۔ "لا تجعل" کا کلمہ مطلق ہے جو ہر قسم کے شرک سے نہیں کر رہا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے وجود اور افعال میں وحدانیت کے عقیدہ کا ضروری ہونا۔ لا تجعل مع الله إلهاً آخر

۳۔ قابل مذمت اور بے یار و مددگار ہونا شرک کا یقینی انجام ہے۔

لا تجعل مع الله ... فتتعد مذموماً مخذولاً

۵۔ تمام لوگوں کے لئے شرک کا خطرہ ہے۔ لا تجعل مع الله الهاء اخر

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ "لا تجعل" پیغمبر اسلام (ص) کی طرف بھی خطاب ہے چونکہ پیغمبر اسلام (ص) کو بھی اس خطرے سے خبردار کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرک میں مبتلا ہونے کا خطرہ سب کے لئے موجود ہے۔

اسہ تعالیٰ: اسہ تعالیٰ کی جزائیں ۲؛ اسہ تعالیٰ کے عذاب ۲؛ اسہ تعالیٰ کے ممنوعات ۱

خالقیت: خالقیت میں توحید ۲

شرک: شرک کا پیش خیمہ ۵؛ شرک سے اجتناب کا پیش خیمہ ۲؛ شرک کا خطرہ ۵؛ شرک سے نہی ۱

عقیدہ: توحید انفعالی کا عقیدہ ۳؛ توحید ذاتی کا عقیدہ ۳

مشرکین: مشرکین کا برا انجام ۳؛ مشرکین کا بے یار و مددگار ہونا ۳؛ مشرکین کو سرزنش ۳

نظریہ کائنات: نظریہ کائنات توحیدی ۳

آیت ۲۳

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَنْبَغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾

اور آپ کے پروردگار کا فیصلہ ہے کہ تم سب اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور اگر تمہارے سامنے ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو خبردار ان سے اف بھی نہ کہنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں اور ان سے ہمیشہ شریفانہ گفتگو کرتے رہنا (۲۳)

۱۔ اسہ تعالیٰ کا اپنی وحدہ لا شریک ذات کے سوا کسی موجود کی پرستش سے خبردار کرنا۔

وقضى ربك ۱ لا تعبدوا إلا إياه

۲۔ عبادت میں شرک سے اجتناب کا حکم قطعی ہے اور تجدید نظر کی قابلیت نہیں رکھتا۔ وقضى ربك ۱ لا تعبدوا إلا إياه

کلمہ "قضى" سے مراد ایسا حکم اور فرمان ہے کہ جو قطعی ہو اور تجدید نظر کے بھی قابل بھی نہ ہو

۳۔ عبادت میں توحید کا حکم الہی درحقیقت انسانوں کی ترقی اور کمال کے حوالے سے حکم ہے۔
وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه

"رب" کا درحقیقت معنی تربیت ہے (مفردات راغب) پروردگار کی دوسری صفات کی بجائے یہ صفت کا آنا ممکن ہے۔
مندرجہ بالا مطلب کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

۴۔ ہر ایک پر واجب ہے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرے۔ وقضى ربك ... بالوالدين إحسان
"إحسانا" میں تنوین تعظیم کے لئے ہے اور "والدین" میں الف لام افراد میں استغراق (عمومیت) بیان کر رہا ہے۔ لہذا یہ
حکم ہر مکلف کے والدین کے لئے ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کی پرستش کے بعد ماں باپ کے ساتھ نیکی بہت اہمیت کی حامل ہے۔
وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحسانا

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خالصانہ عبادت کے بعد ماں باپ کے ساتھ نیکی کا حکم قرار دیا ہے۔ مندرجہ بالا مطلب اس سے
حاصل ہوتا ہے۔

۶۔ انسانوں کے ایک دوسرے پر تمام حقوق میں سب سے بڑا اور اہم ترین حق والدین کا حق ہے۔
وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحسانا

۸۔ انسان کی پرورش اور تربیت کرنے والے اس کی گردن پر حق رکھتے ہیں۔
وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحسانا

ذات واحد کی ربوبیت کے بعد والدین کے ساتھ نیکی کا ذکر کرنا (وقضى ربك...) ہو سکتا ہے اس لئے ہو کہ وہ انسان کی
پرورش اور تربیت میں تاثیر رکھتے ہیں۔

۹۔ ماں باپ سے نیکی کا بہر صورت شائبہ شرک سے خالی ہونا۔ وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحسانا
توحید اور شرک سے پرہیز کے حکم کے بعد والدین سے نیکی کا حکم ہو سکتا ہے کہ اس بات کو بیان کر رہا ہو کہ والدین سے حد
سے زیادہ محبت و احسان ممکن ہے انسان کو شرک کی طرف لے جائے اس لئے ضروری ہے کہ یہ محبت و احسان شائبہ
شرک سے خالی ہو۔

۱۰۔ والدین کا بڑھاپا اولاد پر انکے حوالے سے ذمہ

داریوں کو بڑھانے کا سبب بنتا ہے۔ اِمّا یبلغن عندک الکبر ا و کلاهما فلا تقل لهما ا ف ولا تنهرهما وقل لهما قولاً کریم

۱۱۔ بوڑھے والدین کا خیال رکھنا اولاد کی ذمہ داری ہے۔ وبالوالدین إحساناً اِمّا یبلغن عندک الکبر ... فلا تقل لهما ف مندرجہ بالا نکتہ اس لئے ہے کہ اس آیت کی مخاطب "اولاد" ہے اسی طرح "عندک" (تمہارے پاس) ظرف واضح کر رہا ہے کہ اولاد اس طرح اپنے والدین کا خیال رکھے کہ گویا ان کے ہاں رہ رہے ہیں اور قریب سے ان کا خیال رکھے ہوئے ہیں۔

۱۲۔ والدین کا اولاد کے پاس ہونا اولاد کی ذمہ داری بڑھاتا ہے۔ اِمّا یبلغن عندک الکبر

"عندک الکبر" سے ممکن ہے یہ حقیقت بیان ہو رہی ہو کہ اگر والدین بچوں کے پاس رہ رہے ہوں تو ان کے خیال کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے اور اس وقت ان کی ہر قسم کی بے احترامی حتیٰ کہ کلمہ "ا ف" کہنے سے بھی پرہیز کیا جائے۔

۱۳۔ ماں باپ بڑھاپے کی حالت میں بچوں کی طرف سے بے احترامی کے خطرے میں ہیں۔

اِمّا یبلغن عندک الکبر ... فلا تقل لهما ا ف ولا تنهرهما وقل لهما قولاً کریم

والدین کے ساتھ نیکی کا حکم مطلق ہے۔ تمام والدین خواہ کسی سن و سال میں ہوں ان کو شامل ہے۔ جملہ "اِنّا یبلغن عندک الکبر" ممکن ہے اسی مندرجہ بالا نکتہ کی طرف اشارہ کر رہا ہو۔

۱۴۔ والدین کے ساتھ ہر قسم کا جھگڑا اور اہانت حتیٰ کہ "ا ف" کہنے کی حد تک ممنوع ہے۔ فلا تقل لهما ا ف

۱۵۔ اولاد کی ذمہ داری ہے کہ اپنے بوڑھے ماں باپ کی ضرورتوں کا مثبت جواب دیں اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے سے کبھی بھی دریغ نہ کریں۔ ولا تنهر ہم

"نہر" سے مراد منع کرنا ہے اور روکنا ہے (لسان العرب)

۱۶۔ اولاد کی ذمہ داری ہے کہ والدین کے ساتھ ملائمت اور مودبانہ انداز میں برتاؤ کریں اور ان سے بات کرتے وقت ان کے احترام کا خیال رکھیں۔ ولا تقل لهما ا ف ... وقل لهما قولاً کریم

۱۷۔ بوڑھے والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کا اولاد کے پاس ہونا ان کے احترام کی مقدار میں کوئی تاثیر نہیں رکھتا بلکہ

دونوں برابر حقوق کے مالک ہیں۔ وبالوالدین احساناً اِمّا یبلغن عندک الکبر ا و کلاہم

۱۸۔ "عن ابن عباس قال: لما انصرف أمير المؤمنين من صفين قام إليه شيخ ... فقال: يا أمير المؤمنين ا خبرنا عن مسيرن هذا ا بقضاء من الله وقدر؟ ...

قال أمير المؤمنين الا مرمّن الله والحكم ثم تلا هذه الآية: وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحساناً...^(۱)

ابن عباس سے روایت ہوئی ہے کہ جب امیر المؤمنین (ع) جنگ صفین سے واپس پلٹے تو ایک بوڑھا شخص ان کے پاس اٹھ کھڑا ہوا... اور اس نے کہا: اے امیر المؤمنین ہم نے جو سفر کیا اس کے بارے میں بتائیں آیا وہ قضا و قدر الہی کی وجہ سے تھا؟ امیر المؤمنین (ع) نے فرمایا:

فرمان و حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا پھر یہ آیت: "وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحساناً" کی تلاوت فرمائی۔
۱۹۔ "عن أبي جعفر (ع) ... بعث الله عزوجلّ محمداً (ص) وهو بمكة عشر سنين فلم يمت بمكة في تلك العشر سنين ا حد يشهد ان لا إله إلا الله وان محمد (ص) رسول الله إلا ا دخله الله الجنة باقراره وهو إيمان التصديق ولم يعذب الله ا حداً ... إلا من أشرك بالرحمن وتصديق ذلك ان الله عزوجلّ ا نزل عليه في سورة بنى إسرائيل بمكة "وقضى ربك ا لا تعبدوا إلا إياه ... " أدب وعظة وتعليم ونهى خفيف ولم يعد عليه ولم يتواعد على اجتراح شيء مما نهى عنه...^(۲)

امام باقر (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ص) کو مبعوث کیا اور وہ دس سال مکہ میں رہے مکہ میں ان دس سالوں میں کوئی بھی نہ تھا کہ جو مر گیا ہو اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ (ص) کی نبوت کی گواہی دی ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے اقرار کی وجہ سے جنت میں داخل کیا ہو اور یہ ایمان تصدیق ہے اور اللہ تعالیٰ کسی کو عذاب نہیں کرتا مگر یہ کہ اس نے اللہ کے حوالے سے شرک کیا ہو اور اس بات کی گواہ خود سورہ بنی اسرائیل ہے کیونکہ اس کی آیات کو خدا نے مکہ میں قلب پیغمبر پر نازل کیا ہے: "وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه..." اس آیت میں ادب کرنا، موعظہ، تعلیم اور خفیف نہی ہے۔ جزا کا وعدہ اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان کے ارتکاب کی صورت میں عذاب کا بیان نہیں ہوا ہے۔

۲۰۔ وقال الصادق (ع) قوله تعالى: "وبالوالدين إحساناً" قال: الوالد محمد (ص) وعلى (ع)۔^(۳) امام صادق (ع) نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام: "وبالوالدين إحساناً" کے حوالے سے فرمایا: والد سے مراد محمد (ص) اور علی (ع) ہیں۔

۲۱۔ عن أبي ولاد الحنات قال: سألت أبا عبد الله (ع) عن قوله الله عزوجلّ "وبالوالدين إحساناً" ما هذا الإحسان؟ فقال: الإحسان ان تحسن صحبتهما وان لا تكلفهما ان يسا لك شيئاً ممّا يحتاجان إليه وإن كانا مستغنيين ...
و امّا

(۱) توحيد صدوق ص ۳۸۲، ح ۲۸، ب ۶۰، نور الثقلين ج ۳، ص ۱۴۸، ح ۱۲۸ (۲) کافی ج ۲، ص ۲۹، ح ۱، بحار الانوار ج ۶۶، ص ۸۶، ح ۳۰۔

قول الله عزوجل: "إِنَّمَا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ إِحْدَاهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقْلُ لَّهُمَا أَفَّ وَلَا تَنْهَرُهُمَا" قال: إِنَّا ضَجْرًاكَ فَلَا تَقْلُ لَّهُمَا أَفَّ وَلَا تَنْهَرُهُمَا إِنِّ ضَرْبَاكَ قَالَ: وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا قَالَ: إِنِّ ضَرْبَاكَ فَقُلْ لَّهُمَا: غُفَرَ اللَّهُ لَكُمَا فَذَلِكَ مِنْكَ قول كريم... (۲)

ابی ولاد حناط کہتے ہیں کہ امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا" کے بارے میں پوچھا کہ اس آیت میں احسان سے مراد کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: احسان سے مراد ان سے حسن سلوک ہے اور یہ کہ جس کی انہیں ضرورت ہو اس کے بارے میں تمہیں کہنے کی انہیں زحمت نہ ہو اگرچہ مالی اعتبار سے وہ غنی ہی کیوں نہ ہوں۔ اس آیت "إِنَّمَا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ إِحْدَاهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقْلُ لَّهُمَا أَفَّ وَلَا تَنْهَرُهُمَا" کے بارے میں حضرت نے فرمایا: "اگر وہ تمہیں پریشان کریں تو انہیں اف نہ کہو اور ان پر نہ چیخو وچلاؤ اور کسی قسم کی اہانت نہ کرو چاہے وہ تمہیں مار بھی لیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا" تو حضرت فرماتے ہیں اگر وہ تمہیں ماریں تو انہیں کہو اللہ تمہیں بخشے یہ بات تمہاری طرف سے قول کریم شمار ہوگی۔"

احسان: احکام احسان ۳

احکام: ۳، ۱۳، ۱۶ احکام کا فلسفہ: ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے اوامر ۳؛ اللہ تعالیٰ کی نواہی ۱، ۲، ۱۹

امام علی (ع): امام علی (ع) کا والد ہونا ۲۰

تربیت: تربیت کی اہمیت ۸/ ترقی: ترقی کا پیش خیمہ ۳/ توحید: توحید عبادی کی اہمیت ۳؛ توحید کا فلسفہ ۳

روایت: ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱

شرک: شرک سے اجتناب ۹؛ شرک سے نہی ۱۹؛ شرک عبادی سے نہی ۱، ۲

عبادت: اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اہمیت ۵؛ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی قدر و قیمت ۵

فرزند: فرزند کی ذمہ داری میں موثر اسباب ۱۲؛ فرزند کی ذمہ داری ۱۰، ۱۱، ۱۵

(۱) روضة الواعظین (ابن الفارسی قتال نیشابوری، ص ۱۰۵ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۵۰، ح ۱۳۵۔

(۲) کافی ج ۲، ص ۱۵۷، ح ۱، نور الثقلین ج ۳، ص ۱۴۸، ح ۱۲۹۔

قضا و قدر: ۱۸

محرمات: ۱۳

محمد - (ص): محمد (ص) کا والد ہونا ۲۰

مری: مری کے حقوق ۸

معاشرت: معاشرت کے آداب ۱۶

موحدین: موحدین کا احسان ۷؛ موحدین کی علامتیں ۷

واجبات: ۳، ۶

والدین: والدین سے گفتگو کے آداب ۱۶؛ والدین کا احترام ۱۶؛ والدین سے احسان ۷، ۳، ۲۰؛ والدین کے احترام کی اہمیت ۱۳، ۱۵، ۱۶؛ والدین کے ساتھ احسان کی اہمیت ۵؛ والدین کے حقوق کی اہمیت ۶؛ والدین کے حقوق کا برابر ہونا ۱۷؛ والدین کا بوڑھا ہونا ۱۵؛ والدین کی ضرورتوں کا پورا ہونا ۱۵؛ والدین کی توہین کا حرام ہونا ۱۳؛ والدین کی بے احترامی کا خطرہ ۱۳؛ والدین کے ساتھ نیکی کے شرائط ۹؛ والدین سے احسان کی قدر و قیمت ۵؛ والدین سے نیکی کا مطلب ۲۱؛ والدین کے بڑھاپے کے نتائج ۱۰، ۱۳؛ والدین کے ساتھ زندگی گزارنے کے نتائج ۱۲؛ والدین کی نگہبانی ۱۱

آیت ۲۳

﴿وَإِخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذَّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْتَنِي صَغِيرًا﴾

اور ان کے لئے خاکساری کے ساتھ اپنے کاندھوں کو جھکا دینا اور ان کے حق میں دعا کرتے رہنا کہ پروردگار ان دونوں پر اسی طرح رحمت نازل فرما جس طرح کہ انھوں نے بچپن میں مجھے پالا ہے (۲۳)

۱۔ اولاد کو چاہیے کہ اپنے والدین کے مد مقابل مہربانی اور ترحم سے پوری پوری عاجزی اور انکساری کا اظہار کریں۔
واخفص لهما جناح الذل من الرحمة

"من الرحمة" میں "من" نشویہ ہے۔ یعنی ان کے مد مقابل تواضع و عاجزی کا منشاء، رحمت و مہربانی ہو۔

۲۔ ماں باپ کا بڑھاپا اور ضعف، اولاد کا سرکشی و نافرمانی میں مبتلا ہونے کا پیش خیمہ ہے۔

إِنَّمَا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ ... وَإِخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذَّلِّ

والدین کی بڑھاپے میں خیال رکھنے کی الہی نصیحت شاید اس لئے ہو کہ والدین کے اس زمانہ زندگی میں بچوں کی لغزش و سرکشی میں پڑنے کی فضا سازگار ہوتی ہے۔

۳۔ والدین سے مہربانی اور تواضع سے پیش آنا اولاد کی ذمہ داری ہے۔ واخفّض لهما جناح الذلّ من الرحمة

۳۔ والدین کے لئے مہربانی اور قلبی محبت کے ساتھ تواضع، قدر و قیمت کی حامل ہے نہ کسی اور انگیزہ کے ساتھ تواضع۔ واخفّض لهما جناح الذلّ من الرحمة

۵۔ والدین کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا اور بے پناہ رحمت کی طلب اولاد کی ذمہ داری ہے۔

قل ربّ ارحمہما کما ربّیانی صغیرا

"کما" ہو سکتا ہے اس حقیقت کی طرف اشارہ ہو رہا ہو کہ چونکہ بچوں کے لئے والدین کی رحمت بے پناہ ہوتی ہے پس بچوں کو بھی چاہیے کہ مقابل اسی طرح والدین کے لئے رحمت طلب کریں۔

۶۔ ماں باپ کے ذریعے اولاد کی تربیت، رحمت و محبت کی بناء پر ہے۔ ربّ ارحمہما کما ربّیانی صغیرا

"کما ربیانی" مصدر مقدر (رحمت) کی صفت ہے۔ اس طرح عبارت یوں ہوگی: "رب ارحمہما مثل رحمتہما و تربیتہما لی" (اے پروردگار جس طرح انہوں نے مجھ پر رحم کیا تو بھی ان پر رحم کر)

۷۔ والدین نے پرورش کے حوالے سے جو مشقتیں برداشت کیں بچے ہمیشہ ان پر توجہ رکھیں۔

وقل ربّ ارحمہما کما ربّیانی صغیرا

دعا کے وقت والدین کی زحمّتوں کو یاد کرنے کا الہی حکم، ہو سکتا ہے مندرجہ بالا حقیقت کی تعلیم کی وجہ سے ہو۔

۸۔ انسان کی اس کے بچپن کے زمانہ میں والدین کی خدمت اور زحمت کی طرف توجہ کرنے سے ان کے حوالے سے اس

کے احساسات ابھرتے ہیں۔ وقل ربّ ارحمہما کما ربّیانی صغیرا

۹۔ اللہ تعالیٰ سے والدین کے لئے رحمت کی درخواست کرنا ان کی بے پناہ زحمّتوں کے کچھ حصے کا حق ادا کرنا ہے۔

وقل ربّ ارحمہما کما ربّیانی صغیرا

"کما" حرف تشبیہ مجازی ہے اور "لما" کے معنی میں ہے یعنی اے پروردگار ان پر رحم کر جس طرح انہوں نے اپنی زحمّتوں کے ساتھ میری پرورش کی۔

۱۰۔ انسان کو چاہیے اپنے مربی کی قدردانی کرے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کرے۔

رَبِّ اَرْحَمَهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

۱۱۔ مقام دعا اور مناجات میں پروردگار کی ربوبیت سے تمسک کرنا ایک بہترین اور پسندیدہ انداز ہے۔

قُلْ رَبِّ اَرْحَمَهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

۱۲۔ والدین کے لئے دعا نہایت موثر اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہ کا مرکز ہے اور یہ دعا کی قبولیت کا مقام ہے۔
وَقُلْ رَبِّ اَرْحَمَهُمَا

کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے خاص الفاظ کی صورت میں والدین کے لئے دعا کا حکم دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی اس دعا پر خاص عنایت ہے۔ لہذا اس میں قبولیت کا احتمال زیادہ ہے۔

۱۳۔ ماں باپ کے محبت سے معمور دامن میں اولاد کی تربیت ایک عظیم قابل قدر نعمت ہے اور ان کے بچوں کی طرف سے ان کے حق میں ہر قسم کا احسان و احترام کے استحقاق کی باعث ہے۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا... وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذَّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ اَرْحَمَهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

مندرجہ بالا مطلب اس نکتہ سے لیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کو والدین کے حق میں انداز دعا سکھانے میں والدین کی تربیت کا مسئلہ یاد دیدیا ہے (کما ربیانی صغیراً)

۱۳۔ عن ابی ولاد الحنات قال: سألت أبا عبد الله (ع) عن قوله الله عز وجل "... وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذَّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ" قال لا تملأ عينيك من النظر إليهما إلا برحمة ورقة ولا ترفع صوتك فوق أصواتهما ولا يدك فوق أيديهما ولا تقدم قد امهما^(۱)

ابی ولاد حنات کہتے ہیں کہ امام صادق۔ سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام " وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذَّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ" کے بارے میں پوچھا تو حضرت (ع) نے فرمایا: والدین کی طرف سوائے محبت و پیار کے نہ دیکھ اور اپنی آواز ان کی آواز سے بلند نہ کر اور اپنے ہاتھ کو ان کے ہاتھوں سے بلند نہ کر اور (راہ چلتے ہوئے) ان سے سبقت نہ کر۔

احساسات: فیملی کے احساسات ۸ / ابھارنا: ابھارنے کے اسباب ۸

اہمیتیں: ۳ تربیت: تربیت کا انداز ۶ / توسل: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے توسل ۱۱

دعا: دعا کے آداب ۱۱; دعا کی قبولیت کا پیش خیمہ ۱۲

(۱) کافی ج ۲، ص ۱۵۸، ح ۱، نور الثقلین ج ۳، ص ۱۴۸، ح ۱۲۹۔

ذکر: والدین کی زحمتوں کا ذکر ۷، ۸؛ بچپن کی ضرورتوں کا ذکر ۸

روایت: ۱۳ شکر: نعمت کا شکر ۱۳ عمل: پسندیدہ عمل ۱۱

فرزند: فرزند کی سرکشی کا پیش خیمہ ۲؛ فرزند کے غرور کا پیش خیمہ ۲؛ فرزند کی ذمہ داری ۱، ۳، ۴، ۵، ۱۳؛ فرزند کی تربیت میں

مہربانی ۶؛ فرزند کی تربیت کے نتائج ۱۳؛ فرزند کی دعا کے نتائج ۱۲

مربی: مربی کے لئے رحمت کی درخواست ۱۰؛ مربی کے لئے دعا ۱۰؛ مربی کا شکریہ ۱۰

معاشرت: معاشرت کے آداب ۱۰

نعمت: نعمت کے موارد ۱۳

نفسیات: تربیتی نفسیات ۶

والدین: والدین کا احترام ۱، ۳، ۱۳؛ والدین کے ساتھ احسان کی اہمیت ۱۳؛ والدین

کے لئے تواضع ۱؛ والدین کے لئے احساسات کا پیش خیمہ ۸؛ والدین کے لئے رحمت کی درخواست ۵؛ والدین کے لئے دعا

۵، ۹، ۱۲؛ والدین کی زحمتوں کا شکریہ ۹؛ والدین کا شکریہ ۷؛ والدین سے میل جول کا طریقہ ۱۲؛ والدین کے احترام کی قدرو

قیمت ۳؛ والدین کے لئے تواضع کی قدرو قیمت ۳؛ والدین کے ساتھ مہربانی کی قدرو قیمت ۳؛ والدین کے ساتھ مہربانی ۱، ۳،

۱۳؛ والدین کے بڑھاپے کے نتائج ۲

آیت ۲۵

﴿رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ إِنَّ تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا﴾

تمہارا پروردگار تمہارے دلوں کے حالات سے خوب باخبر ہے اور اگر تم صالح اور نیک کردار ہو تو وہ توبہ کرنے والوں کے

لئے بہت بخشنے والا بھی ہے (۲۵)

۱۔ پروردگار انسانوں کے باطن سے مکمل آگاہی رکھتا ہے۔ ربکم أعلم بما فی نفوسکم

۲۔ پروردگار کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ وہ انسانوں کے باطنی حالات سے مکمل آگاہی اور علم رکھے۔ ربکم أعلم بما فی

نفوسکم

۳۔ عبادت اور والدین کے ساتھ احسان میں انسان کی نیتوں، انگیزوں اور اس کے خیالات پر اسہ تعالیٰ کی مکمل نگرانی

ہے۔ وقضی ربک ا لا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احساناً واخفض لهما جناح الذلّ ... ربکم أعلم بما فی نفوسکم

۳۔ خود انسان کی نسبت اس کے باطنی حالات اور خیالات سے اللہ تعالیٰ زیادہ آگاہ ہے۔ ربکم أعلم بما فی نفوسکم مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "أعلم" کا مفضل علیہ "منکم" ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی تمہارے باطن سے آگاہی خود تم سے زیادہ ہے۔

۵۔ انسانی عمل کے پرکھنے میں اس کی نیت واضح کردار کی حامل ہے۔ ربکم أعلم بما فی نفوسکم۔ انسان کے دل میں سوائے اس کی نیتوں، خیالات اور اس کے تخیلات وغیرہ کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا... اللہ تعالیٰ نے صالحین کی توبہ قبول کرنے کی خوشخبری دینے سے پہلے انسان کے باطنی انگیزوں کی اہمیت اور اس کی قبولیت توبہ میں واضح کردار کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۶۔ اصلاح ایک باطنی اور قلبی چیز ہے نہ کہ ظاہری اور دعویٰ کی حد تک ربکم أعلم بما فی نفوسکم إن تكونوا صالحین "صلاح" گویا قبولیت توبہ کی ایک شرط بن رہی ہے۔ یہاں صلاح و توبہ کے بیان سے پہلے خبردار کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے باطن سے آگاہی رکھتا ہے۔ اس طرح کہ تنبیہ ممکن ہے اس نکتہ کی طرف اشارہ کر رہی ہو کہ اصلاح ایک باطنی چیز ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ بچوں کی والدین کے حق میں قلبی انکساری اور مہربانی چاہتا ہے نہ صرف ظاہری حد تک۔
واخفض لهما جناح الذل من الرحمة... ربکم أعلم بما فی نفوسکم۔

اللہ تعالیٰ نے پچھلی آیات میں حکم دیا ہے کہ والدین کے ساتھ احسان اور انکساری سے برتاؤ کریں اور اس آیت میں فرما رہا ہے کہ تمہاری باطنی نیتوں سے آگاہ ہوں۔ پچھلے حکم کے بعد نیتوں سے آگاہی والی بات ممکن ہے اس لئے ہو کہ ان کے ساتھ قلبی طور پر انکساری ہو نہ کہ ظاہری حد تک۔

۸۔ اصلاح اور گناہوں سے توبہ کرنا بخشے جانے اور معاف ہونے کا پیش خیمہ ہے۔ إن تكونوا صالحین فإنه كان للآ و بین غفورا

۹۔ اللہ تعالیٰ کے عفو اور بخشش کی ضروری شرائط میں سے ہے کہ پہلے صالح ہو۔ إن تكونوا صالحین فإنه كان للآ و بین غفورا

۱۰۔ انسان بلکہ صالحین بھی والدین کے حقوق کے حوالے سے غلطی اور کوتاہی کے خطرے میں ہیں

وَاحْفَظْ لَهَا جَنَاحَ الذِّلِّ ... رَبِّكُمْ أَعْلَمُ ... إِنَّ تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلأَوْبِينَ غَفُورًا

۱۱۔ توبہ کرنے والے اور وہ جو غلطیوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ آئے پروردگار کی بخشش اور معافی کے حامل ہیں
فإنه كان لا وَّبين غفورا

۱۲۔ اللہ تعالیٰ، صالح انسانوں کو ان کی والدین کے حقوق کے حوالے سے نہ چاہتے ہوئے غلطیوں کی بخشش کی خوشخبری دینے والا ہے۔ رَبِّكُمْ أَعْلَمُ بما في نفوسكم إِنَّ تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلأَوْبِينَ غَفُورًا

۱۳۔ والدین کی اہانت اور ان کے حقوق کی مراعات میں کوتاہی کا گناہ، توبہ کا محتاج ہے۔ وَاحْفَظْ لَهَا ... فَإِنَّهُ كَانَ لِلأَوْبِينَ غَفُورًا

۱۴۔ گناہوں سے لوٹنے اور توبہ پر ڈٹے رہنا اللہ تعالیٰ کی بخشش کو حاصل کرنے کے اسباب میں سے ہے۔
فإنه كان لا وَّبين غفورا

"اَوَّاب" مبالغہ کا صیغہ ہے اور اس سے مراد بہت توبہ کرنے والا شخص ہے۔ لہذا تائب کی جگہ یہ صیغہ آنا، ممکن ہے مندرجہ بالا مطلب کی طرف اشارہ ہو۔

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے گناہ گار توبہ کرنے والوں کی بخشش انکی تربیت و تکامل کے حوالے سے ہے۔ رَبِّكُمْ ... كَانَ لِلأَوْبِينَ غَفُورًا مندرجہ بالا مطلب میں "رب" سے مراد تربیت کرنے والا لیا گیا ہے جو کہ اس کا اصل معنی ہے (مفردات راغب) یعنی گناہ گاروں کی بخشش اللہ تعالیٰ کے مقامِ ربی و ربوبیت کا تقاضا ہے۔

۱۶۔ صالحین، توبہ کی صلاحیت کے حامل ہیں۔ إِنَّ تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلأَوْبِينَ غَفُورًا
شرط کے جواب میں جملہ "انہ کان صالحین" کی جگہ "إنه كان لا وَّبين" آیا ہے۔ یعنی "الا وَّبين" "صالحین" کی جگہ پر آیا ہے۔
اس سے مندرجہ بالا معنی پیدا ہو رہا ہے۔

۱۷۔ اللہ تعالیٰ "غفور" (بہت زیادہ معاف کرنے والا) ہے۔ فَإِنَّهُ كَانَ ... غَفُورًا

۱۸۔ عن أبي بصير قال: سمعت أبا عبد الله (ع) يقول في قوله تعالى: "إنه كان لا وَّبين غفوراً" قال: هم التوابون المتعبدون" (۱) ابی بصیر کہتے ہیں کہ امام صادق۔ سے سنا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے اس کلام: "إنه كان لا وَّبين" کے حوالے سے فرما رہے تھے کہ توبہ کرنے والوں سے مراد متعبد (تقرب الہی کی چاہت رکھنے والے) ہیں۔

اسما و صفات: غفور ۱۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور نیتیں ۳; اللہ تعالیٰ کے احکام ۴; اللہ تعالیٰ کی بخشش ۹; اللہ تعالیٰ کی بشارتیں ۱۲; اللہ تعالیٰ کے عفو کی شرائط ۹; اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۱، ۲، ۳; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے نتائج ۲; اللہ تعالیٰ کی نگرانی ۳
 انسان: انسان کے انگیزے ۳; انسان کے باطنی حالات ۲، ۳; انسان کے خیالات ۳، ۴; انسانوں کے راز ۱; انسان کی عبادت ۳; انسان کی غلطیاں ۱۰
 بخشش: بخشش کے اسباب ۱۳; بخشش کا پیش خیمہ ۸; بخشش کے شامل حال ۱۱; بخشش کی شرائط ۹
 بشارت: بخشش کی بشارت ۱۲
 تربیت: تربیت کا پیش خیمہ ۱۵
 تکامل: تکامل کا پیش خیمہ ۱۵
 توبہ: توبہ پر ڈٹے رہنے کے نتائج ۱۳
 توبہ کرنے والے: توبہ کرنے والوں کی بخشش ۱۱، ۱۵، ۱۸; توبہ کرنے والوں کی بخشش کا پیش خیمہ ۸
 روایت: ۱۸
 صالحین: صالحین کو بشارت ۱۲; صالحین کی بخشش کا پیش خیمہ ۸; صالحین کی غلطی کا پیش خیمہ ۱۰; صالحین کی توبہ ۱۶
 صالح ہونا: صالح ہونے کی حقیقت ۶; صالح ہونے کے نتائج ۹
 عمل: عمل کے تجزیہ کا معیار ۵
 فرزند: فرزند کی ذمہ داری ۴
 گناہ: گناہ کے موارد ۱۳
 نیت: نیت کے نتائج ۵
 والدین: والدین کے لئے انکساری ۴; والدین کی بے احترامی سے توبہ ۱۳; والدین کے حقوق میں کوتاہی ۱۰; والدین کی بے احترامی کا گناہ ۱۳; والدین سے مہربانی ۴

آیت ۲۶

﴿وَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا﴾

اور دیکھو قرابتداروں کو اور مسکین کو اور مسافر غربت زدہ کو اس کا حق دے اور خبردار اسراف سے کام نہ لینا (۲۶)

۱۔ رشتہ داروں کا حق ادا کرنا واجب اور لازم ہے۔ وء ات ذالقربی حقہ

۲۔ پیغمبر (ص) پر فضول خرچی سے بچتے ہوئے اعتدال کے ساتھ "رشتہ داروں" مساکین اور مسافروں کا حق ادا کرنے کی

ذمہ داری ہے۔ وء ات ذالقربی حقہ والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ اس آیت میں مخاطب پیغمبر (ص) ہیں۔ اگرچہ یہ حکم دوسروں کو بھی شامل ہے۔

۳۔ رشتہ داری کا تعلق انسانوں میں خاص قسم کے حقوق پیدا کرنے کا موجب ہے۔ وء ات ذالقربی حقہ

۳۔ والدین کے حقوق کی ادائیگی کے بعد رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت دیگر معاشرتی حقوق پر ترجیح رکھتی ہے۔

وبالوالدین إحساناً ... وء ات ذالقربی حقہ والمسکین

آیت میں "ذا القربی" اور دوسرے دونوں بعد والے مقامات کے درمیان "حقہ" کا فاصلہ پھر اس کا ان دونوں پر تقدم ممکن

ہے "ذی القربی" دونوں پر امتیاز اور الویت رکھتا ہو۔

۵۔ دوسروں کے حقوق ادا کرنے کے حوالے سے دین کے احکام انسان کے طبعی احساسات کے ساتھ سازگار ہیں۔

وبالوالدین إحساناً ... وء ات ذی القربی حقہ

والدین اور رشتہ داروں کے حقوق کو ترجیح دینا اور انکی مشکلات میں انکی مدد کرنا، انسان کے طبعی میلانات میں سے ہے

اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسی کی تائید کی ہے۔

۶۔ مساکین اور مسافرین کے حقوق کی ادائیگی واجب اور لازم ہے۔

وء ات ... والمسکین وابن السبیل

۷۔ فقر اور مسافر ہونا، فقراء اور مسافروں کے لئے خاص قسم کے حقوق پیدا کرنے کا موجب ہے۔

وء ات ... والمسکین وابن السبیل

۸۔ مسلمان اپنے معاشرے کے مسائل اور ضروریات کے مد مقابل ذمہ دار ہیں۔ وء ات ... والمسکین وابن السبیل

۹۔ رشتہ داروں کی مشکلات دور کرنا اگرچہ وہ فقراء یا مسافروں کے زمرہ میں نہ ہی آتے ہوں، لازم اور واجب ہیں۔

وَعَدَاتُ ذِي الْقُرْبَىٰ حَقُّهُ وَالْمَسْكِينِ وَابْنُ السَّبِيلِ "ذَا الْقُرْبَىٰ" کا جدا ذکر ہونا ہو سکتا ہے مندرجہ بالا مطلب کی طرف اشارہ ہو۔

۱۰۔ فضول خرچی (بے جا خرچ کرنا) حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے منع کیا گیا ہے۔ وَلَا تَبْذُرْ تَبْذِيرًا

اہل لغت نے اسراف اور تبذیر میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ تبذیر سے مراد مال کسی ایسی جگہ خرچ کرنا ہے کہ جہاں خرچ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ (فروق اللغۃ)

۱۱۔ انسان اپنے اموال کے خرچ کرنے میں مطلق آزاد نہیں ہے بلکہ محدودیت رکھتا ہے۔ وَعَدَاتُ ... وَلَا تَبْذُرْ تَبْذِيرًا

۱۲۔ اتفاق میں زیادتی سے پرہیز اور اعتدال رکھنا ضروری اور واجب ہے۔ وَعَدَاتُ ... وَلَا تَبْذُرْ تَبْذِيرًا

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ یہاں "تبذیر" سے مراد آیت کے موضوع کے مطابق "رشتہ داروں اور مساکین پر اتفاق میں زیادہ روی" ہے۔ جیسا کہ ذاتی اموال کے خرچ کے حوالے اور دوسروں پر اتفاق کے حوالے سے آیت ۲۹ میں بھی ایسا حکم صادر ہوا ہے۔

۱۳۔ "عن أبي عبد الله (ع) : ... "وَعَدَاتُ ذِي الْقُرْبَىٰ حَقُّهُ" فكَانَ عَلَى (ع) وَكَانَ حَقُّهُ الْوَصِيَّةُ الَّتِي جَعَلَتْ لَهُ وَالْإِسْمُ الْأَكْبَرُ وَمِيرَاثُ الْعِلْمِ وَأَثَارُ عِلْمِ النَّبُوَّةِ" (۱)

اللہ تعالیٰ کے اس کلام "وَعَدَاتُ ذِي الْقُرْبَىٰ حَقُّهُ" کے بارے میں امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا : ذَا الْقُرْبَىٰ سے مراد علی (ع) ہیں اور ان کے حق سے مراد ان کی پیغمبر اسلام (ص) کی جانشینی ہے کہ جو ان کے لئے تقرر ہوئی تھی اور علم کی میراث اور علم نبوت کے نتائج ہیں۔

۱۳۔ "عن علي بن الحسين (ع) في قوله تعالى: "وَعَدَاتُ ذِي الْقُرْبَىٰ حَقُّهُ" قال : نحن أولئك الذين أمر الله "عز وجل" نبيه (ص) أن يوئيههم حقهم ... " (۲)

امام سجاد (ع) سے اس کلام الہی "وَعَدَاتُ ذِي الْقُرْبَىٰ حَقُّهُ" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا : "ہم اہل بیت (ع) وہی ہیں کہ جن کے

(۱) کافی ج ۱، ص ۲۹۴، ج ۲۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۵۳، ج ۱۵۷۔

(۲) احتجاج طبرسی، ج ۲، ص ۳۳، نور الثقلین ج ۳، ص ۱۵۵، ج ۱۶۰۔

بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اکرم (ص) کو حکم دیا کہ ان کا حق ان کو دو۔

۱۵۔ "عن أبي الحسن موسى (ع) : ان الله تبارك وتعالى لما فتح على نبيه (ص) فذك... فانزل الله على نبيه (ص)

"وأت ذا القربى حقه" فلم يدر رسول الله (ص) من هم... فوحى الله إليه ان ادفع فذك إلى فاطمة (ع)...^(۱)
ابو الحسن موسی بن جعفر (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فذک کو پیغمبر اکرم (ص) کے لئے فتح فرمایا تھا تو اس وقت اس کے لئے یہ آیت نازل ہوئی "وات ذا القربى حقه" تو رسول اللہ (ص) نہیں جانتے تھے کہ ان کے اقرباء کون ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کی کہ فذک کو حضرت فاطمہ س کے حوالے کر دیں۔

۱۶۔ "عبدالرحمان بن الحجاج قال: سألت أبا عبدالله (ع) عن قوله: "ولا تبذر تبذيراً" قال: من انفق شيئاً في غير طاعة الله فهو مبذر...^(۲)

عبدالرحمن بن حجاج کہتا ہے کہ امام صادق (ع) سے اس کلام الہی "ولا تبذر تبذيراً" کے بارے میں سوال کیا تو حضرت (ع) نے فرمایا: جو بھی کوئی چیز غیر خدا کی اطاعت میں خرچ کرتا ہے وہ اسراف کرنے والا ہے۔

۱۷۔ ابی بصیر قال: سألت أبا عبدالله (ع) في قوله "ولا تبذر تبذيراً" قال: بذل الرجل ماله ويقعده ليس له مال قال: فيكون تبذير في حلال؟ قال: نعم...^(۳)

ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام صادق (ع) سے کلام الہی: "ولا تبذر تبذيراً" کے بارے میں سوال کیا تو حضرت نے جواب میں فرمایا: کہ کسی کا یوں مال کا انفاق کرنا کہ اس کے لئے کچھ نہ بچے اور وہ خانہ نشین ہو جائے۔ تو سوال کرنے والے نے پوچھا: پس حلال کے خرچ میں بھی اسراف ہے؟ تو حضرت (ع) نے جواب دیا: ہاں
ابن السبیل: ابن السبیل کے حقوق کی ادائیگی ۲، ۶؛ ابن السبیل کے حقوق کا سرچشمہ ۷

احکام: ۱، ۶، ۹، ۱۰، ۱۲ اسراف: اسراف کے احکام ۱۰؛ اسراف سے پرہیز ۲؛ اسراف کا حرام ہونا ۱۰؛ اسراف سے مراد ۱۷؛ اسراف سے نہیں ۱۰ اسراف کرنے والے ۱۶:

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے ممنوعات ۱۰

امام علی (ع): امام علی (ع) کے فضائل ۱۳

(۱) کافی ج ۱، ۵۴۳، ح ۵۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۵۴، ح ۱۵۸۔ ۲ و ۳ تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۲۸۸، ح ۵۴۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۵۶، ح ۱۶۹۔

انسان: انسان کے اختیارات کے حدود ۱۱

انفاق: انفاق کے احکام ۱۲; انفاق میں میانہ روی ۱۲

اہل بیت (ع): اہل بیت (ع) کے فضائل ۱۳

حرام چیزیں: ۱۰

حقوق: حقوق کی ادائیگی میں احساسات ۵; حقوق کی ادائیگی میں اعتدال ۲; حقوق میں ترجیحات ۳; حقوق کے پیدائش کا سرچشمہ ۳

دین: دین اور احساسات ۵; دینی تعلیمات کی خصوصیات ۵

رشتہ دار: رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی ۱، ۲; رشتہ داروں کے حقوق کی اہمیت ۳; رشتہ داروں کی مشکلات دور کرنا ۹

رشتہ داری: رشتہ داری کے حقوق ۳; رشتہ داری کے اثرات ۳

روایت: ۱۳، ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۷

غربت: غربت کے نتائج ۷

غربائی: غرباء کے حقوق کا سرچشمہ ۷

فدک: قصہ فدک ۱۵

مال: مال میں تصرف کا حدود ۱۱

محمد (ص): محمد (ص) کے رشتہ داروں کے حقوق ۲، ۱۵; محمد (ص) کی ذمہ داری ۲; محمد (ص) کے رشتہ داروں سے مراد

۱۳، ۱۳

مساکین: مساکین کے حقوق کی ادائیگی ۲، ۶

مسلمان: مسلمانوں کی معاشرتی ذمہ داری ۸

معاشرہ: معاشرہ کی ضرورتوں کو پورا کرنا ۸

واجبات: ۱، ۶، ۹، ۱۲

والدین: والدین کے حقوق کی اہمیت ۳

آیت ۲۷

﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا﴾

اسراف کرنے والے شیاطین کے بھائی بند ہیں اور شیطان تو اپنے پروردگار کا بہت بڑا انکار کرنے والا ہے (۲۷)
۱۔ فضول خرچی کرنے والے (اسہ تعالیٰ کی نعمتوں اور وسائل کو ضایع کرنے والے) شیاطین کے بھائی ہیں۔
إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ

۲۔ وسائل کو ضائع کرنا شیطانی کام ہے۔ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ

۳۔ شیطان اسہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرنے والا ہے۔ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا

۳۔ شیطان، الہی نعمتوں کے اسراف کا مظہر ہے۔ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا

۵۔ فضول خرچی (وسائل کو ضائع کرنا) الہی نعمتوں کی ناشکری ہے۔

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا

۶۔ اسہ تعالیٰ کی نعمتوں میں فضول خرچی اور ناشکری ایک مذموم اور ناپسندیدہ عمل ہے۔ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ ... لِرَبِّهِ كَفُورًا

۷۔ پروردگار کے الطاف کے مد مقابل ناشکری، شیطانی روش ہے۔ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا

شیطان: شیطان کے بھائی ۱؛ شیطان کی فضول خرچی ۳؛ شیطان کی ناشکری ۳

عمل: شیطانی عمل ۲، ۷؛ ناپسندیدہ عمل ۶

فضول خرچی: فضول خرچی کی حقیقت ۵؛ فضول خرچی کی مذمت ۲، ۶؛ فضول خرچی کرنے والے ۱، ۳

ناشکری: نعمتوں کی ناشکری پر سرزنش ۴: پروردگار کی نسبت ناشکری ۴: نعمتوں کی ناشکری ۳، ۵، ۷
ناشکری کرنے والے: ۳

آیت ۲۸

﴿وَأَمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمْ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا﴾

اگر تم کو اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کے تم امیدوار ہو ان افراد سے کنارہ کش بھی ہونا پڑے تو ان سے نرم انداز سے گفتگو کرنا (۲۸)

۱۔ پیغمبر اسلام (ص) کی ذمہ داری ہے کہ جب ان سے رشتہ دار، مساکین اور مسافر کسی مال کی درخواست کریں تو مال کے نہ ہونے کی وجہ سے نہ دے سکیں تو ان سے نرم اور جاذب انداز سے رویہ کا مظاہرہ کریں۔
وَأَمَّا تَذِلُّ الْقُرْبَىٰ حَقُّهُ ... وَأَمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمْ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا

عبادت "ابتغا رحمة من ربك" (اپنے پروردگار کی رحمت چاہتے ہو) اور تاریخی شواہد حاکی ہیں کہ پیغمبر اسلام (ص) کا ان (مندرجہ بالا افراد کی مدد نہ کرنے کی وجہ ان کے پاس مال کا نہ ہونا تھا۔

۲۔ اپنی مالی کمزوری کی بناء پر ضرورت مندوں کی مدد نہ کرنے کی صورت میں نرمی اور مناسب معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنا چاہیئے إِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمْ ... فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا

۳۔ جو لوگ کسی اہم کام مثلاً عبادت کی وجہ سے ضرورت مندوں کی امداد نہ کر سکیں تو ضروری ہے کہ ان سے نرم لہجہ سے بات کریں اور معذرت کریں۔ وَأَمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمْ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ پروردگار کی رحمت کی طلب سے مراد اس کی بارگاہ میں عبادت ہو۔ اس صورت میں آیت کا معنی یوں ہوگا: "اگر ضرورت مندوں کی مدد عبادت کی وجہ سے نہ کر سکو تو ان سے معذرت کرو اور انہیں مناسب جواب دو۔

۳۔ جب رشتہ داروں، مساکین اور مسافروں کا حق ادا نہ کر سکو تو ان سے نرم و جاذب انداز میں بات کرتے ہوئے احسن طریقے سے معذرت کر لیں۔ وَأَمَّا تَذِلُّ الْقُرْبَىٰ ... وَأَمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمْ ... فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا

۵۔ پروردگار کی طلب رحمت جیسے اہم کام میں مصروفیت کی بناء پر مستحقین کی امداد سے معذرت کے ساتھ کنارہ کشی جائز

ہے۔ اِنَّمَا تَعْرِضْنَ عَنْهُمْ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ تَرْجُوها فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مِيسُورًا

۶۔ مؤمن، رشتہ داروں اور معاشرہ کے مستحقین کی مدد کے لیے وسائل کا آرزو مند ہے۔

وَاِنَّمَا تَعْرِضْنَ عَنْهُمْ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ تَرْجُوہ

۷۔ رشتہ داروں اور مساکین کے حق میں مالی ضعف اور مناسب وسائل نہ ہونے کی بنا پر اتفاق کا ترک کرنا صحیح اور

قابل قبول عذر ہے۔ وَاِنَّمَا تَعْرِضْنَ عَنْهُمْ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ تَرْجُوہ ... ات ذَالِقُرْبٰی حَقُّہ ...

۸۔ پروردگار کی رحمت پر امید، محنت و سعی کے ساتھ ہونی چاہئے۔ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ تَرْجُوہ

"ابتغای" سے مراد اپنی آرزوؤں کو پانے کے لئے محنت و کوشش کرنا ہے۔ (مفردات راغب)

۹۔ الطاف الہی پر ضرور امید رکھنا اور صرف اپنی زحمت و کوشش پر اکتفاء نہ کرنا۔ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ تَرْجُوہ

"ابتغای" کا "ترجوا" کے ہمراہ آنا بتا رہا ہے کہ انسان کے اپنے ضروری وسائل کو پانے کے لئے یہ دونوں عناصر ہونا چاہئے

نہ کوشش کے بغیر امید اور نہ امید کے بغیر کوشش۔

۱۰۔ مادی وسائل، اللہ کی رحمت ہیں۔ وَاِنَّمَا تَعْرِضْنَ عَنْهُمْ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ

۱۱۔ مادی وسائل اور الہی نعمتیں اللہ کی ربوبیت کا مظہر اور انسانی ترقی و کمال کے لئے ہیں۔ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ تَرْجُوہ

۱۲۔ مؤمنین کو چاہئے وہ دنیاوی وسائل اور نعمتوں کو پروردگار کی جانب سے رحمت سمجھیں۔

وَاِنَّمَا تَعْرِضْنَ عَنْهُمْ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ تَرْجُوہ

پیغمبر اسلام (ص) یا مؤمنین کرام کو مستحقین کی مدد کے امکان نہ ہونے کی صورت میں ان سے اچھے انداز سے رویہ رکھنے

کی نصیحت جو کہ "ابتغاء رحمة من ربك ترجوها" کی تعبیر کے ساتھ آئی ہے، ہو سکتا ہے یہ نکتہ بیان کر رہی ہو کہ مؤمنین

ہمیشہ وسائل کو اللہ کی طرف سے سمجھیں۔

۱۳۔ رشتہ داروں اور مساکین کے احساسات کی طرف توجہ اور انہیں رنجیدہ کرنے سے پرہیز ایک ضروری اور مناسب

اخلاق ہے۔ وَاِنَّمَا تَعْرِضْنَ ... فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مِيسُورًا

۱۴۔ جو لوگ مالی ضعف کی بنا پر رشتہ داروں، مساکین

اور مسافروں کی مدد نہیں کر سکتے تو انہیں اس طرح وعدہ یا امید بھی نہیں دلانی چاہئے پھر مشکل سے دوچار ہوں۔
وإما تعرضن ... ابتغاء رحمة من ربك ترجوها فقل لهم قولاً ميسوراً

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ یہ جملہ "قل لهم قولاً ميسوراً" سے مراد یہ ہے کہ اب جب تم انکی ضرورت کو پورا نہیں کر سکتے تو انہیں ایسا وعدہ دو کہ پھر تمہارے لئے مشکل اور پریشانی نہ کھڑی ہو۔
آرزو: مادی وسائل کی آرزو ۶

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۱؛ آنحضرت (ص) اور رشتہ دار ۱؛ آنحضرت (ص) کا ضعف مالی ۱؛
آنحضرت (ص) اور مسافر ۱؛ آنحضرت (ص) اور مساکین ۱

احکام: ۴: اللہ تعالیٰ کی رحمت کی اہمیت ۵؛ اللہ کی رحمت چاہنا ۵؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے
موارد ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے نتائج ۱۱

امید رکھنا: امید رکھنے کی اہمیت ۹؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر امید رکھنا ۹؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر امید رکھنے کی شرائط ۸؛ امید رکھنے
میں کوشش ۸

انفاق: انفاق کے احکام ۴

رشتہ دار: رشتہ داروں کی امداد ۶؛ رشتہ داروں پر انفاق ۱۳؛ رشتہ داروں کے احساسات کی طرف توجہ کی اہمیت ۱۳؛ رشتہ
داروں کی ضرورت پوری کرنے سے پرہیز ۴؛ رشتہ داروں سے ملنے کی طریقہ کا طریقہ ۳؛ رشتہ داروں سے معذرت ۳

عبادت کرنے والے: عبادت کرنے والوں کی ذمہ داری ۳

عذر: قابل قبول عذر ۴

فقر: فقر کے نتائج ۴

فقراء: فقراء کی امداد ۶؛ فقراء پر انفاق ۱۳؛ فقراء کے جذبات کی رعایت کی اہمیت ۱۳؛ فقراء کی ضرورت پوری کرنے سے
اعراض ۱، ۲، ۵، ۴؛ فقراء سے رویہ کا طریقہ ۲، ۳، ۵؛ فقراء سے معذرت خواہی ۲، ۳، ۵

کمال: کمال کا پیش خیمہ ۱۱

کوشش: کوشش کی اہمیت ۸

مادی وسائل: مادی وسائل کا سرچشمہ ۱۰، ۱۱، ۱۲

مسافر: مسافر پر اتفاق ۱۳؛ مسافر سے اپنانے کا انداز ۱، ۳؛ مسافر سے معذرت خواہی ۳

مساکین: مساکین سے اپنانے کا انداز ۳؛ مساکین سے معذرت خواہی ۳

معاشرت: معاشرت کے آداب

مؤمنین: مؤمنین کی آرزو ۶؛ مؤمنین کی ذمہ داری ۱۲

نعمت: نعمت کا سرچشمہ ۱۱

آیت ۲۹

﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا﴾

اور خبردار نہ اپنے ہاتھوں کو گردنوں سے بندھا ہوا قرار دو اور نہ بالکل پھیلا دو کہ آخر میں قابل ملامت و خالی ہاتھ بیٹھے رہ جاؤ (۲۹)

۱۔ مؤمنین کا وظیفہ ہے کہ وہ دوسروں پر اتفاق اور اپنی ذاتی زندگی میں مال و متاع کے استعمال میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کریں۔ ولا تجعل يدك مغلولة إلى عنقك ولا تبسطها كل البسط

۲۔ مؤمنین کو چاہئے کہ وہ بخل، رشتہ داروں اور مساکین کے حقوق کی عدم ادائیگی سے پرہیز کرے۔
وإت ذلقری حقہ ... ولا تجعل يدك مغلولة إلى عنقك

۳۔ کنجوس انسان اس شخص کی مانند ہے کہ جسکے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہوں۔ ولا تجعل يدك مغلولة إلى عنقك
"ولا تجعل يدك مغلولة إلى عنقك" اتفاق سے پرہیز یعنی کنجوسی سے کنایہ ہے یعنی "کنجوسی تمہارے ہاتھوں کو گردن سے نہ باندھ دے"۔ کی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ کنجوس شخص ہاتھ بندھے ہوئے شخص کی مانند ہے۔

۴۔ پیغمبر اسلام (ص) اپنی ذاتی زندگی میں اتفاق کے حوالے سے اعتدال کی رعایت اور حد سے زیادہ دینے سے پرہیز کرنے میں ذمہ دار ہیں۔ ولا تجعل يدك مغلولة إلى عنقك ولا تبسطها كل البسط فتقعد ملوماً محسوراً

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ آیت کا مخاطب پیغمبر اسلام (ص) ہوں اگرچہ دوسرے لوگوں کو بھی شامل ہے۔

۵۔ اتفاق میں حد سے زیادہ بڑھنے سے انسان اپنے ضروری کاموں سے رہ جاتا ہے۔ فتقعد ملوماً محسوراً آیت میں مادہ "قعود" کا استعمال ہونا ہو سکتا ہے اسی مطلب کی طرف اشارہ ہو کہ اپنے کاموں سے پیچھے رہ جاتا ہے تو اس صورت حال میں انسان کی دوسرے ملامت بھی کرتے ہیں اور وہ حسرت زدہ بھی ہو جاتا ہے۔

۶۔ کنجوسی، ملامت کی باعث ہے اور انفاق میں حد سے بڑھنا انسان کی زندگی میں ضعف و حسرت کا باعث ہے۔
ولا تجعل يدك ... ولا تبسطها كل البسط فتقعد ملوماً محسوراً۔

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "ملوماً" کا تعلق "لا تجعل يدك مغلولاً" اور "محسوراً" کا تعلق "لا تبسطها" سے ہے۔ اور اس حوالے سے بھی کہ "محسوراً" کا معنی یہ ہے کہ انسان اپنے وسائل سے یوں جدا ہو جائے کہ وہ اس کی حسرت کا باعث ہوں۔

۷۔ اقتصادی محور پر اور زندگی کی ضروریات پوری کرنے میں اعتدال کی رعایت اور افراط و تفریط سے پرہیز کرنا ایک ضروری اور پسندیدہ چیز ہے۔ لا تجعل يدك مغلولاً ... ولا تبسطها كل البسط

۸۔ انسان کو ایسے عمل کا مرتکب نہیں ہونا چاہئے کہ جس پر اس کی مذمت ہو اور وہ اپنے کئے پر پشیمان ہو اور حسرت کرے۔ ولا تجعل يدك ... فتقعد ملوماً محسوراً

۹۔ ہاتھوں سے کئی چیزوں پر سرزنش اور حسرت کرنا ان چیزوں میں سے ہیں کہ جو انسانوں کو رنج دیتی ہیں اور ان کی طبع سے ناسازگار ہیں۔ فتقعد ملوماً محسوراً

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انفاق میں افراط و تفریط کے انجام پر مذمت اور حسرت کرنے کا ذکر فرمایا ہے تاکہ انسان ایسے انجام سے بچنے کے لئے افراط و تفریط سے پرہیز کرے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حالتیں انسان کے لئے رنجیدگی کا باعث ہیں۔

۱۰۔ انسان کے ناپسندیدہ عمل کے ناگوار انجام پر توجہ دینا بذات خود اس کے ارتکاب سے روکنے والے اسباب میں سے ہے۔ ولا تجعل يدك مغلولاً إلى عنقك ولا تبسطها كل البسط فتقعد ملوماً محسوراً۔

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انفاق میں افراط و تفریط سے روکتے ہوئے اس کا ناگوار انجام بھی ذکر کیا ہے۔ اس سے مندرجہ بالا مطلب ثابت ہوتا ہے۔

۱۱۔ انسانی زندگی کے راستہ کو صحیح طریقہ سے منظم کرنے میں "آئندہ حالات کو پیش نظر رکھنا اور تدبیر سے کام لینا" اہم قوانین ہیں۔

ولا تجعل يدك مغلولاً ... ولا تبسطها فتقعد ملوماً محسوراً۔

جملہ "فتقعد ملوماً محسوراً" میں چونکہ "فا" نتیجہ اور انجام بتانے کے لئے ہے تو اس سے مدد لیتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ،

آئندہ حالات کو پیش نظر رکھنے کے قانون کی بناء پر انسان کو انفاق میں افراط و تفریط سے منع فرما رہا ہے۔

۱۲_ عن أبي عبد الله (ع) ... علم الله عز وجل نبيّه كيف ينفق، وذلك انه كانت عنده اوقية من الذهب فكره ان يبيت عنده فتصدق بها فاصبح وليس عنده شي وجاءه من يسا له فلم يكن عنده ما يعطيه فلامه السائل واغتم هو حيث لم يكن عنده ما يعطيه وكان رحيماً رقيقاً فا دب الله تعالى نبيّه (ص)، با مره فقال: ولا تجعل يدك مغلولة إلى عنقك ولا تبسطها كل البسط فتقعد ملوماً محسوراً" يقول: إن الناس قد يسا لونك ولا يعذرونك فإذا أعطيت جميع ما عندك من المال كنت قد حسرت من المال...^(۱)

امام صادق (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اکرم (ص) کو سکھایا ہے کہ کس طرح انفاق کرنا چاہئے۔ اور واقعہ اس طرح سے ہے کہ حضرت (ص) کے پاس کچھ سونا تھا آپ (ص) اسے صبح تک اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتے تھے تو آپ (ص) نے اسے انفاق کیا اور صبح آپ (ص) کے پاس کوئی چیز نہ رہی ایک شخص آپ (ص) کے پاس آیا اور آپ (ص) سے کچھ مانگا آپ (ص) کے پاس بھی اسے دینے کے لئے کچھ نہ تھا تو اس شخص نے آپ (ص) پر ملامت کی اور آپ (ص) بھی کچھ نہ ہونے کی بناء پر کہ اسے دے سکیں غمگین ہوئے چونکہ آپ (ص) بہت مہربان اور دل کے انتہائی نرم تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر (ص) کو ایک فرمان کے ساتھ تعلیم دی اور فرمایا: "ولا تجعل يدك مغلولة إلى عنقك ولا تبسطها كل البسط فتقعد ملوماً محسوراً" یعنی اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: لوگ تجھ سے مانگتے ہیں اور تمھارا عذر قبول نہیں کرتے تو اگر سب کچھ انفاق کر دو گے تو تنگی میں پڑو گے۔

۱۳_ عن أبي عبد الله (ع)، في قول الله عز وجل "فتقعد ملوماً محسوراً" قال: الإحسار الفاقة^(۲)

امام صادق (ع) سے اس کلام الہی "فتقعد ملوماً محسوراً" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: یہاں "احسار" سے مراد فقر اور تنگدستی ہے۔

۱۳_ فقال الصادق (ع): المحسور العريان^(۳) امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ محسور سے مراد عریان ہے۔

(۱) کافی ج ۵، ص ۶۷، ج ۱_ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۵۸، ج ۱۷۸۔

(۲) کافی ج ۴، ص ۵۵، ج ۶_ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۵۷، ج ۱۷۵۔

(۳) تفسیر قمی ج ۲، ص ۱۹۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کا انفاق ۱۲; آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۳

استعمال: استعمال کے آداب ۱; استعمال میں اعتدال ۱

اعتدال: اعتدال کی اہمیت ۱

افراط و تفریط: افراط و تفریط سے اجتناب کی اہمیت ۷

انسان: انسان کی ذمہ داری ۸، انسان کی طبیعت ۹

انفاق: انفاق کے آداب ۱، ۳; انفاق میں اعتدال ۱، ۳; انفاق کی روش ۱۲; انفاق میں افراط کے نتائج ۵، ۶

اہم و مہم: ۵

بخل: بخل سے اجتناب ۲; بخل کے نتائج ۶

حسرت: حسرت کے اسباب ۶; حسرت کا پیش خیمہ ۸; حسرت کا پسند ہونا ۹

دوراندیشی: دوراندیشی کی اہمیت ۱۱

ذکر: ناپسندیدہ عمل کے انجام کے ذکر کے نتائج ۱۰

رشتہ دار: رشتہ دار کے حقوق کی ادائیگی ۲

روایت: ۱۲، ۱۳، ۱۳

زندگی: زندگی میں تدبیر کی اہمیت ۱۱

عمل: ناپسندیدہ عمل سے اجتناب ۸; ناپسندیدہ عمل ۷; ناپسندیدہ عمل کے موانع ۱۰

فقراء: فقراء کے حقوق کی ادائیگی ۲

قرانی تشبیہات: بخیل لوگوں کی تشبیہ ۳; گردن سے ہاتھ بندھے لوگوں کی تشبیہ ۳

مؤمنین: مؤمنین کی ذمہ داری ۱، ۲

محسور: محسور کا مفہوم ۱۳، ۱۳

معاش: معاش کو پورا کرنے میں اعتدال کی اہمیت ۷

آیت ۳۰

﴿إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا﴾

تمہارا پروردگار جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو وسیع یا تنگ بنا دیتا ہے وہ اپنے بندوں کے حالات کو خوب جاننے والا اور دیکھنے والا ہے (۳۰)

۱۔ انسانوں کے رزق میں کمی و بیشی فقط پروردگار کی مرضی و منشاء پر موقوف ہے۔ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ "يقدر" سے مراد اگرچہ اندازہ ہے لیکن قرینہ "بسط" (وسعت دیتا ہے) کی وجہ سے اس کا معنی کم کرنا، ہے۔

۲۔ انسانوں کے لئے الہی رزق اس کی ربوبیت اور خدائی کا جلوہ ہے۔ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

۳۔ لوگوں کے لئے روزی میں فرق، پروردگار کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ

۳۔ انسانوں میں روزی کا فرق انکی پرورش اور ترقی کے حوالے سے ایک الہی تدبیر ہے۔ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ "بسط" اور "يقدر" کے حوالے سے ربوبیت

الہی کی تاکید سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کمی و بیشی کا سرچشمہ اس کی ربوبیت ہے (تاکہ زندگی کی گاڑی چلے اور تمام انسان اسی فرق کے حوالے سے امتحان دیں اور ترقی کریں)

۵۔ انسانوں کی اپنی روزی میں اللہ تعالیٰ کی مشیت اور تقدیر کے کردار پر توجہ اپنے مال و متاع سے انفاق میں افراط اور بخل کے اجتناب کا موجب بنی ہے۔ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ ... إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ

جملہ "إِنَّ رَبَّكَ ... در اصل جملہ "وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ ... کی علت بیان کر رہا ہے تو اس صورت میں آیت کا مفہوم یہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ روزی دینے والا ہے۔ لہذا فقر کے خوف سے بخل کیا جائے اور نہ انفاق سے دوری کی جائے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات سے مکمل طور پر آگاہ ہے اور ہر حوالے سے آگاہی رکھتا ہے۔

إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا

۷۔ انسانوں کی روزی میں فرق اللہ تعالیٰ کی انسانوں کے بارے میں گہری آگاہی کی بناء پر ہے۔
یسط الرزق ... و یقدر إنه کان بعباده خبیراً بصیراً

۸۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا دار و مدار علم و آگاہی کی بنیاد پر ہے۔ یسط الرزق لمن یشاء ویقدر إنه کان بعباده خبیراً بصیراً

اسماء و صفات: بصیر ۶؛ خیر ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی تقدیریں ۳؛ اللہ تعالیٰ کا علم ۷، ۸؛ اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۶؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامتیں ۲؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا قانون کے مطابق ہونا ۸؛ اللہ تعالیٰ کی تقدیروں کا کردار ۱، ۵؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا کردار ۵؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے نتائج ۳، ۳؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے نتائج ۱

انسان: انسانوں کی روزی اور تقدیر ۵؛ انسانوں کی روزی ۲، ۳، ۴، ۷؛ انسانوں کی روزی میں اختلاف کا قانون کے مطابق ہونا ۷

انفاق: انفاق میں افراط سے بچنے کا پیش خیمہ ۵

بخل: بخل سے بچنے کا پیش خیمہ ۵

ذکر: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ذکر کرنے کے نتائج ۵؛ روزی کے سرچشمہ ی ذکر ۵

روزی: روزی میں اختلاف کا فلسفہ ۳؛ روزی میں اضافہ کا منشاء ۱؛ روزی میں اختلاف کا منشاء ۳؛ روزی میں نقصان کا منشاء ۱
کمال: کمال کا پیش خیمہ ۳

آیت ۳۱

﴿تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةً إِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْءًا كَبِيرًا﴾

اور خبردار اپنی اولاد کو فاقہ کے خوف سے قتل نہ کرنا کہ ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی رزق دیتے ہیں بیشک ان کا قتل کر دینا بہت بڑا گناہ ہے (۳۱)

۱۔ اولاد کو فقر اور تنگدستی کے خوف سے قتل کرنا ممنوع اور حرام ہے۔ ولا تقتلوا أولادكم خشية إملاق:

۲۔ فقر اور ناداری کا خوف جاہل عربوں کے ہاتھوں اپنی اولاد کے قتل کرنے کا موجب بنا۔ ولا تقتلوا أولادكم خشية أُملاق

۳۔ فقر اور تنگدستی انسان کے ضمیر کو کمزور کرنے میں اور اولاد سے محبت کرنے جیسے قوی ترین احساسات کو ختم کرنے میں تاثیر گذار ہے۔ ولا تقتلوا أولادكم خشية إملاق

۴۔ اس بناء پر بچوں کن نقل کرنا کہ ان کی وجہ سے کس تنگدستی میں نہ گھر جائیں ممنوع، حرام اور برے نتائج کا حامل ہے۔

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "املاق" سے مراد ماں باپ کا اپنے اور بچوں کے بارے میں فقر کا خوف ہے۔

۵۔ فقر اور تنگدستی کا خوف، اولاد کے قتل کا جواز فراہم نہیں کرتا۔ ولا تقتلوا أولادكم خشية إملاق

۶۔ ضرر اور نقصان کے محض خوف کی بناء پر اس سے بچنے کے لئے گناہ اور برائی جائز نہیں ہوتی۔

ولا تقتلوا أولادكم خشية إملاق

۷۔ تمام انسانوں (والدین اور انکے بچوں) کی روزی کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے۔ نحن نرزقهم وإياكم۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام لوگوں کی روزی کی ضمانت کی طرف توجہ، اپنے یا بچوں کے مستقبل میں فقر کے خوف

سے مانع ہے۔ ولا تقتلوا أولادكم خشية إملاق نحن نرزقهم وإياكم

۹۔ والدین خود کو اولاد کا رازق تصور نہ کریں۔ نحن نرزقهم وإياكم

فقر کے خوف سے بچوں کے قتل سے پرہیز کا حکم اور یہ اعلان کہ اللہ تعالیٰ والدین اور بچوں کو روزی دینے والا ہے۔ یہ دونوں چیزیں مندرجہ بالا مطلب کو واضح کر رہی ہیں۔

۱۰۔ بچوں کا ہونا فقر اور تنگدستی کا موجب نہیں ہے۔ ولا تقتلوا اولادکم خشية اُملاق نحن نرزقهم وایاکم
آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان کی اپنی روزی ہے ایسا نہیں ہے کہ ایک کے آنے سے دوسرے کی روزی کم پڑ جائے
۔ لہذا اگر فقر ہے تو اس کے کچھ اور کوئی اور اسباب ہیں نہ کہ بچوں کا وجود۔

۱۱۔ توحید کے عقیدے میں بشریت کی آئندہ مادی زندگی اور اقتصادی حوالے سے پریشانی اور اضطراب کی کوئی گنجائش نہیں
ہے۔ ولا تقتلوا ... نحن نرزقهم وایاکم

یہ کہ اللہ تعالیٰ بچوں کے فقر کے خوف سے قتل کو ممنوع کرنے کے بعد تمام انسانوں کی روزی کی اپنی طرف سے ضمانت
دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مستقبل میں اقتصادی وضعیت کے حوالے سے پریشانی کی ضرورت نہیں ہے۔
۱۲۔ بچوں کا قتل بہت بڑی خطا اور جنایت ہے کہ اسے تمام زمانوں میں اور گزشتہ صدیوں میں مذموم جانا گیا ہے۔
إن قتلهم کان خطئاً کبیراً

"خطئاً" کا لغوی معنی "اصلی اور حقیقی جہت سے پھرنا" ہے اور یہ کلمہ وہاں استعمال ہوتا ہے جب کوئی شخص غلط کام
کرنے پر ارادہ کر لے اور اسے انجام دے۔ (مفردات راغب)

۱۳۔ عن أبي جعفر قال ... بعث الله محمداً (ص) و ... انزل عليه في سورة بنی اسرائیل بمكة ... و انزل نهيًا عن ا
شیاء حذر عليها ولم يغلف فيها ولم يتواعد عليها وقال: "ولا تقتلوا اولادکم خشية اُملاق نحن نرزقهم وایاکم إن
قتلهم کان خطئاً کبیراً" (۱)

امام محمد باقر (ع) سے روایت ہوئی کہ آپ (ع) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ص) کو مبعوث فرمایا ... ان پر مکہ میں
سورہ بنی اسرائیل کی آیات نازل فرمائیں ... کہ (ان آیات میں) ایسی چیزوں سے منع فرمایا کہ جن سے پرہیز کرنا لازم ہے۔
لیکن اس منع کرنے میں سختی اور شدت نہیں ہے اور نہ ان کے ارتکاب پر وعدہ عذاب دیا گیا ہے۔ فرمایا ہے کہ "ولا
تقتلوا اولادکم خشية اُملاق نحن نرزقهم وایاکم إن قتلهم کان خطئاً کبیراً"۔

احساسات: احساسات کو ضعیف کرنے والے اسباب ۳ احکام: ۱، ۳، ۵

اقتصاد: مستقبل کے اقتصاد کے بارے میں پریشانی ۱۱

(۱) کافی ج ۲، ص ۳۰، ج ۱۔ بحار الانوار ج ۶۶، ص ۸۷، ج ۳۰۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی رازقیت ۷; اللہ تعالیٰ ممنوعات ۱۳

ایمان: توحید کے ساتھ ایمان کے نتائج ۱۱

تعلقات: فرزند کے ساتھ تعلق ۳

جاہلیت: جاہلیت میں بچوں کا قتل ۲; جاہلیت کی رسوم ۲

خوف: فقر سے خوف ۵; نقصان سے خوف; فقر سے خوف کے موانع ۸; خوف کے نتائج ۶; فقر سے خوف کے نتائج ۶، ۲
ذکر: روزی کی ضمانت کے ذکر کے نتائج ۸

روایت: ۱۳/ روزی: روزی کا ضامن ۷

فرزند: فرزند کا کردار ۱۰; فرزند کی روزی کا سرچشمہ ۹; فرزند کا قتل: فرزند کے قتل کا جرم ۱۲; فرزند کے قتل کی حرمت

۱، ۳; فرزند کے قتل پر سرزنش ۱۲; تاریخ میں فرزند کا قتل ۱۲; فقر میں فرزند کا قتل ۱، ۳، ۵; فرزند کے قتل سے نہی ۱۳

فقر: فقر کے اسباب ۱۰; فقر کے نتائج ۳، ۵

قتل: قتل کے احکام ۱، ۳، ۵

گناہ کبیرہ: ۱۲ ممنوعات: ۱، ۳

نقصان: نقصان سے بچنا ۶

والدین: والدین کی ذمہ داری ۹

وجدان: وجدان کو کمزور کرنے کے اسباب ۳

آیت ۳۲

﴿وَلَا تَقْرُبُوا الزَّانِيَ إِنَّمَا كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾

اور دیکھو زنا کے قریب بھی نہ جانا کہ یہ بدکاری ہے اور بہت برا راستہ ہے (۳۲)

۱۔ زنا ممنوع اور حرام ہے۔ ولا تقربوا الزانی

۲۔ ہر وہ کام کہ جو انسان کو زنا کے قریب لے جاتا ہے اس سے بچنا لازم اور واجب ہے۔ ولا تقربوا الزانی

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے "لا تزنوا" (یعنی زنا نہ کریں) کی جگہ فرمایا ہے: "لا تقربوا الزانی" (زنا سے قریب نہ ہوں) ہو سکتا ہے اس نکتہ

کی طرف توجہ دلا رہا ہو نہ کہ صرف عمل زنا ممنوع ہے بلکہ ہر وہ عمل جو زنا پر ختم ہو چونکہ وہ بدکاری کی طرف لے جانے والا عمل ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

۳۔ فحاشی، بہت قبیح اور برے انجام والے گناہوں میں مبتلا کرنے والے عمل سے انسان کا اجتناب۔
ولا تقربوا الزّنیٰ إنّہ کان فاحشۃ وساء سبیلا

جملہ "انہ کان فاحشۃ و..." جملہ "لا تقربوا" کی علت بیان کر رہا ہے یعنی چونکہ زنا فحاشی اور برے انجام والا عمل ہے اسی لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔ لہذا ہر فحاشی اور وہ گناہ کہ جس کا انجام برا ہو اس سے پرہیز کرنا چاہئے

۳۔ اپنے جنسی جذبات کی تسکین کے لئے زنا انتہائی قبیح و پلید عمل ہے اور باطل راستہ ہے۔ انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا
"فاحشۃ" اس بات اور عمل کو کہتے ہیں کہ جسکی قباحت بہت زیادہ ہو۔ (مفردات راغب)۔

۵۔ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں عربوں میں زنا معمول کے مطابق رائج عمل تھا۔
ولا تقربوا الزّنیٰ إنّہ کان فاحشۃ وساء سبیلا

۶۔ پوری تاریخ میں انسانوں کے ضمیر میں زنا کی قباحت و پلیدی موجود ہے۔ انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا

جملہ اسمیہ "انہ کان فاحشۃ وساء سبیلاً" سے ہمیشہ اور ثابت رہنے والے معنی پر دلالت ہو رہی ہے اور ساتھ یہ الہی نہیں "لا تقربوا الزّنیٰ" کے لئے بھی علت ہے۔ اس علت سے لا تقربوا کے عمل کے لیے لوگوں کو ابھارنا ہے اور یہ بات اس وقت مؤثر ہے جب لوگ بذات خود زنا کی قباحت کو سمجھیں اور علت کا اطلاق یہ واضح کر رہا ہے کہ زنا لوگوں کے درمیان قبیح تھا

۷۔ زنا جیسے غیر مناسب عمل کا فرد و معاشرہ کے لئے برا اور ناگوار انجام۔ وساء سبیلا

بری راہوں میں سے ایک راہ ایسی ہے کہ جو برے انجام پر ختم ہوتی ہے۔ لہذا "ساء سبیلاً" اس معنی کو بیان کر رہا ہے کہ زنا، نہ فقط فحش عمل ہے بلکہ ایسا برا راستہ ہے کہ جس کا انجام فرد و معاشرہ کے لئے بھی برا ہے۔

۸۔ دین کے محرمات اور ممنوعات کی بنیاد یہ ہے کہ انسان سے مفاسد کو دور کیا جائے۔ انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا

حرام شدہ عمل کی علتیں اور مفاسد بیان کرنا اس نکتہ کو واضح کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ممنوعات اور محرمات مفاسد کے تابع ہیں۔

۹۔ زنا کی بدی اور قباحت اور جنسی خواہشات کو مٹانے کے لئے اس کا ایک برا طریقہ ہونا اس کی حرمت کا ملاک ہے۔

ولا تقربوا الزنى إنه كان فاحشة وساء سبيلاً

جملہ "إنه كان فاحشة وساء سبيلاً" نہی کے لئے علت کی مانند ہے اور ممکن ہے مندرجہ بالا مطلب واضح کرے۔

۱۰۔ ناپسندیدہ عمل کے برے اثرات سے آگاہ کرنا اور اس سے دور رہنے یعنی جدائی کی نہی کرنا قرآن کی تبلیغی و ہدایتی

روشوں میں سے ایک روش ہے۔ ولا تقربوا الزنى إنه كان فاحشة وساء سبيلاً

۱۱۔ عن ابى جعفر (ع) ، قال: ... بعث الله محمداً (ص) و ... انزل عليه في سورة بنى إسرائيل بمكة ... و انزل نهيًا

عن اشياء حذر عليها ولم يغلظ فيها ولم يتواعد عليها وقال: ... "ولا تقربوا الزنا إنه كان فاحشة وساء سبيلاً" ... (۱)

امام باقر (ع) سے روایت ہوئی کہ آپ (ع) نے فرمایا: ... اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ص) کو مبعوث فرمایا اور ان پر سورہ

بنی اسرائیل کی آیات مکہ میں نازل کیں ... (کہ ان آیات میں) ایسی چیزیں ہیں کہ جن سے پرہیز لازم ہے۔ لیکن ان ممنوعات

میں سختی و شدت نہیں ہے اور ان کے ارتکاب پر عذاب کا وعدہ نہیں کیا اور فرمایا: "ولا تقربوا الزنا إنه كان فاحشة وساء

سبيلاً"

۱۲۔ عن ابى جعفر (ع) في قوله: "ولا تقربوا الزنا إنه كان فاحشة" يقول: معصية ومقتاً فإن الله يمقتة ويبغضه قال:

وساء سبيلاً هو أشد الناس عذاباً والزنا من أكبر الكبائر (۲)

امام باقر (ع) اس آیت "ولا تقربوا الزنا إنه كان فاحشة" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: "زنا" گناہ

اور نفرت انگیز ہے "کیونکہ بہت زیادہ اللہ تعالیٰ اس سے اظہار نفرت و غضب کرتا ہے (اور اس آیت) "ساء سبيلاً" کے

بارے میں فرماتا ہے: زنا کار کا عذاب سب سے زیادہ شدید ہے اور سب سے بڑے گناہوں میں سے ہے۔

احکام: احکام ۱، ۱۲ احکام کا فلسفہ: ۸، ۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے ممنوعات ۱۱

انسان: انسان کی فطرت ۶ / تبلیغ: تبلیغ کی روش ۱۰ / جاہلیت: جاہلیت کی رسوم ۵: جاہلیت میں زنا ۵

جنسی انحراف: جنسی انحراف کے موارد ۳، ۹ جنسی خواہشات:

(۱) کافی ج ۲، ص ۳۰، ح ۱۔ بحار الانوار ج ۶۶، ص ۸۷، ح ۳۰۔

(۲) نور الثقلین ج ۳، ص ۱۶۱، ح ۱۸۸۔ بحار الانوار ج ۷۶، ص ۱۹، ح ۵۔

جنسی خواہشات کو مٹانا ۳

دین: دینی تعلیمات ۸

روایت: ۱۱، ۱۲

زنا: زنا کے احکام ۱، ۲؛ زنا میں مبتلا کرنے والی چیزوں سے اجتناب ۲؛ زنا کا برا انجام ۴؛ زنا کی بدی ۶، ۳؛ زنا کی حرمت ۱؛ زنا کی بدی کا فطری ہونا ۶؛ زنا کی حرمت کا فلسفہ ۹؛ زنا کا گناہ ۱۲؛ زنا کی بدی کے نتائج ۹؛ زنا کا فردی نقصان ۴؛ زنا کا معاشرتی نقصان ۴؛ زنا سے ۱۱

عمل: ناپسندیدہ عمل ۴؛ ناپسندیدہ عمل کا نقصان ۱۰

برائیاں: برائی سے اجتناب کی اہمیت ۳

قرآن مجید: قرآن مجید کا ہدایت دینا ۱۰

گناہ: گناہ سے اجتناب کی اہمیت ۳؛ گناہ میں مبتلا کرنے والی چیزوں سے اجتناب کی اہمیت ۳
گناہ کبیرہ: ۱۲

حرام اشیاء: ۱

حرام چیزوں کا معیار ۹

مفسدات: مفسدات کو دور کرنے کی اہمیت ۸

معاشرہ: معاشرہ کے لئے خطرات کو جاننا ۴

واجبات: ۲؛ ہدایت: ہدایت کی روش ۱۰

آیت ۳۳

﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَوْلِيٍّ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفُ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا﴾

اور کسی نفس کو جس کو خدا نے محترم بنایا ہے بغیر حق کے قتل بھی نہ کرنا کہ جو مظلوم قتل ہوتا ہے ہم اس کے دلی کو بدلہ کا اختیار دے دیتے ہیں لیکن اسے بھی چاہئے کہ قتل میں حد سے آگے نہ بڑھ جائے کہ اس کی بہر حال مدد کی جائے گی (۳۳)

۱۔ بے گناہ اور بے قصور شخص کا قتل ممنوع اور حرام ہے۔ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ۔

۲۔ بعض انسانوں کی جان محترم نہیں ہے۔ لہذا انہیں قتل کیا جاسکتا ہے۔ ولا تقتلوا النفس التي حرم الله إلا بالحق

۳۔ چند وضاحت شدہ مقامات کے علاوہ باقی تمام حقوق اور قوانین الہی میں قتل کی حرمت کا قانون جاری ہے۔
ولا تقتلوا النفس التي حرم الله إلا بالحق

۳۔ انسان کے قتل کی ممنوعیت اس کی خصوصیات میں سے ہے۔ ولا تقتلوا النفس التي حرم الله إلا بالحق
یہ عبارت "التي حرم الله" دلیل استثناء "إلا بالحق" کی بناء پر "النفس" کے لئے صفت تشریحی سے۔ لہذا انسان کے قتل کی حرمت اس کی صفات میں سے شمار ہوگی۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کے احکام، حق و عدل کے اجراء اور مظلوم کے دفاع کی خاطر ہیں۔
ولا تقتلوا ... إلا بالحق ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليه سلطانا

۶۔ اللہ تعالیٰ نے ناحق اور مظلومانہ قتل ہونے والے کے ولی کو قاتل پر غلبہ عطا کیا ہے۔
ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليه سلطانا

۷۔ حق (الہی قانون) کے مطابق قتل ہونے والے کے ولی کو کسی قسم کا اختیار حاصل نہیں ہے۔
ولا تقتلوا ... إلا بالحق ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليه سلطانا

۸۔ قاتل کے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق مقتول کے وارثوں کو ہے اور اس میں ان کے فائدہ کو مد نظر رکھنا چاہئے۔
فقد جعلنا لوليه سلطانا

مندرجہ بالا مطلب "لولیہ" کی لام سے لیا گیا ہے کہ یہ فائدہ کے خاص ہونے کو بیان کر رہا ہے۔
ولا تقتلوا ... إلا بالحق ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليه سلطانا

۱۰۔ مقتول کے وارثوں کے لئے قاتل سے انتقام لینے میں حد سے بڑھنا حرام اور ممنوع ہے۔ فلا يسرف في القتل

۱۱۔ قاتل کا قتل وقصاص مقتول کے وارثوں کا حق ہے۔ جعلنا لوليه سلطاناً فلا يسرف في القتل

۱۲۔ قاتل پر مقتول کے ورثاء کا اختیار لغزش اور اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کا باعث بنتا ہے۔
جعلنا لوليه سلطاناً فلا يسرف في القتل

اللہ تعالیٰ کا روکنا ایک قسم کا خبردار کرنا ہے اور یہ خبردار کرنا لغزش کے امکان کی وجہ سے ہے اور "فلا يسرف" میں فاء نتیجہ کے لئے ہے اور مندرجہ بالا مطلب پر ایک اور تائید ہے۔

۱۳۔ حق و عدل کی رعایت کا خیال حتیٰ کہ لوگوں کی جان سے کھیلنے والے کے حق میں بھی۔

جعلنا لوليّه سلطاناً فلا يسرف في القتل

۱۳۔ مقتول کے وارث کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حمایت پر توجہ اسے قصاص میں حد سے بڑھنے پر روکنے والی ہے۔

جعلنا لوليّه سلطاناً فلا يسرف في القتلاّنه كان منصوراً

۱۵۔ مظلوم کی حمایت اور مدد الہی سنت۔ ومن قتل مظلوماً ... إنه كان منصوراً مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ "إنه" کی ضمیر مقتول مظلوم کی طرف لوٹتی ہے اور جملہ "انه ... کا اسمیہ ہونا اور فعل "كان" کا آنا (جو استمرار کا معنی پیدا کرتا ہے) ممکن ہے یہ نکتہ واضح کرے کہ مقتول مظلوم کی حمایت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی رہی ہے۔

۱۶۔ حق قصاص کا الہی حکم اور مقتول کے ورثاء کو اختیار ہی اللہ تعالیٰ کی ان کی حمایت ہے۔ ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليّه سلطاناً ... إنه كان منصوراً مندرجہ بالا مطلب اس نکتہ کی بناء پر ہے کہ "انه" کی ضمیر مقتول کے وارث کی طرف لوٹتی ہو۔

۱۷۔ ظلم سے قتل ہونے والے کی حمایت تمام انسانی معاشروں میں ایک عقلی اور فطری چیز ہے۔ ومن قتل مظلوماً ... إنه كان منصوراً مندرجہ بالا مطلب اس احتمال کی بناء پر ہے کہ "مقتول کی مدد کی جانا" (منصوراً) اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو بلکہ یہ وہ قانون ہو کہ جو تمام لوگوں میں رائج ہے اور جملہ "إنه كان منصوراً" ایک معاشرتی حقیقت سے حکایت کر رہا ہو۔
۱۸۔ "عن أبي عبد الله (ع) قال: إذا اجتمعت العدة على قتل رجل واحد حكم الوالي أن يقتل ايهما شاؤا وليس لهم أن يقتلوا أكثر من واحد إن الله عزّوجلّ يقول: ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليّه سلطاناً فلا يسرف في القتل" (۱) امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: جب ایک گروہ ایک شخص کو قتل کرے اور قاضی حکم دے کہ مقتول کے وارث ان قاتلوں میں سے جسے چاہیں قتل کر سکتے ہیں تو وہ حق نہیں رکھتے کہ ایک شخص سے زیادہ قتل کریں بے شک اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليّه سلطاناً فلا يسرف في القتل

۱۹۔ عن اسحاق بن عمار قال: قلت لأبي الحسن (ع) إن الله عزّوجلّ يقول في كتابه: ... فلا يسرف في القتل إنه كان منصوراً" فما هذا إلا سرف الذي نهى الله عزّوجلّ عنه قال: نهى أن يقتل غير قاتله ويمثل بالقاتل قلت: فما معنى قوله: إنه كان منصوراً قال: وای نصره اعظم من أن يدفع القاتل إلى أولياء المقتول فيقتله ولا تبعه تلزمه من قتله في دين ولا ديناً (۲) اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ امام موسیٰ بن جعفر (ع) کی

(۱) کافی ج ۷، ص ۲۸۵، ج ۹۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۶۲، ج ۱۹۷۲ (کافی ج ۷، ص ۳۷۰، ج ۷۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۶۲، ج ۱۹۸)

خدمت میں عرض کی: اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرما رہا ہے: "فلا یسرف فی القتل انہ کان منصوراً" یہ کون سا اسراف ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے؟ تو حضرت (ع) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے غیر قاتل کو قتل کرنے اور قاتل کا مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ تو روای کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: تو اس کلام خدا: "انہ کان منصوراً" سے مراد کیا ہے؟ آپ (ع) نے فرمایا: "اس سے بڑھ کر اور نصرت کیا ہو سکتی ہے کہ قاتل مقتول کے ورثاء کے حوالے کیا جاتا ہے کہ وہ قاتل کو قتل کرتے ہیں اور قتل کے دینی اور دنیاوی اثرات سے محفوظ رہتے ہیں۔"

۲۰_ عن أبي العباس قال: سألت أبا عبد الله (ع) عن رجلين قتلا رجلاً فقال: یُخیر ولیّہ ان یقتل ایہما شاء ... وكذلك إن قتل رجل إمراً إن قبلوا دية المراه فذاك، وإن ابی اولیائہا إلّا قتل قاتلہا غرموا نصف دية الرجل و قتلوه وهو قول الله: فقد جعلنا لولیّہ سلطاناً فلا یسرف فی القتل^(۱) ابی عباس روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام صادق (ع) سے ان دو مردوں کے بارے میں پوچھا کہ ان دونوں نے ایک مرد کو قتل کیا تو حضرت (ع) نے جواب میں فرمایا کہ مقتول کا وارث مختار ہے ان دونوں میں سے جسے چاہے قتل کر دے۔ اسی طرح اگر کوئی مرد کسی عورت کو قتل کر دے اگر اس کے وارث عورت کی دیت قبول کریں تو وہی حکم ہے۔ اور اگر دیت قبول نہ کریں فقط قاتل کو قتل کرنا چاہیں تو ایک مرد کی آدھی دیت ادا کریں پھر اسے قتل کر دیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔ "فقد جعلنا لولیّہ سلطاناً فلا یسرف فی القتل"۔

۲۱_ عن أبي جعفر (ع) فی قوله: "ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیّہ سلطاناً فلا یسرف فی القتل إنہ کان منصوراً" قال: هو الحسين بن علی (ع) قتل مظلوماً ونحن أولیاء والقائم منا إذا قام طلب بشار الحسين ... "إنہ کان منصوراً" فإنہ لا یذهب من الدنيا حتّٰی ینتصر برجل من آل رسول الله (ص) یملأ الأرض قسطاً وعدلاً كما ملئت جوراً وظلماً^(۱) اللہ تعالیٰ کے کلام "من قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیّہ سلطاناً فلا یسرف فی القتل إنہ کان منصوراً" کے بارے میں امام باقر (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: یہاں مراد حضرت حسین بن علی (ع) ہیں کہ مظلومانہ قتل ہوئے ہیں اور ہم آئمہ ان کے ورثاء ہیں اور جب بھی ہمارے قائم کا ظہور ہوگا تو وہ حسین بن علی (ع) کا انتقام لیں گے۔ اور "إنہ کان منصوراً" کے بارے میں فرمایا: کچھ دیر نہیں کہ آل رسول (ص) کے ذریعے مدد ہوگی اور وہ زمین عدل و انصاف کے ساتھ پر کر دیں گے جس طرح ظلم و ستم سے پر ہوگی۔

۲۲_ عن أبي جعفر (ع) قال: ... بعث الله

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۲۹۱، ح ۶۸_ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۶۳، ح ۲۰۲۲ (تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۲۹۰، ح ۶۷_ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۶۳، ح ۲۰۱)

محمداً و ... انزل عليه في سورة بني إسرائيل بمكة ... وانزل نوحاً عن ا شياء حذر عليها ولم يغلظ فيها ولم يتوا عد عليها وقال: "... ولا تقتلوا النفس التي حرم الله إلا بالحق و من قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليه سلطاناً فلا يسرف في القتل إنه كان منصوراً" (۱)

امام باقر (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ص) کو مبعوث کیا اور ان پر مکہ میں سورہ بنی اسرائیل سے چند آیات نازل کیں ان آیات میں ان چیزوں سے منع کیا کہ جن سے پرہیز لازمی ہے لیکن ان ممنوعات میں سختی نہیں دکھائی گئی اور ان ممنوعات کے ارتکاب کرنے پر وعدہ عذاب نہیں دیا گیا اور فرمایا: "ولا تقتلوا النفس التي حرم الله الا بالحق" ...

احکام: ۱، ۲، ۴، ۸، ۱۰، ۱۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی حمایتیں ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کی سنتیں ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی مدد ۱۹؛ اللہ تعالیٰ کے ممنوعات ۲۲

اللہ تعالیٰ کی سنتیں: اللہ تعالیٰ مظلوم کی امداد کرنے کی سنت ۱۵

امام حسین (ع): امام حسین (ع) کی مظلومیت ۲۱؛ امام حسین (ع) کی نصرت ۲۱

امام مہدی (عج): امام مہدی (ع) کی ذمہ داری ۲۱

انسان: انسان کی خصوصیات ۳؛ انسان کی خطائیں ۱۲؛ انسان کے فطری امور ۱۷

حقوق: قصاص کا حق ۱۱، ۱۶/ ذکر: اللہ تعالیٰ کی حمایت کے ذکر کے نتائج ۱۳

روایت: ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲/ عدالت: عدالت کی اہمیت ۵، ۱۳

قاتل: قاتل کے مثلہ کرنے سے نہی ۱۹

قتل: جائز قتل ۲، ۹؛ جائز قتل کے نتائج ۷؛ قتل کے احکام ۱، ۲، ۳، ۷؛ قتل میں اسراف ۱۸؛ قتل کی حرمت ۱، ۳، ۳؛ قتل

میں اسراف سے مراد ۱۹، ۲۰؛ قتل کے مستحقین ۲؛ قتل سے منع ۲۲

قصاص: قصاص کے احکام ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۸، ۲۰؛ قصاص کے احکام کی شرعی خثیت ۱۶؛ قصاص میں افراط کی حرمت ۱۰؛

قصاص میں عدالت ۱۳؛ قصاص

میں افراط سے مانع ۱۳

محرمات: ۱، ۱۰

مظلوم: مظلوم کی حقوق کی اہمیت ۶؛ مظلوم کی حمایت کی اہمیت ۵؛ مظلوم مقتول کی حمایت ۱۷؛ مظلوم کی حمایت کا عقلی ہونا ۱۷؛ مظلوم کی حمایت کا فطری ہونا ۱۷

مقتول: مقتول کے ورثاء کے اختیارات ۸، ۱۲؛ مقتول کے ورثاء کی خطاء کا پیش خیمہ ۱۲؛ مقتول کے ورثاء کے حقوق ۶، ۷، ۸، ۱۰، ۱۱؛ مقتول کے ورثاء کی حمایت ۱۳، ۱۶؛ مقتول کے ورثاء کے اختیارات کے حدود ۱۸؛ مقتول کے ورثاء کے منافع ۸؛ مقتول کے ورثاء کی نصرت ۱۹

آیت ۳۳

﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾

اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جانا مگر اس طرح جو بہترین طریقہ ہے یہاں تک کہ وہ توانا ہو جائے اور اپنے عہدوں کو پورا کرنا کہ عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا (۳۳)

۱۔ یتیموں کے مال میں بلاوجہ تصرف، ممنوع اور حرام ہے۔ ولا تقربوا مال الیتیم إلا بالتی هی ا حسن
۲۔ مال یتیم خود انسان کے لئے اس میں ناحق تصرف کی غلطی کا پیش خیمہ اور وسوسہ پیدا کرنے والا ہے۔
ولا تقربوا مال الیتیم إلا بالتی هی احسن

"لا تاكلوا ولا تصرفوا" (نہ کھاؤ اور نہ تصرف کرو) کی جگہ کلمہ "لا تقربوا" (قریب نہ جانو) کا استعمال ممکن ہے۔ اس لیے ہو کہ یتیموں کے اموال معمولاً سنجیدہ حامی کے بغیر ہوتے ہیں۔ لہذا انکے ناحق استعمال اور ضائع ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔
۳۔ ہر وہ کام کہ جس سے مال یتیم کے ضائع ہونے اور ناحق استعمال ہونے کا امکان ہو اس سے پرہیز کرنا ضروری اور واجب ہے۔

ولا تقربوا مال الیتیم إلا بالتی هی ا حسن

۳۔ اسلام کی طرف سے یتیموں اور بے سہارا گناہ کمزور لوگوں کے اموال اور منافع کی حمایت کا اہتمام کیا گیا ہے۔
ولا تقربوا مال الیتیم إلا بالتی هی احسن

۵۔ نابالغ بچوں کے لئے مالکیت کے حق کا ثبوت۔ ولا تقربوا مال الیتیم ... حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ

لغت میں "یتیم" اس بچے کو کہا جاتا ہے کہ جس کا باپ اس کے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائے۔ (مفردات راغب)
۶۔ بغیر کسی کام کے مالکیت کا امکان موجود ہے۔ ولا تقربوا مال الیتیم

چونکہ یتیم وہ بچہ ہے کہ جس کا باپ فوت ہو چکا ہے اور زندگی کے اس حصے میں اس کے لئے کام کرنے کا امکان موجود نہیں ہے۔ تو اس کے لئے ایک طبعی راستہ مالک بننے کے لئے ارث ہے کہ جو کام کرنے سے حاصل نہیں ہوتا۔ اس نکتہ پر توجہ کرتے ہوئے مندرجہ بالا آیت سے اس مطلب استناد ہو سکتا ہے۔

۷۔ یتیموں کے اموال میں ان کے منافع کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تصرف کرنا جائز اور مشروع ہے۔
ولا تقربوا مال الیتیم إلا بالتی ہی أحسن

۸۔ یتیم کے مال میں تصرف اس وقت جائز ہے جب ان اس کے عالی ترین مصلح کی مراعات کر سکتا ہو۔
ولا تقربوا مال الیتیم إلا بالتی ہی أحسن

۹۔ یتیموں کے اموال میں ناحق اور فضول تصرف زمانہ جاہلیت کے عربوں میں رائج تھا۔ ولا تقربوا مال الیتیم

۱۰۔ یتیم کے مال کے ذمہ دار لوگوں پر فرض ہے کہ اس کے مال کی حفاظت کے لئے فائدہ مند ترین طریقہ اختیار کریں۔
ولا تقربوا مال الیتیم إلا بالتی ہی أحسن

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ یہاں آیت کے مخاطب یتیموں کے ذمہ دار لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں حکم دے رہا ہے کہ سوائے انکے منافع کی رعایت کے باقی ہر قسم کا فضول تصرف نہ کریں۔ لہذا "التی ہی احسن" سے مراد فائدہ مند ترین اور مفید تصرف ہے۔

۱۱۔ یتیم کا اپنے مال میں تصرف جب تک وہ بالغ و عاقل نہ ہو جائے ممنوع ہے۔ حتی یبلغ أشده

"حتی یبلغ أشده" یتیم کی کفالت کی انتہاء ہے یعنی اے یتیموں کی کفالت کرنے والوں ان کے اموال کی نگہداری کرو اور اس میں ناحق تصرف نہ کرو یہاں تک کہ عقلی طور پر رشید ہو جائیں۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یتیم رشید ہونے سے پہلے اپنے اموال میں تصرف کا حق نہیں رکھتا۔

۱۲۔ یتیم کے بالغ و عاقل ہونے کے بعد دوسروں کے لئے اس کے مال میں تصرف کا ناجائز ہونا۔ ولا تقربوا ... حتی یبلغ أشده کیونکہ آیت میں یتیم کی منفعت کے محفوظ کرنے کا پیغام ہے اور بدیہی ہے کہ صرف جسم اور عمر کے

اعتبار سے بالغ ہونا بغیر عقلی و اقتصادی بلوغ کے ان کے منافع و مصلح کے لئے ضمانت فراہم نہیں کرتا یہاں "حتی یبلغ أشدہ" اس مال کے ذمہ داروں کے تصرف کے لئے غایت ہے کہ تم اس وقت جائز تصرف کا حق رکھتے ہو جب تک وہ عقلی و جسمی طور پر بالغ نہ ہو جائیں اور ان کے بالغ ہونے کے بعد تمہیں تصرف کا حق نہیں ہے۔

۱۳۔ حق مالکیت کا حق تصرف سے جدا ہونے کا امکان۔ ولا تقربوا مال الیتیم ... حتی یبلغ أشدہ

چونکہ یتیم مالک ہونے کے باوجود بلوغ سے پہلے حق تصرف نہیں رکھتا جبکہ اس کے ولی اور نگہبان مالک نہ ہونے کے باوجود حق تصرف رکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مالکیت اور تصرف کا جواز ایک دوسرے سے جدا ہو سکتا ہے۔

۱۴۔ چھوٹا ہونا، عقلی رشد اور اقتصادیات کی فہم سے عاری ہونا یہ دو عامل انسان کے اپنے مال میں تصرف کو روک دیتے ہیں۔ حتی یبلغ أشدہ یتیم کے حق تصرف کی ممنوعیت کے زمانہ کی غایت بیان کرنا اس کے مال میں حق تصرف کے معیار کو واضح کر رہا ہے اور وہ معیار بالغ ہونا اور اقتصادی رشد ہے۔ لہذا محض یتیم ہونا اس حکم کی وجہ نہیں ہے۔

۱۵۔ عہد و پیمان سے وفا لازم اور واجب ہے۔ وا وفوا بالعہد

۱۶۔ انسان اپنے عہد و پیمان کے مد مقابل جواب دہ ہے۔ إن العہد کان مسئل

۱۷۔ یتیم کے اموال کی سرپرستی قبول کرنا ایک ذمہ دارانہ عہد ہے۔ ولا تقربوا مال الیتیم ... وا وفوا بالعہد إن العہد کان مسئل چونکہ "ا وفوا" جملہ "لا تقربوا مال الیتیم" کے بعد میں آیا ہے۔ شاید "خاص کے بعد عام کا ذکر" ہو۔ لہذا ممکن ہے یتیموں کے اموال کی کفالت عہد والے معاملوں میں سے ہو۔

۱۸۔ انسان کا اپنے عہدوں کے مقابلہ میں پوچھ گچھ کی طرف توجہ کرنا موجب بنتا ہے کہ وہ اپنے عہدوں کی وفا پر زیادہ توجہ کرتا ہے۔ وا وفوا بالعہد إن العہد کان مسئل

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے عہد کی وفا کے حکم کے بعد فرمایا انسانوں کی ان عہدوں کے حوالے سے پوچھ گچھ ہوگی تو اس نکتہ کی طرف توجہ کرنے سے اس کے اندر ان کی رعایت کرنے کا انگیزہ پیدا ہوگا۔

۱۹۔ عن ابی جعفر (ع) قال ... بعث اللہ محمدًا و ... انزل علیہ فی سورۃ بنی اسرائیل بمکۃ ... و انزل نھیًا عن اشیاء حذر علیہا و لم یغلظ فیہا ولم یتواعد علیہا وقال : ... "ولا تقربوا مال الیتیم إلا بالتی ہی ا حسن حتی یبلغ ا شدہ وا وفوا بالعہد إن العہد کان مسئل" (۱)

امام باقر (ع) نے فرمایا: "... اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم (ص) (ص) کو مبعوث فرمایا... اور ان پر سورہ بنی اسرائیل کی آیات مکہ میں نازل کیں (کہ ان آیات میں) ایسی چیزوں سے منع کیا کہ جن سے پرہیز کرنا ضروری ہے لیکن ان منع کرنے میں سختی اور شدت نہیں دکھائی دی اور ان کے ارتکاب کرنے پر وعدہ عذاب بھی نہیں دیا گیا اور فرمایا: ... ولا تقربوا مال الیتیم إلا بالتی هی أحسن حتی یبلغ أشده و اوفوا بالعہد ان العہد کان مسئلاً"۔

۲۰۔ عن عبد اللہ بن سنان عن أبی عبد اللہ (ع) قال: سألہ ابي وانا حاضر عن الیتیم حتی یجوز امره؟ قال: حتی یبلغ أشده" قال: وما أشده؟ قال: الإحتلام... (۱) عبد اللہ بن سنان کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ہمراہ تھا کہ اس نے یتیم کے حوالے سے سوال کیا کہ کب اس کی بات نافذ ہوگی تو آپ (ع) نے فرمایا: حتی یبلغ أشده۔ تو میرے والد نے پوچھا کہ "اشدہ" سے کیا مراد ہے؟ تو حضرت (ع) نے جواب دیا: اس کا محتلم ہونا...

۲۱۔ عن أبی عبد اللہ (ع) قال: إذا بلغ الغلام أشده ثلاث عشرة سنة ودخل فی الأربع عشرة سنة وجب علیہ ما وجب علی المحتلمین احتلم ام لم یحتلم ... جاز له کل شی من ماله إلا ان یكون ضعيفاً او سفیهاً (۲)

امام صادق (ع) سے روایت ہوئی کہ آپ (ع) نے فرمایا: جب لڑکا زمانہ رشد تک پہنچ جائے یعنی تیرہ سال کا ہو جائے اور چودھویں سال میں داخل ہو جائے تو اس پر وہی کچھ واجب ہے جو محتلم پر واجب ہے چاہے اسے احتلام آئے یا نہ آئے اگر وہ کمزور یا احمق نہ ہو تو اس کے لئے اپنے تمام اموال میں تصرف کرنا جائز ہے۔

۲۲۔ عن أبی الحسن موسی بن جعفر (ع) عن أبيه فی قول الله عزوجل: و اوفوا بالعہد ان العہد کان مسئلاً۔ قال: العہد ما اخذ النبی (ص) علی الناس فی مودتنا وطاعة امیر المؤمنین (ع) ان لا یخالفوه ولا یستقدموه ولا یقطعوا رحمہ و اعلمہم انہم مسئولون عنه... (۳)

امام موسی بن جعفر (ع) نے اپنے والد محترم امام صادق (ع) سے اس آیت: "واوفوا بالعہد ان العہد کان مسئلاً" کے بارے میں روایت کی کہ انہوں نے فرمایا: کہ یہاں عہد و پیمان سے مراد وہ عہد و پیمان ہے کہ جو پیغمبر اسلام (ص) نے لوگوں، سے ہماری محبت و دوستی اور امیر المؤمنین کی اطاعت کے حوالے سے لیا ہے کہ اس کی خلاف ورزی نہ کریں اور پیغمبر اسلام (ص) نے یہ بھی اعلان کیا کہ لوگوں سے اس عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

۲۳۔ عن أبی بصیر قال: قال أبو عبد اللہ (ع)

(۱) خصال صدوق ص ۴۹۵، ح ۳۔ أبواب ثلاثیہ عشر۔ نور الثقلین ج ۱، ص ۷۷۸، ح ۳۴۰

(۲) خصال صدوق ص ۴۹۵، ح ۴۔ أبواب ثلاثیہ عشر۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۶۴، ح ۳۰۴۳۔ بحار الانوار ج ۲۴ ص ۱۸۷، ح ۱

إذا بلغ العبد ثلاثاً وثلاثين سنة فقد بلغ أشده... (۱)

ابوبصیر روایت کرتے ہیں کہ امام صادق (ع) نے فرمایا: جب انسان تینتیس سال کی عمر میں پہنچ جائے تو وہ عقلی رشد تک پہنچا ہے (اور یہ اس آیت بلغ اشدہ سے مراد ہے)

آئمہ: آئمہ سے محبت ۲۲

احتلام: احتلام کے نتائج ۲۰

احکام: ۱، ۳، ۵، ۸، ۷، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۵

احمق: احمق کو روکنا ۱۳

اطاعت: امام علیؑ کی اطاعت ۲۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی نواہی ۱۹

انسان: انسان کی خطائیں ۲؛ انسان کی ذمہ داری ۱۶؛ انسان کی رشد و الی عمر ۲۳

بچہ: بچے کو روکنا ۱۳؛ بچے کی مالکیت ۵

بلوغ: بلوغ کے احکام ۲۱؛ بلوغ کی عمر ۲۱؛ بلوغ کے نتائج ۱۱

جاہلیت: جاہلیت کی رسوم ۹؛ جاہلیت میں مال یتیم کا غصب ہونا ۹

حقوق: حق تصرف ۱۳؛ حق مالکیت ۱۳

حماقت: حماقت کے نتائج ۱۳

ذکر: وعدہ کے بارے میں سوال کے ذکر کے نتائج ۱۸

ذمہ داری: ذمہ داری میں موثر اسباب ۱۷

روایت: ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳

ضعفای: ضعفاء کے منافع کے رعایت کی اہمیت ۳؛ ضعفاء کے مال کی حفاظت کی اہمیت ۳

عہد: عہد کے احکام ۱۵؛ عہد سے وفا کرنے کی اہمیت ۱۶؛ عہد سے وفا کرنے کا پیش خیمہ ۱۸؛ عہد سے وفا کا وجوب ۱۵

گناہ: گناہ کا پیش خیمہ ۲

مال میں تصرف سے روکے جانا: مال میں تصرف سے روکے جانے کے احکام اور اسباب ۱۳
مالکیت: مالکیت کے احکام ۵، ۶، ۱۳، ۱۳؛ مالکیت کے اسباب ۶

محرمات: ۱

واجبات: ۳، ۱۵

وسوسہ: وسوسہ کا پیش خیمہ ۲

یتیم: یتیم کے احکام ۱۲، ۲۰؛ یتیم کے مال کے احکام ۱، ۳، ۴، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲؛ یتیم کے منافع کی رعایت کی اہمیت ۳؛ یتیم کے مال کی حفاظت کی اہمیت ۳؛ یتیم کا بلوغ ۲۰، ۱۱؛ یتیم کے تصرفات ۱۱؛ یتیم کے مال میں تصرف کی حرمت ۱؛ یتیم کے مال کی حفاظت ۱۰؛ یتیم کے مال میں تصرف کا خطرہ ۲؛ یتیم کے ورثاء کی ذمہ داری ۱۰؛ یتیم کا اقتصادی رشد ۱۲؛ یتیم کے منافع کی رعایت ۴، ۸؛ یتیم کے مال میں تصرف کے شرائط ۴، ۸؛ یتیم کے مال میں تصرف کی محدودیت ۱۲؛ یتیم کے مال کے غصب کی نہی ۱۹؛ یتیم کے مال کی حفاظت کا وجوب ۳؛ یتیم کے مال کا کردار ۲

آیت ۳۵

﴿وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزَنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾

اور جب ناپو تو پورا ناپو و جب تولو تو صحیح ترازو سے تولو کہ یہی بہتری اور بہترین انجام کا ذریعہ ہے (۳۵)

۱۔ پیمائش کے معاملات میں پیمائش کا پورا کرنا اور اس سے کم نہ کرنا۔ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ

۲۔ عمدہ ترازو کا استعمال اور چیزوں کے وزن کرنے میں مکمل توجہ۔ وَزَنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ

"قسطاس" کا معنی میزان ہے اس کا واضح اور روشن مصداق چیزوں کے وزن کے لئے ترازو ہے۔

۳۔ انسان اور معاشرہ کی بہتری اور حقیقی مصلحت کم فروشی اور اقتصادی خیانت سے اجتناب میں ہے۔

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ ... وَزَنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ

۳۔ اقتصادی عدل و انصاف کی رعایت خوبصورت انجام کی حامل ہے۔ ذلك خیر و أحسن تاویل

"تاویل" "اول" کا مصدر ہے جس کے معنی اصل کی طرف لوٹنا ہے اس سے مراد وہ انتہا ہے کہ جس کا قصد کیا گیا تھا۔

۵۔ زیادہ منافع کی خاطر کم فروشی اور اقتصادی خیانت بدعاقبت اور نقصان دہ عمل ہے۔

وا وفوا الکیل ... وزنوا بالقسطاس المستقیم ذلك خیر و احسن تاویلا

۶۔ کسی چیز کی قدر و قیمت کا معیار اس کے انجام کی طرف توجہ ہے۔ وا وفوا الکیل ... وزنوا بالقسطاس المستقیم ذلك

خیر و احسن تاویلا

۷۔ ہر کام کی عاقبت اور انجام کی طرف توجہ کا لازم ہونا۔ وأوفوا الکیل ... وا حسن تاویلا

۸۔ ذاتی مال رکھنے سے قیمتی چیز درست اقتصادی عمل ہے۔ ذلك خیر و احسن تاویلا

ممکن ہے کہ "خیر" کا مفضل علیہ چیزوں کی پیمائش میں خیانت اور کم فروشی اور اس طریقے سے حاصل ہونے والا نفع ہو

یعنی عدل و انصاف کی رعایت اور صحیح ترازوں کا استعمال اور اس سے حاصل ہونے والا نفع کم فروشی اور اس سے آنے

والے نفع سے بہتر ہے۔

۹۔ عن الصادق (ع) فی قول الله عزوجل: "... وزنوا بالقسطاس المستقیم" قال: ... أمّا القسطاس المستقیم فهو

الإمام وهو العدل من الخلق اجمعین وهو حکم الائمة ...^(۱)

امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام: "وزنوا بالقسطاس المستقیم" کے بارے میں روایت ہوئی کہ انہوں نے

فرمایا: ... کہ قسطاس مستقیم سے مراد امام ہے اور وہ تمام مخلوقات میں مظہر عدل ہے اور آئمہ کی قضاوت اس اساس پر

ہے۔

احکام: ۱۔ اقتصاد: اقتصادی خطرات کی پہچان ۵؛ اقتصادی عدالت کے نتائج ۳

انجام: اچھے انجام کے اسباب ۳؛ برے انجام کے اسباب ۵

ثروت: ثروت کی قیمت ۸؛ ذکر: انجام عمل کے ذکر کی اہمیت ۷؛ ذکر انجام کے نتائج ۶

روایت: ۹

رہبری: عدالت رہبری ۹

قدرو قیمت: ۸

قیمت گذاری: قیمت گذاری کا معیار ۶، ۹

کم فروشی: کم فروشی سے اجتناب ۱؛ کم فروشی سے اجتناب کی اہمیت ۳؛ کم فروشی کا نقصان ۵

معاشرتی منافع: ۳

معاملہ: معاملہ میں خیانت سے اجتناب ۳؛ معاملہ کے احکام ۱، ۲؛ معاملہ میں ترازو ۲؛ معاملہ میں صداقت کی قدرو قیمت ۸

نقصان: نقصان کے اسباب ۵

واجبات: ۱

آیت ۳۶

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾

اور جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اس کے پیچھے مت جانا کہ روز قیامت سماعت، بصارت اور قوت قلب سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا (۳۶)

۱۔ جس چیز کا انسان کو علم و خبر نہیں ہے اس کی پیروی کرنا ممنوع ہے۔ ولا تقف ماليس لك به علم

۲۔ انسان کے عقائد اور کردار، علم و آگاہی کی بنیاد پر قائم ہونے چاہیے۔ ولا تقف ماليس لك به علم

۳۔ انسان اپنی آنکھ، کان اور دل کے کاموں کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دہ ہے۔

إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا

۳۔ وہ لوگ جن کے پاس علم و آگاہی حاصل کرنے کے ضروری وسائل ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دہ ہیں۔

إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا

۵۔ جو کچھ سنا گیا یا دیکھا گیا یا اس کے دل میں آیا ہے اس کے علم و آگاہی کے مرحلہ تک پہنچنے سے پہلے انسان کا اس پر حکم

و عمل ممنوع ہے۔ ولا تقف ماليس لك به علم إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ عام طور پر غیر علمی کی بنیاد سنی سنائی دیکھی ہوئی اور ظاہری طور پر تسلیم کی گئی چیزیں

ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایسی غیر علمی چیزوں سے انسانوں کو دور کرنے کے لئے انہیں خبردار کیا ہے کہ دیکھی ہوئی... جب تک مرحلہ علم و یقین تک نہ پہنچیں قابل اعتماد نہیں ہیں اور اگر ان پر اعتماد کیا گیا تو اس کا حساب ہوگا۔

۶۔ سننے اور دیکھنے کے اعضاء اور دل، علم و شناخت کے وسائل ہیں۔ ولا تقف ... إن السمع والبصر والفؤاد

۷۔ حقیقی شناخت پیدا کرنے کے لئے سننے اور دیکھنے اور دل سے صحیح فائدہ نہ اٹھانا انسان کے اللہ کی بارگاہ میں جواب دہ ہونے کا موجب ہوگا۔ ولا تقف ... إن السمع ... کان عنہ مسئولا

اللہ تعالیٰ انسان کو غیر علمی چیزوں سے دور کرنے کے لئے انہیں سننے اور دیکھنے اور دل جیسی نعمات یاد دلاتی ہیں تاکہ ان سے صحیح فائدہ اٹھاتے ہوئے مرحلہ یقین تک پہنچے اور اسی بنا پر حکم کرے اور عمل کرے۔

۸۔ روز قیامت آنکھ، کان اور دل سے انسان کے بارے میں گواہی طلب کی جائے گی۔
إن السمع والبصر والفؤاد کل أولئک کان عنہ مسئولا

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ حقیقی آنکھ، کان اور دل سے قیامت کے دن سوال کیا جائے گا۔ لہذا ان اعضاء سے سوال ہونا ممکن ہے مندرجہ بالا نکتہ کی طرف اشارہ کر رہا ہو۔

۹۔ آنکھ، کان اور دل قیامت کے دن مورد سوال قرار پائیں گے۔ إن السمع والبصر والفؤاد کل أولئک کان عنہ مسئولا
مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ اولاً: ان اعضاء سے واقعاً سوال ہوگا۔ ثانیاً: چونکہ اسی نظریہ کی بنا پر ان سے دنیا میں سوال نہیں ہوگا تو مراد یہ ہے کہ روز قیامت سوال ہوگا۔

۱۰۔ عن أبي جعفر (ع) ... بعث الله محمداً و ... انزل عليه في سورة بنی اسرائیل بمكة ... و انزل نهيأ عن اشیاء حذر علیها ولم یغلظ فیها و لم یتواعد علیها وقال : ... ولا تقف ماليس لك به علم إن السمع والبصر والفؤاد کل أولئک کان عنہ مسئولا^(۱) امام باقر (ع) سے روایت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ص) کو مبعوث کیا اور ان پر مکہ میں سورہ بنی اسرائیل سے آیات نازل کیں (کہ ان آیات میں) ایسی چیزوں سے نہیں کی کہ جن سے پرہیز لازمی تھا لیکن ان نواہی میں سختی اور شدت نہ دکھائی اور ان کے ارتکاب پر وعدہ عذاب نہ دیا اور فرمایا: "ولا تقف ماليس لك به علم ان السمع والبصر والفؤاد کل أولئک کان عنہ مسئولا"۔

(۱) کافی ج ۲ ص ۳۰، ح ۱۔ بحار الانوار ج ۶۶ ص ۸۷ ح ۳۰۔

۱۱_ عن الحسين بن هارون قال: قال لي أبو عبد الله (ص): إن السمع والبصر والفؤاد كل أولئك كان عنه مسئلاً
 قال: يسأل السمع عما سمع والبصر عما نظر إليه والفؤاد عما عقد عليه^(۱) حسن بن هارون کہتے ہیں کہ امام صادق
 (ع) نے مجھ سے فرمایا اس آیت "إن السمع والبصر والفؤاد كل أولئك كان عنه مسئلاً"

سے مراد یہ ہے کہ کان سے جو کچھ سنا، آنکھ سے جو کچھ دیکھا اور دل سے جس چیز پر عقیدہ پیدا کیا، سوال ہوگا۔
 ۱۲_ عن موسى بن جعفر (ع) ... قال علي بن الحسين (ع) ... وليس لك ان تتكلم بما شئت لا ن الله تعالى قال
 : ولا تقف مالميس لك به علم...^(۲) امام موسی بن جعفر (ع) امام سجاد (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: تم
 حق نہیں رکھتے کہ جو چاہو وہ کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ولا تقف مالميس لك به علم"

آنکھ: آنکھ کی ذمہ داری ۳; آنکھ سے سوال ہونا ۹، ۱۱; آنکھ کے فوائد ۶; آنکھ سے کام لینا ۷; آنکھ کی آخرت میں گواہی ۸
 اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ۷; اللہ تعالیٰ کی نواہی ۱۰

انسان: انسان کی ذمہ داری ۳، ۳; انسان کے اختیارات کی حد ۱۲
 بات: بغیر علم کے بات سے منع کرنا ۱۲; بغیر علم سے بات کی نہی ۱۰
 تقلید: اندھی تقلید کی ممنوعیت ۱

دل: دل کی ذمہ داری ۳; دل سے سوال ہونا ۱۱، ۹; دل کے فوائد ۶; دل سے کام لینا ۷; دل کی اخروی گواہی ۸
 ذمہ داری: ذمہ داری میں موثر اسباب ۷
 روایت: ۱۰، ۱۱، ۱۲

شناخت: شناخت کے وسائل ۳، ۶، ۷
 عقیدہ: عقیدہ کے شرائط ۲; عقیدہ میں علم ۲
 علم:

(۱) کافی ج ۲، ص ۳۷، ح ۲_ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۶۵، ح ۱۔

(۲) علل الشرائع ص ۶۰۶، ح ۸۰_ ۳۸۵_ نور الثقلین ج ۳ ص ۱۶۵، ح ۲۰۹۔

علم کے حصول کی اہمیت ۳؛ علم کی اہمیت ۲، ۵؛ علم و عمل ۲

عمل: عمل کا معیار ۵

قضاوت: قضاوت کے احکام ۵؛ قضاوت میں علم کا کردار ۵؛ قضاوت کا معیار ۵

قیامت: قیامت میں سوال ۹؛ قیامت میں گواہی ۸

کان: کان کی ذمہ داری ۳؛ کان سے سوال ہونا ۹، ۱۱؛ کان کے فوائد ۶؛ کان سے کام لینا ۷؛ کان کی اخروی گواہی ۸

محرمات: ۵

نعمت: دیکھنے کی نعمت ۷؛ سننے کی نعمت ۷؛ دل کی نعمت ۷

آیت ۳۷

﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا﴾

اور روئے زمین پر اکڑ کر نہ چلنا کہ نہ تم زمین کو شق کر سکتے ہو اور نہ سر اٹھا کر پہاڑوں کی بلندیوں تک پہنچ سکتے ہو (۳۷)

۱۔ اللہ تعالیٰ کی لوگوں کو مغرور اور سرور و مست چال سے پرہیز کرنے کی دعوت۔ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا

"مرح" سے مراد بہت زیادہ خوشی ہے۔ (مفردات راغب اور لسان العرب)

۲۔ تکبر اور بہت زیادہ خوشی و مستی سے پرہیز کرنا لازم اور واجب ہے۔ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ "لا تَمْشِ" سے مراد ایسی رفتار ہو کہ جس میں مندرجہ بالا تمام حالتیں آجائیں نہ صرف چلنا۔

۳۔ انسان اس سے عاجز ہیں کہ غرور اور گردن اکڑانے سے زمین میں کوئی رخ نہ پیدا کر سکیں یا اپنا قد و قامت پہاڑوں کی مانند

کر سکیں۔ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا

"لن" نفی ابدی کے لئے آیا ہے اور "عاجز کرنے پر" دلالت کر رہا ہے۔ اس آیت میں حکایت ہے کہ انسان اپنے مست

بھرے قدموں سے زمین میں شگاف پیدا کرنے سے عاجز ہے۔

۳۔ انسان کی رفتار و کردار کی بنیاد اس کی باطنی خصلتیں

ہیں۔ ولا تمش فی الأرض مرحاً

"مرحاً" کلمہ "لا تمش" کی ضمیر فاعلی کے لئے حال وقع ہو رہا ہے اور اس حالت کی تاثیر پر دلالت راستہ طے کرنے کے ذریعے ہو رہی ہے۔

۵۔ مظاہر طبیعت کے مد مقابل انسان کا اپنی ناتوانی اور ضعف پر غور کرنے سے اسکا تکبر و غرور زائل ہو جاتا ہے۔
ولا تمش فی الأرض مرحاً إنک لن تخرق الأرض ولن تبلغ الجبال طولا

جملہ "إنک لن تخرق" جملہ "لا تمش" کے لئے علت بن رہا ہے یعنی اے انسان چونکہ تو اپنے قدموں سے زمین میں شگاف پیدا نہیں کر سکتا اور نہ پہاڑوں کی مانند ہو سکتا ہے۔ پس تجھے مغرور اور مست نہیں ہونا چاہئے۔ انسان کا اپنے اس ضعف اور ناتوانی کی طرف توجہ کرنے سے اس کا غرور اور تکبر ختم ہو سکتا ہے۔

۶۔ اپنے ضعف و ناتوانی سے غفلت، انسان کا ناپسندیدہ خصلتوں میں گرفتار ہونے کا سبب بنتا ہے۔
ولا تمش فی الأرض مرحاً إنک لن تخرق الأرض ولن تبلغ الجبال طولا

۷۔ مظاہر طبیعت کی مضبوطی اور انکے مد مقابل اپنی کمزوری پر توجہ کرنے سے عبرت و نصیحت حاصل ہوتی ہے۔
لن تخرق الأرض ولن تبلغ الجبال طول "إنک لن تخرق الأرض و..." کا ذکر حقیقت میں مظاہر طبیعت کی مضبوطی اور اس کے مد مقابل انسان کے ضعف پر توجہ دلانا انسان کے لئے عبرت آموز ہو سکتی ہے۔

۸۔ بے بنیاد خیالات کی بنیاد پر سستون غرور قائم ہوئے ہیں۔ ولا تمش فی الأرض مرحاً إنک لن تخرق الأرض ولن تبلغ الجبال طول

۹۔ عن أبی جعفر (ع) ... بعث الله محمداً و ... انزل علیه فی سورة بنی اسرائیل بمکة ... و انزل نھیاً عن اشیاء حذر علیها ولم یغلظ فیها و لم یتواعد علیها وقال ... "ولا تمش فی الأرض مرحاً إنک لن تخرق الأرض ولن تبلغ الجبال طولا"۔^(۱) امام باقر (ع) سے روایت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ص) کو مبعوث کیا اور ان پر مکہ میں سورہ بنی اسرائیل سے آیات نازل کیں (کہ ان آیات میں) ایسی چیزوں سے نہیں کی کہ جن سے پرہیز لازمی تھا لیکن ان نواہی میں سختی اور شدت نہ دکھائی اور ان کے ارتکاب پر وعدہ عذاب نہ دیا اور فرمایا: "ولا تمش فی الأرض مرحاً إنک لن تخرق الأرض ولن تبلغ الجبال طولا"۔

(۱) کافی ج ۲، ص ۳۰، ح ۱۔ بحار الانوار ج ۶۶، ص ۸۷، ح ۳۰۔

احکام: ۲

اخلاق: برے اخلاق کا پیش خیمہ ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی دعوتیں ۱; اللہ تعالیٰ کی نواہی ۹

انسان: انسان کا تکبر ۳; انسان کے صفات ۳; انسانوں کے عجز سے عبرت ۷; انسان کا عجز ۳

تکبر: تکبر سے اجتناب ۱; تکبر کے احکام ۲; تکبر کی بنیاد ۸; تکبر سے موانع ۵; تکبر سے نہی ۹; تکبر سے اجتناب کا وجوب ۲

خوشی: خوشی میں افراط سے اجتناب ۱، ۲

ذکر: انسانوں کے عجز کے ذکر کے نتائج ۵; طبیعت کی مضبوطی کے ذکر کرنے کے نتائج ۷

رفتار: رفتار کی بنیادیں ۳

روایت: ۹ زمین: زمین میں شگاف ڈالنا ۳

عبرت: عبرت کے اسباب ۷

غفلت: عجز سے غفلت کے نتائج ۶

نظریہ: غلط نظریہ کے نتائج ۸

واجبات: ۲

آیت ۳۸

﴿كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا﴾

یہ سب باتیں وہ ہیں جن کی برائی تمہارے پروردگار کے نزدیک سخت ناپسند ہے (۳۸)

۱۔ عقائد، اخلاق اور کردار کے حوالے سے تمام تر انحراف اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ اور قابل نفرت ہیں۔ کُلّ ذالک

كان سيئته عند ربك مكروها "ذکر" کا مشار الیہ وہ تمام عقائد اور اخلاق کے متعلق احکام ہیں کہ جو پچھلی آیات میں

(۲۲-۳۷) ذکر ہوئے ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک، والدین سے جھگڑنا،

فضول خرچی، بچوں کا قتل، زنا، ناحق قتل، یتیموں کا مال کھانا، غیر علمی راہوں کی پیروی اور مغرورانہ انداز سے چلنا یہ

سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ اور قابل نفرت اعمال ہیں۔ کلّ ذلک کان سیئہ عند ربّک مکروہا

۳۔ اللہ تعالیٰ کی برائیوں سے نہی انسانوں کی تربیت، رشد اور کمال کی خاطر ہے۔ کلّ ذلک کان سیئہ عند ربّک مکروہا پروردگار کچھ ناپسندیدہ اعمال کی نہی کرنے کے بعد فرماتا ہے: "یہ سب کے سب تیرے پروردگار کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں"۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ کے نام کی جگہ "رب" آیا ہے جو کہ صفت ہے تو اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر نہ ہونا اسی طرح کسی اور صفت کا ذکر نہ ہونا اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ ان چیزوں سے نہی انسانوں کی پرورش کی خاطر ہے کیونکہ "رب" سے مراد پرورش کرنے والا ہے۔

۳۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ اور قابل نفرت اعمال کے حوالے سے بھی انسان آزاد اور اختیار رکھتا ہے۔ کلّ ذلک کان سیئہ عند ربّک مکروہا

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے غلط کاموں کو شمار کرنے کے بعد ان سے نہی فرمائی ہے۔ اور پھر فرمایا ہے: "سیئہ عند ربّک مکروہا" معلوم ہوتا ہے کہ انکے قابل نفرت ہونے کے باوجود انسان کو تکوینی طور پر ان کے بجالانے سے نہیں روکا گیا اس سے انسان کے عملی اختیار کا علم حاصل ہوتا ہے۔

۵۔ غلط اور ناپسندیدہ اعمال تمام آسمانی ادیان میں ناپسندیدہ ہیں۔ کلّ ذلک کان سیئہ عند ربّک مکروہا "کان" فعل ماضی ہے اور اللہ تعالیٰ کی پچھلے ادیان میں محرّمات کی نہی قدیمی کو واضح کر رہا ہے۔

۶۔ غرور، تکبر، نیک اور بد جہات کا حامل ہے۔ ولا تمش فی الأرض مرحاً... کلّ ذلک کان سیئہ عند ربّک مکروہا یہ بھی احتمال ہے کہ "ذلک" کا مشار الیہ پچھلی ایک آیت ہو اور "کلّ ذلک" سے مراد تکبر ہو اور جمع کا اشارہ ہو سکتا ہے کہ تکبر کی مختلف جہات کی طرف اشارہ کر رہا ہو۔

۷۔ دینی تعلیمات انسانوں کی فطرت اور طبعی میلانات کے ساتھ ہم آہنگ ہوتی ہیں۔ کلّ ذلک کان سیئہ عند ربّک مکروہ "ذلک" کا مشار الیہ وہ تمام تر عقائد و اخلاق کے حوالے سے انحرافات ہیں جو پچھلی آیات میں ذکر ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ناپسند فرمایا ہے اور انہیں "سیئہ" سے تعبیر کیا ہے۔ "سیئہ" جو کہ مادہ "سوی" سے تعلق رکھتا ہے اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو انسان کے لئے رنج و غم کا باعث بنے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیمات دینی اور طبعیت انسان میں ہم آہنگی موجود ہے۔

۸۔ بعض چیزیں جو اللہ کے لئے ناپسند اور قابل نفرت

ہیں پھر بھی وجود خارجی پیدا کرنے کی مستحق ہوتی ہیں۔ کل ذلك كان سيئه عند ربك مكروها
آسمانی ادیان: آسمانی ادیان میں ناپسندیدہ عمل ۵; آسمانی ادیان میں ہماہنگی ۵
احکام: فلسفہ احکام ۳

اخلاق: برے اخلاق کا ناپسندیدہ ہونا ۱
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی نفرتیں ۱; اللہ تعالیٰ کی نواہی ۳
انسان: انسان کا اختیار ۳; انسانوں کے کمال کی اہمیت ۳
بچوں کا قتل: بچوں کے قتل کا ناپسندیدہ ہونا ۲
تربیت: تربیت میں مؤثر اسباب ۳
تقلید: اندھی تقلید کا ناپسندیدہ ہونا ۶
تکبر: تکبر کی اقسام ۶; تکبر کا پسندیدہ ہونا ۶; تکبر کا ناپسندیدہ ہونا ۶
جبر و اختیار: ۳

دین: دین کا فطری ہونا ۷
زنا: زنا کا ناپسندیدہ ہونا ۲
شرک: شرک کا ناپسندیدہ ہونا ۲
عقیدہ: عقائد میں انحراف پر ناپسندی ۱
عمل: ناپسندیدہ عمل کا تحقق ۸; ناپسندیدہ عمل ۲، ۳; ناپسندیدہ عمل سے نہی ۳
فضول خرچی: فضول خرچی کا ناپسندیدہ ہونا ۲
قتل: ناحق قتل کی ناپسندیدگی ۲
والدین: والدین کی بے احترامی کا ناپسندیدہ ہونا ۲
یتیم: مال یتیم کے کھانے کا ناپسندیدہ ہونا ۲

آیت ۳۹

﴿ذَٰلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَّدْحُورًا﴾

یہ وہ حکمت ہے جس کی وحی تمہارے پروردگار نے تمہاری طرف کی ہے اور خبردار خدا کے ساتھ کسی اور کو خدا نہ قرار دینا کہ جہنم میں ملامت اور ذلت کے ساتھ ڈال دئے جاؤ (۳۹)

۱۔ اللہ تعالیٰ کے وہ تمام اوامر اور نواہی جو پیغمبر (ص) کی طرف ابلاغ ہوئے وہ سب حکیمانہ احکام تھے۔
ذٰلِكَ مِمَّا اَوْحٰى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ

"ذٰلِكَ" کا مشارالیه تمام اوامر اور نواہی کی مجموعی تعلیمات ہیں جو کہ پچھلی چند آیات میں آئی ہیں۔

۲۔ توحید کی طرف دعوت، اللہ تعالیٰ کی پرستش، والدین کے ساتھ احسان، ان سے جھگڑا کرنے سے پرہیز، والدین کے لئے دعا اور رشتہ داروں کے حقوق کو پورا کرنا یہ سب حکیمانہ تعلیمات اور وحی الہی ہے۔ ذٰلِكَ مِمَّا اَوْحٰى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ

۳۔ پیغمبر اسلام (ص) پر حکیمانہ پیغامات کی وحی ان پر پروردگار کی خصوصی ربوبیت کا جلوہ ہے۔

اَوْحٰى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ "رب" کا "ک" کی طرف اضافہ جس سے مراد رسول اکرم (ص) ہیں ہو سکتا ہے اسی معنی کو بیان کر رہے ہوں کہ جسے بیان کیا گیا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشر کے لئے حکیمانہ تعلیمات نازل ہونا اس کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔
ذٰلِكَ مِمَّا اَوْحٰى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ

۵۔ اللہ تعالیٰ کے احکام، بشر کی تربیتی ضرورتوں پر اللہ تعالیٰ کے علم و آگاہی پر استوار حقائق ہیں۔
ذٰلِكَ مِمَّا اَوْحٰى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ

"حکمت" کی اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت دی جائے گی جب اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اشیاء کے بارے میں علم اور انہیں نہایت محکم

انداز سے وجود میں لانا ہو۔ (مفردات راغب)

۶۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک سے اجتناب تمام بندوں پر شرعی ذمہ داری ہے۔ ولا تجعل مع الله إلهاً آخر

۷۔ تمام دینی تعلیمات میں اللہ تعالیٰ کی طرف شرک سے پرہیز ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ ولا تجعل مع الله إلهاً آخر مندرجہ بالا مطلب اس آیت "ولا تجعل مع الله إلهاً آخر" میں نہیں کے تکرار سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دفعہ آیت میں نہیں ان تمام اوامر اور نواہی کے آغاز میں آیت ۲۲ میں آئی تھی پھر ان کے بعد اس آیت میں وہی حکم دوبارہ آیا ہے۔

۸۔ تمام قسم کے انفرادی، خاندانی اور معاشرتی روابط پر شرک سے پرہیز اور توحید کا اصول لاگو ہونا چاہئے۔ ولا تجعل مع الله إلهاً آخر

شرک سے ان دونوں ہی کے درمیان تمام انفرادی، خاندانی اور معاشرتی تعلیمات کا ہونا مندرجہ بالا حقیقت کو واضح کر رہا ہے۔

۹۔ انسان، ہمیشہ شرک میں مبتلا ہونے کے خطرہ میں ہے اور خبردار ہونے کا محتاج ہے۔

لا تجعل مع الله إلهاً آخر ... وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه ... لا تجعل مع الله إلهاً آخر

ان تمام (۲۲-۳۸) آیات میں کہ جہاں خاندان و معاشرہ کے حوالے سے بحثیں ہوئی ہیں شرک سے پرہیز کی تاکید اس نکتہ کو بیان کر رہی ہے۔ اس حوالے سے انسانوں کی لغزش کا احتمال زیادہ ہے اور ضروری ہے اس پر توجہ دی جائے۔

۱۰۔ اخلاقی اور معاشرتی اقدار کی رعایت صرف توحید اور شرک سے دوری کے سائے تلے ممکن ہے۔

ذلك مما أوحى إليك ربك من الحكمة ولا تجعل مع الله إلهاً آخر

شرک سے دونوں ہی کے درمیان اسلام کی تمام اخلاقی اور معاشرتی تعلیمات کا آنا مندرجہ بالا نکتہ کو بیان کر رہا ہے۔

۱۱۔ جہنم کی آگ، مشرکوں کا یقینی انجام ہے۔ ولا تجعل مع الله إلهاً آخر فتلقى في جہنم

۱۲۔ مشرکین کا جہنم میں ملامت کے ساتھ جھونکا جانا ان کی دھتکار اور ملامت ہے۔ فتلقى في جہنم ملوماً مدحوراً

"مدحوراً" راندے ہوئے کو کہتے ہیں کہ جس میں توہین اور ذلت کا بھی امتزاج ہے۔

۱۳۔ مشرکین جہنم میں جسمی اور روحی عذاب میں مبتلا ہونگے۔ فتلقى في جہنم ملوماً مدحوراً

"جہنم میں ڈالا جانا" جسمانی عذاب کو بیان کر رہا ہے جب کہ "ملوماً و مدحوراً" مذمت اور راندہ ہونے کو بیان کر رہے ہیں کہ جو

روحی عذاب ہے۔

احسان: احسان کی طرف دعوت ۲

اخلاق: اخلاقی اقدار کا پیش خیمہ ۱۰

اقدار: معاشرتی اقدار کا پیش خیمہ ۱۰

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی حکمت ۱، ۲، ۳; اللہ تعالیٰ کے اوامر میں حکمت ۱; اللہ تعالیٰ کی نواہی میں حکمت ۱; اللہ تعالیٰ کا علم غیب

۵; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات ۳; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے نتائج ۳

انسان: انسانوں کی ذمہ داریاں ۶; انسانوں کی معنوی ضرورتیں ۹; انسانوں کی لغزشیں ۹

توحید: توحید کی حاکمیت ۸; توحید کی طرف دعوت ۲; توحید کے نتائج ۱۰

جہنم: جہنم کے عذاب ۱۳

جہنمی: ۱۱، ۱۳

خاندان: خاندانی تعلقات کا معیار ۸

دین: اہم ترین تعلیمات دینی ۴; دینی تعلیمات ۲، ۳; دین کی حقانیت ۵; دین اور تربیتی ضرورتیں ۵; دینی تعلیمات میں علم ۵

شرک: شرک سے اجتناب ۶; شرک سے اجتناب کی اہمیت ۴; شرک کا پیش خیمہ ۹; شرک کا خطرہ ۹; شرک سے اجتناب

کے نتائج ۱۰

ضرورتیں: خبردار کرنے کی ضرورت ۹

عبادت: عبادت کی طرف دعوت ۲

محمد (ص): محمد (ص) کی طرف وحی ۱، ۳

مشرکین: مشرکین کا انجام ۱۱; مشرکین کی تحقیر ۱۲; مشرکین کی سرزنش ۱۲; مشرکین کا اخروی عذاب ۱۳; مشرکین کا جسمی

عذاب ۱۳; مشرکین کا روحی عذاب ۱۳; جہنم میں مشرکین ۱۱، ۱۲، ۱۳; مشرکین کی ہلاکت ۱۲

معاشرتی روابط: معاشرتی روابط کا معیار ۸

والدین: والدین کی بے احترامی سے اجتناب ۲; والدین کے ساتھ احسان ۲; والدین کے لئے دعا کرنا ۲

وحی: وحی کی تعلیمات ۲; وحی کا کردار ۳

آیت ۳۰

﴿أَفَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُم بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا﴾

کیا تمہارے پروردگار نے تم لوگوں کے لئے لڑکوں کو پسند کیا ہے اور اپنے لئے ملائکہ میں سے لڑکیاں بنائی ہیں یہ تم بہت بڑی بات کہہ رہے ہو (۳۰)

۱۔ مشرکین اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ملائکہ میں سے لڑکیاں منتخب کیں۔
ا فاصفکم ربکم بالبنین واتخذمن الملائکۃ اناثا

۲۔ مشرکین اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ لڑکے اور جنس مذکر کی نسبت لڑکیوں اور جنس مؤنث سے زیادہ محبت کرتا ہے اور انہیں قابل قدر سمجھتا ہے۔ ا فاصفکم ربکم بالبنین واتخذمن الملائکۃ اناثا

یہ جو مشرکین کہتے تھے کہ "اللہ تعالیٰ نے ملائکہ میں سے اپنے لئے لڑکیاں منتخب کیں" ممکن ہے اس خاطر ہو کہ وہ سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جنس مؤنث سے محبت اور میلان کی وجہ سے انہیں منتخب کیا ہے۔

۳۔ مکہ کے مشرکین کا اعتقاد تھا کہ ملائکہ کی جنس مؤنث ہے۔ واتخذمن الملائکۃ اناثا

۳۔ مشرکین کی اس قبیح سوچ کے برعکس کبھی اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے لڑکوں کو اور اپنے لئے لڑکیوں کو منتخب نہیں کیا۔
ا فاصفکم ربکم بالبنین واتخذمن الملائکۃ اناثا

آیت میں استفہام انکاری مشرکین کی سرزنش اور توبیح کے حوالے سے ہے۔ جو مندرجہ بالا مطلب کی طرف اشارہ ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سب لوگوں کے لئے ہے حتیٰ کہ جو اس پر اعتقاد نہیں رکھتے ان کے لئے بھی ہے۔
ا فاصفکم ربکم بالبنین

"رب" کا ضمیر "کم" کی طرف مضاف ہونا کہ اس سے مراد مشرکین ہیں کہ جو اللہ کی ربوبیت کے قائل نہیں ہیں۔ اس سے مندرجہ بالا نکتہ واضح ہو سکتا ہے۔

۶۔ مشرکین کی اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کے بارے میں غلط عقائد کی بناء پر سرزنش اور ملامت کی گئی ہے۔
ا فاصفکم ربکم بالبنین واتخذمن الملائکۃ اناثا

آیت میں استفہام توبیخی ہے اور یہ مخاطبین یعنی مشرکین کی سرزنش اور ملامت پر دلالت کر رہا ہے۔

۷۔ مشرکین مکہ جنس مذکر کو عورت کی نسبت زیادہ قابل قدر و اہمیت سمجھتے تھے۔

۱ فأصفيكم ربكم بالبنين واتخذمن الملائكة إناثا

کلمہ "بنات" (لڑکیاں) وغیرہ کی جگہ آیت میں کلمہ "اناث" (عورتیں) مندرجہ بالا مطلب کو واضح کر رہا ہے ہو سکتا ہے یہ حقیقت بھی بتا رہا ہو کہ مشرکین نے ملائکہ کو عورتیں قرار دے کر پروردگار کا (نعوذ باللہ) عیب بیان کرنا چاہتے ہوں اس سے ان کی عورت کے بارے میں منفی ذہنیت واضح ہوتی ہے۔

۸۔ قرآن مجید کا مشرکین کے عقائد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کے شرک آمیز عقائد کی رد میں ان سے مجادلہ کرنا۔

۱ فأصفيكم ربكم بالبنين واتخذمن الملائكة إناثا

۹۔ اللہ تعالیٰ کے لئے فرزند کا عقیدہ رکھنا ایک قسم کا شرک ہے۔

ولا تجعل مع الله إلهاً آخر ... ۱ فأصفيكم ربكم بالبنين واتخذمن الملائكة إناثا

شرک کی نہیں کے بعد مشرکین کا اللہ تعالیٰ کے حوالے سے فرزند کے عقیدہ کو سامنے لانا ہو سکتا ہے کہ شرک کے ایک مصداق کو بیان کرنے کے لئے ہو۔

۱۰۔ مشرکین کا اپنے بیٹے ہونے کے مد مقابل اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لڑکیاں رکھنے کا عقیدہ ایک بڑی ناروا اور غیر منطقی

بات ہے۔ ۱ فأصفيكم ربكم بالبنين واتخذمن الملائكة إناثاً أنكم لتقولون قولاً عظيماً

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لڑکی رکھنے کا عقیدہ بہت بڑی ناروا تہمت ہے۔

واتخذمن الملائكة إناثاً أنكم لتقولون قولاً عظيماً

۱۲۔ فرشتوں کے لڑکی ہونے اور انہیں اللہ کی بیٹیاں سمجھنے کا عقیدہ بہت بڑی تہمت اور غیر یقینی بات ہے۔

واتخذمن الملائكة إناثاً أنكم لتقولون قولاً عظيماً

۱۳۔ ایسی چیزوں پر عقیدہ رکھنا انتہائی غلط اور ناروا ہے کہ جو مخالفین کو اللہ پر ترجیح دینے کا موجب بنتی ہیں۔

۱ فأصفيكم ربكم بالبنين واتخذمن الملائكة إناثاً أنكم لتقولون قولاً عظيماً

مشرکین فرشتوں کو بعنوان اللہ کی بیٹیاں منسوب کر کے اور خود اپنے آپ کو بیٹوں والا عنوان دیکر اپنے آپ کو اللہ پر ترجیح دینا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سوچ کی نفی کی اور اسے غلط قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جسے اللہ تعالیٰ پر ترجیح دی جائے وہ غلط اور ناپسندیدہ ہے۔

اسماء و صفات: صفات جلال ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور بیٹی ۱، ۲، ۱۰، ۱۱؛ اللہ تعالیٰ پر تہمت ۱۱، ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی خصوصیات ۵؛ اللہ تعالیٰ اور عورت ۲؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا عام ہونا ۵؛ اللہ تعالیٰ اور فرزند ۳، ۹

تعلقات: عورت سے تعلق ۲

شرک: شرک کے موارد ۹

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کے بچے ہونے کے بارے میں عقیدہ ۱، ۹، ۱۱؛ باطل عقیدہ ۱۳

قرآن: قرآن کی تعلیمی روش ۸؛ قرآن کا مجادلہ ۸؛ قرآن کی شرک سے مخالفت ۸

مجادلہ: مجادلہ کی روش ۸

مشرکین: مشرکین کا باطل عقیدہ ۱، ۲، ۳، ۶، ۱۰؛ مشرکین کی سرزنش ۶

مشرکین مکہ: مشرکین مکہ کی لڑکوں سے محبت ۷؛ مشرکین مکہ کا عقیدہ ۳؛ مشرکین مکہ سے مجادلہ ۸؛ مشرکین مکہ کا نظریہ ۷

ملائکہ: ملائکہ پر تہمت ۱۲؛ ملائکہ کی جنس ۳؛ ملائکہ کے مؤنث ہونے کی رد ۱۲؛ ملائکہ کا مؤنث ہونا ۱، ۳

موجودات: موجودات کی اللہ پر ترجیح ۱۳

آیت ۳۱

﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا﴾

اور ہم نے اس قرآن میں سب کچھ طرح طرح سے بیان کر دیا ہے کہ یہ لوگ عبرت حاصل کریں لیکن ان کی نفرت ہی میں اضافہ ہو رہا ہے (۳۱)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی آیات کو مختلف انداز میں بیان کیا تاکہ مشرکین متنبہ ہو جائیں۔ ولقد صرّفنا فی

هذا القرآن ليزذكروا "صرف" سے لغت میں مراد تبدیلی ہے۔ تو یہاں باب تفعیل کثرت پر دلالت کر رہا ہے۔ لہذا یہاں مراد گونا گوں انداز سے بیان کرنا ہے۔

۲۔ گوناگوں انداز سے بات انسان پر اثر ڈالنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ولقد صرّفنا فی هذا القرآن لیدّکروا
یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ہم نے مشرکین کو تنبیہ کرنے کے لئے اپنی آیات کو گوناگوں انداز میں بیان کیا" اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ اس انداز سے بیان ایک اہم اثر ڈالتا ہے۔

۳۔ قرآنی آیات، انسانوں کی بیداری، تنبیہ اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے ہیں۔ ولقد صرّفنا فی هذا القرآن لیدّکروا
۳۔ انسان، ہمیشہ نصیحت اور تنبیہ کا محتاج ہے یہاں تک کہ اپنے فطری میلانات میں بھی۔
ولقد صرّفنا فی هذا القرآن لیدّکروا مادہ "یذکروا" (نصیحت لیں) میں یہ نکتہ پوشیدہ ہے کہ نصیحت والی باتیں یوں انسان کی
فہم اور درک میں موجود ہیں کہ ان سے غافل ہوا جاسکتا ہے۔

۵۔ مکہ کے کافر قرآن مجید کی بیدار کرنے والی آیات سے یہی فائدہ لیتے تھے کہ اس سے نفرت کرتے تھے اور فرار کرتے تھے۔
ولقد صرّفنا فی هذا القرآن لیدّکروا وما یزیدہم إلّا نفورا

۶۔ ہٹ دھرمی اور حق قبول نہ کرنے والی خصلت ہی حق کے واضح ترین دلائل کی غلط تفسیر اور ان سے دوری کا موجب
 بنتی ہے۔ ولقد صرّفنا فی هذا القرآن لیدّکروا وما یزیدہم إلّا نفورا
پروردگار کا کلام حق بذات خود ان میں نفرت نہیں پیدا کرتا بلکہ انکی سابقہ ہٹ دھرمی اور غلط رویہ اس نفرت کا باعث بنتا
ہے۔

۷۔ مختلف ذہنوں کا بنا ہونا اور پہلے ہی سے فیصلہ کرنا حق قبول کرنے کی آفات میں سے ہے اور حق سے دور ہونے کا
سبب ہے۔ ولقد صرّفنا ... وما یزیدہم إلّا نفورا

پچھلی آیات میں وضاحت ہوئی کہ مشرکین اللہ تعالیٰ سے بیٹی منسوب کر کے تمسخر اڑانا چاہتے تھے تو یہ خصمانہ رویہ تھا۔
یہاں پروردگار فرما رہا ہے: اللہ تعالیٰ کی فراوان آیات ان کی نفرت بڑھا رہی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا سابقہ
رویہ باعث بنا کہ وہ حق کو قبول نہ کریں اور اس سے فرار کریں۔

۸۔ قرآن مجید کے نور و ہدایت سے فائدہ اٹھانے کے لئے اچھی استعداد اور پہلے ہی قضاوت سے پرہیز ضروری ہے۔
صرّفنا ... وما یزیدہم إلّا نفورا

۹۔ کفار اور مشرکین مکہ کا قرآن سے یہ رویہ علمی اور عقلی بنیاد پر نہیں تھا بلکہ روحی اور نفسانی خواہشات کی وجہ سے تھا۔
ولقد صرّفنا فی هذا القرآن لیدّکروا وما یزیدہم إلّا نفورا

اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کے لئے اپنی گوناگوں آیات کا نتیجہ انکی نفرت کے عنوان سے بیان کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا قرآن مجید کے ساتھ رویہ منطق کے بجائے نفسیات اور خواہشات نفسانی تھا۔

۱۰۔ حق جتنا بھی روشن اور واضح ہو لازمی نہیں ہے کہ اسے سب قبول کریں۔

ولقد صرّفنا فی هذا القرآن لیدّکروا وما یزیدہم إلّا نفورا

۱۱۔ حق کو پیش کرنا ضروری ہے چاہے مد مقابل قبول نہ کرے۔ ولقد صرّفنا فی هذا القرآن لیدّکروا وما یزیدہم إلّا نفورا

یہ کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ہم نے اپنی آیات کو گوناگوں انداز میں بیان کیا ہے لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا معلوم ہوتا ہے کہ حق ہر صورت میں بیان کرنا چاہئے اگرچہ سننے والے اور مخاطب حضرات اسے قبول نہ کریں۔

آیات خدا: آیات خدا کا بیان کرنا ۱

استعداد: استعداد کا کردار ۸

انسان: انسان میں اثر لینے کا پیش خیمہ ۲؛ انسان کی معنوی ضرورتیں ۳

بات: بات میں تبدیلی کے نتائج ۲

پہلے سے فیصلہ کرنا: پہلے سے فیصلہ کرنے سے پرہیز کی اہمیت ۸؛ پہلے سے فیصلہ کرنے کے نقصانات ۷

حق: حق قبول کرنے کی آفات ۷؛ حق قبول نہ کرنے کے اسباب ۷؛ حق بیان کی اہمیت ۱۱؛ حق بیان کرنے کے نتائج

۱۰؛ حق قبول نہ کرنے کے نتائج ۶

درک کرنا: غلط درک کرنے کا باعث ۶

سب: سب کا حق قبول نہ کرنا ۱۰

شناخت: شناخت کی آفات ۶

ضرورتیں: نصیحت کی ضرورت ۳

عبرت: عبرت کے اسباب ۳

فطرت: فطرت کا متوجہ ہونا ۳

قرآن: قرآنی ہدایتوں کا پیش خیمہ ۸؛ قرآنی خصوصیات ۱؛ قرآنی بیان کی روش ۱؛ قرآن کا کردار ۳؛ قرآنی بیان میں مختلف انداز

۱؛ قرآن کے مخالف ۵، ۹

کفار مکہ: کفار مکہ کا حق قبول نہ کرنا ۵؛ کفار مکہ کی خواہشات پرستی ۹؛ کفار مکہ کے رویہ کی روش ۹؛ کفار مکہ کا غیر منطقی ہونا ۹؛ کفار مکہ اور قرآن ۵، ۹؛ کفار مکہ کا نفرت کرنا ۵
 مشرکین: مشرکین کے نصیحت لینے کا پیش خیمہ ۱
 مشرکین مکہ: مشرکین مکہ کی خواہش پرستی ۹؛ مشرکین مکہ کے
 رویہ کی روش ۹؛ مشرکین مکہ کا غیر منطقی ہونا ۹؛ مشرکین مکہ اور قرآن ۵، ۹
 نصے حت: نصے حت کے اسباب ۳
 ہٹ دھرمی: ہٹ دھرمی کے نتائج ۶
 ہدایت: ہدایت قبول کرنے کا پیش خیمہ ۸

آیت ۳۲

﴿قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَّابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا﴾

تو آپ کہہ دیجئے کہ ان کے کہنے کے مطابق اگر خدا کے ساتھ کچھ اور خدا بھی ہوتے تو اب تک صاحب عرش تک پہنچنے کی کوئی راہ نکال لیتے (۳۲)

۱۔ پیغمبر اسلام (ص)، توحید کے اثبات اور شرک کی نفی میں مشرکین تک اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچانے میں ذمہ دار ہیں۔
 قل لو كان معه آلهة كما يقولون إذا لابتغوا إلى ذي العرش سبيلا

۲۔ پیغمبر اسلام (ص) مشرکین پر یہ اعلان کرنے کے ذمہ دار ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور خدا ہوتے تو وہ عرش کا کنٹرول لینے کے لئے کوئی چارہ سوچتے اور وسیلہ فراہم کرتے۔
 قل لو كان معه آلهة كما يقولون إذا لابتغوا إلى ذي العرش سبيلا

۳۔ مشرکین مکہ پروردگار عالم کے ساتھ متعدد دیگر خدائوں کے بھی قائل تھے۔ لوکان معه آلهة كما يقولون

۳۔ متعدد خدائوں کا وجود دنیا کی قدرت و حاکمیت کے حصول کے لئے رقابت اور جھگڑے کا موجب ہوتا۔
 قل لو كان معه آلهة كما يقولون إذا لابتغوا إلى ذي العرش سبيلا

چونکہ خدائی جہان پر قدرت و حاکمیت کا مظہر ہے اور چند خدائوں کے وجود کا مطلب چند قدرت و حاکمیت ہے اور یہ چیز یقیناً ان کے درمیان جہان کی قدرت و حاکمیت میں رقابت کا باعث بنتی۔

۵۔ مخلوقات کی دنیا پر اللہ تعالیٰ تنہا قدرت اور حاکم ہے۔ قل... لا تبغوا إلى ذي العرش سبيلاً

۶۔ نظم، کائنات کا نظام اور اس پر ایک قدرت کی حاکمیت اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلیل ہے۔

قل لو كان معه الهة كما يقولون إذاً لا تبغوا إلى ذي العرش سبيلاً

یہ مطلب آیت میں موجود برہان خلف سے واضح ہوتا ہے کہ اگر متعدد خدا موجود ہوتے تو یقیناً قدرت کے کنٹرول کے لئے جھگڑا کرتے اور اس جھگڑے کے اثرات معلوم ہوتے چونکہ ایسے اثرات اور نتائج نظر نہیں آ رہے گویا جھگڑا ہی نہیں ہے چونکہ جھگڑا ہی نہیں ہے پس اللہ تعالیٰ واحد ہے۔

۷۔ عرش، جہان پر اللہ تعالیٰ کی قدرت، حاکمیت اور تقدیر کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ لوکان معہ ... إذاً لا تبغوا إلى ذي العرش سبيلاً

۸۔ پروردگار صاحب عرش کے علاوہ اگر جہان میں دوسرے خدا بھی ہوتے تو سب کے سب اللہ تعالیٰ کے قرب اور بندگی کی راہ کی تلاش میں ہوتے۔ لوکان معہ ... إذاً لا تبغوا إلى ذي العرش سبيلاً

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی طرف راہ ڈھونڈنے سے مراد جھگڑا کرنا نہ ہو بلکہ اس کا تقرب ہو۔ آیت ۳۳ میں کیا جا رہا ہے کہ کائنات کے تمام موجودات اور مخلوقات اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہے ہیں لیکن تم اس سے درک نہیں کر رہے ہو۔ یہ بھی اسی نکتہ پر ایک قرینہ ہے۔

۹۔ کائنات میں متعدد خداؤں کا وجود محال ہے۔ لوکان معہ ... إذاً لا تبغوا إلى ذي العرش سبيلاً

خداؤں کی کثرت قدرت کی کثرت اور جھگڑے کا موجب ہے اور یہ جھگڑا کائنات کے نظم سے سازگار نہیں ہے۔ لہذا اگر متعدد خدا فرض کریں تو کائنات میں نظم رہنا محال ہے اور یہ احتمال کہ "لوکان" میں "لو" امتناعیہ ہے مندرجہ بالا حقیقت کی تائید کر رہا ہے۔

۱۰۔ خدائے واحد کی مخصوص صفات میں سے "ذی العرش" ہے۔ قل لوکان معہ الهة كما يقولون إذاً لا تبغوا إلى ذي

العرش سبيلاً

۱۱۔ حکومت و حاکمیت کا لا محدود ہونا خدائی اور الوہیت ہونے کا لازمہ ہے۔

قل لوکان معہ ... إذاً لا تبغوا إلى ذي العرش سبيلاً

۱۲۔ کائنات کا مرکز حکومت اپنے تسلط میں رکھنا (صاحب عرش ہونا) ایک جدا نہ ہونے والی لازم صفت الہی ہے۔
إِذَا لَا يَتَغَوَّا إِلَى ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا

یہ کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے اگر اور خدا ہوتے تو صاحب عرش تک پہنچنے کے لئے راہ اور وسیلہ ڈھونڈتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے لئے عرش ضروری ہے اور یہ اس سے کبھی بھی جدا نہیں ہو سکتا۔

۱۳۔ کائنات میں نظم قائم رہنا صرف ایک قدرت کے سائے تلے ممکن ہے۔
قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذَا لَا يَتَغَوَّا إِلَى ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا

اس آیت کا اصلی پیغام "برہان نظم" ہے کہ جو جہان میں موجود ہے۔ یعنی قدرت کا متعدد ہونا جہان میں موجود نظم کے ساتھ سازگار نہیں ہے۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی تبلیغ ۱؛ آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۲؛ آنحضرت (ص) کی رسالت ۱؛ آنحضرت (ص) اور مکہ کے مشرکین ۱، ۳

اسماء صفات: صاحب عرش کے اسماء و صفات ۱۰

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ۵؛ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ۵، ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت ۵؛ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا مرکز

الوہیت: الوہیت کا معیار ۱۱، ۱۲

باطل معبود: باطل معبودوں کا تقرب ۸؛ باطل معبودوں کی عبودیت ۸؛ باطل معبودوں اور عرش ۲

برہان تمانع: ۳ بل

برہان نظم: ۶

توحید: توحید افعالی کے اثرات ۱۳؛ توحید کی تبلیغ ۱؛ توحید افعالی ۵؛ توحید کے دلائل ۳، ۶

شرک: شرک کی رد ۱

عرش: عرش پر حاکمیت ۱۲؛ عرش کا کردار ۴

مشرکین مکہ: مشرکین مکہ کا باطل عقیدہ ۳؛ مشرکین مکہ کا شرک ۳

معبود: معبود کی کثرت کا بطلان ۹؛ معبود کی کثرت کا نقصان ۳؛ معبود کی حاکمیت کا وسیع ہونا ۱۱

معبودیت:

معبودیت کا معیار ۱۱

موجودات: موجودات میں نظم کے اسباب ۱۲; موجودات
کی حاکمیت ۵، ۶، ۱۲; موجودات کا نظم ۶
نظریہ کائنات: نظریہ کائنات توحیدی ۵

آیت ۳۳

﴿سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا﴾

وہ پاک اور بے نیاز ہے اور انکی باتوں سے بہت زیادہ بلند و بالا ہے (۳۳)

۱۔ اللہ تعالیٰ اپنا شریک رکھنے سے بہت زیادہ پاک اور برتر ہے۔ سبحانہ وتعالیٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا

۲۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت ان فضول خے الوں سے بہت بلند اور عظیم ہے کہ جو مشرکین اس کے بارے میں رکھتے ہیں۔

سبحانہ وتعالیٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا

۳۔ خداوند عالم اس سے بلند و بالا تر ہے کہ اس کی طرف کسی فرزند کی نسبت دی جائے۔

۱ فَاَصْفَكُمْ رَبِّكُمُ بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا ... سبحانہ وتعالیٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا

۳۔ ہر قسم کا شرک اللہ تعالیٰ کے بلند مقام کو کم کرنے کا موجب ہے۔ قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ إِلَٰهَةٌ ... سبحانہ وتعالیٰ عَمَّا يَقُولُونَ
عُلُوًّا كَبِيرًا

اسماء و صفات: صفات جلال ۱، ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور فرزند ۳; اللہ تعالیٰ کا بے نظیر ہونا ۱; اللہ تعالیٰ اور شریک ۱; اللہ تعالیٰ کا علو ۱، ۲، ۳; اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا

۱، ۲، ۳

الوہیت: الوہیت کے مقام کو کم کرنا ۳

شرک: شرک کے اثرات ۳

مشرکین: مشرکین کا باطل عقیدہ ۲

آیت ۲۳

﴿تَسْبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾

ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب اسکی تسبیح کر رہے ہیں اور کوئی شے ایسی نہیں ہے جو اس کی تسبیح نہ کرتی ہو یہ اور بات ہے کہ تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو۔ پروردگار بہت برداشت کرنے والا اور درگزر کرنے والا ہے (۲۳)

۱۔ ساتوں آسمان، زمین اور ان میں رہنے والے ہمیشہ اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہیں۔
تَسْبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ

۲۔ تمام آسمان، زمین اور ان میں پائے جانے والے تمام موجودات بذات خود خالق کے کمال اور اس کے شریک اور ہر قسم کی کمی و کاستی سے منزہ ہونے پر واضح دلیل ہیں۔ تَسْبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ
تَسْبِّحُ کالغت میں معنی تنزیہ ہے۔ (مفردات راغب) "تنزیہ" یعنی اللہ تعالیٰ کو ان چیزوں سے دور سمجھنا کہ جس کے وہ لائق نہیں ہے۔ (مجمع البحرین) کہ

کلام کی صورت میں تنزیہ: حالت کی صورت میں تنزیہ: مندرجہ بالا نکتہ میں دوسری صورت مراد ہے۔

۳۔ تمام آسمان، زمین اور ان میں پائے جانے والے تمام موجودات ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہیں۔
تَسْبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ
تَسْبِّحُ در حقیقت لغت میں "المَرَّ السَّرِيعُ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ" ہے۔

۳۔ آسمانوں میں باشعور موجودات کا ہونا۔ تَسْبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ ... وَمَنْ فِيهِنَّ "ما" جو کہ تمام موجودات کے لیے استعمال ہوتا ہے اس کی جگہ جملہ "من" کا استعمال جو کہ عام طور سے صاحبان عقل کے لیے استعمال ہوتا ہے مندرجہ بالا نکتہ پر دلالت کر رہا ہے۔

۵۔ کائنات میں سات آسمانوں کا وجود۔ تَسْبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ

۶۔ مادہ میں شعور اور مخصوص کلام کا پایا جانا۔ تَسْبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بحمدہ چونکہ تسبیح سے مراد اگر زبان و کلام سے تسبیح لیں تو مندرجہ بالا نکتہ سامنے آئے گا۔

۷۔ کائنات کے موجودات بغیر کسی استثناء کے خدائے واحد کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح میں مشغول ہیں۔
وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْبِّحُ بِحَمْدِهِ

چونکہ یہاں "بحمدہ" میں باء مصاجبت کے لئے ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودات تسبیح کے ساتھ ساتھ اللہ کی حمد میں بھی مشغول ہیں۔

۸۔ کائنات کے تمام موجودات کا وجود، بذات خود اپنے خالق کی حمد و ثناء ہے۔ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْبِّحُ بِحَمْدِهِ
موجودات اللہ تعالیٰ کی زبان حال کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں۔ یعنی اپنے وجود کے ساتھ ثناء خواں ہیں۔ بالفاظ دیگر موجودات کی طرف تسبیح کا مضاف ہونا مجازی ہے نہ حقیقی۔

۹۔ موجودات اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں۔ یَسْبِّحُ بِحَمْدِهِ
اگر قائل ہوں کہ موجودات کی طرف تسبیح کی نسبت حقیقی ہے اور بحمدہ میں باء یہاں استعانت کے لئے ہے۔ تو مندرجہ بالا نکتہ سمجھ میں آجائے گا۔

۱۰۔ تمام موجودات اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کے شریک اور نقص سے تنزیہ کے ساتھ ساتھ اس کے لئے تمام ترکمالات کے اثبات پر دلیل ہیں۔ یَسْبِّحُ بِحَمْدِهِ

"بحمدہ" میں باء اگر مصاجبت کے لئے ہو تو یہ تنزیہ کے ساتھ ساتھ اس کی حمد پر دلیل ہے چونکہ کمال اور فضیلت کی بناء پر حمد ہوتی ہے۔ لہذا موجودات اپنی حمد و ثناء کے ساتھ اس کی کمال و فضیلت کا اعتراف کرتے ہیں۔

۱۱۔ تمام مخلوقات موجودات کی اللہ تعالیٰ کے لئے حمد و تسبیح ہوتے ہوئے اس کی طرف شریک یا نقص کی نسبت دینا ایک ناروا اور غیر منطقی کام ہے۔ فَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُم بِالْبَنِينَ ... تَسْبِّحُ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ

"فَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُم بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا" کے بعد "تَسْبِّحُ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ" کا ذکر سے یہ مراد ہے کہ جب تمام موجودات اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہے ہیں تو اس کے لئے شریک قرار دینا ایک غیر مناسب کام ہے۔

۱۲۔ تمام موجودات کی اللہ تعالیٰ کے لئے تسبیح کو انسان گہرائی سے درک کرنے اور کامل طور پر سمجھنے سے عاجز ہے۔ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ

چونکہ آیت کے ظاہر سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہاں انسانوں کو خطاب کیا جا رہا ہے۔ لہذا مندرجہ بالا نکتہ سامنے آتا ہے۔

۱۳۔ مشرکین، موجودات کی اللہ تعالیٰ کے لئے حمد اور تسبیح کو درک نہیں کر سکتے۔ ولکن لاتفقہون تسبیحہم مندرجہ بالا مطلب اس سے سمجھ آتا ہے کہ یہ آیت اسی پیغمبر (ص) کے فرمان کا تسلسل ہو کہ جسمیں کیا گیا کہ ان مشرکین کو کہہ دو...

۱۴۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ حلیم (بردار) اور غفور (بخشنے والا) ہے۔ اِنہ کان حلیمًا غفورا

جملہ اسمیہ حرف تاکید ان کے ساتھ ہمیشگی اور ثبات پر دلالت کرتا ہے۔

۱۵۔ مشرکین کی اللہ تعالیٰ کے حوالے سے غلط اور گرمی ہوئی باتوں کا تحمل، اللہ تعالیٰ کی بردباری اور بخشش کی بناء پر ہے۔

اِنکم لتقولون قولاً عظیماً ... سبحنہ وتعلی عما یقولون علواً کبیراً ... اِنہ کان حلیمًا غفورا

مشرکین کی اللہ تعالیٰ کے بارے میں غلط باتوں کے بعد "اِنہ کان حلیمًا غفوراً" کا ذکر یہ مطلب دے رہا ہے کہ ان باتوں پر رد

عمل دکھانے چاہئے تھا اور انہیں سزا دینی چاہئے تھی لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ حلیم و غفور ہے لہذا انہیں تحمل کر رہا ہے۔

۱۶۔ مشرکین اللہ تعالیٰ کے بارے میں اپنی غلط باتوں اور عقائد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی تہدید کے زمرہ میں آگئے۔

اِنکم لتقولون قولاً عظیماً ... تعلی عما یقولون ... اِنہ کان حلیمًا غفورا

"اِنہ کان حلیمًا غفوراً" کا ذکر بتا رہا ہے کہ اگرچہ مشرکین کی غلط باتیں سزا کے لائق ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حلم و غفران کی

وجہ سے فی الحال انہیں عذاب نہ ہوگا۔

۱۷۔ اللہ تعالیٰ کا مشرکین کو شرک سے باز آنے کی صورت میں بخشش کا وعدہ۔ تعلی عما یقولون ... اِنہ کان حلیمًا غفورا

آخر میں "غفوراً" کا بصورت علت آنا مشرکین کے لئے خوشخبری ہے اگرچہ انکا گناہ بہت بڑا ہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ

کے بارے میں انتہائی غلط باتیں کیں ہیں پھر بھی انکی بخشش کا امکان موجود ہے۔

۱۸۔ اللہ تعالیٰ کائنات کے حقائق مثلاً موجودات کی تسبیح و حمد کے بارے میں فکر نہ کرنے کے گناہ کا بردبارانہ انداز سے

جواب دے رہا ہے اور توبہ کی صورت میں بخشش دے گا۔ لاتفقہون تسبیحہم اِنہ کان حلیمًا غفورا

"اِنہ کان حلیمًا غفوراً" کی علت بیان کر رہی ہے کہ "لاتفقہون تسبیحہم" (انکی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو) گناہ تھا اور سزا کے لائق

تھا۔ لیکن چونکہ وہ حلیم و غفور ہے۔ لہذا اس کا بردبارانہ انداز سے جواب دے رہا ہے۔

۱۹۔ انسان موجودات کی اللہ تعالیٰ کے لئے تسبیح و حمد جیسے کائنات کے حقائق سمجھنے کی کوشش کرنے کا ذمہ دار

لا تفقهون تسبيحهم إنه كان حليماً غفوراً مندرجہ بالا نکتہ کی بنیاد یہ ہے کہ "انہ کان حليماً غفوراً" گویا مشرکین کو موجودات کی تسبیح کے بارے میں غور نہ کرنے پر خبردار کیا جا رہا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کے حقائق سمجھنے پر کوشش ضروری ہے۔

۲۰۔ قرآن کی انسان کی تربیت اور ہدایت میں "تہدید" اور "حوصلہ افزائی" سے استفادہ کرنے کی روش۔ انہ کان حليماً غفوراً میں حوصلہ افزائی کا پہلو ہے۔ "حليماً" اپنے دامن میں تہدید لئے ہوئے جبکہ "غفوراً"

۲۱۔ عن الباقر (ع) ... دخل عليه رجل فقال ... يقول الله في كتابه "وإن من شيء إلا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم" فقال نعم أما سمعت خشب البيت كيف ينقض ؟ وذلك تسبيحه...^(۱)

امام باقر (ع) سے روایت ہوئی کہ ایک شخص ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا "وإن من شيء إلا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم" حضرت (ع) نے فرمایا: ہاں کیا گھر کی لکڑی کی ٹوٹنے کی آواز سنی؟ یہ آواز وہی تسبیح تو ہے۔

۲۲۔ عن أبي الصباح عن أبي عبد الله (ع) قال: قلت له: قول الله "وإن من شيء إلا يسبح بحمده" قال: كل شيء يسبح بحمده وأنا لنرى أن ينقض الجدر هو تسبيحها"^(۲)

ابی الصباح کہتے ہیں کہ امام صادق (ع) کی خدمت میں عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے اس کلام "وإن من شيء إلا يسبح بحمده" سے کیا مراد ہے؟ تو حضرت نے جواب میں فرمایا: تمام موجودات شکر و ثناء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں یہ ہم دیوار کے ٹوٹنے کو اس کی تسبیح کی شکل میں دیکھتے ہیں۔

آسمان: آسمان باشعور موجودات ۳

سات آسمانوں کی تسبیح: ۱ آسمانوں کی عبادت ۳؛ سات آسمان ۵؛ آسمانوں کا کردار ۲

آیات خدا: آفاقی آیات ۲

اسماء و صفات: حلیم ۱۳؛ غفور ۱/ اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی تنزیہ ۱۰؛ اللہ تعالیٰ پر تہمت ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کا حلم ۱۸؛ اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کے دلائل ۲؛ اللہ تعالیٰ کے کمال کے دلائل ۲؛ اللہ تعالیٰ کا ڈرانا ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کا کمال ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی بخشش کے نتائج

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۲۹۴، ح ۸۴۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۶۸، ح ۲۲۸۔

(۲) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۲۹۳، ح ۷۹۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۶۸، ح ۲۲۳، ۲۲۴۔

۱۵: اللہ تعالیٰ کے حلم کے نتائج ۱۵: اللہ تعالیٰ کے وعدے ۱۴/ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے والے: ۱
بخشش: بخشش کا وعدہ ۱۴// تربیت: تربیت میں تہدید ۲۰: تربیت میں حوصلہ افزائی ۲۰: تربیت کی روش ۲۰
تسبیح: اللہ تعالیٰ کی تسبیح ۴، ۱۱، ۲۱، ۲۲: اللہ تعالیٰ کی تسبیح ۹

توبہ: توبہ کے نتائج ۱۴، ۱۸

توحید: توحید کے دلائل ۲

تہدید: تہدید کے نتائج ۲۰/ حقائق: حقائق کو درک کرنے کی اہمیت ۱۹

حمد: اللہ تعالیٰ کی حمد ۴، ۹، ۱۰، ۱۱، ۲۲

حوصلہ افزائی: حوصلہ افزائی کے نتائج ۲۰

روایت: ۲۱، ۲۲

زمین: زمین کی تسبیح ۱: زمین کی عبادت ۳: زمین کا کردار ۲

شرک: شرک سے توبہ ۱۴: شرک کا ناپسندیدہ ہونا ۱۱

عبادت: اللہ تعالیٰ کی عبادت ۳

عمل: ناپسندیدہ عمل ۱۱

غور و فکر: تخلیق میں غور و فکر ۱۸: غور و فکر نہ کرنے کا گناہ ۱۸

قرآن: قرآن کا ہدایت دینا ۲۰

مشرکین: مشرکین کا باطل عقیدہ ۱۶: مشرکین کی تہمتیں ۱۵: مشرکین کو ڈرانا ۱۶: مشرکین کی بخشش کے شرائط ۱۴: مشرکین کا

عجز ۱۳

موجودات: موجودات کی تسبیح ۱، ۴، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۸، ۲۱، ۲۲: موجودات کی حمد ۱۸: موجودات کی تسبیح کو سمجھنا ۱۵:

موجودات کی حمد کو سمجھنا ۱۹: موجودات کا شعور ۶: موجودات کی عبادت ۲: موجودات کی تسبیح سمجھنے سے عاجزی ۱۲، ۱۳:

موجودات کا کردار ۲، ۸، ۱۰: موجودات کے کلام ۱۶: موجودات کے خالق کی مدح ۸

ہدایت: ہدایت کی روش ۲۰

آیت ۳۵

﴿وَإِذَا قُرَأَتِ الْقُرْآنُ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا﴾

اور جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمہارے اور آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے درمیان حجاب قائم کر دیتے ہیں (۳۵)
۱۔ اللہ تعالیٰ پیغمبر (ص) کے قرآن پڑھنے کے دوران انکے اور کفار کے درمیان نادیدہ پردہ قرار دیتا ہے۔

وَإِذَا قُرَأَتِ الْقُرْآنُ ... حِجَابًا مَّسْتُورًا مندرجہ بالا مطلب معنی "مستور" پر مبنی ہے کہ جو مفعول کا صیغہ ہے یعنی پوشیدہ ہے۔ اس آیت میں مراد کفار کے حواس سے پوشیدہ ہونا ہے۔

۲۔ پیغمبر اسلام (ص) کے وظائف میں سے لوگوں پر قرآن کی قرائت، روحی کی تلاوت کرنا ہے۔ وَإِذَا قُرَأَتِ الْقُرْآنُ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام (ص) کی حفاظت کی رعایت کرتے ہوئے تلاوت قرآن کے وقت ان کے اور کفار کے درمیان نادیدہ پردہ قرار دیا ہے۔ ممکن ہے اس لئے ہو کہ آپ (ص) پر ذمہ داری تھی کہ لوگوں پر قرآن کی تلاوت کریں چونکہ قرائت کے وقت وہ آپ کو اذیت و تکلیف پہنچاتے تھے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے پردہ قرار دینے سے ان کی اس اذیت سے حفاظت فرمائی۔

۳۔ لوگوں کے درمیان پیغمبر اسلام (ص) کے ذریعے تلاوت قرآن کریم۔ وَإِذَا قُرَأَتِ الْقُرْآنُ ... حِجَابًا مَّسْتُورًا
۴۔ کفار، رسول اکرم (ص) کو کہ جب وہ لوگوں پر قرآن کی تلاوت کر رہے ہوتے تکلیف و اذیت پہنچاتے اور ان کے لئے مشکلات پیدا کرتے۔ وَإِذَا قُرَأَتِ الْقُرْآنُ

جو شان نزول وارد ہوا ہے (مجمع البیان اسی آیت کے ذیل میں) اس کے مطابق اور اس آیت "جعلنا بینک و بین الذین ..." کا ظاہر بھی بتا رہا ہے کہ پردہ قرار دینے کی غرض یہی تھی کہ کفار اسے نہ سنیں تاکہ وہ پیغمبر اسلام (ص) کو اذیت کرنے اور انکے لئے مشکلات پیدا کرنے کا باعث نہ بنیں۔

۵۔ آخرت کے منکرین، وحی کے پیغامات کو درک کرنے سے محروم ہیں۔

وَإِذَا قُرَأَتِ الْقُرْآنُ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا

یہ احتمال بھی ہے کہ پیغمبر اسلام (ص) اور کفار کے درمیان حجاب قرار دینے سے مراد یہ ہو کہ وہ آخرت پر ایمان نہ لانے کے نتیجے میں آیات قرآن کے فہم و درک سے محروم ہو گئے تھے۔

۶۔ معنوی حقایق اور الہی پیغامات آخرت کے انکار کی صورت میں درک کرنا ممکن نہیں ہے۔

وجعلنا بینک وبين الذين لا يؤمنون بالآخرة حجاباً مستورا

"الذین" کے لئے "لایؤمنون" کی صفت کا ذکر کرنا یہ معنی دے رہا ہے کہ وہ قرآنی آیات کی فہم و درک کی لیاقت نہیں رکھتے تھے۔

۷۔ دینی عقائد میں آخرت پر ایمان کا ایک اہم اور بنیادی مقام ہے۔

وإذا قرأت القرآن جعلنا بینک وبين الذين لا يؤمنون بالآخرة حجاباً مستورا

تمام عقائد میں سے مشرکین کے لئے "لایؤمنون بالآخرۃ" کے ذکر کو مخصوص کرنا مندرجہ بالا نکتہ کو بیان کر رہا ہے۔

۸۔ کفار کی آنکھوں پر پردہ کرنا اور انکا وحی کو سننے اور درک کرنے سے محروم ہونا ان کے آخرت پر ایمان نہ رکھنے کے عزم کا نتیجہ ہے۔ بین الذین لا يؤمنون بالآخرة حجاباً مستورا "الذین لا يؤمنون بالآخرة" کی تعبیر کا جملہ و صفیہ کی صورت میں اور کافرین کی جگہ فعل مضارع کا آنا ممکن ہے یہی معنی بیان کر رہا ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجاب اسی خصلت کی بناء پر آیا ہے۔

۹۔ حق و حقیقت کی شناخت نا دیدہ رکاوٹوں کا شکار ہے۔ وإذا قرأت القرآن ... حجاباً مستورا

"حجاباً" یہاں شناخت کے لئے رکاوٹ کو بیان کر رہا ہے اور "مستوراً" اس رکاوٹ کے نا دیدہ ہونے کو بیان کر رہا ہے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام (ص) کو وحی پہنچاتے وقت اپنی غیبی امداد سے نوازا ہے۔

وإذا قرأت القرآن جعلنا بینک ... حجاباً مستورا

۱۱۔ دخل ... هشام بن السائب ... علی ابی عبد اللہ (ع) فقال: ... خبرنی عن قول الله: "وإذا قرأت القرآن

جعلنا بینک وبين الذين لا يؤمنون بالآخرة حجاباً مستوراً" قال آية في الكهف وآية في النحل وآية في الجاثية و هي:

"أفرايت من اتخذ إلهه هواه وأضله الله على علم وختم على سمعه وقلبه ... " وفي النحل: "أولئك الذين طبع الله على

قلوبهم وسمعهم وأبصارهم وأولئك هم الغافلون" وفي الكهف "ومن أظلم ممن ذكر بآيات ربّه فأعرض عنها ونسى ما

قدّمت يداه" (۱)

ہشام بن سائب امام صادق (ع) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مجھے اس کلام الہی: "و

إذا قرأت القرآن جعلنا بينك وبين الذين لا يؤمنون بالآخرة حجاباً مستوراً" کے بارے میں بتائیں ؟
 آپ (ع) نے فرمایا: اس قرآن سے مراد کہ جسکے تلاوت کرنے سے پیغمبر اسلام (ص) کفار کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو جاتے
 تھے۔ وہ سورہ جاثیہ کی آیت: "افرأیت ... " اور سورہ نحل کی آیت: "اولئک الذین ... " اور سورہ کہف: "ومن أظلم ممن
 ... " ہے۔

آخرت: آخرت کو جھٹلانے والوں کا محروم ہونا ۵؛ آخرت کو جھٹلانے کے نتائج ۶
 آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کو اذیت ۳؛ آنحضرت (ص) کی ادا ۱۰؛ آنحضرت (ص) کا قرآن کی تلاوت کرنا ۱، ۳، ۲،
 ۳؛ آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۲، ۳؛ آنحضرت (ص) اور کفار کے درمیان حجاب ۱، ۱۱؛ آنحضرت (ص) کو وحی ۱۰
 اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے افعال ۱؛ اللہ تعالیٰ کے ادا ۱۰

ادا: ادا غیبی ۱۰

حقائق: حقائق کو درک کرنے سے رکاوٹ ۶

دل: دل پر مہر لگنے کے اسباب ۸

دین: اصول دین ۷

روایت: ۱۱

شناخت: شناخت سے موانع ۹

عقیدہ: آخرت پر عقیدہ کی اہمیت ۷

قرآن: قرآن کی فہم سے محرومیت کے اسباب ۸؛ قرآن فہم سے محروم لوگ ۵؛ قرآن کی تلاوت کے نتائج ۱

کفار: کفار کا اذیت کرنا ۳؛ کفار کی محرومیت کے اسباب ۸؛ کفار پر قرآن کی تلاوت ۱؛ کافر کا اندھا ہونا ۸

کفر: آخرت پر کفر کے نتائج ۸

لوگ: لوگوں پر قرآن کی تلاوت ۲، ۳

آیت ۳۶

﴿وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمُ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِذَا ذُكِّرْتُ بِرَبِّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا﴾

اور ان کے دلوں پر پردے ڈال دیتے ہیں کہ کچھ سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں کو بہرہ بنا دیتے ہیں اور جب قرآن میں اپنے پروردگار کا تنہا ذکر کرتے ہو تو یہ الٹے پاؤں متفر ہو کر بھاگ جاتے ہیں (۳۶)

۱۔ جو لوگ مقام باطل پر ہونے کی وجہ سے آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر پردے قرار دیتا ہے کہ وہ قرآن کو نہ سمجھ سکیں۔ الذین لا یؤمنون بالا خرة ... وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان ینفقہوہ

۲۔ مکہ کے مشرکین دلوں پر پردے اور کانوں کے بھاری پن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی آیات کو صحیح طریقے سے درک کرنے سے محروم تھے۔ وجعلنا بینک و بین الذین لا یؤمنون بالا خرة حجاباً مستوراً وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان ینفقہوہ وفی اذانہم وقرا

۳۔ کفار کا حق قبول نہ کرنا اور کفر اختیار کرنا موجب بنا کہ قرآن کے حقائق کو صحیح درک کرنے سے محروم ہو جائیں۔

الذین لا یؤمنون بالا خرة ... وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان ینفقہوہ وفی اذانہم وقرا

۳۔ انسان کا عزم و ارادہ قرآنی حقائق کو درک کرنے یا درک نہ کرے اور انہیں قبول کرنے میں واضح کردار ادا کرتا ہے۔

الذین لا یؤمنون بالا خرة ... وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان ینفقہوہ

"الذین لا یؤمنون" (وہ لوگ جو کہ ایمان نہیں لاتے) کا جملہ "الکافرین" کی جگہ ان کے خیالات جاننے کے لئے ہو سکتا ہے انکے ارادہ و قصد کی سے حکایت کر رہا ہو۔

۵۔ سننے کی حس حقائق تک پہنچنے کا وسیلہ اور دل انہیں درک کرنے اور سمجھنے کا مرکز ہے۔

علی قلوبہم اکنۃ ان ینفقہوہ وفی اذانہم وقرا

۶۔ جب پیغمبر اسلام (ص) کی طرف سے قرآنی آیات کی بناء پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت بیان ہوتی تو مشرکین بہت زیادہ نفرت

کے ساتھ آپ (ص) سے پیٹھ پھیر لیتے۔ وَإِذَا ذُکِّرْتُ بِرَبِّکَ فِی الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلٰی أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا

۷۔ مکہ کے مشرکین اپنے شرک آلودہ عقائد سے بہت زیادہ دل لگائے ہوئے تھے۔

وَأِذَا ذُکِّرْتُ بِرَبِّکَ ... وَلَّوْا عَلٰی أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا

۸۔ مشرکین کا توحید سے فرار کرنا بذات خود انکا قرآنی آیات میں تامل اور دقت نہ کرنے کی مثال ہے۔

وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان ینفقہوہ ... وَإِذَا ذُکِّرْتُ بِرَبِّکَ فِی الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلٰی أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا

۹۔ پروردگار کی توحید ربوبیت، قرآنی تعلیمات میں سے ایک اہم ترین تعلیم ہے اور مشرکین اس کے حوالے سے شدید حساسیت رکھتے تھے۔ وإذا ذکرت ربّک فی القرآن وحده ولّوا علی أَدبارهم نفورا

اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء و صفات میں سے "رب" کا ذکر، توحید کی قید کے ساتھ دینی تعلیمات میں اس کی اہمیت کو اجاگر کر رہا ہے جبکہ مشرکین کا نفرت کے ساتھ اس سے پیٹھ پھیرنا اس کی اس حوالے سے شدید حساسیت کو بیان کر رہا ہے۔
وإذا ذکرت ربّک فی القرآن وحده ولّوا علی أَدبارهم نفورا

۱۰۔ کفار اور مشرکین مکہ کا قرآن سے انکار کا رویہ عقل و منطق کی بنیاد پر نہ تھا بلکہ خواہشات نفسانی کی وجہ سے تھا۔
وإذا ذکرت ربّک فی القرآن وعده ولّوا علی أَدبارهم نفورا

چونکہ "نفرت" کا تعلق نفس و باطن کی جہات سے ہے۔ لہذا قرآن سے کفار کا نفرت آمیز رویہ ان کے نفسانی انگیزوں میں سے تھا۔

۱۱۔ عن زرارہ عن ا حدھما قال: "فی بسم اللہ الرحمن الرحیم قال: ... وہی الا یتی قال اللہ: "وإذا ذکرت ربّک فی القرآن وحده ... "ولوا علی أَدبارهم نفورا" کان المشرکون یستمعون إلی قراءۃ النبی (ص) فإذا قرا بسم اللہ الرحمن الرحیم نفروا وذهبوا ...^(۱)

زرارہ، امام باقر (ع) یا امام صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں: بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بارے میں کہ انہوں نے فرمایا: یہ وہی آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وإذا ذکرت ربّک فی القرآن وحده" مشرکین پیغمبر اسلام (ص) سے قرآن کی قراءت سنتے تھے اور جب آپ (ص) "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کی قرائت کرتے تھے تو وہ ادھر ادھر چلے جاتے تھے۔

آخرت: جھٹلانے والوں کے دل پر مہر ۱

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) سے منہ پھیرنے والے ۶

آیات خدا: آیات خدا کو درک کرنے سے محروم لوگ ۲

ارادہ: ارادہ کی اہمیت ۳؛ ارادہ کا کردار ۳

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۶

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲، ۲۹۵، ح ۸۶۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۷۳، ح ۲۴۹۔

باسم اللہ: باسم اللہ کی تلاوت کے اثرات ۱۱

توحید: توحید ربوبی کی اہمیت ۹; توحید سے منہ پھیرنا ۸; توحید سے منہ پھیرنے والے ۶

چاہتیں: شرک سے چاہت ۷

حق: حق قبول نہ کرنے کے نتائج ۱، ۳

حقائق: حقائق کو درک کرنے کا مرکز ۵

دل: دل کا کردار ۵

روایت: ۱۱

شناخت: شناخت کے ذرائع ۵

قرآن: قرآن کے فہم میں موثر اسباب ۳; قرآن کے فہم سے محرومیت کے اسباب ۳; قرآن کی اہم ترین تعلیمات ۹; قرآن

کو جھٹلانے والے ۱۰; قرآن میں فکر نہ کرنے کے نتائج ۸

کفار: کفار کی محرومیت کے اسباب ۳

کفار مکہ: کفار مکہ کا انگیزہ ۱۰; کفار مکہ کا بے منطق ہونا ۱۰; کفار مکہ کی نفس پرستی ۱۰

کفر: کفر کے نتائج ۳

کان: کان کے فوائد ۵

مشرکین: مشرکین اور توحید ۶; مشرکین اور پروردگار کی توحید ۹; مشرکین کی دشمنی ۹; مشرکین کا رویہ ۶; مشرکین کے فکر نہ کرنے

کی علامات ۸; مشرکین کا منہ پھیرنا ۶، ۸

مشرکین مکہ: مشرکین مکہ کا انگیزہ ۱۰; مشرکین مکہ کی چاہت ۷; مشرکین مکہ کی محرومیت ۲; مشرکین مکہ کے دل پر مہر کے نتائج

۲; مشرکین مکہ کے کان کے بھاری ہونے کے نتائج ۲; مشرکین مکہ کی نفس پرستی ۱۰

آیت ۳۷

﴿نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهِ إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا﴾

ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ لوگ آپ کی طرف کان لگا کر سنتے ہیں تو کیا سنتے ہیں اور جب یہ باہم رازداری کی باتیں کرتے ہیں تو ہم اسے بھی جانتے ہیں یہ ظالم آپس میں کہتے ہیں کہ تم لوگ ایک جادو زدہ انسان کی پیروی کر رہے ہو (۳۷) ۱۔ کفار کے پیغمبر اسلام (ص) کے کلمات کو سنتے وقت ان کے انگیزوں اور اہداف سے اللہ تعالیٰ کا مکمل طور پر آگاہ ہونا۔
نحن ا علم بما يستمعون به

"بما" میں "بائی" سببیت کے لئے ہے تو اس صورت میں آیت کا معنی یوں ہوگا کہ ہم کفار کے ان انگیزوں اور اہداف کہ جنکی بناء پر وہ پیغمبر اسلام (ص) کی بات کو سنتے ہیں اس سے اچھی طرح واقف ہیں۔
۲۔ اللہ تعالیٰ، کفار کی پیغمبر اسلام (ص) کے خلاف سرگوشیوں اور پوشیدہ باتوں سے آگاہ ہے۔
نحن ا علم... واذ هم نجوىٰ اذ يقول

۳۔ کفار پیغمبر اکرم کی بات کو ناکام بنانے کے لیے کانا پھوسی اور پوشیدہ باتیں کرتے تھے۔ نحن ا علم... واذ هم نجوىٰ اذ يقول "اذ ا هم نجوىٰ" اور "اذ يقول الظالمون" جملہ "اذ يستمعون" کا بدل ہے۔ اس نکتہ کی طرف توجہ کرتے ہوئے آیت کا معنی یوں ہوگا کہ ہم کفار کی پیغمبر اسلام (ص) کی باتوں کو سننے کی غرض سے آگاہ ہیں کہ وہ غرض آپ (ص) پر جادو گری کی تہمت لگانا ہے اور ہم ان کی سرگوشیوں اور باتوں سے آگاہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی آنحضرت (ص) کی باتوں کو سننے کی غرض ہی آپ (ص) کو ناکام کرنا ہوتی تھی۔
۳۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کے پیغمبر (ص) کی باتوں کو سننے میں

انگیزوں کو فاش کر کے انہیں تنبیہ اور دھمکی۔ نحن ا علم ... واذہم نجوی اللہ تعالیٰ کا واضح کرنا کہ وہ کفار کی پیغمبر اسلام (ص) کی باتوں کو سننے کی غرض اور ان کی آپس میں گفتگو سے مطلع ہے یہ ان کے لئے تنبیہ و خبردار ہے۔

۵۔ کفار خفیہ انداز سے قرآن کی آیات کو سنتے اور ایک دوسرے کو اس کام پر ملامت کرتے تھے۔ نحن ا علم بما یستمعون ... واذہم نجوی احتمال ہے کہ "اذہم نجوی" سے مراد وہی ہو کہ جس طرح بعض مقامات پر شان نزول بیان ہوا ہے کہ وہ کفار ہیں جو خفیہ طریقے سے آنحضرت (ص) کی باتوں کو سنتے تھے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر سرگوشی کرتے پھر ایک دوسرے کی ملامت کرتے تھے۔

۶۔ پیغمبر (ص) پر جادو ہونے کی تہمت لگانا کفار کے دلوں پر پردہ ہونے اور ان کا حقائق کو درک کرنے سے عاجز ہونے کی علامت ہے۔ وجعلنا فی قلوبہم اکنة ان یفقیہوہ وفی اذانہم وقرأ و ... اذ یقول الظالمون ان تتبعون الا رجلاً مسحوراً

۷۔ پیغمبر (ص) کی طرف جادو ہونے کی نسبت دینے والے ظالم لوگ تھے۔ اذ یقول الظالمون ان تتبعون الا رجلاً مسحوراً

۸۔ کفار، حق سے گریزاں، ظالم اور ستم گر لوگ تھے۔ الذین لا یؤمنون بالا خرة ... اذ یقول الظالمون

۹۔ کفار پیغمبر (ص) کے بارے میں جادو ہونے کا اعلان کر کے آپ (ص) کے پیروکاروں کو آپ (ص) کے بارے میں گمراہ کرنا چاہتے تھے۔ اذ یقول الظالمون ان تتبعون الا رجلاً مسحوراً مندرجہ بالا مطلب اس نکتہ کی بناء پر ہے کہ اس آیت "ان تتبعون الا رجلاً مسحوراً" کے مخاطب مؤمنین ہوں اور کفار "مسحور" کی تہمت کے ساتھ یعنی سحر کی وجہ سے طبعی حالت سے خارج ہونے کے ذریعے چاہتے تھے کہ لوگوں کو آپ (ص) کے حوالے سے گمراہ کریں۔

۱۰۔ کفار ہمیشہ اپنے درمیان آپ (ص) کے حوالے سے شک و شبہ ڈالتے رہتے تھے کہ اس طرح کوئی بھی آپ (ص) کی طرف مائل نہ ہو سکے۔ اذ یقول الظالمون ان تتبعون الا رجلاً مسحوراً مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ نکتہ ہے کہ فعل "تتبعون" کا مخاطف کفار ہیں کہ جو آپس میں ایک دوسرے کو کہتے تھے اور فعل مضارع "یقول" کا آنا انکی ہمیشہ کوشش بیان کر رہا ہے۔

۱۱۔ تہمت لگانا اور شخصیت خراب کرنا کفار کی پیغمبر (ص) کے ساتھ اور ان کی تعلیمات کے ساتھ مقابلہ کرنے کے

طریقوں میں سے تھا۔ ان تتبعون الا رجلاً مسحوراً

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) پر تہمت ۱۱؛ آنحضرت (ص) پر جادو کی

تہمت ۶، ۷، ۹؛ آنحضرت (ص) کے دشمن ۲، ۹، ۱۰؛ آنحضرت (ص) کے خلاف سازش، آنحضرت (ص) کے بارے میں گمراہ کرنے کی سازش ۹، ۱۰؛ آنحضرت (ص) پر تہمت کے ذریعے ظم ۷

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۳، ۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا بے نقاب کرنا ۳؛ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبردار کرنا ۳؛ اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۱، ۲

حقایق: حقایق کو درک کرنے سے افراد ۶

ظالم لوگ: ۷، ۸

کفار: کفار کا انگیزہ ۱؛ کفار کا انگیزہ بے نقاب ہونا ۳؛ کفار اور پیغمبر (ص) کی باتیں ۱، ۳، ۳؛ کفار کی تہمتیں ۱۱، ۹؛ کفار کو خبردار کرنا ۳؛ کفار کی دشمنی ۹، ۱۰؛ کفار کے دل پر مہر لگنے کی نشانیاں ۶؛ کفار کا سرگوشی کرنا ۲، ۳؛ کفار کی سازش ۵، ۹؛ کفار کا قرآن سننا ۵؛ کفار کا طریقہ مقابلہ ۱۱؛ کفار کے حق کو قبول نہ کرنے کا ظلم ۸؛ کفار کا عجز ۶؛ کفار کا عزت پامال کرنا ۱۱؛ کفار کا فضا ہموار کرنا ۹، ۱۰؛ کفار کی کوشش کا انداز ۱، ۳؛ کفار کی مذمت ۵؛ کفار کی مذمتیں ۵

آیت ۳۸

﴿انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلاً﴾

ذرا دیکھو کہ انھوں نے تمہارے لئے کیسی مثالیں بیان کی ہیں اور اس طرح ایسے گمراہ ہو گئے ہیں کہ کوئی راستہ نہیں مل رہا ہے (۳۸)

۱۔ مشرکین اور اپنے دشمنوں کے الزامات اور پروپیگنڈہ پردت سے غور و فکر کرنے کی پیغمبر (ص) پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذمہ داری۔ انظر كيف ضربوا لك الأمثال جملہ "ضربوا لك الأمثال" عربی زبان میں "شبهوک بالاشیاء" کے معنی میں استعمال

ہوتا ہے۔ یعنی وہ تمہیں مختلف چیزوں سے تشبیہ دیتے ہیں اور ان سے مراد پچھلی آیت کے مطابق بری صفات کی آپ (ص) کی طرف نسبت دینا، مثلاً: مجنون، مسحور...

۲۔ مؤمنین دشمنوں کے پروپیگنڈہ کے طریقوں پر ضرور توجہ رکھیں۔

انظر كيف ضربوا لك الأمثال

۳۔ کفار کا غلط مثالوں اور صفات سے پیغمبر (ص) کی مخالفت کرنا اور بغض رکھنا انہیں لا علاج گمراہی میں مبتلا کرتا ہے۔
كيف ضربوا لك الأمثال فضلو فلا يستطيعون سبيل

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "سبیل" سے مراد راہ ہدایت ہے۔

۳۔ پیغمبر (ص) کے مخالف مشرکین مکہ اس حد تک گمراہ ہو چکے تھے کہ ہدایت کا دروازہ بند کر چکے تھے۔

فضّلوا فلا يستطيعون سبيل "فلا يستطيعون" "ضلو" پر نتیجہ ہے اور اس سے مراد ہدایت کے تمام راستوں کا بند ہونا ہے۔

۵۔ کفار، پیغمبر (ص) کے پیغام کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے مختلف پروپیگنڈہ کرنے اور تہمتیں لگانے کے باوجود کامیاب نہ ہو سکے۔ انظر كيف ضربوا لك الأمثال فضلو فلا يستطيعون سبيل

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ کفار کا راستہ نہ پاسکنا سے مراد پیغمبر (ص) کے پیغام کو روکنے کا چارہ نہ ہونا ہے۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) پر تہمت ۵; آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۱; آنحضرت (ص) کے دشمنوں کی سازش ۱; آنحضرت (ص) کا دشمنوں سے مقابلہ کرنے کا طریقہ ۳; آنحضرت (ص) کے دشمنوں کی ناکامی ۵; آنحضرت (ص) پر تہمت کے نتائج ۳; آنحضرت (ص) کے دشمنوں کی گمراہی کے نتائج ۲; آنحضرت (ص) کے دشمنوں کا ہدایت نہ لینا ۳; آنحضرت (ص) کی دشمنوں کے مد مقابل ہوشیاری ۱; آنحضرت (ص) کی ہوشیاری ۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے احکام ۱

دشمن: دشمن کی سازش کی اہمیت ۲; دشمن کے مد مقابل ہوشیاری ۲

کفار: کفار کی گمراہی کے اسباب ۳ کفار کی تہمتیں ۵; کفار کی مثالوں کا فلسفہ ۳; کفار کی ناکامی ۵; کفار کی دشمنی کے نتائج ۳

مؤمنین: مؤمنین کی ذمہ داری ۲

مشرکین: مشرکین کے مد مقابل ہوشیاری ۱

مشرکین مکہ: مشرکین مکہ کی گمراہی کے نتائج ۳; مشرکین مکہ کا ہدایت قبول نہ کرنا ۳

﴿وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا إِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا﴾

اور یہ کہتے ہیں کہ جب ہم ہڈی اور خاک ہو جائیں گے تو کیا دوبارہ نئی مخلوق بنا کر اٹھائے جائیں گے (۳۹)
۱۔ مشرکین مکہ بوسیدہ ہڈیاں بننے کے بعد دوبارہ زندگی کے امکان پر اپنی بے یقینی کا اظہار کرتے تھے۔
وَقَالُوا أَ ذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَ ء نَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا

"رفات" مادہ "رفت" سے ہے کہ جس کا معنی ٹوٹنا اور ریزہ ریزہ ہونا ہے۔ (مفردات راغب)

۲۔ مشرکین کا معاد پر یقین نہ کرنا اور تردید کا شکار ہونا انکی گمراہی کی واضح ترین مثال ہے۔
فَضَّلُوا ... وَقَالُوا ء ذَا كُنَّا ... ء نَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا

۳۔ مشرکین موت کو عدم اور نابودی کی مانند سمجھتے تھے اور اس کے بعد کی زندگی کو بعید شمار کرتے تھے۔
ء ذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا ء نَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا

۳۔ قیامت و معاد پر ایمان، دین و قرآن کی اہم ترین تعلیمات میں سے ہے۔ وَقَالُوا ء ذَا ... لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا
قرآن اور پیغمبر (ص) کی رسالت کے ذکر کے بعد دینی تعلیمات میں سے معاد کے مسئلہ کا ذکر کرنا اس کے خصوصی مقام کی حکایت کر رہا ہے۔

۵۔ مشرکین، جسمانی معاد کو بعید اور غیر ممکن شمار کرتے تھے۔ وَقَالُوا ء ذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا ء نَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا
یہ کہ مشرکین انسان کی ریزہ ریزہ ہوئی ہڈیوں کا دوبارہ بنا بعید اور ناممکن سمجھتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے وہ معاد جسمانی کو غیر ممکن سمجھتے تھے۔

۶۔ انسان کا معاد اور محشور ہونا اس کے لئے نئی خلقت ہے۔ وَقَالُوا ء ذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا ء نَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا
۷۔ مشرکین، معاد کی حقیقت کو درک نہ کرنے اور اسے بعید شمار کرنے کی بناء پر معاد پر ایمان نہیں لائے۔ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ... وَقَالُوا ء ذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا ء نَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا

۸۔ مشرکین معاد کے انکار کرنے میں کوئی دلیل قطعی اور استدلال نہیں رکھتے تھے۔ محض اسے بعید سمجھتے تھے۔
ء ذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا ء نَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا یہ کہ مشرکین نے معاد کے انکار میں صرف اس کے بعید ہونے پر اکتفا کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے جھٹلانے پر ان کے پاس کوئی دلیل نہ تھی۔

۹۔ مشرکین کا معاد کی حقانیت کو درک کرنے سے عاجز ہونا ان کی طرف سے پیغمبر (ص) پر جادو ہونے کی تہمت لگانے کا سبب بنا۔ *إن تتبعون إلا رجلاً مسحوراً ... وقالوا أءذا كنا عظاماً ... اءنا لمبعوثون*

احتمال ہے کہ انکا پیغمبر (ص) سے ایسی باتوں کا سننا کہ جسے وہ درک نہیں کر سکتے تھے موجب بنا کہ ان کی طرف سے آپ (ص) پر جادو ہونے کی تہمت لگائی گئی۔ پیغمبر (ص) کی باتوں میں سے ایک بات معاد جسمانی کے بارے میں بھی تھی۔
۱۰۔ جاء أبي بن خلف فاخذ عظماً باليأمن حائط ففتنه ثم قال يا محمد "إذا كنا عظاماً ورفاتاً اءنا لمبعوثون خلقاً جديداً ..."^(۱)

ابی بن خلف ایک بوسیدہ سی ہڈی ایک دیوار سے اٹھا کر رسول اللہ (ص) کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے ہاتھوں سے اسے ریزہ ریزہ کیا پھر کہا اے محمد (ص) إذا كنا عظاماً ورفاتاً اءنا لمبعوثون خلقاً جديداً

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) پر سحر شدہ ہونے کی تہمت ۹

انسان: انسان کی اغروی خلقت

ایمان: معاد کے بارے میں ایمان کی اہمیت ۳

دین: اصول دین ۳

روایت: ۱۰

قرآن: قرآن کی اہم ترین تعلیمات ۳

مشرکین: مشرکین کی تہمتوں کے اسباب ۹; مشرکین کا بے منطق ہونا ۸; مشرکین کا معاد کے بارے میں شک ۲, مشرکین کی گمراہی کی علامات ۲; مشرکین کا کفر ۵; مشرکین اور معاد ۳; مشرکین اور موت ۳; مشرکین کے درک نہ کرنے کے نتائج ۹; مشرکین کا نظریہ ۳

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۲۹۶، ح ۸۹۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۷۴، ح ۲۵۲۔

مشرکین مکہ: مشرکین مکہ کا کفر ۱

معاد: کے جواب کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

معاد کے جھٹلانے کے اسباب ۸: معاد کو بعید شمار کرنا ۳، ۵، ۸: معاد کے جھٹلانے والوں کا بے منطق ہونا ۸: معاد کو جھٹلانے والے ۱۰، ۱: معاد کی حقیقت ۶: معاد جسمانی کو چھٹلانے والے

آیت ۵۰

﴿قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا﴾

آپ کہہ دیجئے کہ تم پتھریا لوہا بن جاؤ (۵۰)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے معاد کے منکرین کے شبہات کا جواب دینے کا طریقہ پیغمبر (ص) کو سکھایا۔ قل کونوا حجارة أو حديد
۲۔ پیغمبر (ص) معاد کے منکرین کے اعتراض کے جواب دینے کے ذمہ دار۔ قالوا أء إذا كنّا عظماً... قل کونوا حجارة
أو حديد

۳۔ دینی تعلیمات کے منکروں کا جواب دینا ایک ضروری اور لازمی امر ہے۔ قالوا أء إذا كنّا عظماً و زماناً... قل کونوا
حجارة أو حديد اللہ تعالیٰ کا منکرین معاد کے شبہات کا پیغمبر (ص) کو جواب دینے کا حکم دین کے عقائد کے ارکان میں
سے ایک رکن ہے اور آپ (ص) کو ان کے جواب دینے کا طریقہ بھی بتا رہا ہے۔ اس سے ان شبہات
۳۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے چاہے وہ پتھر اور لوہا میں بھی بدل جائیں۔ قل کونوا حجارة أو
حديد

۵۔ انسان کا جسم مرنے کے بعد ممکن ہے پتھر، لوہا یا اس سے سخت کسی چیز میں تبدیل ہو جائے۔ قل کونوا حجارة أو
حديد

ممکن ہے کہ یہ "کونوا حجارة..." بعنوان تحدی نہ ہو بلکہ ایک فرض ہو تو اس صورت میں مندرجہ بالا مطلب واضح ہوتا ہے۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۲: آنحضرت (ص) کا معلم ہونا ۱

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کی تعلیمات ۱؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت ۳

بدن: موت کے بعد بدن ۵؛ بدن کا پتھر میں تبدیل ہونا ۵، ۳؛ دن کا لوہے میں تبدیل ہونا ۵، ۳

دین: دینی شبہات کے جواب کی اہمیت ۳

قل کونوا حجارة أو حديدًا۔ أو خلقاً مما یکبر فی صدورکم

مردے: مردوں کا آخرت میں زندہ ہونا ۳

معاد: معاد کی اہمیت ۲؛ معاد کے شبہات کے جواب کی اہمیت ۲؛ معاد کے شبہات کا جواب ۱، ۲؛ معاد جسمانی ۳

آیت ۵۱

﴿أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ فَسَيَقُولُونَ مَن يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُؤُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَى هُوَ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَرِيبًا﴾

یا تمہارے خیال میں جو اس سے بڑی مخلوق ہو سکتی ہو وہ بن جاؤ پس عنقریب یہ لوگ کہیں گے کہ ہمیں کون دوبارہ واپس لاسکتا ہے تو کہہ دیجئے کہ جس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے پھر یہ لوگ استہزاء میں سرہلائیں گے اور کہیں گے کہ یہ سب کب ہوگا تو کہہ دیجئے کہ شاید قریب ہی ہو جائے (۵۱)

۱۔ انسان کا سخت ترین جسموں اور زندگی سے دور مادہ میں موت کے بعد تبدیل ہونا بھی اس کے دوبارہ اٹھائے جانے اور زندہ ہونے کے مانع نہیں ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے لئے انسان کا دوبارہ خاک، پتھر، لوہا یا کسی اور سخت مادہ سے دوبارہ زندہ کرنا برابر ہے۔

قل کونوا حجارة أو حديدًا۔ أو خلقاً مما یکبر فی صدورکم

صرف "او" جو کہ حرف تخییر ہے اور معطوف اور معطوف علیہ کی متکلم کے نزدیک مساوی حیثیت بیان کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے پتھر ہونے یا لوہا ہونے سے اللہ تعالیٰ کو مزید قدرت بڑھانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

۳۔ انسان کے جسم کے بکھرنے کے بعد اس کی معاد کو بعید شمار کرنا پروردگار کی لامحدود قدرت سے غفلت کا نتیجہ ہے۔

قل كونوا حجارة أو حديداً أو خلقاً مما يكبر في صدوركم

جملہ "كونوا حجارة... أو خلقاً مما يكبر..." کہ جو اللہ تعالیٰ کی لامحدود قدرت پر اشارہ کر رہا ہے اس کا تذکرہ مشرکین کو اس غفلت سے نکالنے کے لئے ہے کہ جس کی بناء پر وہ ریزہ ریزہ ہوئی ہڈیوں کے دوبارہ زندہ ہونے پر متردد تھے۔

۳۔ انسان کی معاد، جسمانی ہے۔

قالوا إذا كنّا عظاماً أوفاتاً اء نّا لمبعوثون خلقاً جديداً۔ قل كونوا حجارة أو حديداً أو خلقاً مما يكبر في صدوركم

۵۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (ص) پر پہلے ہی سے واضح کر دیا کہ منکرین معاد اپنے شبہ "معاد کا بعید ہونے" کا جواب لینے کے بعد وجود میں لانے والے کے بارے میں سوال کریں گے۔ فسيقولون من يعيدنا

۶۔ مشرکین اس طاقت پر کہ جو انسان کے جسم کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے ایمان لانے میں بے یقینی اور تردید کا شکار تھے۔ قل كونوا حجارة... فسيقولون من يعيدنا

۷۔ پیغمبر (ص)، مشرکین کو قیامت کو وجود میں لانے والے کے بارے میں جواب دینے میں ذمہ دار۔

فسيقولون من يعيدنا قل الذی فطرکم اَوّل مرّة

۸۔ حقیقت ہے کہ وہ ذات جو انسان کو پہلی دفعہ وجود دینے پر قادر ہے وہ اسے دوبارہ بھی خلق کرنے پر قادر ہے۔

من يعيدنا قل الذی فطرکم اَوّل مرّة

۹۔ انسان کی پہلی زندگی اس کی دوبارہ زندگی پر بذات خود واضح ترین دلیل ہے۔ فسيقولون من يعيدنا قل الذی فطرکم اَوّل مرّة

۱۰۔ عدم سے وجود میں لانا بذات خود اللہ تعالیٰ کی دوبارہ وجود دینے کی قدرت پر واضح دلیل ہے۔

فسيقولون من يعيدنا قل الذی فطرکم اَوّل مرّة

"فطر" کے معنی پر توجہ دینے سے کہ عدم سے دائرہ وجود میں لانے والا اس سے مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

۱۱۔ معاد کی شناخت پیدا کرنے اور اس کے شبہات حل کرنے سے پہلے خالق کائنات کی شناخت پیدا کرنا ضروری ہے۔

فسيقولون من يعيدنا قل الذی فطرکم اَوّل مرّة

اللہ تعالیٰ نے انسان کو معاد کے حوالے سے شبہات حل کرنے میں اس کی اول خلقت کا مسئلہ بیان کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آغاز خلقت کی شناخت معاد کے شبہات حل کرنے کا موجب ہے۔

۱۲۔ انسانوں کے دوبارہ اٹھنے کا امکان اور اسے انجام دینے پر قادر طاقت یہ دو موضوع مسئلہ معاد کے اثبات کی اساس ہیں۔
قل کونوا حجارة... فسيقولون من یعیدنا قل الذی فطرکم اَوّل مرّة

پچھلی آیت میں ریزہ ریزہ ہوئی ہڈیوں کا انسان میں تبدیل ہونے کا امکان بیان ہوا تو اس امکان کو فرض کرنے کی صورت میں اس آیت میں اس قدرت کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے کہ جو اسے ممکن کر سکتی ہے۔

۱۳۔ انسان کے معاد کے حوالے سے سوالات کا قرآنی جواب استدلال پر قائم ہے۔

فسیقولون من یعیدنا قل الذی فطرکم اَوّل مرّة

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے معاد کے منکرین کے شبہات کے جواب میں "تعبد" و "عبودیت" پر اکتفاء کرنے کی بجائے ان کی توجہ آغاز خلقت کی طرف مبذول کروائی اور معاد کے تحقق کے ممکن ہونے پر دلیل قرار دیا۔ اس سے یہ نکتہ واضح ہوتا ہے۔

۱۴۔ منکرین معاد قیامت کے حوالے سے اپنے شبہات کا جواب لینے کے باوجود سر کو ہلا کر اسے اسی طرح بعید شمار کر رہے تھے۔ فسیغضون إلیک رو سہم

مشرکین کا اپنے شبہات کے جواب لینے کے باوجود ان کا سر ہلانا ممکن ہے معاد کو بعید شمار کرنے کے لئے ہو۔

۱۵۔ منکرین معاد اپنے معاد کے حوالے سے شبہات کا جواب لینے کے بعد حیرت سے معاد کے وقوع کا زمانہ پوچھتے ہیں۔

فسیغضون إلیک رو سہم ویقولون متی ہو

چونکہ سر ہلانا جس طرح کہ اس کی لغوی تشریح میں آیا ہے پر تعجب کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ (لسان العرب) اس سے مندرجہ بالا مطلب واضح ہوتا ہے۔

۱۶۔ مشرکین سمجھتے تھے کہ پیغمبر (ص) قیامت کے وقوع کے زمانے سے آگاہ ہونگے۔ ویقولون متی ہو عسی أن یکون

قریب

۱۷۔ منکرین معاد، قرآن مجید سے معاد کی حقانیت پر قطعی اور ناقابل انکار دلائل لینے کے بعد معاد کے حوالے سے بے ثمر اور

بے اثر مسائل کی طرف آگئے۔ ویقولون متی ہو

معاد کے منکرین ظاہری طور پر دلیل کی صورت میں سوالات کے ہوتے ہوئے ایسے سوال کرنے لگے کہ جن کا نہ کوئی فائدہ

تھا اور نہ معاد کی حقانیت ان پر موقف تھی کیونکہ قیامت بہر حال حقیقت ہے اور اس نے یقیناً واقع ہونا ہے تو اس کے

زمانے کا علم ہونا یا نہ ہونا اس حقیقت میں کوئی اثر نہیں رکھتا۔

۱۸۔ معاد کے منکرین نے معاد کے انکار میں اپنی ناکامی دیکھ کر اس کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔

فسیتغضون إلیک رو سهم ویقولون متی ہو یہ احتمال ہے کہ ان کا سر ہلانا (فسیتغضون إلیک رو سهم) مزاح کے ارادے سے ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ معاد کا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے تھے۔

۱۹۔ مشرکین کے قیامت کے زمانہ وقوع کے حوالے سے سوال کا پیغمبر (ص) اس حد تک جواب دینے کے ذمہ دار ہیں کہ امید ہے وہ جلد مستحق ہو جائے۔ متی ہو قل عسی أن یکون قریبا

۲۰۔ قیامت کے وقوع کا زمانہ نزدیک ہے ویقولون متی ہو قل عسی ان یکون قریبا

۲۱۔ دنیا کی عمر اگرچہ انسان کی نظر میں بہت طولانی معلوم ہوتی ہے لیکن وہ بہت کم اور محدود ہے۔

قل عسی أن یکون قریبا اللہ تعالیٰ کی کلام قیامت کے زمانہ وقوع کے قریب ہونے کے حوالے سے بہت صریح اور واضح ہے۔ یہاں کوئی کنایہ اور مجاز استعمال نہیں ہوا اور دوسری طرف یہ نکتہ بھی معلوم ہے کہ لوگوں کے لئے دنیا میں زمانہ کا گذر طولانی ہے۔ اس سے مندرجہ بالا دو نکتے واضح ہوئے ہیں۔

۲۲۔ انسان کا قیامت کے زمانہ وقوع کے بارے میں دقیق معلومات سے بے نیاز ہونا اور ان معلومات کا اس کی ہدایت و کمال میں اثر نہ رکھنا۔ قل عسی أن یکون قریبا

قرآن مجید معاد کے اثبات اور اس کے زمانہ وقوع کی تعیین نہ ہونے کے اصرار سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان صلاح و ہدایت کے راستہ پر چلنے اور قیامت پر ایمان رکھنے میں قیامت کے زمانہ وقوع کے علم کا محتاج نہیں ہے۔

۲۳۔ قیامت کے زمانہ وقوع کا معین نہ ہونا اور اسے قریب شمار کرنا انسان کی تربیت اور ہدایت میں کردار ادا کرتا ہے۔ قل عسی أن یکون قریبا ایک طرف قیامت کا زمانہ وقوع معین نہیں کیا گیا اور دوسری طرف اسے قریب الوقوع شمار کیا گیا۔ ممکن ہے اسی طرف انسانوں کی توجہ دلانا مقصود ہے تاکہ وہ ہمیشہ قیامت کے لئے تیار رہیں۔

۲۴۔ عن أبی جعفر (ع) قال : الخلق الذی یکبر فی صدور کم الموت^(۱)

امام باقر (ع) سے (مندرجہ بالا آیت کے بارے میں) روایت ہے کہ: وہ چیز جو تمہارے سینوں میں بھاری پڑتی ہے اس سے مراد موت ہے۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۷، ۲۰؛ آنحضرت (ص) کے علم کی حدود ۱۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی خالقیت ۱۰; اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک ۶; اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۵; اللہ تعالیٰ کی قدرت ۲; اللہ تعالیٰ کی معرفت کے نتائج ۱۱

انسان: انسان کی زندگی ۹; انسان کے خالق کا کردار ۸

بدن: بدن کا پتھر میں تبدیل ہونا ۱; بدن کا لوہے میں تبدیل ہونا ۱

تربیت: تربیت کے اسباب ۲۳

تخلیق: خالق کی شناخت کے نتائج ۱۱

دنیا: دنیا کا کم ہونا ۲۲

روایت: ۲۵

غفلت: اللہ تعالیٰ کی قدرت سے غفلت کے نتائج ۳

قرآن: قرآن کی پیشن گوئی ۵; قرآنی احتجاج کی خصوصیات ۱۳

قیامت: قیامت کے بارے میں علم ۱۴; زمانہ قیامت سے جھل کے اثرات ۲۳; زمانہ قیامت کے علم کے

اثرات ۲۲; قیامت کا نزدیک ہونا ۲۱; قیامت کا وقت ۱۷، ۲۰، ۲۱

مردے: مردوں کا آخرت میں زندہ ہونا ۲

موت: موت کی سختی ۲۵

مشرکین: مشرکین کی توقعات ۱۷; مشرکین کے شبہات کا جواب ۷; مشرکین کا شک ۶

معاد: معاد کا امکان ۱۲; معاد کو بعید شمار کرنے کے اسباب ۳; معاد کا بعید ہونا ۱۳; معاد کو جھٹلانے والوں کا بہانے کرنا

۱۸; معاد کی بنیاد ۵، ۷; معاد کے شبہات کے جواب کا پیش خیمہ ۱۱; معاد کی شناخت کا پیش خیمہ ۱۱; معاد کو جھٹلانے والوں

کے شبہات کا جواب ۱۵، ۱۸، ۱۷; معاد کے شبہات کا جواب ۱۳; معاد کے دلائل ۸، ۹، ۱۰، ۱۲; معاد کے جھٹلانے والوں

کا سوال ۵، ۱۵; معاد میں شک ۶، معاد پر قدرت ۱۲; معاد کو جھٹلانے والوں کی لجاجت ۱۳، ۱۶; معاد کو جھٹلانے والوں کا

مزاح ۱۹; معاد جسمانی ۲، ۳; معاد کا یقینی ہونا ۱

ہدایت: ہدایت کے اسباب ۲۳

آیت ۵۲

﴿يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا﴾

جس دن وہ تمہیں بلائے گا اور تم سب اس کی تعریف کرتے ہوئے لیک کہو گے اور خیال کرو گے کہ بہت تھوڑی دیر دنیا میں رہے ہو (۵۲)

۱۔ قیامت کا دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کو حاضر کرنے کا دن ہے۔ یوم یدعوکم
۲۔ اللہ تعالیٰ قیامت کو پکا کرنے کے وقت مشرکین کو نئی زندگی کی طرف بلائے گا اور وہ بغیر کسی جھجھک اور وقفہ کے اس پر لیک کہیں گے اور وہ اس کی حمد و ثناء کے ساتھ زندہ ہونگے۔ یوم یدعوکم فستجیبون بحمدہ
مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ نکتہ ہے کہ "کم" ضمیر کا مرجع منکرین معاد اور مشرکین ہوں جو کہ قیامت کے پیا ہونے کے بارے میں سوال کرتے تھے اور یوم یہاں "قریباً" کے لئے بدل ہو۔

۳۔ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے سوالوں کا انسانوں کا جلد اور بے چوں چرا جواب دینا ہوگا۔ یوم یدعوکم فستجیبون بحمدہ
۴۔ انسان کی روز قیامت دوبارہ تخلیق سہل اور آسان چیز ہے۔ قالوا إذا كنا ... قل كونوا حجارة ... فسيقولون من يعيدنا قل الذي فطرکم أول مرة ... متی هو قل عسی أن یکون قریباً۔ یوم یدعوکم فستجیبون بحمدہ
۵۔ انسان، میدان قیامت میں کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ حاضر ہونگے۔ یوم یدعوکم فستجیبون بحمدہ
"بحمدہ"، "تستجیبون" کی ضمیر کے لئے حال ہے۔ اس کا معنی یوں ہوگا کہ تم اللہ تعالیٰ کی دعوت پر لیک کہو گے اس حال میں اللہ کی حمد کر رہے ہو گے۔

۶۔ روز قیامت حقیقتوں کا ظہور، انسانوں کو اللہ کی حمد پر اکسائے گا اور انہیں گستاخی خدا سے روکے گا۔
یوم یدعوکم فستجیبون بحمدہ

جملہ "تستجیبون بحمدہ" سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لیک جبراً نہیں کہیں گے بلکہ ممکن ہے کہ حقائق کا مشاہدہ انسانوں کو اللہ کی حمد پر اکسائے۔

۷۔ کفر اور ناشکری صرف دنیا کی حد تک ہے۔ آخرت میں حتی کفار بھی اللہ تعالیٰ کی ثناء کریں گے۔ یوم یدعوکم فستجیبون بحمدہ یہ کہ یہاں "یدعوکم" کے مخاطب قیامت کے منکر ہوں تو معلوم ہوگا کہ وہ صرف دنیا کی حد تک کفر اور کفران نعمت کر سکتے تھے۔ لیکن آخرت میں حمد و ثناء کریں گے۔

۸۔ قیامت کے میدان میں قدم رکھنے کے بعد برزخ کا زمانہ انسانوں کو کم محسوس ہوگا۔ یوم یدعوکم ... و تظنون ان لبثتم
 اِلَّا قليلا یہ مطلب اس بناء پر ہے کہ یہاں "ان لبثتم" سے مراد برزخ میں ٹھہرنا ہے جیسا کہ مفسرین نے بھی کہا ہے۔
 ۹۔ انسان، قیامت میں حاضر ہو کر درک کریں گے کہ دنیاوی زندگی کس قدر کم تھی۔ یوم یدعوکم فستجیبون ... تظنون ان
 لبثتم اِلَّا قليلا اگر "ان لبثتم" سے مراد دنیاوی زندگی ہو تو معلوم ہوگا زمانہ قیامت بہت طولانی ہے۔ اس سے مندرجہ بالا
 مطلب واضح ہوگا۔

۱۰۔ دنیا اپنی طولانی ہونے کے تصور کے ساتھ بھی بہت جلد گزر جاتی ہے۔
 يقولون متى هو قل عسى ان يكون قريبا ... تظنون ان لبثتم اِلَّا قليلا

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے اخروی سوال ۳

اللہ تعالیٰ کو لبیک کہنے والے ۲

انسان: انسانوں کا اخروی جواب ۳؛ انسانوں کا روز قیامت حاضر کیا جانا ۱؛ انسانوں کا روز قیامت حاضر ہونا ۵

حمد: اللہ تعالیٰ کی اخروی حمد ۵؛ اللہ تعالیٰ کی اخروی حمد کے اسباب ۶؛ اللہ تعالیٰ کی حمد ۲

دنیا: دنیا کا کم ہونا ۹، ۱۰

عالم برزخ: عالم برزخ کی مدت ۸

قیامت: قیامت کے پہا ہونے کے آثار ۸؛ قیامت میں حاضر ہونے کے آثار ۹؛ قیامت میں حقائق کے ظاہر ہونے کے آثار

۶؛ قیامت کی خصوصیات ۱، ۷

کفار: کفار کی اخروی حمد ۷

کفر:

کفر کی جگہ ۷

گستاخی: گستاخی کے موانع ۶

مردے: مردوں کا آخرت میں زندہ ہوں

مشرکین: مشرکین کی اخروی اتباع ۲؛ مشرکین کی اخروی زندگی ۲؛ مشرکین قیامت میں ۲

معاد: معاد کی آسانی ۳

آیت ۵۳

﴿وَقُلْ لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا﴾

اور میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ صرف اچھی باتیں کیا کریں ورنہ شیطان یقیناً ان کے درمیان فساد پیدا کرنا چاہے گا کہ شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے (۵۳)

۱۔ پیغمبر اسلام (ص) بندوں کو یہ پیغام پہنچانے میں ذمہ دار ہے کہ وہ لوگ گفتگو کے لیے بہترین بات کا انتخاب کریں۔
وقل لعبادی يقولوا التي هي احسن

۲۔ مؤمنین پر ذمہ داری ہے کہ وہ کفار اور مشرکین سے کلام اور رویہ میں بہترین روش اختیار کریں۔
وقل لعبادی يقولوا التي هي احسن

مندرجہ بالا مطلب اس شان نزول کی بنیاد پر ہے جس میں آیا ہے کہ کفار کی طرف سے اذیت اور اہانت پر مؤمنین نے سخت رویہ رکھنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ (مجمع البیان ج ۶، ص ۵) اور اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم (ص) کی طرف پیغام بھیجا کہ ان پر اعلان کریں کہ وہ بہترین کلام کو منتخب کریں۔

۳۔ انسان کی اللہ کے لئے عبودیت کا لازمہ یہ ہے کہ وہ اس کے دوسرے بندوں سے حسن سلوک رکھے۔
قل لعبادی يقولوا التي هي احسن عبادی کی توصیف ممکن ہے مندرجہ بالا مطلب پر اشارہ کر رہی ہو۔

۳۔ اللہ تعالیٰ دوسروں کے نامناسب کلام اور رویہ کے مد مقابل انسان کے شائستہ کلام اور حسن سلوک کو پسند کرتا ہے۔
قل لعبادی يقولوا التي هي احسن

پچھلی آیات میں پیغمبر اسلام (ص) کو مسحور کہنے کے حوالے سے کفار کی ناروا بات کا تذکرہ ہوا ہے اور اس آیت میں خدا

فرما رہا ہے کہ تم بہترین بات کرو تو ان تمام آیات سے مندرجہ بالا مطلب واضح ہو رہا ہے۔

۵۔ مؤمنین، مشرکین کے پیغمبر (ص) کے ساتھ ناروا اور غیر منطقی رویہ پر بہت ناراض تھے۔
وقل لعبادی يقولو التی ہی ا حسن

آیت کی شان نزول میں آیا ہے کہ مؤمنین نے جب مشاہدہ کیا کہ پیغمبر (ص) کو کفار کی طرف سے اذیت و آزار کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے تو انہوں نے رد عمل کے طور پر آپ (ص) سے جہاد کی اجازت چاہی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (مجمع البیان)
۶۔ شیطان ہمیشہ سے انسانوں میں فتنہ و فساد ڈالنے کے عزائم سے رخنہ ڈالنے میں مصروف ہے۔

إن الشیطان ینزع بینہم

(نزع) کا لغوی معنی یہ ہے کہ کسی کام میں فتنہ ڈالنے کے لئے داخل ہونا اسی طرح فریب اور دھوکا کے معنی میں بھی ہے
۔ (مفردات راغب و لسان العرب)

۷۔ شیطان انسانوں کے درمیان اختلاف، غلط باتیں اور سخت رویہ پیدا کرنے میں ہمیشہ مصروف ہے۔
يقولو التی ہی ا حسن إن الشیطان ینزع بینہم

۸۔ انسان کیا مؤمنین تک بھی شیطانی فتنوں اور اختلافات سے محفوظ نہیں ہیں۔ إن الشیطان ینزع بینہم
۹۔ لوگوں کی ناشائستہ باتیں اور لڑائیاں شیطانی کاموں، فریب اور فتنوں کے لئے مناسب موقع ہے۔
يقولو التی ہی ا حسن إن الشیطان ینزع بینہم

۱۰۔ پیغمبر اسلام (ص)، شیطانی تسلط اور اس کے فتنہ و فساد سے محفوظ ہے۔ ان الشیطان ینزع بینہم
اگرچہ آیت میں مخاطب پیغمبر (ص) ہیں اور وہ الہی پیغام کو پہنچانے میں ذمہ دار ہیں لیکن شیطان کے اختلاف اور دشمنی ڈالنے میں وہ مخاطب نہیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر اسلام (ص) شیطان کے نفوذ سے محفوظ ہیں۔
۱۱۔ کلام میں راہ حق سے بھٹکنا، شیطانی وسوسوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے۔

قل لعبادی يقولو التی ہی ا حسن ان الشیطان ینزع بینہم پسندیدہ اور اچھی بات کرنے کی سفارش پھر اس کی علت
"ان الشیطان ینزع..." ممکن ہے مندرجہ بالا نکتہ کی طرف اشارہ کر رہی ہو۔

۱۲۔ اچھے کلمات کا استعمال اور شائستہ کردار، شیطان کے نفوذ سے مانع اور اختلاف و دشمنی کے اسباب کو ختم کرتا ہے۔
قل لعبادی يقولو التی ہی ا حسن إن الشیطان ینزع بینہم ان بناء پر کہ اللہ تعالیٰ کا اچھے کلمات کے بارے

میں حکم دینا شیطان کے نفوذ کو روکنے کے لئے ہو تو مندرجہ بالا نکتہ واضح ہوتا ہے۔

۱۳۔ شیطان بغیر کسی تردید کے انسان کے ساتھ کھلم کھلا دیرینہ دشمنی رکھتا ہے۔ *إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا*
۱۴۔ انسانوں کے ساتھ شیطان کی دشمنی انسانوں میں فتنہ و فساد برپا کرنے کے لئے اس کے نفوذ اور کوشش کے باعث ہے۔ *إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا*

جملہ "ان الشیطان کان للانسان" پچھلے جملہ "ان الشیطان ینزع..." کے لئے علت کی مانند ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان صرف فتنہ برپا کرنے اور دشمنی کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے۔

۱۵۔ انسان کا شیطان کی ازلی دشمنی و عداوت کی طرف توجہ اسے غلط کلام، اختلاف اور دشمنی سے باز رکھتی ہے۔
وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا لِي هِيَ أَحْسَنُ أَنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا
جملہ "ان الشیطان کان للانسان عدوًّا..." کا اس جملہ "ان الشیطان ینزع بینہم" کے لئے علت ہونا انسانوں کے لیے ایک تنبیہ ہے۔

۱۶۔ انسانوں کے درمیان شیطان کا فساد ڈالنا ان مواقع کی بناء پر ہے کہ جو خود انسان پیدا کرتے ہیں۔
يَقُولُوا لِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا
مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ جملہ "إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ" علت ہو اس جملہ کی کہ جس میں اچھے کلمات کی نصیحت کی گئی ہے۔ یعنی چونکہ شیطان تمہاری غلط باتوں کی بناء پر فساد برپا کرتا ہے لہذا اچھے کلمات کو اختیار کریں۔ اسی لئے شیطان کے نفوذ کے مواقع خود انسانوں کے ہاتھوں میں ہیں۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی رسالت ۱؛ آنحضرت (ص) کی عصمت ۱۰

اختلاف: اختلاف کے اسباب ۷، ۸، ۱۳؛ اختلاف کے موانع ۱۲

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۵ // اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے تقاضے ۳

انسان: انسانوں کے دشمن ۶، ۱۳

بات: اچھی بات کے آثار ۱۲؛ غلط بات کے آثار ۹، ۱۱؛ بات کے آداب ۱، ۲، ۳؛ اچھی بات کی اہمیت ۳؛ بہترین بات ۱، ۲؛ غلط بات کے موانع ۱۵

شیطان: شیطان کی دشمنی کے آثار ۱۳; شیطان کا اختلاف ڈالنا ۸، ۷; شیطان کے رخنہ ڈالنے کے اسباب ۱۳; شیطان کی دشمنی ۶، ۱۳; شیطان کے رخنہ ڈالنے کا موقع ۹; شیطان کے وسوسوں کا موقع ۱۱; شیطان کے رخنہ ڈالنے سے موانع ۱۲; شیطان کا نفوذ ۶; شیطان کے اغوا کرنے کے عوامل ۱۳; شیطان کا مفسد کرنا ۶، ۱۰

عبودیت: عبودیت کے آثار ۳

عمل: اچھے عمل کے آثار ۱۲

کفار: کفار سے رویہ کی روش ۲

لڑائی: لڑائی کے آثار ۹

مشرکین: مشرکین سے رویہ کی روش ۲; مشرکین کے رویہ کی روش ۵; مشرکین اور محمد (ص) ۵
معاشرت: معاشرت کے آداب ۳، ۳; اچھی معاشرت کی اہمیت ۳، ۱۲; اچھی معاشرت کا موقع ۳

آیت ۵۳

﴿رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ إِنَّ يَشَأْ يَرْحَمْكُمْ أَوْ إِنْ يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا﴾

تمہارا پروردگار تمہارے حالات سے بہتر واقف ہے وہ چاہے گا تو تم پر رحم کرے گا اور چاہے گا تو عذاب کرے گا اور پیغمبر ہم نے آپ کو ان کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا ہے (۵۳)

۱۔ پروردگار انسانوں کے حالات سے خود ان کی نسبت زیادہ آگاہ اور علم رکھتا ہے۔ ربکم أعلم بکم
۲۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ وہ انسانوں کے حالات پر مکمل طور پر آگاہی اور علم رکھے۔
ربکم أعلم بکم

۳۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین اور شائستہ گفتگو کے انتخاب کی سفارش اللہ تعالیٰ کا انسان کے بارے میں ہر حوالے سے علم کی بناء پر ہے۔ قل لعبادی يقولوا التی هی ا حسن ... ربکم أعلم بکم
بہترین گفتگو کے انتخاب کی نصیحت کے بعد اللہ تعالیٰ کے انسان کی تمام جہات پر علم کا تذکرہ علت کی مانند ہے۔ یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ انسانوں کے حالات سے آگاہ ہے لہذا یہ نصیحت کرتا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے انسان کے تمام جوانب پر نگرانی اور علم پر توجہ کرنا انسان کو غلط باتوں سے اجتناب پر برانگیختہ کرتا ہے۔
قل لعبادی يقولوا التی هی احسن ... ربکم أعلم بکم

بہترین گفتگو کے انتخاب کی نصیحت کے بعد اللہ تعالیٰ کے انسان کی تمام جہات پر علم کا تذکرہ ممکن ہے اس بناء پر ہو کہ انسان اس چیز پر توجہ کرتے ہوئے نامناسب باتوں سے پرہیز کرے۔

۵۔ بندوں پر رحمت یا عذاب کے نازل ہونے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی مشیت اس کے بندوں کے احوال پر وسیع علم و آگاہی کی بناء پر ہے۔ ربکم أعلم بکم ان یشاء یرحمکم او ان یشاء یعذبکم

۶۔ بندوں پر رحمت یا عذاب، مشیت الہی کی بنیاد پر ہے۔ ان یشاء یرحمکم او ان یشاء یعذبکم

۷۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ وہ انسانوں کو جزا یا سزا دے۔ ربکم ... ان یشاء یرحمکم او ان یشاء یعذبکم

۸۔ مؤمنین اپنے ایمان کے دھوکے میں نہ رہیں اور اپنی سعادت ابدی پر مطمئن نہ رہیں۔
ربکم أعلم بکم ان یشاء یرحمکم او ان یشاء یعذبکم

یہ کہ "ربکم" کا خطاب مؤمنین ہوں تو آیت تعریضی ہے۔ یعنی وہ یہ تصور نہ کریں کہ فقط ایمان رکھنے سے ان کی سعادت قطعی ہے محض اسی تصور پر دھوکہ میں رہیں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان کہ وہ تمہاری حالت سے بہت زیادہ آگاہ ہے اس سے مندرجہ بالا مطلب کی تائید ہوتی ہے۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشرکین کو رغبت دلانی گئی ہے کہ وہ پیغمبر اکرم (ص) اور قرآن کے مد مقابل دشمنی چھوڑ کر بہترین کلام کا انتخاب کریں۔ قل لعبادی يقولوا التی هی احسن ... ان یشاء یرحمکم او ان یشاء یعذبکم

مندرجہ بالا نکتہ کی بنیاد یہ ہے کہ "عبادی" سے مراد پچھلی آیت میں اور اس آیت میں مشرکین ہوں اور اللہ تعالیٰ نے ان سے چاہا ہے کہ وہ پیغمبر (ص) اور مؤمنین کے ساتھ ملاقات میں اچھے کلمات کا انتخاب کریں اور دشمنی چھوڑیں۔

۱۰۔ لوگوں کو ایمان کے لئے مجبور کرنا، پیغمبر (ص) کی ذمہ داری اور کام نہیں ہے۔

وما رسلناک علیہم وکیل "التوکیل" سے لغت میں مراد کسی شخص پر اعتماد کرنا اور اسے نائب قرار دینا ہے۔ (مفردات

راغب) لهذا "و ما ارسلك عليهم وكيلاً" یعنی اے پیغمبر (ص) آپ (ص) کو لوگوں کی کفالت کے لئے نہیں بھیجا آپ (ص) صرف تبلیغ والا کام کریں اور انہیں ایمان کے لئے مجبور نہ کریں۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) سے سامنا کرنے کا طریقہ ۹; آنحضرت (ص) کی ذمہ داری کی حدود ہونا ۱۰

ابھارنا: ابھارنے کے اسباب ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۲، ۴; اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے آثار ۳، ۵; اللہ تعالیٰ کی مشیت کے آثار ۶; اللہ

تعالیٰ کے علم غیب کا پیش خیمہ ۲; اللہ تعالیٰ کی مشیت کا پیش خیمہ ۵; اللہ تعالیٰ کی جزائیں ۴; اللہ تعالیٰ کا حوصلہ افزائی کرنا

۹; اللہ تعالیٰ کی سزائیں ۴; اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۱

ایمان: ایمان میں جبر کی نفی ۱۰

بات: بہترین بات: ناپسندیدہ بات سے اجتناب کا پیش خیمہ ۳; اچھی باتوں کی طرف حوصلہ افزائی ۹; اچھی بات کی

نصحت ۳

تکبر: تکبر سے اجتناب ۸

جزائی: جزاء کا پیش خیمہ ۴

ذکر: اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے ذکر کے اثرات ۳; اللہ تعالیٰ کی نگرانیوں کے ذکر کے اثرات ۳

رحمت: رحمت کی بنیاد ۶; رحمت کا پیش خیمہ ۵

سزا: سزا کا پیش خیمہ ۴

سعادت: سعادت پر مطمئن ہونے پر سرزنش ۴

عذاب: عذاب کی بنیاد ۶; عذاب کا پیش خیمہ ۵

قرآن مجید: قرآن کے مد مقابل رویہ ۹

مشرکین: مشرکین کی حوصلہ افزائی ۹

مؤمنین: مؤمنین کی ذمہ داری ۸

آیت ۵۵

﴿وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا﴾

اور آپ کا پروردگار زمین و آسمان کی ہر شے سے باخبر ہے اور ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی ہے اور داؤد کو زبور عطا کی ہے (۵۵)

۱۔ پروردگار عالم آسمانوں اور زمین میں تمام موجودات کے احوال سے ان کی نسبت زیادہ آگاہ ہے۔
وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

۲۔ پیغمبر اکرم (ص) اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہ اور تربیت میں قرار پائے۔ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
اس پر توجہ کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ تمام موجودات کا رب ہے اور خود بھی پچھلی آیت میں اپنا تمام انسانوں کے رب کی حیثیت سے تعارف کروایا لیکن اس آیت میں "رب" کو مفرد مخاطب کی ضمیر کی طرف مضاف کیا کہ اس سے مقصود پیغمبر (ص) ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت (ص) اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ اور تربیت میں ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کے تمام موجودات سے آگاہ ہو۔
رَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

۴۔ کائنات میں متعدد آسمان ہیں۔ السموات

۵۔ آسمانوں میں زمین کی مانند باشعور موجودات زندگی گزار رہے ہیں۔ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
"من" کا استعمال اکثر و بیشتر ذی شعور موجودات پر ہوتا ہے۔ لہذا ممکن ہے اس آیت میں مندرجہ بالا نکتہ ہو۔
۶۔ انبیاء کے معنوی درجات مختلف ہیں اور ان میں سے بعض کو بعض پر برتری حاصل ہے۔
وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ

۷۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض انبیاء کو زیادہ فضیلت انکی لیاقت و صلاحیت کے علم کی بناء پر عطا کی ہے۔ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
بمَن... وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ

۸۔ پیغمبر (ص) اللہ تعالیٰ کے افضل اور برگزیدہ پیغمبروں میں سے ہیں۔ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ
"لقد فضلنا بعض... کا مشرکین کے پیغمبر (ص) کے ساتھ رویے کے بعد ذکر، ممکن ہے ان کے کسی پوشیدہ سوال یا اشکال کا جواب ہو کہ انہوں نے یہ سوال یا اشکال پیغمبر (ص) کی شخصیت کے بارے میں کیا ہو۔

۹۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داود (ع) کو آسمانی کتاب زبور عطا کی۔ واتینا داود زبور

۱۰۔ حضرت داود (ع) اللہ تعالیٰ کے افضل اور برگزیدہ پیغمبروں میں سے ہیں۔ ولقد فضّلنا بعض النبیین علی بعض واتینا داود زبور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کی بعض انبیاء پر فضیلت کے ذکر کے بعد حضرت داود (ع) کا ذکر کیا، ممکن ہے یہ عام کے بعد خاص کے ذکر کے باب سے ہو اور مندرجہ بالا نکتہ کو واضح کر رہا ہو۔

۱۱۔ عن رسول اللہ (ص) قال: إني كنت أول من إقرّ برّی جلّ جلاله وأول من اجاب حيث أخذ الله ميثاق النبیین

... (۱)

پیغمبر اسلام (ص) سے روایت ہوئی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں سب سے پہلا شخص ہوں کہ جس نے اپنے پروردگار کا اقرار کیا اور اس وقت میں نے سب سے پہلے جواب دیا تھا جب اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں سے عہد و پیمان لے رہا تھا۔

۱۲۔ النبی (ص) قال: ... اّمّا العشرون: ۱ نزل الزبور علی داود فی عشرين يوماً خلون من شهر رمضان وذلك قوله فی القرآن: "واتینا داود زبوراً" (۲)

پیغمبر (ص) فرماتے ہیں: جہاں تک بیس (۲۰) کی بات ہے یہاں مراد ماہ رمضان کی بیسیوں تاریخ مراد ہے کہ اس روز حضرت داود (ع) پر زبور نازل ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کلام ہے کہ وہ قرآن مجید میں فرما رہا ہے: "واتینا داود زبوراً ..."

آسمان: آسمان کی باشعور موجودات ۵؛ آسمانوں کا زیادہ ہونا ۳

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کا ایمان ۱۱؛ آنحضرت (ص) کا برگزیدہ ہونا ۸؛ آنحضرت (ص) کے فضائل ۱۱؛ آنحضرت کا مربی ہونا ۲

آنحضرت کے مقامات: ۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۳؛ اللہ تعالیٰ کے

(۱) علل الشرایع ص ۱۲۴ ح ۱ ب ۱۰۴۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۷۵، ح ۲۵۵۔

(۲) اختصاف مفید، ۴۷، بحار الانوار ج ۹، ص ۳۵، ح ۲۰۔

علم کے آثار ۷؛ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کا پیش خیمہ ۳؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۲؛ اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۱
اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ: ۸، ۱۰

انبیاء: انبیاء میں فرق کی بنیاد ۷؛ انبیاء میں فضیلت کا پیش خیمہ ۷؛ انبیاء میں فرق ۶؛ انبیاء کے مراتب ۶، ۷؛ انبیاء کے مقامات
۱۰، ۶

داود (ع): داود (ع) کا برگزیدہ ہونا ۱۰؛ داود (ع) کی کتاب ۱۲؛ داود (ع) کے مقامات ۱۰
روایت: ۱۱، ۱۲

زبور: کتب آسمانی میں سے زبور ۹؛ زبور کا وقت نزول ۱۲

لیاقت: لیاقت کا کردار ۷

مؤمنین: سب سے پہلا مؤمن ۱۱

آیت ۵۶

﴿قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا﴾

اور ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ خدا کے علاوہ جن کا بھی خیال ہے سب کو بلا لیں کوئی نہ ان کی تکلیف کو دور کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ ان کے حالات کے بدلنے کا (۵۶)

۱۔ پیغمبر (ص) پر ذمہ داری کہ وہ مشرکین کے بنائے ہوئے خدائوں کے خیال ہونے اور انکا مشرکین کی ہر قسم کی مصیبتوں اور تکلیفوں کو دور کرنے پر عاجز ہونے کا اعلان کریں۔ قل ادعوا الذين زعمتم من دونه فلا يملكون كشف الضر عنكم

۲۔ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر معبود محض ایک تصوراتی طاقت ہے اور وہ لوگوں کی مشکلات اور پریشانیاں دور کرنے پر عاجز ہے۔ قل ادعوا الذين زعمتم من دونه فلا يملكون كشف الضر عنكم ولا تحويلا

"الضر" سے مراد باطنی یا جسمانی بد حالی ہے۔ (مفردات راغب)

۳۔ مشرکین کے بے شمار خدائوں میں کچھ زندہ باشعور اشیاء بھی تھیں۔ قل ادعوا الذين زعمتم من دونه

"الذين" عربی ادب میں ذوی العقول یعنی صاحبان عقل کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس اسم کا مشرکین کے معبودوں کے لئے استعمال مندرجہ بالا نکتہ کی حکایت کر رہا ہے۔

۳۔ مشرکین، اپنے تمام قابل حمد و عبادت خدائوں کو باشعور اور زندہ سمجھتے تھے۔ قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ مندرجہ بالا مطلب کی بناء پر یہ احتمال ہے کہ "الذین" کیوں کہ ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے لہذا مشرکین کے گمان کے مطابق ہے کہ وہ اپنے خدائوں کو باشعور سمجھتے تھے۔

۵۔ مستقل اور مطلق قدرت سے عاری چیز پر ستش کے لائق نہیں ہے۔ الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا

۶۔ مشرکین کا اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے خدائوں اور معبودوں پر اعتقاد، علم و یقین کی بناء پر نہ تھا بلکہ گمان و احتمال کی بناء پر تھا۔ قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ "زعم" وہ بات اور کلام ہے کہ جس کے صحیح اور درست ہونے میں تردید ہو۔ (لسان العرب)

۷۔ مشرکین اپنے خدائوں سے امید رکھتے تھے کہ وہ ان کی مشکلات اور مصیبتوں کو حل کر کے مسرت میں تبدیل کر دے۔ قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا

۸۔ احتیاج، انسان کے اللہ تعالیٰ کی طرف میلان کے اسباب میں سے ہے۔ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا مندرجہ بالا مطلب کی بناء پر یہ نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرکین کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے یاد دلا رہا ہے کہ میرے سوا کوئی بھی تمہاری ضرورت پوری نہیں کر سکتا۔

۹۔ مشرکین کے خدا اور معبود مصیبت کو دور کرنے یا اس کو ایک فرد سے دوسرے فرد میں منتقل کرنے یا اس مصیبت کی حالت بدلنے سے عاجز ہیں۔ قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا

"تحویلاً" سے مراد ممکن ہے کسی سے مصیبت کو دور کرنا اور اسے کسی دوسرے پر ڈالنا یا اس کی بری حالت کو بدل کر اچھی حالت میں بدلنا ہے۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی رسالت ۱

احتیاج: احتیاج کے آثار ۸

انگریزہ:

انگیزہ کے اسباب ۸

ایمان: اللہ تعالیٰ پر ایمان کے اسباب ۸

باطل معبود: باطل معبودوں سے امید ۷؛ باطل معبود اور نقصان کو بدلنا ۹؛ باطل معبود اور ضرور کو دور کرنا ۹؛ باطل معبودوں

کا عاجز ہونا ۱، ۲، ۹؛ باطل معبودوں کا فضول ہونا ۱، ۲

شرک: شرک کا بے منطق ہونا ۶؛ شرک کا فضول ہونا ۶

مشرکین: مشرکین کی امیدیں ۷؛ مشرکین کے باشعور معبود ۳، ۴؛ مشرکین کی مشکلات کا حل ہونا ۷؛ مشرکین کا عقیدہ ۳؛ مشرکین

کے معبود ۹

مشکلات: مشکلات کے حل کی درخواست ۷

معبود: معبود کی قدرت ۵

معبودیت:

معبودیت کا معیار ۵

آیت ۵۷

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا﴾

یہ جن کو خدا سمجھ کر پکارتے ہیں وہ خود ہی اپنے پروردگار کے لئے وسیلہ تلاش کر رہے ہیں کہ کون زیادہ قربت رکھنے والا ہے اور سب اسی کی رحمت کے امیدوار اور اسی کے عذاب سے خوفزدہ ہیں یقیناً آپ کے پروردگار کا عذاب ڈرنے کے لائق ہے (۵۷)

۱۔ مشرکین کے معبود بذات خود اللہ تعالیٰ کے زیادہ مقرب بننے کے لئے وسیلہ اور راستہ کی تلاش میں ہیں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ "اولئک" کا مشار الیہ پچھلی آیت میں "الذین زعمتم" ہے کہ اس سے مقصود مشرکین کے معبود ہیں۔

۲۔ وہ جو خود اللہ تعالیٰ کے شفاء خواہ ہیں اور اس کے تقریب کے لئے وسیلہ اور راہ کی تلاش میں ہیں قابل پرستش نہیں ہیں

— أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ

پچھلی آیت میں مشرکین کے معبودوں کی ناتوانی کا ذکر کرنے کے بعد فرما رہا ہے کہ وہ خود اس کے قرب کے لئے وسیلہ کی تلاش میں ہیں۔ یہ تلویحی بیان یہ نکتہ دے رہا ہے کہ ایسے معبود لائق عبارت نہیں ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے وسیلہ اور واسطہ کا انتخاب ایک جائز شی ہے۔

ادعو الذین زعمتم من دونہ ... أولئک الذین یدعون یتغون إلی ربهم الوسيلة

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے معبود انتخاب کرنے میں ان کے گمان کو رد کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ "أولئک الذین یدعون یتغون ... "(وہ معبود جنہیں مشرکین پکارتے ہیں وہ خود اللہ کے تقرب کے لئے وسیلہ ڈھونڈ رہے ہیں) گویا ان کے توسل کو صحیح قرار دیا گیا ہے معلوم ہوتا ہے توسل شرعاً جائز ہے۔

۴۔ توحید کی طرف دعوت دینے والے اپنے معبود ہونے پر کوئی انگیزہ نہیں رکھتے تھے بلکہ وہ بذات خود اللہ کے زیادہ تقرب کے لئے وسیلہ اور راستہ کی تلاش میں تھے۔ أولئک الذین یدعون یتغون إلی ربهم الوسيلة ایہم اقرب

مندرجہ بالا مطلب آیت میں اس احتمال کی بناء پر ہے کہ "أولئک" کا مشاّر الیہ "الذین یدعون" ہو تو اس بناء پر آیت مشرکین کے اس عقیدہ کی نفی کر رہی ہے کہ جو حضرت عیسیٰ (ع) یا ملائکہ کو اپنے معبود کے طور پر منتخب کر چکے تھے۔ حالانکہ وہ تو خود اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے تھے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اس کے تقرب کے لائق ہے۔ یتغون إلی ربهم الوسيلة

۶۔ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کی طرف دعوت دینے والے ان میں سے ہر ایک زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے کوشش و تلاش میں ہیں۔ أولئک الذین یدعون یتغون إلی ربهم الوسيلة ایہم اقرب مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ نکتہ ہے کہ "أولئک" سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے ہوں کہ مشرکین ان کی پرستش کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ مشرکین کو فرما رہا ہے "کیسے انکی پرستش کرتے ہو حالانکہ وہ خود اللہ کے تقرب کے لئے واسطہ قرار دیتے ہیں تاکہ ہر کسی کا قرب الہی معلوم ہو سکے"

۷۔ بلند درجہ کمال کے لئے کوشش کرنا اور اللہ تعالیٰ کی قربت چاہنے میں دوسروں سے سبقت کرنا ایک عظیم اور قابل تعریف کوشش اور زحمت ہے۔ أولئک الذین یدعون یتغون إلی ربهم الوسيلة ایہم اقرب

۸۔ جہان میں ایسے واسطے موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محضر میں ان کی شفاعت مورد قبول ہے اور اللہ تعالیٰ کے تقرب کے

لئے ان سے توسل جائز ہے۔ اُولَئِكَ ... يَتَغَوْنَ إِلَىٰ رَحْمِ الْوَسِيلَةِ

اس بناء پر کہ اُولَئِكَ سے مراد ملائکہ، انبیاء اور صالحین ہوں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے عمل کو رد نہیں کیا۔ مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

۹۔ مشرکین کے معبود بذات خود اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور اس کی رحمت کے امیدوار ہیں۔
یرجون رحمته ویخافون عذابه

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کی طرف دعوت دینے والے پروردگار کے تقرب کے لئے اس کا قریبی اور مقرب ترین وسیلہ کو ڈھونڈنے کی کوشش میں ہیں۔ يَتَغَوْنَ إِلَىٰ رَحْمِ الْوَسِيلَةِ اَتَيْهِمْ اقرب

"اَتَيْهِمْ اقرب" ابتدا اور خبر ہیں اور "ہم" ضمیر کا مرجع اسم جنس وسیلہ کی طرف لوٹتا ہے یعنی ان میں سے کون سب سے زیادہ مقرب خدا ہے کہ اس سے توسل کیا جائے۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب و عقاب سے ڈرنے کے ساتھ ساتھ اس کی رحمت پر امید کا لازمی ہونا۔
اُولَئِكَ یرجون رحمته ویخافون عذابه

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب و عقاب پر اس کی رحمت کا سبقت کرنا۔ یرجون رحمته ویخافون عذابه

جملہ "یرجون رحمته" کا جملہ "یخافون عذابه" پر مقدم ہونا مندرجہ بالا مطلب کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کی طرف دعوت دینے والے اس کے تقرب کے لئے راستہ اور وسیلہ کی تلاش کے ساتھ ساتھ اس کی رحمت سے پر امید اور اس کے عذاب سے ڈرنے والے تھے۔

يَتَغَوْنَ إِلَىٰ رَحْمِ اَتَيْهِمْ اقرب ویرجون رحمته ویخافون عذابه

۱۴۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر امید اور اس کے عذاب سے خوف اس کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔

إِلَىٰ رَحْمِ الْوَسِيلَةِ ... ویرجون رحمته ویخافون عذابه

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر امید اور اس کے عذاب کا خوف اللہ تعالیٰ کے مقرب لوگوں کو ابھارتا ہے کہ وہ زیادہ قربت پانے کے لئے وسیلہ اور راستہ تلاش کریں۔ يَتَغَوْنَ إِلَىٰ رَحْمِ الْوَسِيلَةِ ... ویرجون رحمته ویخافون عذابه

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ "اُولَئِكَ" مبدا اور "الذین یدعون" خبر اور "یرجون رحمته ویخافون عذابه" "الذین" کے لئے حال ہے۔ یعنی وہ کہ جو اللہ کی رحمت سے امید اور اس کے عذاب پر خوف کی

حالت میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور اس کے تقرب کے لئے وسیلہ کی تلاش میں یہی امید و خوف وسیلہ کی تلاش میں انگیزہ پیدا کرتا ہے۔

۱۶۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت اور دہشت ناک ہے کہ اس سے پرہیز اور اجتناب ضروری ہے۔
إن عذاب ربك كان محذورا

۱۷۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی شدت، الہی تعلیمات کی طرف دعوت کرنے والوں کو اس سے خوفزدہ کرنے کا سبب ہے۔
ويخافون عذابه إن عذاب ربك كان محذورا

"إن عذاب ربك" علت "يخافون عذابه" یعنی اس بات پر عذاب الہی سے خوف میں مبتلاء ہیں کہ پروردگار کا عذاب بہت سخت اور دہشت ناک ہے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۵، ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کے عذابوں کی شدت ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کے عذاب ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مقدم ہونا ۱۲

امید رکھنا: رحمت پر امید رکھنے کے آثار ۱۵؛ رحمت پر امید رکھنے کی اہمیت ۱۱؛ رحمت پر امید رکھنے کا پیش خیمہ ۱۳
امید رکھنے والے: رحمت پر امید رکھنے والے ۹، ۱۳

انگیزہ: انگیزہ کے اسباب ۱۵

باطل معبود: باطل معبودوں کا خوف ۹؛ باطل معبودوں کی کوشش ۱

تقرب: تقرب کا پیش خیمہ ۱۵؛ اللہ کے لئے تقرب ۱، ۶، ۱۳، ۸؛ اللہ کے لئے تقرب کا فلسفہ ۵؛ تقرب میں قدم بڑھانے کی قدر و قیمت ۷؛ تقرب میں قدم بڑھانے والے ۶؛ تقرب کے لئے کوشش ۳، ۱۰، ۱۲؛ تقرب میں واسطہ ۲، ۳، ۳

توسل: توسل کے احکام ۳؛ شفاعت کرنے والوں کے ساتھ توسل ۸؛ جایز توسل ۸

خوف: عذاب سے خوف کے آثار ۱۵؛ عذاب سے خوف کے اسباب ۱۷؛ عذاب سے خوف کا پیش خیمہ ۱۳؛ عذاب سے خوف ۹، ۱۱، ۱۳

عذاب: عذاب کے مراتب ۱۶؛ خوفناک عذاب ۱۶؛

قدر و قیمت: ۷

کمال: کمال کے لئے کوشش کی قدر و قیمت ۷

مبلغین: مبلغین کے خوف کے اسباب ۱۷؛ مبلغین کا امید رکھنا ۱۳؛ مبلغین کا تقرب ۳، ۶، ۱۰، ۱۳؛ مبلغین ک

خوف ۱۳؛ مبلغین کی کوشش ۳
مشرکین: مشرکین کے معبودوں کا امید رکھنا ۹؛ مشرکین
کے معبود ۱

معبودیت: معبودیت کا معیار ۲

آیت ۵۸

﴿وَإِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا﴾

اور کوئی نافرمان آبادی ایسی نہیں ہے جسے ہم قیامت سے پہلے برباد نہ کر دیں یا اس پر شدید عذاب نہ نازل کر دیں کہ یہ بات کتاب میں لکھ دی گئی ہے (۵۸)

۱۔ تمام انسانی شہر، تمدن اور معاشرے قیامت سے پہلے پروردگار کے ذریعے یا مکمل طور پر نابود ہو جائیں گے یا اس کے عذاب کے ذریعے ویران ہو جائیں گے۔ وَإِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

"قریہ" لغت میں سکونت کی جگہ کو کہتے ہیں کہ جس کا اطلاق شہر اور گاؤں پر ہوتا ہے۔ (لسان العرب سے اقتباس)

۲۔ قیامت سے پہلے تمام انسانوں کا مقدر موت ہے۔ وَإِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا

ہلاکت اور عذاب الہی دونوں موت سے کنایہ ہیں شاید یہ حقیقت بیان کرنے کا مطلب یہ ہو کہ تمام انسان قیامت سے پہلے مرجائیں گے حتیٰ کہ صالح لوگ طبعی موت سے جبکہ کافر عذاب سے نابود ہوں گے۔

۳۔ قیامت سے پہلے کفار اور حق مخالف مشرکین کے تمام معاشروں اور اقوام کا شرمناک مقدر عذاب الہی میں گرفتار ہونا ہے۔ وَأَنْ مِّنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

یہ کہ آیت فرما رہی ہے کہ تمام انسانی معاشرے قیامت سے پہلے یا ہلاک ہونگے یا عذاب سے دوچار ہونگے احتمال ہے کہ یہاں "مہلکوا" سے مراد عام انسانوں کی ہلاکت ہو اور معذبوا سے مراد کفار اور مشرکین کا عذاب ہو۔

۳۔ قیامت سے پہلے شہروں کی ویرانی اور تمام لوگوں کا مرنا ایک حتمی اور ناقابل تغیر فیصلہ ہے کہ جو تقدیر الہی کی کتاب میں لکھا جا چکا ہے۔ کان ذلك في الكتب مسطور

"الكتاب" پر الف لام معرفہ اور عہد کا ہے تو اس سے مراد لوح محفوظ اور کتاب تقدیر ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کے پاس جہان کی تبدیلیوں اور حادثات کے حوالے سے پہلے ہی سے معین فیصلے موجود ہیں۔
وان من قرية إلا نحن مهلكوها... أو معذبوها... کان ذلك في الكتاب مسطورا

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے فیصلے ۳، ۵

انسان: انسانوں کا انجام ۲؛ انسانوں کی یقینی موت ۲

تخلیق: تخلیق میں تبدیلیوں کی بنیاد ۵

تمدن: تمدن کی تباہی ۱

حق: حق دشمنوں کا انجام ۳؛ حق دشمنوں کا یقینی عذاب ۳

شہر: شہروں کی یقینی ویرانی ۳

عذاب: جڑ سے اکھاڑنے والا عذاب ۳

قیامت: قیامت کی علامات ۱، ۲، ۳، ۳

کفار: کفار کا انجام ۳؛ کفار کا یقینی عذاب ۳

مشرکین: مشرکین کا انجام ۳؛ مشرکین کا یقینی عذاب ۳

معاشرہ: قیامت سے پہلے معاشروں کی ہلاکت ۱

موت: موت کا یقینی ہونا ۲

آیت ۵۹

﴿وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا﴾

اور ہمارے لئے منہ مانگی نشانیاں بھیجنے سے صرف یہ بات مانع ہے کہ پہلے والوں نے تکذیب کی ہے اور ہلاک ہو گئے ہیں اور ہم نے قوم ثمود کو ان کی خواہش کے مطابق اونٹنی دیدی جو ہماری قدرت کو روشن کرنے والی تھی لیکن ان لوگوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم تو نشانیوں کو صرف ڈرانے کے لئے بھیجتے ہیں (۵۹)

۱۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے معجزات کو بھیجنے کے لئے کوئی مانع نہیں ہے۔ وما منعنا أن نرسل بالآيات "الآیات" سے مقصود، جملہ "واتینا ثمود الناقة" یعنی ناقہ کے معجزہ کے بارے میں بات کے قرینہ کی مدد سے معلوم ہوا کہ معجزات ہیں۔

۲۔ پچھلی امتوں کے طلب کردہ بعض معجزات اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں عطا کئے گئے۔
وما منعنا أن نرسل بالآيات إِلَّا أن كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ

"ناقہ" کے ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ یہاں آیات سے مراد معجزات ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پچھلے لوگوں کا جھٹلانا ہماری طرف سے معجزات کو بھیجنے سے مانع ہے۔ معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے انکی معجزہ کی درخواست کا مثبت جواب دیا تھا۔
۳۔ مشرکین اور کفار نے پیغمبر اکرم (ص) سے متعدد معجزات طلب کئے تھے۔

وما منعنا ... إِلَّا أن كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ

یہ کہ اللہ تعالیٰ واضح انداز سے مشرکین کو فرما رہا ہے کہ: "ہم نے پچھلے لوگوں کو جو بھی معجزہ بھیجا انہوں نے اسے جھٹلایا اور یہ چیز معجزہ بھیجنے سے مانع ہے" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدر اسلام کے مشرکین نے بھی بار بار معجزہ کی درخواست کی تھی۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اکرم (ص) کے زمانہ کے بہانے کی تلاش میں مشرکین کی بار بار معجزہ کی درخواست کا منفی جواب دیا ہے۔ وما منعنا أن نرسل بالآيات إِلَّا أن كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ

۵۔ گزشتہ لوگوں کا معجزوں کے ساتھ برتاؤ اور ان کا ان معجزوں کو جھٹلانا آنے والی نسلوں کے لئے معجزوں سے محرومیت کا سبب بنا و ما منعنا أن نرسل بالآيات إِلَّا أن كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ

۶۔ گزشتہ اور پچھلے لوگوں کے عقائد اور کردار آئندہ لوگوں کے معنوی اور مادی ذرائع کے حصول یا ان سے محرومیت میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ وما منعنا أن نرسل بالآيات إلا أن كذب بها الأولون

۷۔ گزشتہ مشرک و کافر امتوں نے اپنے طلب کردہ معجزات کا مشاہدہ کرنے کے بعد انہیں جھٹلادیا اور ان کا انکار کر دیا۔ وما منعنا أن نرسل بالآيات إلا أن كذب بها الأولون

۸۔ گزشتہ امتوں کی طرف سے اپنے طلب کردہ معجزات کی تکذیب زیادہ معجزات طلب کرنے والوں کے بہانے باز اور جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔ وما منعنا أن نرسل بالآيات إلا أن كذب بها الأولون

یہ کہ گزشتہ امتوں کی طرف سے خود طلب کردہ معجزات کی تکذیب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی امتوں کے لئے معجزات سے انکار کی دلیل ہے۔ ممکن ہے یہ امتوں کی غیر صادق اور بہانے باز ہونے کی علامت ہو۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ ان کے طلب کردہ معجزات کا منفی جواب دے رہا ہے۔

۹۔ پوری تاریخ میں کفار اور مشرکین کا الہی آیات اور انبیاء کے معجزات کے مد مقابل ایک جیسا محاذ، انگیزہ اور کردار رہا ہے۔ وما منعنا أن نرسل بالآيات إلا أن كذب بها الأولون

"الأولون" کی عبارت بتاتی ہے کہ بعد والے زمانے کے مشرکین اپنے اسلاف کی سیرت پر تھے اور اگلوں کے فیصلے بعد والی نسلوں کو منتقل ہوئے۔ یہ سب ان کے ایک ہی طرح کے انگیزے اور یکساں کردار کو واضح کر رہا ہے۔

۱۰۔ لوگوں کے لئے معجزہ الہی کے آنے کی شرط یہ ہے کہ ان کے درمیان اسے قبول کرنے کی استعداد ہو۔ وما منعنا أن نرسل بالآيات إلا أن كذب بها الأولون

اللہ تعالیٰ گزشتہ امتوں کے معجزات کو تکذیب کرنے کو آنے والی امتوں میں معجزہ نہ بھیجنے کا فلسفہ بتا رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ لوگوں کی حق قبول نہ کرنے والی روح آنے والے لوگوں میں بھی تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ معجزہ کو بھیجنے سے پہلے اسے قبول کرنے کی استعداد ہو۔

۱۱۔ قوم ثمود کا اپنا مورد پسند معجزہ کا تقاضا (ناقہ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبول ہوا۔ وءاتينا ثمود الناقة

۱۲۔ ناقہ، قوم ثمود کے لئے حق کو روشن اور ثابت کرنے والا معجزہ تھا۔ وءاتينا ثمود الناقة مبصرة "مبصرة" اسم فاعل کا صیغہ اور متعدی ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ قوم ثمود کا معجزہ ناقہ، لوگوں کے درمیان بصیرت پیدا کرنے کے لئے تھا۔

۱۳۔ قوم ثمود نے الہی معجزہ (ناقہ) کے مد مقابل برا روئے اختیار کیا اور اس سے ظالمانہ سلوک کیا۔
وہ اتینا ثمود الناقة مبصرة فظلموا بها

۱۳۔ معجزات اور آیات الہی کی تکذیب ان پر ظلم ہے۔ کذب بها الأولون ... فظلموا بها

۱۵۔ قوم ثمود معجزات الہی کو جھٹلانے والوں کا واضح اور روشن مصداق تھے۔
کذب بها الأولون وہ اتینا ثمود الناقة مبصرة فظلموا بها

۱۶۔ آیات الہی میں سے ناقہ ثمود ان کے حق قبول نہ کرنے کی بناء پر ان کو خبردار کرنے کے لئے۔
وہ اتینا ثمود الناقة ... وما نرسل بالآيات إلا تخويفاً

۱۷۔ اللہ تعالیٰ کا معجزات بھیجنے کا ایک ہی ہدف ہے کہ انہیں حق قبول نہ کرنے پر خوف دلایا جائے۔
وما نرسل بالآيات إلا تخويفاً

۱۸۔ حق قبول نہ کرنے والی اور آیات الہی کو جھٹلانے والی امتوں کو معجزات عطا کرنا ایک فضول اور اللہ تعالیٰ کی شان سے دور کام تھا۔ ومنعنا ان نرسل ... وما نرسل بالآيات إلا تخويفاً

عبارت "وما نرسل بالآيات إلا تخويفاً" (ہم نے سوائے ڈرانے کے معجزات نہیں بھیجے) ممکن ہے گزشتہ امتوں کی تکذیب کی بناء پر آنے والی امتوں کو معجزات بھیجنے پر اللہ تعالیٰ کے انکار کی وضاحت ہو یوں کہ چونکہ معجزہ کا ہدف ڈرانا تھا اور امتیں اس کو جھٹلا دیں تو اس حال میں معجزہ فضول اور لغو کام ہوگا اور یہ اللہ تعالیٰ کی شان سے دور ہے۔

۱۹۔ بعض آیات اور معجزات الہی کا ہر زمانے میں امتوں کے لئے ظاہر ہونا فقط انہیں خوف دلانے کے لئے ہے۔
وما نرسل بالآيات إلا تخويفاً

نرسل کا مضارع ہونا اور بالآیات کی باء سے تبعیض کا معنی بتا رہا ہے کہ اگرچہ طلب کردہ معجزات کا جواب نہیں دیں گے لیکن انسانی معاشروں کو خبردار کرنے کے لئے کبھی کبھی ڈرانے والی آیات بھیجتے رہا کریں گے۔

۲۰۔ ڈرانا اور خبردار کرنا قرآن مجید کے تربیتی اور ہدایتی اہداف میں سے ہیں۔ وما نرسل بالآيات إلا تخويفاً ... ونخوفهم

۲۱۔ معجزہ، اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ وما نرسل بالآيات إلا تخويفاً

۲۲۔ عن أبي جعفر (ع) في قوله: "وما منعنا أن نرسل بالآيات" وذلك أن محمداً (ص) سألهم قومهم أن يأتيهم بآية فنزل جبرائيل قال: إن الله يقول: "وما منعنا أن نرسل بالآيات إلى قومك إلا أن كذب بها الأولون"

وَكُنَّا إِذَا رُسِلْنَا إِلَى قَرْيَةٍ آيَةٍ فَلَمْ يُؤْمِنُوا بِهَا هَلَكْنَا هُمْ فَلَذَلِكَ أَخْرَجْنَا عَنْ قَوْمِكَ الْآيَاتِ" (۱) اللہ تعالیٰ کی اس کلام و ما منعنا ان نرسل بالآیات کے بارے میں امام باقر (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ فرمایا: "واقعہ یہ ہے کہ پیغمبر (ص) کی امت نے آپ (ص) سے درخواست کی کہ ان کے لئے معجزہ لائیں تو جبرائیل (ع) نازل ہوئے اور کہا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "وما منعنا أن نرسل بالآيات ... " ہماری سنت یہ تھی جب بھی کوئی معجزہ کسی بستی کی طرف بھیجا اور وہ ایمان نہ لائے تو انہیں ہلاک کر دیا۔ پس اسی لئے آپ کی قوم کی طرف معجزات بھیجنے میں دیر کی۔"

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) سے معجزہ کی درخواست ۳

آیات خدا: آیات خدا کا جھٹلانا ۱۳; آیات خدا پر ظلم ۱۳; آیات خدا بھیجنے کا فلسفہ ۱۹; آیات خدا کو جھٹلانے والوں کے لئے معجزہ ۱۸ آیات خدا کو جھٹلانے والوں کا ہم آہنگ ہونا ۹

آئندہ آنے والے: آئندہ آنے والوں کی محرومیت کے اسباب ۶

اسلاف: اسلاف کے عقیدہ کے آثار ۶; اسلاف کے عمل کے آثار ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے افعال ۲۱; اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا ۱۸

امتنیں: امتوں کو ڈرانے کی اہمیت ۱۹

پچھلی امتیں: پچھلی امتوں کے عقیدہ کے آثار ۶; پچھلی امتوں کے عمل کے آثار ۶; پچھلی امتوں کی بہانہ بازی ۸; پچھلی امتوں کا جھوٹا ہونا ۸; پچھلی امتوں کی فرمائش ۲، ۷، ۸

تربیت: تربیت میں خوف ۲۰; تربیت میں ڈرانا ۲۰; تربیت کی روش ۲۰

حق: حق قبول نہ کرنے والوں کو ڈرانا ۱۷; حق قبول نہ کرنے والوں کے لئے معجزہ ۱۸

روایت: ۲۲ صلح (ع): صلح (ع) کی اونٹنی ۱۱، ۱۳; آیات خدا میں سے اونٹنی ۱۶; صلح (ع) کے معجزہ کا فلسفہ ۱۶; صلح (ع) کی اونٹنی کا کردار ۱۲، ۱۶

قوم ثمود: قوم ثمود کی تاریخ ۱۳; قوم ثمود کے تقاضے ۱۱; قوم ثمود پر حق ثابت ہونا ۱۲; قوم ثمود کا حق قبول نہ کرنا ۱۶; قوم ثمود کو ڈراوے ۱۶; قوم ثمود کا ظلم ۱; قوم ثمود اور معجزہ کا جھٹلانا ۱۵; قوم ثمود کا ناپسندیدہ عمل ۱۳

کفار: کفار صدر اسلام کے تقاضے ۳; کفار کی ہماہنگی ۹

مادی وسائل: مادی وسائل سے محرومیت کے اسباب ۶

مسلمان: صدر اسلام کے مسلمانوں کے تقاضا کے رد کا فلسفہ ۲۲

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کے تقاضے ۱۳; صدر اسلام کے مشرکین کے تقاضوں کا رد ہونا ۳; مشرکین کی ہم آہنگی ۹

معنوی وسائل: معنوی وسائل سے محرومیت کے اسباب ۶

معجزہ: معجزہ کو جھٹلانے کے آثار ۵; معجزہ سے محرومیت کے اسباب ۵; معجزہ کو قبول کرنے کی استعداد ۱۰; معجزہ پیش کرنا ۱;

معجزہ کو جھٹلانا ۸، ۱۳; معجزے کو جھٹلانے والے ۴، ۱۵; طلب کردہ معجزہ کی رد ۳; معجزہ کی شرائط ۱۰; طلب کردہ معجزہ کے رد

کا فلسفہ ۲۲; معجزہ کا فلسفہ ۱۴، ۱۹; طلب کردہ معجزہ ۲، ۳، ۱۱، ۸۴; معجزہ کی منشاء ۲۱; معجزہ کو جھٹلانے والوں کا یکساں ہونا ۹

ہدایت: ہدایت کی روش ۲۰

آیت ۶۰

﴿وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا﴾

اور جب ہم نے کہہ دیا کہ آپ کا پروردگار تمام لوگوں کے حالات سے باخبر ہے اور جو خواب ہم نے آپ کو دکھلایا ہے وہ صرف لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ ہے جس طرح کہ قرآن میں قابل لعنت شجرہ بھی ایسا ہی ہے اور ہم لوگوں کو ڈراتے ہرمتے ہیں لیکن ان کی سرکشی بڑھتی ہی جا رہی ہے (۶۰)

۱۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں پر کامل احاطہ کئے ہوئے ہے۔ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ

۲۔ وہ حقیقت کہ جسے پیغمبر (ص) نے خواب میں دیکھا اور

قرآن میں شجرہ ملعونہ ضروری تھا کہ یاد دلایا جائے۔ وَإِذْ قُلْنَا لَكَ ... وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ

صرف "إِذْ" سے پہلے "اذکر" مقدر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام (ص) کو یاد کروایا ضروری تھا کہ یاد کروایا جائے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے لوگوں پر کامل احاطہ کا تقاضا ہے کہ اس کی نافرمانی سے ڈرا جائے۔
وما نرسل بالآیات إلا تخويفاً ... إن ربك أحاط بالناس ... ونخوفهم

۳۔ انسانوں کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے اللہ تعالیٰ کے کامل احاطہ پر توجہ رکھیں۔ وإذ قلنا لك إن ربك أحاط بالناس
مندرجہ بالا نکتہ کی بناء یہ ہے کہ "اذ" کا تعلق "اذکر" مقدر سے ہو اس حال میں کہ پیغمبر (ص) کے علاوہ دوسرے تمام انسان
بھی مخاطب آیت ہیں۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کی پیغمبر اکرم (ص) سے قرآن کریم کی آیات کے علاوہ بھی خصوصی باتیں ہوتی تھیں۔
وإذ قلنا لك إن ربك أحاط بالناس مندرجہ بالا مطلب کی بناء دو ادبی نکتے ہیں:

۱۔ "اذ"، "اذکر" کے متعلق ہے (کہ جو مادہ "ذکر" سے ہے)۔

۲۔ لک میں لام اختصاص کے لئے ہے۔

تو اس صورت میں آیت کا معنی یوں ہوگا کہ: "اے پیغمبر اس نکتہ کو یاد کریں کہ جو اس سے پہلے خاص کر کے آپ کو کہا تھا
"واضع رہے کہ ایسا نکتہ پچھلی آیات میں نہیں آیا اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر (ص) کو قرآن سے ہٹ کر دوسری تعلیمات
بھی حاصل ہوئی ہیں۔

۶۔ آیات الہی کے مد مقابل امتوں کے یکساں کردار کا اعلان اور اگلوں کا رد عمل بعد والوں میں ہونے کا اعلان اللہ تعالیٰ
کے تمام انسانوں پر احاطہ کی بناء پر ہے۔ وما منعنا أن نرسل بالآیات إلا أن کذب بها الأولون ... إن ربك أحاط
بالناس

اللہ تعالیٰ نے معجزہ طلبی میں اگلوں کی بعد والوں کے ساتھ یکساں رفتار بتائی اور اپنا رد عمل سب کے لئے ایک جیسا قرار
دیا اور یہ آیت اس کی علت بیان کرتے ہوئے فرما رہی ہے: "پروردگار لوگوں پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔"

۷۔ پیغمبر (ص) اللہ تعالیٰ کی خصوصی ربوبیت اور عنایت کے تحت۔ إن ربك أحاط بالناس

۸۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ وہ تمام انسانوں پر کامل احاطہ کئے ہوئے ہو۔ إن ربك أحاط بالناس

۹۔ بعض حقائق، پیغمبر اسلام (ص) کے لئے عالم خواب میں واضح اور کشف ہوتے ہیں۔

وما جعلنا الرويا التي أرينك إلا فتنة للناس

۱۰۔ بعض خواب سچے ہوتے ہیں اور واقعیت کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں۔ وما جعلنا الرويا التي أرينك

۱۱۔ وہ حقیقت جسے خواب میں پیغمبر (ص) نے دیکھا تھا اللہ تعالیٰ کے ارادہ و منشاء کے مطابق تھی۔
وما جعلنا الرو یا التی اربناک

۱۲۔ پیغمبر (ص) کو خواب میں دکھائی گئی حقیقت، لوگوں کو آزمائے کا ذریعہ تھی۔ وما جعلنا الرو یا التی اربناک إِلَّا فتنۃ للناس

۱۳۔ پیغمبر (ص) کو معراج میں دکھائے گئے بعض حقائق لوگوں کے لئے آزمائش کا ذریعہ تھے۔ وما جعلنا الرو یا التی اربناک إِلَّا فتنۃ للناس مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "رویا" سے مراد خواب نہ ہو بلکہ حالت بیداری میں مشاہدہ ہو کہ جس طرح لغت میں بھی آیا ہے کہ کبھی کبھی بیداری میں بھی ہوتا ہے۔ (لسان العرب) اور یہ بھی سورہ کی پہلی آیت معراج کی طرف اشارہ ہو۔

۱۴۔ پیغمبر اکرم (ص) کو عالم رویا میں حقائق دکھانا اللہ کے علمی احاطہ کا ایک جلوہ ہے۔
إن ربک أحاط بالناس وما جعلنا الرو یا التی اربناک إِلَّا فتنۃ للناس۔

۱۵۔ قرآن میں شجرہ ملعونہ لوگوں کے لئے وسیلہ آزمائش۔ إِلَّا فتنۃ للناس والشجرة الملعونة فی القرآن

۱۶۔ اللہ بعض ملعون اور دھتکارے ہوئے لوگوں کو دوسرے لوگوں کے لئے وسیلہ آزمائش قرار دیتا ہے۔
وجعلنا ... الشجرة الملعونة فی القرآن

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "شجرۃ الملعونۃ فی القرآن" سے مراد وہ لوگ ہوں کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں لعن و نفرین کی ہے۔

۱۷۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ لوگوں کو شرک، کفر اور نافرمانی کے برے انجام سے ڈرایا ہے۔ ونخوفهم

۱۸۔ وہ حقیقت کہ جسے خواب میں پیغمبر (ص) کو دکھایا گیا اور قرآن میں شجرہ ملعونہ کا ذکر لوگوں کو انداز کرنے اور ڈرانے کے لئے ہے۔ وما جعلنا الرو یا التی اربناک إِلَّا فتنۃ ... والشجرة الملعونة فی القرآن ونخوفهم

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ نکتہ ہے کہ "نخوفهم" کا بے واسطہ مفعول مقدر ہو جس طرح کہ بذلک ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے ذریعے لوگوں کو انداز کرتے ہیں۔

۱۹۔ اللہ تعالیٰ کے اس انداز اور ڈرانے کے مد مقابل حق سے گریزاہل مکہ نہ فقط تسلیم نہ ہوئے بلکہ ان میں سرکشی اور طغیان کے علاوہ کسی چیز کا اضافہ نہ ہوا۔ ونخوفهم فما یزیدهم إِلَّا طغیان اگرچہ "ہم" کی ضمیر "الناس" کی طرف لوٹ رہی ہے اور اسمیں سب لوگ شامل ہو جاتے ہیں لیکن "وما یزیدہم" کے قرینہ سے معلوم ہوت

ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جن کی ذات میں طغیان موجود ہے اور الہی وعظ سے یہ طغیان اور بڑھ جاتا ہے۔
 ۲۰۔ اللہ تعالیٰ کے خبردار کرنے اور ڈرانے کے بعد مکہ کے حق سے گریز لوگوں کا سرکش ہونا اور بڑے جرائم کا ارتکاب کرنا۔ ونخوفهم فما يزيدهم إلا طغياناً كبيراً

۲۱۔ بعض لوگ اس طرح حق سے دور ہیں کہ کوئی بھی حق بات چاہے وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہی کیوں نہ ہو ان پر اثر نہیں کرتی۔ ونخوفهم فما يزيدهم إلا طغياناً كبيراً

۲۲۔ عن علی (ع) قال:۔ ان رسول الله (ص) أخذته نعسة وهو على منبره فرائى فى منامه رجالاً ينزون على منبره نزوة القردة، يردون الناس على أعقابهم القهقري فاستوى رسول الله جالساً والحزن يعرف فى وجهه فأتاه جبرائيل بهذه الآية: "وما جعلنا الرويا التى أريناك إلا فتنة للناس والشجرة الملعونة فى القرآن..." (۱) یعنی بنی امیہ... حضرت علی (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا: پیغمبر (ص) کو منبر پر ایک لحظہ اونگھ آئی تو خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ بندروں کی طرح منبر رسول (ص) پر چڑھے ہوئے ہیں اور لوگوں کو (زمانہ جاہلیت کے) گزرے ہوئے لوگوں کی رسوم کی طرف لوٹا رہے ہیں۔ پیغمبر (ص) اسی طرح بیٹھے ہوئے بیدار ہوئے تو ان کے چہرہ مبارک پر حزن و غم کے آثار نمودار ہوئے تو جبرائیل (ع) یہ آیت آپ (ص) کے لئے لائے: "وما جعلنا الرويا التى أريناك إلا فتنة للناس والشجرة الملعونة فى القرآن"۔ یعنی بنی امیہ...۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کے خواب میں شجرہ ملعونہ ۲۲؛ آنحضرت (ص) کے خواب میں حقائق کا ظہور ۹، ۱۱، ۱۳؛ آنحضرت (ص) کے خواب میں حقائق کے ظہور کا فلسفہ ۱۲، ۱۸؛ آنحضرت (ص) میں حقائق کے ظہور کا فلسفہ ۱۳؛ آنحضرت (ص) کے مربی ۴؛ آنحضرت (ص) کی معراج ۱۳؛ آنحضرت (ص) کے مقامات ۴؛ آنحضرت کی طرف وحی ۵
 اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے احاطہ کے آثار ۳، ۶؛ اللہ تعالیٰ کے ڈرانے کے آثار ۱۹، ۲۰؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۸؛ اللہ تعالیٰ کا احاطہ ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کے احاطہ کا پیش خیمہ ۸؛ اللہ تعالیٰ کے ڈرانا ۱۴؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۴؛ اللہ تعالیٰ کے علم کے احاطہ کی علامات ۱۳

امتحان: امتحان کے وسائل ۱۲، ۱۳، ۱۵، ۱۶؛ ملعونوں کے ساتھ امتحان ۱۶

امتیئ: امتیئ اور اللہ کی آیات ۶؛ امتوں کے روپوں میں توافق ۶
انسان: انسانوں کے امتحان ۱۲، ۱۳، ۱۵، ۱۶؛ انسانوں کو ڈرانے کی اہمیت ۱۸
بنی امیہ: بنی امیہ کو سرزنش ۲۲

حدیث قدسی: ۵

حق: حق قبول نہ کرنے والے ۲۱ حق سے گریز کرنے والے اہل مکہ: حق سے گریز کرنے والے اہل مکہ پر ڈراؤں کا بے اثر
ہونا ۲۰؛ حق سے گریز کرنے والے اہل مکہ کی سرکشی ۱۹، ۲۰؛ حق سے گریز کرنے والے اہل مکہ کی نافرمانی ۱۹

خواب: خواب کی اقسام ۱۰؛ سچے خواب ۱۰

خوف: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے خوف کے اسباب ۳

ذکر: اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اہمیت ۳؛ اللہ تعالیٰ کے احاطہ کا ذکر ۳

ڈراونا: شرک کے انجام سے ڈراوا ۱۷؛ کفر کے انجام سے ڈراوا ۱۷؛ نافرمانی کے انجام سے ڈراوا ۱۷

روایت: ۲۲

شجرہ ملعونہ: شجرہ ملعونہ کا فلسفہ ۱۸؛ شجرہ ملعونہ کا کردار ۱۵؛ شجرہ ملعونہ سے مراد ۲۲

لطف الہی: لطف الہی کے شامل حال ۷

معاشرہ: معاشروں کا قانون کے مطابق ہونا ۶

معراج: معراج میں حقائق کے ظہور کا فلسفہ ۱۳

یاد آوری: آنحضرت (ص) کے خواب کی یاد آوری ۲؛ شجرہ ملعونہ کی یاد آوری ۲

آیت ۶۱

﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ قَالَ إِنِّي لِمَنْ خَلَقْتُ طِينًا﴾

اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کر لیا سوائے ابلیس کے کہ اس نے کہا کہ کیا میں اسے سجدہ کر لوں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے (۶۱)

۱۔ حضرت آدم (ع) کے سامنے فرشتوں کے سجدہ کا قصہ اور ابلیس کی نافرمانی یاد اور یاد آوری کے لائق ہے۔
واذقلنا للملائكة إسجدوا إلا إبليس مندرجہ بالا مطلب کی بناء اس نکتہ پر ہے کہ "اذ"، "اذکر" یا "اذکروا" مقدر کے متعلق ہے۔

۲۔ تمام فرشتوں کو آدم (ع) کے سامنے سجدہ کرنے کے بارے میں فرمان الہی کا دیا جانا۔ قلنا للملائكة إسجدوا لا دم
۳۔ ابلیس کے علاوہ تمام فرشتوں نے آدم (ع) کو سجدہ کرنے کے فرمان الہی کی اطاعت کی۔ واذقلنا للملائكة إسجدوا لا دم فسجدوا إلا إبليس

۳۔ ملائکہ کو آدم (ع) کے لئے سجدہ کے فرمان الہی کے وقت ابلیس گروہ ملائکہ کے درمیان تھا۔ قلنا للملائكة إسجدوا لا دم فسجدوا إلا إبليس ایسے فرمان کی نافرمانی میں ابلیس کا فرشتوں سے مستثنی ہونا بتاتا ہے کہ آدم (ع) کو سجدہ کے فرمان الہی کے وقت ابلیس ان کے درمیان تھا۔ البتہ یہ نکتہ بتانا بھی لازمی ہے کہ استثناء منقطع کا قول یہاں مندرجہ بالا نکتہ سے منافات نہیں رکھتا۔

۵۔ غیر خدا کے لئے سجدہ تعظیم و تکریم کی خاطر خدا کی اجازت کے ساتھ جائز ہے۔ قلنا... إسجدوا لا دم فسجدوا فرشتوں کو آدم کے لئے سجدہ کے فرمان الہی سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے عمل میں جب اس کی اجازت ہو تو کوئی مانع نہیں ہے۔

۶۔ خمیر شدہ مٹی کے موجود کے سامنے سجدہ کرنے کے حکم خداوندی کے سامنے ابلیس کا تعجب انگیز انکار۔
قال ء أسجد لمن خلقت طينا

۷۔ ابلیس مٹی سے تخلیق شدہ موجود کو اپنی جنس سے حقیر اور پست سمجھتا تھا۔ ء أسجد لمن خلقت طينا

۸۔ ابلیس غیر خاکی مخلوق تھا۔ قال ء أسجد لمن خلقت طينا

۹۔ ابلیس قیاس کرنے والا اور صاحب اختیار ہے۔ فسجدوا إلا ابلیس قال ء أسجد لمن خلقت طينا

۱۰۔ حضرت آدم (ع) دو عناصر مٹی اور پانی سے تخلیق ہوئے۔ خلقت طین "طین" لغت میں اس مٹی کو کہتے ہیں کہ جو پانی سے مخلوط ہو۔ (مفردات راغب)

۱۱۔ ابلیس کا اپنے آپ کو برتر سمجھنا اور آدم کی جنس کو حقیر جاننا، آدم (ع) کو سجدہ کرنے کے الہی فرمان سے نافرمانی اور سرکشی کا سبب بنا۔ وإذ قلنا للملائكة اسجدوا لا دم فسجدوا إلا ابلیس قال ء اسجد لمن خلقت طينا

۱۲۔ ابلیس اہمیت کا معیار جنس اور عنصر کو سمجھتا تھا۔ ئا سجد لمن خلقت طينا

۱۳۔ جنس اور مادی عنصر کی بناء پر قدر و قیمت جاننا شیطانی طریقہ ہے۔ ئا سجد لمن خلقت طينا

۱۴۔ سوائے ابلیس کے تمام فرشتوں کا فرمان الہی کے مطابق حضرت آدم (ع) کے مد مقابل خاضع ہونا اور اسکی تکریم و تعظیم کرنا۔ وإذ قلنا للملائكة سجدوا لا دم فسجدوا إلا ابلیس

مندرجہ بالا نکتہ کی بناء یہ ہے کہ سجدہ کا لغوی معنی خضوع اور ذلت کا اظہار ہو۔

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کے فرامین کی نافرمانی کے تاریخی نمونے بیان کر کے پیغمبر اکرم (ص) کے ساتھ قرآن کے ساتھ معارضہ کرنے میں حوصلہ افزائی کرنا۔ وإذ قلنا للملائكة ... إلا ابلیس قال ء اسجد لمن خلقت طينا

آدم (ع): آدم (ع) کا پانی سے ہونا ۱۰؛ آدم (ع) کا پانی ملی مٹی سے ہونا ۶، ۸؛ آدم (ع) کے سامنے سجدہ نہ کرنا ۱۱، ۳؛ آدم (ع) کی تکریم ۱۲؛ آدم (ع) کا خاک سے ہونا ۱۰؛ آدم (ع) کے سامنے سجدہ ۱، ۲، ۳، ۶، ۱۳؛ آدم (ع) کی خلقت میں عنصر ۱۰؛ آدم (ع) کا قصہ ۲، ۳، ۴؛ آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی حوصلہ افزائی کرنا ۱۵

ابلیس: ابلیس کا اختیار ۹؛ ابلیس کا تعجب ۶؛ ابلیس کا تکبر ۷؛ ابلیس کا قومی تعصب ۱۲؛ ابلیس کا ملائکہ سے ہونا ۳؛ ابلیس کا نظریہ ۱۲، ۷؛ ابلیس کی جنس

۳؛ ابلیس کی خلقت کا عنصر ۸؛ ابلیس کی نافرمانی ۱۳، ۶، ۳، ۱؛ ابلیس کی نافرمانی کے اسباب ۱۱؛ ابلیس کے تکبر کے آثار ۱۱؛
 ابلیس کے نزدیک اہمیت ۱۲
 احکام: ۵
 اطاعت: اللہ کی اطاعت ۳
 اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے اوامر ۲، ۳، ۱۳
 اہمیت دینا: شیطانی اہمیت ۱۳
 اہمیتیں: اہمیتوں کا معیار ۱۲
 تاریخ: تاریخ کو نقل کرنے کا فلسفہ ۱۵
 خلقت: مٹی سے خلقت ۷
 ذکر: قصہ آدم (ع) کا ذکر ۱
 سجدہ: سجدہ کے احکام ۵؛ جائز سجدہ ۵؛ غیر خدا کے لیے سجدہ ۵
 قومی تعصب: قومی تعصب کی مذمت ۱۳
 مشرکین: مشرکین کی نافرمانی ۱۵
 ملائکہ: ملائکہ کا خضوع ۱۳؛ ملائکہ کا سجدہ ۱، ۲، ۳، ۱۳؛ ملائکہ کی اطاعت ۳ نافرمانی
 اللہ کی نافرمانی ۶، ۱۵

آیت ۶۲

﴿قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أُخِّرْتَنِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأُحْتَنِكَ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا﴾

کیا تو نے دیکھا ہے کہ یہ کیا شے ہے جسے میرے اوپر فضیلت دیدی ہے اب اگر تو نے مجھے قیامت تک کی مہلت دیدی تو میں ان کی ذریت میں چند افراد کے علاوہ سب کا گلا گھونٹتا رہوں گا (۶۲)

۱۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت آدم (ع) کی عزت افزائی پر ابلیس کا اعتراض کرنا۔
 قال ا رأتك هذا الذي كرمتم علي

۲۔ ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے آدم (ع) کو اپنے اوپر برتری دینے اور عزت افزائی کرنے کا فلسفہ پوچھا۔

قال ا رثيتك هذا الذی كرت علی

"اريت" کی عبارت عام طور پر جملہ کے آغاز میں سوال کے لیے آتی ہے اور اس کا معنی "ا خبرنی" ہے۔ لہذا یہاں مراد یہ ہے کہ "اے خداوند مجھے بتا کہ کیوں آدم (ع) کو مجھ پر برتری دی؟"

۳۔ ملائکہ کا آدم (ع) کے لئے سجدہ تکریم اور حضرت آدم (ع) کی ان پر برتری کا پیغام تھا۔
اسجدوا لا دم فسجدوا ... قال "ارثيتك هذا الذی كرت علی

۳۔ ابلیس خود خواہ اور متکبر موجود ہے۔ اّ ابلیس قال ا سجد لمن خلقت طیناً قال ا رثيتك هذا الذی كرت علی

۵۔ ابلیس کا آدم (ع) پر اپنی برتری کا عقیدہ۔ هذا الذی كرت علی

۶۔ ابلیس کا گمان کہ اللہ تعالیٰ آدم (ع) اور اس کی اولاد کی کمزوریوں اور خطرات کا شکار ہونے پر توجہ نہیں رکھتا، لہذا اس نے اللہ تعالیٰ پر حضرت آدم کی تکریم پر اعتراض کیا۔ ا رثيتك هذا الذی كرت علی لئن أخرتن إلى يوم القيامة لأحتنكن ذریتہ

انسان کی تکریم پر اعتراض کرنے کے بعد یہ جملہ "لئن ا خرتن ... لا حتنكنّ ..." ممکن ہے کہ انسان کی کمزوریاں شمار کرنے اور ان کا تکریم کے قابل نہ ہونے کی خاطر ہو۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابلیس کو قیامت تک مہلت دینے کی صورت میں اس کا زمام امور کو ہاتھ میں لینا اور سوائے چند لوگوں کے باقی اولاد آدم۔ کو گمراہ کرنے کی قسم اٹھانا۔ لئن ا خرتن إلى القيامة لا حتنكنّ ذریتہ اّ قليلا

۸۔ ابلیس، نوع انسان کے آغاز خلقت سے ہی ان کے خطرات میں گھرنے اور ان پر اپنے تسلط کے امکان سے آگاہ تھا۔ لئن أخرتن إلى يوم القيامة لا حتنكنّ ذریتہ۔

۹۔ قیامت کے دن کا آدم (ع) کی خلقت کے آغاز سے معین ہونا اور ابلیس کا اس سے آگاہ ہونا۔

قال ... لئن أخرتن إلى يوم القيامة

۱۰۔ ابلیس کا اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مد مقابل مجبور سمجھنا اور اپنے کاموں کا اس کی اجازت سے مشروط سمجھنا۔ لئن أخرتن ... لا حتنكنّ ذریتہ

۱۱۔ آدم کی آغاز خلقت میں ہی اس کی نسلوں میں سے بعض کے فریب نہ کھانے پر شیطان کی آگاہی۔

لا حتنكنّ ذریتہ اّ قليلا

۱۲۔ آدمؑ کی اولاد کو گمراہ کرنے کے لیے ابلیس کا قسم کھانے اور حتمی ارادہ کرنے کے باوجود چھوٹے سے گروہ پر عدم تسلط کا اعتراف کرنا۔ لَأُحْتَكَنَّ ذَرِيَّتَهُ الْآ قَلِيلًا

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آدم (ع) کی تکریم، کا ابلیس کو اس کی اولاد کی دشمنی اور بدخواہی پر ابھارنا۔ قَالَ ء اسجد لمن خلقت طيناً۔ قَالَ ا رِئِيكَ هَذَا الَّذِي كَرَّمْتُ عَلَيَّ لَفَن اُخْرَتَن اِلٰى يَوْم الْقِيَامَةِ لَا حَتَنَكَنَّ ذَرِيَّتَهُ الْآ قَلِيلًا یہ کہ ابلیس نے آدم (ع) کی اولاد کو گمراہ کرنے کے حتمی ارادہ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آدم (ع) کی تکریم اور اس سے اپنے اوپر برتری دینے پر اعتراض کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تکریم نے اسے دشمنی پر ابھارا۔

۱۴۔ بہت سے انسان و سوسوں میں مبتلا ہونے اور شیطانی تسلط میں آنے کے خطرے میں ہیں۔ لَا حَتَنَكَنَّ ذَرِيَّتَهُ الْآ قَلِيلًا

۱۵۔ شیطان حضرت آدمؑ کو اپنے جال میں پھنسانے اور گمراہ کرنے پر عاجز اور ناامید۔ لَأُحْتَكَنَّ ذَرِيَّتَهُ الْآ قَلِيلًا ابلیس کی اولاد آدم (ع) کو گمراہ کرنے پر تاکید اور حضرت آدمؑ کا ذکر نہ کرنا ممکن ہے مندرجہ بالا مطلب کی طرف اشارہ ہو۔

آدم (ع): آدم (ع) کا خطرہ میں ہونا ۶; آدم (ع) کی برتری ۵; آدم (ع) کا قصہ ۱، ۲; آدم (ع) کی تکریم ۳، ۶; آدم (ع) کی تکریم کے آثار ۱، ۱۳; آدم (ع) کی تکریم کا فلسفہ ۲; آدم (ع) کی گمراہی سے مایوسی ۱۵; آدم (ع) پر سجدہ ۳; آدم (ع) کے فضائل ۳; آدم (ع) کے لیے سجدہ کے آثار ۳;

ابلیس: ابلیس اور اللہ کی حاکمیت ۱۰; ابلیس کا اعتراض ۱; ابلیس کا اقرار ۱۲; ابلیس کا تسلط ۸; ابلیس کے تسلط کی حدود ۱۱، ۱۲; ابلیس کا تکبر ۳، ۵; ابلیس کا عجز ۱۵، ۱۲; ابلیس کا عقیدہ ۵، ۱۰; ابلیس کا علم ۸، ۹، ۱۱; ابلیس کا گمراہ کرنا ۴، ۱۲، ۱۵; ابلیس کا مقہور ہونا ۱۰; ابلیس کا مہلت طلب کرنا ۴; ابلیس کا نظریہ ۶; ابلیس کا وسوسہ دینا ۱۳; ابلیس کی دشمنی کے اسباب ۱۳; ابلیس کی قسم ۴، ۱۲; ابلیس کی مایوسی ۱۵; ابلیس کے اعتراض کے اسباب ۶; ابلیس کے تقاضے ۲

اکثریت: اکثریت کا گمراہ ہونا ۱۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار ۱۰

انسان: انسان کے دشمن ۱۳; انسانوں کی خطرات میں گھبرنا ۶، ۸; انسانوں کی اقلیت ۴، ۱۲; انسانوں کی اکثریت کا گمراہ ہونا ۴، ۱۲; انسانوں کی خطائیں ۱۳;

شیطان: شیطان کا تسلط ۱۳

قیامت: قیامت کا یقینی ہونا ۹
ملائکہ: ملائکہ کے سجدہ کے آثار ۳

آیت ۶۳

﴿قَالَ اِذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مُّوَفُّوْرًا﴾

جواب مال کہ جا اب جو بھی تیرا اتباع کرے گا تم سب کی جزا مکمل طور پر جہنم ہے (۶۳)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک مہلت دینے کی ابلیس کی درخواست کا جواب مثبت دیا ہے۔

لئن اٰخرتنّٰ اِلٰی یومِ القِیامۃ ... قالِ اِذْهَبْ

۲۔ ابلیس اپنی نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے نکالا گیا۔ قالِ اِذْهَبْ

۳۔ لوگوں کو ورغلانے کے لئے ابلیس کے مہلت طلب کرنے کا اللہ تعالیٰ نے مثبت جواب دی

لئن اٰخرتنّٰ اِلٰی یومِ القِیامۃ لِأَحْتَنَکَ ذَرِیَّتَہ ... قالِ اِذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَکَ مِنْہُمْ

۳۔ شیطان قیامت کے پیا ہونے تک ہمیشہ زندہ اور بنی نوع آدم کو گمراہ کرنے میں مشغول ہے۔

لئن اٰخرتنّٰ اِلٰی یومِ القِیامۃ لِأَحْتَنَکَ ذَرِیَّتَہ الْاَقْلِیلاً۔ قالِ اِذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَکَ

۵۔ ابلیس اور اسکے پیروکاروں کے لئے جہنم ایک یقینی عذاب ہے۔ فَمَنْ تَبِعَکَ مِنْہُمْ فَاِنَّ جَہَنَّمَ جَزَاؤُکَ

۶۔ انسان کا ابلیس کی پیروی کرنا انسانی کرامت کو ہاتھ سے دینے اور اس کے ہم سنخ ہونے کا باعث ہے۔

فَمَنْ تَبِعَکَ مِنْہُمْ فَاِنَّ جَہَنَّمَ جَزَاؤُکَ

مفرد سے جمع کی طرف الہی خطاب کا متوجہ ہونا بتا رہا ہے کہ شیطان کے پیروکار اسی کے ساتھ قرار دیئے گئے ہیں اور اس کے ہم سنخ ہیں۔

۷۔ شیطان ایک مختار اور مکلف ذات ہے۔ اِذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَکَ مِنْہُمْ فَاِنَّ جَہَنَّمَ جَزَاؤُکَ مُوَفُّوْر

ابلیس اور اس کے پیروکاروں کو جہنم کا وعدہ واضح کر رہا ہے کہ ابلیس پر بھی تکالیف الہیہ تھیں چونکہ اصولی طور پر سزا

، اپنی ذمہ داری سے منہ پھیرنے کی صورت میں ہوتی ہے۔

۸۔ انسان ابلیس کی پیروی کرنے اور نہ کرنے کی توانائی اور اختیار رکھتا ہے۔

فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاءُكُمْ

ایک طرف انسان کی طرف پیروی کی نسبت دی گئی ہے اور دوسری طرف اسے خبردار کیا گیا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ انسان اپنی راہ اختیار کرنے میں مختار ہے۔

۹۔ شیطان اور اس کے پیروکاروں کے لئے جہنم مکمل طور پر سزا ہے۔

فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاءُكُمْ جَزَاءً مُّوَفَّوْرًا

"موفور" و فر سے ہے کہ اس کا معنی تام اور نقص سے خالی ہونا ہے۔ (مفردات راغب)

ابلیس: ابلیس کا دھتکارا جانا ۲؛ ابلیس کو مہلت دیا جانا ۱؛ ابلیس کی پیروی کے آثار ۶؛ ابلیس کی سرکشی کے آثار ۲؛ ابلیس کی سزا ۵؛ ابلیس کے پیروکاروں کی سزا ۵

انسان: انسان کا اختیار ۸؛ انسان کا گمراہ ہونا ۳؛ انسان کے پست ہونے کے اسباب ۶

جہنمی: ۵، ۹

خدا کے دھتکارے ہوئے ۲

شخصیت: شخصیت کا خطرہ کو پہچاننا ۶

شیطان: شیطان کا اختیار ۴؛ شیطان کا گمراہ کرنا ۳؛ شیطان کی پیروی ۸؛ شیطان کی ذمہ داری ۴؛ شیطان کی زندگی میں ہمیشگی ۳؛ شیطان کو سزا ۹؛ شیطان کو مہلت دیا جانا ۳؛ شیطان کے پیروکاروں کو سزا ۹؛ شیطان کے گمراہ کرنے میں ہمیشگی ۳

نافرمانی: شیطان سے نافرمانی ۸

آیت ۶۳

﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَعْطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا﴾

جاس پر بھی بس چلے اپنی آواز سے گمراہ کر اور اپنے سوار اور پیادوں سے حملہ کر دے اور ان کے اموال اور اولاد میں شریک ہو جا اور ان سے خوب وعدے کر کہ شیطان سوائے دھوکہ دینے کے اور کوئی سچا وعدہ نہیں کر سکتا ہے (۶۳)

۱۔ لوگوں کو منحرف کرنے کے لئے ابلیس کا اصلی طریقہ کار تحریک کرنا اور ابھارنا ہے۔

واستفزز من استطعت منهم

بہت سے مفسرین کا یہ خیال ہے کہ یہ تعبیرات "استفزز... بصوتک و،" أجلب علیہم بخیلک ورجلک... " ایک مثال ہے کہ اس میں شیطان کو اس کمانڈر کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جس میں وہ لشکر کشی کے لیے سب انسانوں کو دعوت دیتا ہے۔

۲۔ انسانوں کو منحرف کرنے اور ان میں وسوسہ ڈالنے کے حوالے سے ابلیس کی طاقت محدود ہے اور تمام انسانوں کو شامل نہیں ہے۔ استفزز من استطعت منهم

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی مہلت طلب کرنے کی درخواست کا مثبت جواب دیا ہے اور لوگوں کو منحرف کرنے کے حوالے سے اسے آزاد چھوڑ دیا ہے۔ لئن اخرتن ... لا حتکن ذریتہ ... قال اذهب ... استفزز من استطعت منهم

۳۔ لوگوں میں لغزش اور انحراف پیدا کرنے کے لئے ابلیس کے اوزاروں میں سے ایک اس کی مخصوص آواز ہے۔ استفزز من استطعت منهم بصوتک

۵۔ انسانی روح و جان کا آوازوں اور نعمات کے مد مقابل گہرا اثر لینا۔ استفزز من استطعت منهم بصوتک

۶۔ نعمات اور شیطانی پروپیگنڈے سے بعض لوگوں کا محفوظ رہنا۔ استفزز من استطعت منهم بصوتک

۷۔ ابلیس کے پیروکار، انسانی خصوصیات اور کرامت سے بے بہرہ ہیں اور دائرہ حیوانات میں داخل ہیں۔ استفزز من استطعت منهم بصوتک "صوت" سے مراد آواز اور بے معنی چیز ہے جسے عموماً حیوانوں کو ابھارنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ پس شیطان کا آواز کے ساتھ تحریک کرنا اس کے پیروکاروں کو حیوانات کی مانند ہونا بتا رہی ہے۔

۸۔ ابلیس کے پاس سواروں اور پیادوں کا لشکر ہونا اور وسیع حد تک اور مختلف انداز کے مددگار ہونا۔

وأجلب علیہم بخیلک ورجلک

"خیل" گھوڑے کی اسم جمع ہے اور اس سے مراد سوار لشکر ہے اور "رجل" رجال کی اسم جمع ہے اور اس سے مراد پیادہ لشکر ہے۔

۹۔ ابلیس کے پاس تیزی سے عمل کرنے والی طاقت اور آہستہ مگر ڈنسنے مارنے والے عامل موجود ہیں۔

وأجلب علیہم بخیلک ورجلک

۱۰۔ ابلیس کے نرم نرم نغموں کا اثر نہ ہونے کی صورت میں اپنی تمام تر طاقتوں کو استعمال کرنا۔ استفزز ... وأجلب

۱۱۔ ابلیس کا انسانی مال اور نسل کو حرام کاموں کی طرف کھینچنے کی کوشش اور ان کو اپنے مخصوص مقاصد کی

خاطر استعمال کرنا۔ وشارکہم فی الأموال والأولاد

۱۲۔ مال اور اولاد شیطان کے نفوذ کرنے اور انسانی لغزش کے دو اہم مواقع ہیں۔ وشارکہم فی الأموال والأولاد

۱۳۔ انسان کے لئے اپنے مال اور اولاد کو شیطانی حملہ سے محفوظ کرنے پر بہت زیادہ حساسیت کی ضرورت۔

وشارکہم فی الأموال والأولاد

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے شیطانی نفوذ کا راستہ مال اور اولاد کو شمار کیا ہے۔ حقیقت میں یہ ایک خطرے کا اعلان اور خبردار کرنا ہے کہ وہ کوشش کرے تاکہ وہ دونوں شیطانی دخالت سے محفوظ رہیں۔

۱۴۔ انسان کو اپنے دام میں پھنسانے کے لئے وعدہ دینا اور آرزوئوں میں ڈالنا شیطانی چالیں ہیں۔ وشارکہم ... وعدہم

۱۵۔ ابلیس اپنی تمام تر طاقت اور مختلف وسائل سے لوگوں کو منحرف کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

واستغفر ... بصوتک و اجلب ... وشارکہم ... وعدہم

۱۶۔ شیطان کے تمام وعدے اور بشارتیں بے بنیاد اور فریب ہیں۔ وما یعدہم الشیطان إلا غرور "غرور" فعل "غر" کا مصدر

ہے جس کا مطلب فریب اور مکر ہے۔

۱۷۔ عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر (ع) قال: سألته عن شرك الشيطان قوله: "وشارکہم فی الأموال والأولاد" قال:

ماکان من مال حرام فهو شریک الشیطان ... ویكون مع الرجل حين یجامع فیکون (الولد) من نطفته ونطفة الرجل

إذا کان حراماً^(۱) محمد بن مسلم روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام باقر (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "وشارکہم فی

الأموال والأولاد" میں شیطانی شرکت کے بارے میں پوچھا تو حضرت (ع) نے فرمایا وہ جو مال حرام ہے وہ شیطانی شرکت

کا حصہ ہے اور جب بھی حرام جماع ہو تو شیطان مرد کے ساتھ ہوتا ہے وہ بچہ شیطان اور اس مرد کے نطفہ سے پیدا ہوتا

ہے۔

۱۸۔ عن أبي عبد الله (ع) ... (فی قوله) "وشارکہم فی الأموال والأولاد" ... قال: إن الشیطان لیجی حتی یقعد من

المراة كما یقعد الرجل منها ویحدث كما یحدث وینکح كما ینکح قلت : بأي شی : یعرف ذلک؟ قال: بحبناً

وبغضناً، من ا حبناً کان من نطفة العبد ومن ا بغضناً کان نطفة الشیطان^(۲)

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۲۹۹، ح ۱۰۲۔ بحار الانوار ج ۱۰۱، ص ۱۳۶، ح ۵۔

(۲) کافی ج ۵، ص ۵۰۲، ح ۲۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۸۳، ح ۲۹۱۔

امام صادق (ع) سے اس کلام الہی: "وشاركهم في الأموال والأولاد" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: یہی شیطان خواتین پر سوار ہوتا ہے جس طرح مرد، ان پر سوار ہوتے ہیں۔ اور وہی کچھ ان سے کرتا ہے کہ جو کچھ مرد کرتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ کس طرح یہ بات جانی جائے گی؟ حضرت (ع) نے فرمایا: ہماری محبت اور بغض کے حوالے سے جو بھی ہم سے محبت کرے وہ اپنے والد کے نطفہ سے ہے اور جو ہمارا بغض رکھے وہ شیطان کا نطفہ ہے۔

۱۹۔ "قال الصادق (ع): من لم يبال وما قيل فيه فهو شرك شيطان، ومن لم يبال أن يراه الناس مسيئاً فهو شرك شيطان، ومن اغتاب أخاه المؤمن من غير ترة بينهما فهو شرك شيطان، ومن شغف بمحبة الحرام وشهوة الزنا فهو شرك شيطان... (۱) امام صادق (ع) نے فرمایا: جسے یہ پرواہ نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یا اس کے بارے میں کیا کہا جا رہا ہے اور وہ کہ جسے خوف نہ ہو کہ لوگ اسے گناہ کرنے کی حالت میں دیکھیں گے اور وہ جو اپنے مؤمن بھائی کی غیبت کرتا ہے بغیر اس کے کہ دونوں میں دشمنی ہو اور وہ جس کے دل میں حرام کی محبت اور زنا کی شہوت پیدا ہو (یہ وہ امور ہیں کہ) شیطان ان میں اسکے ساتھ شریک تھا..."

آرزو: آرزو کے آثار ۱۳

آوازیں: آوازوں کے روحی آثار ۵

آئمہ (ع): آئمہ (ع) کی ولایت کے آثار ۱۸: آئمہ (ع) کے ساتھ کینہ کے آثار ۱۸:

ابلیس: ابلیس کا اختیار ۳: ابلیس کا گمراہ کرنا ۲، ۳: ابلیس کی آوازیں ۳: ابلیس کی کوشش ۱۰، ۱۱، ۱۵: ابلیس کی مہلت کی درخواست کا قبول ہونا ۳: ابلیس کے پیروکاروں کا بے اہم ہونا ۴: ابلیس کے حدود تسلط ۲: ابلیس کے گمراہ کرنے کی روش ۱، ۱۰، ۱۱، ۱۵: ابلیس کے دام ۳: ابلیس کے سپاہیوں کی خصوصیات ۹: ابلیس کے سپاہیوں میں تبدیلی ۸

احساسات: احساسات سے غلط فائدہ اٹھانا ۱

انسان: انسان کی خطائیں ۱۲: انسان میں اثر لینے کی صلاحات ۵

حرام کام: حرام کاموں کے ارتکاب کے اسباب ۱۱ روایت: ۱۵، ۱۸، ۱۹

شیطان:

(۱) من لای حضرت القتیہ ج ۴، ص ۲۹۹، ج ۸۵۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۸۳ ح ۲۹۲۔

شیطان سے بچنا: ۶؛ شیطان کا گمراہ کرنا: ۱۶؛ شیطان کی بشارتوں کا باطل: ۱۶؛ شیطان کے تسلط سے جنگ کرنا: ۱۳؛ شیطان کے دام: ۱۱، ۱۲؛ شیطان کے گمراہ کرنے کی روش: ۱۳؛ شیطان کے گمراہ کرنے کے اسباب: ۱۲؛ شیطان کے وعدوں کا باطل: ۱۶؛ شیطان کے وعدے: ۱۳؛ شیطانی شرکت: ۱۸، ۱۷، ۱۹

فرزند: فرزند کی حفاظت: ۱۳ فرزند کا کردار: ۱۲

کرامت: کرامت سے محروم لوگ: ۷

مال: مال کی حفاظت: ۱۳؛ مال کا کردار: ۱۲

آیت ۶۵

﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا﴾

بیشک میرے اصلی بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں ہے اور آپ کا پروردگار ان کی نگہبانی کے لئے کافی ہے (۶۵)

۱۔ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے، شیطان کے تسلط سے محفوظ ہیں۔ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا

۲۔ اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندوں پر تسلط کے لیے شیطان کی مختلف چالیں ناکام ہیں۔

واستفزز ... وا جلب عليهم ... وشاركهم ... وعدهم ... إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا

۳۔ شیطان کی پیروی، اللہ تعالیٰ کی عبودیت سے خارج ہونا ہے۔ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا

کلمہ "عباد" کو "بی" متکلم کی طرف نسبت دینا شاید اس نکتہ کو بیان کر رہا ہو کہ نسل آدم (ع) سے ایسے لوگ بھی ہیں کہ ابلیس جن پر تسلط نہیں رکھ سکے گا۔ یہ اس بات سے حکایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی انسان کو ابلیس کے تسلط سے نجات دلاتی ہے اور شیطان کی پیروی انسان کو عبودیت کے وصف سے خارج کرتی ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبودیت، بہت بلند اور مستحکم مقام ہے۔ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا

کلمہ "عبادی" کو کسی اور صفت کی جگہ استعمال کرنا اور یہ بتانا کہ شیطان ایسی صفات کے حامل لوگوں پر تسلط نہیں پاسکتا مندرجہ بالا مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبودیت، شیطانی وسوسوں اور لشکر کشیوں کے مد مقابل انسانوں کا بیمہ اور انہیں طاقت بخشنے

والی ہے۔ لِأُحْتَكِنَ ذَرِيَّتَهُ ... إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا

۶۔ تمام انسانوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کے محفوظ بندوں کی تعداد کامل ہونا۔ اَلْأَحْتَنُكَ ذَرِيَّةٌ إِلَّا قَلِيلًا ... اِنْ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ "ان عبادى ليس لك عليهم سلطان" اس جملہ "الا قليلاً" کو بیان کرنے کی مانند ہے۔ یعنی یہ کہ شیطان نے کہا: سوائے تھوڑے لوگوں کے سب کو گمراہ کرونگا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی کلام کے مستثنیٰ لوگوں کو بیان کیا ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کا سب لوگوں کے لئے کارساز اور حامی ہونا کافی ہے اس کے علاوہ کسی دوسرے کی ضرورت نہیں ہے۔
وَكُفَىٰ بَرِّكَ وَكِيْلًا

۸۔ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کو شیطانی وسوسوں اور فساد کے مد مقابل الہی حمایت (حفاظت اور کارساز ہونا) حاصل ہے۔
وَاسْتَفْزِزْ مِنْ اسْتِطْعَتْ ... اِنْ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكُفَىٰ بَرِّكَ وَكِيْلًا

"وَكُفَىٰ بَرِّكَ وَكِيْلًا" عبارت "ان عبادى ... " کے لئے علت ہو سکتا ہے لہذا عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ: ابلیس اس لئے اللہ تعالیٰ کے بندوں پر تسلط نہیں پاسکتا چونکہ اللہ تعالیٰ ان کا ایسا حامی ہے جو ان کے لیے کافی ہے۔

۹۔ ابلیس کے تسلط سے محفوظ رہنے کے لئے لوگ اللہ پر توکل اور بھروسہ رکھنے کے محتاج ہیں۔

لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكُفَىٰ بَرِّكَ وَكِيْلًا

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے بندوں کی حمایت کرے۔ اِنْ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكُفَىٰ بَرِّكَ وَكِيْلًا

۱۱۔ فقط اللہ تعالیٰ ہی انسانوں کو شیطانی تسلط اور نفوذ سے نجات دے سکتا ہے۔ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكُفَىٰ بَرِّكَ وَكِيْلًا

۱۲۔ پیغمبر (ص) کا اللہ تعالیٰ کی خصوصی ربوبیت کے تحت اور شیطانی تسلط اور نفوذ سے محفوظ ہونا۔ اِنْ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكُفَىٰ بَرِّكَ وَكِيْلًا مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد اس نکتہ پر ہے کہ "ربک" میں "ک" سے مراد جیسا کہ مفسرین نے بھی احتمال دیا ذات پیغمبر اسلام (ص) ہو اس بناء پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر شیطانی تسلط کی نفی کی ہے اس کے بعد بطور خاص پیغمبر (ص) کا ذکر کیا ہے مندرجہ بالا مطلب کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔

۱۳۔ "عن محمد الخزاعی قال: سمعت أبا عبد الله (ع) يذكر في حديث غدير خم انه لما قال النبي (ص) لعلي (ع) ما قال ... قال النبي (ص)"

... "إن عبادى ليس لك عليهم سلطان ... " صرخ إبليس صرخة فرجعت إليه العفارىت فقالوا: يا سيدنا ما هذه الصرخة ...؟ قال: والله من أصحاب علي (ع) ... (۱) محمد خزاعی کہتے ہیں کہ: میں نے امام صادق (ع) سے سنا کہ وہ غیر خم کے واقعہ کے بارے میں فرما رہے تھے کہ: جب رسول اللہ (ص) حضرت علی (ع) کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ہے: "إن عبادى ليس لك عليهم سلطان" کے بارے میں فرمایا اس وقت ابلیس نے چیخ ماری تو اس آواز سے عفريتوں نے اس کی طرف رجوع کیا اور کہا اے ہمارے سردار یہ چیخ کس لئے تھی تو ابلیس نے کہا: اللہ کی قسم علی (ع) کے اصحاب کی وجہ سے ...

ابلیس: ابلیس سے بچنے کے اسباب ۹؛ ابلیس کا تسلط ۹

اللہ تعالیٰ (ص) (ع): اللہ تعالیٰ کی حمایتوں کا پیش خیمہ ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی حمایتوں کا کافی ہونا ۷؛ اللہ تعالیٰ کی حمایتیں ۸؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات ۷، ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نجات ملنا ۱۱
اللہ تعالیٰ کے بندے: اللہ تعالیٰ کے بندوں کا گمراہ نہ ہونا ۲؛ اللہ تعالیٰ کے بندوں کا محفوظ ہونا ۱؛ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی حمایت ۱۰/ انسان: انسان کی معنوی ضروریات ۷، ۹؛ انسان کے گمراہ نہ ہونے کے اسباب ۵؛

بے نیازی: غیر خدا سے بے نیازی ۷

توحید: توحید افعالی ۱۱

توکل: توکل کے آثار ۹

روایت: ۱۳

شیطان: شیطان سے بچنا ۱، ۵، ۱۲؛ شیطان کا تسلط ۱۲، ۱۳؛ شیطان کا گمراہ کرنا ۲؛ شیطان کی پیروی کے آثار ۳؛ شیطان کے تسلط سے نجات ۱۱؛ شیطان کے وسوسے ۱، ۵

شیعہ: شیعوں کا گمراہ نہ ہونا ۱۳ شیعوں کے فضائل ۱۳؛

عبودیت: عبودیت کی اہمیت ۱؛ عبودیت کے آثار ۵؛ عبودیت کے مقام کی قدر و قیمت ۳

گمراہ نہ ہونے والے: گمراہ نہ ہونے والوں کی تعداد کا کم ہونا ۶

محمد (ص): محمد (ص) کی عصمت ۱۲؛ محمد (ص) کا مربی ہونا ۱۲/ مقرب:

مقرب لوگوں کا حامی ۸؛ مقرب لوگوں کی تعداد کا گمراہ نہ ہونا ۲؛ مقرب لوگوں کا محفوظ ہونا ۱؛ مقرب لوگوں کا کم ہونا ۶
 محتاجی و احتیاجات : اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج ۷؛ توکل کی احتیاج ۹
 نافرمانی : اللہ کی نافرمانی ۳

آیت ۶۶

﴿رَبُّكُمْ الَّذِي يُزْجِي لَكُمْ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾

اور آپ کا پروردگار ہی وہ ہے جو تم لوگوں کے لئے سمندر میں کشتیاں چلاتا ہے تاکہ تم اس کے فضل و کرم کو تلاش کر سکو کہ وہ تمہارے حال پر بڑا مہربان ہے (۶۶)

۱۔ کشتیوں کی مسلسل حرکت اور ان پر جاری قوانین انسانی فائدہ کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا جلوہ ہے۔
 رَبُّكُمْ الَّذِي يُزْجِي لَكُمْ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ

۲۔ زمین پر انسان کی تمام مادی ضروریات کو پورا کرنا اسی بات پر دلیل ہے کہ خداوند عالم قادر اور ان کی حمایت کے ہے کافی ہے۔ وَكَفَىٰ بَرَبِكْ وَكِيلًا۔ رَبُّكُمْ الَّذِي يُزْجِي لَكُمْ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ
 یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کافی اور نگہبان ہونے کے تذکرہ کے بعد یہ ذکر کیا ہے کہ وہ انسانی فائدوں کی بناء پر کشتیوں کو حرکت میں لاتا ہے، ہو سکتا ہے مندرجہ بالا نکتہ کو واضح کر رہا ہو۔

۳۔ انسان کے طبعی عطیات اور الہی نعمات کے حصول میں سمندروں اور کشتیوں کا اہم اور موثر کردار ہے۔
 رَبُّكُمْ الَّذِي يُزْجِي لَكُمْ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ

۳۔ سمندروں میں مخفی طبعی نعمات، لوگوں کے لئے الہی فضل ہیں۔ رَبُّكُمْ الَّذِي يُزْجِي لَكُمْ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ

۵۔ طبیعت میں پوشیدہ موجودات کا مطالعہ انسان کو ربوبیت خدائے واحد کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے۔
رَبِّكُمْ الذی یزجى لكم الفلك فى البحر لتبتغوا من فضله

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی ربوبیت کی طرف مائل کرنے کے لئے طبعی نعمات کی طرف توجہ دلائی ہے اس سے مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

۶۔ انسان کے لیے خدائی نعمتوں کا سرچشمہ خدا کا فضل و بخشش ہے۔ رَبِّكُمْ الذی یزجى ... لتبتغوا من فضله

۷۔ الہی نعمات اور وسائل سے صرف سعی اور کوشش کی صورت میں بہرہ مند ہوا جاسکتا ہے۔
رَبِّكُمْ الذی یزجى ... لتبتغوا من فضله

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سمندروں میں اپنے فضل اور موجود وسائل سے فائدہ اٹھانے کو کلمہ "ابتغای" مطلوبہ چیز کے لیے سعی و کوشش سے بیان کر کے یہ بتایا ہے کہ وسائل سے فائدہ اٹھانے کے لئے کوشش اور تلاش ضروری ہے۔

۸۔ پروردگار چاہتا ہے کہ انسان سمندروں جیسے مظاہر طبیعت سے فائدہ اٹھانے اور اپنی روزی پانے کے لئے سعی اور کوشش کرے۔ رَبِّكُمْ الذی یزجى لكم الفلك فى البحر لتبتغوا من فضله

۹۔ اللہ تعالیٰ، انسان سے محبت اور رحم کرنے والا ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا

۱۰۔ انسانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے طبعی نعمات کا آمادہ ہونا، اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کا تقاضا ہے۔
رَبِّكُمْ الذی یزجى لكم ... اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کی انسانوں کے لئے ربوبیت، اس کی وسیع رحمت کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ رَبِّكُمْ ... اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا
اسماء و صفات: رحیم ۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا فضل ۳؛ اللہ تعالیٰ کی حمایت کے دلائل ۲؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۵؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی خصوصیات ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات ۱؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت ۹، ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دلائل ۲؛ اللہ تعالیٰ کی نصے حقی ۸؛ اللہ تعالیٰ کے فضل کے آثار ۶؛ اللہ تعالیٰ کے کافی ہونے کے دلائل ۲

انسان: انسان کی ضروریات کا پورا کرنا ۲؛ انسانوں کا حامی ۲؛ انسانوں کی حمایت ۲؛ انسانوں کے فائدے ۱
خلقت: مخلوقات میں مطالعہ کے آثار ۵

روزی:

روزی کے لئے کوشش ۸

سمندر: سمندروں سے فائدہ اٹھانا ۸؛ سمندوں کے فوائد ۳

کشتیاں: کشتیوں کی حرکت کے آثار ۱؛ کشتیوں کے فوائد ۳

کوشش: کوشش کے آثار ۷

مادی وسائل: مادی وسائل کا پخیمہ ۷؛ یشمادی وسائل کی بنیاد ۱۰

معاش: معاش کے پورا ہونے کی اہمیت ۸

نعمت: دنیاوی نعمتیں ۳؛ سمندوری نعمتیں ۳؛ نعمت سے فائدہ اٹھانے کا پیش خیمہ ۷؛ نعمت کو حاصل کرنے کا پیش خیمہ

۳؛ نعمت کی بنیاد ۶، ۱۰؛ نعمتوں سے فائدہ اٹھانا ۸

ہدایت: ہدایت کے اسباب ۵

آیت ۶۷

﴿وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَٰهَهُ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا﴾

اور جب دریا میں تمہیں کوئی تکلیف پہنچی تو خدا کے عالمہ سب غائب ہو گئے جنہیں تم پکار رہے تھے اور پھر جب خدا نے تمہیں بچا کر خشکی تا پہنچا دیا تو تم پھر کنارہ کش ہو گئے اور انسان تو بڑا ناشکر ہے (۶۷)

۱۔ سمندری سفر کے خطرناک لمحات، انسان کے خدائے واحد کی طرف میلان، اس کی طرف متوجہ ہونے اور اس کے غیر کو بھول جانے کا پیش خیمہ ہیں۔ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَٰهَهُ

۲۔ زندگی کے مشکل اوقات اور وہ خطرناک لمحات کہ جن سے نجات کی کوئی امید باقی نہ رہے انسان کے اندر خدا کی طرف میلان کی فطرت کو بیدار کر دیتے ہیں۔ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ ... ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَٰهَهُ

بہت ساری مشکلات میں سے سمندر کی مشکلات کہ جس میں ممکن ہے کہ انسان پھنس جائے اس وجہ سے ہے کہ سمندر کی طلاطم خیز موجوں سے رہائی کی نجات ممکن نہیں ہے۔

۳۔ انسان خطرناک گرداب میں پھنس کر نہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا کرتا ہے بلکہ اسے ایسی واحد قدرت سمجھتا ہے کہ جو اس یقینی موت سے نجات دلا سکتی ہے۔ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضَّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَٰهَ ۳ دُشوار لمحات میں غیر خدا قوتوں کی ناتوانی واضح ہو جاتی ہے اور ظاہری اسباب سے امید ختم ہو جاتی ہے۔ وَإِذَا مَسَّكُم ... ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَٰهَ

۵۔ انسان فطرتی طور پر موت اور عدم سے بچتے ہیں اور بقا کے خواہش مند ہیں۔ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضَّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَٰهَ ۵ اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے کہ: جب انسان خطرے کو محسوس کرتے ہیں تو صرف اس کی طرف منہ کرتے ہیں تاکہ وہ انہیں موت سے نجات دلائے یہ اس چیز سے حکایت ہے کہ وہ بقاء کے خواہش مند اور موت سے گریز کرتے ہیں۔

۶۔ انسان موت جیسے خطرات لمحات سے نجات پانے کے بعد اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں اور حق سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ فَلَمَّا نَجَّكُم إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ

۷۔ ان خطرات سے نجات کہ جن سے حتمی طور پر موت آتی ہے صرف اللہ تعالیٰ کی عنایت کی صورت میں ممکن ہے۔ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضَّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَٰهَ ۷ فَلَمَّا نَجَّكُم إِلَى الْبَرِّ

۸۔ آسائش اور امن ہونے کا احساس انسان کے نعمت کی ناشکری کی طرف میلان پیدا کرنے کا پیش خیمہ ہے۔ فَلَمَّا نَجَّكُم إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا

۹۔ انسان ناشکرا محض اور حق ناشناس موجود ہے۔ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا

"کفور" مبالغہ کا صیغہ ہے کہ جو کفران نعمت میں مبالغہ کے لیے ہے (یعنی نعمت کو بھول جانا)

۱۰۔ خطرات سے نجات پانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت، انسانی حق نہ جاننے والی شدید خصلت کی بناء پر ہے۔

فَلَمَّا نَجَّكُم إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا جملہ "وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا" کہ جو انسانوں کی ایک عام سی خصلت بیان کر رہا ہے گذشتہ مطالب کی علت کے قائم مقام ہے۔

آسائش:

آسائش کے آثار ۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے نجات دینا ۷; اللہ تعالیٰ کی عنایت کے آثار ۷; اللہ تعالیٰ کے محتات ۷;

امن: امن کے آثار ۸

انسان: انسان کی صفات ۹، ۱۰; انسان کی فطرت ۲; انسان کی ناشکری ۹; انسان کی ناشکری کے آثار ۱۰; انسانوں کی غفلت ۶

ایمان: اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان ۳; اللہ تعالیٰ کے نجات دینے پر ایمان ۳; توحید پر ایمان کا پیش خیمہ ۱

توحید: توحید کا پیش خیمہ ۳

حق: حق سے دوری ۶

حادثات: حادثات سے نجات کی بنیاد ۷

خطرہ: خطرہ سے نجات کے آثار ۱۰، ۶;

ذکر: اللہ تعالیٰ کے ذکر کا پیش خیمہ ۳

زندگی: زندگی میں مشکلات کے آثار ۲

سختی: سختی سے نجات کے آثار ۶; سختی کے آثار ۲;

سفر: سمندری سفر میں خطرات کے آثار ۱

غفلت: امن کے وقت غفلت ۶; خدا سے غفلت کا پیش خیمہ ۶، ۱۰; غیر خدا سے غفلت کا پیش خیمہ ۱

فطرت: خدا کی تلاش کی فطرت ۲; فطرت کو متبہ کرنے کا پیش خیمہ ۲، ۳

قدرت: _ غیر خدا کی قدرت کا بے اثر ہونا ۳

بتلاء ہونا: سختی میں بتلاء ہونے کے آثار ۳، ۳

موت: موت سے فرار ۵; موت سے نجات کی بنیاد ۷

ناامیدی: طبعی اسباب سے ناامیدی ۳

ناشکری: نعمت کی ناشکری کا پیش خیمہ ۸

آیت ۶۸

﴿أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يُخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا﴾

کیا تم اس بات سے محفوظ ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں خشکی ہی میں دھنسا دے یا تم پر پتھروں کی بوچھاڑ کر دے اور اس کے بعد پھر کوئی کارساز نہ ملے (۶۸)

۱۔ خطرات اور مشکلات سے نجات پانے والے ناشکرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا دیگر خطرات اور مہلکات میں گرفتار ہونے سے خبردار کرنا۔ فلما نجکم إلى البر أعرضتم ... أفأمنتم أن يخسف بكم

۲۔ ایک مقام ہلاکت سے انسان کی نجات، اس کے ہمیشہ الہی قہر سے نجات کی دلیل نہیں ہے۔
نجکم إلى البر ... أفأمنتم أن يخسف بكم جانب البر

۳۔ زمین میں دھنسنے یا سنگریزوں کے طوفان میں شکار ہونے کے امکان کی صورت میں ہمیشہ امن کا احساس کرنا فضول ہے۔ فلما نجکم إلى البر أعرضتم ... أفأمنتم أن يخسف بكم جانب البر أو يرسل عليكم حاصبا

"خسف" فعل "ے خسف" کا مصدر ہے اور لغت میں دھنسنے کے معنی میں ہے۔ جبکہ "البر"، "بحر" (دریا) کے مد مقابل خشکی کے معنی میں ہے۔

۳۔ الہی نعمتوں کی ناشکری کرنے اور حق کی قدردانی نہ کرنے والے دنیاوی عذاب مثلاً زمین میں دھنسنے اور سنگریزوں کے طوفان میں پھنسنے کے خطرہ میں ہیں۔ وكان الإنسان كفوراً۔ أفأمنتم أن يخسف بكم ... أو يرسل عليكم حاصبا

۵۔ زمین اور طبیعت کے تمام مظاہر ارادہ الہی کے اجراء کے مقام ہیں۔
أفأمنتم أن يخسف بكم جانب البر أو يرسل عليكم حاصبا

۶۔ موت لانے والے طبعی حادثات انسانوں کو متوجہ کرنے والے وسیلہ اور ان کی تربیت کرنے والے اسباب میں سے ہیں۔ أفأمنتم أن يخسف بكم جانب البر أو يرسل عليكم حاصبا

یہ کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو خطرات سے بچنے کے بعد خدا سے دور ہو جاتے ہیں خبردار کر رہا ہے کہ کبھی بھی امن و امان کا احساس نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حادثات کی طرف توجہ ممکن ہے انسان کے متوجہ ہونے اور تربیت پانے کے اسباب میں سے ہو۔

۷۔ انسان ہمیشہ سے طبیعی حادثات سے پیدا ہونے والے خطرات کی زد میں ہے۔

ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَٰهًا فَلَمَّا نَجَّكُمْ إِلَى الْبَرِّ ... أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يَرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا

۸۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور پناہ گاہ بھی طبیعی حوادث سے آنے والی یقینی موت سے نجات نہیں دے سکتی۔

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَٰهًا فَلَمَّا نَجَّكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ... أَفَأَمْنَتُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ

الْبَرِّ أَوْ يَرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلی آیت میں فرمایا کہ انسان خطرات میں پڑنے کی صورت میں

فقط اللہ تعالیٰ اور اس کی نجات دینے والی قدرت کی یاد میں پڑ جاتا ہے اور نجات پانے کے بعد بھول جاتا ہے۔ اور بعد والی

آیت میں خبردار کیا گیا ہے کہ کبھی بھی امن کا احساس نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف وہ ہے کہ جو انسان کو یقینی

موت سے نجات دے سکتا ہے۔

۹۔ انسان موت لانے والے حوادث کے گرداب میں پھنسنے کے وقت اللہ تعالیٰ کے سوا اپنی نجات کے لئے کسی کو

کارساز اور پناہ گاہ نہیں پاتا۔ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا

۱۰۔ ہر حال (امن اور خطرہ کے حالات) میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حاکمیت پر توجہ کا ضروری ہونا۔

نَجَّكُمْ إِلَى الْبَرِّ ... أَفَأَمْنَتُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ ... أَوْ يَرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچنا ۲؛ اللہ تعالیٰ کا انذار ۱؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات ۸؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مقام

اجرائی ۵؛ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نجات بخشی ۸، ۹

امن: بے جا امن کا احساس ۳

انسان: انسانوں سختی میں ہونا ۹

تنبیہ: تنبیہ کے اسباب ۶

تربیت:

تربیت کے اسباب ۶

حادثات: حادثات کا خطرہ ۷؛ حادثات کا کردار ۶

ذکر: اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے ذکر کی اہمیت ۱۰؛ اللہ کی قدرت کے ذکر کی اہمیت ۱۰؛ اللہ کے ذکر کا پیش خیمہ ۹

ڈرانا: عذاب سے ڈرانا ۱، ۳؛ ہلاکت سے ڈرانا ۱

زمین: زمین کا کردار ۵؛ زمین میں دھنسنا ۳، ۳

طبیعی اسباب: طبیعی اسباب کا کردار ۵

طوفان: سنگریزوں کا طوفان ۳

عذاب: سنگریزوں کے طوفان کے ساتھ عذاب ۳؛ عذاب کا خطرہ ۳؛ عذاب کے وسائل ۳

مصیبتیں: طبیعی مصیبتوں سے نجات کی بنیاد ۸؛ طبیعی مصیبتوں کا خطرہ ۷؛ طبیعی مصیبتوں کا کردار ۶؛ طبیعی مصیبتیں ۳

موت: موت سے نجات کا منشاء ۸

ناشکری کرنے والے: ناشکری کرنے والے کو ڈرانا ۱؛ ناشکری کرنے والوں کی سزا ۳

نجات پانے والے: خطرے سے نجات پانے والوں کو ڈرانا ۱

ہلاکت: ہلاکت سے نجات کا محدود ہونا ۲؛ ہلاکت کا خطرہ ۳

آیت ۶۹

﴿أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيَرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا﴾

یا اس بات سے محفوظ ہو گئے ہو کہ وہ دوبارہ تمہیں سمندر میں لے جائے اور پھر تیز آندھیوں کو بھیج کر تمہارے کفر کی بنا پر تمہیں غرق کر دے اور اس کے بعد کوئی ایسا نہ پاؤ جو ہمارے حکم کا پیچھا کر سکے (۶۹)

۱۔ خطرہ سے رہائی پانے والے ناشکرے لوگوں کو دوبارہ اسی خطرہ میں گرفتار ہونے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا خبردار کرنا۔ اَمْ اَنْتُمْ اَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ

۲۔ ناشکرے اور حق سے منہ پھیرنے والے لوگ کسی صورت اور شرائط میں بھی اللہ تعالیٰ کے دنیاوی عذاب سے سمندر اور خشکی میں امان میں نہیں ہیں۔ فَلَمَّا نَجَّكُمْ إِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ... اَمْ اَنْتُمْ اَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ۔

۳۔ سمندر کے خطرہ سے نجات پانے والوں کا دوبارہ سمندری طوفان میں گھرنے اور غرق ہونے کا امکان۔
أَم أَمْنَتُمْ أَنْ يَعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَى

۳۔ حق سے دور انسان لمحہ بہ لمحہ تبدیل ہونے والے اور آرام و امن کے دلدادہ ہیں۔
أَفَا مَنْتُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ ... أَم أَمْنَتُمْ أَنْ يَعِيدَكُمْ فِيهِ

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ حق سے دور لوگ سمندر کی موجوں سے نجات پانے کے بعد اپنی چند روزہ آسائش میں گم ہو گئے اور اللہ کی یاد سے غافل ہو گئے۔

۵۔ طوفانی اور توڑنے والی ہوائیں اللہ سے منہ پھرنے والوں کے الہی عذاب کے اسباب میں سے ہیں۔ یعیدکم ...
فَيَرْسِلُ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيَغْرِقُكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ مَّصْدَرُ "قَصْفٍ" سے قاصف کا معنی توڑنے والا ہے۔ (مفردات
راغب)

۶۔ مشکلات سے نجات کے بعد اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت، حق سے انکار اور کفران نعمت کا ایک نمونہ ہے۔
۱ عرضتم ... فَيَغْرِقُكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد سے دوری کو "کفر" (کفرتم) سے تعبیر کیا ہے پس معلوم ہوا اللہ
سے دوری اس سے کفر ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ سے کفر، مصیبتوں کے وسیلہ سے سزا ہونے کا موجب ہے۔ فیرسل علیکم قاصفاً من الريح فیغرقکم بما
کفرتم

۸۔ اللہ تعالیٰ کے خبردار کرنے کے باوجود عبرت حاصل نہ کرنے والوں کے لئے دنیاوی عذاب و ہلاکت میں مبتلا ہونے کا
امکان ہے۔ فلما نجحکم إلی البرّۃ عرضتم ... أَم أَمْنَتُمْ أَنْ يَعِيدَكُمْ فِيهِ ... فَيَغْرِقُكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ

۹۔ اللہ تعالیٰ، انسان کے خطرات میں قدم رکھنے کے قصد کے اسباب اور پیش خیمہ کو وجود میں لاتا ہے۔ أَم أَمْنَتُمْ أَنْ
يعیدکم فیہ ... یرسل علیکم فعل متعدی "یعیّد" اور "یرسل" کا آنا اور اس کا فاعل "اللہ تعالیٰ" ہونا اس بات کی حکایت کر
رہا ہے کہ انسان کے خطرہ کی طرف بڑھنے کا پیش خیمہ اللہ تعالیٰ فراہم کرتا ہے۔

۱۰۔ انسان کا عقیدہ اور عمل اس کے خطرات اور مقامات ہلاکت میں پڑنے میں اہم اور موثر کردار ادا کرتے ہیں۔
فَيَغْرِقُكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب میں ہلاک ہونے والے کوئی حامی اور قصاص لینے والے نہیں پائیں گے۔

فیغرقکم بما کفرتم ثم لا تجدوا لکم علینا به تبیعا

"تبیع" تبیع سے ہے۔ اس سے مراد پیچھے آنا یا پیچھا کرنا ہے۔ اس عبارت سے مراد یہ ہے کہ کوئی ایسا نہ ہوگا کہ جو ان کی ہلاکت کے حوالے سے پیچھا کرے گا اور ان سے دفاع کرے گا۔

۱۲۔ غیر خدا، اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ارادہ کے مقابلہ کرنے پر ناتوان۔ ثم لا تجدوا لکم علینا به تبیعا

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کسی کے مد مقابل جواب دہ نہیں ہے اور نہ کوئی اس سے پوچھ گچھ کرنے والا ہے۔

فیغرقکم بما کفرتم ثم لا تجدوا لکم علینا به تبیعا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کسی کو نہ پائو گے کہ جو اللہ سے دوری کرنے والوں کے فائدہ کی خاطر اللہ کے خلاف قدم اٹھائے۔ اس کنایہ کا احتمال ہے کہ اللہ سے پوچھ گچھ کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور ذمہ داری ۱۳؛ اللہ تعالیٰ سے پوچھنا ۱۳؛ اللہ تعالیٰ سے دوری ۶؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی حاکمیت ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کے افعال ۹؛ اللہ تعالیٰ کے ڈراوے ۱؛ اللہ تعالیٰ کے ساتھ احتجاج ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات ۱۲// اللہ تعالیٰ سے دوری اختیار کرنے والے:

اللہ تعالیٰ سے دوری اختیار کرنے والے لوگوں کی سزا ۵

انسان: انسان کا اختیار ۹؛ انسان کے عبرت حاصل نہ کرنے کے آثار ۸

حق: حق سے دور لوگوں کی سزا ۲؛ حق قبول نہ کرنے والوں کو عذاب ۲؛ حق قبول نہ کرنے والوں کی دنیاوی سزا ۲

ڈراونا: عذاب سے ڈراونا ۲؛ ہلاکت سے ڈراونا ۱

سزا: سزا کے اسباب ۷؛ سزا کے وسیلے ۵، ۷؛ مصیبتوں کے ساتھ سزا ۷

عذاب: اہل عذاب کا بے یار و مددگار ہونا ۱۱؛ دنیاوی عذاب کے اسباب ۷؛ طوفان کے ساتھ عذاب ۳؛ عذاب کا پیش خیمہ

۸؛ عذاب کا خطرہ ۲

عقیدہ: عقیدہ کے آثار ۱۰// عمل: عمل کے آثار ۱۰

غفلت: اللہ تعالیٰ سے غفلت کے آثار ۶

قدرت:

غیر خدا کی قدرت کی نفی ۱۲

اللہ تعالیٰ کے کام کرنے والے ۵:

کفر: کفر کی علامات ۶; کفر کے آثار ۷

مصیبتیں: طبعی مصیبتوں کا کردار ۷

ناشکری: نعمت کی ناشکری کی علامات ۶

ناشکری کرنے والے: ناشکری کرنے والوں کو دنیاوی سزا ۲; ناشکری کرنے والوں کو ڈراونا ۱; ناشکری کرنے والوں کو

عذاب ۲; ناشکری کرنے والوں کی آسائش طلبی ۳; ناشکری کرنے والوں کی صفات ۳

نجات پانے والے: خطرے سے نجات پانے والوں کا غرق ہونا ۳; خطرے سے نجات پانے والوں کو ڈراونا ۱; خطرے

سے نجات پانے والوں کے عذاب کا امکان ۳

ہلاکت: دنیاوی ہلاکت کا پیش خیمہ ۸; ہلاکت کی بنیاد ۹; ہلاکت کے اسباب ۱۰

ہوائیں: ہوائوں کا کردار ۵

آیت ۷۰

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا﴾

اور ہم نے بنی آدم کو کرامت عطا کی ہے اور انھیں خشکی اور دریاؤں میں سواریوں پر اٹھایا ہے اور انھیں پاکیزہ رزق عطا

کیا ہے اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سوں پر فضیلت دی ہے (۷۰)

۱۔ تمام انسانوں (خواہ مؤمن خواہ غیر مؤمن) کے پاس اللہ کی عطا شدہ کرامت و منزلت ہے۔ ولقد کرّمنا بنی آدم

۲۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کو مخصوص قدر عطا کرنے کی خاص عنایت۔ ولقد کرّمنا بنی آدم

۳۔ انسان کا اپنی الہی کرامت و مقام پر توجہ موجب بنتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری سے پرہیز کرے۔

فیغرقکم بما کفرتم ... ولقد کرّمنا بنی آدم

موت کے خطرہ سے رہائی پانے کے بعد الہی نعمتوں کی ناشکری کرنے والوں کے ماجرہ کو ذکر کرنے کے بعد انسان کی

کرامت کا ذکر، ہو سکتا ہے ان کے لئے مذمت ہو اور انسان کو یہ توجہ دلائے کہ انسانی کرامت اس کے ناشکری سے

اجتناب کے باعث ہے۔

۳۔ تمام انسان ایک نسل اور آدم کی اولاد ہیں۔ ولقد کرمنا بنی آدم

۵۔ اللہ تعالیٰ انسان کے لئے خشکی اور سمندروں میں حرکت کے امکانات اور مواقع کو فراہم کرنے والا۔
وحملنہم فی البرّ والبحر

۶۔ انسانوں کی سمندر اور خشکی میں سیر و سیاحت پر قدرت، اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کی تکریم کا جلوہ ہے۔
ولقد کرمنا بنی آدم وحملناہم فی البرّ والبحر

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ "وحملناہم" میں واو (و) عطف تفسیر ہو جو "کرمنا" کو بیان رہی ہو یعنی ہم نے انسانوں کو سمندر اور خشکی میں سیر و سیاحت کے وسائل فراہم کر کے ان کی تکریم کی ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کا انسانوں کو کرامت انسانی، سمندروں اور خشکی میں معاش کے ذخیرہ سے بہرہ مند کر کے احسان کرنا۔
ولقد کرمنا بنی آدم وحملناہم ... ورزقناہم من الطیب

۸۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پاک و پاکیزہ اور مناسب روزی عطا کی ہے۔ ولقد کرمنا بنی آدم ... ورزقناہم من الطیب
"طیب" اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو انسانی حواس اور جان کے لئے لذت بخش ہو۔ (مفردات راغب) یہاں اس سے مراد انسانی طبیعت کے مناسب روزی ہے۔

۹۔ انسانوں کا پاک و پاکیزہ اور مناسب روزی کا حامل ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی تکریم کا جلوہ ہے۔
ولقد کرمنا بنی آدم ... ورزقناہم من الطیب

یہ کہ 'ورزقناہم' میں واو تفسیر اور اللہ تعالیٰ کی انسان کے لئے نوع اور مصداق تکریم بیان کرنے کے لئے ہو تو مندرجہ توجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

۱۰۔ طبیعت پر مسلط ہونے اور اس سے فائدہ اٹھانے کے وسائل اور مواقع کا الہی ہونے پر انسان کی توجہ ضروری ہے۔
کرمنا ... وحملناہم ... ورزقناہم ... وفضلنہم

"جمع متکلم" کا تکرار اور انسانی کاموں کو اللہ کی طرف نسبت دینا شاید اس لئے ہو کہ وہ چاہتا ہے کہ انسان ان کے الہی ہونے پر توجہ کرے۔

۱۱۔ پاکیزہ روزی انسان کے فائدہ اٹھانے کے لئے ہے اس میں بلا وجہ زہد نہیں کرنا چاہیے ورزقناہم من الطیب

۱۲۔ صرف پاک و پاکیزہ روزی اور الہی عطا شدہ رزق ہی پسندیدہ ہے۔ ورزقناہم من الطیب

مندرجہ بالا مطلب کی اساس "من" کا بیان کے لئے ہونا ہے

۱۳_ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جہان کی بہت سی مخلوقات پر خاص امتیاز اور برتری فضیلت بخشی ہے۔

وفضلنا ہم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلاً

اہل لغت کی نظر میں فعل "فضل" کو مفعول مطلق "تفضیلاً" کے ساتھ استعمال کرنے سے مراد، کسی چیز کو ممتاز کرنا اور کسی خصلت سے خاص کرنا ہے۔ (قاموس المحیط) اور فضیلت کا بڑا ہونا۔ "تفضیلاً" کے نکرہ ہونے سے سمجھا گیا ہے جو تعظیم و عظمت پر دلالت کر رہا ہے۔

۱۴_ کائنات میں انسان کے برابر یا اس سے برتر مخلوقات کا وجود۔ وفضلنا ہم علی کثیرا

۱۵_ کائنات میں انسان کے علاوہ باشعور مخلوقات کا وجود۔ وفضلنا ہم علی کثیر ممن خلقنا

کلمہ "من" جو کہ ذوی العقول کے لئے اور باشعور موجودات کے لئے آتا ہے۔ اس کا لانا اور "ما" کا نہ لانا مندرجہ بالا نکتہ پر دلالت کرتا ہے۔

۱۶_ کائنات کے تمام موجودات پر انسانوں کی برتری اور فضیلت۔ وفضلنا ہم علی کثیرا

"کثیر" یہاں "تمام" اور اللہ تعالیٰ کی فراوان مخلوقات کے معنی میں ہے۔ جیسا کہ لغت میں "کثیر" جمیع کے معنی میں بہت استعمال ہوا ہے۔ (مجمع البیان)

۱۷_ انسان تمام موجودات کے ساتھ اپنے مشترکات میں فضیلت اور برتری کا حامل ہے۔ وفضلنا ہم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلاً احتمال ہے کہ "کرمننا" اور "فضلنا" جو کہ دونوں انسانی توصیف کے لئے ہیں ان میں تفاوت ہو کر امت، انسان کے لئے ذاتی اور خصوصی صفت ہو جبکہ فضیلت ایسی چیز ہے کہ موجودات میں ہے لیکن ایک ان میں سے برتری سے کہتے ہیں۔

۱۸_ عن علی بن محمد (الہادی) (ع) : ... ان معناه (صحة الخلقة) کمال الخلق للإنسان وکمال الحواس وثبات العقل والتمییز وإطلاق اللسان بالنطق وذلك قول الله "ولقد کرمننا بنی آدم وحملناهم فی البر والبحر ورزقناهم من الطیبات

وفضلنا علی کثیر ممن خلقنا تفضیلاً" فقد اُخبر عزوجل عن تفضیله بنی آدم علی سائر خلقه... (۱)

امام علی بن محمد (ہادی) (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ

(۱) تحف العقول ص ۴۷۰، رسالہ امام ہادی (ع) بحار الانوار ج ۵، ص ۷۷، ح ۱۔

بلاشبہ "صحۃ الخلقۃ" سے مراد انسان کی تخلیق اور اس کے حواس کا کامل ہونا اور اس کی عقل اور قدرت تشخیص کا برقرار ہونا اور اس کی زبان کا گویا ہونا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کہ وہ فرما رہا ہے "ولقد کرمنا بنی آدم وحملنا ہم فی البر والبحر ورزقنا ہم من الطیبات وفضلنا ہم علی کثیر ممن خلقنا تفویضاً" پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ (کیسے) انسان کو تمام مخلوقات پر برتری بخشی ہے ...

۱۹_ عن ابی جعفر (ع) فی قوله : تعالیٰ : "وفضّلنا ہم علی کثیر ممن خلقنا تفویضاً" قال : خلق کل شی منکباً غیر الإنسان خلق منتصباً۔^(۱) امام باقر علیہ السلام سے تعالیٰ کے اس کلام "فضّلنا علی کثیر ممن خلقنا تفویضاً" کے بارے میں روایت ہوئی کہ انہوں نے فرمایا: تمام موجودات (حیوانات) ہاتھ اور پاؤں پر چلتے ہیں اور ان کا منہ زمین کی طرف ہے جبکہ انسان ایسا نہیں ہے بلکہ سیدھا خلق کیا گیا ہے۔

آدم (ع): آدم (ع) کی نسل ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا احسان ۷; اللہ تعالیٰ کی رازقیت ۸; اللہ تعالیٰ کی روزی ۱۲; اللہ تعالیٰ کی عطا ۲، ۸; اللہ تعالیٰ کے افعال ۵
انسان: انسان پر احسان ۷; انسان کی برتری ۱۳، ۱۶، ۱۷; انسان کی تکریم ۲، ۷، ۱۸; انسان کی تکریم کی بنیاد ۱; انسان کی تکریم کی علامات ۶، ۹; انسان کے اسلاف ۳; انسان کے فضائل ۱، ۲، ۱۳، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹; انسانوں کی معاش کا پورا ہونا ۷; انسان کے مقامات ۳

حرکت: حرکت کی بنیاد ۵

حمل ونقل: زینہ حمل ونقل کے وسایل ۵; سمندری حمل ونقل کے وسائل ۵

سمندر: سمندر ذخائر ۷

ذکر: کرامت انسان کے ذکر کے آثار ۳; نعمت کے ذکر کی اہمیت ۱۰

روایت: ۱۸، ۱۹

روزی: پاکیزہ روزی ۸، ۹، ۱۳; پاکیزہ روزی سے فائدہ اٹھانا ۱۱; پسندیدہ روزہ ۱۲; روزی کا سرچشمہ ۸

زہد: بلاوجہ زہد کی مذمت ۱۱// سفر: سمندری سفر ۶; زینہ سفر ۶

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۳۰۲، ح ۱۱۳_ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۱۸، ح ۳۱۵۔

طبیعت: طبیعت پر حاکمیت کی بنیاد ۱۰؛ طبیعت سے فائدہ اٹھانے کے وسائل ۱۰
 موجودات: باشعور موجودات ۱۵؛ برتر موجودات ۱۳؛ موجودات کی اقسام ۶
 ناشکری: نعمت کی ناشکری سے پرہیز ۳

آیت ۷۱

﴿يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوِّيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا﴾

قیامت کا دن وہ ہوگا جب ہم ہر گروہ انسانی کو اس کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے اور اس کے بعد جن کا نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ اپنے صحیفہ کو پڑھیں گے اور ان پر ریشہ برابر ظالم نہیں ہوگا (۷۱)
 ۱۔ تمام انسانوں سے روز قیامت ان کے کردار اور اعمال کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔

یوم ندعوا کل أناس إمامهم

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ روز قیامت بلایا جائے گا اور نیز یہ بھی فرمایا کہ جن کے دائیں ہاتھوں میں نامہ اعمال ہوگا انہیں بھی بلایا جائے گا... سے معلوم ہوا سب کی باز پرس ہوگی۔

۲۔ قیامت اور اس دن لوگوں اور ان کے اماموں کا حاضر ہونا ایسا دن ہے کہ جسے یاد رکھنا چاہئے۔

یوم ندعوا کل أناس إمامهم

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ ہے کہ "یوم" فعل محذوف "اذکر" کی وجہ سے منصوب ہو اور "بامامہم" میں با مصاحبت کے لئے ہو۔

۳۔ قیامت تمام نسلوں اور لوگوں کے تمام گروہوں کو ان کے ائمہ کے ہمراہ بلانے کا دن ہے۔ یوم ندعوا کل أناس إمامهم

۳۔ انسانوں کو ان کے اماموں کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے گا۔ یوم ندعوا کل أناس إمامهم

مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ احتمال ہے کہ آیہ "ندعوا کل أناس بامامہم" سے مراد، لوگوں کو ان کے ائمہ کے ناموں کے ساتھ بلانا مقصود ہو۔

۵۔ امتوں کی تقدیر میں ائمہ اور رہبروں کا اہم کردار۔ یوم ندعوا کل أناس إمامهم

لوگوں کے گروہوں میں امتوں کے اعمال کی جانچ پڑتال کرنے اور جواب دہ ہونے کے لئے رہبوں کو معین کیے جانے سے مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

۶۔ دنیا کے تمام لوگ (خواہ نیک خواہ بد) ناگزیر ہیں کہ مخصوص امام یا رہبر رکھیں اور اس کی پیروی کریں۔
یوم ندعوا کل أناس إمامهم

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمام لوگوں کو ان کے اماموں کے ساتھ بلایا جائے گا اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں سب لوگوں کے امام ہیں۔

۷۔ انسان نیک عاقبت کے حصول کے لئے مکمل ہوشیاری سے صالح اور شائستہ ائمہ کی اتباع میں رہیں۔
یوم ندعوا کل أناس إمامهم

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کی یوں توصیف کی ہے کہ تمام لوگوں کو ان کے اماموں کے نام سے بلایا جائے گا۔ یہ ایک قسم کا خبردار کرنا ہے کہ وہ متوجہ رہیں کہ کس کے پیچھے چل رہے ہیں۔

۸۔ تمام انسان، اپنے رہبر چننے اور ان کی اتباع کرنے میں جواب دہ ہیں۔ یوم ندعوا کل أناس إمامهم

۹۔ انسان اپنے دنیاوی اعمال کو روز قیامت ایک تحریر شدہ مجموعہ کی صورت میں حاصل کریں گے۔
فمن أوتی کتابہ بیمینہ

۱۰۔ روز قیامت انسانوں کا محاکمہ، دلائل اور لکھی ہوئی سند کی بناء پر ہوگا۔ ندعوا ... فمن أوتی کتابہ بیمینہ

۱۱۔ بعض انسان قیامت میں حاضر ہونے کے بعد اپنے نامہ اعمال کو اپنے دائیں ہاتھ سے وصول کریں گے۔
یوم ندعوا ... فمن أوتی کتابہ بیمینہ

۱۲۔ قیامت کے روز دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال کا آنا نیک عاقبت اور سعادت کی علامت ہے۔

فمن أوتی کتابہ بیمینہ فا ولئک یقرء و ن کتابہم ولا یظلمون فتیلا

۱۳۔ سعادت مند لوگ روز قیامت اپنا نامہ اعمال بہ نفس نفیس دیکھیں گے۔

فمن أوتی کتابہ بیمینہ فا ولئک یقرء ن کتابہم

۱۴۔ سعادت مند لوگوں کے اعمال کے حساب اور انکی اخروی جزاء میں معمولی سا ظلم اور نا انصافی نہ ہوگی۔

فمن أوتی کتابہ بیمینہ ... ولا یظلمون فتیلا

۱۵۔ اخروی سزا اور جزا کے نظام پر قانون عدل کی حکمرانی پر توجہ، انسانوں کو اچھے اعمال و کردار کہ جن کا ثواب ہو، ادا کرنے پر مائل کرتی ہے۔

فمن أوتی کتابہ بیمینہ ... ولا یظلمون فتیلا

یہ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کے اپنے جزا دینے کے نظام کو لوگوں پر واضع کر رہا ہے یہ ہو سکتا ہے اس لئے ہو کہ لوگ

اے سے اعمال کی طرف مائل ہوں کہ جن سے الہی جزاء مل جاتی ہو۔

۱۶_ عن الأصبع بن نباتہ قال: ... عمرو بن حرث فی سبعة نفر ... إذ خرج علیہم ضرب فسادہ فاخذہ عمرو بن حرث فنصب کفہ وقال: بايعوا هذا امیر المؤمنین فبايعه السبعة وعمر وثامنہم ... فقدموا المدائن یوم الجمعة وأمر المؤمنین (ع) یخطب ... فقال: ... "یوم ندعوا کلّ أناس إمامہم" وإنی أقسم لکم باللہ لیبعثن یوم القيامة ثمانية نفر یدعون لإمامہم وهو ضرب ...^(۱)

اصبع بن نباتہ سے روایت ہوئی کہ اس نے کہا... عمرو بن حرث سات نفر کے ساتھ تھا انہیں ایک چھپکلی نظر آئی انہوں نے اسے شکار کیا تو عمرو بن حرث نے شکار اٹھا کر اس پر ہاتھ پھیرا اور کہا آؤ یہ امیر المؤمنین ہے اسکی بیعت کریں تو سات افراد نے بیعت کی اس کے بعد عمرو بن حرث جو آٹھواں نفر تھا اس نے بیعت کی... پس وہ روز جمعہ مدائن میں داخل ہوئے کہ حضرت علی (ع) خطبہ دے رہے تھے... تو انہوں نے فرمایا: "یوم ندعو کلّ أناس بامامہم" میں تمہارے لئے اللہ کی قسم اٹھاتا ہوں کہ جب قیامت پیا ہوگی تو آٹھ نفر اپنے اپنے امام کے ساتھ بلائے جائیں گے کہ جن کا امام چھپکلی ہوگی۔

۱۷_ عن بشیر الدھان عن أبی عبد اللہ (ع) قال: ا نتم واللہ علی دین اللہ ثم تلا "یوم ندعوا کلّ أناس بامامہم" ثم قال: علیّ إمامنا ورسول اللہ (ص) إمامنا...^(۲)

بشیر دھان کہتے ہیں کہ: امام صادق (ع) نے فرمایا: خدا کی قسم تم لوگ دین خدا پر ہو پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی "یوم ندعوا کلّ أناس إے ماہم" پھر فرمایا علی (ع) اور رسول اللہ (ص) ہمارے امام ہیں۔

۱۸_ (ورد علی الحسن بن علی (ع) ...) رحل یقال لہ بشر بن غالب فقال یابن رسول اللہ (ص) ا خبرنی عن قول اللہ عزوجلّ: "یوم ندعوا کلّ أناس إمامہم" قال: إمام دعا إلی ہدی فا جابوہ إلیہ وإمام دعا إلی ضلالة فا جابوہ إلیہا...^(۳) ایک شخص کہ جسے بشر بن غالب کہا جاتا تھا وہ (امام حسین (ع) کی خدمت میں حاضر ہوا اور) کہنے لگا: اے فرزند رسول مجھے بتائیں کہ اللہ کے اس کلام "یوم ندعوا کلّ أناس إے ماہم" سے کیا مراد ہے؟ حضرت (ع) نے فرمایا: وہ امام کہ جو ہدایت کی طرف دعوت کرتا ہو تو ایک گروہ اس کی دعوت پر لبیک کہتا ہے اور وہ امام کہ جو گمراہی کی طرف دعوت کرتا ہے تو ایک گروہ اس کی دعوت پر بھی لبیک کہتا ہے۔

(۱) خصال صدوق ج ۲ ص ۶۴۴، ح ۲۶_ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۹۰، ح ۳۲۷ (۲) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۳۰۳، ح ۱۲۰_ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۹۴، ح ۳۴۴۔

(۳) امالی صدوق ص ۱۲۱، ح ۱، مجلس ۳۰_ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۹۲، ح ۳۳۵۔

۱۹_ عن أبي عبد الله (ع) قال: لا تترك الأرض بغير امام يحلّ حلال الله ويحرّم حرامه وهو قول الله "يوم ندعوا كل أناس لإمامهم" ...^(۱) امام صادق (ع) سے روایت ہوئی کہ آپ (ع) نے فرمایا: کہ زمین اسیے امام کے بغیر کہ جو حلال خدا کو حلال اور حرام خدا کو حرام شمار کرتا ہو چھوڑی نہیں جائے گی۔ یہ اس کا کلام ہے کہ فرماتا ہے "یوم ندعوا کل اناس بامامهم"

۲۰_ عن أبي عبد الله (ع) ... إذا كان يوم القيامة يدعى كل إمامه الذي مات في عصره فإن أثبتة أعطى كتابه يمينه لقوله "يوم ندعوا كل أناس إمامهم فمن أوتى كتابه يمينه"^(۲) امام صادق (ع) سے روایت ہوئی کہ آپ (ع) نے فرمایا: جو جس امام کے زمانہ میں مر جائے گا قیامت کے روز اسی امام کے ہمراہ بلایا جائے گا۔ پس اگر وہ اس امام کی اطاعت میں ثابت قدم ہو تو نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یوم ندعوا کل اناس بامامهم فمن أوتى كتابه يمينه"

۲۱_ عن عبد الله بن علي قال: سمعت أبا عبد الله (ع) يقول: ... السامع المطيع لأحجة عليه وامام المسلمين تمت حجته واحتجاجه يوم يلقى الله لقول الله "يوم ندعوا كل أناس إمامهم"^(۳) عبد الله بن علی کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق (ع) سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ: سننے والے اور اطاعت کرنے والے انسان کے لیے روز قیامت کوئی حجت نہیں چونکہ امام مسلمین نے اس کی دلیل اور احتجاج کو مکمل کر دیا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "یوم ندعوا کل اناس إمامهم"۔

۲۲_ عن أبي جعفر (ع): ... ما المؤمن فيعطى كتابه يمينه قال الله عز وجل: ... من أوتى كتابه يمينه فأولئك يقرؤون كتابهم"^(۴)

امام باقر (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ: ... مؤمن کے دائیں ہاتھ میں اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "من أوتى كتابه يمينه فأولئك يقرؤون كتابهم" ... "اصحاب یمن: اصحاب یمن کا اچھا انجام ۱۲؛ اصحاب یمن کا اضروری حشر ۲۰؛ اصحاب یمن کا نامہ اعمال ۱۱؛ اصحاب یمن کی سعادت ۱۲؛ روز قیامت اصحاب یمن ۱۱

اطاعت: رہبر کی اطاعت ۶/ امام علی (ع):

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۳۰۳، ح ۱۱۹_ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۹۴، ح ۳۴۳۲) تفسیر عیاشی ج ۴، ص ۳۰۲، ح ۱۱۵_ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۹۳، ح ۳۴۰

(۳) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۳۰۳، ح ۱۲۲_ تفسیری برہان ج ۲، ص ۴۳۰، ح ۱۶۴) کافی ج ۲، ص ۳۲، ح ۱_ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۹۵، ح ۳۴۸_

امام علی (ع) کی رہبری ۱۷ // امتیں: امتوں کی تقدیر میں موثر اسباب ۵

انجام: اچھے انجام کی علامات ۱۲؛ اچھے انجام کے اسباب ۷

انسان: انسانوں کا اخروی حشر ۳؛ انسانوں کی اخروی بازپرس ۱؛ انسان کی ذمہ داری ۸؛ انسانوں کے اخروی بازپرس کا قانون کے مطابق ہونا ۱۰

جزائی: جزا میں عدالت ۱۳، ۱۵

حساب و کتاب: آخرت کے حساب و کتاب میں عدالت

ذکر: اللہ کی عدالت کے ذکر کے آثار ۱۵؛ حشر کے ذکر کی اہمیت ۲؛ رہبروں کے حشر کا ذکر ۲؛ قیامت کے ذکر کی اہمیت ۲

روایت: ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲

رہبر: رہبروں کا اخروی کردار ۳؛ رہبروں کا کردار ۷؛ رہبروں کی پیروی کی اہمیت ۸؛ رہبروں کے انتخاب کی اہمیت ۸؛ صلح رہبروں کی اہمیت ۷

رہبری: رہبری کا اخروی کردار ۱۶، ۱۷، ۲۰، ۲۱؛ رہبری کا حجت تمام کرنا ۲۱؛ رہبری کا کردار ۵، ۱۸، ۱۹؛ رہبری کی اہمیت ۵، ۶، ۱۹

سزا: سزا میں عدالت ۱۵

سعادت: اخروی سعادت کی علامات ۱۲

سعادت مند لوگ: سعادت مند لوگوں کا نامہ اعمال ۱۳؛ سعادت مند لوگوں کی اخروی بازپرس ۱۳؛ سعادت مند لوگوں کی

اخروی جزا ۱۳؛ قیامت کے روز سعادت مند لوگ ۱۳

عمل: پسندیدہ عمل کا پیش خیمہ ۱۵؛ عمل کا تحریر ہونا ۹؛

قیامت: قیامت کی خصوصیات ۲، ۳، ۹؛ قیامت میں بازپرس ۱؛ قیامت میں حشر ۳؛ قیامت میں گروہ ہونے کا معیار ۳؛ قیامت

میں نظام جزا ۱۵

مؤمنین: مؤمنین کا نامہ اعمال ۲۲

نامہ اعمال: نامہ اعمال کا دائیں ہاتھ میں ہونا ۱۲؛ نامہ اعمال کا قیامت میں ہونا ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۲۲؛ نامہ اعمال کا مطالعہ ۱۳

آیت ۷۲

﴿وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا﴾

اور جو اسی دنیا میں اندھا ہے وہ قیامت میں بھی اندھا اور بھٹکا ہوا رہے گا (۷۲)

۱۔ اندھے دل لوگ دنیا اور آخرت میں اندھے اور گمراہ ہونگے۔ ومن كان في هذه اعمى فهو في الآخرة اعمى وأضلّ سبيلاً

۲۔ انسان کی اضروی اور حقیقی شخصیت اس کی دنیاوی شخصیت کا رد عمل ہے۔ ومن كان في هذه أعمى فهو في الآخرة اعمى

۳۔ دنیا میں گمراہ لوگ آخرت میں اس سے بڑھ کر گمراہ ہونگے۔ ومن كان في هذه اعمى فهو في الآخرة اعمى وأضلّ سبيلاً

۴۔ انسانوں کی آخرت میں نیک اور بد عاقبت ان کی دنیاوی عقیدہ اور عمل کے تابع ہے۔
ومن كان في هذه أعمى فهو في الآخرة اعمى وأضلّ سبيلاً

۵۔ حق کے منکر میدان آخرت میں حیران اور سرگردان ہونگے۔ ومن كان في هذه أعمى... أضلّ سبيلاً

۶۔ انسان کی معرفت کے حوالے سے وسائل اور امکانات کی قدر و قیمت ان کے راہ حق میں استعمال کرنے کی بناء پر ہے۔ ومن كان في هذه اعمى فهو في الآخرة اعمى

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والے انسان کو درست نظریہ نہ ہونے کی بناء پر "اعمی" کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنکھ بعنوان وسیلہ معرفت اس وقت قدر و قیمت کی حامل ہوگی کہ جب راہ حق میں استعمال ہو۔

۷۔ عن أبي جعفر (ع) في قول الله عزوجل: "ومن كان في هذه أعمى فهو في الآخرة أعمى وأضلّ سبيلاً" قال: من لم يبدله خلق السماوات والأرض واختلاف الليل والنهار ودوران الفلك والشمس والقمر، والآيات العجيبات على أن

وراء ذلك أمراً أعظم منه فهو في الآخرة أعمى وأضلّ سبيلاً قال: فهو عمّا لم يعاين اعمى وأضلّ۔^(۱) امام باقر (ع) اللہ

تعالیٰ کی اس کلام "ومن كان في هذه اعمى فهو في الآخرة اعمى وأضلّ سبيلاً" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ جسے آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور پے درپے روز و شب کا آنا اور فلك اور سورج اور چاند کی حرکت اور عجیب علامات اس حقیقت کی طرف راہنمائی نہ کریں کہ اس تخلیق کے ماوراء ایک بہت بڑی حقیقت ہے۔

ایسا شخص نابینا اور گمراہ ہے اور آخرت میں تو اس سے بڑھ کر کون نابینا اور گمراہ ہوگا۔ امام (ص) نے فرمایا: پس یہ شخص اس چیز کے حوالے سے کہ جس نے دیکھا ہے اور نہ اس پر تجربہ کیا ہے زیادہ نابینا اور گمراہ ہے۔

۸۔ عن أبي محمد (ع) ... يا اسحاق انه من خرج من هذه الدنيا أعمى فهو في الآخرة أعمى و اضل سبيلاً يا اسحاق ليس تعمى الابصار ولكن تعمى القلوب التي في الصدور ... " (۲) امام ہادی (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ انہوں نے اسحاق کو لکھا: اے اسحاق (اس سے مراد) کہ دنیا سے جو نابینا جائے گا وہ آخرت میں بھی نابینا اور زیادہ گمراہ ہوگا۔ اے اسحاق نابینائی کا تعلق آنکھ سے نہیں ہے بلکہ یہ دل کا اندھا پن ہے کہ جو سینہ میں جگہ بنائے ہوئے ہے۔

انجام: اچھے انجام کے اسباب ۳؛ برے انجام کے اسباب ۳

اندھے دل: آخرت میں اندھے دل ۱، ۲، ۸؛ دنیا میں اندھے دل ۱، ۲، ۸؛ اندھے دلوں کی اخروی گمراہی ۱

اہمیتیں: اہمیتوں کا معیار ۶

انسان: انسانوں کی اخروی شخصیت ۲؛ آخرت میں انسان ۳؛ انسانوں کی دنیاوی شخصیت کے آثار ۲؛

حق: حق کی اہمیت ۶؛ حق کے منکروں کی اخروی سرگردانی ۵

روایت: ۲، ۸

شناخت: شناخت کے وسائل کی اہمیت ۶

عقیدہ: عقیدہ کے آثار ۳

عمل: عمل کے آثار ۳

گمراہ لوگ: آخرت میں گمراہ لوگ ۳؛ دنیا میں گمراہ لوگ ۳

گمراہی: گمراہی کے درجے ۳

(۱) توحید صدوق ص ۴۵۵، ح ۶، باب ۶۷۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۹۶، ح ۳۵۲۔

(۲) تحف العقول ص ۴۸۴، بحار الانوار ج ۷۵، ص ۳۷۵، ح ۲۔

آیت ۷۳

﴿وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أُوحِيَنا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ وَإِذَا لَا تَأْخُذُوكَ خَلِيلًا﴾

اور یہ ظالم اس بات کے کوشاں تھے کہ آپ کو ہماری وحی سے ہٹا کر دوسری باتوں کے افترا پر آمادہ کر دیں اور اس طرح یہ آپ کو اپنا دوست بنا لیتے (۷۳)

۱۔ پیغمبر (ص) کو ان کی بعض رسالت کی ذمہ داریوں سے منحرف کرنے کے لیے مشرکین کی مسلسل کوشش۔
وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أُوحِيَنا إِلَيْكَ

"فتن" یعنی سونے کو آگ میں داخل کرنا تاکہ اس سے خالص حاصل کیا جائے اور اس سے آیت شریفہ میں مراد مشکلات میں ڈالنا اور رسالت سے روکنے کے لئے سختیوں میں ڈالنا ہے۔ (مفردات راغب)

۲۔ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) کو خطا میں ڈالنے کے لیے کو مشرکین کی سازشوں اور وسوسوں سے بچنے کے لئے خبردار کرنا۔
وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أُوحِيَنا إِلَيْكَ

۳۔ پیغمبر (ص) کو غیر الہی روش اپنانے کے لئے مشرکین کا پر فریب کوششیں کرنا۔ وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أُوحِيَنا إِلَيْكَ

مندرجہ بالا مطلب اس احتمال کی بناء پر ہے کہ "الذی اوحینا الیک" سے مراد ایسی روش اور احکام ہیں کہ جن پر آپ (ص) عمل کرنے کے ذمہ دار تھے۔

۴۔ کفار کی پیغمبر (ص) کو پیچھے ہٹانے اور اپنے اصولی موقف سے پتھرنے کی کوشش ناکام ہوئی اور اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ

یہ کہنا کہ "نزدیک تھا کہ وہ تجھے فتنہ میں ڈالتے" حکایت کر رہا ہے کہ وہ اس کام میں کامیاب نہیں ہوئے۔

۵۔ الہی رہبروں کو چاہیے دشمنان دین کی ان کے دینی موقف کو کمزور کرنے کی سازشوں اور ہتھکنڈوں کے مد مقابل ہوشیار رہیں۔

وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أُوحِيَنا إِلَيْكَ

۶۔ پیغمبر (ص) کے لئے کسی حالت میں جائز نہیں کہ وہ وحی کے علاوہ کسی بات کو اللہ سے منسوب کرے۔

وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أُوحِيَنا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ

۷۔ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) کو خبردار کرنا کہ دشمنوں کے فریب اور سازش کی بناء پر اس پر جھوٹ باندھنے سے پرہیز کریں۔
وَإِنْ كَادُوا لِيَفْتَنُونَكَ عَنِ الذِّى اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ لِتَفْتَرِى عَلَيْنَا

۸۔ پیغمبر (ص) کی وحی الہی کی بناء پر وقت سے حرکت کرنے اور اس سے ہٹ کر ہر عمل سے پرہیز کی ذمہ داری۔
وَإِنْ كَادُوا لِيَفْتَنُونَكَ عَنِ الذِّى اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ لِتَفْتَرِى عَلَيْنَا غَيْرَہ

۹۔ پیغمبر (ص) کا اپنے اصولی موقف (جو کہ ان پر وحی کے ذریعے بھیجا گیا) سے پیچھے ہٹنا یا اسے چھوڑنا ایک قسم کا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔
وَإِنْ كَادُوا لِيَفْتَنُونَكَ عَنِ الذِّى اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ لِتَفْتَرِى عَلَيْنَا غَيْرَہ

چونکہ پیغمبر (ص) کا موقف اور کردار آسمانی تعلیمات کی بناء پر تھا۔ لہذا ان کی تمام تر رفتار و کردار کی نسبت خداوند عالم کی طرف دی جاتی ہے۔ چنانچہ ان کا اس موقف الہی سے ہٹنا اور اس کے غیر کو اپنانا بھی لوگوں کے لئے وحی کہلانا اور یہ ایک قسم کا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا تھا۔

۱۰۔ پیغمبر (ص) کا دشمنوں کے فریب اور سازشوں سے متاثر ہونے کا امکان۔
وَإِنْ كَادُوا لِيَفْتَنُونَكَ عَنِ الذِّى اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ لِتَفْتَرِى عَلَيْنَا غَيْرَہ

۱۱۔ کفار پیغمبر (ص) کے ان کے اصولی موقف (کہ جو وحی الہی کے ذریعے انہیں تعلیم دیا گیا) سے ہٹنے کی صورت میں ان کے ساتھ مخلصانہ دوستی کے لئے ٹوٹ پڑتے۔
وَإِذَا لَاتَخَذُوكَ خَلِيلًا

۱۲۔ کفار اور اسلام کے دشمن صرف مسلمانوں کے اپنے بعض اصولوں سے پیچھے ہٹنے کی صورت میں ان سے صلح اور دوستی کرنے پر راضی تھے۔
وَإِنْ كَادُوا لِيَفْتَنُونَكَ عَنِ الذِّى اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ ... وَإِذَا لَاتَخَذُوكَ خَلِيلًا

۱۳۔ کبھی بھی مسلمانوں اور کفار کے درمیان اپنے موقف پر قائم رہتے ہوئے کامل طور پر صلح اور حقیقی دوستی قائم نہیں ہو سکتی۔
وَإِنْ كَادُوا لِيَفْتَنُونَكَ عَنِ الذِّى اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ ... وَإِذَا لَاتَخَذُوكَ خَلِيلًا

۱۴۔ الہی اقرار (وہ تعلیمات جو آپ پر وحی الہی کے ذریعے نازل ہوئیں) ان کی حفاظت کسی بھی جگہ اور صورت میں ہر چیز سے اہم اور ضروری ہے۔
وَإِنْ كَادُوا لِيَفْتَنُونَكَ عَنِ الذِّى اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ ... وَإِذَا لَاتَخَذُوكَ خَلِيلًا

۱۵۔ کفار، دین میں بدعت ڈالنے والوں کو اچھی طرح

چاہتے ہیں۔ لتفتري علينا غيره وإذاً لا تحذوك خليلاً

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کا اصولوں پر ہونا ۳; آنحضرت (ص) کا ڈرانا ۲، ۴; آنحضرت (ص) کے متاثر ہونے کا امکان ۱۰; آنحضرت (ص) کی وحی کے پیروی کرنا ۸; آنحضرت (ص) کی تکلیف ۶، ۸; آنحضرت (ص) کو متاثر کرنے کی کوشش ۱; آنحضرت (ص) کے خلاف سازش ۲، ۳، ۴; آنحضرت (ص) کے سازش سے دوچار ہونے میں پڑنے کے آثار ۱۱; آنحضرت (ص) کا سازش سے دوچار ہونا ۹

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱، ۳، ۴

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے انذار ۲، ۴

اقرار: اقرار کی حفاظت کا اہم ہونا ۱۳

بدعت ایجاد کرنے والے: بدعت ایجاد کرنے والوں کے دوست ۱۵

تہمت لگانا: اللہ پر تہمت سے پرہیز ۴، ۶; اللہ پر تہمت لگانا ۹

دشمن: دشمن کی سازش میں ہوشیاری ۵; دشمن کی سازش کے آثار ۴، ۱۰;

دینداری: دینداری کی اہمیت ۱۳

دینی رہبر: دینی رہبروں کی ذمہ داری ۵; دینی رہبروں کی ہوشیاری ۵

قرآن: قرآن کی پیشگوئی ۱۳

کفار: کفار اور بدعت ایجاد کرنے والے ۱۵; کفار اور مسلمان ۱۳; کفار کا سازش میں شکست کھانا ۳; کفار کی دوستی سے

موانع ۱۳; کفار کی دوستی کا پیش خیمہ ۱۱، ۱۲; کفار کی پیغمبر (ص) سے دوستی ۱۱; کفار کے دوست ۱۵

مسلمان: مسلمانوں کے اصولوں پر چلنے کے آثار ۱۳; مسلمانوں کے سازش میں پڑنے کے آثار ۱۲

مشرکین: مشرکین اور محمد (ص) ۱، ۳; مشرکین کی سازشوں سے اجتناب ۲; مشرکین کی سازشیں ۳; مشرکین کی کوشش

۱; مشرکین کی مکاری ۳

آیت ۷۳

﴿وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكُنْ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا﴾

اور اگر ہماری توفیق خاص نے آپ کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا تو آپ (بشری طور پر) کچھ نہ کچھ ان کی طرف مائل ضرور ہو جاتے (۷۳)

۱۔ پیغمبر (ص)، کفار کے خطاء میں ڈالنے والے فریب اور ان کی طرف معمولی حد تک جھکاؤ سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا شدہ ثابت قدمی کی بنا پر محفوظ تھے۔ ولولا اَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكُنْ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا

۲۔ پیغمبر (ص) اپنے دینی 'معاشرتی' موقف میں اللہ تعالیٰ کی عنایت کی بدولت معصوم تھے۔
ولولا اَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكُنْ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا

۳۔ پیغمبر (ص)، وحی کے راستے پر پائدار رہنے کے لیے الہی امداد کے محتاج۔ ولولا اَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكُنْ إِلَيْهِمْ
۳۔ پیغمبر اکرم (ص) کو اپنی رسالت کی انجام دہی کے سلسلہ میں چھوٹی سے چھوٹی لغزش سے محفوظ رکھنے پر خداوند عالم کا احسان ہے۔ ولولا اَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكُنْ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا

۵۔ پیغمبر (ص) نے اپنی رسالت انجام دینے میں کفار اور مشرکین کے شدید ترین فریبوں اور سازشوں کا سامنا کیا۔
ولولا اَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكُنْ إِلَيْهِمْ

چونکہ یہ ممکن تھا کہ پیغمبر (ص) جیسی عظیم شخصیت بھی اپنے بعض موقف میں نزدیک تھا سازش کا شکار ہو جائیں اور یہ نکتہ یاد دلانا کہ کروانا اگر اللہ کی جانب سے مدد نہ آتی تو یہ حادثہ پیش آجاتا اس مذکورہ حقیقت سے حکایت کر رہا ہے۔

۶۔ پیغمبر (ص) کا دشمنوں کی سازش اور فریب سے متاثر ہونے کا امکان۔
ولولا اَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكُنْ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا

۷۔ دینی رہبر اپنے بعض اصولی موقف میں کفار کے مد مقابل پیچھے ہٹنے کے خطرے میں ہیں۔
ولولا اَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكُنْ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا

۸۔ دینی رہبروں کو چاہیے ہمیشہ اپنے اصولی موقف پر ثابت قدم اور استوار ہیں اور کبھی بھی کفار اور دشمنوں کی سازش میں نہ آئیں۔ ولولا اَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكُنْ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا

۹۔ کفار کی طرف تھوڑا سا میلان اور اعتماد منع ہے۔ ولولا أن ثبتناك لقد كدت تركن إليهم شيئاً قليلاً
یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو نزدیک تھا کہ تم معمولی حد تک ان کی طرف میلان پیدا کرتے اور
ان پر اعتماد کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی طرف میلان منع ہے
۱۰۔ قال الرضا (ع): ممّا نزل بآيائك أعنى واسمعى يا جارة خاطب الله عزّوجلّ بذلك نبیه وا رادبه أُمَّتَهُ قوله: ... ولولا ا
ن ثبتناك لقد كدت تركن إليهم شيئاً قليلاً... (۱)

امام رضا (ع) نے فرمایا: وہ آیات جو (عربی ضرب المثل) إِيَّاكَ أَعْنَى واسمعى يا جارة کی روش پر نازل ہوئیں اور وہ اس
معنی میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ پیغمبر (ص) کو خطاب کر رہا ہے لیکن اس سے مقصود ان کی امت ہے ان میں سے ایک یہ آیت
ہے: "ولولا أن ثبتناك لقد كدت تركن إليهم شيئاً قليلاً..."

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) اور خطا ۱؛ آنحضرت (ص) پر احسان ۳؛ آنحضرت کے متاثر کا امکان ۶؛ آنحضرت (ص)
کی تاریخ ۵؛ آنحضرت (ص) کے خلاف سازش ۵؛ آنحضرت (ص) کی عصمت ۱، ۳؛ آنحضرت کی عصمت کی بنیاد ۲؛ آنحضرت
(ص) کی معنوی ضروریات ۳؛ آنحضرت (ص) کی مشکلات ۵؛ آنحضرت (ص) کے ثابت قدم ہونے کے آثار ۱؛ آنحضرت
(ص) کے مقامات ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا احسان ۳ // اللہ تعالیٰ کا لطف: اللہ تعالیٰ کے لطف کے شامل حال افراد ۲

تبلیغ: تبلیغ میں عصمت ۳

دشمن: دشمن کی سازش کے آثار ۶

دینی رہبر: دینی رہبروں کا اصول پر چلنا ۸؛ دینی رہبروں کی سازش میں نہ پڑنا ۸؛ دینی رہبروں کی ثابت قدمی ۸؛ دینی رہبروں
کی خطائیں ۷؛ دینی رہبروں کی ذمہ داری ۸؛ دینی رہبروں میں کے متاثر ہونے امکان کا خطرہ ۷

روایت: ۱۰

ضرورتیں: اللہ تعالیٰ کی امداد کی ضرورت ۳

(۱) عیون الاخبار الرضا (ع)، ج ۱، ص ۲۰۲، ح ۱، ب ۱۵۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۱۹۷، ح ۳۶۰۔

قرآن: قرآن کے مخاطبین ۱۰

کفار: کفار کی سازشوں کے آثار ۷; کفار کی سازشیں ۵

مشرکین: مشرکین کی سازش ۵

میلانات: کفار کی طرف جھکاؤ ۱۰; کفار کی طرف جھکاؤ کا ممنوع ہونا ۹; مشرکین کی طرف جھکاؤ ۱

آیت ۷۵

﴿إِذَا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْهَا نَصِيرًا﴾

اور پھر ہم زندگانی دنیا اور موت دونوں مرحلوں پر دہرا مزہ چکھاتے اور آپ ہمارے خلاف کوئی مددگار اور کمک کرنے والا بھی نہ پاتے (۷۵)

۱۔ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر اکرم (ص) کو اپنے اصولی موقف میں سے لغزش سے دوچار ہونے کی صورت میں دو برابر دنیاوی اور دوزخ برابری عذابوں سے دوچار کرنے پر خبردار کرنا۔ إِذَا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ

۲۔ کوئی بھی انسان حتیٰ کہ پیغمبر (ص) بھی وحی کے محور سے منحرف ہونے کی صورت میں الہی عذاب سے محفوظ نہیں ہے۔ إِذَا لَا ذِقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ

۳۔ الہی رہبروں کی وحی کے ذریعے طے شدہ موقف سے معمولی سا انحراف، دنیا و آخرت میں دوہری سزا کا موجب ہے۔ تَرَكْنَ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا۔ إِذَا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ

۴۔ لوگوں کے دینی اور معاشرتی مقام کا ان کے گناہ اور مداروحی سے منحرف ہونے کا سزا کی شدت میں موثر کردار ہے۔ وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدَّتْ تَرَكْنَ إِلَيْهِمْ... إِذَا لَا ذِقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ

معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر (ص) کا اپنے اصولی موقف سے ہٹنے کی صورت میں دوہری سزا ان کے مقام کی بناء پر تھی۔ پس جو بھی اس طرح کا مقام رکھتے ہوئے گناہ سے دوچار ہو اس کی سزا دوگنا ہوگی۔

۵۔ دینی رہبروں کا کفار کی طرف تھوڑا سا میلان ایک ناقابل بخشش گناہ اور دنیا و آخرت میں دوگنا سزا کا موجب ہے۔ لَقَدْ كِدَّتْ تَرَكْنَ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا۔ إِذَا لَا ذِقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ

۶۔ اللہ تعالیٰ کی پیغمبر (ص) کی طرف سے حمایت، ان کے وحی کی راہ پر پائدار رہنے سے مشروط ہے۔ وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدَّتْ تَرَكْنَ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا۔ إِذَا لَا ذِقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ

۷۔ موت کا لمحہ، مجرموں کی اُخروی سزا کا نقطہ آغاز ہے۔ لا ذقناک ضعف الحیوة وضعف الممات

مندرجہ بالا مطلب آخرت یا قیامت کی جگہ ممات کی تعبیر سے حاصل کیا گیا ہے یعنی دو برابر عذاب موت کے ایام میں ہوگا
۱۔ خواہ قیامت میں یا اس سے پہلے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) کو خبردار کرنا کہ الہی عذاب سے دوچار ہونے کی صورت میں اپنی نجات کے لئے کوئی یار و مددگار نہ پائو گے۔ لقد کدّت ترکن إلیهم شیئاً قليلاً... ثم لا تجدک علینا نصیرا

۹۔ انسان، حتیٰ کہ پیغمبروں کو بھی عذاب الہی سے دوچار ہونے کی صورت میں اپنی نجات کے لئے کوئی یار و مددگار نہ ملے گا۔ ثم لا تجدک علینا نصیرا

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مد مقابل کسی طاقت کا وجود ہی نہیں ہے۔ ثم لا تجدک علینا نصیرا

۱۱۔ اللہ تعالیٰ، نہ کسی کے سامنے جواب دہ ہے اور نہ کوئی اس سے باز پرس کرنے والا ہے۔
إِذَا لَأَذِقْنَاكَ ... ثم لا تجدک علینا نصیرا

یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: کسی کو نہ پائو گے جو ہمارے خلاف اپنے حق میں تیری مدد کرے۔ یہاں اس معنی کا احتمال ہے کہ کوئی ایسا کرنے والا سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔

۱۲۔ کفار کی طرف میلان، انسان کے تنہا رہنے اور نصرت الہی سے محرومی کا موجب ہے۔
ترکن الیہم شیئاً قليلاً۔ إِذَا لَأَذِقْنَاكَ ... ثم لا تجدک علینا نصیرا

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) اور خطا ۱؛ آنحضرت (ع) کا حامی ۶؛ آنحضرت (ص) کو ڈراوا ۱، ۸؛ آنحضرت (ص) کی ثابت قدمی کے آثار ۶؛ آنحضرت (ص) کی سزائیں شدت ۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی نصرت سے محرومیت کے اسباب ۱۲؛ اللہ تعالیٰ اور ذمہ داری ۱۱؛ اللہ سے پوچھ گچھ ۱۱؛ اللہ تعالیٰ سے مجادلہ ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی حاکمیت ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کے انذار ۱، ۸؛ اللہ تعالیٰ کی حمایتوں کا پیش خیمہ ۶؛ اللہ تعالیٰ کی سزائوں کا عام ہونا ۲

انسان: انسانوں کا معاشرتی کردار ۳

توحید: توحید افعالی ۱۰

دینداری:

دینداری میں استقامت کے آثار ۶

دینی رہبر: دینی رہبر کی سزا زیادہ ہونا ۳؛ دینی رہبروں کی خطا کی سزا ۳

سزا: سزا کے شدید ہونے کے اسباب ۳، ۵

عذاب: اہل عذاب کے مددگار نہ ہونا ۸، ۹؛ عذاب سے نجات ۹

گناہ: ناقابل بخشش گناہ ۵

گناہ گار: گناہ گاروں کی اخروی سزا کا آغاز ۷؛ گناہ گاروں کی موت ۷

موت: موت کے آثار ۷

میلانات: ظالموں کی طرف میلان کی اخروی سزا ۵؛ ظالموں کی طرف میلان کی دنیاوی سزا ۵؛ کفار کی طرف میلان کے آثار ۱۲؛

نظریہ کائنات: توحیدی ایڈیا لوج ۱۰

نافرمانی: خدا سے نافرمانی کی سزا ۲

آیت ۷۶

﴿وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفْزُواكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذَا لَا يَلْبِثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا﴾

اور یہ لوگ آپ کو زمین مکہ سے دل برداشتہ کر رہے تھے کہ وہاں سے نکال دیں حالانکہ آپ کے بعد یہ بھی تھوڑے دنوں سے زیادہ نہ ٹھہر سکے (۷۶)

۱۔ آنحضرت (ص) کو مکہ سے جلا وطن کرنے کے مقدمات فراہم کرنے کے سلسلے میں مشرکین کی آپ (ص) کے خلاف سازش اور کوشش۔ **وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفْزُواكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ**

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "کادوا" اور "يستفزون" میں ضمیر کا مرجع ماقبل آیات کے قرینہ کے مطابق مشرکین مکہ اور "الأرض" پر "ال" عہد اور اس سے مراد سرزمین مکہ ہو۔

قابل ذکر ہے کہ "يستفزون" کی اصل "فز" ہے جو حرکت دینے کے معنی میں ہے۔

۲۔ پیغمبر (ص) کا مکہ میں رہنا، مشرکین کے لئے قابل تحمل نہ تھا۔ **وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفْزُواكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ**

۳۔ مشرکین کا پیغمبر (ص) کو ان کے اصولی اور روحی پر بنی موقف سے ہٹانے کی کوشش کے دوران آپ کے خلاف دشمنی

پر بنی افعال انجام دینے پر اتر آنا۔ وإن کادوا لیستفرونک ... وإن کادوا لیستفرونک من الأرض لیخرجوک

۳۔ اللہ تعالیٰ کی مشرکین کو پیغمبر (ص) کے مکہ سے نکالنے کی صورت میں عنقریب آنے والی اور حتمی ہلاکت کی دھمکی دینا۔
وإذا لایلبثون خلفک إلا قلیلاً

۵۔ پیغمبر (ص) کا بارگاہ الہی میں با عظمت شخصیت اور عظیم مقام کے حامل ہونا۔
وان کادوا لیستفرونک من الأرض لیخرجوک منها وإذا لایلبثون خلفک إلا قلیلاً

احتمال ہے کہ پیغمبر کو مکہ سے نکالنے کا نتیجہ (یعنی مشرکین کی ہلاکت) آپ (ص) کی شخصیت کی بناء پر ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر (ص) کی شان میں یہ گستاخی اللہ تعالیٰ کے لئے قابل قبول نہ تھی۔

۶۔ پیغمبر (ص) کا مشرکین مکہ کے درمیان رہنا، ان پر الہی عذاب کے نازل ہونے سے مانع تھا۔
وإذا لایلبثون خلفک إلا قلیلاً

پیغمبر (ص) کو مکہ سے نکالنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی مشرکین کو ہلاکت کی دھمکی ہو سکتا ہے کہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہو کہ آپ (ص) کا ان کے درمیان موجود ہونا انکی ہلاکت سے مانع تھا۔

۷۔ پیغمبر (ص) کو مکہ سے نکالنے کی مشرکین کی سازش ناکام اور بے نتیجہ ثابت ہوئی۔ وإن کادوا لیستفرونک من الأرض لیخرجوک منها وإذا لایلبثون خلفک إلا قلیل "وإن کادوا لیستفرونک" (کہ نزدیک تھا آپ کو نکالیں) کی تعبیر سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ وہ پیغمبر (ص) کو مکہ سے نکالنے کے اپنے مقصد میں ناکام ہو گئے۔

۸۔ الہی تعلیمات کو پھیلنے سے روکنا اور پیغمبروں کے لئے تبلیغ میں مشکلات پیدا کرنا، ہلاکت اور نابود ہونے کا موجب ہے۔
لیخرجوک منها وإذا لایلبثون خلفک

احتمال ہے کہ پیغمبر (ص) کو مکہ سے نکالنے کا کام اس لئے اہم و عظیم سمجھا گیا چونکہ آنحضرت کو نکالنا دراصل فعالیت و تبلیغ کو روکنا تھا تو اس عمل کے نتیجے میں یقیناً وہ ہلاک اور نابود ہو جاتے۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کا کردار ۶؛ آنحضرت (ص) کو نکالنے کی سازش ۱، ۷؛ آنحضرت (ص) کو نکالنے کی سزا ۳؛
آنحضرت (ص) کی تاریخ ۱، ۷؛ آنحضرت (ص) کے خلاف سازش ۱؛ آنحضرت (ص) کے دشمن ۲، ۳؛ آنحضرت (ص) کے فضائل ۶؛ آنحضرت (ص) کے مراتب و درجات

۵: آنحضرت مکہ میں آنحضرت (ص) ۲

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱، ۲، ۳، ۴

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے انذار ۳

انبیاء: انبیاء کو تبلیغ سے روکنے کے آثار ۸

مشرکین: مشرکین کو انذار ۳; مشرکین کی دشمنی ۲، ۳; مشرکین کی سازش ۱; مشرکین کی سازش کا شکست کھانا ۴; مشرکین کی

ہلاکت ۳; مشرکین کے عذاب کے موانع ۶

ہلاکت: ہلاکت کے اسباب ۸

آیت ۷۷

﴿سُنَّةَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلاً﴾

یہ آپ سے پہلے بھیجے جانے والے رسولوں میں ہمارا طریقہ کار رہا ہے اور آپ ہمارے طریقہ کار میں کوئی تغیر نہ پائیں گے (۷۷)

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ایسی امتوں کو ہلاکت کرنے کا طریقہ کار رہا ہے کہ جو رسولوں کو اپنی سرزمین سے نکالنے اور جلا وطن کرنے کا اقدام کرتی تھیں۔ لیخرجوک منها وإذا لا یلبثون خلفک إلا قلیلاً۔ سنۃ من قد أرسلنا قبلک من رسلنا

۲۔ رسولوں کو جلا وطن کرنا سخت دنیاوی عذاب کا موجب ہے۔
إذا لا یلبثون خلفک إلا قلیلاً۔ سنۃ من قد أرسلنا قبلک من رسلنا

۳۔ پیغمبر اسلام (ص) سے قبل تاریخ بشر میں انبیاء کا مسلسل بھیجا جانا۔ من قد أرسلنا قبلک من رسلنا

۳۔ پیغمبر (ص) کی مانند بہت سے الہی رسولوں کا سازش 'بدعہدی اور وطن سے در بدر کرنے کی دھمکی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔
وإن کادوا لیستفزونک ... سنۃ من قد أرسلنا قبلک من رسلنا

۵۔ الہی رسل کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انتہائی بلند اور

عظیم منزلت کا حامل ہونا۔ سنۃ من قد أرسلنا قبلك من رسلنا

یہ جو کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ وہ امتیں کہ جنہوں نے اپنے پیغمبروں کو اپنی سرزمین سے در بدر کیا ہلاکت میں پڑ گئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اللہ کی بارگاہ میں بہت بلند و بالا مقام رکھتے تھے۔

۶۔ الہی طور طریقہ ایسے قوانین ہیں کہ جن میں کسی قسم کا خلل اور تبدیلی نا ممکن ہے۔ ولا تجد لسننتنا تحویلا

۷۔ مشرکین کی سازشوں اور کوششوں کے مد مقابل اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) کو تسلی دینا۔ وإن کادوا لیستفرونک من الأرض

لیخرجوک منها وإذا لا یلبثون خلفک إلا قلیلاً۔ سنۃ من قد أرسلنا قبلك من رسلنا ولا تجد لسننتنا تحویلا

مشرکین کی سازشوں کی نقشہ کشی کے بعد انبیاء کے حق میں تجاوز کرنے والوں کی یقینی ہلاکت کی الہی سنت کا ذکر ممکن ہے اس مذکورہ نکتے کی خاطر ہو۔

۸۔ تاریخی تبدیلیاں، الہی سنتوں کا ان پر حکومت کی بنیاد پر ہیں۔

أذا لا یلبثون خلفک إلا قلیلاً۔ سنۃ من قد أرسلنا قبلك من رسلنا ولا تجد لسننتنا تحویلا

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کو تسلی دینا؛ ۷؛ آنحضرت (ص) کو در بدر کرنا؛ ۳؛ آنحضرت کو دھمکی دیا جانا؛ ۲؛ آنحضرت (ص) کے خلاف سازش؛ ۷، ۳؛ آنحضرت (ص) کے دشمن؛ ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی سنتوں کا حاکم ہونا؛ ۸؛ اللہ تعالیٰ کی سنتوں کا حتمی ہونا؛ ۶؛ اللہ تعالیٰ کی سنتیں؛ ۱

انبیاء: انبیاء کو در بدر کرنا؛ ۳؛ انبیاء کو در بدر کرنے کی دنیاوی سزا؛ ۲؛ انبیاء کو در بدر کرنے کے آثار؛ ۲؛ انبیاء کو دھمکی؛ ۳؛ انبیاء کی تاریخ؛ ۳، ۳؛ انبیاء کی رسالت؛ ۳؛ انبیاء کے خلاف سازش؛ ۳؛ انبیاء کے دشمن؛ ۳؛ انبیاء کے فضایل؛ ۵

تاریخ: تاریخ کا قانون کے مطابق ہونا؛ ۸

پہلی امتیں: پہلی امتوں کی ہلاکت؛ ۱

سزا: سزا کے اسباب؛ ۲

مشرکین: مشرکین کی سازش؛ ۷

آیت ۷۸

﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾

آپ زوال آفتاب سے رات کی تاریکی تک نماز قائم کریں اور نماز صبح بھی کہ نماز صبح کے لئے گواہی کا انتظام کیا گیا ہے (۷۸)

۱۔ پیغمبر کو سورج کے زوال سے لیکر آدھی رات تک اور صبح کی سفیدی میں نماز قائم کرنے کا فرمان الہی۔
أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ

"دلوک" کا معنی سورج کا غروب کی طرف بڑھنا ہے "غسق" شدید تاریکی کے معنی میں ہے (مفردات راغب) ان لغوی معانی کو دیکھتے ہوئے مندرجہ بالا مطلب کی بنیاد یہ نکتہ ہے کہ "دلوک الشمس" سے مراد سورج کا زوال اور "غسق اللیل" سے مراد آدھی رات ہے۔

۲۔ نماز، وہ ذمہ داری ہے کہ جس کے لئے وقت اور ساعت معین اور مخصوص ہے۔
أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ

۳۔ واجب نمازوں میں سے نماز ظہر سب سے پہلی واجب نماز ہے۔ اَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ یہ کہ پنجگانہ نمازوں کے اوقات بیان کرتے ہوئے سب سے پہلے سورج کے زوال سے بات شروع کی گئی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس حقیقت کو واضح کر رہی ہو کہ سب سے پہلی واجب نماز، ظہر کی ہے۔

۳۔ نماز عشاء کا آخری وقت، آدھی رات ہے۔ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ

مندرجہ بالا نکتہ کی بناء اس بات پر ہے جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے غسق اللیل سے مراد آدھی رات ہو۔

۵۔ قرآن کی قراءت اور وحی کے پیغام کو تکراری پڑھنا نماز کا سب سے عمدہ اور اہم ترین رکن ہے۔

أَقِمِ الصَّلَاةَ ... وَقُرْآنَ الْفَجْرِ یہاں "قراء ن الفجر" سے مراد صبح کی نماز ہے۔ لفظ صلاۃ کی جگہ "قرآن" آیات الہی کی تلاوت "لانا مندرجہ بالا مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

۶۔ تمام نمازوں کی نسبت، نماز صبح کی خصوصی اہمیت اور مقام۔ اَقِمِ الصَّلَاةَ ... قُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا

۷۔ پنجگانہ نمازوں کا وقت وسیع ہے۔ اقم الصلوة لدلوك الشمس إلى غسق الليل و قراء ن الفجر

۸۔ نماز صبح کو اول وقت ادا کرنے کی فضیلت اور تقاضا (طلوع فجر)۔ وقرء ان الفجر

یہ کہ نماز صبح کا وقت بھی وسیع ہے۔ یعنی طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک وسعت ہے۔ لیکن نماز کو فجر کی طرف نسبت دینا اس کو اول وقت میں ادا کرنے کی اہمیت و فضیلت بیان کر رہا ہے۔

۹۔ اول فجر میں نماز صبح کی ادائیگی خصوصی گواہی اور نظارہ کا حامل مقام۔ اِنَّ قرء آن الفجر كان مشهودا

جیسا کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے یہاں خصوصی گواہی سے مراد "دن و رات کے فرشتوں کی گواہی ہے کہ یہ دونوں قسم کے فرشتے صبح کی نماز پڑھنے والوں کی گواہی دیتے ہیں۔"

۱۰۔ صبح کی نماز کا اہتمام، سب لوگوں کی نگاہوں کے سامنے اور جماعت کے ساتھ ضروری ہونا۔

اِنَّ قرء آن الفجر كان مشهودا

احتمال ہے کہ صبح کی نماز کی یہ صفت "مشہود" ایک قسم کی تشویق ہو کہ اسے سب کے سامنے ادا کیا جائے یہ بھی بیان لازم الذکر ہے کہ فعل "کان" آیت میں تثنیت کے لیے ہے۔

۱۱۔ عن زارة قال: سالت ابا عبد الله (ع) عن هذه الآية: "اقم الصلوة لدلوك الشمس إلى غسق الليل" قال: دلوك الشمس زوالها عند كبد السماء "إلى غسق الليل" إلى انتصاف الليل فرض الله فيما بينهما أربع صلوات الظهر والعصر والمغرب والعشاء... و "قرآن الفجر" قال: ركعتا الفجر...^(۱)

زارة کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق (ص) سے اس آیت "اقم الصلوة لدلوك الشمس إلى غسق الليل" کے بارے میں سوال کیا تو حضرت (ع) نے فرمایا: "دلوك الشمس" یعنی سورج کا آسمان کے درمیان مائل کرنا اور: "إلى غسق الليل" یعنی رات کے نصف تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں "ظہر اور نصف شب" کے درمیان چار نمازوں کو واجب کیا ہے۔ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء اور "قرآن الفجر" کے بارے میں (حضرت (ع)) نے فرمایا: (وہ) دو رکعت نماز صبح ہے

۱۲۔ عن أمير المؤمنين (ع) قال: ... دلالة الصلاة ... الشمس يقول الله جلّ وعزّ "اقم الصلوة لدلوك الشمس إلى غسق الليل وقرآن الفجر ...

(۱) تفسیر عیاشی ص ۳۰۸، ج ۱۳۷۔ تفسیر بہان ج ۲، ص ۴۳۷، ج ۱۰۔

فلا تعرف مواقيت الصلاة بالشمس...^(۱)

امیر المؤمنین (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ انہوں نے فرمایا: نماز (کے وقت) کی راہنمائی سورج سے ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے: "اقم الصلوة لعلك الشمس إلى غسق الليل وقرآن الفجر ... " پس نماز کے اوقات صرف سورج کے ذریعے پہچانے جاتے ہیں ...

۱۳۔ عن أبي عبد الله (ع) انه سئل عن قول الله عزوجل: وقرآن الفجر إن قرآن الفجر كان مشهوداً قال: هو الركعتان قبل صلاة الفجر۔^(۲) امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "وقرآن الفجر إن قرآن الفجر كان مشهوداً" کے بارے میں سوال ہوا تو حضرت (ع) نے جواب میں فرمایا: وہ نماز صبح سے پہلے دو رکعت نماز نافلہ ہے۔

۱۴۔ عن يزيد بن خليفة قال: قلت لأبي عبد الله (ع) ... إنك قلت: إن أول صلاة افترضها الله على نبيه (ص) الظهر و هو قول الله عزوجل: "اقم الصلاة لعلك الشمس" ... قال: صدق۔^(۳)

یزید بن خلیفہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق (ع) کی خدمت میں عرض کیا آپ (ع) نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلی نماز جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر (ص) پر واجب قرار دی وہ نماز ظہر تھی یہ وہی اللہ کا کلام ہے کہ جس میں وہ فرماتا ہے: "اقم الصلوة لعلك الشمس"؟ تو حضرت (ع) نے فرمایا: راوی نے سچ کہا ہے۔

۱۵۔ عن اسحاق بن عمار قال: قلت لأبي عبد الله (ع) أخبرني بأفضل المواقيت في صلاة الفجر؟ فقال: مع طلوع الفجر ان الله عزوجل يقول: "وقرآن الفجر إن قرآن الفجر كان مشهوداً" یعنی صلاة الفجر تشهد ملائكة الليل وملائكة النهار فإذا صلى العبد الصبح مع طلوع الفجر أثبت له مرتين أثبتها ملائكة الليل وملائكة النهار۔^(۴) اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ میں امام صادق (ع) کی خدمت میں عرض کیا مجھے نماز صبح کے با فضیلت اوقات کے بارے میں بتائیں، حضرت (ع) نے فرمایا: ایسی نماز ہے کہ جسے طلوع فجر کے ساتھ ہونا چاہئے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وقرآن الفجر ان الفجر كان مشهوداً"۔ یہاں مراد طلوع فجر کی نماز ہے کہ اس وقت دن اور رات کے دونوں فرشتے موجود ہوتے ہیں اور اس کے گواہ ہیں۔ پس جب انسان نماز صبح کو طلوع فجر کے وقت بجالاتا ہے تو یہ نماز دو دفعہ تحریر ہوتی ہے۔ ایک دفعہ رات کے فرشتوں کے ذریعے اور ایک دفعہ دن کے فرشتوں کے ذریعے۔

(۱) بحار الانوار ج ۴۵، ص ۳۹۰، ح ۳۹ (۲) دعائم الاسلام ج ۱، ص ۲۰۴، بحار الانوار ج ۸۴، ص ۳۱۲، ح ۷۔

(۳) کافی ج ۳، ص ۲۷۵، ح ۱۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۲۰۰، ح ۳۷۲ (۴) کافی ج ۳، ص ۲۸۳، ح ۲۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۲۰۱، ح ۳۷۳۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی شرعی ذمہ داری ۱؛ ۲

احکام: ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۸، ۱۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے احکام ۱

روایت: ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵

سورج: سورج کے فوائد ۱۲

صبح: نماز صبح کے نافلہ کی اہمیت ۱۳

قرآن: قرآن کی تلاوت کی اہمیت ۵

نماز: اول وقت، نماز کی فضیلت ۹؛ روزانہ کی نماز کی شرعی حیثیت ۱، ۱۱؛ سب سے پہلی واجب نماز ۳، ۱۳؛ صبح کی نماز کی اہمیت ۶، ۱۰؛ صبح کی نماز پر نظارت ۹؛ نماز کے احکام ۳، ۲، ۳، ۴، ۵، ۸، ۱۱؛ نماز صبح کا باجماعت ہونا ۱۰؛ نماز میں قرآن مجید کی تلاوت ۵؛ نماز صبح کا ظاہر کرنا ۱۰؛ نماز میں قرائت ۵؛ نماز صبح کے گواہ ۱۵؛ نماز ظہر کا وجوب ۳، ۱۳؛ نماز صبح کی فضیلت کا وقت ۸، ۱۵؛ نماز عشاء کا وقت ۳؛ یومیہ نمازوں کا وقت ۱، ۴، ۱۱، ۱۲

واجبات: واجبات موقت ۲

آیت ۷۹

﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾

اور رات کے ایک حصہ میں قرآن کے ساتھ بیدار رہیں یہ آپ کے لئے افاضہ خیر ہے عنقریب آپ کا پروردگار اسی طرح آپ کو مقام محمود تک پہنچا دے گا (۷۹)

۱۔ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) کو رات کے بعض حصہ میں نافلہ شب کے قائم کرنے کے لئے بیدار رہنے کا حکم۔
وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ

۲۔ دوسرے واجبات کے علاوہ نماز شب کا پیغمبر (ص) پر واجب ہونا۔ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ

"نافلہ" کے لغوی معنی کی طرف توجہ رکھتے ہوئے کہ اس سے مراد "واجب سے زائد" ہونا ہے۔ (مفردات راغب) نیز "لک" میں لام اختصاص کا آنا مندرجہ بالا نکتہ پر دلالت کر رہا ہے۔

۳۔ رات کو نیند سے بیدار ہونے کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت، خاص اہمیت کی حامل ہے۔
وقرء ان الفجر كان مشهوداً ... ومن الليل فتهجد به نافلة لك

۳۔ نماز شب میں قرآن کی قرائت کی اہمیت۔ وقرء ان الفجر ... ومن الليل فتهجد به نافلة لك
مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "قرآن" سے مراد، نماز کا قرائت قرآن پر مشتمل ہونا ہے۔
۵۔ امت کی رہبری اور پیغمبری کے عہدے، دوسروں کی نسبت زیادہ اور بھاری ذمہ داریاں۔
ومن الليل فتهجد به نافلة لك

۶۔ انبیاء اور الہی رہبروں کے لئے عبادت اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ رابطہ کی ضرورت۔ ومن الليل فتهجد به نافلة لك
۷۔ اللہ تعالیٰ کی پیغمبر (ص) کو شب بیداری اور تہجد کے نتیجے میں پسندیدہ اور با عظمت مقام پر پہنچنے کی بشارت۔
فتهجد ... عسى أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

۸۔ تہجد اور شب بیداری انسان کے عظم اور پسندیدہ مقام تک پہنچنے کا سبب ہیں۔
فتهجد به نافلة لك عسى أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

۹۔ بلند و بالا مقامات معنوی (مقام محمود) کا حصول اگرچہ محنت و کوشش کے ہمراہ ہو، الہی امداد اور توفیق کے ساتھ مشروط
ہے۔ فتهجد به ... عسى أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

۱۰۔ رات کے تاریک اور پرسکون لمحات، اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطہ پیدا کرنے اور معنوی مقامات میں ترقی کے لئے
مناسب ہیں۔ ومن الليل فتهجد به ... عسى أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

اگرچہ عبادت ہر حال میں مناسب ہے لیکن تمام اوقات میں سے رات کا ذکر لفظ "تہجد" کے ساتھ کہ جس سے مراد خواب
سے بیدار ہونا ہے۔ ممکن ہے مندرجہ بالا مطلب پر اشارہ ہو۔

۱۱۔ مقام محمود تک پہنچنے کے لئے نماز تہجد کی افادیت اور شب بیداری، اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے ساتھ وابستہ ہے۔
عسى أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

۱۲۔ بلند و بالا معنوی مقامات کے حصول کی امید اس وقت ممکن ہے کہ پہلے سے کردار اور مناسب عمل رکھا گیا ہو۔
ومن الليل فتهجد به ... عسى أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

۱۳۔ نماز شب کے ذریعہ حاصل ہونے والا عظم مقام سب کے نزدیک قابل ستائش و احترام ہے۔

عسی أن یبعثک ربک مقاماً محموداً "مقاماً محموداً"

کو مطلق ذکر کرنا شائد اس لئے ہو کہ مقام محمود ایسا مقام ہے کہ جو تمام مخلوق کے لیے قابل تعریف ہے۔
۱۳۔ پیغمبر (ص) کو بلند معنوی مقام کو کسب کرنے کی راہنمائی ان کے لئے الہی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔
فتہجّد بہ ... عسی أن یبعثک ربک مقاماً محموداً

۱۵۔ پیغمبر اکرم (ص) بھی اعلیٰ معنوی مقامات کے کسب کرنے کی راہ میں مناسب اعمال انجام دینے کے محتاج تھے۔
فتہجّد بہ نافلة لك عسی أن یبعثک ربک مقاماً محموداً

۱۶۔ مقامات معنوی کے درمیان "مقام محمود" عظیم اور بلند مقام ہے۔ عسی أن یبعثک ربک مقاماً محموداً
اگرچہ پیغمبر اکرم (ص) پہلے ہی سے بہت عظیم مقام و منزلت پر فائز تھے تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ نماز شب پڑھو تا کہ مقام محمود کو پالو۔ مندرجہ بالا نکتہ سے حکایت کر رہا ہے۔

۱۷۔ پیغمبر اکرم (ص) کا روز قیامت قابل ستائش مقام سے تجلّی کرنا۔ عسی أن یبعثک ربک مقاماً محموداً
مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ لفظ "یبعثک" سے روز قیامت میں اٹھنے کی طرف اشارہ ہو اور "یبعثک" کے لئے
"مقاماً" مصدر میمی اور مفعول مطلق ہو تو کہ اس صورت میں آیت کی ترکیب یوں ہوگی۔ "عسی أن یبعثک ربک بعثاً
محموداً"۔ اللہ تعالیٰ تمہیں پسندیدہ انداز سے روز قیامت مبعوث فرمائے گا۔

۱۸۔ عن عمار الساباطی قال: کنا جلوساً عند أبي عبد الله (ع) بنی فقال له رجل: ما تقول فی النوافل؟ فقال :
فريضة قال : ففرعنا و فرع الرجل ...، فقال : أبو عبد الله (ع) إنما أعني صلاة الليل علی رسول الله (ص) إن الله يقول
: ومن الليل فتہجد بہ نافلة لك^(۱)

عمار ساباطی روایت کرتے ہیں کہ ہم منی میں امام صادق (ع) کے قریب بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے حضرت (ع)
سے کہا کہ آپ (ع) نافلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ تو حضرت (ع) نے فرمایا: واجب ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ ہمیں
اور اس سائل کو بڑا تعجب ہوا تو حضرت (ع) نے فرمایا: میری مراد نماز شب ہے جو کہ رسول اللہ (ص) پر واجب تھی جیسا
کہ پروردگار فرماتا ہے: ومن الليل فتہجد بہ نافلة لك

۱۹۔ عن أحدهما قال: فی قوله: عسی أن یبعثک ربک مقاماً محموداً : قال : هی الشفاعة^(۲)

(۱) تہذیب ج ۲، ص ۲۴۲، ح ۲۸، مسلسل ۹۵۹۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۲۰۴، ح ۳۸۲ (۲) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۳۱۴، ح ۱۴۸، نور الثقلین ج ۳، ص ۲۱۱، ح ۴۰۲۔

امام باقر (ع) یا امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَحْمُوداً" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہاں مقام محمود سے مراد شفاعت ہے۔

۲۰۔ قال علی بن ابی طالب (ع) : ... ثُمَّ يَجْتَمِعُونَ فِي مَوْطِنٍ آخِرٍ يَكُونُ فِيهِ مَقَامُ مُحَمَّدٍ (ص) وَهُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ فَيُثْنِي عَلَى اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِمَا لَمْ يَثْنِ عَلَيْهِ أَحَدٌ قَبْلَهُ ثُمَّ يَثْنِي عَلَى الْمَلَائِكَةِ كُلِّهِمْ ... ثُمَّ يَثْنِي عَلَى الرُّسُلِ ... ثُمَّ يَثْنِي عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ ... فَذَلِكَ قَوْلُهُ: عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَحْمُوداً ... وَهَذَا كُلُّهُ قَبْلَ الْحِسَابِ ...^(۱)

حضرت علی ابن ابی طالب (ع) فرماتے ہیں: ... پھر اللہ تعالیٰ (روز قیامت) لوگوں کو اس جگہ جمع کرے گا کہ مقام محمد (ص) وہاں ہے اور وہ مقام محمود ہے پھر پیغمبر (ص) اللہ تعالیٰ کی یوں ثناء کریں گے کہ کسی نے پہلے ویسی پروردگار کی ثناء نہ کی ہوگی۔ پھر (ترتیب کے ساتھ) تمام ملائکہ ... انبیاء ... تمام مؤمنین اور مؤمنات پر صلوٰۃ بھیجیں گے اور یہ وہی کلام ہے: "عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَحْمُوداً" اور یہ سب چیزیں حساب لینے سے پہلے ہیں ...

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) قیامت میں ۱۴، ۲۰؛ آنحضرت (ص) کا مربی ہونا ۱۳؛ آنحضرت (ص) کو بشارت ۷؛ آنحضرت (ص) کی تہجد ۱، ۷؛ آنحضرت (ص) کی خصوصیات ۱۸، ۲؛ آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۱، ۲؛ آنحضرت (ص) کی شفاعت ۱۹؛ آنحضرت (ص) کی نماز شب ۱، ۲، ۱۸؛ آنحضرت (ص) کی ہدایت ۳، ۱۳؛ آنحضرت (ص) کے مقامات اخروی ۱۹، ۱۴، ۲۰؛ آنحضرت (ص) کے مقامات معنوی ۷، ۱۵؛ آنحضرت (ص) کے واجبات ۲، ۱۸ احکام ۲:

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی امداد کے آثار ۹؛ اللہ تعالیٰ کی بشارتیں ۷؛ اللہ تعالیٰ کی توفیقات کے آثار ۹؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر ۱

انبیاء: انبیاء کی ذمہ داری ۶؛ انبیاء کی عبادات ۶

تہجد: تہجد کا وقت ۱۰؛ تہجد کی اہمیت ۳؛ تہجد کے آثار ۷، ۸، ۱۱

دینی رہبر: دینی رہبر کی ذمہ داری ۶؛ دینی رہبر کی عبادات ۶/ ذمہ داری: ذمہ داری کا پیش خے ۵

روایت: ۱۸، ۱۹، ۲۰/ رہبری: رہبری کے آثار ۵

(۱) توحید صدوق ص ۲۶۱ ح ۵، ب ۶۳۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۲۰۶، ح ۳۹۰۔

شب: شب کے فوائد ۱۰

عمل: پسندیدہ عمل کے آثار ۱۲; عمل کے آثار ۱۵

قرآن: قرآن کی تلاوت کی اہمیت ۳، ۳

مقامات معنوی: مقامات معنوی کا پیش خیمہ ۱۱، ۱۲، ۱۵; مقامات معنوی کی اہمیت ۱۳، ۱۶; مقام محمود جیسے معنوی مقام

کی اہمیت ۱۶; مقامات معنوی کی بنیاد ۹; مقامات معنوی کے اسباب ۸، ۱۳;

نبوت: نبوت کے آثار ۵

نماز: نماز شب کے آثار ۱۳; نماز شب کے احکام ۲; نماز شب میں قرآن ۲

آیت ۸۰

﴿وَقُلْ رَبِّ ادْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا﴾

اور یہ کہنے کے پروردگار مجھے اچھی طرح سے آبادی میں داخل کر اور بہترین انداز سے باہر نکال اور میرے لئے ایک طاقت

قرار دیدے جو میری مددگار ثابت ہو (۸۰)

۱۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر (ص) کو مانگنے اور دعا مناجات کی تعلیم کے طریقہ سکھایا جانا۔

وقل رب ادخلنی مدخل صدق

۲۔ دعاء و مناجات کے آداب میں سے پروردگار کی ربوبیت سے تمسک اور اپنے آپ کو خدا کے تحت تربیت مربوط

سمجھنا۔ وقل رب ادخلنی مدخل صدق

۳۔ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) کو نماز اور نوافل کے ساتھ دعا و مناجات کا حکم۔

اقم الصلوة ... فتہجد بہ نافلة لك ... وقل رب ادخلنی مدخل صدق

مندرجہ بالا مطلب اس نکتہ کی بناء پر ہے کہ "وقل رب"، "فتہجد" پر عطف تھا اور عام کے بعد خاص کا ذکر، اعمال میں سے

ایک عمل کو بیان کر رہا ہے کہ جسے تہجد اور نماز شب میں انجام دینا مناسب ہے۔

۳۔ پروردگار کی بارگاہ میں اپنی حاجات کو زبان پر لانا، دعا اور مناجات کے آداب میں سے ہے۔

وقل رب ادخلنی مدخل صدق

۵۔ پیغمبر (ص) کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہر عمل کو آغاز سے انجام تک خالص اور سچی نیت کے ساتھ انجام

دینے کی توفیق طلب کریں۔ وقل رب أدخلنی مدخل صدق وأخرجنی مخرج صدق

۶۔ کاموں کو سچائی کے ساتھ شروع کرنا اور صحیح طریقہ سے ان سے عہدہ براہونا، الہی امداد کا محتاج ہے۔

وقل رب أدخلنی مدخل صدق وأخرجنی مخرج صدق

۷۔ نوافل اور نماز شب میں اللہ تعالیٰ سے کاموں میں سچائی سے داخل ہونے اور سچائی سے خارج ہونے کی توفیق طلب

کرنا ایک پسندیدہ اور مطلوب عمل ہے۔ ومن اللیل فتهجد به نافلة لك ... وقل رب أدخلنی مدخل صدق وأخرجنی مخرج صدق

۸۔ اعمال کی قدر و قیمت، سچائی، خلوص اور ریاکاری سے پرہیز کی بناء پر ہے۔

أدخلنی مدخل صدق وأخرجنی مخرج صدق

۹۔ اللہ تعالیٰ سے رات کے نوافل میں توفیق، خلوص اور کامل صداقت کی درخواست کا ضروری ہونا۔

ومن اللیل فتهجد به ... وقل رب أدخلنی مدخل صدق وأخرجنی مخرج صدق

یہ جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (ص) کو تہجد کی نصیحت کے ساتھ ہر کام میں اپنی بارگاہ سے خلوص کی درخواست کرنے کے لیے کہا ہے۔ یہ مندرجہ بالا نکتہ کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔

۱۰۔ انسان کے اعمال ہمیشہ اخلاص سے عاری ہونے کے خطرے میں ہیں۔

رب أدخلنی مدخل صدق وأخرجنی مخرج صدق

یہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر (ص) کو حکم دیا ہے کہ اخلاص اور صداقت کو کسب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے اعمال ہمیشہ ریا میں مبتلا ہونے کے خطرے میں ہیں۔

۱۱۔ تمام انسان، حتیٰ کہ پیغمبر اکرم (ص) عمل میں اخلاص و صداقت رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی خصوصی امداد کے محتاج

ہیں۔ وقل رب أدخلنی مدخل صدق وأخرجنی مخرج صدق

۱۲۔ صداقت اور اخلاص کے ساتھ کام کا آغاز اس بات کا ضامن نہیں ہے کہ کام کا انجام بھی صداقت اور اخلاص پر

ہوگا۔ أدخلنی مدخل صدق وأخرجنی مخرج صدق

۱۳۔ پیغمبر اکرم (ص) کو اپنی رسالت کو کامیابی سے انجام دینے میں طاقت و توانائی حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ

میں دعا و مناجات کرنے کا حکم۔

وقل رب... واجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً

مندرجہ بالا مطلب اس نکتہ کی بنیاد پر ہے کہ "سلطان" سے مراد حس طرح بعض مفسرین نے کہا قوی اور برتر طاقت ہو۔
۱۳۔ کاموں کے آغاز سے انجام تک صداقت اور سچائی رکھنے میں الہی طاقت و توانائی کی ضرورت۔

أدخلني... واجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً

۱۵۔ پیغمبر (ص) کو اپنی رسالت کے کامیابی سے انجام دینے اور منکرین کا مقابلہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے حجت اور ضروری دلیل مانگنے کا حکم۔ وقل... واجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً

۱۶۔ حق و حقیقت کے منکرین کا مقابلہ کرنے کے میدان میں محکم دلیل و حجت اور کامیابی حاصل کرنے کی طاقت اللہ کی امداد کی صورت میں ہے۔ واجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً

۱۷۔ خداوند عالم نے طاقت اور توانائی کو اصلاح و تعمیر کے لیے طلب کرنے کے لیے کیا ہے نہ کہ فساد اور تباہی پھیلانے کے لیے۔ واجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً

"لی" میں لام انتفاع ہے اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر قدرت انسان کے فائدہ کے لئے نہیں ہے۔ پس اس قوت کی درخواست کرنا چاہئے کہ جس سے مصلح بشر پورے ہوں۔

۱۸۔ اللہ تعالیٰ کے اہداف کو عملی جامعہ پہنانے کے لئے حصول توانائی اور طلب قدرت اللہ کی رضا اور پسند کے مطابق ہے۔ واجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کا معلم ہونا ۱؛ آنحضرت (ص) کی دعا ۵؛ آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۱۵؛ آنحضرت (ص) کی رسالت ۱۳؛ آنحضرت (ص) کی شرعی ذمہ داری ۳، ۵، ۱۳؛ آنحضرت (ص) کی ضرورتیں ۱۱، ۱۵/اخلاص: اخلاص کی اہمیت ۵؛ اخلاص کی بنیاد ۱۱؛ اخلاص کے آثار ۸؛ اخلاص کی درخواست ۵، ۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ سے حجت کی درخواست ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی امداد کے آثار ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر ۳، ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات ۱؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے تمسک ۲

امداد طلب کرنا: اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کرنے کی اہمیت ۶

انسان: انسان کی خطائیں ۱۰؛ انسان کا مربی ہونا ۲؛ انسان کی معنوی ضروریات ۱۱، ۱۳

اقدار: اقدار کا معیار ۸

حق: حق کو جھٹلانے والوں پر کامیابی کی اساس ۱۶

دعا: دعا کی اہمیت ۳; دعا کے آداب ۲، ۳; اللہ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے دعا ۱۳; دعا میں حاجت کا بیان ۳

ریا: ریاکاری کا خطرہ ۱۰

صداقت: صداقت کا پیش خیمہ ۶; صدات کی اہمیت ۵، ۷; صداقت کی بنیاد ۱۱; صداقت کی درخواست ۷، ۵، ۹; صداقت کے آثار ۸

ضروریات: اللہ تعالیٰ کی امدادوں کی ضرورت ۶، ۱۱، ۱۳

عمل: پسندیدہ عمل ۷; عمل کا آغاز ۵، ۶، ۷; عمل کا انجام ۶، ۷، ۸; عمل کی قیمت کا معیار ۸; عمل کے آغاز میں اخلاص ۱۲;

عمل کے اخلاص عوامل ۱۳; عمل کے انجام میں اخلاص ۱۲; عمل کے انجام میں صداقت ۱۲; عمل میں اخلاص ۵، ۸،

۱۱; عمل کے آغاز میں صداقت ۱۲; عمل میں ریاکاری ۱۰; عمل میں صداقت کے عوامل ۱۳

قدرت: پسندیدہ قدرت کی درخواست ۱۷، ۱۸; قدرت کی اساس ۱۶; قدرت کی درخواست ۱۳

نماز: نافلہ نماز میں دعا ۳; نماز شب میں دعا ۷، ۹; نماز شب کے آداب ۹; نماز کے آداب ۳; نماز میں دعا ۳

آیت ۸۱

﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾

اور کہہ دیجئے کہ حق آگیا اور باطل فنا ہو گیا کہ باطل بہر حال فنا ہونے والا ہے (۸۱)

۱۔ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) کو مشرکین مکہ کے لئے حق کے یقینی غلبہ اور باطل کے یقینی نابود ہونے کے اعلان کا حکم دینا۔

وقل جاء الحق وزهق الباطل

۲۔ دین اسلام اور پیغمبر (ص) کی راہ حق ہے۔ اس کے علاوہ ہر راستہ باطل اور نابود ہونے والا ہے۔

وقل جاء الحق وزهق الباطل

جیسا کہ مفسرین نے بھی کہا ہے کہ یہ سورہ مکی ہے تو یہاں احتمال ہے کہ حق سے مراد دین اسلام اور شریعت محمدی (ص)

ہے جبکہ باطل سے مراد اس زمانہ میں اس کے مد مقابل عقائد ہیں۔

۳۔ باطل کا خاتمہ اور نابودی تنہا حق کے ظہور اور میدان میں آنے سے ہی ممکن ہے۔ وقل جاء الحق وزهق الباطل

احتمال ہے کہ "جاء الحق" کا "زهق الباطل" پر مقدم ہونا اس حوالے سے ہو کہ حق کو میدان میں لانے سے باطل کو ختم کر دینا چاہیے اور یہ جملہ "إن الباطل كان زهوقا" (کہ باطل طبعی طور پر نابود ہونے والا ہے) اسی مندرجہ بالا مطلب کی تائید میں ہے۔

۳۔ حق کا تعارف اور حقیقی اقدار پیش کرنا مخالف قوتوں اور باطل مذاہب سے اعلان جنگ ہے۔
وقل جاء الحق وزهق الباطل

"جاء الحق" کو مقدم کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حق کے ظہور کرنے کی صورت میں باطل کا رنگ پھیکا پڑ جاتا ہے اور اگر درست اور حق راستہ پیش نہ کیا جائے تو باطل اسی طرح میدان میں ڈٹا رہے گا۔

۵۔ نابودی اور ناپائنداری، باطل کی حقیقت و طبیعت میں پوشیدہ۔ إن الباطل كان زهوقا

۶۔ باطل کا پائدار نہ ہونا اور شکست کھا جانا راہ حق کے ظہور کے وقت اور میدان جنگ میں آنے کے بعد یقینی فتح کی دلیل و علامت ہے۔ جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل كان زهوقا

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پائدار نہ ہونا اور شکست کھا جانا باطل کی ذات کا حصہ شمار کیا۔ "إن الباطل كان زهوقا" اس سے معلوم ہوا کہ اسی پائنداری کا نہ ہونا حق کی فتح پر دلیل ہے۔

۷۔ حق کی باطل پر یقینی کامیابی کا اعلان مؤمنین کے لئے امید کا سرمایہ اور مشرکوں اور اہل باطل کے لئے مایوسی کا سبب ہے۔
وقل جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل كان زهوقا

کفار کی پیغمبر (ص) کو مکہ سے نکالنے کی کوششوں کے بعد باطل کی یقینی شکست کا اعلان مؤمنین کی اساس کو روحانی طور پر مضبوط کرنے اور مشرکین کے دل میں مایوسی ڈالنے کا موجب بن سکتا ہے۔

۸۔ باطل مکتب کے پائدار نہ ہونے اور شکست کھانے کا اعلان اور تبلیغ لوگوں کو اس طرف بڑھنے سے روکنے اور اس کا مقابلہ کرنے کی کوشش کے لئے ایک طریقہ ہے۔
وقل جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل كان زهوقا

باطل کی یقینی شکست کی وجہ یہ ہے کہ وہ ذاتی طور پر شکست کھانے والا ہے شاید مندرجہ بالا مطلب اسی حوالے سے ہو۔
آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی رسالت ۱

اسلام: اسلام کی حقانیت ۲

اقدار: اقدار کی شناخت کے آثار ۳؛ اقدار کے مخالفوں سے جنگ کا طریقہ ۴

اسہ: اسہ کے اوامر ۱

باطل: باطل سے جنگ کا طریقہ ۳، ۸؛ باطل کا زوال ۲، ۵؛ باطل کی حقیقت ۵؛ باطل کی شکست کا اعلان ۱، ۸؛ باطل کی شکست کی تبلیغ ۸؛ باطل کی شکست کے اعلان کے آثار ۴؛ باطل کے زوال کا یقینی ہونا ۱؛ باطل کے زوال کے آثار ۶؛ باطل کے زوال کے اسباب ۳

حق: حق کا معیار ۲؛ حق کی شناخت کے آثار ۳؛ حق کی فتح کا اعلان ۱؛ حق کی فتح کا یقینی ہونا ۱؛ حق کی فتح کے اعلان کے آثار ۴؛ حق کی فتح کے دلائل ۶؛ حق کے ظہور کے آثار ۳

مشرکین: مشرکین کی مایوسی کے اسباب ۴

مؤمنین: مؤمنین کے امید رکھنے کے اسباب ۴

آیت ۸۲

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا﴾

اور ہم قرآن میں وہ سب کچھ نازل کر رہے ہیں جو صاحبان ایمان کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالمین کے لئے خسارہ میں اضافہ کے علاوہ کچھ نہ ہوگا (۸۲)

۱۔ اسہ تعالیٰ کی طرف سے قرآنی آیات کا نزول، جلوہ حق اور باطل کی نابودی کا سبب ہے۔

وقل جاء الحق وزهق الباطل ... وننزل من القرآن

حق کی فتح اور باطل کی شکست کے اعلان کے بعد "ننزل من القرآن" کا ذکر ممکن ہے مندرجہ بالا نکتہ بناء پر ہو۔

۲۔ اسہ تعالیٰ کی طرف سے قرآنی آیات کا نزول انسانوں کی روحی اور فکری بیماریوں کو شفا بخشنے کے لئے ہے۔

وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة

یہ کہ قرآن کتاب ہدایت ہے اور اس میں معنویت کا عنصر غالب ہے تو اس کا شفاء ہونا فکری اور روحی مشکلات کو رفع کرنے کا باعث ہو سکتا ہے۔

۳۔ قرآنی آیات کے تدریجی نزول کا انسانوں کی بیماریوں کے دور کرنے میں کردار۔

وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة بعض اہل لغت کا یہ نظریہ ہے کہ باب تفعیل میں مادہ "نزل" سے مراد نزول تدریجی ہے۔ پس قرآن کے تدریجی نزول کا ذکر اور اس کے ہدف شفاء کا ذکر مندرجہ بالا مطلب حقیقت کو بیان کر رہا ہے۔

۳۔ قرآن، انسانوں میں پائی جانے والی ہر بیماری کے لئے شفاء ہے۔ و ننزل من القرآن ما هو شفاء

۵۔ انسان، وحی کی ہدایت کے بغیر ایک طرح کی فکری، روحی اور اخلاقی بیماری میں مبتلا ہے۔

وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة یہ کہ قرآن مجید کے نزول کو شفاء دینے کے عنوان سے تعارف کروایا گیا ہے یہ حکایت کر رہا ہے کہ وحی کے بغیر انسان روحانی لاعلاج امراض میں مبتلا ہے۔

۶۔ قرآنی آیات، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کے لئے بہت بڑی رحمت ہیں۔ و ننزل ... رحمة للمؤمنین

۷۔ فقط اہل ایمان اور حق قبول کرنے والے قرآنی شفا اور رحمت کے حامل ہیں۔

وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین

۸۔ روحی، فکری اور اخلاقی بیماریوں کے لئے قرآنی شفا، رحمت، شفقت اور مہربانی کے ساتھ ہے۔

وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین

قرآن کے لئے دونوں صفات "شفائی" اور "رحمت" کا باہمی ذکر ممکن ہے 'مندرجہ بالا معنی کے لئے ہو۔

۹۔ مؤمنین میں بعض فکری، روحی اور اخلاقی بیماریوں کا پیدا ہونا اور انہیں کی قرآنی علاج کی ضرورت۔

وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین

۱۰۔ ظالم، نہ صرف قرآنی رحمت اور شفاء سے کچھ حاصل نہیں کر سکتے بلکہ وہ ان کے لئے محض خسارہ اور نقصان ہے۔

ولا یزید الظلمین الا خسارا

۱۱۔ حق کے منکر کفار، ظالم ہیں اور قرآنی رحمت اور شفا جیسی نعمت ان کے لئے خسارت اور نقصان میں اضافہ کا

موجب ہے۔ شفاء ورحمة للمؤمنین ولا یزید الظلمین الا خسارا

مندرجہ بالا نکتہ کی اساس یہ ہے کہ "ظالمین" سے مراد "مؤمنین" کے مقابلہ کے قینہ سے کفار ہو۔

۱۲۔ قرآنی ہدایت سے فائدہ لینے یا محروم ہونے میں انسانوں کا اپنا اصلی کردار ہے۔

من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظالمين الا خسارا

"مؤمنین" اور "ظالمین" کی صفت علت اور سبب بیان کرنے کے لئے ہے یعنی مؤمنین میں حق قبول کرنے کا جذبہ قرآنی رحمت و شفاء سے فائدہ لینے کا باعث ہے جبکہ ظالموں میں حق قبول نہ کرنے کی خصلت قرآن سے محرومیت کا سبب ہے۔

۱۳۔ عن أبي عبدالله (ع) : ... إنما الشفاء في علم القرآن لقوله: "ونزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين" (۱)۔
امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ بلاشبہ شفاء، علم قرآن میں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ونزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين"

۱۳۔ قال أبو عبدالله (ع) : ما اشتكى أحد من المؤمنين شكاية قطّ وقال بإخلاص نية ومسح موضع العلة ويقول:
"ونزل من القرآن ... " إلا عوفي من تلك العلة آية علة كانت... (۱)

امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: بیمارے نہ ہونے والا مؤمن کی بیماری والی جگہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے خالص نیت سے کہے: "ونزل من القرآن..." مگر یہ کہ بیماری سے شفا یاب ہو جائے گا۔
انحراف: انحراف اخلاقی کا پیش خیمہ ۵؛ انحراف فکری کا پیش خیمہ ۵؛ انحراف فکری کے موانع
انسان: انسانوں کا کردار ۱۲/ باطل: باطل کی شکست کے اسباب ۱

بیماری: بیماری کے علاج کے اسباب ۳، ۳، ۹؛ روحی بیماری کا پیش خیمہ ۵؛ روحی بیماری کا علاج ۹؛ روحی بیماری کی شفا ۸
حق: حق قبول کرنے والوں پر رحمت ۷؛ حق قبول کرنے والوں کی شفا ۷؛ حق قبول کرنے والوں کے فضائل ۷؛ حق قبول نہ کرنے والوں کا ظلم ۱۱؛ حق قبول نہ کرنے والوں کے نقصان کے اسباب ۱۱؛ حق کی علامات ۱
روایت: ۱۳، ۱۳/ ظالم لوگ: ۱۱/ ظالموں کے نقصان کے اسباب ۱۰

قرآن: قرآن سے محرومیت کا پیش خیمہ ۱۲؛ قرآن کا شفا دینا ۳، ۲، ۳، ۴، ۱۱، ۹؛ قرآن کا کردار ۳، ۱۰؛ قرآن کی رحمت ۶؛ قرآن کی رحمت سے محرومیت ۱۰، ۱۱؛ قرآن کی رحمت کے شامل حال ۷؛ قرآن کے تدریجی نزول کے آثار ۳؛

قرآن کے شفا دینے میں رحمت ۸؛ قرآن کے شفا دینے کی خصوصیات ۸؛ قرآن کے شفا دینے میں مہربانی ۸؛ قرآن کے نزول کے آثار ۱؛ قرآن کے نزول کے روحی آثار ۲؛ قرآن کے ہدایت دینے کا پیش خیمہ ۱۲

کفار: کفار کا ظلم ۱۱؛ کفار کے نقصان کے اسباب ۱۱

مؤمنین: مؤمنین پر رحمت ۶، ۷؛ مؤمنین کی روحانی بیماری کا علاج ۹؛ مؤمنین کی شفا ۷؛ مؤمنین کی معنوی ضروریات ۹؛ مؤمنین کے فضائل ۷

وحی: وحی کا ہدایت دینا ۵

آیت ۸۳

﴿وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوسًا﴾

اور ہم جب انسان پر کوئی نعمت نازل کرتے ہیں تو وہ پہلو بچا کر کنارہ کش ہو جاتا ہے اور جب تکلیف ہوتی ہے تو مایوس ہو جاتا ہے (۸۳)

۱۔ انسان آسائش اور الہی نعمات کو پانے کے بعد ناشکری اور خدا سے دوری کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔
وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ

"نا" سے مراد "بعد" یعنی دور ہونا ہے اور "أعرض ونا بجانبہ" (یعنی منہ پھیرا اور کنارے ہو گیا) ناشکری اور اللہ تعالیٰ سے دوری کا کنایہ ہے۔

۲۔ مادی وسائل اور اللہ کی نعمات کو پانے کے بعد مغرور رانہ احساسات کا پیدا ہونا ناقابل نفرت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مذموم ہے۔ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ

۳۔ آسائش اور نعمتوں کو پانے کے بعد انسان، حق قبول نہ کرنے والی بیماری کے خطرے میں ہے۔
وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ

۳۔ قرآن، اللہ تعالیٰ کی انسان کے لئے واضح ترین نعمتوں میں سے ہے۔
وَنَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ ... وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ

نعمت کے مصداق میں سے ایک مصداق، پچھلی آیت (وَنَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ) کے قرینہ سے، قرآن بھی ہے۔

۵۔ نعمتوں کے حصول کا تقاضا ہے کہ انسان نعمتوں کے خالق کی طرف توجہ پیدا کرے اور اس کا شکریہ و حمد بجالے

لائے نہ کہ اس سے منہ موڑ لے۔ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَا بِجَانِبِهِ

نعمتوں کو حاصل کرنے والے انسان کے حالات کو مذمت کے انداز سے بیان کرنا، ایک حکایت نہیں ہے بلکہ انسانوں کو منعم کے حق ادا کرنے کی ترغیب ہے۔

۶۔ انسان، معمولی سی مصیبت اور ناگواری کا سامنا کرنے سے شدید مایوسی اور بے چارگی کا شکار ہو جاتا ہے۔

وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يُوَسِّسُ "مَسَّهُ الشَّرُّ" (یعنی مصیبت اسے چھوئے) کے ذریعے اس کے مصیبت میں مبتلا ہونے کی تعبیر معمولی سی ناگواری کو بیان کر رہی ہے۔

۷۔ آسائش کے وقت خدا کی ناشکری کرنے والے جب سختیوں کا سامنا کرتے ہیں تو ان میں ضعف اور ناتوانی زیادہ ہو جاتی ہے۔ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَا بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يُوَسِّسُ

۸۔ آسائش کی حالت میں اللہ سے دوری اور مصیبتوں کے آنے میں مایوس ہونا، قرآنی ہدایت سے محروم لوگوں کی بیماری ہے۔ وَنَنْزِلُ ... شَفَاءَ وَرَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ ... كَانَ يُوَسِّسُ

۹۔ اللہ تعالیٰ، انسانوں کو صرف خیر و نعمت عطا کرتا ہے۔ إِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ ... وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ یہ کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کو نعمتیں دینے والا بتایا گیا جبکہ مصیبتوں کی نسبت اس کی طرف نہیں دی گئی۔ اس سے مندرجہ بالا نکتہ حاصل ہوتا ہے۔

۱۰۔ انسان کی مذموم ناپسندیدہ خصلتوں کہ جن کی اللہ نے مذمت کی ہے ان میں سے ایک اس کا مایوس ہونا ہے۔ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يُوَسِّسُ

۱۱۔ انسان سے نعمت کا سلب ہونا، مصیبت اور اس کی مایوسی کا باعث ہے۔ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ ... وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ "مَسَّهُ الشَّرُّ" کا "أَنْعَمْنَا" کے مقابل میں آنے کے قرینہ سے احتمال پیدا ہوتا ہے کہ انسان کا سختی سے دوچار ہونا گویا اس کا نعمات کو کھو دینا ہے۔

آسائش: آسائش کے آثار ۱، ۲، ۳؛ آسائش میں اللہ سے دوری ۸

آسائش پسند لوگ: آسائش پسند لوگوں کا حق قبول نہ کرنا ۳؛ آسائش پسند لوگوں کی کمزوری ۷؛ سختی کے وقت آسائش پسند لوگ ۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی بخششیں ۹; اللہ تعالیٰ کی مذمتیں ۲، ۱۰; اللہ تعالیٰ کی نعمات ۳

انسان: انسان کی صفات ۱، ۶; انسان کی ناشکری ۱

استکبار: استکبار کی مذمت ۲

حق: حق قبول نہ کرنے کا پیش خیمہ ۳

خیر: خیر کا سرچشمہ ۹

ذکر: منعم کے ذکر کا پیش خیمہ ۵

شکر: نعمت کے شکر کا پیش خیمہ ۵

قرآن: قرآن سے محروم لوگوں کی بیماری ۸; قرآن کی ہدایت سے محرومیت ۸

گمراہ لوگ: گمراہ لوگوں کا اعراض کرنا ۸; گمراہ لوگوں کا مایوس ہونا ۸

مایوسی: مایوسی کی مذمت ۱۰; مایوسی کے اسباب ۱۱

شر: شر کے موارد ۱۱

ناشکری: نعمت کی ناشکری کا پیش خیمہ ۱

ناشکری کرنے والے: ناشکری کرنے والوں کی کمزوری ۷; مصیبت میں ناشکری ۷

نعمت: نعمت قرآن ۳; نعمت کا سرچشمہ ۹; نعمت کے آثار ۵; نعمت کے سلب کے آثار ۱۱

مشکلات: مشکلات کے آثار ۶; مشکلات میں مایوسی ۶، ۸

آیت ۸۳

﴿قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا﴾

آپ کہہ دیجئے کہ ہر ایک اپنے طریقہ پر عمل کرتا ہے تو تمہارا پروردگار بھی خوب جانتا ہے کہ کون سب سے زیادہ سیدھے راستہ پر ہے (۸۳)

۱۔ پیغمبر (ص) پر قرآن کے مختلف انسانوں پر دو قسم کے اثرات کے پیش خیمہ کے حوالے سے ابہام دور کرنے کی ذمہ

داری۔ ونزل من القرآن ... قل كل يعمل على شاكلته

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ نکتہ ہے کہ یہ آیت پچھلی آیت میں ایک مخفی سوال کا جواب ہے اور وہ سوال یہ ہے کہ کیسے مختلف لوگ قرآن سے مختلف فائدہ حاصل کرتے ہیں؟ تو یہ آیت جواب دیتی ہے کہ اس مختلف قسم کے فائدہ لینے کی وجہ ان کی اپنی روحی حالت اور عادات کا رد عمل ہے۔

۲۔ انسان کے اعمال اور فیصلے، اس کی اندرونی خصلتوں، انگیزوں اور روحی حالات کا نتیجہ ہیں۔
کل يعمل علی شاکلتہ

۳۔ بعض انسانوں کا قرآن سے اچھا فائدہ اٹھانا اور دوسرے گروہ کا صحیح فائدہ نہ اٹھانا ان کی خصلتوں اور روحی حالات کا نتیجہ ہے۔ ونزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین ولا یزید الظلمین الا خساراً ... قل کل يعمل علی شاکلتہ

۳۔ انسان، اپنی روحانی صفات اور راسخ نفسانی عادات اور باطنی اعتقادات کے حصار میں جکڑا ہوا ہے۔
قل کل يعمل علی شاکلتہ "شاکلتہ" لغت میں نفسانی راسخ عادتوں کے معنی میں ہے اور ایسی روش اور طریقہ کے معنی میں بھی ہے کہ جسے انسان نے اپنا یا ہو۔ (قاموس المحیط) بہر حال یہ اس حقیقت کو بتا رہی ہے کہ آدمی اپنی روحی حالات اور اعتقادات میں گھرا ہوا ہے۔

۵۔ انسان کے روحی معاملات اور راسخ نفسانی عادات کی شکل بننے میں اس کے انتخاب اور اختیار کا کردار ہے۔
ونزل من القرآن ... کل يعمل علی شاکلتہ

پچھلی آیات میں مؤمنین کی تعریف کی گئی اور ظالموں کی مذمت کی گئی۔ اس آیت میں مؤمنین اور ظالموں دونوں کے متضاد اعمال کی وجہ، ان کی نفسانی راسخ عادات کا متفاوت ہونا بیان کی گئی ہے۔ اب انسان کی اس کی نفسانی راسخ عادات کی بناء پر مدح و مذمت اس صورت میں صحیح ہے کہ وہ اپنی عادات بنانے میں موثر اور اختیار رکھتا ہو۔

۶۔ انسان کے لیے اپنی عادات کے بنانے اور اپنے بنیادی اعتقادات میں دقت کا کرنا ضروری ہے۔
قل کل يعمل علی شاکلتہ

"شاکلتہ" کے دو معانی ہیں: ایک ذاتی شخصیت اور اخلاق اور دوسرا کسب ہونے والی عادات و اخلاق۔ مندرجہ بالا مطلب پچھلی آیت کے قرینہ سے دوسرے معنی کی بنیاد پر ہے۔ تو گویا یہاں انسانوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ اپنی شخصیت کی تشکیل میں وقت سے کام لیں۔

۷۔ انسانی نفوس، شکل و صورت میں مختلف ہیں۔ قل کل يعمل علی شاکلتہ

۸۔ انسانوں کو پالنے والا اللہ تعالیٰ، دوسروں کی نسبت انسانوں کی راسخ عادتوں اور ان کے روحی حالات

سے زیادہ باخبر۔ فریکم أعلم بمن هو أهدى سبيلا

۹۔ الہی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ وہ گذشتہ ہدایت لینے والوں اور ان کے دوسروں سے امتیاز سے گہرائی تک واقف ہو۔
فریکم أعلم لمن هو أهدى سبيلا

دوسری صفات یا اسم اللہ کی جگہ، صفت رب کا ذکر اللہ کی انسانی گروہوں سے آگاہ ہونے کو بیان کر رہا ہے اور مندرجہ بالا مطلب کو واضح کر رہا ہے۔

۱۰۔ ہدایت کے اسباب پانے کے لئے انسانوں میں فرق۔ بمن هو اهدى سبيلا
"اہدی" کہ افعیل تفضیل ہے۔ ہدایت کے مختلف درجات پر دلالت کر رہا ہے۔

۱۱۔ ہدایت میں کمال و نقص کے درجات ہیں۔ بمن هو أهدى سبيلا

۱۲۔ زیادہ علم و آگاہی مربی افراد کی لیاقت کی پہچان اور ان کے انتخاب کا معیار ہے۔ فریکم أعلم

۱۳۔ عن أبي عبد الله (ع) في قول الله عز وجل ... "قل كل يعمل على شاكلته" یعنی علی نیتہ^(۱)

امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام: "قل كل يعمل على شاكلته" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ یہاں مراد یہ ہے کہ ہر کوئی اپنی نیت پر عمل کرتا ہے۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۱

اختیار: اختیار کے آثار ۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا علم ۹; اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۸; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۹

انسان: انسانوں پر تسلط ۳; انسانوں کا اختیار ۵; انسان کی خصلتوں کا تسلط ۳; انسان کی خصلتوں کی اہمیت ۶; انسان کی خصلتوں کے آثار ۲، ۳; انسان کی خصلتیں ۵; انسان کے عمل کی محدودیت ۳; انسان کے مربی حضرات ۸; انسانوں میں

فرق ۵، ۹، ۱۰

انگیزہ: انگیزہ کا کردار ۲ // اہمیتیں: اہمیتوں کا کردار ۲

روایت: ۱۳ // شخصیت: شخصیت کی تشکیل میں اسباب ۵

(۱) کافی ج ۲، ص ۱۶، ج ۴۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۲۱۴، ج ۴۱۷۔

عقیدہ: عقیدہ میں دقت کرنے کی اہمیت ۶

علم: علم کی اہمیت ۱۲

قرآن: قرآن سے درست فائدہ اٹھانے کے اسباب ۳؛ قرآن سے غلط فائدہ اٹھانے کے اسباب ۳؛ قرآن کا ابہامات کو دور

کرنا ۱ قرآن کی تاثیر میں اختلاف ۱

کردار: کردار کی جڑیں ۲، ۳، ۱۳

مری: مری کے انتخاب کا معیار ۱۲

موقعیت لینا: موقعیت لینے میں موثر اسباب ۲

نیت: نیت کے آثار ۱۳

ہدایت: ہدایت کے درجات ۱۰، ۱۱

ہدایت لینے والے: ہدایت لینے والوں کو مشخص کرنا ۹

آیت ۸۵

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾

اور پیغمبر یہ آپ سے روح کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو کہہ دیجئے کہ یہ میرے پروردگار کا ایک امر ہے اور تمہیں بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے (۸۵)

۱۔ لوگوں کا پیغمبر (ص) سے روح کی حقیقت کے بارے میں سوال کرنا۔ ویسئلونک عن الروح

۲۔ روح کی حقیقت، ایک مبہم چیز ہے اور پیغمبر (ص) کے زمانے کے لوگوں کے لئے مورد سوال تھی۔

ویسئلونک عن الروح

۳۔ انسانی روح کی حقیقت، ایک مجہول اور مورد سوال چیز ہے۔

ویسئلونک عن الروح

یہ کہ "الروح" سے مراد فقط روح انسانی ہو جیسا کہ ذہن میں بتا رہی اس کا ہی ہے۔ تو مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

۳۔ بشر، پوری علمی تاریخ میں روح کی حقیقت کے حوالے سے تمام جہات سے یقینی شناخت تک نہ پہنچ سکا۔

ویسئلونک عن الروح۔

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حقیقت روح کے بارے میں سوال کے جواب میں اس کی وضاحت کی بجائے یہ فرمایا: روح میرا امر ہے۔ یہ ممکن ہے اس لئے ہو کہ بشر کے لئے روح کی حقیقت کبھی واضح ہونے والی نہیں ہے۔

۵۔ بعثت کے زمانے کے لوگ روح کی مانند مجہولات اور پر اسرار مسائل میں جواب دینے کے حوالے سے پیغمبر (ص) کی علمی قدرت پر اعتماد رکھتے تھے۔ یسئلونک عن الروح

۶۔ روح، ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور وہ اس کی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔
قل الروح من أمر ربی

"امر" کی "رب" کی طرف نسبت لام اختصاص کے معنی میں ہے اور سوال کرنے والوں کے قیہ کے مطابق یہاں علم میں اختصاص مراد ہے۔

۷۔ پیغمبر، (ص) لوگوں کے سوالوں کے جواب میں جو کچھ ان پر وحی ہوئی ہے اسی کے مطابق جواب دینے کے ذمہ دار ہیں۔ یسئلونک عن الروح قل الروح من أمر ربی

۸۔ روح، خلقت اور وجود میں آنے میں خلقت کے اسباب اور وسیلے سے بے نیاز ہے۔ قل الروح من أمر ربی
مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ نکتہ ہے کہ "امر" سے مراد کلمہ "ایجاد ہے کہ" کن" کا معنی دے رہا ہے۔ لہذا اس سے خلقت کے وسیلے کی ضرورت نہیں ہے۔

۹۔ روح، ایک نفیس حقیقت اور بلند و بالا مقام رکھتی ہے۔ قل الروح من أمر ربی

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "امر" کی "ربی" کی طرف نسبت، اضافہ تشریف ہو۔

۱۰۔ پیغمبر (ص)، اللہ تعالیٰ کی خاص ربوبیت اور مخصوص عنایت کے تحت ہیں۔ من أمر ربی

۱۱۔ روح، کی حقیقت کے حوالے سے بشر کی علمی تحقیقات ہمیشہ کم اور ناچیز رہیں گی۔ وما أوتیتم من العلم إلاّ قليلا
مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "اوتیتم" کے مخاطب تمام انسان ہو۔

۱۲۔ کائنات میں روح کی مانند پوشیدہ اسرار اور حقائق کے بارے میں بشر کا علم، بہت کم اور ناچیز ہے۔

یسئلونک ... قل ... وما أوتیتم من العلم إلاّ قليلا

یہ کہ "العلم" سے مراد مطلق علم ہو۔ نہ بالخصوص روح کی حقیقت کے بارے میں شناخت ہو تو مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

۱۳۔ بشر میں پائے جانے والے تمام علوم کا سرچشمہ، اللہ تعالیٰ ہے۔ وماؤتیتم من العلم الا قليلا
 "اوتیتم" (دیا گیا) کی تعبیر اور علم کے طور پر کشف نہ دینے کی انسان کی طرف نسبت اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ
 انسان، برتر ارادہ کے مد مقابل مجبور ہے۔

۱۴۔ جہان کی فراوان معلومات کے مد مقابل انسان کی معلومات نہایت کم ہیں۔ وما اوتیتم من العلم الا قليلا
 یہ کہ "العلم" سے مراد مطلق علم ہو تو مندرجہ بالا نکتہ واضح ہوتا ہے۔

۱۵۔ روح کی حقیقت کے حوالے سے زمانہ بعثت پیغمبر (ص) میں لوگوں کی علمی معلومات بہت کم اور معمولی تھیں۔
 قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قليلا

یہ کہ آیت کے مخاطب زمانہ بعثت کے لوگ ہوں نہ کہ تمام زمانوں میں تمام لوگ تو مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

۱۶۔ زمانہ بعثت پیغمبر (ص) میں لوگوں کی معلومات نہایت کم اور محدود تھیں۔ وما اوتیتم من العلم الا قليلا
 مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ "و ما اوتیتم من العلم" کے مخاطب زمانہ پیغمبر (ص) کے لوگ ہوں اور
 "العلم" سے مراد مطلق علم ہو۔

۱۷۔ عن ابی بصیر قال : سمعت أبا عبد الله (ع) يقول: "يسئلونك عن الروح قل الروح من أمر ربّي" قال : خلق أعظم
 من جبرائیل ومیکائیل' لم یکن مع أحد ممن مضی غیر محمد (ص) وهو مع الآئمة یسدّدهم...^(۱)

ابی بصیر کہتے ہیں کہ امام صادق (ع) سے سنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس کلام: "یسئلونک عن الروح قل الروح من أمر ربی"
 کے بارے میں فرما رہے تھے: روح جبرائیل اور میکائیل سے برتر مخلوق ہے وہ گزشتہ کسی بھی انبیاء کے ساتھ نہ تھی۔
 لیکن حضرت محمد (ص) اور تمام آئمہ کے ساتھ ہے اور ان کی مدد کرتی ہے۔

۱۸۔ عن ابی بصیر عن أحمدهما قال : سألته عن قوله: "ويسئلونك عن الروح قل الروح من أمر ربّي" ما الروح؟ قال:
 "التي في الدواب والناس..."^(۲)

ابی بصیر کہتے ہیں کہ نے امام باقر (ع) یا امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے کلام: "و یسئلونک عن الروح قل الروح من
 أمر ربّي" کے بارے میں سوال کیا اور عرض کی کہ یہ روح کس قسم کی روح ہے؟ تو انہوں (ع) نے جواب میں فرمایا: یہ
 وہ چیز ہے کہ جو جانوروں اور انسانوں میں موجود ہوتی ہے۔

(۱) کافی ج ۱ ص ۲۷۳، ح ۴۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۲۱۵، ح ۴۲۴۔

۱۹_ عن أبي جعفر (ع) في قوله الله: "وما أوتيتم من العلم الا قليلاً" قال: تفسيرها في الباطن انه: لم يؤت العلم إلا ناس يسير فقال: وما أوتيتم من العلم إلا قليلاً منكم (۲)۔

امام باقر (ع) سے اللہ تعالیٰ کے کلام "وما أوتيتم من العلم الا قليلاً" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ انہوں (ع) نے فرمایا: کہ اس آیت کی تفسیریوں سے کہ لوگوں میں سے صرف کم تعداد والوں کو علم دیا گیا ہے پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وما أوتيتم من العلم الا قليلاً" یعنی تم میں سے کم لوگوں کو علم دیا گیا ہے۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) اور روح کی حقیقت ۵; آنحضرت (ص) سے سوال ۱; آنحضرت (ص) کا علمی احاطہ ۵; آنحضرت (ص) کی ذمہ داری کا دائرہ کار ۷; آنحضرت (ص) کے فضائل ۱۷; آنحضرت (ص) مربی ۱۰

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا کردار ۱۳; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۱۰; اللہ تعالیٰ کی علامات ۶; اللہ تعالیٰ کے مختصات ۶

امام علی (ع): امام علی (ع) کے فضائل ۱۷

انسان: انسان کے علم کا سرچشمہ ۱۳; انسان کے علم کی محدودیت ۳، ۱۱، ۱۲، ۱۳

روایت: ۱۷، ۱۸، ۱۹

خلقت: خلقت کے رازوں کا علم ۱۲

روح: روح سے مراد ۱۷، ۸; روح کی تخلیق کی خصوصیات ۸; روح کی اہمیت ۹; روح کی حقیقت ۳، ۲، ۱۱، ۶; روح کے

بارے میں ابہام ۲، ۳، ۳، ۱۱، ۱۵; روح کے بارے میں سوال ۱، ۲، ۳

علماء: علماء کا کم ہونا ۱۹

لطف الہی: لطف الہی کے شامل حال ۱۰

لوگ: زمانہ بعثت کے لوگ اور روح ۱۵; زمانہ بعثت کے لوگوں کے سوال ۲; زمانہ بعثت کے لوگوں کے عقائد ۵; زمانہ

بعثت کے لوگوں کے علم کا محدود ہونا ۱۶، ۱۵; لوگوں کے شبہات کا جواب ۷

وحی: وحی کا کردار ۷

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۳۱۷، ح ۱۶۳۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۲۱۶، ح ۴۲۸۔

(۲) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۳۱۷، ح ۱۶۴۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۲۱۹، ح ۴۳۸۔

آیت ۸۶

﴿وَلَن شُنَّا لَنذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا﴾

اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ آپ کو وحی کے ذریعہ دیا گیا ہے اسے اٹھالیں اور اس کے بعد ہمارے مقابلہ میں کوئی سازگار اور ذمہ دار نہ ملے (۸۶)

۱۔ اللہ تعالیٰ، جو معارف اور حقائق پیغمبر (ص) پر وحی کئے ان تمام کو محو اور زائل کرنے پر قادر ہے۔
وَلَن شُنَّا لَنذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

۲۔ پیغمبر اسلام (ص) وہ شخصیت ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ وَلَن شُنَّا لَنذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

۳۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور مشیت حتمی ہے اور اس میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی۔ وَلَن شُنَّا لَنذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ
۴۔ انسان کو عطا ہونے والے الہی علوم کی بقاء اور زوال حتیٰ کہ پیغمبر (ص) کے ذریعے آنے والی وحی بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت سے مربوط ہے۔ وَمَا أَوْتَيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا۔ وَلَن شُنَّا لَنذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

۵۔ وہ تمام علوم اور معارف الہی کہ جو پیغمبر (ص) پر وحی ہوئے کائنات میں پوشیدہ اسرار حقائق اور علم الہی کے مد مقابل نہایت کم ہیں۔ وَمَا أَوْتَيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا وَلَن شُنَّا لَنذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

۶۔ انسان پر ضروری ہے کہ وہ اپنے وسائل اور ذرائع کو الہی سمجھنے اور ان کو جاودان شمار نہ کرنے پر توجہ کرے۔
وَلَن شُنَّا لَنذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

مندرجہ بالا مطلب کو آیت کے مفہوم اولویت سے لیا گیا ہے۔ چونکہ اگر وحی پیغمبر (ص) سے سلب ہو سکتی ہے تو بدرجہ اولیٰ تمام نعمات دوسرے لوگوں سے سلب ہو سکتی ہیں۔

۷۔ انسانوں کے لئے وحی اور معارف الہی (قرآن) کا نزول نعمت الہی ہے اور اس کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ لَنذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

آیت وحی اور آسمان معارف کے حوالے سے خبردار کر رہی ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ الہی عطیات ہیں ان کا شکر یہ ادا کرنا چاہئے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادے کے مد مقابل، پیغمبر (ص) کا کوئی مددگار اور دفاع کرنے والا نہیں ہے۔

ثم لا تجد لك به علينا وكيل

۹۔ حسن بن محمد النوفلی يقول: ... قال سليمان: ... إرادته علمه، قال الرضا (ع): ... ما الدليل على أن إرادته علمه؟ وقد يعلم ما لا يريد، أبدأً وذلك قوله عز وجل: "ولئن شئنا لنذهبن بالذي أوحينا إليك" قال سليمان: فان الارادة القدرة قال الرضا (ع): و هو عز وجل يقدر على ما يريد أبدأً ولا بد من ذلك لأنه قال تبارك وتعالى: "ولئن شئنا لنذهبن بالذي أوحينا إليك" فلو كانت الإرادة هي القدرة كان قد أراد أن يذهب به لقدرته...^(۱)

حسن بن محمد نوفلی کہتے ہیں: ... سلیمان نے کہا... اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کے علم کا عین ہے۔ امام رضا (ع) نے فرمایا: اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کا ارادہ اس کے علم کا عین ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ جس چیز کو جانتا ہے اس کا ارادہ ہرگز نہیں کرتا اور یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کہ وہ فرما رہا ہے: "ولئن شئنا لنذهبن بالذي أوحينا إليك"۔ سلیمان نے کہا: پس ارادہ وہی قدرت ہے۔ تو امام رضا (ع) نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ ہے کہ جس چیز پر قادر ہے ہرگز اس کا ارادہ نہیں کرتا۔ پس ناچار اس بات کو قبول کرنا چاہئے چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ولئن شئنا لنذهبن بالذي أوحينا إليك"۔ پس اگر ارادہ وہی قدرت ہو تو جو پیغمبر (ص) پر وحی کیا وہ اللہ محو کر دیتا چونکہ قادر تھا۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) پر وحی ۱، ۲، ۳؛ آنحضرت (ص) پر وحی کی محدودیت ۵؛ آنحضرت (ص) کی نبوت ۲؛ آنحضرت (ص) کے علم کی محدودیت ۵؛ آنحضرت (ص) کے علوم کا محو ہونا ۱؛ آنحضرت (ص) کے مقامات ۲؛ آنحضرت (ص) کے مددگار کا نہ ہونا ۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا ارادہ ۹؛ اللہ تعالیٰ کا علم ۵، ۹؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت ۱، ۹؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا حتمی ہونا ۳؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا غالب ہونا ۸؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے آثار ۳؛ اللہ تعالیٰ کی نعمات ۷؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا حتمی ہونا ۳

انسان: انسانوں کا علم لدنی ۳

خلقت: خلقت کے اسرار ۵

ذکر: مادی و سائل کے سرچشمہ کا ذکر ۶

(۱) عیون الاخبار الرضا ج ۱، ص ۱۸۹، ۱۷۹ ج ۱، ب ۱۳۔ توحید صدوق ص ۴۵۱، ۴۵۴، ح ۱، ب ۶۶۔

روایت : ۹

شکر : نعمت کا شکر ۷

علم : علم لدنی کا سرچشمہ ۳ ; علم لدنی کے زوال کا سرچشمہ ۲

مادی وسائل : مادی وسائل کا پائدار نہ ہونا ۶

نعمت : قرآن کا نعمت ہونا ۷

وحی : وحی کا سرچشمہ ۲

آیت ۸۷

﴿إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا﴾

مگر یہ کہ آپ کے پروردگار کی مہربانی ہو جائے کہ اس کا فضل آپ پر بہت بڑا ہے (۸۷)

۱۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت و لطف، پیغمبر (ص) سے وحی (حقائق اور بنیادی معارف) واپس لینے سے مانع ہے۔
لئن شئنا لنذهبن ... إِلَّا رحمة من ربك

استثناء ممکن ہے کہ محذوف کلمہ یا کلام سے ہو مثلاً عبارت یوں ہو کہ جو کچھ تمہیں دیا سوائے رحمت کے کچھ نہ تھا۔ لہذا ہم محو نہیں کریں گے۔ یعنی "لئن شئنا" سے استدراک ہو اور عبارت یوں فرض ہوگی "ولکن الانشاء ذلک رحمة" (ہم نے عطا کئے معارف کو تجھ پر رحمت کی بناء پر زائل نہیں کرنا چاہا)

۲۔ پیغمبر (ص) کے دل میں وحی کے مفاہیم کو ثابت اور ہمیشہ رکھنا ان پر الہی ربوبیت کا جلوہ ہے۔
لئن شئنا لنذهبن بالذی اوحینا ... إِلَّا رحمة من ربك

۳۔ وحی کو ثابت رکھنا اور قرآنی مفاہیم کو باقی رکھنا بندوں پر الہی رحمت کا جلوہ ہے۔ لئن شئنا لنذهبن ... إِلَّا رحمة من ربك

۳۔ پیغمبر اکرم (ص) پر اللہ تعالیٰ کا عظم و وسیع فضل و رحمت۔ إن فضله كان عليك كبيرا

۵۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیغمبر اکرم (ص) کی خاص اہمیت اور بلند و بالا مقام۔ أن فضله كان عليك كثيرا

۶۔ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) کے دل میں وحی کے مفاہیم کو استحکام بخشنے کے سلسلہ میں ان پر احسان۔

ولئن شئنا لنذهبن ... أن فضله كان عليك كبيراً

۱۔ پیغمبر اکرم (ص) کے لیے پروردگار عالم کی ربوبیت رحمت سے متصل ہے۔ الا رحمة من ربك

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) پر احسان ۶; آنحضرت (ص) پر رحمت ۳; آنحضرت (ص) پر فضل ۴, ۵; آنحضرت (ص) پر وحی ۱, ۲, ۶; آنحضرت (ص) کا قرب ۵; آنحضرت (ص) کا قلب ۲, ۶; آنحضرت کا مربی ہونا ۲, ۴; آنحضرت (ص) کے مقامات ۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا احسان ۶; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۴; اللہ تعالیٰ کی علامات ۲; اللہ تعالیٰ کی رحمت ۴; اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار ۱; اللہ تعالیٰ کی رحمت کی علامات ۳; اللہ تعالیٰ کے لطف کے آثار ۱

اللہ کا فضل: اللہ کے فضل کے شامل حال لوگ ۳

رحمت: رحمت کے شامل حال لوگ ۳, ۴

قرآن: قرآن کو ثابت رکھنا ۳

وحی: وحی کو ثابت رکھنا ۲, ۳, ۶; وحی کے محو سے مانع ۱

آیت ۸۸

﴿قُلْ لِّئِنْ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنَّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُوا بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾

آپ کہہ دیجئے کہ اگر انسان اور جناب سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کا مثل لے آئیں تو بھی نہیں لاسکتے چاہے سب ایک دوسرے کے مددگار اور پشت پناہ ہی کیوں نہ ہو جائیں (۸۸)

۱۔ قرآن کی مثل لانے سے جن و انس کی عاجزی کا اعلان کرنے کا پیغمبر (ص) کی ذمہ داری۔

قل لئن اجتمعت الإنس والجن ... لایا تون بمثلہ

۲۔ تمام مخاطبین قرآن کو (جن و انس) قرآن کے اعجاز کو آزمانے کی دعوت۔

قل لئن اجتمعت الإنس والجن علی أن یا توا بمثل

۳۔ قرآن ایسے حقائق، تعلیمات اور معارف پر مشتمل ہے کہ جن پر جن و انس وحی کے بغیر کبھی بھی دسترس حاصل نہیں

کر سکتے۔ قل لئن اجتمعت الإنس والجن علی أن یا توا بمثل هذا القرآن لایا تون ... ظہیرا

انسانوں اور جنوں کی قرآن کی مثل لانے سے عاجزی مطلق ہے یعنی اس کی تعلیمات اور معارف کو بھی شامل ہے۔

۳_ انسانی اور جنی طاقتیں ایک دوسرے کی پشت پناہی اور مدد کرنے کے باوجود بھی قرآن کی مثل لانے سے عاجز ہیں۔
قل لئن اجتمعت ... ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا

۵_ قرآن، اللہ کا ایسا جاودانی معجزہ ہے جو ہمیشہ بے مثل کتاب رہا اور ابد تک بے مثل رہے گا۔
قل لئن اجتمعت الإنس والجنّ ... لایا تون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا

یہ جو آیت تصریح کر رہی ہے کہ کوئی جن و انس قرآن کی مثل لانے کی طاقت نہیں رکھتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن ہمیشہ بے مثل کتاب کی مانند رہے گا۔

۶_ قرآن جیسی بے مثل کتاب کا پیغمبر (ص) کو عطا ہونا ان پر اللہ تعالیٰ کے عظیم فضل کی نشانی ہے۔
أن فضله كان عليك كبيراً ... قل لئن اجتمعت ... لایا تون بمثله

۷_ چیلنج اور مقابلہ کی دعوت کے سلسلہ میں قرآن مجید کی فتح اس کی بلاشبہ حقانیت کا اعلان ہے۔
قل جاء الحق ... قل لئن اجتمعت الإنس والجنّ ... لا یا تون بمثله

۸_ انسان کا قرآن کی مثل لانے سے عاجز ہونا، اس کی اللہ کے مد مقابل کم علمی اور کم طاقت رکھنے پر دلالت کرتا ہے۔
وما أوتيتم من العلم إلا قليلاً ... قل لئن اجتمعت ... لایا تون بمثله

۹_ جن، انسان کی مانند باشعور موجود ہے۔ قل لئن اجتمعت الإنس والجنّ علی یا توا بمثله

انسان و جن کے مابین، ارتباط اتفاق نظر اور تعاون ممکن ہے۔ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر جن اور انسان ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیں تو بھی قرآن کی مثل نہیں لاسکتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اور جن کے درمیان رابطہ اور تعاون کا امکان ہے ورنہ یہ چیلنج لغو ہوتا۔

۱۱_ قرآن کا اعجاز تمام جہات اور ابعاد (لفظی، معنوی، معرفت وغیرہ کے حوالے سے...) تھا لہذا یہ چیلنج بھی ان تمام ابعاد میں ہے۔ قل لئن اجتمعت الإنس والجنّ ... لایا تون بمثله

پوری تاریخ میں جن و انس کو مخاطب کرنا بتا رہا ہے کہ صرف عرب لوگ اس چیلنج کے مخاطبین نہیں تھے ورنہ یہ چیلنج قرآن کے لفظی اور ادبی بعد میں ہی رہتا۔

۱۲۔ پیغمبر (ص) کے زمانے کے بعض لوگوں کا قرآن کے بارے میں یہ عقیدہ کہ وہ سرچشمہ وحی سے نہیں ہے اور خود ساختہ ہے۔ قل لئن اجتمعت الإنس والجنّ ... لایا تون بمثلہ

یہ جو قرآن مکمل قاطعیت سے چیلنج کر رہا ہے ہو سکتا ہے اس شبہ کے جواب میں ہو کہ قرآن وحی نہیں ہے۔

۱۳۔ قرآن کی مثل کتاب لانے کا ناممکن ہونا خود ہی اس کے الہی ہونے اور بشری نہ ہونے سے ہے۔

قل لئن اجتمعت الإنس والجنّ ... لایا تون بمثلہ

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) پر فضل کی نشانیاں ۶؛ آنحضرت (ص) پر قرآن کا نزول ۶؛ آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۱
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے فضل کی نشانیاں ۶

انسان: انسانوں کا عاجز ہونا ۱، ۳، ۳، ۸؛ انسانوں کو دعوت ۲؛ انسانوں کے علم کے محدود ہونے کی نشانیاں ۸

جن: جن سے روابط ۱۰؛ جن کا شعور ۹؛ جن کا عجز ۱، ۳، ۳؛ جن کو دعوت ۲؛ جن کے ساتھ تعاون ۱۰

قرآن: قرآن پر افتراء ۱۲؛ قرآن کا اعجاز ۲؛ قرآن کا چیلنج ۲؛ قرآن کا وحی سے ہونا ۳؛ قرآن کی اہمیت ۶؛ قرآن کی جاودا نگی

۵؛ قرآن کی حقانیت کی نشانیاں ۴؛ قرآن کی خصوصیات ۳؛ قرآن کی مثل بنانا ۱، ۳، ۸، ۱۳؛ قرآن کے اعجاز کے ابعاد ۱۱؛ قرآن

کے بے نظیر ہونا ۳، ۱۳، ۵؛ قرآن کے چیلنج کے آثار ۴؛ قرآن کے چیلنج کے ابعاد ۱۱؛ قرآن کے وحی سے ہونے کے دلائل

۱۳

لوگ: بعثت کے زمانے کے لوگوں کا افتراء ۱۲؛ بعثت کے زمانے کے لوگوں کا عقیدہ ۱۲

موجودات: باشعور موجودات ۹

آیت ۸۹

﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا﴾

اور ہم نے اس قرآن میں ساری مثالیں الٹ پلٹ کر بیان کر دی ہیں لیکن اس کے بعد پھر اکثر لوگوں نے کفر کے علاوہ ہر بات سے انکار کر دیا ہے (۸۹)

- ۱_ مختلف مثالوں اور بیانات سے قرآن میں الہی حقائق کی وضاحت_ ولقد صرّفنا للناس فی هذا القرآن من کلّ مثل
- ۲_ حقائق اور مفہیم کی تشریح کے لئے قرآن کے مختلف بیانات اور متنوع انداز، اس کے ابعاد اعجاز کا ایک جلوہ ہے۔
لایا تون بمثله ... ولقد صرّفنا للناس فی هذا القرآن من کلّ مثل
- ۳_ قرآن کے مختلف بیانات اور مثالیں، لوگوں کی فہم اور ان کی ہدایت کے لحاظ سے مناسب ہیں۔
ولقد صرّفنا للناس فی هذا القرآن من کلّ مثل

"تصریف" کا لغت میں معنی ایک چیز کو مختلف جہات سے پھیرنا ہے اور "تصریف کلام" سے مراد اس کو مختلف معانی میں لانا ہے یہ جو قرآن کتاب ہدایت ہے اور وہ فرماتا ہے ہم نے قرآن میں معانی کو مختلف جہات سے بیان کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان جہات کی رعایت ہو سکتا ہے مندرجہ بالا نکتہ کی بناء پر ہو۔

۳_ لوگوں کے لئے حقائق کی وضاحت اور ان کی تشریح کے لئے ضروری تھا کہ مختلف انداز اور بیانات سے فائدہ اٹھایا جائے۔ ولقد صرّفنا للناس فی هذا القرآن من کلّ مثل

۵_ تمام انسان، مخاطب قرآن ہیں نہ کہ کوئی خاص گروہ۔ ولقد صرّفنا للناس فی هذا القرآن

۶_ اکثر لوگوں کا قرآن سے منہ پھیرنا سوائے حق سے دوری کے علاوہ اور کچھ نہیں تھے۔
ولقد صرّفنا ... فابی اکثر الناس الا کفورا

۷_ قرآن سے منہ پھیرنے کی وجہ اس کا ناقابل فہم ہونا یا اس کے مضامین نہیں ہیں بلکہ اس کی وجہ حق سے

دوری اختیار کرنا ہے۔ ولقد صرفنا للناس فی هذا القرآن من کل مثل فا بی اکثر الناس الا کفورا

۸۔ قرآن کی حقانیت اور اس کے بے مثل پر دلیل ہونے کے باوجود اس کا انکار ایک بہت بڑی اور ناقابل قبول ناشکری

ہے۔ ولقد صرفنا للناس فی هذا القرآن من کل مثل فا بی اکثر الناس الا کفورا

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "کفور" سے مراد نعمت کی ناشکری ہو۔

اکثریت: اکثریت کا حق قبول نہ کرنا ۶

حق: حق قبول نہ کرنے کے آثار ۷

حقائق: حقائق کی وضاحت کا انداز ۱، ۲؛ حقائق کی وضاحت کا تنوع ہونا ۳

قرآن: اکثر لوگوں کا قرآن سے منہ پھیرنا ۶؛ قرآن سے منہ پھیرنے کا فلسفہ ۷؛ قرآن کا انداز بیان ۱، ۲؛ قرآن کا سارے جہان

کے ہونا ۵؛ قرآن کا ہدایت دینا ۳؛ قرآنی تعلیمات کی خصوصیات ۱، ۲؛ قرآن کی تکذیب ۸؛ قرآن کی فہم میں سہولت ۳؛ قرآن

کی مثالوں کا فلسفہ ۱، ۳؛ قرآن کے اعجاز کی نشانیاں ۲؛ قرآن کے بیان کا تنوع ہونا ۲، ۳؛ قرآن کے مخاطب ۵

ناشکری: نعمت کی ناشکری ۸

آیت ۹۰

﴿وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا﴾

اور ان لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ ہم تم پر ایمان نہ لائیں گے جب تک ہمارے لئے زمین سے چشمہ نہ جاری کر دو (۹۰)

۱۔ مشرکین کی طرف سے پیغمبر (ص) پر ایمان لانے سے پہلے مکہ میں مشرکین کے لیے ایک پر جوش پانی کے چشمہ کو ظاہر

کرنے کی شرط۔ وقالوا لن نو من لك حتى تفجر لنا من الأرض ينبوعا

۲۔ مکہ میں مشرکین کے لئے چشمہ جاری کرنے کا تقاضا ان کا پیغمبر (ص) سے طلب کردہ ایک معجزہ تھا۔ وقالوا لن نو من لك حتى تفجر لنا من الأرض ينبوعا

لک حتى تفجر لنا من الأرض ينبوعا

۳۔ مشرکین مکہ معجزہ طلب کرنے کے ذریعہ اپنے فوائد حاصل کرنے اور بہانوں کی تلاش میں تھے نہ کہ وہ پیغمبر (ص) کی

حقانیت کشف کرنا چاہتے تھے

ولقد صرّفنا للناس في هذا القرآن من كل مثل فابی أكثر الناس الاّ كفوراً۔ وقالوا لن نو من لك حتّی تفجرلنا الأرض ینبوعا چونکہ مشرکین، پیغمبر اکرم (ص) کی حقانیت کو جاننے کے لئے مختلف راہوں کو نظر انداز کر چکے تھے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ایسی چند محدود سی باتوں کے ساتھ مشروط کیا کہ جن سے اکثر ان کے مادی فائدے پورے ہوتے تھے۔ اس سے مذکورہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

۳۔ مشرکین نے اللہ تعالیٰ کی طرح طرح کی نشانیاں دیکھنے کے باوجود پیغمبر اکرم (ص) سے معجزہ کی درخواست کی۔
ولقد صرّفنا ... من کلّ مثل فابی ... وقالوا لن نو من لك حتّی تفجرلنا من الأرض ینبوعا

۵۔ مکہ کے مشرکین، قرآن کے بے مثل ہونے کے باوجود اس سے معجزہ نہیں مانتے تھے۔ قل لئن اجتمعت الإنس و الجن ... وقالوا لن نو من لك

یہ جو اللہ تعالیٰ قرآن کے بے مثل معجزہ ہونے کی توصیف کرنے کے بعد مشرکین کے طلب کردہ جیسی معجزہ کی درخواست نقل کر رہا ہے۔ مذکورہ بالا نکتہ کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔

۶۔ پیغمبر (ص) کی بعثت کے آغاز میں مکہ میں پانی کی کمی تھی اور اہل مکہ پانی کے دائمی منابع کے محتاج تھے۔
تفجر لنا من الأرض ینبوعا

مشرکین کی پیغمبر اکرم (ص) سے چشمہ جاری کرنے کی درخواست ممکن ہے ان کی پانی کے منابع کی شدید ضرورت کے پیش نظر ہو۔

۷۔ انسان کی اجتماعی اور مادی ضروریات، اس کی آراء و نظریات یہاں تک کہ فکری و معنوی مسائل پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں۔ وقالوا لن نو من لك حتّی تفجرلنا من الأرض ینبوعا

یہ احتمال کہ مشرکین نے منبع آب کی شدید ضرورت کے پیش نظر پیغمبر اکرم (ص) سے جاری چشمہ کو بعنوان معجزہ طلب کیا ہو اس مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) سے پانی کے چشمہ کی درخواست ۱، ۲

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵

ضرورتیں: مادی ضرورتوں کے آثار ۷: پانی کی ضرورت ۶

عقیدہ: عقیدہ میں موثر اسباب ۷

فکر: فکر کی اساس ۷

قرآن: قرآن کا اعجاز ۵; قرآن کا بے نظیر ہونا ۵

مشرکین مکہ: مشرکین مکہ اور قرآن ۵; مشرکین مکہ کا حسی چیزوں کی طرف پر اعتقاد ۳; مشرکین مکہ کا نفع پسند ہونا ۳; مشرکین مکہ کا ہٹ دھرم ہونا ۳; مشرکین مکہ کی درخواستیں ۱، ۲، ۳; مشرکین مکہ کی فکر ۵; مشرکین مکہ کے ایمان کی شرائط ۱; مشرکین مکہ کے بہانے بنانا ۳

معجزہ: معجزہ اقتراحی (خود طلب کیا ہوا) ۱، ۲، ۳

معجزہ حسی کی درخواست: ۳

مکہ: اہل مکہ کی ضروریات ۶; مکہ کا جغرافیائی مقام ۶; مکہ کی تاریخ ۶; مکہ میں پانی کا کم ہونا ۶

آیت ۹۱

﴿أَوْ تَكُونُ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجَّرَ الْأَنْهَارُ خِلَافَهَا تَفْجِيرًا﴾

یا تمہارے پاس کھجور اور انگور کے باغ ہوں جن کے درمیان تم نہریں جاری کر دو (۹۱)

۱۔ مشرکین کی پیغمبر اکرم (ص) پر ایمان لانے کے لیے ایک شرط یہ تھی کہ پیغمبر اکرم (ص) کے پاس کھجور اور انگور کے درختوں کا ایسا بڑا باغ ہو جس کے درمیان بہت سی پانی کی نہریں جاری ہوں۔

وقالوا لن نو من لك حتى ... أو تكون لك جنة من نخيل وعنبا

۲۔ مادی قدرت اور دنیاوی وسایل سے سرشار ہونا مشرکین مکہ کی نظر میں پیغمبری اور رہبری کا معیار تھا۔

وقالوا لن نو من لك حتى ... أو تكون لك جنة من نخيل وعنبا

مندرجہ بالا مطلب اس احتمال کی بناء پر ہے کہ مشرکین مکہ چاہتے تھے کہ آپ (ص) واقعاً مال ثروت اور باغ کے حامل ہوں نہ کہ معجزہ اقتراحی ان کی خواہش تھی۔

۳۔ مشرکین مکہ نے اس کی مختلف آیات کا مشاہدہ کرنے کے باوجود پیغمبر (ص) سے حسی معجزہ کی درخواست کی۔

ولقد صرنا ... من كل مثل فابی ... وقالوا

لن نومن لك حَتَّى ... تكون لك جنة من نخيل وعنبا

یہ نکتہ اس آیت میں اس احتمال کے ساتھ پیدا ہوگا کہ وہ اس قسم کے باغ کو معجزہ کے وسیلہ سے چاہتے تھے۔

۳۔ کھجور اور انگور کا جاری نہروں کے ساتھ بڑا باغ مشرکین مکہ کی جانب سے آنحضرت (ص) سے معجزہ اقتراح (طلب

کردہ) تھا۔ لن نو من لك حَتَّى ... تكون لك جنة من نخيل وعنبا

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) سے باغ کی درخواست ۱، ۳؛ آنحضرت (ص) سے نخلستان کی درخواست ۱، ۳

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱، ۳، ۳

انبیاء: انبیاء کا مالدار ہونا ۲

رہبر: رہبروں کا مالدار ہونا ۲

رہبری: رہبری کا معیار ۲

مشرکین مکہ: مشرکین کا عقیدہ ۲؛ مشرکین مکہ کی ہٹ دھرمی ۳؛ مشرکین مکہ کی خواہشات ۳، ۳؛ مشرکین مکہ کے ایمان کی شرائط ۱

معجزہ: معجزہ اقتراح ۱، ۳، ۳؛ معجزہ حسی کی درخواست ۳

نبوت: نبوت کا معیار ۲

آیت ۹۲

﴿أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمَتْ عَلَيْنَا كِسْفًا أَوْ تَأْتِيَنَا بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا﴾

یا ہمارے اوپر اپنے خیال کے مطابق آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دو یا اللہ اور ملائکہ کو ہمارے سامنے لا کر کھڑا کر دو

(۹۲)

۱۔ آسمان سے ٹکڑے نازل کروانا، معجزات اقتراح اور مشرکین مکہ کی پیغمبر (ص) سے درخواستوں میں سے ایک ہے۔

او تسقط السماء ... علينا كسفا

"کسف" کسف کی جمع ہے کہ جس سے مراد ٹکڑا ہے۔ (لسان العرب)

۲۔ آسمان سے ٹکڑوں کا نازل ہونا، مشرکین مکہ کی آنحضرت (ص) پر ایمان لانے سے پہلے شرط تھی۔

وقالوا لن نومن لك ... او تسقط السماء كما زعمت علينا كسفا

۳۔ پیغمبر (ص) کا مشرکین مکہ کو عذاب نازل ہونے پر آسمان سے ٹکڑوں کے گرنے کے امکان سے خبردار کرنا۔
او تسقط السماء كما زعمت علينا كسفا

۳۔ مشرکین مکہ کا ان پر آسمان سے ستاروں اور ٹکڑوں کے گرنے کے ساتھ عذاب کے نزول پر یقین نہ کرنا۔
او تسقط السماء كما زعمت علينا كسفا

"الزعم" سے مراد ایسی بات کی حکایت تھی کہ جہاں جھوٹ کا گمان ہو۔ (مفردات راغب)

۵۔ مشرکین مکہ کی آنحضرت (ص) اور ان کی برحق تعلیمات کے دمقابل ہٹ دھری۔

لن نو من لك حتى ... تسقط السماء كما زعمت علينا كسفا

۶۔ مشرکین مکہ پیغمبر (ص) کی حقانیت پر گواہی کے لئے اللہ اور ملائکہ کو اپنے آمنے سامنے دیکھنا چاہتے تھے۔

اوتا تى بالله والملائكة قبيلا

"قبیلًا" سے مراد مقابلہ (آمنے سامنے) ہے۔ اس آیت میں یہ ممکن ہے مندرجہ بالا مطلب کو بیان کرے۔

۷۔ مشرکین مکہ نے پیغمبر (ص) پر اپنے ایمان کو اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کو قابل مشاہدہ حالت میں لانے پر مشروط کر دیا۔

قالوا لن نومن لك حتى ... اوتا تى بالله والملائكة قبيلا

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "قبیلًا" سے مراد آمنے سامنے مشاہدہ ہو۔

۸۔ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کو گروہ گروہ کی شکل میں مشرکین مکہ کے پاس لایا جانا، ان کی آنحضرت (ص) سے درخواست

(اقتراحي) تھی۔ لن نومن لك حتى ... اوتا تى بالله والملائكة قبيلا

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے "قبیلًا" قبیلہ کی جمع ہو۔

۹۔ مشرکین مکہ کا اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کے بارے میں مادی اور جسمانی تصور۔ تا تى بالله والملائكة قبيلا

"قبیلًا" سے مراد آمنے سامنے اور مشاہدہ ہے اس لیے اس کا استفادہ ہوتا ہے نکتہ۔

۱۰۔ مشرکین مکہ کا اپنے عقائد اور نظریہ کائنات میں صرف محسوسات اور حسی چیزوں پر اعتماد کرنا۔

تا تى بالله والملائكة قبيلا

آسمان: آسمان کے گرنے کی درخواست ۱، ۲

آنحضرت (ص):

آنحضرت (ص) کی حقانیت پر گواہی ۶؛ آنحضرت (ص) کے ڈراوے ۳؛ آنحضرت (ص) کے دشمن ۵

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی گواہی کی درخواست ۶؛ اللہ کے دیکھنے کی درخواست ۷؛ اللہ تعالیٰ کے سامنے آنے کی درخواست ۶، ۷، ۸

ڈراوے: عذاب سے ڈراوا ۳۱

عذاب: عذاب پر یقین نہ ہونا ۳؛ آسمان کے گرنے کے ساتھ عذاب ۳

مشرکین مکہ: مشرکین مکہ اور آنحضرت (ص) ۵؛ مشرکین مکہ کا ایمان نہ لانا ۳؛ مشرکین مکہ کا حسی چیزوں پر یقین میلان ۱۰؛ مشرکین مکہ کا عقیدہ ۱۰؛ مشرکین مکہ کا عادی چیزوں پر اعتقاد ۹؛ مشرکین مکہ کی خواہشات ۱، ۶، ۷؛ مشرکین مکہ کی فکر ۹؛ مشرکین مکہ کو ڈراوے ۳؛ مشرکین مکہ کی ہٹ دھرمی ۵؛ مشرکین مکہ کے ایمان کی شرائط ۲، ۷

معجزہ: معجزہ اقتراحی ۱، ۶، ۸

ملائکہ: ملائکہ کی گواہی کی درخواست ۶؛ ملائکہ کو دیکھنے کی درخواست ۷؛ ملائکہ کو سامنے لانے کی درخواست ۶، ۷، ۸

آیت ۹۳

﴿أَوْ يَكُونُ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرٍ أَوْ تَرْفَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِزَيْتِكَ حَتَّىٰ تُنْزِلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّفَرُّهُ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا﴾

یا تمہارے پاس سونے کا کوئی مکان ہو یا تم آسمان کی بلندی پر چڑھ جاؤ اور اس بلندی پر بھی ہم ایمان نہ لائیں گے جب تک کوئی ایسی کتاب نازل نہ کر دو جسے ہم پڑھ لیں آپ کہہ دیجئے کہ ہمارا پروردگار بڑا بے نیاز ہے اور میں صرف ایک بشر ہوں جسے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے (۹۳)

۱۔ اپنے لیے سونے کا گھر بنانا مشرکین مکہ کی پیغمبر (ص) سے درخواست (معجزہ اقتراحی)۔

۱ ویکون لك بيت من زخرف

پچھلی آیات کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں معجزات کی درخواست کی گئی تھی۔ یہاں بھی "ویکون لك بيت من زخرف" سے مراد سونے کا گھر معجزہ کے ذریعے بنانا ہے۔

۲_ مشرکین مکہ نے آنحضرت (ص) پر اپنے ایمان کو سونے سے بنے گھر کے معجزہ سے مشروط کر دیا۔
قالوا لن نو من لك حتى ... أو يکون لك بيت من زخرف

۳_ مشرکین مکہ قرآن کے بلند مفاہیم سے غافل تھے اور دنیا کے مال پر آنکھیں لگائے ہوئے تھے۔

ولقد صرّفنا فی هذا القرآن من کل مثل فا بی ... وقالوا لن نو من لك حتى ... أو يکون لك بيت من زخرف

۳_ مشرکین مکہ نے اللہ تعالیٰ کی مختلف نشانیوں کا مشاہدہ کرنے کے باوجود پیغمبر (ص) سے معجزہ حسی کی درخواست کی۔
ولقد صرّفنا ... من کل مثل فا بی ... وقالوا لن نو من لك حتى ... یكون لك بيت من زخرف أو ترقی فی السماء ... تنزل علینا کتاباً نقرؤه

۵_ پیغمبر (ص) کا آسمان کی طرف اوپر جانا اور وہاں سے پڑھنے کے لائق لکھی ہوئی چیز اور اپنے اوپر جانے کی گواہی لانا
مشرکین مکہ کا پیغمبر (ص) سے طلب کردہ معجزہ۔ او ترقی فی السماء ولن نو من لرقیک حتى تنزل علینا کتاباً نقرؤه

۶_ پیغمبر (ص) کا آسمان کی طرف اوپر جانا اور وہاں سے اپنی حقانیت پر خط لانا 'مشرکین مکہ کی آنحضرت (ص) پر ایمان لانے کی شرط تھی۔ قالوا لن نو من لك حتى ... او ترقی فی السماء ولن نو من لرقیک حتى تنزل علینا کتاباً نقرؤه

۷_ اللہ تعالیٰ کے معجزات کے وجود میں لانے کے اصلی ارادہ سے مشرکین مکہ کی غفلت۔

تفجرلنا ... تسقط السماء ... تأتي بالله ... تنزل علینا کتاباً نقرؤه

یہ کہ مشرکین مکہ کی آنحضرت (ص) سے درخواست کہ تمام معجزات، حتیٰ کہ اللہ کا آنا مندرجہ بالا نکتہ کو واضح کر رہا ہے۔

۸_ اللہ تعالیٰ کی آیات اور معجزات کی شناخت میں مشرکین مکہ کا صرف مادی اور حسی معیاروں پر اعتماد کرنا۔

حتى تفجرلنا ... حتى تنزل علینا کتاباً نقرؤه

۹_ مشرکین مکہ، قرآن اور آنحضرت (ص) کی رسالت کے آسمانی ہونے پر عقیدہ نہ رکھتے تھے۔

او ترقی فی السماء ولن نو من لرقیک حتى تنزل علینا کتاباً نقرؤه

یہ کہ وہ پیغمبر (ص) سے ایسے خط اور کتاب کو مانگ رہے تھے کہ جو وہ خود آسمان سے لے کر آئیں۔ اس سے واضح ہو رہا ہے

کہ قرآن جو کہ آنحضرت (ص) پر وحی کی صورت میں نازل ہوا وہ اسے قبول نہیں کرتے تھے۔

۱۰۔ پیغمبر (ص) پر مشرکین مکہ کے بے جا طلب کردہ معجزات کا جواب دینے اور ان کی ایسی طلب کے پورا کرنے پر اللہ تعالیٰ کے منزہ ہونے کو بیان۔ قالوا لن نو من لك حتى تفجر لنا ... قل سبحان ربی

۱۱۔ اللہ تعالیٰ، بہانوں کی تلاش میں پڑے ہوئے لوگوں کی فضول خواہشات کے مطابق اپنے معجزات دینے سے منزہ ہے۔ تفجر لنا من الأرض ينبوعاً ... قل سبحان ربی

مشرکین مکہ کی اپنے میلان کے مطابق پیغمبر اکرم (ص) سے معجزات کی متعدد درخواستوں کے مد مقابل اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے "میرا رب منزه ہے" اس جواب کا ممکن ہے یہ معنی ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے میلان کے مطابق معجزات عطا نہیں کرتا۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کسی جگہ محصور ہونے، جسم رکھنے، دیکھ جانے اور دوسرے ایسے مادی اوصاف سے منزه ہے۔ اوتاتی باللہ ... قل سبحان ربی چونکہ مشرکین کی پیغمبر (ص) سے درخواست: "اتاتی بالہ" اللہ تعالیٰ کی جسمانیت، ایک جگہ سے دوسری جگہ آنا، اور دیکھ جانے کی موجب تھی تو جملہ "سبحان ربی" ہو سکتا ہے ایسی غیر منطقی درخواست کا جواب ہو۔

۱۳۔ معجزات کا پیش کرنا اور ان کی نوعیت واضح کرنا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے نہ کہ انبیاء کا۔ تفجر لنا من الأرض ينبوعاً ... قل سبحان ربی هل كنت الا بشراً رسول یہ کہ مشرکین، پیغمبر (ص) سے معجزات لانے کی درخواست کر رہے تھے اور انہوں نے ان کے جواب میں فرمایا: "هل كنت الا بشراً رسولاً" اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ کا سرچشمہ، فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ پیغمبر (ص) کا اس سلسلے میں کوئی کردار نہیں۔

۱۴۔ پیغمبر (ع) دوسرے انسانوں کی مانند ایک انسان ہے اور اس کی خصوصیت اور امتیاز صرف اس کی رسالت اور پیغمبری ہے۔ قل سبحان ربی هل كنت الا بشراً رسولاً

۱۵۔ پیغمبر (ص) اپنی محدود ذمہ داری کے اعلان اور مشرکین کے طلب کردہ معجزات کو پیش کرنے سے اپنی عاجزی بیان کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ قالوا ... قل ... هل كنت الا بشراً رسولاً

مشرکین کی درخواستوں کے مد مقابل "هل كنت" کا جواب ہو سکتا ہے یہ بیان کر رہا ہو کہ ان کی درخواست کا پیغمبر کی رسالت اور ذمہ داریوں سے کوئی ربط نہیں ہے یا یہ اس کی طاقت میں نہیں ہے۔ آسمانی خط: آسمانی خط کی درخواست ۵، ۶ آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۱۵؛ آنحضرت کی ذمہ داری کا محدود ہونا ۱۵ آنحضرت (ص) کی رسالت ۱۰؛

آنحضرت (ص) کی نبوت کو جھٹلانے والے ۹؛ آنحضرت (ص) کے فضائل ۱۳؛ آنحضرت (ص) کی خصوصیات ۱۳؛ آنحضرت (ص) کا بشر ہونا ۱۳؛ آنحضرت سے آسمان کی طرف جانے کی درخواست ۵، ۶
اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱، ۲، ۳، ۵، ۶

اسماء و صفات: صفات جلال ۱۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور جسمانییت ۱۲؛ اللہ تعالیٰ اور مکان ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی تنزیہ ۱۰، ۱۱، ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کے اختیارات ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار ۴؛ اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کا رد ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات ۱۳
انبیاء: انبیاء کی ذمہ داری کا محدود ہونا ۱۳

قرآن: قرآن کا وحی ہونا ۹؛ قرآن کے جھٹلانے والے ۹

گھر: سونے کے گھر کی درخواست ۱، ۲

مشرکین مکہ: مشرکین مکہ اور اللہ تعالیٰ کی آیات ۸؛ مشرکین مکہ اور قرآن ۳؛ مشرکین مکہ اور معجزہ ۸؛ مشرکین مکہ کا مادی چیزوں پر اعتقاد ۸؛ مشرکین مکہ کا محسوس چیزوں پر اعتقاد ۴، ۸؛ مشرکین مکہ کی بے ایمانی ۹؛ مشرکین مکہ کی دنیا طلبی ۳؛ مشرکین مکہ کی غفلت ۳، ۴؛ مشرکین مکہ کی ہٹ دھرمی ۳؛ مشرکین مکہ کے ایمان کی شرائط ۲، ۶؛ مشرکین مکہ کے تقاضے درخواستیں ۱، ۳، ۵، ۱۰، ۱۵

معجزہ: حسی معجزہ کی درخواست ۳؛ معجزہ اقتراحی ۱، ۳، ۵، ۱۵؛ معجزہ اقتراحی کا رد ہونا ۱۰؛ معجزہ کا سرچشمہ ۴، ۱۱، ۱۳، ۱۵

آیت ۹۳

﴿وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَسُولًا﴾

اور ہدایت کے آجانے کے بعد لوگوں کے لئے ایمان لانے سے کوئی شے مانع نہیں ہوئی مگر یہ کہ کہنے لگے کہ کیا خدا نے کسی بشر کو رسول بنا کر بھیج دیا ہے (۹۳)

۱۔ مشرکین مکہ، نبوت کے لئے نوع بشر کے انتخاب کے منکر تھے اور اسے ناممکن اور محال سمجھتے تھے۔

وما منع الناس ... الا أن قالوا ابعث الله بشراً رسولاً

"الناس" میں الف لام عہدی ہے اور گزشتہ آیات کی طرف توجہ کرتے ہوئے اس سے مراد، مشرکین مکہ ہیں۔

۲۔ اللہ کے رسولوں کا بشر ہونا، بہانے باز مخالفین یعنی کفار و مشرکین کے ایمان نہ لانے کا عمدہ بہانہ تھا۔

وقالوا لن نؤمن لك حتى ... الا ان قالوا ابعث الله بشراً رسولاً

۳_ مشرکین مکہ کے پاس آنحضرت (ص) پر ایمان نہ لانے کا ایک ہی بہانہ، آپ (ص) کا بشر ہونا تھا۔
قالوا أبعث الله بشراً رسولاً

۳_ زمانہ بعثت کے کفار اور مشرکین کے پاس اللہ کے رسولوں کو پہچاننے کے لئے غلط معیار تھے۔
قالوا ابعث الله بشراً رسولاً

۵_ پہلے سے ہی غلط معیاروں پر کئے گئے فیصلے، انبیاء کی صحیح تعلیمات کو سمجھنے سے مانع تھے۔
وما منع الناس أن يؤمنوا إذ جاءهم الهدى ... بشراً رسولاً

۶_ انبیاء الہی کا پیغام سراسر ہدایت اور راہنمائی ہے۔ وما منع الناس أن يؤمنوا إذ جاءهم الهدى ... بشراً رسولاً

۷_ مشرکین کا عقیدہ تھا کہ مقام رسالت، بشر کی شان سے بہت بلند ہے۔ قالوا ابعث الله بشراً رسولاً

۸_ انبیاء کا تمام لوگوں کی مانند ہونا ان کی قدر و قیمت اور خصوصی صلاحیتوں کی شناخت سے مانع تھا۔
وما منع الناس ... الا ان قالوا ابعث الله بشراً رسولاً

یہ کہ مشرکین، بشر کی نبوت کو محال چیز سمجھتے تھے شاید اس لئے ہو کہ وہ پیغمبروں کو اپنے جیسے افراد سمجھتے تھے۔ اور انہیں اپنے جیسا ضعیف اور کمزور سمجھتے تھے۔

۹_ اللہ کے وجود اور رسالت کی ضرورت کی حقیقت حتیٰ کہ مشرکین کے افکار میں بھی تسلیم شدہ تھی۔
ابعث الله بشراً رسولاً یہ کہ مشرکین اصل رسالت کے انکار کے بجائے بشر کی نبوت کو بعید شمار کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ خود رسالت و نبوت جیسی حقیقت ان کی نظر میں یقینی تھی۔

۱۰_ وعن أبي عبد الله (ع): "قالوا ابعث الله بشراً رسولاً" قالوا: إن الجن كانوا في الأرض قبلنا، فبعث الله إليهم ملكاً، فلو اراد الله ان يبعث إلينا لبعث الله ملكاً من الملائكة وهو قول الله "وما منع الناس أن يؤمنوا إذ جاءهم الهدى إلا ان قالوا ابعث الله بشراً رسولاً" (۱) امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ: قالوا ابعث الله بشراً رسولاً" وہ (منکرین رسالت محمد (ص)) کہتے تھے کہ: ہم سے پہلے زمین میں مخلوق جن موجود تھی اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایک فرشتہ

(۱) تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۳۱۷، ح ۱۶۷_ نور الثقلین ج ۳، ص ۲۲۷، ح ۴۴۹۔

مبعوث کیا تو اگر اللہ نے چاہا ہے کہ کسی کو ہماری طرف بھیجے تو فرشتوں میں سے ایک فرشتہ بھیجے۔ یہ اللہ کا کلام کا معنی ہے کہ فرما رہا ہے: "وَمَنْعَ النَّاسِ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَنْ قَالُوا ۖ بَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَسُولًا"۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کا بشر ہونا ۳

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۳

انبیاء: انبیاء کا بشر ہونا ۲، ۴، ۱۰؛ انبیاء کا ہدایت دینا ۶؛ انبیاء کی تعلیمات کی خصوصیات ۶؛ انبیاء کی جنس ۱۰؛ انبیاء کی شناخت سے مانع ۸؛ انبیاء کی صلاحیتیں ۸؛ انبیاء کے بشر ہونے کے آثار ۸؛ جنات کے انبیاء ۱۰؛ انبیاء کے فضائل ۸؛ انبیاء کے مخالفین کا بہانہ کرنا ۲؛ انبیاء کے مخالفین کے کفر کی دلیلیں ۲؛ انبیاء کا کے ساتھ برتاؤ ۵

پہلے سے فیصلے: پہلے سے فیصلوں کے آثار ۵

تجزیہ: غلط تجزیہ کے آثار ۵

دین: دینی خطرات کی پہچان ۵

روایت: ۱۰

ضرورتیں: انبیاء کی ضرورت ۹

کفار: صدر اسلام کے کفار کی پیغمبر (ص) کے بارے میں شناخت ۳؛ صدر اسلام کے کفار کے غلط معیار ۳ کفار کا بہانے تلاش کرنا ۲

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کی پیغمبر (ص) کے بارے میں شناخت ۳؛ صدر اسلام کے مشرکین کے غلط معیار ۳؛ مشرکین اور نبوت ۹؛ مشرکین کا بہانے کرنا ۲؛ مشرکین کا عقیدہ ۴؛ مشرکین کا نظریہ ۹؛ مشرکین کی اللہ کے بارے میں شناخت ۹

مشرکین مکہ: مشرکین مکہ کا بہانے تلاش کرنا ۳؛ مشرکین کا نظریہ ۱؛ مشرکین مکہ کے کفر کے دلائل ۳

نبوت: بشر کی نبوت کو جھٹلانے والے ۱؛ مقام نبوت کی قدر و قیمت ۴

آیت ۹۵

﴿قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا﴾

تو آپ کہہ دیجئے کہ اگر زمین میں ملائکہ اطمینان سے ٹہلتے ہوتے تو ہم آسمان سے ملک ہی کو رسول بنا کر بھیجتے (۹۵)
۱۔ پیغمبر اکرم (ص) مشرکین کے شبہات کا جواب دینے میں الہی ہدایت پر اعتماد کرتے تھے۔
قل لو كان في الارض

۲۔ اللہ تعالیٰ کا انسانوں کی جنس سے ہی ان کی طرف رسول مبعوث کرنے کا طریقہ کار۔
قالوا أبعث الله بشراً رسولاً _ قل لو كان ... لنزلنا عليهم من السماء ملكاً رسولاً _
مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ یہ آیت مشرکین کے شبہ کے جواب میں ہو کہ جو یہ تصور کرتے تھے کہ بشر نبوت کے لائق نہیں ہے۔

۳۔ زمین پر رہنے والے خواہ انسان ہوں یا فرشتے ہم جنس انبیاء کے محتاج ہیں۔
قل لو كان في الأرض ملائكة ... لنزلنا عليهم من السماء ملكاً رسولاً
۳۔ مشرکین کی نظر میں صرف ملائکہ ہی رسالت اور نبوت کے لائق تھے۔ قالوا أبعث الله رسولاً _ قل لو كان في الأرض ملائكة ... لنزلنا عليهم من السماء ملكاً رسولاً مشرکین کے تعجب اور ان کی یہ بات "أبعث الله بشراً رسولاً" کے جواب الہی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس انتظار میں تھے کہ پیغمبر (ص) ملائکہ میں سے ہو، نہ کہ جنس بشر سے۔
۵۔ زمین پر ہر باشعور موجود مخلوق الہی وحی اور آسمانی ہدایت کی ضرورت مند ہے۔
قل لو كان في الأرض ملائكة يمشون مطمئنين لنزلنا

۶۔ زمین پر رہنے والوں کے لئے نزول وحی اور پیغام الہی کے لانے میں فرشتے فقط واسطہ ہیں۔
لنزلنا عليهم ملكاً رسولاً

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "ملکاً رسولاً" سے مراد فرشتہ وحی ہو نہ کہ پیغمبر۔

۱۔ مشرکین کا بشر کو رسول بعید شمار کرنے کی وجہ، اللہ اور پیغمبروں میں فرشتوں کے وسیلہ ہونے کی طرف توجہ نہ کرنا ہے۔
 قل لو كان في الأرض ملائكة يمشون مطمئنين لنزلنا عليهم من السماء ملكاً رسولاً

مندرجہ بالا آیت ممکن ہے کہ مشرکین کے جواب میں ہو کیوں کہ مشرکین بشر میں سے کسی فرد کے جہان کے مالک اللہ سے رابطہ کو بعید شمار کرتے تھے۔ آیت جواب دے رہی ہے کہ پیغمبر کسی واسطہ کے بغیر وحی نہیں لیتے تھے بلکہ اصولی طور پر اللہ اور زمین پر رہنے والوں کے درمیان فرشتہ وحی کا واسطہ ہے۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) اور مشرکین کے اعتراضات ۱؛ آنحضرت (ص) کی ہدایت ۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی سنئیں ۲؛ اللہ تعالیٰ کی ہدایتیں ۱

انبیاء: انبیاء کا بشر ہونا ۲، ۴؛ انبیاء کا ہم جنس سے ہونا ۲، ۳

ضرورتیں: انبیاء کی ضرورت ۳؛ وحی کی ضرورت ۵؛ ہدایت کی ضرورت ۵

غفلت: ملائکہ کے کردار سے غفلت ۴

مشرکین: مشرکین کا نظریہ ۳؛ مشرکین کی غفلت کے آثار ۴؛ مشرکین کے اعتراضات کے جواب کا سرچشمہ ۱

ملائکہ: ملائکہ کا کردار ۶؛ ملائکہ کی نبوت ۳

موجودات: باشعور موجودات کی معنوی ضروریات ۵؛ موجودات کی ضروریات ۳

نبوت: نبوت کا معیار ۳؛ نبوت کی اہمیت ۳

وحی: وحی کا واسطہ ۶

آیت ۹۳

﴿قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا﴾

کہہ دیجئے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ بننے کے لئے خدا کافی ہے کہ وہی اپنے بندوں کے حالات سے باخبر ہے اور ان کے کیفیات کا دیکھنے والا ہے (۹۶)

۱۔ مشرکین، اس لائق نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے مخاطب ہو۔ قل کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم

مشرکین کو پیغام پہنچانے کے لئے پیغمبر (ص) کو مخاطب قرار دینا اگرچہ یہ اعلان بغیر "قل" کے بھی ممکن ہے اس سے مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

۲۔ پیغمبر (ص) اور مشرکین کے درمیان اللہ تعالیٰ کا گواہ اور ناظر ہونا کافی ہے۔ کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم

۳۔ پیغمبر (ص) اپنی رسالت کے منکرین کے مد مقابل اللہ کی ہدایات پر عمل کرتے تھے۔ قل کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم
۳۔ حق کے منکر اور بہانے باز مشرکین و کفار کو اللہ کا خبردار کرنا۔

قالوا ابعث الله بشراً رسولاً۔ قل کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم

اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) اور حق کے منکرین و مشرکین کے درمیان گواہ ہونے کی تنبیہ، کا تذکرہ ممکن ہے ان کو خبردار کرنے کے لئے ہو۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر حجت تمام کر دی ہے اور جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ دیا ہے۔ قل کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم

"کفی باللہ شہیداً" کی تعبیر، مشرکین کے شبہات کا جواب دینے کے بعد قول فصل اور اتمام حجت کی جگہ ہے۔

۶۔ بہانے باز اور حق کے منکرین کے ساتھ بحث و گفتگو کے بارے میں فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے۔

قل کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم

۷۔ اللہ تعالیٰ کا بہانے باز مشرکین کے مد مقابل پیغمبر (ص) کو حوصلہ دینا۔ قل کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم

یہ آیت جس طرح کہ حق کے دشمن، مشرکین کے لئے خبردار ہو پیغمبر (ص) کے لئے ایک قسم کی تسلی اور حوصلہ افزائی بھی ہو سکتی ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ، اپنے بندوں کے امور پر خیر (آگاہ) اور بصیر (نظر رکھنے والا) ہے۔ إنه کان بعبادہ خبیراً بصیراً

۹۔ اللہ تعالیٰ کی بندوں کے اعمال پر گواہی، اس کے ان کے حالات پر وسیع علم کی بناء پر ہے۔

کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم إنه کان بعبادہ خبیراً بصیراً

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر علمی احاطہ کی طرف توجہ، ان کے حق کے انکار اور بہانے بازی سے پرہیز کرنے کا پیش خیمہ ہے۔

قل کفی باللہ شہیداً ... إنه کان بعبادہ خبیراً بصیراً

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر حجت تمام کر دی ہے اور اس وقت یہ فرمایا: وہ بندوں کے حالات سے آگاہ اور ان پر نظر رکھے ہوئے ہے، ہو سکتا ہے کہ مندرجہ بالا نکتہ کی طرف اشارہ ہو۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) اور مشرکین ۲، ۳؛ آنحضرت (ص) کو حوصلہ دینا ۷؛ آنحضرت (ص) کی ہدایت ۳؛

آنحضرت (ص) کے گواہ ۲

اسماء و صفات : بصیر ۸؛ خیر ۸

اللہ تعالیٰ : اللہ تعالیٰ کے انذار ۳؛ اللہ تعالیٰ کا حجت تمام کرنا ۵؛ اللہ تعالیٰ کا وسیع علم ۹؛ اللہ تعالیٰ کی گواہی کا کافی ہونا ۲؛ اللہ تعالیٰ کی گواہی کی خصوصیات ۹؛ اللہ تعالیٰ کی ہدایات ۳؛ اللہ تعالیٰ کے نظر رکھنے کی خصوصیات ۹؛ اللہ تعالیٰ کے مخاطب

حضرات ۱

بہانے باز: بہانے بازوں سے دوری ۶

بہانے کرنا: بہانے کرنے سے پرہیز کا پیش خیمہ ۱۰

حق: حق قبول نہ کرنے سے پرہیز کا پیش خیمہ ۱۰؛ حق کے منکروں سے دور ہونا ۶؛ حق کے منکروں کو ڈراوا ۳۱

ذکر: اللہ تعالیٰ کے علمی احاطہ کے ذکر کے آثار ۱۰

عمل: عمل کے گواہ ۹

کفار: بہانے باز کفار کو خبردار کرنا ۳؛ حق کے منکرین کفار کو خبردار ۳

مشرکین: انے باز مشرکین کو خبردار ۳؛ حق کے منکرین مشرکین کو خبردار کرنا ۳؛ مشرکین پر حجت کا تمام ہونا ۵؛ مشرکین کا بے

وقت ہونا ۱؛ مشرکین کو انذار ۳؛ مشرکین کے بہانے کرنا ۷؛ مشرکین کے گواہ ۲

آیت ۹۷

﴿وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضِلِّ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِهِ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمِّيًّا وَبُكَمًّا وَصُمًَّّا مَّأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا﴾

اور جس کو خدا ہدایت دیدے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو گمراہی میں چھوڑ دے اس کے لئے اس کے علاوہ کوئی مددگار نہ پاؤ گے اور ہم انہیں روز قیامت منہ کے بل گونگے اندھے بہرے محصور کریں گے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا کہ جس کی آگ بجھنے بھی لگے گی تو ہم شعلوں کو مزید بھڑکا دیں گے (۹۷)

۱۔ اللہ کی ہدایت سے بہرہ مند لوگ، حقیقی معنوں میں ہدایت یافتہ ہیں۔

ومن يهد الله فهو المهتد

۲۔ اللہ کی ہدایت، انسان کی حقیقی ہدایت کی ضامن ہے۔ ومن يهد الله فهو المهتد

۳۔ انسان کی ہدایت اور گمراہی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ من يهد الله فهو المهتد ومن يضل فلن تجدهم أولياء من دونه
۳۔ وہ کہ جن کی گمراہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثابت ہو چکی ہے وہ ہدایت کے قابل نہیں ہیں اور ہر قسم کے سرپرست اور مددگار سے محروم ہیں۔ ومن يضل فلن تجدهم أولياء من دونه

۵۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے محروم لوگ ہر قسم کے مددگار اور مدد سے بھی محروم ہیں۔
ومن يضل فلن تجدهم أولياء من دونه

۶۔ گمراہ لوگ، قیامت کے دن ایسے جانوروں کی مانند کہ جو سننے، دیکھنے اور بولنے سے محروم ہیں، محسور ہوں گے۔
ومن يضل... ونحشرهم يوم القيامة على وجوههم عمياً وبكماً وصم

۷۔ قیامت کے روز محسور ہوتے وقت حق سے منکر گمراہ لوگوں کا عقیدہ اور عمل ان کے ادراکی اور حسی اعضاء (یعنی آنکھ، کان اور زبان) پر اثر انداز ہونا۔ ونحشرهم يوم القيامة على وجوههم عمياً وبكماً وصم

۸۔ قیامت کے روز گمراہوں کا ذلیل ہونا اور منہ کے بل خاک پر گرنا۔ ونحشرهم يوم القيامة على وجوههم عمياً و بكماً وصم

۹۔ انسان، قیامت کے دن جسمانی طور پر محسور ہوگا ونحشرهم يوم القيامة على وجوههم عمياً بكماً وصم

۱۰۔ حق قبول نہ کرنے والے گمراہ لوگوں کا ٹھکانہ، جہنم ہے۔ ما وی هم جہنم

۱۱۔ جہنم کی آگ کبھی بھی نہ بجھنے والی ہے بلکہ ہمیشہ نئی اور بھڑکنے والی ہے۔ کلما خبت زدھم سعیر

۱۲۔ عن إبراهيم بن عمر رفعه إلى أحدهما في قول الله "ونحشرهم يوم القيامة على وجوههم" قال: على جباههم^(۱)

ابراہیم بن عمر نے امام باقرؑ یا امام صادقؑ سے اپنی مرفوعہ حدیث میں نقل کیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "ونحشرهم يوم القيامة على وجوههم" کے بارے میں فرمایا: کہ اس حال میں کہ وہ پیشانی کے بل گرے ہونگے (ہم محسور کریں گے)۔

۱۳_ علی بن الحسین (ع) قال : إن فی جہنم وادياً يقال له : سَعِيرٌ ' إذا خبت جہنم فتح سَعِيرُها وهو قوله : " کَلَمًا خبت زدناهم سَعِيرًا " (۱) امام سجاد (ع) نے فرمایا: بلاشبہ جہنم میں ایک وادی ہے کہ جسے سَعِیر کہا جاتا ہے اور جب جہنم کی آگ بجھے گی تو سَعِیر جہنم کھل جائے گی اور یہ اللہ کا کلام ہے کہ اس نے فرمایا: کَلَمًا خبت زدناهم سَعِیر

ادراک: ادارکی قوتوں میں مؤثر اسباب ۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ہدایتوں سے محروم لوگوں کا بے یار و مددگار ہونا ۵ اللہ تعالیٰ کی ہدایتوں کی اہمیت ۱; اللہ تعالیٰ کے گمراہ کرنے کی خصوصیات ۳; اللہ تعالیٰ کی ہدایتوں کے آثار ۲

انسان: انسانوں کا آخرت میں محسور ہونا ۹

جبر و اختیار: ۳

جہنم: جہنم کی آگ کے درجے ۱۱; جہنم کے درکات ۱۳; سَعِیر کا مقام ۱۳; جہنم کی آگ کا ہمیشہ ہونا ۱۱
جہنمی: ۱۰

حق: حق کے منکرین کا آخرت میں محسور ہونا ۷

روایت: ۱۲، ۱۳

قیامت: جسمانی قیامت ۹

گمراہ لوگ: جہنم میں گمراہ لوگ ۱۰; قیامت کے دن گمراہ لوگ ۸; گمراہ لوگوں کا اخروی اندھا پن ۶; گمراہ لوگوں کا اخروی بہرہ پن ۶; گمراہ لوگوں کا اخروی حشر ۶، ۷; گمراہ لوگوں کا اخروی گونگا پن ۶; گمراہ لوگوں کا انجام ۱۰; گمراہ لوگوں کا بے یار و مددگار ہونا ۳; گمراہ لوگوں کا حشر ۱۲; گمراہ لوگوں کی ادارکی قوتیں ۷; گمراہ لوگوں کی اخروی ذلت ۸; گمراہ لوگوں کے عقیدہ کے اخروی آثار ۷; گمراہ لوگوں کے عمل کے اخروی آثار ۷

گمراہی: گمراہی کا سرچشمہ ۳

ہدایت یافتہ: ۱

ہدایت: ہدایت کا سرچشمہ ۲، ۳

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۳۱۸، ح ۱۶۸_ نور الثقلین ج ۳، ص ۲۲۸، ح ۴۵۲ (تفسیر قمی ج ۲، ص ۲۹، نور الثقلین ج ۳، ص ۲۲۸، ح ۴۵۱)

آیت ۹۸

﴿ذٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِآيَاتِنَا وَقَالُوْا اِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا﴾

یہ اس بات کی سزا ہے کہ انھوں نے ہماری نشانیوں کا انکار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جب ہم ہڈیاں اور مٹی کا ڈھیر بن جائیں گے تو کیا دوبارہ از سر نو پھر پیدا کئے جائیں گے (۹۸)

۱۔ گمراہ لوگوں کا اخروی عذاب، ان کے الہی نشانیوں کے مد مقابل، کافرانہ عمل کا نتیجہ ہے۔
ومن یضلل ... ونحشرهم یوم القیامة ... ذلک جزاؤہم با نھم کفروا بآیاتنا

۲۔ روز قیامت اور آیات الہی کے انکار کی سزا، جہنم کی جلتی ہوئی ہمیشہ کی آگ ہے۔
کلما خبت زدھم سعیراً _ ذلک جزاؤ ھم با نھم کفروا بآیاتنا وقالوا اء اذا کنا عظاماً ورفاتاً اء نا لمبعوثون خلقاً جدیدا

۳۔ کفار، انسان کے خاک اور بکھری ہوئی ہڈیوں میں تبدیل ہونے کے بعد دوبارہ زندگی کو بعید شمار کرتے تھے۔
وقالوا اء اذا کنا عظاماً ورفاتاً اء نا لمبعوثون

۳۔ مشرکین، معاد کو صرف بعید شمار کرنے کی وجہ سے اس کا انکار کرتے تھے نہ کہ کسی دلیل اور برہان کی بناء پر۔
وقالوا اء اذا کنا عظاماً ورفاتاً اء نا لمبعوثون خلقاً جدیدا

۵۔ کفار کی نگاہوں میں موت، انسان کی زندگی کا اختتام ہے۔ وقالوا اذا کنا عظاماً ورفاتاً اء نا لمبعوثون خلقاً جدیدا

۶۔ موت کے بعد زندگی انسان کی نئی اور تازہ پیدائش ہے۔ اء نا لمبعوثون خلقاً جدیدا
جہنم:

جہنم کی آگ ۲؛ جہنم کے اسباب ۲

زندگی: موت کے بعد زندگی ۶

قیامت: قیامت کو جھٹلانے کی سزا ۲۱

کفار: کفار اور موت ۵؛ کفار کا عقیدہ ۳، ۵

کفر: الہی آیات کے کفر کی سزا ۲۱؛ الہی آیات کے کفر کے آثار ۱

گمراہ لوگ: گمراہ لوگوں کے کفر کے آثار ۱؛ گمراہ لوگوں کے اخروی عذاب کے اسباب ۱

معاد: معاد جسمانی کو بعید شمار کرنا ۳؛ معاد کو بعید شمار کرنا ۳؛ معاد کو جھٹلانے والوں کا بے منطقی ہونا ۳؛ معاد کی حقیقت ۶

موت: موت کی حقیقت ۶

آیت ۹۹

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَا رَيْبَ فِيهِ فَأَبَى الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُورًا﴾

کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا ہے کہ جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے وہ اس کا جیسا دوسرا بھی پیدا کرنے پر قادر ہے اور اس نے ان کے لئے ایک مدت مقرر کر دی ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے مگر ظالموں نے کفر کے علاوہ ہر چیز سے انکار کر دیا ہے (۹۹)

۱۔ آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر توجہ، انسانوں کی دوبارہ تخلیق پر قدرت الہی کی طرف توجہ کرنے کا سبب ہے۔
أولم يروا أن الله ... قادر على أن يخلق مثلهم

۲۔ انسانوں کو آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر فکر کرنے کی ترغیب معاد کے واقع ہونے کو سمجھنے کے لئے ہے۔
أولم يروا أن الله الذي خلق السموات و الأرض قادر على أن يخلق مثلهم

۳۔ آسمانوں اور زمین کی تخلیق، انسان کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے سے کتنی درجے اہم ہے۔
أولم يروا أن الله الذي خلق السموات و الأرض قادر على أن يخلق مثلهم

۳۔ کفار کی آسمانوں اور زمین کی عظیم تخلیق پر غور نہ کرنا اور جہالت ان کی طرف سے انسانوں کی دوبارہ زندگی کے انکار کا موجب بنی ہیں۔ اُولم یروا اَن اللہ الذی خلق السموات و الارض قادر علی اَن یخلق مثلہم

۵۔ اسی جہان طبعیت اور محسوسات میں غیبی حقائق کو دریافت کرنے کے لئے نشانیوں کا موجود ہونا۔ اُولم یروا اَن اللہ الذی خلق السموات والارض قادر علی اَن یخلق مثلہم

آسمان اور زمین (عالم طبعیت) وہی نشانیاں ہیں کہ ان میں غور و فکر کرنے سے انسان کا غیبی حقائق کہ جن میں اس کی دوبارہ زندگی بھی شامل ہے کا تعجب ختم ہو سکتا ہے۔

۶۔ قیامت میں انسانوں کی زندگی دنیاوی جسموں کی مانند ہوگی۔ قادر علی اَن یخلق مثلہم

۷۔ روز قیامت انسانوں کی زندگی یقینی ہے اور پہلے سے معین شدہ وقت اور پروگرام کے ساتھ ہے۔ وجعل لہم اَجلاً لا ریب فیہ

۸۔ قیامت سے پہلے معاد انسانی کا واقعہ نہ ہونا تخلیق میں نظم اور پروگرام کی بناء پر ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ قادر نہیں ہے۔ قادر علی اَن یخلق مثلہم وجعل لہم اَجلاً

"قادر علی اَن یخلق مثلہم" کے بعد "جعل لہم اَجلاً" کا ذکر حقیقت میں ایک پوشیدہ سوال کا جواب ہے کہ اگر اللہ انسانوں کی دوبارہ خلقت پر قادر ہے تو ابھی یہ کام کیوں نہیں کرتا؟

۹۔ دنیا میں انسانوں کی مدت اور عمر محدود اور ختم ہونے والی ہے۔ اُولم یروا ... وجعل لہم اَجلاً لا ریب فیہ

یہ کہ "اجلاً" سے مراد انسان کی دنیا میں محدود مدت اور عمر ہونہ کہ قیامت کے پیا ہونے کا وقت اس سے مندرجہ بالا مطلب واضح ہوتا ہے۔

۱۰۔ معاد کا انکار اور کائنات میں اللہ کی عظیم قدرت کو نظر انداز کرنا ایک ظالمانہ عمل ہے۔ اُولم یروا ... فابی الظالمون الا کفورا

۱۱۔ حق کے منکرین ظالموں کا الہی نشانیوں کے مد مقابل ایک ہی طریقہ تھا اور وہ انکا انکار ہے۔ فابی الظالمون الا کفورا

۱۲۔ ظلم اختیار کرنا الہی آیات کے انکار اور کفر کا پیش خیمہ ہے۔ فابی الظالمون الا کفورا

۱۳۔ انسان کے عقائد میں بعض شبہات ان کے الہی

صفات میں دقیق معرفت نہ ہونے کی بناء پر ہوتے ہیں۔ اُولم یروا أن الله الذي ... قادر علی أن یخلق مثلهم
یہ کہ اللہ تعالیٰ نے منکرین معاد کے شبہ کو دور کرنے کے لئے انہیں اپنی عظم قدرت کی طرف متوجہ کیا ہے اس سے
مندرجہ بالا نکتہ واضح ہوتا ہے۔

آسمان: آسمانوں کی خلقت کا مطالعہ ۲; آسمانوں کی خلقت کی اہمیت ۳; آسمانوں کی خلقت کی عظمت ۴
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی صفات سے جہالت کے آثار ۱۳; اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلائل ۱; اللہ تعالیٰ کی قدرت کو جھٹلانے کا
ظلم ۱۰

اللہ تعالیٰ کی نشانیاں: اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو جھٹلانے کا پیش خیمہ ۱۲; اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو جھٹلانے والے ۱۱
انسان: انسان کی عمر کا محدود ہونا ۹

حق: حق کے منکرین سے سامنا کرنے کا طریقہ ۱۱; حق کے منکرین کا ظلم ۱۱

حقائق: غیبی حقائق کی علامات ۵

ذکر: آسمانوں کی پیدائش کے ذکر کے آثار ۱; زمین کی پیدائش کے ذکر کے آثار ۱

زمین: زمین کی خلقت کا مطالعہ ۲; زمین کی خلقت کی اہمیت ۳; زمین کی خلقت کی عظمت ۳

شبہات: شبہات کا سرچشمہ ۱۳

ظلم: ظلم کے آثار ۱۲; ظلم کے موارد ۱۰

کائنات: کائنات میں قانون کی حاکمیت ۸; کائنات میں نظم ۸

کفار: کفار کی جہالت کے آثار ۳

کفر: کفر کا پیش خیمہ ۱۲

مدت: مدت مستسی ۹

معاد: قیامت سے پہلے معاد ۸; معاد جسمانی ۶; معاد کا قانون کے مطابق ہونا ۷; معاد کا یقینی ہونا ۷; معاد کو جھٹلانے کا ظلم

۱۰; معاد کو جھٹلانے کے اسباب ۳; معاد کی اہمیت ۳; معاد کی شناخت کا پیش خیمہ ۱، ۲; معاد کا یقینی ہونا ۷; معاد کو جھٹلانے

کا ظلم ۱۰; معاد کو جھٹلانے کے اسباب ۳; معاد کی اہمیت ۳; معاد کی شناخت کا پیش خیمہ ۱، ۲

آیت ۱۰۰

﴿قُلْ لَوْ أَنْتُمْ تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي إِذًا لَأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَثُورًا﴾

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم لوگ میرے پروردگار کے خزانوں کے مالک ہوتے تو چرخ ہو جانے کے خوف سے سب روک لیتے اور انسان تو تنگ دل ہی واقع ہوا ہے (۱۰۰)

۱۔ پیغمبر (ص) پر انسانوں کو ان کی نفسانی غلط صفات کی یاد آوری اور خبردار کرنے کی ذمہ داری۔
قل لو أنتم تملكون خزائن رحمة ربِّي إذًا لأمسكتم

۲۔ پیغمبر (ص) پر مشرکین کو ان کی بخل کی خصلت یاد دلانے کی ذمہ داری۔
قل لو أنتم تملكون خزائن رحمة ربِّي إذًا لأمسكتم خشية الانفاق

یہ مطلب اس اساس پر ہے کہ پچھلی آیات کے پیش نظر اس آیت میں بھی کفار مخاطب ہوں۔
۳۔ مشرکین جس قدر بھی ثروت مند ہوں وہ فقر و فاقہ سے ڈرتے ہوئے انفاق نہیں کرتے۔
قل لو أنتم تملكون خزائن رحمة ربِّي إذًا لأمسكتم خشية الانفاق

۳۔ انسان اگرچہ پروردگار کی رحمت کے تمام خزانوں کے مالک بھی بن جائیں پھر بھی بخل اور اپنے فقر و فاقہ کے خوف میں مبتلا ہونگے۔ قل لو أنتم تملكون خزائن رحمة ربِّي إذًا لأمسكتم خشية الانفاق

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بخل کی خصلت کو تمام انسانوں کے لئے بیان کیا ہے (وكان الإنسان قثوراً) لہذا احتمال ہے کہ (لو أنتم تملكون) کے مخاطب تمام انسان ہوں۔

۵۔ انسان اگرچہ وسیع ثروت اور تمکنت کے مالک بھی ہوں پھر بھی بخل میں مبتلا ہیں اور اس خصلت کو چھوڑنے والے نہیں ہیں۔ قل لو أنتم تملكون خزائن رحمة ربِّي إذًا لأمسكتم خشية الانفاق

۶۔ مشرکین حتیٰ کہ اپنی مادی حاجات پوری ہونے اور وسیع ذرائع و وسائل رکھنے کے باوجود بھی انفاق سے پرہیز کرتے ہیں۔
لن نؤمن لك حتى تفجر لنا ... قل لو أنتم تملكون خزائن رحمة ربِّي إذًا لأمسكتم

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پچھلی آیات میں مشرکین کی پیغمبر (ص) سے مادی درخواستوں (چشمہ وغیرہ) کو بیان کیا اور اس آیت میں وسیع وسائل رکھنے کی صورت میں بھی انکے بخل کا ذکر فرما رہا ہے 'یہ مندرجہ بالا نکتہ کی بناء پر ہے۔

۷۔ اللہ کی رحمت، وسیع و عظیم خزانوں کی حامل ہے۔ خزائن رحمۃ ربّی

۸۔ اللہ کی ربوبیت، رحمت سے ملی ہوئی ہے۔ رحمۃ ربّی

۹۔ فقر کا خوف، بخل اور خساست کی جڑ ہے۔ إذا لا مسکتُم خشية الإنفاق

۱۰۔ مال کی کثرت، انسان کے انفاق کی طرف میلان اور بخل جیسی خصلت سے پرہیز میں موثر نہیں ہے۔
لوانتم تملکون ... لا مسکتُم خشية الإنفاق

۱۱۔ فقر و فاقہ کے خوف سے انفاق سے بخل، قابلِ مذمت و سرزنش ہے۔ لوانتم تملکون ... لا مسکتُم خشية الإنفاق
یہ کہ بخل اور خساست جیسی خصلت رکھنے کی بناء پر یہ آیت انسانوں یا مشرکین کی مذمت کر رہی ہے۔ اس سے مندرجہ بالا
نکتہ واضح ہوتا ہے۔

۱۲۔ انفاق، کبھی بھی انسان کے فقر کا موجب نہیں بنتا۔ لو أنتم تملکون ... لا مسکتُم خشية الإنفاق وکان الإنسان
قتورا

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فقر کے خوف سے انفاق نہ کرنے کی مذمت کی ہے ممکن ہے اس حقیقت کو بیان کر رہا ہو کہ یہ خوف
بے جا ہے اور انفاق، فقر کا موجب نہیں ہے۔

۱۳۔ انسانوں میں خساست اور بخل جیسی خصلت موجود ہے۔ وکان الإنسان قتورا

"قتورا" "قتور" سے صیغہ مبالغہ ہے کہ جس کا معنی نفقہ دینے سے پرہیز کرنا اور معمولی اور ناچیز چیز پر اکتفاء کرنا ہے۔ (مفردات
راغب)

۱۴۔ بخل کی بشر کے وجود میں جڑ اور نوع انسان میں ایک طاقت و خصلت ہے۔ وکان الإنسان قتورا

۱۵۔ انسان کا کردار اپنی اندرونی خصلتوں سے متاثر ہوتا ہے۔ لا مسکتُم ... وکان الإنسان قتورا

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۱، ۲؛ آنحضرت (ص) کے انذار ۱

اخلاق: بری اخلاقی صفات ۱۳

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی خصوصیات ۸؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت ۷، ۸؛ اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی مالکیت ۳؛ اللہ تعالیٰ کے خزانے ۷
انسان: انسانوں کا بخل ۳، ۵، ۱۰، ۱۳؛ انسانوں کو انداز ۱؛ انسان کی صفات ۳، ۵، ۱۳؛ انسان کی صفات کے آثار ۱۵

انفاق: انفاق کا پیش خیمہ ۱۰؛ انفاق کے آثار ۱۲

بخل: بخل کا سرچشمہ ۱۳؛ بخل کی سرزنش ۱۱؛ بخل کے اسباب ۹

ثروت: ثروت کے آثار ۱۰

خوف: فقر سے خوف کی سرزنش ۱۱؛ فقر سے خوف کے آثار ۳، ۹

ڈراوے: ناپسندیدہ صفات سے ڈراوا ۱۱

فقر: فقر سے پریشانی ۳؛ فقر کے اسباب ۱۲

کردار: کردار کی اساس ۱۵

مشرکین: مشرکین کا انفاق ترک کرنا ۳، ۶؛ مشرکین کا بخل ۳؛ مشرکین کا ثروت مند ہونا ۳؛ مشرکین کا خوف ۳؛ مشرکین کی دنیا

پرستی ۵؛ مشرکین کی مادی درخواستیں ۶؛ مشرکین کے بخل کا اعلان ۳

یاد آوری: ناپسندیدہ صفات کی یاد آوری ۱

آیت ۱۰۱

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَاسْأَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا مُوسَى مَسْحُورًا﴾

اور ہم نے موسیٰ کو نوکھلی ہوئی نشانیاں دی تھیں تو بنی اسرائیل سے پوچھو کہ جب موسیٰ انکے پاس آئے تو فرعون نے ان

سے کہہ دیا کہ میں تو تم کو سحر زدہ خیال کر رہا ہوں (۱۰۱)

۱۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے موسیٰ (ع) کو نوعدروشن اور واضح معجزات عطا ہوئے۔ ولقد اتینا موسیٰ تسع ۷ آیات بینات

۲۔ حضرت موسیٰ (ع) کی دعوت اپنی رسالت کی حقانیت پر واضح دلیلوں (معجزات) کے ساتھ تھی۔

ولقد ۷ اتینا موسیٰ تسع ۷ آیات بینات

۳۔ پیغمبر (ص) کو ذمہ داری دی گئی کہ وہ بنی اسرائیل سے موسیٰ (ع) کو بہت سے معجزات عطا ہونے کے باوجود فرعون اور اس کے پیروکاروں کے حق قبول نہ کرنے کا اعتراف لیں۔

ولقد ء اتینا موسیٰ تسع ء ایات بینات فسئل بنی اسرائیل إذجائهم فقال له فرعون إني لأظنك ی موسی مسحورا
۳۔ موسی کے متعدد معجزات، فرعون پر کوئی اثر نہ ڈال سکے۔

ولقد ء اتینا موسیٰ تسع ء ایات بینات ... فقال له فرعون إني لأظنك ی موسی مسحورا

۵۔ مشرکین کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے معجزات اقتراح عطا نہ کرنے کی وجہ ان کے حق کو قبول نہ کرنے کے حوالے سے علم الہی تھا۔ ولقد ء اتینا موسیٰ ... فقال له فرعون إني لأظنك ی موسی مسحورا

مشرکین کی درخواستوں کو رد کرنے کے بعد حضرت موسیٰ (ع) کے بہت سارے معجزات کے باوجود فرعون کے کفر کا تذکرہ بتاتا ہے کہ چونکہ مشرکین بھی ایمان نہ لانے پر پکا ارادہ کر چکے تھے لہذا ان کی درخواستیں قبول نہیں ہوئیں۔

۶۔ مشرکین مکہ کا پیغمبر (ص) کے مد مقابل محاذ قائم کرنا حضرت موسیٰ (ع) کے مد مقابل فرعون کے محاذ کا تسلسل تھا۔
وقالو لن نؤمن لك ... ولقد ء اتینا موسیٰ ... فقال له فرعون إني لأظنك ی موسی مسحورا

۷۔ آنحضرت (ص) کے معجزہ (قرآن) کا مشرکین مکہ کی طرف سے انکار کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی آنحضرت (ص) کی حوصلہ افزائی۔ وقالو لن نؤمن لك ... ولقد ء اتینا موسیٰ ... فقال له فرعون إني لأظنك ی موسی مسحورا

۸۔ پیغمبر (ص) کے زمانے کے یہودیوں کی حضرت موسیٰ (ع) اور فرعون کے حالات سے آگاہی۔

فسئل بنی اسرائیل إذجائهم فقال له فرعون

۹۔ فرعون نے حضرت موسیٰ (ع) کے نوعد معجزات کا مشاہدہ کے بعد ان پر سحر اور سحر زدہ ہونے کا الزام لگایا۔

ء اتینا موسیٰ تسع آیات ... فقال له فرعون إني لأظنك ی موسی مسحور

۱۰۔ فرعون نے محض اپنے ظن و گمان کی بناء پر حضرت موسیٰ (ع) پر جادو گری اور سحر زدہ ہونے کا الزام لگایا نہ کہ دلیل

و برہان کی بناء پر۔ موسیٰ ... فقال له فرعون إني لأظنك ی موسی (ع) مسحورا

۱۱۔ فرعون کا حضرت موسیٰ (ع) اور ان کے معجزات کے بارے میں دو گلی پالیسی اور سیاستمداروں جیسا عیارانہ

سلوک۔ موسیٰ ... فقال له فرعون إني لأظنك ی موسی مسحورا

فرعون نے حضرت موسیٰ (ع) کی دعوت اور ان کے معجزات کو قطعی طور پر رد نہیں کیا بلکہ دو گلی پالیسی

کے انداز (میرا گمان ہے) سے بات کی تاکہ جہاں تک ہو سکے ان کی مخالفت کرتا رہے اور جب مخالفت کرنا ممکن ہو تو یہ کہے کہ میری پہلے والی مخالفت محض ایک ظن و گمان تھی۔

۱۲۔ فرعون نے حضرت موسیٰ (ع) کے معجزات کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہونے اور ان سے خطرے کا احساس ہونے کی وجہ سے ان پر جادوگر ہونے کا الزام لگایا ولقد ء اتینا موسیٰ تسع ء ایات بینات ... فقال له فرعون إني لأظنك ي موسى مسحور یہاں احتمال ہے کہ اس مفعول "مسحور" اسم فاعل "ساحر" کا جانشین ہوا ہے لہذا اسی فاعل کے معنی میں ہے چونکہ یہاں قرینہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کے اکثر معجزات جادوگری کے الزام کے ساتھ زیادہ مطابقت رکھتے تھے۔

۱۳۔ دلیلیں جس قدر بھی روشن اور واضح ہوں اگر انسان میں ضروری حد تک ان کو قبول کرنے کی استعداد نہ ہو وہ مؤثر نہیں ہونگی۔ ولقد ء اتینا موسیٰ تسع ء ایات بینات فسئل بنی اسرائیل إذا جاءهم فقال له فرعون إني لأظنك ي موسى مسحورا

۱۴۔ عن أبي جعفر (ع) في قوله: "ولقد اتينا موسى تسع ء ایات بینات" قال: الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم والحجر و البحرو العصاو يده۔^(۱) امام باقر (ع) سے اللہ تعالیٰ کی اس کلام "ولقد ء اتینا موسیٰ تسع ء ایات بینات" کے بارے میں نقل ہوا ہے کہ: (حضرت موسیٰ کے معجزات یہ تھے) طوفان، ٹڈی، جوئیں، اینڈک، خون، پتھر، دریا، عصا اور ید (بیضا)

۱۵۔ عن موسى بن جعفر (ع) قال نفر من اليهود ... قالوا: أخبرنا عن الآيات التسع التي أوتيتها موسى بن عمران قلت: العصا و إخراجہ يده من جيبه بيضاء والجراد والقمل والضفادع و الدم ورفع الطور و المن و السلوى آية واحدة و فلق البحر ...^(۲) امام کاظم (ع) نے فرمایا: یہودیوں کے گروہ نے کہا ہمیں ان نو عدد نشانیوں کے بارے میں بتائیں جو موسیٰ (ع) بن عمران (ع) کو دی گئیں۔ میں نے کہا: عصا، نورانی حالت میں گریبان سے ہاتھ نکالنا، ٹڈی، جوئیں، اینڈک، خون، کوہ طور کا بنی اسرائیل کے سروں پر آجانا، من و سلویٰ دونوں ایک نشانی ہیں، دریا، نیل کے پانی کو پھاڑنا۔

۱۶۔ عن صفوان بن عسال قال: ... قال النبي (ص) في قوله تعالى: "ولقد ء اتينا موسى تسع آيات بینات": لا تشركوا بالله شيئاً، ولا تسرقوا، ولا تزنوا ولا تقتلوا النفس التي حرم الله إلا بالحق ولا تسحروا، ولا تاكلوا الربا، ولا تمشوا

(۱) تفسیر عیاشی۔ ج ۲ ص ۳۱۸، ج ۱۷۰۔ نور الثقلین ج ۳ ص ۲۲۹، ج ۴۵۷ (۲) قرب الاسناد ص ۳۱۸، ج ۱۲۲۸۔ نور الثقلین ج ۳، ۲۲۹۔

بہری إلى ذی سلطان لیقتله ولا تقدّفوا محضة ... وانتم یا یهود علیکم خاصه لا تعدوا فی السبت ...^(۱)

صفوان بن عسال کہتے ہیں کہ پیغمبر (ص) نے (اللہ تعالیٰ کے کلام "ولقد اتینا موسیٰ ... کے بارے میں) فرمایا: کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار نہ دیں، چوری اور زنا نہ کریں اور وہ جو کہ اس کا خون خداوند عالم نے محترم شمار کیا ہے اسے قتل نہ کریں سلطان سے کسی اچھے آدمی کی بدخوئی نہ کریں کہ اس کی موت کا سبب بنے اور کسی کی طرف زنا محضہ کی نسبت نہ دیں اور صرف تم یہودیوں کے لئے حکم ہے کہ ہفتہ کے دن نافرمانی (مچھلی کا شکار) نہ کریں۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی حوصلہ افزائی ۴؛ آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۳؛ آنحضرت (ص) کے خلاف محاذ قائم کرنا ۶

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۶، ۷

اعداد: نو کا عدد ۱، ۹

اقرار: فرعون کے حق قبول نہ کرنے کا اقرار ۳؛ فرعونوں کے حق قبول نہ کرنے کا اقرار ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۵

انبیاء: انبیاء کے خلاف دشمنوں کا باہمی توافق ۶

برہان: برہان کے اثر کرنے کی شرائط ۱۳

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کا اقرار ۳

روایت: ۱۳، ۱۵، ۱۶

فرعون: فرعون پر معجزے کا بے اثر ہونا ۳؛ فرعون کا سامنا کرنے کا طریقہ ۶، ۱۱؛ فرعون کی تہمتوں کا بے منطق ہونا

۱۰؛ فرعون کی تہمتوں کا فلسفہ ۱۲؛ فرعون کی تہمتیں ۹؛ فرعون کے عجز کے آثار ۱۲؛

کفر: قرآن کا انکار ۷

مشرکین: مشرکین کی درخواستوں کا رد ہونا ۵؛ مشرکین کے حق قبول نہ کرنے کے آثار ۵؛

مشرکین مکہ: مشرکین مکہ کا سامنا کرنے کا طریقہ ۶؛ مشرکین مکہ کا کفر ۷ / معجزہ: معجزہ اقتراح کا رد ۵

(۱) تفسیر طبری ج ۹، ص ۱۷۲، مجمع البیان ج ۶، ص ۶۸۵۔

موسیٰ (ع): موسیٰ (ع) پر جادو ہونے کی تہمت ۹، ۱۰؛ موسیٰ (ع) پر جادو گرنے کی تہمت ۱۰؛ موسیٰ (ع) پر جادو گر ہونے کی تہمت کا فلسفہ ۱۲؛ موسیٰ سے برتاؤ کا طریقہ ۱۱؛ موسیٰ (ع) کا قصہ ۹؛ موسیٰ (ع) کا معجزہ ۲، ۳، ۴، ۹، ۱۳، ۱۵؛ موسیٰ (ع) کی تعلیمات ۱۶؛ موسیٰ (ع) کی حقانیت کی دلیلیں ۲؛ موسیٰ (ع) کی دعوتیں ۲؛ موسیٰ کی دلیلیں ۲؛ موسیٰ (ع) کے خلاف محاذ ۶؛ موسیٰ (ع) کے معجزہ کی تعداد ۱

یہود: صدر اسلام کے یہود اور تاریخ ۸؛ صدر اسلام کے یہود اور فرعون کا انجام ۸؛ صدر اسلام کے یہود اور موسیٰ (ع) کا قصہ ۸؛ صدر اسلام کے یہودیوں کا آگاہ ہونا ۸

آیت ۱۰۲

﴿قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هَؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ بَصَائِرَ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَثْبُورًا﴾

موسیٰ نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ سب معجزات آسمان و زمین کے مالک نے بصیرت کا سامان بنا کر نازل کئے ہیں اور اے فرعون میں خیال کر رہا ہوں کہ تیری شامت آگئی ہے (۱۰۲)

۱۔ فرعون کا معجزات کو سحر کہنے کے باوجود، موسیٰ (ع) کا ان کی حقانیت پر فرعون کے باطنی اعتقاد کا تذکرہ۔

إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا مُوسَىٰ مَسْحُورًا ... قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هَؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ بَصَائِرًا

۲۔ حضرت موسیٰ (ع) کے نو عدد معجزات اپنے الہی ہونے کے حوالے سے ہر ابہام و شک کو دور کرنے والے ہیں۔

ولقد اتينا موسى تسعة آيات ... قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هَؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ بَصَائِرًا

۳۔ فرعون اگرچہ حضرت موسیٰ (ع) کی دعوت کی حقانیت سے کامل آگاہ تھا لیکن ہٹ دھرمی کی بناء پر ان کی مخالفت کر

رہا تھا۔ فقال له فرعون إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا مُوسَىٰ مَسْحُورًا ... قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هَؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

۳۔ تمام آسمان اور زمین، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے تحت ہیں۔ مَا أَنْزَلَ هَؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

۵۔ کائنات کے پروردگار کے معجزات، لوگوں کے کمال

اور بصیرت کو حاصل کرنے کے لئے نازل ہوئے ہیں۔ ما أنزل هؤلاء إلا رب السموات والارض بصائر

۶۔ تخلیق کائنات میں بہت سے آسمان ہیں۔ رب السموات والارض

۷۔ معجزہ سے بصیرت اور فکر کا پیدا ہونا اس کے جادو اور سحر سے امتیاز کا معیار ہے۔

إني لأظنك يا موسى مسحوراً ... قال لقد علمت ما أنزل هؤلاء إلا ... بصائر

فرعون کی طرف سے حضرت موسیٰ (ع) کے معجزات پر جادو کی تہمت لگنے کے بعد حضرت موسیٰ (ع) کا معجزات کو "بصائر" سے تاکید کرنا ممکن ہے فرعون کے الزام کو معیار کے ذریعے رد کیا جا رہا ہو یعنی سحر کبھی بھی بصیرت نہیں دیتا جبکہ معجزہ سے بصیرت حاصل ہوتی ہے۔

۸۔ فرعون، باطنی طور پر سے آسمانوں اور زمین کے پروردگار پر عقیدہ رکھتا تھا۔

قال لقد علمت ما أنزل هؤلاء إلا رب السموات والارض

۹۔ حضرت موسیٰ کا فرعون کو اس کی ہلاکت والے انجام کے بارے میں خبردار کرنا۔ إني لأظنك يا فرعون مثبور

"ثبور" ہلاک اور فاسد ہونے کے معنی میں ہے۔

۱۰۔ مقابلہ بالمثل اور حقیقت کا اظہار، حضرت موسیٰ (ع) کی فرعون کا سامنے کرتے وقت کی خصوصیات میں سے ہیں۔

إني لأظنك يا موسى مسحوراً ... وإني لأظنك يا فرعون مثبوراً

۱۱۔ معجزات الہی کی حقانیت کا علم پیدا کرنے کے بعد انکار، انسان کی ہلاکت کا موجب ہے۔

لقد علمت ... وإني لا ظنك يا فرعون مثبوراً

جملہ "وإني لأظنك ..." اس کے بعد کہ فرعون نے جانتے ہوئے معجزات الہی کا انکار کر دیا، ممکن ہے اس کا اللہ کے روشن

معجزات اور آیات کے انکار کا بدترین انجام بیان کرنے کے لئے ہو۔

۱۲۔ فرعون کے مد مقابل حضرت موسیٰ (ع) کا واضح لہجہ اور شجاعت۔ وإني لأظنك يا فرعون مثبوراً

۱۳۔ حق کی وضاحت کے بعد انذار، حق قبول نہ کرنے والوں کی اصلاح کا ایک ذریعہ ہے۔ ولقد علمت ... وإني لأظنك يا

فرعون مثبوراً معجزہ لانے اور فرعون کے رد کرنے کے بعد یہ جملہ "إني لأظنك يا فرعون مثبوراً" یہ احتمال دیتا ہے کہ اصلاح

کے لئے خبردار کیا گیا ہو۔

آسمان:

آسمانوں کا رب ۳؛ آسمانوں کی تعداد ۶؛

اعداد: نو کا عدد ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا احاطہ ۳

بصیرت: بصیرت کے اسباب ۵، ۷

انذار: انذار کے آثار ۱۳؛ ہلاکت سے ڈراوا ۹۱

حق: حق قبول نہ کرنے والوں کی اصلاح کا انداز ۱۳؛ حق کی وضاحت کے آثار ۲

زمین: زمین کا رب ۳

فرعون: فرعون کا انجام ۹؛ فرعون کا عقیدہ ۸؛ فرعون کا علم ۳؛ فرعون کا معجزہ کے بارے میں عقیدہ

۱؛ فرعون کو ڈراوا ۹۱؛ فرعون کی اللہ کے بارے میں شناخت ۸؛ فرعون کی دشمنی ۳؛ فرعون کی ہٹ دھرمی ۳

معجزہ: معجزہ اور جادو میں فرق ۷؛ معجزہ جھٹلانے کے آثار ۱۱؛ معجزہ کا کردار ۷؛ معجزہ کی حقانیت کا علم ۱۱؛ معجزہ کے نازل ہونے کا فلسفہ ۵

موسیٰ (ع): موسیٰ (ع) اور فرعون ۱۰؛ موسیٰ (ع) پر جادو گری کی تہمت ۱؛ موسیٰ (ع) کا حق بات کہنا ۱۰؛ موسیٰ (ع) کا

علم غیب ۱؛ موسیٰ (ع) کا قصہ ۱۲؛ موسیٰ (ع) کا واضح انداز ۱۲؛ موسیٰ کا مقابلہ بالمثل ۱۰؛ موسیٰ (ع) کی حقانیت ۳؛

موسیٰ (ع) کی خصوصیات ۱۲؛ موسیٰ (ع) کی شجاعت ۱۲؛ موسیٰ (ع) کے سامنا کرنے کی خصوصیات ۱۰؛ موسیٰ (ع)

کے دشمن ۳؛ موسیٰ (ع) کے معجزہ کا سرچشمہ ۲؛ موسیٰ (ع) کے معجزہ کی حقانیت ۱

ہلاکت: ہلاکت کا موجب ۱۱

آیت ۱۰۳

﴿فَأَرَادَ أَنْ يَنْتَفِيزَهُمْ مِنَ الْأَرْضِ فَأَعْرِضْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ جَمِيعًا﴾

فرعون نے چاہا کہ ان لوگوں کو اس سرزمین سے نکال باہر کر دے لیکن ہم نے اس کو اس کے ساتھیوں سمیت دریا میں

غرف کر دیا (۱۰۳)

۱۔ حضرت موسیٰ (ع) کے معجزات کے مد مقابل کمزوری کا احساس کرنے کے بعد فرعون کا حضرت موسیٰ (ع) اور

بنی اسرائیل کو زمین سے مٹانے کا عزم۔ ولقد اتینا موسیٰ تسع آیات ... فأراد أن يستفزهم من الأرض
مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ نکتہ ہے کہ "الأرض" سے مراد کرہ ارض ہو، تو اس صورت میں "استنفزاز" سے مراد قتل اور نابود
کرنا ہے۔

۲۔ حضرت موسیٰ (ع) اور بنی اسرائیل کا سرزمین مصر میں موجود ہونا فرعون کے لئے ناقابل تحمل اور انہیں زبردستی وہاں
سے نکالنے کا موجب تھا۔ فأراد أن يستفزهم من الأرض

یہ کہ "الأرض" سے مراد سرزمین مصر ہو جو فرعون کی حکومت کا مرکز تھی۔ اس سے مندرجہ بالا نکتہ واضح ہوتا ہے۔
۳۔ حضرت موسیٰ (ع) کے مقابلہ میں منطقی اور مناسب انداز سے سامنا کرنے سے عاجز آنے کے بعد فرعون ان کے
خلاف جبری، تھکنڈوں پر اتر آیا۔ ولقد اتینا موسیٰ تسع آیات بینات ... فقال له فرعون إني لا ظنك ي موسیٰ
مسحوراً فأراد أن يستفزهم من الأرض

۴۔ فرعون کے حضرت موسیٰ (ع) اور بنی اسرائیل کے خلاف ظالمانہ عزم کے بعد اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی بناء پر فرعون اور
اس کے ہمراہ تمام لوگوں کا غرق ہونا۔ فأراد ... فأغرقه ومن معه جميع

۵۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرعون اور فرعونوں پر حجت تمام ہونے کے بعد سخت اور ہلاکت میں ڈالنے والی سزا۔
ولقد اتینا موسیٰ تسع آیات بینات ... فأراد أن يستفزهم ... فأغرقه ومن معه

۶۔ فطری اسباب اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے طہور پذیر کے مقام۔ فأغرقه ومن معه جميع

۷۔ الہی عذاب نازل ہوتے وقت تمام ظالموں، ان کے ہمراہیوں اور ان کے مددگاروں کو لپیٹ میں لے لیتا ہے۔
فأغرقه ومن معه جميع

۸۔ اللہ تعالیٰ ظالموں اور ان کے ساتھ ظلم میں شریک لوگوں کو یکساں عذاب دیتا ہے۔ فأغرقه ومن جميع
مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ نکتہ ہے کہ "ومن معه" سے مراد، ظلم میں فرعون کے مددگار اور شریک لوگ مراد ہوں نہ کہ صرف
اس کے ہمراہ لوگ۔

۹۔ فاسد عناصر اور ظالم حکومتوں کی تائید، ہمراہی اور ان کو مضبوط کرنے کا نتیجہ، ان جیسا ہلاکت والا انجام ہے۔
فأغرقه ومن معه جميع

۱۰۔ فاسد رہبروں اور حاکموں کا امتوں کی تباہی اور ہلاکت میں اہم کردار۔ فقال له فرعون ... فأراد ... فأغرقه ومن معه
جميع فرعون کی ہلاکت کی داستان میں عذاب کے مسئلہ

میں فرعون ایک اساسی عنصر کی شکل میں دوسرے مددگاروں سے جدا، ضمیر مفرد کی صورت میں ذکر ہوا ہے یہ مندرجہ بالا مطلب کو بیان کرتا ہے۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ، تاریخ کے فرعون اور جابروں کے ارادوں پر غالب ہے۔

فأراد أن يستفزه من الأرض فاغرقه ومن معه جميع

۱۲۔ فی روایۃ ابی الجارود (عن ابی جعفر (ع)) فی قوله (فأراد أن يستفزه من الأرض) وقد علم فرعون وقومه ما انزل

تلك الآيات إلهه^(۱) ابی جارود کی روایت میں امام باقر (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "فأراد أن يستفزه من الأرض"

کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ...در حالی کہ فرعون اور اس کی قوم جانتے تھی کہ یہ آیات، اللہ کے علاوہ کسی نے نازل نہیں کیں۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا غلبہ ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار ۳؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے جاری ہونے کے مقام ۶؛ اللہ

تعالیٰ کے حجت تمام کرنے کے آثار ۵؛ اللہ تعالیٰ کے عذابوں کی خصوصیات ۴، ۸/۱ امتیں: امتوں کی ہلاکت کے اسباب

۱۰/۱ بنی اسرائیل: بنی اسرائیل پر ظلم کے آثار ۳؛ بنی اسرائیل کا قتل ۱؛ بنی اسرائیل کا ملک بدر ہونا ۲؛ بنی اسرائیل کی تاریخ

۱، ۳؛ بنی اسرائیل کے دشمن ۲؛ سرزمین مصر میں بنی اسرائیل ۲

روایت: ۱۲/۱ سزا کا نظام: ۸/۱ طبعی اسباب: طبعی اسباب کا کردار ۶

ظالم: ظالموں کا مغلوب ہونا ۱۱؛ ظالموں کی امداد کا انجام ۹؛ ظالموں کی امداد کی سزا ۴؛ ظالموں کی سزا ۴، ۸؛ ظالموں کے ساتھ

تعاون کرنے کی سزا ۴، ۹؛ ظالموں کے معاونوں کی سزا ۸

فرعون: فرعون پر حجت کا تمام ہونا ۳؛ فرعون کا بے منطق ہونا ۳؛ فرعون کا عذاب ۵؛ فرعون کا عجز ۱؛ فرعون کا قصہ ۳،

۳؛ فرعون کا معجزہ پر عقیدہ ۱۲؛ فرعون کی دشمنی ۱، ۲؛ فرعون کس سازش ۳؛ فرعون کی ہلاکت ۵؛ فرعون کے ظلم کے آثار

۲؛ فرعون کے عجز کے آثار ۳؛ فرعون کے غرق ہونے کی وجہ ۱۳

فرعون لوگ: فرعون لوگوں پر حجت تمام ہونا ۵؛ فرعون لوگوں کا معجزہ کے بارے میں عقیدہ ۱۲؛ فرعون لوگوں کا مغلوب

ہونا ۱۱؛ فرعون لوگوں کی سزا ۵؛ فرعون لوگوں کی ہلاکت ۵؛ فرعون لوگوں کے ظلم کے آثار ۳؛ فرعون لوگوں کے غرق میں

ہونے کی وجہ ۳

(۱) تفسیر قمی ج ۲، ص ۲۹، نور الثقلین ج ۳، ص ۲۳۰، ح ۴۶۳۔

قائدین: فاسد قائدین کا کردار ۱۰

معاشرہ: معاشرتی آفات کی پہچان ۱۰

مفسدین: مفسدین کی امداد کا انجام ۹; مفسدین کے ساتھ تعاون کرنے کی سزا ۹

موسیٰ (ع): سرزمین مصر میں موسیٰ (ع) ۲; موسیٰ (ع) پر ظلم کے آثار ۳; موسیٰ (ع) کا قتل ۱; موسیٰ (ع) کا قصہ ۱،

۳ موسیٰ (ع) کو ملک بدر کرنے کی سازش ۳; موسیٰ (ع) کی ملک بدری ۲; موسیٰ (ع) کے دشمن ۱، ۲

ہلاکت: ہلاکت کے اسباب ۹

آیت ۱۰۳

﴿وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهِ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ اسْكُنُوا الْأَرْضَ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا﴾

اور اس کے بعد بنی اسرائیل کے کہہ دیا کہ اب زمین میں آباد ہو جاؤ پھر جب آخرت کے وعدہ کا وقت آجائے گا تو ہم تم سب کو سمیٹ کر لے آئیں گے (۱۰۳)

۱۔ قوم فرعون کی ہلاکت کے بعد اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کو اپنی مورد نظر زمین (شام و یا مصر) پر سکونت کرنے کا حکم۔
وقلنا من بعده لبني إسرائيل اسكنوا الارض

۲۔ فرعون کی حکومت سے چھٹکارا پانے سے پہلے بنی اسرائیل کی کھٹن اور دشوار زندگی۔
فأراد ان يستفزه من الأرض... وقلنا من بعده لبني إسرائيل اسكنوا الارض

احتمال ہے کہ "اسكنوا الارض" سے مراد زمین پر آرام لینا اور اضطراب سے باہر نکلنا مراد ہو کہ جس کا پہلے سے شکار تھے۔

۳۔ انسانوں کا جابروں کے تسلط سے دور آرام و امن والی زندگی کو پانا ایک اہم اور قدر و قیمت والی بات ہے۔
فأغرقته ومن معه... اسكنوا الارض

۳۔ فرعون کی ہلاکت کے بعد اللہ تعالیٰ کی اجازت سے

بنی اسرائیل کا سرزمین مصر یا شام پر تسلط اور حکومت۔ اسکنوا الارض
مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ "اسکنوا" سے مراد حکومت پانا ہو کہ اس دن تک بنی اسرائیل کے پاس یہ حکومت
نہ تھی اور "الارض" سے مراد سرزمین مصر یا شام مراد ہو۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کو آرام اور حکومت پانے کے بعد آخرت سے غفلت نہ برتنے پر خبردار کرنا۔
اسکنوا الأرض فإذا جاء وعد الآخرة جئنا بكم لفيفا

۶۔ آرام اور معاشرتی قدرت کا حصول، انسان کے آخرت کے جہان سے غفلت کا موجب ہے۔
اسکنوا الأرض فإذا جاء وعد الآخرة جئنا بكم لفيفا

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "اسکنوا الارض" جو کہ حکومت اور قدرت سے کنایہ ہے کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے
قیامت کے مسئلہ اور انسانوں کے حاضر ہونے کو بیان کیا۔

۷۔ بنی اسرائیل سے الہی نعمتوں کا حساب لینے کے لئے ان کو جماعت کی صورت میں قیامت میں حاضر کرنا۔
اسکنوا الأرض فإذا جاء وعد الآخرة جئنا بكم لفيفا

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ پچھلے قرینہ "اسکنوا الأرض" کے پیش نظر بنی اسرائیل کا قیامت میں گروہی
صورت میں حاضر کرنا اس لئے ہو کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت "اسکنوا الارض" کا جواب لینا ہو۔

۸۔ باز پرس کے لئے بنی اسرائیل کو فرعونوں کے ساتھ گروہی شکل میں روز قیامت حاضر کرنا۔ جئنا بكم لفيفا

اس بناء پر کہ "کم" سے مراد بنی اسرائیل اور ہلاک ہونے والے فرعونی لوگ ہوں تو یہ مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔
۹۔ بنی اسرائیل کے اس سرزمین پر دوسرے فساد کے وقت کے بعد ان کو سرزمین فلسطین میں اکٹھا کرنے کا اللہ تعالیٰ کا ان
سے وعدہ۔ فإذا جاء وعد الآخرة جئنا بكم لفيفا

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ "وعد الآخرة" سے ان دو وعدہ کے وقت کی طرف اشارہ ہو کہ جن کا اس سورہ
کے آغاز میں آیت ۳ میں بنی اسرائیل کے لیے پیشگوئی کی گئی تھی اور ان کو خبردار کیا گیا تھا۔

آرام: آرام کے آثار ۶/ اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی اجازت کا اثر ۳؛ اللہ تعالیٰ کے احکام ۱؛ اللہ تعالیٰ کے انذار ۵؛ اللہ تعالیٰ کے
وعدہ ۹/ بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کا آخرت مواخذہ ۷، ۸؛ بنی اسرائیل کا اخروی حشر ۷، ۸؛ بنی اسرائیل کا اضطراب

۲؛ بنی اسرائیل کا فساد پیلانا ۹؛ بنی

اسرائیل کو انذار ۵: بنی اسرائیل کو وعدہ ۹: بنی اسرائیل کی تاریخ ۱، ۲: بنی اسرائیل کی حاکمیت کا سبب ۳: بنی اسرائیل کی حاکمیت کے آثار ۵: بنی اسرائیل کی سکونت ۹: بنی اسرائیل کی غفلت کا پیش خیمہ ۵: بنی اسرائیل کی نعمتیں ۴: بنی اسرائیل کے آرام کے آثار ۵: سرزمین شامات میں بنی اسرائیل ۱، ۳، ۹: سرزمین مصر میں بنی اسرائیل ۱، ۳، ۹: قیامت میں بنی اسرائیل ۴، ۸

زندگی: زندگی میں امن کی اہمیت ۳: زندگی میں امن کی قدر ۳
ظالمین: ظالموں سے دوری کی اہمیت ۳: ظالموں سے دوری کی قدر و قیمت ۳
غفلت: آخرت سے غفلت کا پیش خیمہ ۵، ۶
فرعون: فرعون کی حکومت سے نجات ۲
فرعونی لوگ: فرعونوں کا اخروی حشر ۸: فرعونوں کا اخروی مواخذہ ۸: قیامت میں فرعونی لوگ ۸
قدرت: قدرت کے آثار ۶

آیت ۱۰۵

﴿وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾

اور ہم نے اس قرآن کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور یہ حق ہی کے ساتھ نازل ہوا ہے اور ہم نے آپ کو صرف بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے (۱۰۵)
۱۔ قرآن کا اللہ کی طرف سے نازل ہونا اور اس کا بغیر کسی خلل اور باطل کے حق کے ساتھ پیغمبر (ص) اور لوگوں تک پہنچانا۔ وبالحق ۱ نزلہ وبالحق نزل

۲۔ قرآن ایک ایسا الہی مجموعہ ہے جس میں کسی معمولی سے مقام پر تبدیلی اور چشم پوشی ممکن نہیں ہے۔
وبالحق ۱ نزلناہ وبالحق نزل

آیت ۸۸ اور ۹۳ کے مضامین کی طرف توجہ رکھتے ہوئے کہ مشرکین کی قرآن کے مکتوب صورت میں نازل ہونے کی درخواست بیان کی گئی تھی۔ ممکن ہے یہاں ان کے لئے جواب ہو کہ اقتراحات سے قرآنی حقائق تبدیل نہیں ہو سکتے۔
۳۔ قرآن غیرواحی کے کلام سے مخلوط ہونے سے منزہ ہے اور اس کے صحیح و سالم ہونے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضمانت

ہے۔ وبالحق انزلناہ وبالحق نزل جمع "وبالحق نزل" ہو سکتا ہے۔ قرآن کے نازل ہونے کی کیفیت کو بیان کرنے کے لیے ہو یعنی نزول قرآن حق کی بنیاد پر ہوا ہے اور کبھی بھی باطل اور ناحق سے مخلوط نہیں ہوا ہے۔

۳۔ قرآن ایک جاودانی کتاب ہے کہ گذرتے زمانوں سے اس کی تعلیمات پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ وبالحق انزلناہ وبالحق نزل مندرجہ بالا مطلب کی بناء "حق" کے استعمال کے موارد اور معانی میں سے ایک ہے کہ اس سے مراد کسی چیز کی ثابت اور زوال پذیر نہ ہونا ہے۔

۵۔ پیغمبر (ص) کی ذمہ داری فقط لوگوں کو بشارت دینا اور ڈرانا ہے۔ وما أرسلناك إلا مبشراً ونذيراً

۶۔ قرآنی حقائق پیغمبر (ص) کی رسالت اور ان کی بشارتوں اور ڈراووں کی اساس ہیں۔

وبالحق أنزلناہ وبالحق نزل وما أرسلناك إلا مبشراً ونذيراً

۷۔ حق و حقیقت کے قبول کرنے یا نہ کرنے کی لوگوں کے حوالے سے پیغمبر اکرم (ص) پر ذمہ داری نہیں ہے۔ وما أرسلناك إلا مبشراً ونذيراً

"وما أرسلناك..." میں حصر اضافی ہے ممکن ہے اس حقیقت کو بیان کر رہا ہو کہ پیغمبر (ص) لوگوں کے قبول کرنے یا نہ کرنے میں کسی قسم کے ذمہ دار نہیں ہیں اور وہ لوگ اپنے انتخاب کے ذمہ دار خود ہیں اور پیغمبر (ص) تو فقط لوگوں کو بشارت دینے اور ڈرانے کا ذمہ رکھتے ہیں۔

۸۔ بشارت اور ڈراوے کا لوگوں کی ہدایت کی ساتھ ملاپ کا ضروری ہونا۔ وما أرسلناك إلا مبشراً ونذيراً

۹۔ کوئی بھی اپنا عقیدہ اور دین اگرچہ حق ہی کیوں نہ ہو لوگوں پر تحمیل کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

وبالحق نزل وما أرسلناك إلا مبشراً ونذيراً

جب پیغمبر، (ص) دین اسلام جو کہ دین حق ہے اس کا لوگوں پر تحمیل کا حق نہیں رکھتے تھے وہ صرف بشارت اور ڈراوا دینے کا عہدہ رکھتے تھے تو دوسرے بدرجہ اولیٰ ایسا حق نہیں رکھتے۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی بشارتیں ۵، ۶؛ آنحضرت (ص) کی ذمہ داری کا محدود ہونا ۵، ۷؛ آنحضرت (ص) کی رسالت ۶؛ آنحضرت (ص) کے انذار ۵، ۶؛

انسان: انسان کا اختیار ۹

بشارت: ہدایت میں بشارت ۸

دین: دین میں جبر کی نفی ۹

ڈراوا: ہدایت میں ڈراوا ۸۱

عقیدہ: آزادی کا عقیدہ ۹

قرآن: قرآن کا محفوظ ہونا ۲، ۳؛ قرآن کا وحی سے ہونا ۲، ۳؛ قرآن کی تعلیمات ۵؛ قرآن کی جاودانی ۳؛ قرآن کی خصوصیات ۲،

۳، ۳؛ قرآن کے نزول کی حقانیت ۱؛ قرآن میں تبدیلی ناممکن ہونا ۳

ہدایت: ہدایت کا طریقہ ۸

آیت ۱۰۶

﴿وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا﴾

اور ہم نے قرآن کو متفرق بنا کر نازل کیا ہے تاکہ تھوڑا تھوڑا لوگوں کے سامنے پڑھو اور ہم نے خود اسے تدریجاً نازل کیا ہے (۱۰۶)

۱۔ قرآن کی تنظیم، تفصیل اور ابواب میں ہونا اللہ تعالیٰ کی جانب سے نہ کہ پیغمبر (ص) کے اختیار میں ہے۔
قراء ناً فرقناه

۲۔ ممکن ہے پیغمبر (ص) پر قرآن کے تدریجی نازل ہونے کا فلسفہ اس کا لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور آرام سے پڑھنا ہو۔

وقراء ناً فرقناه لتقرأه على الناس على مكث "مکث" لغت میں ٹھہر نے اور تامل کا معنی دیتا ہے۔ (لسان العرب)

۳۔ لوگوں پر آرام اور ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھنے کی پیغمبر (ص) کی ذمہ داری۔ وقرء اننا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث

۳۔ دینی تعلیمات کا تدریجی طور پر نازل ہونا اور ان کو تدریجی طور پر تعلیم دینا لوگوں کی ہدایت میں موثر کردار ادا کرتا ہے۔
فرقناه لتقرأه على الناس على مكث

یہ کہ قرآن ایک کتاب ہدایت ہے اس کا پیغمبر پر تدریجی نزول کے یاد دلانے کا مقصد یہ ہو کہ

ہدایت کے لیے تدریجی نزول موثر کردار ادا کرتا ہے۔

۵۔ دینی معارف اور قرآنی تعلیمات کو گہرائی سے سمجھنے کے لئے انسان کی فکری اور روحی استعداد کو مناسب انداز سے استعمال کرنے کی ضرورت۔ وقرء انا فرقناہ لتقرأ علی الناس علی مکث یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دینی معارف کو بیان کرنے میں تدریجی اور قدم بقدم کہ طریقے سے استفادہ کیا ہے 'مندرجہ بالا نکتہ حاصل آتا ہے۔

۶۔ قرآنی تعلیمات عالمگیر ہیں اور سب لوگ انہیں سمجھنے کی طاقت رکھتے ہیں۔

وقرء انا فرقناہ لتقرأ علی الناس علی مکث ونزلنا تنزیل

۷۔ مخاطبین پر قرآن کو تدریجی طور پر پڑھنا ان میں دوسرے حصہ کے پڑھنے کے انتظار کو پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے۔

لتقرأ علی الناس علی مکث لغت میں "مکث" اس آرام کو کہتے ہیں کہ جس میں انتظار بھی ہو۔ (مفردات راغب)

۸۔ قرآن وہ بلند حقائق ہیں کہ جو بشر کی فہم اور ادراک کی حد تک نازل ہوئے ہیں۔ نزولناہ تنزیل

"نزول" کے معنی میں "عالی درجہ سے اترنا" پوشیدہ ہے۔ (مفردات راغب) کیونکہ قرآن کا مادی و جسمانی نزول تو قابل تصور نہیں ہے ممکن ہے یہاں نزول معنوی مراد ہو۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کا قرآن تلاوت کرنا ۳؛ آنحضرت (ص) کی ذمہ داری کا محدود ہونا ۱؛ آنحضرت (ص) کی

رسالت ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے اختیارات ۱

انسان: انسان کی استعداد کی اہمیت ۵

تعلق: قرآن سے تعلق کا موجب ۷

دین: دین کی وضاحت کی روش ۵؛ دین کے تدریجی بیان کے آثار ۳

قرآن: قرآن کا سورتوں کی شکل میں ہونا ۱؛ قرآن کا عالمگیر ہونا ۶؛ قرآن کا نزول ۸؛ قرآن غور سے سننے کا پیش خیمہ ۷؛ قرآن کی

تدریجی تلاوت کے آثار ۷؛ قرآن کی تلاوت میں ٹھہرنا ۲؛ قرآن کی تنظیم ۱؛ قرآن کی خصوصیات ۸؛ قرآن کی وضاحت ۶؛ قرآن

تدریجی نازل ہونے کا فلسفہ ۲؛ قرآن کے سمجھنے میں آسانی ۶، ۱۰؛ قرآنی تعلیمات ۸

ہدایت: ہدایت کے اسباب ۳

آیت ۱۰۵

﴿قُلْ آمِنُوا بِهِ أَوْ لَا تُؤْمِنُوا إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا﴾

آپ کہہ دیجئے کہ تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ جن کو اس کے پہلے علم دے دیا گیا ہے ان پر تلاوت ہوتی ہے تو منہ کے بھل سجدہ میں گر پڑتے ہیں (۱۰۴)

۱۔ قرآن پر لوگوں کا ایمان لانا یا نہ لانا اس کے مفہیم و معارف کی حقانیت پر اثر نہیں ڈالتا۔
وبالحق أنزلناه ... قل ء امنوا به أولا تؤمنوا

۲۔ ایمان اور کفر کی طرف میلان انسان کے اپنے ارادہ اور عزم پر متوقف ہے۔ ء امنوا به أولا تو منوا

۳۔ دینی تعلیمات کے بیان اور ابلاغ کے بعد راہ ایمان یا کفر اختیار کرنا یہ خود لوگوں کی ذمہ داری ہے۔
وقراء نأ فرقناه لتقرأ ه على الناس على مكث ... قل ء امنوا به أو لا تؤمنوا

قرآن کے تدریجی نزول کے فلسفہ اور لوگوں پر حق و باطل بیان کرنے کے بعد یہ جملہ "قل امنوا به اولاً تو منوا" مندرجہ بالا نکتہ پر دلالت کرتا ہے۔

۳۔ آسمانی معارف کے بارے میں علم و آگاہی رکھنے والے، حق قبول کرنے والی روح اور آیات قرآنی کے مد مقابل خضوع کے حامل ہوتے ہیں۔ إن الذين أوتوا العلم من قبله إذا يتلى عليهم يخرون

۵۔ نزول کے زمانہ میں لوگوں کے درمیان علماء کا موجود ہونا اور ان کا قرآنی آیات سننے کے بعد اس کی حقانیت پر یقین کرنا۔
إن الذين أوتوا العلم من قبله إذا يتلى عليهم يخرون

۶۔ نزول قرآن سے پہلے لوگوں کے درمیان بعض صحیح الہی معارف و علوم کا موجود ہونا۔ إن الذين أوتوا العلم من قبله
۷۔ ایمان کے پیدا ہونے اور اس کے موانع سے جہالت میں علم اور آگاہی کا موثر کردار۔ إن الذين أوتوا العلم من قبله
يخرون للأذقان سجداً

۸۔ دینی حقائق کے بارے میں علم بہت اہمیت کا حامل تھا اور ایسے علم کے علماء کا اللہ کی بارگاہ میں بلند مقام اور درجہ ہے۔
إن الذين أوتوا العلم من قبله يخرون للأذقان

۹۔ حقیقت کو پانے اور دینی تعلیمات قبول کرنے کے لئے علم بہت اہم وسیلہ ہے۔ **إِنَّ الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ يُخْرُونَ لِلْأَذْقَانِ**

۱۰۔ علماء اور مفکرین کے وجود میں، آیات قرآن کا گہرا اثر **إِنَّ الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ ... يَخْرُونَ لِلْأَذْقَانِ** سجدا

۱۱۔ علم و آگاہی کی بناء پر پیدا ہونے والا ایمان، بہت قیمتی اور قابل تعریف ہے۔

ء امنوا به أولا تؤمنوا إِنَّ الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ ... يَخْرُونَ لِلْأَذْقَانِ

۱۲۔ اہل کتاب کے بعض علماء کا قرآن کی معرفت پیدا کرنے کے بعد اپنے تمام تر وجود کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں سر تسلیم کرنا اور چاہت سے سجدہ میں گر پڑنا **إِنَّ الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ ... يَخْرُونَ لِلْأَذْقَانِ** سجدا

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ نکتہ ہے کہ "أوتوا العلم من قبله" سے مراد اہل کتاب ہوں اور سجدہ کی "خز" سے تعبیر سقوط اور گرنے کے معنی میں ہو لہذا ہو سکتا ہے کہ یہ مندرجہ بالا حقیقت کی طرف اشارہ ہو رہا ہو۔

۱۳۔ قرآن کے مد مقابل علماء کا خضوع اور سجود، گواہ ہے کہ وہ دوسروں کے ایمان کا محتاج نہیں اور ان کی بے ایمانی اس پر اثر انداز نہیں ہوتی ہے۔ **ء امنوا به أولا تؤمنوا إِنَّ الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يَتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخْرُونَ**

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ "إِنَّ" جملہ "امنوا به او" کے لئے "تعلیل" ہو چونکہ اہل علم و دانش جب قرآن پر ایمان لے آتے ہیں تو دوسروں کا اس پر ایمان لانا اور نہ لانا برابر ہے اور ان کے ایمان کی احتیاج نہیں ہے۔

۱۴۔ قرآنی معارف سے بہرہ مند ہونے کی مقدار میں، لوگوں کی علمی سطح کا اثر **إِنَّ الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ ... يَخْرُونَ لِلْأَذْقَانِ**

۱۵۔ "علی بن محمد ... قال : سئل ابو عبد الله (ع) عَمَّنْ بَجَبْهَتْهُ عِلَّةٌ لَا يَقْدِرُ عَلَى السَّجْدِ عَلَيْهَا قَالَ : يَضَعُ ذَقْنَهُ عَلَى الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ : "وَيَخْرُونَ لِلْأَذْقَانِ سَجْدًا" (۱)

علی بن محمد... کہتے ہیں کہ امام صادق (ع) سے اس شخص کے بارے میں کہ جو اپنی پیشانی کے حوالے سے مرض میں ہو "زخم" پھوڑا وغیرہ

ہو"۔۔۔ کہ وہ سجدہ نہ کر سکتا ہو سوال کیا تو حضرت (ع) نے فرمایا: تھوڑی کو زمین پر رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:"
وَيَخْرُونَ الْأَذْقَانِ سَجْدًا"

ارادہ: ارادہ کے آثار ۲

اقدار: ۸// اقرار: قرآن کی حقانیت کا اقرار ۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے لئے خضوع ۱۲// انسان: انسان کا اختیار ۲، ۳

ایمان: ایمان کا اہم ہونا ۱۱؛ ایمان کا پیش خیمہ ۲، ۳؛ ایمان سے مانع ۷؛ ایمان کے اسباب ۷؛ قرآن پر ایمان ۱۳؛ قرآن پر
ایمان کے آثار ۱

بیمار: بیمار کا سجدہ ۱۵

جبر و اختیار: ۳

جبر کا باطل ہونا ۲

جہالت: جہالت کے آثار ۷

خاضع افراد: ۳

دین: دین کو قبول کرنے کا پیش خیمہ ۹// روایت: ۱۵

سجدہ: سجدہ کے احکام ۱۵

علم: علم کی اہمیت ۷، ۹؛ علم کی تاریخ ۶؛ علوم دینی کی اہمیت ۸؛ علم کے آثار ۷، ۹، ۱۱، ۱؛ قرآن سے پہلے علوم ۶

علمائے صدر اسلام کے علماء کا اقرار ۵؛ علماء کا اثر لینا ۱۰

علماء اہل کتاب: علماء اہل کتاب اور قرآن ۱۲؛ علماء اہل کتاب کا خضوع ۱۲؛ علماء اہل کتاب کا سجدہ ۱۲

قرآن: قرآن اور علماء ۱۰؛ قرآن کا کردار ۱۰؛ قرآن کو سمجھنے کا پیش خیمہ ۱۳؛ قرآن کو غور سے سننے کے آثار ۵؛ قرآن کی حقانیت

۱؛ قرآن کی معرفت کے آثار ۱۲؛ قرآن کے بے نیاز ہونے کی دلیلیں ۱۳؛ قرآن کے مد مقابل خضوع ۳، ۱۳؛ قرآن کے مد

مقابل سجدہ ۱۳

کفر: قرآن سے کفر ۱۳؛ قرآن سے کفر کے آثار ۱؛ کفر کا پیش خیمہ ۲، ۳

ہدایت: ہدایت کا پیش خیمہ ۹

آیت ۱۰۸

﴿وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِن كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا﴾

اور کہتے ہیں کہ ہمارا ادب پاک و پاکیزہ ہے اور اس کا وعدہ یقیناً پورا ہونے والا ہے (۱۰۸)

۱۔ آسمانی معارف سے آگاہ لوگوں کی نظر میں پروردگار، ہر قسم کے نقص و عیب سے منزہ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ ... يَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا

۲۔ اللہ تعالیٰ میں کمی اور نقص پائے جانے اور شرک کا عقیدہ جہالت اور نادانی کی بناء پر ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ ... يَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا

۳۔ اس کی برحق آیات کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس کے مد مقابل خضوع اور سجود کے ساتھ ساتھ پروردگار کی تسبیح مطلوب

ہے۔ إِذَا يَتْلَى عَلَيْهِمْ يُخْرُونَ لِلَا ذِقَانِ سَجْدًا ... وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا

۳۔ علماء اہل کتاب گذشتہ آسمانی کتب میں قرآن جیسی آسمانی کتاب کے نازل ہونے کے الہی وعدہ سے آگاہ تھے۔

الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يَتْلَى عَلَيْهِمْ يُخْرُونَ ... يَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِن كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا

۵۔ قرآن کے نزول کے ضمن میں الہی بشارت کے محقق ہونے کو مشاہدہ کرتے ہوئے علماء اہل کتاب کا الہی وعدوں

کے تبدیل نہ ہو سکنے کے بارے میں یقین۔ أَوْتُوا الْعِلْمَ ... يَقُولُونَ ... إِنَّ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا

۶۔ علماء کی نظر میں قرآنی آیات، انسانوں کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی بے نقص اور کامل ربوبیت کا آئینہ ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ ... إِذَا يَتْلَى عَلَيْهِمْ ... يَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا

۷۔ اللہ تعالیٰ کی انسانوں کے حوالے سے کامل ربوبیت، اس کے وعدوں میں تبدیلی نہ آنے کا موجب ہے۔
سبحان ربنا إن كان وعد ربنا لمفعولا

۸۔ معاد اور انسان کی پھر سے نئی زندگی، علماء کی نظر میں ایک یقینی اور ناقابل تغیر الہی وعدہ ہے۔
يقولون ... إن كان وعد ربنا لمفعولا

احتمال ہے کہ اس سورہ کی ۹۷، ۹۸ آیات کے قرینہ سے "وعد" سے مراد، انسان کی دوبارہ زندہ اور معاد ہو۔
آسمانی کتب: آسمانی کتب کے وعدے ۳

اسماء و صفات: صفات جلال ۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور نقص ۱، ۲؛ اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا ۱؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات ۶؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار
۷؛ اللہ تعالیٰ کے لئے خضوع ۳؛ اللہ تعالیٰ کے وعدے ۳؛ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا یقینی ہونا ۵، ۷، ۸

اللہ تعالیٰ کی آیات: اللہ تعالیٰ کی آیات کو دیکھنے کے آثار ۳

تسبیح: اللہ تعالیٰ کی تسبیح کے آداب ۳

جہالت: جہالت کے آثار ۲

سجدہ: اللہ ک سامنے سجدہ ۳

شرک: شرک کا سرچشمہ ۲

علماء: علماء کا عقیدہ ۸، ۶

علماء اہل کتاب: علماء اہل کتاب کا آگاہ ہونا ۳؛ علماء اہل کتاب کا اقرار ۵

علماء دین: علماء دین کا عقیدہ ۱

قرآن: کتب آسمانی میں قرآن ۳؛ قرآن کی آیات ۶؛ قرآن کے نازل ہونے کا وعدہ ۳؛ قرآن کے نازل ہونے کے آثار ۵

معاد: معاد کا حتمی ہونا ۸

﴿وَيَخْرُونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا﴾

اور وہ منہ کے بھل گر پڑتے ہیں روتے ہیں اور وہ قرآن ان کے خشوع میں اضافہ کر دیتا ہے (۱۰۹)

۱۔ حق قبول کرنے والے علماء، ہمیشہ قرآن کے مد مقابل خاضع اور خاشع ہیں۔

إن الذين أوتوا العلم من قبله إذا يتلى عليهم ... يَخْرُونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ

۲۔ قرآن اس قدر عظیم معارف پر مشتمل ہے کہ تمام علماء مفرکین کے خضوع اور خشوع کو ابھارتا ہے۔

إن الذين أوتوا العلم من قبله إذا يتلى عليهم ... يَخْرُونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ

۳۔ آسمانی معارف سے آگاہ لوگوں اور علماء کا قرآن کے مد مقابل آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ خضوع۔

إن الذين أوتوا العلم من قبله إذا يتلى عليهم ... يَخْرُونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا

۳۔ آیات قرآن کو سنتے وقت گریہ کرنا، ایک با عظمت امر ہے۔ إذا يتلى عليهم ... وَيَخْرُونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ

۵۔ معارف آسمانی سے آشنا علماء کی روح ورواں پر قرآن کا اثر اس حد تک ہے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے

ہیں۔ إذا يتلى عليهم ... يَبْكُونَ

۶۔ قرآنی آیات کی تلاوت، علماء میں خشوع کو بڑھاتی ہے۔ إن الذين أوتوا العلم من قبله إذا يتلى عليهم ... وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا

خشوع

۷۔ معارف الہی سے آگاہ انسان ہمیشہ معنوی کمال اور روحی بلندی کی راہ پر گامزن ہے۔ إن الذين أوتوا العلم ... وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا

خشوع

اقدار: ۳

رونا: رونے کی اہمیت ۳؛ قرآن کو غور سے سنتے وقت

علماء: علماء اور قرآن ۱، ۲، ۳: علماء کا خشوع ۱، ۲، ۳: علماء کا خضوع ۱، ۲: علماء کا رونا ۵، ۳: علماء کے آنسو ۳: علماء کے خشوع کے اسباب ۶

علماء دین: علماء دین کا کمال ۷

قرآن: قرآن کی تلاوت کے آثار ۶: قرآن کے آثار ۲: قرآن کے روحی آثار ۵: قرآن کے سامنے خشوع ۱: قرآن کے سامنے خضوع ۱، ۲

آیت ۱۱۰

﴿قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوْ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ وَلَا تَجْهَرُوا بِصَلَاتِكُمْ وَلَا تَخَافُتُمْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کہہ کر پکار دیا رحمن کہہ کر پکارو جس طرح بھی پکارو گے اس کے تمام نام بہترین ہیں اور اپنی نمازوں کو نہ چلا کر پڑھو اور نہ بہت آہستہ آہستہ بلکہ دونوں کا درمیانی راستہ نکالو (۱۱۰)

۱۔ اللہ تعالیٰ کے بہت سے ناموں اور صفات میں سے کسی ایک سے اسے پکارنے کا جائز ہونا۔ ادعو اللہ اوادعو الرحمن
۲۔ مشرکین کی طرف سے حضرت باری تعالیٰ کے اسماء و صفات میں بیان شدہ شبہات کو دور کرنے کے لئے آنحضرت (ص) پر الہی پیغام پہنچانے کی ذمہ داری۔ قل ادعوا اللہ اوادعو الرحمن

۳۔ اللہ تعالیٰ کے صفات اور اسماء کا متعدد ہونا مسمیٰ میں کثرت اور اس کی ذات میں شرک کا موجب نہیں بنتا۔

ادعو اللہ اوادعو الرحمن ا یأما تدعوا فله الأسماء الحسني

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ احتمال ہے کہ آیت مشرکین کے جواب میں ہے کہ جو اللہ کو اللہ اور رحمان کہنے سے مسمیٰ اور ذات میں کثرت مراد لیتے تھے۔

۳_ اللہ تعالیٰ کو متعدد ناموں اور صفات سے پکارنے میں اصلی مقصد، اس کے یکتا ہونے میں توجہ ہے۔
اِیَّامًا تَدْعُو اِلَیْهِ اَسْمَاءُ الْحُسْنٰی

۵_ فقط ذات پروردگار، اسماء حسنی (بہترین نام) اور بلندترین صفات کی حامل ہے۔ اِیَّامًا تَدْعُو اِلَیْهِ اَسْمَاءُ الْحُسْنٰی

۶_ اللہ تعالیٰ کو ایسے اسماء اور صفات سے پکارنا جائز نہیں ہے کہ جن میں نقص، کمی اور محدودیت کا شائبہ ہو۔
اَدْعُوا اللّٰهَ اَوْ اَدْعُوا الرَّحْمٰنَ اِیَّامًا تَدْعُو اِلَیْهِ اَسْمَاءُ الْحُسْنٰی

۷_ "اللہ" اور "الرحمن" اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی، بہترین ناموں اور بلندترین صفات میں سے ہیں۔
اَدْعُوا اللّٰهَ اَوْ اَدْعُوا الرَّحْمٰنَ اِیَّامًا تَدْعُو اِلَیْهِ اَسْمَاءُ الْحُسْنٰی

۸_ تمام نمازوں کو بلند یا آہستہ آواز سے پڑھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک منع ہے۔ وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تَخَافُ بِهِ

یہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "صلوة" سے مراد تمام نمازیں ہوں نہ صرف کہ ایک نماز۔

۹_ بلند آواز یا بہت آہستہ آواز میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا اور مناجات کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ممنوع ہے۔

وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تَخَافُ بِهِ یہ کہ "صلوة" سے مراد مطلق دعا ہو تو مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

۱۰_ نماز کو بہت بلند یا بہت آہستہ آواز سے پڑھنا جائز نہیں۔ وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تَخَافُ بِهِ

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "صلوة" سے مراد ہر وہ نماز ہو کہ جسے نماز گزار ادا کرتے ہیں۔

۱۱_ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا اور مناجات کے وقت معتدل آواز کو اختیار کرنا لازمی ہے۔

لَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تَخَافُ بِهِ

۱۲_ پیغمبر (ص) پر نماز کی قرات میں میانہ روی کی رعایت اور بہت بلند آواز یا بہت آہستہ آواز سے پرہیز کی ذمہ داری۔

وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تَخَافُ بِهِ

۱۳_ پیغمبر (ص) پر بعض نمازوں میں جہر اور بعض نمازوں میں اخفات کی ذمہ داری ہے۔

وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تَخَافُ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا

یہ کہ آیت سے مراد یہ ہو کہ تمام نمازوں کو جہر یا تمام کو اخفات سے نہ پڑھو اور "وابتغ" سے مراد یہ ہو بعض کو جہر کے ساتھ

اور بعض کو اخفات سے پڑھو تو مندرجہ بالا نکتہ واضح ہوگا۔

۱۴_ عبادات اور مناجات کے انجام میں میانہ روی کی رعایت اور افراط اور تفریط سے پرہیز کا ضروری

ہونا۔ ولا تجھر ... ولا تخافت بھا وابتغ بین ذلک سبیلاً

احتمال ہے کہ یہاں نمازیادعا کو عبادات کے مظہر اور مصداق اصلی کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ بذات خود ان دونوں میں بلند آواز سے پڑھنے یا آہستہ آواز سے پڑھنے کی خصوصیت مراد نہ ہو لہذا اس آیت سے تمام عبادات کے انجام میں میانہ روی کی رعایت معلوم ہوتی ہے۔

۱۵۔ ((عن أبي عبد الله (ع) قال : ... الرحمن، الرحيم، الملك ... الباعث ... الوارث فهذه الأسماء وما كان من الأسماء الحسنی حتی تتم ثلاث مائة وستین اسماء ... وذلك قوله تعالى : قل ادعوا الله أودعوا الرحمن أيّما تدعوا فله الأسماء الحسنی۔^(۱) امام صادق۔ سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: رحمن، رحیم، ملک ... باعث، وارث ... یہ اسماء اور ان کے علاوہ دیگر اسماء جو کہ ۳۶۰ ہیں یہ سب کے سب ال قل ادعوا الله أودعوا الرحمن أيّما تدعوا فله الأسماء الحسنی۔

۱۶۔ عن أبي عبد الله (ع) قال : ... والله غير اسمائه ... ألا ترى إلى قوله : ... قل ادعوا الله أودعوا الرحمن أيّما تدعوا فله الأسماء الحسنی " فالأسماء مضافة إليه ...،^(۲)

امام صادق۔ سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات اس کے اسماء کے علاوہ ہے کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں دیکھا کہ وہ فرماتا ہے: قل ادعوا الله أودعوا الرحمن أيّما تدعوا فله الأسماء الحسنی۔ پس اللہ کے ناموں کی اس کی طرف نسبت دی گئی ہے۔

۱۷۔ عن سماعة قال : سألته عن قول الله عز وجلّ : "ولا تجھر بصلاتک ولا تخافت بھا" قال : المخافته ما دون سمعك والجهر أن ترفع صوتك شديداً،^(۳)

سماعتہ کہتے ہیں ہے کہ امام علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "ولا تجھر بصلاتک ولا تخافت بھا" کے بارے میں سوال کیا تو حضرت (ع) نے فرمایا: آہستہ پڑھنا یہ ہے کہ تم خود بھی نہ سنو اور بلند پڑھنا یہ ہے کہ تمہاری آواز بہت بلند ہو۔

۱۸۔ عن أبي جعفر الباقر (ع) في قوله : "ولا تجھر بصلاتک ولا تخافت بھا" قال : "الاجهار أن ترفع صوتك تسمعه

(۱) کافی ج ۱، ص ۱۱۲، ح ۲۱، نور الثقلین ج ۳، ص ۲۳۲، ح ۴۷۱ (۲) توحید صدوق ص ۵۸، ح ۱۶، ب ۲۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۲۳۳، ح ۴۷۴۔

(۳) کافی ج ۳، ص ۳۱۶، ح ۲۱۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۲۳۳، ح ۴۷۶۔

من بعد عنك و الاخفات أن لاتسمع من معك إلا يسيراً۔

امام باقرؑ سے روایت ہوئی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام: "ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها" کے بارے میں فرمایا: "اجہار" یہ ہے کہ آپ کی آواز اس قدر بلند ہو کہ وہ شخص جو تم سے دور ہے وہ سن لے اور "اخفات" یہ ہے کہ آپ کی آواز اس قدر آہستہ ہو جو تمہارے قریب شخص ہے وہ محض ایک خفیف سی آواز کے اور کچھ نہ سنے۔

۱۹۔ عن أبي عبد الله (ع) في قوله الله تعالى: "ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها" فقال: ... وما بين ذلك قدر ما يسمع أذنك۔^(۲) امام صادقؑ سے روایت ہوئی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام: "ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها" کے بارے میں فرمایا: "بین ذلک" سے مراد آواز کی وہ مقدار ہے کہ تمہارے اپنے کان سن لیں۔

۲۰۔ إن رسول الله (ص) قال: "ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها" إنما نزلت في الدعاء...^(۳)

پیغمبر اکرم (ص) سے نقل ہوا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها" یہ آیت فقط دعا کے مورد میں نازل ہوئی ہے۔

۲۱۔ عبد الله بن سنان قال: قلت لأبي عبد الله (ع): على الامام ان يسمع من خلفه وإن كثروا؟ فقال: ليقرأ قراءة وسطاً يقول الله تبارك وتعالى: "ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها"۔^(۴)

عبد اللہ بن سنان کہتے ہیں کہ امام صادق (ع) کی خدمت میں عرض کی: کیا امام جماعت پر لازم ہے کہ وہ اپنی آواز تمام مقتدیوں کے کانوں تک پہنچائے اگرچہ وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہوں؟ تو حضرت (ع) نے فرمایا: ضروری ہے کہ قرائت معتدل انداز میں ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها"۔

۲۲۔ عن أبي جعفر و أبي عبد الله (ع) في قوله تعالى: "ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها" قال: كان رسول الله (ص) إذا كان بمكة جهر بصوته فيعلم بمكانه المشركون فكانوا يؤذونه، فأنزلت هذه الآية عند ذلك۔^(۵)

امام باقرؑ اور امام صادقؑ سے اللہ تعالیٰ کے کلام: "ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ انہوں

(۱) تفسیر قمی ج ۲، ص ۳۰۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۲۳۴، ح ۴۷۹۔ (۲) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۳۱۹، ح ۱۷۷۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۲۳۴، ح ۴۸۲۔

(۳) الدر المنثور ج ۵، ص ۳۵۱۔ (۴) کافی ج ۳، ص ۳۱۷، ح ۲۷۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۲۳۳، ح ۴۷۷۔ (۵) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۳۱۸، ح ۱۷۵۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۲۳۴، ح ۴۸۱۔

نے فرمایا: کہ جب رسول اللہ (ص) مکہ میں تھے تو اپنی نماز کو بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے تو مشرکین آپ (ص) کی جگہ سے باخبر ہو جاتے اور آپ (ص) کو اذیت دیتے تو یہ آیت اس حوالے سے نازل ہوئی۔

۲۳۔ عن أبي عبد الله (ع) في قوله: "ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها" قال: نسختها "فاصدع بما تؤمر"۔ السورة حجر الآية ۹۴۔^(۱)

امام صادق۔ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "ولا تجهر بصلاتك و لا تخافت بها" کے بارے میں فرمایا: کہ یہ آیت سورہ حجر کی آیت ۹۳ کے ذریعے نسخ ہو چکی ہے۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی رسالت ۲؛ آنحضرت (ص) کی شرعی ذمہ داری ۱۲، ۱۳؛ آنحضرت (ص) کی نماز ۱۲، ۱۳، ۲۲/ آیات قرآن: آیات منسوخ ۲۳؛ آیات ناسخ ۲۳

احکام: ۸، ۹، ۱۰/ اسماء و صفات: اسماء حسنی ۵، ۴، ۱۵، ۱۶؛ اللہ ۴؛ رحمان ۴؛ شبہات کا جواب ۲؛ متعدد ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ذات ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ممنوعات ۸، ۹؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات ۵؛

توحید: توحید ذاتی ۳؛ توحید صفاتی ۳/ دعا: دعا کی آواز میں اعتدال ۹؛ دعا کے آداب ۱، ۳، ۶، ۱۱، ۱۳، ۲۰؛ دعا کے احکام ۹؛ دعا میں بلند آواز ۹؛ دعا میں اسماء و صفات ۱، ۳؛ دعا میں اعتدال ۱۳؛ دعا میں آہستہ آواز سے پڑھنا ۹

ذکر: دعا میں اللہ کا ذکر ۳

روایت: ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳

صفات: بہترین صفات ۵

عبادت: عبادت کے آداب ۱۳؛ عبادت میں اعتدال ۱۳

مشرکین: مشرکین کے اعتراضات کا جواب ۲

نام: بہترین نام ۵

نماز: نماز کی آواز میں اعتدال ۱۰، ۱۲؛ نماز جماعت کے احکام ۲۱؛ نماز کے احکام ۸، ۱۰؛ نماز میں آہستہ بولنا ۱۰؛ نماز میں

اخفات ۸، ۱۳، ۱۴، ۱۸؛ نماز میں بلند آواز ۱۰؛ نماز میں جہر ۸، ۱۳، ۱۴، ۱۸، ۱۹

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۳۱۹، ح ۱۷۶۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۲۳۴، ح ۴۸۴۔

آیت ۱۱۱

﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِّنَ الدُّلِّ وَكَبِيرًا﴾

اور کہو کہ ساری حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے نہ کسی کو فرزند بنایا ہے اور نہ کوئی اس کے ملک میں شریک ہے اور نہ کوئی

اس کی کمزوری کی بنا پر اس کا سرپرست ہے اور پھر باقاعدہ اس کی بزرگی کا اعلان کرتے رہو (۱۱۱)

۱۔ آنحضرت (ص) پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور تمام تر حمد کو اس کی ذات میں منحصر کرنے کی ذمہ داری۔ **وقل الحمد لله**

"الحمد" میں الف لام استغراق کے لئے ہے اور "اس" میں لام خاص کرنے کے لئے ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کو حمد کرنے کی روش کی تعلیم۔ **وقل الحمد لله الذی لم يتخذ ولد**

۳۔ کائنات کے معبود میں تمام خوبیاں اور کمالات موجود ہیں اور ہر نقص اور احتیاج سے بے نیاز ہے۔ **وقل الحمد لله**

تمام تر حمد اللہ کے ساتھ خاص ہونے کا نتیجہ یہ ہے

کہ تمام قابل حمد خوبیاں اس کی ذات میں جمع ہیں اور وہ ہر نقص و احتیاج سے منزہ ہے۔

۳۔ ہر موجود کی تمام تعریفیں اللہ واحد لا شریک کی حمد و ستائش کی طرف پلٹی ہیں۔ **وقل الحمد لله**

تمام تر حمد کا اللہ تعالیٰ واحد کی ذات سے مخصوص ہونا اور ادھر کائنات میں وجود کے مظاہر میں قابل تعریف خوبیوں کا ہونا

اس معنی کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ چونکہ مخلوق نے اپنا تمام وجود خالق سے لیا ہے تو اسکی خوبیاں اس ذات کی طرف

سے ہیں درحقیقت فقط اللہ ہی قابل حمد و ستائش ہے اور بس۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں ہے اور وہ ہر قسم کے

شریک اور مددگار سے منزہ اور بے نیاز ہے۔ لم يتخذ ولداً ولم يكن له شريك ... ولم يكن له وليّ
 ۶۔ تمام تعریفوں کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہونا اس کا اولاد، شریک اور مددگار سے بے نیازی کے نتیجے میں ہے۔
 الحمد للہ الذی لم يتخذ ... ولم يكن له وليّ

اگر اللہ تعالیٰ کو اولاد، شریک اور مددگار کی احتیاج ہوتی تو یہ سب اس میں نقص اور کمی پر دلیل ہوتیں تو اس صورت میں
 تمام تعریفیں اس کی ذات میں منحصر نہ ہوتیں تو تمام تعریفوں کا اللہ کی ذات میں انحصار اس صورت میں ہے کہ ہم اسے
 مطلق بے نیاز جانیں۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کی اولاد، شریک اور مددگار کا عقیدہ، ایک شرک آلودہ اور اس کی ذات میں نقص ڈالنے والا عقیدہ ہے۔
 لم يتخذ ولداً ... ولم يكن له وليّ

۸۔ اللہ تعالیٰ کا کائنات کا تنہا حاکم اور اپنی حکومت میں ہر قسم کے شریک سے منزہ ہونا۔ ولم يكن له شريك في الملك
 ۹۔ کسی سرپرست یا مددگار کا محتاج ہونا ذلت ناقص اور محدود ہونے کی وجہ سے ہے۔ ولم يكن له وليّ من الدّلّ
 "ولایت" یا دوستی کے معنی میں ہے یا سرپرست کے معنی میں ہے دونوں صورتوں میں اگر ذلت مطرح ہو تو یہ کسی میں
 نقص اور کمی کو بیان کرتا ہے کہ جسے حمایت و دوستی کی ضرورت ہے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے پاس عزت اور مطلق کبریائی ہے۔ ولم يكن له ولي من الدّلّ وکبرہ تکبیرا

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کے مقام کی بڑائی کا بیان کرنا اور اسے تمام تر نقائص سے منزہ سمجھنا ضروری ہے۔ وکبرہ تکبیرا

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کے مقام کی بلند و بالا عظمت بے مثل اور اس کے غیر کے ساتھ ناقابل مقائسہ ہے۔ وکبرہ تکبیرا

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کا مقام اس سے بلند ہے کہ وہ فرزند، شریک اور مددگار رکھے۔ لم يتخذ ولداً ... وکبرہ تکبیرا

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی شرعی ذمہ داری ۱

اسماء و صفات: صفات جلال ۵، ۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور شریک ۵، ۶، ۸، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ اور فرزند ۵، ۶، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ اور مددگار ۵، ۶، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کا بے مثل
 ہونا ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی بڑائی ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا ۵، ۸، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کی اہمیت ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کے آثار
 ۶؛ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات ۲؛ اللہ تعالیٰ کی

عزت ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی عظمت ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی کبریائی ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ۶۲۱، ۸، ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کے منزہ ہونے کی اہمیت ۱۱

حمد: اللہ تعالیٰ کی حمد ۱، ۳، ۶؛ حمد کی تعلیم روش ۲

سچا معبود: سچا معبود اور محتاج ۳؛ سچا معبود اور نقص ۲؛ سچا معبود کا منزہ ہونا ۳؛ سچا معبود کے کمالات ۳؛

شرک: شرک کا رد ۸؛ شرک کے موارد ۷

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کے لئے شریک کا عقیدہ ۷؛ اللہ تعالیٰ

کے لئے اولاد کا عقیدہ ۷؛ اللہ تعالیٰ کے لئے مددگار کا عقیدہ ۷

کائنات پر حاکم ۸

محتاجیاں: ولایت کی طرف محتاج ہونے کے آثار ۹

معبودیت: معبودیت کا معیار ۳

موجودات: موجودات کی حمد ۳

ولایت و سرپرستی: ولایت کی طرف محتاج ہونے کی ذلت

سورہ اسراء کا اختتام ہوا

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا﴾

بنام خدائے رحمان و رحیم

ساری حمد اس خدا کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی ہے اور اس میں کسی طرح کی کجی نہیں رکھی ہے

(۱)

۱- فقط اللہ تعالیٰ کی ذات، حمد کے لائق ہے۔ الحمد للہ

"الحمد" میں "الف لام" استغراق کے لئے اور الحمد للہ یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔

۲- اللہ تعالیٰ تمام کمالات اور خوبصورتی کا سرچشمہ ہے۔ الحمد للہ

۳- اللہ تعالیٰ پیغمبر (ص) پر قرآن نازل کرنے والا ہے۔ أنزل علی عبده الكتاب

۳- اللہ تعالیٰ، پیغمبر (ص) پر قرآن نازل کرنے کی وجہ سے تمام تعریفوں کے لائق ہے۔ الحمد للہ الذی أنزل ... الكتاب

اللہ تعالیٰ کی "الذی انزل" کے ساتھ توصیف

اس کے ساتھ تمام تعریفوں کے خاص ہونے کی علت و دلیل بیان کر رہی ہے۔

۵- قرآن، عظیم کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ زیبائی اور کمال کے عروج پر واقع ہے۔

الحمد للہ الذی أنزل علی عبده الكتاب

"الكتاب" میں "الف لام" صفات کے استغراق کے لئے ہے۔ یعنی وہ تمام اوصاف کہ جنہیں کامل حد تک ایک کتاب کو

رکھنا چاہئے وہ اس کتاب میں موجود ہے اور یہ چیز قرآن کی عظمت سے حکایت کر رہی ہے اور چونکہ زیبائی اور کمال کی بناء

پر حمد ہوتی ہیں اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کے نازل کرنے کی بناء ہو اپنے آپ کو تمام تر حمد و ستائش کے لائق

قرار دیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قرآن بھی کمال اور زیبائی کی آخری سرحدوں پر واقع ہے۔

۶- پیغمبر اکرم (ص) اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اس کی عبودیت پر فخر کرتے ہیں۔ انزل علی عبده الكتاب

۷۔ پیغمبر (ص) کے مقام رسالت پر فائز ہونے اور ان پر قرآن کے نازل ہونے میں ان کی عبادت اور عبودیت کا کردار۔
 ۸۔ أنزل علی عبدہ الكتاب آنحضرت پر قرآن نازل کر کے اللہ نے پیغمبر کو اپنا بندہ کہہ کر یاد کیا ہے یہ تو صیغہ کرنا ہو سکتا ہے اس مطلب کو واضح کر رہا ہو کہ پیغمبر (ص) کا بندہ خدا ہونا اور اس کی بندگی و عبادت کرنا ان کے مقام رسالت پر فائز ہونے اور وحی پانے کا اہم سبب ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی، انسان کے لئے شریف ترین اور عزیز ترین مرتبہ ہے۔ أنزل علی عبدہ الكتاب پیغمبر (ص) کی شناخت کروانے کے سلسلہ میں عنوان "عبد" سے استفادہ کرنا انسانی فضیلت و کمالات کے زمرہ میں اس مرتبہ کے عظیم و مقام و منزلت کو بیان کر رہا ہے۔

۹۔ قرآن، ہر قسم کی کجی اور انحراف سے منزہ ہے۔ أنزل علی عبدہ الكتاب ولم يجعل له عوج عوج کا معنی کجی اور انحراف ہے۔

۱۰۔ قرآن کی عظمت و کمال اور اس میں معمولی سسی کجی اور انحراف کا نہ ہونا، اس کو نازل کرنے والے کے سامنے حمد و ستائش کا تقاضا کرتا ہے۔ الحمد لله الذی ... لم يجعل له عوج آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی عبادت کے آثار ۷؛ آنحضرت (ص) کی عبودیت ۶؛ آنحضرت (ص) کی عبودیت کے آثار ۷؛ آنحضرت (ص) کی نبوت کا باعث ۷؛ آنحضرت (ص) کے مقامات ۷، ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا کردار ۲؛ اللہ تعالیٰ کے افعال ۳؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات ۱ / اللہ تعالیٰ کے بندے: ۶
 انسان: انسان کے مقامات ۸ // حمد: اللہ کی حمد کا پیش خیمہ ۳، ۱۰؛ اللہ کی حمد ۱

نبیائی: نبیائی کا سرچشمہ ۲

عبودیت: عبودیت کا مقام ۸

قرآن: قرآن اور انحراف ۹؛ قرآن کا کمال ۵؛ قرآن کا منزہ ہونا ۹؛ قرآن کا نزول ۳؛ قرآن کی خصوصیات ۵، ۹؛ قرآن کی نبیائی ۵؛ قرآن کی عظمت ۵؛ قرآن کی عظمت کے آثار ۱۰؛ قرآن کے کمال کے آثار ۱۰؛ قرآن کے نزول کا پیش خیمہ ۷؛ قرآن کے نزول کا سرچشمہ ۳

کمال: کمال کا سرچشمہ ۲

آیت ۲

﴿قَيِّمًا لِّيُنذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِّن لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا﴾

اسے بالکل ٹھیک رکھا ہے تاکہ اس کی طرف سے آنے والے سخت عذاب سے ڈرائے اور جو مومنین نیک اعمال کرتے ہیں انہیں بشارت دیدے کہ ان کے لئے بہترین اجر ہے (۲)۔

۱۔ قرآن اور اس کی تعلیمات انسانی معاشرہ کو مستحکم کرنے اور اس کی قیادت کرنے کے لئے ہیں۔
أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا قَيِّمًا "قَيِّمًا" مقیم کے معنی ہیں۔ یعنی مستحکم کرنے والا اور "قَيِّمُ الْقَوْمِ" سے مراد قوم کے امر کو چلانے والا ہے۔ (لسان العرب سے اقتباس) یہاں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ "قَيِّمًا" یا فِعْلٌ مَّقْدَرٌ "جعل" کے لئے مفعول ہے۔ یعنی جعلہ قیماً یا "الكتاب" کے لئے حال ہے۔

۲۔ قرآن ایسی کتاب ہے کہ جو ہر قسم کے عدم اعتدال اور حق سے انحراف سے پاک و منزہ ہے۔
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ ... قَيِّمًا "قَيِّمًا" جیسا کہ لسان العرب میں آیا ہے ممکن ہے "مستقیم" کے معنی میں بھی انحراف سے محفوظ کے معنی میں ہو۔

۳۔ کفر اختیار کرنے والے اور گناہ گار لوگ عذاب الہی میں سخت مبتلا ہونگے۔ لِيُنذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِّن لَّدُنْهُ
"باس" سے مراد سختی ہے اور اس کے بعد "بَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ" کے قیمنہ سے معلوم ہوا کہ یہاں وہ عذاب مراد ہے کہ جس سے کفار اور گناہ گاروں کو خبردار کیا گیا ہے۔

۳۔ لوگوں کو شدید الہی عذاب سے ڈرانا قرآن کے پیغاموں میں سے ہے۔ لِيُنذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِّن لَّدُنْهُ

"ینذر" اور "بشّر" میں ضمیر کا مرجع ممکن ہے "الکتاب" یا "عبدہ" ہو تو مندرجہ بالا نکتہ پہلے احتمال کی بناء پر ہوگا۔

۵۔ اچھے کردار کے مؤمنین کو قرآن کی طرف ان کے لائق اور عظیم جزاء کی بشارت۔

ویشر المؤمنین الذین يعملون الصالحات أن لهم أجراً حسناً

"أجراً" کو عظمت بیان کرنے کے لئے بطور نکرہ لایا گیا ہے۔

۶۔ انذار اور تبشیر، پیغمبر (ص) کی شان اور ذمہ داری ہے۔ ۱ نزل علی عبدہ ... لینذر ... ویشر المؤمنین

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "ینذر" اور "بشّر" میں ضمیر عبدہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔

۷۔ انسان کی تربیت اور ہدایت میں خوف اور امید دلانے کا ساتھ ساتھ ہونا بہت ضروری امر ہے۔

لینذر با ساً شديداً ... ویشر

۸۔ انسان، خوبیوں پر قائم رہنے اور انحراف سے بچنے کے لئے انذار اور تبشیر کے محتاج ہیں۔

لم يجعل له عوجاً قيماً لينذر با ساً شديداً ... ویشر

اللہ تعالیٰ نے قرآن کا دو خوبیوں "انذار اور تبشیر" کے ساتھ انسانی معاشرے کے لئے بعنوان مستحکم کرنے والا تعارف

کروایا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ استحکام ان دو اسباب کے ضمن میں پیدا ہوتا ہے۔

۹۔ ہدایت پانے کے لئے پائنداری اور انحراف و کجی سے پرہیز لازمی شرط ہے۔ لم يجعل له عوجاً قيماً لينذر ویشر

۱۰۔ اعمال صالح کے حامل مؤمنین، بہترین جزاء پائیں گے۔

ویشر المؤمنین الذین يعملون الصالحات أن لهم أجراً حسناً

۱۱۔ ایمان کا ثمرہ لینے کے لئے بہترین عمل کا حامل ہونا شرط ہے۔

المؤمنين الذین يعملون الصالحات أن لهم أجراً حسناً

۱۲۔ سچے مؤمنین، ہمیشہ اعمال صالح میں مشغول رہتے ہیں۔ المؤمنین الذین يعملون الصالحات

"يعملون" فعل مضارع اور "الصالحات" کا جمع "انا" ہو سکتا ہے کہ مندرجہ بالا مطلب کی طرف اشارہ کر رہے ہوں۔ یہاں

یہ ذکر کرنا لازمی ہے کہ مندرجہ بالا مطلب میں "المؤمنین" کے لئے "الذین" صفت توفیٰ جی کے طور پر لی گئی ہے۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی بشارتیں ۶؛ آنحضرت (ص) کے ڈراوے ۶؛ آنحضرت (ص) کی رسالت ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے عذاب ۳

انسان: انسان کی معنوی ضروریات ۸

ایمان: ایمان کے اثر کرنے کی شرائط ۱

تربیت: بشارت کی اہمیت ۸; جزا کی بشارت ۵

تربیت: تربیت کا طریقہ ۷; تربیت میں امید دلانا ۷; تربیت میں ڈراوا ۷

جزاء: اچھی جزاء ۱۰; جزاء کی شرائط ۱۱

اقدار: اقدار کے بقاء کا باعث ۸

ڈراوا: ڈراوا کی اہمیت ۸; عذاب سے ڈراوا ۳

عذاب: اہل عذاب ۳; شدید عذاب ۳, ۳; عذاب کے مراتب ۳, ۳

عمل صالح: عمل صالح کے آثار ۱۱

قرآن: قرآن اور انحراف ۲; قرآن کا کردار ۱; قرآن کا منہ ہونا ۲; قرآن کا ہدایت دینا ۱; قرآن کی بشارتیں ۵; قرآن کی

خصوصیات ۱, ۲; قرآن کے ڈراوے ۳; قرآن میں اعتدال ۲

کفار: کفار کا عذاب ۳

گمراہی: گمراہی سے پرہیز ۹; گمراہی سے پرہیز کا پیش خیمہ ۸

گناہ گار افراد: گناہ گاروں کا عذاب ۳

معاشرہ: معاشرہ کے استحکام کے اسباب ۱

مؤمنین: صالح مؤمنین کا دائمی عمل ۱۲; صالح مؤمنین کو بشارت ۵; صالح مؤمنین کی جزاء ۵; مؤمنین کی خصوصیات ۱۲

ہدایت: ہدایت کی روش ۷; ہدایت کے لئے شرائط ۹

آیت ۳

﴿مَّا كُنْتُمْ فِيهِ أَبَدًا﴾

وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں (۳)

۱۔ نیک کردار مؤمنین جنت میں ہونگے اور ان کی نعمتیں جاودانی ہیں۔ اَنْ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا مَّكْنِينَ فِيهِ ا بَدَا
"فیہ" کی ضمیر کا مرجع کلمہ "اجر" ہے "ماکنین" کے قینہ سے "اجر" سے مراد جنت ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی آخرت میں نعمتیں اور جزاء زائل نہیں ہونے والی ہیں۔ اَنْ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا ... مَّا كُنْتُمْ فِيهِ ا بَدَا

۳۔ مؤمنین کے دائمی اعمال صالح کا نتیجہ ان کا جنت میں جاودانی ہونا ہے۔ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ ... مَّا كُنْتُمْ فِيهِ ا بَدَا
جملہ "يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ" کے بعد "ماکنین فیہ ابدًا" کا ذکر استمرار پر دلالت کرتا ہے تو اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کا
بہشت میں جاودا ہونا ان کے دائمی نیک اعمال کا نتیجہ ہے۔

۳۔ قرآن کا انسان کو معنوی خوبیوں کی طرف ترغیب دلانے میں اس کے میلانات سے فائدہ اٹھانا۔

يَبْشِرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ اَنْ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا۔ مَّا كُنْتُمْ فِيهِ ا بَدَا

یہ بات واضح ہے کہ انسان کے وجود میں جاودانی کا میلان ہے تو قرآن نے اسے خوبیوں کی طرف ترغیب دینے کے لئے
اسی میلان سے فائدہ اٹھایا ہے۔

۵۔ جاودانی جزاء ایک بہترین اجر ہے۔ اَجْرًا حَسَنًا۔ مَّا كُنْتُمْ فِيهِ ا بَدَا

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی جزاء کا جاودانی ہونا ۲

انسان: انسان کے میلانات ۳

تربیت: تربیت کی روش ۳

جزاء: اچھی جزاء ۵؛ جاودانی جزاء ۵

جنت: جنت میں جاودانیت کے اسباب ۳؛ جنت میں

ہمیشہ رہنے والے ۱

خوبیاں: خوبیوں کی طرف ترغیب ۲

عمل صالح: عمل صالح پر دوام کے آثار ۳

میلانات: جاودانیت کی طرف میلانات ۴

مؤمنین: مؤمنین بہشت میں ۳; مؤمنین صالح بہشت میں ۱

نعمت: اخروی نعمتوں میں جاودانیت

آیت ۴

﴿وَيُنذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا﴾

اور پھر ان لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرائے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو اپنا فرزند بنایا ہے (۴)

۱۔ اللہ تعالیٰ کے بیٹے کا عقیدہ رکھنا قرآن کے نازل ہونے کے زمانہ میں عام تھا۔

لیندربا ساً شدیداً ... وينذر الذين قالوا اتخذ الله ولدا

وہ تمام لوگ کہ جنہیں قرآن نے انداز کیا ہے ان میں سے خدا کے لیے بیٹے کا عقیدہ رکھنے والوں کا ذکر کیا ہے اس سے مندرجہ بالا مطلب ثابت ہوتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بیٹا رکھنے کا عقیدہ ایک غلط خیال ہونے کے ساتھ ساتھ شدید عذاب کا بھی موجب ہے۔

لیندربا ساً شدیداً ... وينذر الذين قالوا اتخذ الله ولدا

گذشتہ آیت نے قرآن کے ایک پیغام کو اللہ تعالیٰ کے شدید عذاب سے ڈرانا بیان کیا جبکہ اس آیت نے اس عذاب کے مستحق کے مورد کو بیان کیا ہے۔

۳۔ وہ جو اللہ کے بارے میں بیٹا رکھنے کے وہم میں مبتلا ہیں انہیں خوف دلانا قرآن اور پیغمبر (ص) کی ذمہ داری ہے۔

وينذر الذين قالوا اتخذ الله ولدا

۳۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں انسان کے عقیدہ کو صحیح کرنا قرآن کے اہم اہداف میں سے ہے۔

أنزل على عبده الكتاب ... وينذر الذين قالوا اتخذ الله ولدا

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کے انذار ۳؛ آنحضرت (ص) کی رسالت ۳

اس پر افتراء باندھنے والے: اس پر افتراء باندھنے والوں کو انذار ۳

جاہلیت: زمانہ جاہلیت کے لوگوں کا عقیدہ ۱

عذاب: عذاب کے اسباب ۲؛ عذاب کے درجات ۲

عقیدہ: اس کے بارے میں عقیدہ ۳؛ اس کے اولاد رکھنے کے بارے میں عقیدہ ۱؛ اس کے بارے میں اولاد رکھنے کا عقیدہ کے

آثار ۲؛ باطل عقیدہ ۲؛ عقیدہ کو صحیح کرنے کی اہمیت ۳

قرآن: قرآن کے اہداف ۲؛ قرآن کے ڈراوے ۳

آیت ۵

﴿مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِابَائِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنَّ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا﴾

اس سلسلہ میں نہ انھیں کوئی علم ہے اور نہ ان کے باپ دادا کو۔ یہ بہت بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکل رہی ہے کہ یہ جھوٹ کے علاوہ کوئی بات ہی نہیں کرتے (۵)

۱۔ اس تعالیٰ کے فرزند کے بارے میں عقیدہ ایک جاہلانہ عقیدہ ہے کہ جو معمولی سی علمی دلیل سے بھی خالی ہے۔
ماہم بہ من علم

"من علم" میں زائد اور عام کی تاکید کے لئے ہے۔ اور "بہ" میں ضمیر قول (نصیحت) کی طرف لوٹ رہی ہے کہ جو "قالوا" سے استفادہ ہوتا ہے یعنی لوگوں کے اس کے بارے میں فرزند رکھنے کے وہم میں ہر کسی قسم کی آگاہی اور علم موجود نہیں ہے۔

۲۔ زمانہ بعثت کے مشرکین اور ان کے آباء و اجداد اس تعالیٰ کے بیٹا رکھنے کے بارے میں عقیدہ رکھتے تھے۔
قالوا اتخذ الله ولداً۔ ماہم بہ من علم ولا لا بائہم

۳۔ اس تعالیٰ کے بیٹے کے موجود ہونے کا عقیدہ زمانہ بعثت کے مشرکین کی اپنے آباء و اجداد کی اندھی تقلید کا نتیجہ تھا۔
قالوا اتخذ الله ولداً۔ ماہم بہ من علم ولا لا بائہم

۳۔ ہر نسل کے عقائد میں والدین، اجداد اور گھر و معاشرہ کے ماحول کا گہرا اثر پڑتا ہے۔
قالوا اتخذ الله ولداً۔ ماہم بہ من علم ولا لا بائہم

"الابائهم" کے ذکر کرنے سے زمانہ بعثت کے لوگوں کے عقائد اور میلانات کے ایک سبب کی طرف اشارہ ہو رہا ہے کہ جسے آباء و اجداد کی تقلید کہا جاتا ہے۔

۵۔ انسان کے دینی عقائد اور معارف الہی کا علم و آگاہی پر استواری ہونا ضروری ہے۔ ماہم بہ من علم ولا لا بائہم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو ان کے اس عقائد کے بارے میں کہ جن میں انہیں علم نہ تھا مذمت کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عقائد اور اصول دین میں صرف علم و یقین پر اعتماد کرنا چاہئے۔

۶۔ علم و دانش کا فقدان، لوگوں اور معاشروں کے غلط اور اندھی تقلید میں مبتلا ہونے کا موجب بنتا ہے۔ وقالوا اتخذ الله ولداً ... ماہم بہ من علم ولا لا بائہم

کلمہ "الابائهم" سے اس بات کی طرف اشارہ ہو رہا ہے کہ مشرکین کے عقائد تقلیدی بناء پر تھے اور جملہ "ما لہم بہ من علم و..." بتا رہا ہے کہ مشرکین اپنے عقائد میں کوئی علمی اساس نہیں رکھتے تھے تو ان دونوں چیزوں سے معلوم ہوا کہ "جہالت" در حقیقت لوگوں اور معاشروں کے اندھی تقلید میں مبتلا ہونے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

۷۔ کسی بات کی قدر و قیمت اس وقت ہوتی ہے جب اس کی بنیاد علم و آگاہی کی بناء پر ہو۔ ماہم بہ من علم ... کبرت کلمۃ تخرج من أفواہہم

۸۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بیٹے کا عقیدہ بہت عجیب اور ناقابل قبول اثرات اور نتائج کا حامل ہے۔ قالوا اتخذ الله ولداً ... کبرت کلمۃ تخرج من أفواہہم

فعل ماضی "کبرت" میں عین فعل کا مضموم ہونا تعجب کو بیان کر رہا ہے اور واضح ہے کہ جملہ "کبرت کلمۃ..." اپنی بڑائی کی وجہ سے کسی "بات" کے بارے میں نہیں ہے بلکہ غلط نتائج یا دوری اور یا حقیقت کے بارے میں ہے۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کی طرف فرزند کی نسبت محض فضول اور جھوٹ ہے۔

قالوا اتخذ الله ولداً ... کبرت کلمۃ تخرج من أفواہہم ان يقولون إلا کذباً

۱۰۔ بے بنیاد عقائد کی طرف مائل ہونے اور حقیقت و واقعیت سے دوری کی وجہ جاہلانہ روشوں پر اعتماد ہے۔

ماہم بہ من علم ولا لا بائہم ... ان يقولون إلا کذباً

کلمہ "الابائهم" اس معنی پر اشارہ کر رہا ہے کہ ان لوگوں کی تقلید کہ جن کا عقیدہ علم و دانش کی بناء پر نہیں ہے بلکہ عقائد دینی

تک پہنچنے کے لئے ایک غلط روش ہے اور آیت کے ذیل سے اس کا نتیجہ غلط اور حقیقت سے دور عقیدے کو بیان کیا جا رہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جاہلانہ روشیں حقیقت اور واقعیت سے دور ہونے کا خطرہ رکھتی ہیں۔

۱۱۔ اللہ پر افتراء باندھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ قالوا اتخذ الله ولداً ... کبرت کلمة ... ان يقولون إلا کذباً

اجداد: اجداد کا کردار ۳

افتراء: اللہ پر افتراء باندھنا ۹؛ اللہ پر افتراء باندھنے کا گناہ ۱۱

اہمیت: اہمیتوں کا معیار ۷

بات: بات کی قدر و قیمت ۷

تقلید: اندھی تقلید کا موجب ۶

جہالت: جہالت کے آثار ۶، ۱۰

جھوٹ: جھوٹ کے موارد ۹

خاندان: خاندان کا کردار ۳

شخصیت: شخصیت کے حوالے سے آفات کی پہچانا ۶

عقیدہ: اللہ کی اولاد کا باطل عقیدہ ۸؛ اللہ کی اولاد کے بارے میں عقیدہ ۲؛ اللہ کی اولاد کے بارے میں عقیدہ کا بے منطق ہونا ۱، ۹؛ اللہ کی اولاد کے عقیدہ کے آثار؛ اللہ کے بارے میں اولاد کے عقیدہ کا سرچشمہ ۳؛ اللہ کے بارے میں اولاد کے عقیدے کا تعجب انگیز ہونا ۸؛ باطل عقیدہ ۱؛ باطل عقیدہ کا پیش خیمہ ۱۰؛ عقیدہ کی بنیادیں ۵؛ عقیدہ میں علم ۵؛ عقیدہ میں موثر

اسباب ۳

علم: علم کی اہمیت ۵، ۷

گناہ کبیرہ: ۱۱

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کا عقیدہ ۲؛ صدر اسلام کے مشرکین کی اندھی تقلید کا نتیجہ ۳؛ صدر اسلام کے مشرکین کے

آباء و اجداد کا عقیدہ ۲؛ صدر اسلام کے مشرکین کے عقیدہ کا سرچشمہ ۳

معاشرہ: معاشرتی خطرات کو پہچاننا ۶؛ معاشرہ کا کردار ۳

آیت ۶

﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا﴾

تو کیا آپ شدت افسوس سے ان کے پیچھے اپنی جان خطرہ میں ڈال دیں گے اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائے (۶)

۱۔ قرآن کے مد مقابل کفار کا ایمان نہ لانا اور احمقانہ محاذ قائم کرنا، پیغمبر (ص) کے حزن و ملال کا موجب تھا۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا

"باخ نفسک" اسے کہتے ہیں کہ جو ہیجان اور غم کی شدت سے خود کو ہلاکت میں ڈال دے "مقایس اللغۃ" میں آیا ہے کہ اس

وقت کہا جاتا ہے "بَخَّ الرجل نفسه" کہ وہ سخت غصہ اور شدید ہیجان کی بناء پر اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالے۔

۲۔ پیغمبر (ص) لوگوں کی ہدایت اور ان کے قرآن پر ایمان کے حوالے سے بہت اشتیاق اور حرص رکھتے تھے۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا

۳۔ وہ لوگ جو پیغمبر (ص) سے دور تھے آپ (ص) انہیں الہی پیغاموں کے پہنچانے اور بار بار دعوت کرنے میں جان فشانی

سے بھی دریغ نہیں کر رہے تھے۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا

"آثار" یعنی کسی چیز سے باقی رہنے والے نشان تو جملہ "لعلک باخ... علی آثارہم" سے مراد یہ ہے کہ اے پیغمبر (ص) آپ

منہ موڑنے والوں کے پیچھے جاتے ہو اور انہیں الہی دعوتیں پہنچانے کے قصد سے ان کے پیچھے جا کر اپنے آپ کو ہلاکت

میں ڈال رہے ہو۔

۳۔ پیغمبر (ص)، کفار کے مقدر اور بد انجام کی بناء پر گہرے رنج اور افسوس میں تھے۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا

"آثار" سے مراد قرآن پر ایمان نہ لانے کا نتیجہ اور عاقبت مراد ہو سکتی ہے۔ (إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ) تو اس صورت میں

"بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ" یعنی اے پیغمبر (ص) اپنے آپ کو ان غلط نتائج کے جو ان کے کفر کی بناء پر ہیں رنج

و مشقت میں قرار نہ دیں۔

۵۔ اللہ تعالیٰ پیغمبروں (ع) کو کفار کے کفر پر باقی رہنے اور ہٹ دھرمی کی بناء پر مورد مواخذہ قرار نہیں دے گا۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا

۶۔ قرآن، بشر کے لئے ایسے جدید پیغام ہے کہ جس کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔ لم يؤمنوا بهذا الحديث "حدیث" سے مراد "نیا اور جدید" ہے۔ تو یہاں احتمال ہے کہ یہ قدیم کے مقابلے میں حادث کے معنی میں بھی ہو ہو، مندرجہ بالا مطلب پہلے معنی کی بناء پر ہے۔

۷۔ قرآن وہ کلام ہے کہ جو حادث اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وجود میں آنے والا ہے۔ ان لم يؤمنوا بهذا الحديث "حدیث" کا خواہ معنی جدید ہو خواہ قدیم کے مقابل معنی ہو وہ قرآن کے حادث ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کفار کے حال پر پیغمبر (ص) کا غمگین ہونا ایک قابل تعریف اور توقع سے بڑھ کر حالت تھی۔ فلعلك باخع نفسك على ء اثارهم ان لم يؤمنوا بهذا الحديث ا سفا

یہ آیت اگرچہ پیغمبر (ص) کو رنج و غم کے سبب ہلاکت و مشقت میں ڈالنے سے خبردار کر رہی ہے لیکن ایک لطیف سی عنایت کے ساتھ اس بات کی تعریف بھی کی ہے کیونکہ خود افسوس کرنا مذموم نہیں ہے جبکہ اس کے بعض مرحلہ کو غیر ضروری قرار دیا ہے۔ فلعلك باخع نفسك على ء اثارهم ۱۰۰۰ سفا

۹۔ کفار کے حال اور ان کی بدعاقبتی پر افسوس کرنا قابل تحسین ہے۔ فلعلك باخع نفسك على آثارهم اسفا
آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کا ایثار ۳: آنحضرت (ص) کا غم ۴، ۸: آنحضرت (ص) کا نیک عمل ۸: آنحضرت (ص) کا ہدایت دینا ۲: آنحضرت (ص) کی تبلیغ ۳: آنحضرت (ص) کی تعریف ۸: آنحضرت (ص) کی چاہت ۲: آنحضرت (ص) کی کوشش ۳: آنحضرت (ص) کے رنج ۴: آنحضرت (ص) کے اسباب ۱: آنحضرت (ص) کے غم کے اسباب ۱
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا کلام ۷

انبیاء: انبیاء کی کا دائرہ کار ذمہ داری ۵

انجام: بُرا انجام ۹

انسان: انسان کی ہدایت کی اہمیت ۲

ایمان: قرآن پر ایمان کی اہمیت ۲

سزا: ذاتی بناء پر سزا ۵

سزا کا نظام: ۵

عمل: پسندیدہ عمل ۹

قرآن: قرآن کا حدوث ۴؛ قرآن کا سرچشمہ ۴؛ قرآن کا نیا پن ۶؛ قرآن کی خصوصیات ۶
کفار: کفار پر غم ۸، ۹؛ کفار کا انجام ۹؛ کفار کا برا انجام ۳؛ کفار کی ہٹ دھرمی ۵
کفر: قرآن کے کفر کے آثار ۱

آیت ۷

﴿إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لِّهَا لِنَبْلُوهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾

بیشک ہم نے روئے زمین کی ہر چیز کو زمین کی زینت قرار دیدیا ہے تاکہ ان لوگوں کا امتحان لیں کہ ان میں عمل کے اعتبار سے سب سے بہتر کون ہے (۷)

۱۔ زمین پر موجودات اور طبیعت کے مظاہر، اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور زمین کے لئے زینت کا سامان ہیں۔
إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لِّهَا

۲۔ مظاہر طبیعت کا جلوہ اور خوبصورتی لوگوں کی آزمائش کا باعث ہے۔ زینۃ لھا لنبلوھم أیھم أحسن عملا

۳۔ انسان کو آزمانے کا ہدف، نیک کردار لوگوں کو دوسروں سے ممتاز کرنا ہے۔ لنبلوھم أیھم أحسن عملا

۴۔ انسان کی تخلیق اور اس کے حوالے سے اللہ کی عنایات کا فلسفہ، بہترین عمل اور بلندترین عامل کا موجود میں آنا ہے۔
إِنَّا جَعَلْنَا ... لنبلوھم أیھم أحسن عملا

عبارت "لنبلوھم" زمین پر اللہ کی عنایات کی تخلیق کے فلسفہ اور سبب کی وضاحت میں دو چیزوں کے تحقق کے پیش خیمہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے: ۱۔ انسانوں میں بہترین عمل کرنے والا ۲۔ اعمال میں سے بہترین عمل۔

۵۔ زمین کی زیبائیاں اور جلوے، انسانی حرکت (ترقی) اور اس کے عمل کے ظاہر ہونے کا پیش خیمہ ہیں۔
إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لِّهَا لنبلوھم أیھم أحسن عملا

۶۔ انسانوں کی لیاقت اور صلاحیتوں کو ظاہر کرنے کے لئے اشتیاق اور کوشش کا پیش خیمہ فراہم کرنا ایک ضروری قدم ہے۔
جَعَلْنَا زینۃ لھا لنبلوھم

اس آیت میں زمین سے نکلنے والی چیزوں کی زینت اور خوبصورتی، آزمائش اور امتحان کا پیش خیمہ ہے اسی کی وضاحت اس طرح ہے، خوبصورتی اور جلوے اس میں انگیزہ پیدا کرتے ہیں اور اسے حرکت میں لاتے ہیں اور یہ حرکت و کوشش

اس کی آزمائش کا پیش خیمہ فراہم کرتی ہے۔ اس رابطہ سے مطلب سامنے آتا ہے کہ لوگوں کو حرکت میں لانے کے لئے براہِ نیچتہ کئے بغیر ان کی صلاحیتوں کے ظاہر کرنے کا پیش خیمہ فراہم نہیں ہوتا۔

۷۔ پیغمبر (ص) اور الہی رہبروں کا وظیفہ یہ ہے کہ وہ راہِ ہدایت کو ہموار کریں اور حق انتخاب خود لوگوں کو دیں۔

فلعلک باخع نفسك إنا جعلنا ما على الأرض زينة لهالنبلوهم

زمین کے فریب دینے اور وہاں مقام امتحان ہونا یہ سب کچھ پیغمبر (ص) کی رسالت کے اختیار، انذار و تبشیر محدود بیان کرنے کے بعد اس مطلب کو بیان کر رہا ہے کہ دینی رہبروں کا وظیفہ ہدایت ہے۔ اپنا راستہ منتخب کرنا لوگوں کا کام ہے۔

۸۔ دنیا میں انسان کا عمل اس کے اس کی آزمائش میں فتح یا شکست کو معین کرتا ہے۔ لنبلوهم أيهم أحسن عملا

۹۔ قرآن کے انسان کو پیش کئے گئے اہداف میں سے اس کا اپنے اختیار اور علم کی بناء پر راہ کا انتخاب اور زمین پر زندگی

گزارنے کے لئے مناسب وسائل پیدا کرنا ہے۔ لم يؤمنوا بهذا الحديث... جعلنا ما على الأرض زينة لهالنبلوهم

گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (ص) کو لوگوں کے قرآن پر ایمان لانے میں بہت زیادہ زور دینے سے منع کیا اور اس آیت میں بیان ہوا ہے کہ دنیا اور اسکے جلوے انسانوں کی آزمائش کے لئے پیا ہوئے ہیں۔ لہذا اگرچہ اللہ نے قرآن کو انسان کے لئے علم و آگاہی کا سرمایہ قرار دیا ہے۔ لیکن وہ نہیں چاہتا ہے کہ اسے قبول کرنے کے لئے اس پر جبر کرے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ وہ اپنی کامل آگاہی اور اختیار سے اس آزمائش میں شرکت کرے۔

۱۰۔ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کرنا، خلقت کے ہدف اور امتحان سے سازگار نہیں ہے۔ فلعلک باخع نفسك ... إنا

جعلنا ما على الأرض... لنبلوهم زمین اور اس کی نعمات کی تخلیق کا فلسفہ، انسانوں کا امتحان بتانا شاید اس نکتہ کی طرف اشارہ کر رہا ہو کہ اس ہدف اور فلسفہ کی بناء پر لوگوں کو ایمان پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اور نہ وہ یہ توقع رکھیں کہ وہ سب کے سب پیغمبروں اور ہدایت کے منادیوں کی دعوت پر سر تسلیم خم کر دیں گے۔

۱۱۔ کفار کا قرآن کی جدید خوبیوں سے منہ پھیرنا ان کی دنیا طلبی کا نتیجہ ہے۔ لم يؤمنوا بهذا الحديث... ما على الأرض زينة

لها لنبلوهم جملہ "إنا جعلنا ما على الأرض زينة لها" ہو سکتا ہے کہ کفار کے منہ پھیرنے کی علت بیان کر رہا ہو یعنی دنیا کی خوبصورتی باعث بنی کہ وہ اس میں مست رہیں اور قرآن پر ایمان نہ لائیں۔

۱۲۔ دنیا کے مادی جلووں پر فریفتہ ہونا، نیک کردار رکھنے کا اصلی مانع ہے۔ ما علی الأرض زينة لها لنبلوهم أيهم أحسن عملاً

۱۳۔ انسانوں کی فطرت میں خوبصورتی کی طرف میلان موجود ہے۔ جعلنا ما علی الأرض زينة لها لنبلوهم
انسان کو آزمانے کے لئے خوبصورتی کی تخلیق اس وقت معنی دے گی کہ خوبصورتی کی طرف میلان وجود انسان میں ڈالا گیا ہو۔

۱۴۔ عن علی بن الحسین (ع) ... ان الله عزوجل ... إنما خلق الدنيا وخلق أهلها لیبلوهم أيهم أحسن عملاً
لآخرته^(۱)

امام سجاد (ع) سے روایت ہوئی کہ انہوں نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے دنیا اور اسکے رہنے والوں کو فقط اس لئے خلق کیا تاکہ انہیں آزمانے کے لئے بہترین عمل کرتا ہے۔

۱۵۔ عن ابن عمر قال: تلا رسول الله (ص) هذه الآية: "لنبلوهم أيهم أحسن عملاً" فقلت: ما معنى ذلك يا رسول الله (ص)؟ قال: لیبلوکم ایکم أحسن عقلاً و اورع عن محارم الله و أسرعکم فی طاعة الله^(۲)

ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "لنبلوهم أيهم أحسن عملاً" تو میں نے عرض کیا: اے رسول اللہ (ص) اس بات کا مطلب کیا ہے؟ انہوں (ص) نے فرمایا: (اس کا مطلب یہ ہے کہ) تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان لے کہ تم میں کسی کی عقل بہتر ہے اور کون زیادہ حرام سے پرہیز کرتا ہے اور کون اطاعت کرنے میں جلدی کرتا ہے۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۷

احسان: احسان کے موانع ۱۲

استعداد: استعداد کے ظاہر ہونے کا پیش خیمہ ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی خالقیت ۱؛ اللہ تعالیٰ کے امتحان ۸

امتحان: امتحان کا پیش خیمہ ۲؛ امتحان کا فلسفہ ۱۰؛ امتحان میں شکست کے اسباب ۸؛ امتحان میں کامیابی کے اسباب ۸

(۱) کافی ج ۸، ص ۷۵، ج ۲۹، نور الثقلین ج ۳، ص ۲۴۳، ح ۱۴۔

انسان: انسان کا اختیار ۷، ۹؛ انسان کی خلقت کا فلسفہ ۳، ۱۳؛ انسان کی فطرتی چیزیں ۱۳؛ انسان کے امتحانات ۲، ۱۳؛ انسان کے امتحان کا فلسفہ ۳؛ انسان کے میلانات ۱۳؛ انسان میں خوبصورتی کی چاہت ۱۳؛

انگیزہ: انگیزہ کے پیش خیمہ کی اہمیت ۶

ایمان: ایمان میں جبر کی نفی ۱۰

جبر و اختیار: ۹

جبر کا باطل ہونا ۱۰

دنیاوی چاہت: دنیاوی چاہت کے آثار ۱۲

دینی رہبر: دینی رہبروں کی ذمہ داری ۷

روایت: ۱۳، ۱۵

زمین: زمین کی زینتیں ۱

طبیعت: طبیعت کا خالق طبیعت؛ طبیعت کی خوبصورتیوں کا کردار ۵؛ طبیعت کی خوبصورتیوں ۱، ۲

عمل: بہترین عمل کا تحقق ۳؛ عمل کا پیش خیمہ ۵ عمل کے آثار ۸

قرآن: قرآن سے منہ پھیرنے کے اسباب ۱۱؛ قرآن سے منہ پھیرنے والے ۱۱؛ قرآن کا فلسفہ ۹

کفار: کفار کی دنیاوی چاہت کے آثار ۱۱

کوشش: کوشش کے پیش خیمہ کی اہمیت ۶

لوگ: لوگوں کی ہدایت کی اہمیت ۷

مخلوق: مخلوق کا فلسفہ ۱۰، ۱۳

موجودات: موجودات کا خالق ۱

میلانات: خوبصورتی کی طرف میلانات ۱۳

نعمت: نعمت کا فلسفہ ۳

نیکی کرنے والے: نیکی کرنے والوں سے مراد ۱۵؛ نیکی کرنے والوں کی تشخیص ۳

آیت ۸

﴿وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا﴾

اور ہم آخر کار روئے زمین کی ہر چیز کو چٹل میدان بنا دینے والے ہیں (۸)

۱۔ اللہ تعالیٰ زمین کی تمام نعمات اور مخلوقات کو بنجر مٹی میں تبدیل کر دے گا۔

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ ... وَلِنَا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا

"صعید" یعنی خاک اور "جرز" اس زمین کو کہتے ہیں کہ جو ہر قسم کی نباتات پیدا کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو۔

۲۔ زمین کے تمام موجودات اور اس کے ظاہری جلوے بالآخر فنا اور نابودی کے حکم میں آجائیں گے۔

وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا

۳۔ زمین کی دلکشیاں اور مادی جلوے، عارضی ناپائدار اور ناقابل بھروسہ امور میں سے ہیں۔

زينة لها ... وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا

۴۔ زمین آخر کار لا حاصل اور نباتات سے خالی بنجر مٹی میں تبدیل ہو جائیگی۔ وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا

۵۔ زمین کے مواہب اور دلکشیوں کے ناپائدار ہونے پر توجہ، انسان کا مظاہر دنیا کی طرف میلان پیدا نہ کرنے کا موجب

ہے۔ إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زينة ... وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا

آزمائش کے مسئلہ کو بیان کرنے کے بعد زمین کے انجام بیان کرنے اور لوگوں کو اس کے مواہب کے ناپائدار ہونے کی

طرف توجہ دلانے کا ہدف یہ ہے کہ دنیا کی دلکشیوں کو اپنے دل میں نہ بسالیں اور ان تک پہنچنا اپنا ہدف نہ بنالیں۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے افعال ۱

دنیاوی چاہت: دنیاوی چاہت سے مانع ۵

ذکر: مادی دلکشیوں کے ناپائدار ہونے کا ذکر ۵

زمین:

زمین کا چٹیل میدان میں تبدیل ہونا ۳؛ زمین کی عاقبت ۲
 طبیعت: طبیعت کی دلکشیوں کا انجام ۲؛ طبیعت کی دلکشیوں کا ناپائیدار ہونا ۲، ۳
 مٹی: لا حاصل مٹی میں تبدیل ہونا ۱

موجودات: موجودات کا انجام ۲؛ موجودات کا مٹی میں تبدیل ہونا ۱؛ موجودات کی ناپائیداری ۲

آیت ۹

﴿أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا﴾

کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ کہف و رقیم والے ہماری نشانیوں میں سے کوئی تعجب خیر نشانی تھے (۹)

۱۔ اصحاب کہف کا قصہ، اللہ تعالیٰ کی آیات اور نشانیوں میں سے ہے۔

ام حسبت ان أصحاب الكهف والرقیم كانوا من ء اياتنا

۲۔ "اصحاب کہف" کا دوسرا نام "اصحاب رقیم" ہے۔ اصحاب الكهف والرقیم

چونکہ اس سورہ کی آیات میں "اصحاب رقیم" کے حوالے سے کوئی بات (جدا) ذکر نہیں ہوئی تو احتمال ہے کہ "اصحاب کہف" کا ہی دوسرا نام اور وصف "اصحاب رقیم" ہے۔ اور چونکہ "رقیم" سے مراد لکھا ہوا ہے تو بعض نے کہا کہ اس لئے اصحاب کہف کو اصحاب رقیم کہا گیا ہے کہ ان کے حالات غار کی دیوار یا کسی اور جگہ پتھر پر لکھے ہوئے تھے۔

۳۔ اگر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ارادے پر توجہ کی جائے تو اصحاب کہف کا ماجرا حیرت انگیز نہیں ہے۔

ام حسبت ان أصحاب الكهف ... كانوا من ء اياتنا عجباً

آیت کی ابتداء میں "ام" ام منقطعہ ہے۔ استفہام اور انکار کے ساتھ جو کہ بیان ہونے کا معنی دیتا ہے لہذا عبارت سے یوں مراد ہوگی "آیا آپ نے یوں گمان کیا کہ اصحاب کہف..."

۳۔ اللہ تعالیٰ کے پاس اصحاب کہف سے کہیں زیادہ حیرت انگیز نشانیاں ہیں۔

ام حسبت ان أصحاب الكهف ... كانوا من ء اياتنا عجباً

واقعہ اصحاب کہف کا لوگوں کی نظر میں حیرت انگیز ہونے کے باوجود اس واقعہ سے حیرت و تعجب کی نفی اس مطلب پر گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے کہیں زیادہ عجیب نشانیاں خلق فرمائی ہیں۔

۵۔ قرآن کے نازل ہونے سے پہلے بھی لوگوں کے درمیان اصحاب کہف کی داستان موجود تھی۔

ام حسبت ان أصحاب الكهف والرقیم كانوا من ء اياتنا عجباً

آیت کے سیاق اور انداز بیان سے معلوم ہو رہا ہے کہ زمانہ بعثت کے لوگ اصحاب کہف کے واقعہ کے حوالے سے معلومات اگرچہ ناقص ہی کیوں نہ ہوں رکھتے تھے اور اسے عجیب شمار کرتے تھے۔

۶۔ اصحاب کہف کی داستان بیان کرنے کے مقاصد میں سے ایک پیغمبر اکرم (ص) کو تسلی دینا اور ان کا رنج و غم برطرف کرنا ہے۔ من حسبت أن أصحاب الكهف والرقیم كانوا من ءایاتنا عجبا

"حسبت" پیغمبر (ص) کو خطاب ہے۔ آیات کا سیاق و سباق بتا رہا ہے کہ یہ آیت گذشتہ آیات بالخصوص "لعلك باخع نفسك" سے ربط رکھتی ہے۔ ایک احتمالی وجہ یہ بھی ہے کہ اصحاب کہف کی داستان اور انکی صفات، بیان کرنے کا مقصد یہ پیغام دینا بھی ہو سکتا ہے کہ حقیقی مؤمنین اگرچہ کم ہیں لیکن بہت اہمیت کے حامل ہیں ان کا کفار کی اکثریت کے مد مقابل آنا ایک قسم کی دلی طور پر تسلی ہے۔

۷۔ "عن أبي عبد الله (ع) في قوله: "ام حسبت أن أصحاب الكهف والرقیم ... " قال: هم قوم فرّوا وكتب ملك ذلك الزمان بأسمائهم وأسماء آبائهم وعشائرهم في صحف من رصاص" (۱)

امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام: "ام حسبت أن أصحاب الكهف والرقیم..." کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: یہ وہ لوگ تھے کہ جو فرار ہوئے تھے اور اس زمانے کے بادشاہ نے ان کے نام ان کے آباء و اجداد اور ان کے قبیلے ناموں کو سیسے کی چندالواح پر لکھے ہوئے تھے۔ (اس لیے اصحاب کہف کو اصحاب رقیم بھی کیا جا تا ہے)۔

۸۔ عن نعمان بن بشیر أنه سمع رسول الله يحدث عن أصحاب الرقیم: ان ثلاثة نفر دخلوا إلى الكهف فوقع من الجبل حجر على الكهف فاصد عليهم ... ففرج الله عنهم وخرجوا إلى أهليهم راجعين (۲)

نعمان بن بشیر سے نقل ہوا کہ اس نے رسول اللہ (ص) سے سنا کہ آپ (ص) نے اصحاب رقیم کے بارے میں فرمایا: وہ تین افراد تھے کہ جو غار میں داخل ہوئے اور ایک پتھر پہاڑ سے غار پر گرا اور غار کو ان پر بند کر دیا... پس اللہ تعالیٰ نے ان کے امر میں گشائش پیدا کی (اور وہ غار سے آزاد ہوئے) اور اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ گئے۔

۹۔ عن أبي عبد الله (ع) قال: إنّ أصحاب

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۳۲۱، ج ۵، نور الثقلین، ج ۳، ص ۲۴۴، ح (۲۱-۲) الدر المنثور، ج ۵، ص ۳۶۳۔

الكهف ۱ سَرُّوا الْإِيمَانَ وَأَظْهَرُوا الْكُفْرَ... (۱)

امام صادق (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: اصحاب کہف نے اپنے ایمان کو مخفی رکھا اور کفر کا اظہار کرتے تھے۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کو تسلی دینا ۶

اصحاب رقیم: اصحاب رقیم سے مراد ۲

اصحاب کہف: اصحاب کہف کا تقیہ ۹; اصحاب کہف کا قصہ ۱

۳، ۳، ۴، ۹، ۸; اصحاب کہف کی تعداد ۸; اصحاب کہف کے قصہ کا فلسفہ ۶; اصحاب کہف کے قصہ کی تاریخ ۵; اصحاب کہف کے نام ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عظمت ۳; اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی عظمت ۳

اللہ تعالیٰ کی نشانیاں: اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی عظمت ۳

روایت: ۸، ۹، ۴

قرآن مجید: قرآن مجید کے قصوں کا فلسفہ ۶

آیت ۱۰

﴿إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا﴾

جب کہ کچھ جوانوں نے غار میں پناہ لی اور یہ دعا کی کہ پروردگار ہم کو اپنی رحمت عطا فرما اور ہمارے لئے ہمارے کام میں کامیابی کا سامان فراہم کر دے (۱۰)

۱۔ اصحاب کہف وہ گروہ تھا کہ جو کفر و منحرف معاشرہ سے خطرہ کی بناء پر پہاڑ کی طرف پناہ لینے کے لئے بھاگ نکلے تھے۔
اذ اوى الفتية إلى الكهف

"اوى إلى كذا" یعنی اس جگہ کی طرف بڑھا اور اسے اپنی پناہ گاہ اور جائے سکونت قرار دیا۔

۲۔ اصحاب کہف کی غار کی طرف حرکت جو انہوں نے اور عظمت کی تلاش کی بناء پر تھی۔

إذا وى الفتية إلى الكهف فقالوا ربنا

"فتية"، "فتی" کی جمع ہے کہ جس کا معنی جوان ہے۔ اس کلمہ کا اصحاب کہف کے بارے میں استعمال، ممکن ہے اس

حوالے سے ہو کہ وہ عمر کے اعتبار سے جوان ہوں اور یہ بھی امکان ہے کہ یہاں انکی جوانمردی جیسی صفت کی طرف اشارہ کیا گیا ہو۔ بہر حال مندرجہ بالا مطلب دوسرے احتمال کی بناء پر ہے۔

۳۔ جوانی میں ایمان اور عمل، بہت اہم اور قابل قدر ہے۔ اذا وی الفتية إلى الکھف

آت شریفہ کا اصحاب کہف کے بارے میں جوان ہونے کی وضاحت (اس بناء پر کہ یہاں عمر کے اعتبار سے جوان کہا گیا ہے) جوانی میں ایمان و عمل کی قدر و قیمت بیان کر رہی ہے کیونکہ قرآن مجید اپنے قصوں میں کسی کے ذاتی اور عمر کے اعتبار سے صفات سے اس وقت تک بات نہیں کرتا جب تک ان میں کوئی پیغام اور نکتہ موجود نہ ہو۔

۴۔ اپنے ایمان کو محفوظ رکھنے کے لئے گھر اور کاشانہ چھوڑنا، جوانمردی اور بہت بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اذا وی الفتية إلى الکھف فقالوا ربنا جن لوگوں نے اپنے گھر کو ایمان کی حفاظت کی خاطر چھوڑ دیا انہیں "الفتية" (جوانمردی) کے عنوان سے یاد کرنا اگرچہ وہاں ضمیر کو بھی لایا جاسکتا تھا اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ گھر اور کاشانہ کو چھوڑنا جوانمردی اور اہمیت کے قابل ہے۔

۵۔ ایمان اور اقدار کی حفاظت کے لئے ہجرت اور فاسد ماحول سے دور ہونا، جوانمردی کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ کے، نزدیک قابل تعریف ہے۔ اذا وی الفتية إلى الکھف

۶۔ اصحاب کہف، ایک موحد گروہ اور ایک خدا کی ربوبیت کی معرفت رکھنے والے تھے۔ فقالوا ربنا ء اتنا من لدنک رحمة
۷۔ اصحاب کہف نے الہی ربوبیت سے تمسک کرتے ہوئے اس کی رحمت و حمایت کو طلب کیا۔
فقالوا ربنا ء اتنا من لدنک رحمة و هیّ لنا

۸۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے تمسک کرنا، دعا اور مناجات کے آداب میں سے ہے۔ فقالوا ربنا ء اتنا

۹۔ اصحاب کہف حق کی تلاش میں قدم اٹھانے والے اور اللہ تعالیٰ کی امداد پر بھروسہ رکھنے والے تھے۔
إذا وی الفتية إلى الکھف فقالوا ربنا ء اتنا من لدنک رحمة

۱۰۔ عمل اور تلاش کے ساتھ دعا ایک شائستہ اور عظیم کام ہے۔

إذا وی الفتية ... فقالوا ربنا ء اتنا من لدنک رحمة

"فقالوا" میں حرف "فای" بتا رہا ہے کہ اصحاب کہف نے جب اپنے گھر اور شہر کو چھوڑا اور اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے غار میں پناہ لی تو دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ سے رحمت، راہنمائی اور مصیبت سے رہائی طلب کی، نہ کہ وہ کوئی عمل کیے بغیر ہی اللہ سے کمال کے طلب ہوئے۔

۱۱۔ ایمان کی حفاظت کی خاطر قدم اٹھانا، اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے کا باعث ہے۔

اذ اوى الفتية إلى الكهف فقالوا ربنا ء اتنا من لدنك رحمة

۱۲۔ اصحاب کہف وہ توحید پرست تھے کہ جنہوں نے غیر خدا سے امید ختم کر لی تھی صرف اس کی ذات کے محتاج تھے اور اس کی رحمت کے امیدوار تھے۔ فقالوا ربنا ء اتنا من لدنك رحمة کلمہ "من لدنك" ہو سکتا ہے اس نکتہ سے حکایت کر رہا ہو کہ وہ غیر خدا سے امید ختم کر چکے تھے اور فقط رحمت الہی کے طلبگار تھے۔

۱۳۔ اصحاب کہف نے اللہ تعالیٰ سے یہ چاہا تھا کہ انکی تمام حرکت و کوشش فقط راہ ہدایت پر ہو اور اسمیں کسی قسم کی گمراہی کا شائبہ نہ ہو۔ وہی ء لنا من امرنا رشدا

"رشد" کا معنی "اہتدائی" ہے اور "امرنا" سے مراد ۱۳ اور ۱۴ آیات کے قرینہ کی وجہ سے جو کہ اصحاب کہف کی داستان کی تفصیل بیان کر رہی ہیں ان کی شرک کے خلاف کوشش اور حرکت ہے۔

۱۴۔ اصحاب کہف، اللہ تعالیٰ سے شرک اور اس کے غیر کی پرستش کے خلاف اپنی کوشش اور قیام سے پیدا ہونے والی مصیبتوں اور مشکلات سے نجات پانے کے لئے امداد چاہتے تھے۔ وہی ء لنا من امرنا رشدا

ان کا غار میں ٹھہرنا بتاتا ہے کہ اصحاب کہف کی یہ تحریک اور قیام ان کے لئے مشکلات اور مصیبتوں کا موجب بنا اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ ان کا ہدایت چاہنے سے مراد اپنے بعد والے عزائم میں راہنمائی پانا اور وہ جو مصیبتیں اور مشکلات ان پر آنے والی تھیں ان سے نجات کا راستہ پانا تھا۔

۱۵۔ انسان، اللہ کی رحمت کے ضمن میں ہدایت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ء اتنا ... رحمة وهی ء لنا من امرنا رشدا

جملہ "وہی..." کا پہلے والے جملہ پر عطف ہو سکتا ہے۔ مسبب کا سبب پر عطف ہو یعنی رحمت کا آنا ہدایت و راہنمائی کے لئے سبب اور پیش خیمہ ہے۔

۱۶۔ اصحاب کہف کا ایمان کی حفاظت کی خاطر جو انمردی پر مشتمل کوشش، بلند ترین پسندیدہ اعمال کا ایک نمونہ ہے۔

ایہم أحسن عملاً ... إذا وی الفتية إلى الكهف

گذشتہ آیات میں واضح ہوا کہ "احسن عملاً" زمین کی نعمات کی تخلیق کا ہدف قرار پایا ہے تو اس غرض و غایت اور فلسفہ کے بیان کے بعد اصحاب کہف کا ذکر گویا "احسن عملاً" کے ایک مصداق کا ذکر ہے۔

۱۷۔ اصحاب کہف نے زندگی کی ناپائدار زینتوں کو ترک کیا اور الہی امتحان میں کامیاب ہوئے۔

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَهَا ... إِذْ أَوْى الْفَتِيَّةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا ... وَهَيَّءْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشْدًا

اس آیت کا گزشتہ آیات سے ربط کے حوالے سے نکات میں سے ایک نکتہ یہ ہے کہ اصحاب کہف دنیاوی زینتوں (زینتہ لھا) کے ذریعہ ہونے والے امتحان میں فتح یاب ہونے اور انکی یہ کوشش "احسن عملاً" کے مطابق پسندیدہ عمل کے انجام کے لئے تھی۔

۱۸_ عن أبي عبد الله (ع) ... ان أصحاب الكهف كانوا شيوخاً فسماهم الله عز وجل فتية إيمانهم۔^(۱)

امام صادق (ص) سے روایت ہوئی کہ اصحاب کہف بوڑھے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی ایمان کی خاطر انہیں جوان (جوانمرد) کہا۔

اصحاب کہف: اصحاب کہف کا امتحان ۱۷؛ اصحاب کہف کا امید رکھنا ۱۲؛ اصحاب کہف کا ایمان ۱۶؛ اصحاب کہف کا بڑھاپا ۱۸؛ اصحاب کہف کا پسندیدہ عمل ۱۶؛ اصحاب کہف کا پناہ تلاش کرنا ۱؛ اصحاب کہف کا توکل ۹؛ اصحاب کہف کا تمسک ۷؛ اصحاب کہف کا حق کی تلاش کرنا ۹؛ اصحاب کہف کا عقیدہ ۶؛ اصحاب کہف کی فضیلت کی تلاش کرنا ۲؛ اصحاب کہف کا قصہ ۱؛ اصحاب کہف کا مدد طلب کرنا ۱۳؛ اصحاب کہف کی تحریک ۱۶؛ اصحاب کہف کی توحید ۱۲؛ اصحاب کہف کی توحید ربوبی ۶؛ اصحاب کہف کی جوانمردی ۲، ۱۶، ۱۸؛ اصحاب کہف کی دعا ۷، ۱۳، ۱۳؛ اصحاب کہف کی شرک سے جنگ ۱۳؛ اصحاب کہف کی کامیابی ۱۷؛ اصحاب کہف کی مشکلات ۱۳؛ اصحاب کہف کی ہجرت ۲؛ اصحاب کہف کے زمانے کا معاشرہ ۱؛ اصحاب کہف کے فضائل ۱۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی تعریفیں ۵؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے تمسک ۷، ۸؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی درخواست ۷؛ اللہ تعالیٰ کی حمایتوں کی درخواست ۷ / امید رکھنا: رحمت کی امید رکھنا ۱۲

امید رکھنے والے: رحمت کی امید رکھنے والے ۱۲

ایمان: ایمان کی حفاظت کی اہمیت ۳؛ ایمان کی حفاظت پر حوصلہ افزائی ۵؛ ایمان کی حفاظت کے آثار ۱۱

بھروسہ: اللہ تعالیٰ کی امدادوں پر بھروسہ ۹ / جوانمردی: جوانمردی کے مقامات ۲، ۵

جوانی: جوانی میں ایمان کی اہمیت ۳؛ جوانی میں عمل کی اہمیت ۳

دعا: دعا اور کوشش ۱۰؛ دعا کی اہمیت ۱۰؛ دعا کے آداب ۸

رحمت: رحمت کا باعث ۱۱؛ رحمت کے آثار ۱۵

روایت: ۱۸۔

زندگی: دنیاوی زندگی سے دوری اختیار کرنے والے ۱۷

عمل: بہترین عمل ۱۶

مدد طلب کرنا: اللہ سے مدد طلب کرنا ۱۳

فضائل: فضائل کو محفوظ رکھنے پر حوصلہ افزائی ۵

کامیابی: اللہ کے امتحانوں میں کامیابی ۱۷

موحدین: ۶، ۱۲

ہجرت: فاسد معاشرہ سے ہجرت ۵؛ ہجرت کی اہمیت ۵؛

ہدایت: ہدایت کا سرچشمہ ۱۵؛ ہدایت کی درخواست ۱۳

آیت ۱۱

﴿فَضْرَبْنَا عَلَى الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا﴾

تو ہم نے غار میں ان کے کانوں پر چند برسوں کے لئے پردے ڈال دئے (۱۱)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف پر نیند مسلط کر کے ان کی دعائوں کو قبول فرمایا۔ فقالوا ربنا ء اتنا ... فضربنا علی ء اذاھم عبارت "ضربنا علی اذاھم" اس سے کنایہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سلا دیا اس طرح کہ ان کے کان کچھ نہیں سن سکتے تھے۔ جملہ "ضربنا" کا حرف تفریع سے گزشتہ ان جملات پر عطف کہ جن میں اصحاب کہف کی دعا تھی، یہ بتاتا ہے کہ ان کی دعائوں کے مستجاب ہونے کی بناء پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر نیند چھا گئی۔

۲۔ کئی سالوں پر مشتمل گہری نیند میں اصحاب کہف کا کھوجانا، اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی بناء پر تھا۔

فضربنا علی ء اذاھم فی الکھف سنین عددا

"عدداً" مصدر ہے اور اس سے مراد "معدودہ" یا "ذات عدد" ہے۔ "سنین" کی عدد کے ساتھ تو صیغ بعض مفسرین کی نظر میں سالوں کی کثرت پر اشارہ ہے کیونکہ اگر سالوں کی تعداد کم ہوتی تو ضرورت نہ تھی کہ انہیں شمار کیا جائے۔

۳۔ نیند کی حالت میں اصحاب کہف کی لمبی زندگی، اللہ

تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔ کانوا من ء ایتنا عجبا... فضرینا علی ء اذانہم فی الکھف سنین عدد۱
۳۔ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کی سماعت کی حس میں تبدیلی پیدا کر کے انہیں نیند کی حالت میں کئی سال غار میں ٹھہرائے رکھا۔

۵۔ انسان کی سماعت کی حس کا اسکی نیند سے گہرا تعلق ہے۔ فضرینا علی ء اذانہم فی الکھف سنین عدد۱
"انکے کانوں پر پردہ ڈال کر" ان کی نیند کو بیان کرنا جیسا کہ جملہ "ضرینا..." میں ہے یہ بتاتا ہے کہ نیند اور حس سماعت میں کافی قریبی تعلق ہے۔

۶۔ زندگی کے طبعی اور مادی روابط اور اسباب پر اللہ کا ارادہ غالب ہے۔ فضرینا علی ء اذانہم فی الکھف سنین عدد۱
۷۔ انسان کا جسمانی نظام، نیند کی صورت میں بغیر غذا کے لمبی زندگی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ فضرینا علی ء اذانہم فی الکھف سنین عدد۱۔ سورہ کہف کی ان آیات سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اصحاب کہف ان بہت سے سالوں میں زندہ تھے، لیکن حالت خواب میں تھے۔

۸۔ اصحاب کہف کا کئی سالوں کی نیند میں کھوجانے کا مقام، غار تھا۔ فضرینا علی ء اذانہم فی الکھف سنین عدد۱
اصحاب کہف: اصحاب کہف کا قصہ ۳، ۲، ۱، ۸؛ اصحاب کہف کی دعا کا قبول ہونا ۱؛ اصحاب کہف کی عمر ۳؛ اصحاب کہف کی نیند ۱، ۳؛ اصحاب کہف کی نیند کا سرچشمہ ۳، ۳؛ اصحاب کہف کی نیند کی مدت ۸، ۲؛ اصحاب کہف کی نیند کا مقام ۸؛ اصحاب کہف کے کانوں کا بھاری ہونا ۳؛ غار میں اصحاب کہف ۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا غالب ہونا ۶؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا کردار ۲؛ اللہ تعالیٰ کے افعال ۳، ۱
اللہ تعالیٰ کی آیات: ۳

جسم: جسم کی صلاحیتیں ۷

سماعت: حس سماعت اور نیند ۵

عمر: لمبی عمر کا باعث ۷

طبعی اسباب: طبعی اسباب پر غالب ۶

نیند: نیند کا کردار ۷

آیت ۱۲

﴿ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا﴾

پھر ہم نے انھیں دوبارہ اٹھایا تاکہ یہ دیکھیں کہ دونوں گروہوں میں اپنے ٹھہرنے کی مدت کسے زیادہ معلوم ہے (۱۲)

۱۔ اصحاب کہف اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی بناء پر اپنی چند سالہ نیند کے بعد بیدار ہو گئے۔

فَضَرَبْنَا عَلَىٰ آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ۚ ثُمَّ بَعَثْنَا هُمْ

۲۔ اصحاب کہف کو نیند سے بیدار کرنے کا مقصد انکو اپنی نیند کی مدت کے حوالے سے واضح کرنا تھا۔

ثُمَّ بَعَثْنَا هُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا

یاد رہے کہ "لنعلم" (تاکہ ہم جان لیں) اللہ تعالیٰ کے حوالے سے کسب علم نہیں ہے بلکہ معلوم چیز کو تحقق بخشنا ہے۔

مندرجہ بالا مطلب میں اللہ تعالیٰ کے جاننے کو "واضح کرنا" سے تعبیر کیا گیا ہے اور "امد" گزرتا وقت اور مدت کا اختتام کا

معنی دیتا ہے۔

اس آیت میں "أَحْصَىٰ" کے قرینہ سے پہلا معنی مراد ہے کلمہ "أَحْصَىٰ" کے بارے میں احتمال ہے کہ فعل ماضی ہو اور "امد"

اس کا مفعول کہ جس کی وجہ سے "لما لبثوا" کا "امد" سے تعلق ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ "أَحْصَىٰ" اسم تفضیل ہو اور "امد"

اس کی تمیز ہو۔

۳۔ اصحاب کہف میں اپنی نیند کی مدت کے تجزیہ کے حوالے سے دو گروہ پیدا ہو چکے تھے۔ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا

بعد والی آیات کی طرف توجہ کرتے ہوئے جو کہ اصحاب کہف کی آپس میں گفتگو نقل کرتی ہیں۔ "قَالُوا لَبِثْنَا" سے معلوم ہوتا

ہے کہ وہ دو گروہوں میں بٹ چکے تھے اور اپنی نیند کی مدت کے حوالے سے ان کی رائے میں اختلاف تھا۔

۳۔ عالم ہستی میں تعجب انگیز چیزوں کا موجود ہونا اللہ تعالیٰ کے علم کے فعلی ہونے کی بناء پر ہے۔

ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ

یہ واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے آگاہ ہے زمان

و مکان کے ابعاد اس کے علم کے مد مقابل رکاوٹ نہیں ہیں۔ لہذا "لنعلم" کا ایسا معنی ہو کہ جو اس مسلم اور عمومی قانون کے منافی نہ ہو تو ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ "لنعلم" میں علم سے مراد اللہ تعالیٰ کے علم کا فعلی ہونا ہے یعنی وہ چیز کہ جس کے متحقق ہونے کا اللہ کو علم تھا وہ تحقق پیدا کر گئی ہے۔

اصحاب کہف: اصحاب کہف کا قصہ ۱، ۳؛ اصحاب کہف کی بیداری کا سرچشمہ ۱؛ اصحاب کہف کی بیداری کا فلسفہ ۲؛ اصحاب کہف کی نیند کی مدت ۲، ۳؛ اصحاب کہف میں اختلاف ۳؛

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے ارادے کا کردار ۱؛ اللہ تعالیٰ کے علم کے متحقق ہونے کے آثار ۲
موجودات: موجودات کی خلقت ۳

آیت ۱۳

﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ إِنَّهُمْ فِتْنَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَرِزْنَاهُمْ هُدًى﴾

ہم آپ کو ان کے واقعات بالکل سچے سچے بتا رہے ہیں۔ یہ چند جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں اضافہ کر دیا تھا (۱۳)

۱۔ پیغمبر (ص) کے لئے اصحاب کہف کی داستان نقل کرنے میں اللہ تعالیٰ کا بیان قصے کہانیوں اور خرافات سے دور، حقیقت کے مطابق تھا۔ نحن نقص عليك نبا هم بالحق

"بالحق" ہو سکتا ہے "نقص" کے متعلق ہو یا "نبا ہم" کے لئے قید ہو پہلی صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ اصحاب کہف کے حوالے سے ہماری بات مکمل طور پر حقیقت کے مطابق ہے اور جو کچھ ہم نقل کر رہے ہیں غیر حقیقی باتوں سے مخلوط ہونے سے منزہ اور پاک ہے۔

۲۔ اصحاب کہف کی داستان، حقیقت پر مبنی ایک واقعی داستان ہے نہ کہ محض بنایا گیا خیالی افسانہ ہے۔ نحن نقص عليك نبا هم بالحق مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ "بالحق"، "نبا ہم" کے لئے قید ہو یعنی یہ بتایا جا رہا ہے کہ اصحاب کہف کی داستان کائنات میں واقع ہونے والی حقیقی داستان ہے نہ یہ کہ قرآن نے توحید پرست انسانوں کے حوالے سے ایک خیالی ماڈل و نمونہ کے طور پر اسے بنایا ہے۔

۳۔ اصحاب کہف کی داستان نقل کرنے کا ایک قابل قدر اور مفید مقصد ہے۔ نحن نقص عليك نبا هم بالحق

"حق" اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو اپنے مقام پر اور حکمت کے ساتھ ہو (مجمع البیان) یہ کہ اصحاب کہف کی داستان کو حق کے ساتھ بیان کرنا جیسا کہ جملہ "نقص علیک نبا ہم بالحق" سے واضح ہے۔ اس مطلب کی طرف اشارہ ہو رہا ہے کہ اس داستان کے نقل کرنے میں ایک منطقی ہدف اور اچھی قابل قدر غرض کو ملحوظ خاطر رکھا گیا۔

۳ زمانہ بعثت کے لوگوں کی اصحاب کہف اور ان کی داستان کے حوالے سے غیر حقیقی اور خرافات سے ملی ہوئی معلومات تھیں نحن نقص علیک نبا ہم بالحق "بالحق" اصحاب کہف کی داستان بیان کرنے والوں کے لئے تعریفی قید ہے اور یہ بیان کر رہی ہے کہ وہ غیر حقیقی اور خرافات پر مشتمل چیزوں سے مخلوط کر کے اس داستان کو بیان کرتے تھے

۵۔ الہی لوگوں کے صحیح خوخال اور تاریخی حقیقی واقعات بیان کرنے اور لوگوں کی داستان سے ابہام دور کرنے کا قرآنی اہتمام۔ نحن نقص علیک نبا ہم بالحق

۶۔ تاریخی حقائق اور حقیقی داستانوں سے فائدہ اٹھانا قرآنی روش اور طریقوں میں سے ایک ہے۔ نحن نقص علیک نبا ہم بالحق

۷۔ اصحاب کہف، اپنے پروردگار پر ایمان لاتے ہوئے جو انہر دوگ اور اللہ تعالیٰ کی فراوان ہدایت سے بہرہ مند تھے۔
انہم فتیۃ ء امنوا برہم وزدناہم ہدی

۸۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی معرفت، اصحاب کہف کے ایمان کے اسباب میں سے تھی۔ امنوا برہم

۹۔ جوانوں کا ایمان، قابل قدر اور خاص اہمیت کا حامل ہے۔ انہم فتیۃ ء امنوا برہم

آیت کی اصحاب کہف کے "فتیۃ" ہونے پر تاکید شاید ان کی عمر کے حوالے سے ہو کہ اس صورت میں اس صفت کو واضح کرنا اور فوقیت دینا جوانی کے سالوں میں ایمان کی قدر و قیمت بیان کر رہا ہے۔

۱۰۔ ایمان کی راہ میں انسان کی حرکت، اللہ کی وافر مقدار میں ہدایت سے بہرہ مند ہونے کا سرچشمہ ہے۔
ء امنوا برہم وزدناہم ہدی

۱۱۔ اللہ پر ایمان، حقیقی ہدایت اور بہت سے درجات پر مشتمل ہے۔ امنوا برہم وزدناہم ہدی

"زدناہم ہدی" (ان کی ہدایت میں ہم نے اضافہ کیا) کا ان کے ایمان لانے کے بعد ذکر، اس معنی کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ ہم نے ان کے ایمان کو استحکام بخشا ہے تو اس صورت میں ہدایت سے مراد، ایمان کا مضبوط ہونا ہوگا۔

اسلام:

صدر اسلام کی تاریخ ۳؛ صدر اسلام میں خرافات ۴

اصحاب کہف: اصحاب کہف کا ایمان ۷؛ اصحاب کہف کی اللہ تعالیٰ کے بارے میں معرفت ۸؛ اصحاب کہف کی جوانمردی ۷؛ اصحاب کہف کی داستان کی اہمیت ۳؛ اصحاب کہف کی داستان کی حقیقت ۱، ۲؛ اصحاب کہف کی داستان کا مقصد ۳؛ اصحاب کہف کی ہدایت ۷؛ اصحاب کہف کے ایمان کے اسباب ۸؛ اصحاب کہف کے فضائل ۷؛ اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۸؛ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے آثار ۸

اہمیتیں: ۹

ایمان: اللہ تعالیٰ پر ایمان ۱۱؛ ایمان کے آثار ۱۰؛ ایمان کے درجات ۱۱

تاریخ: تاریخ بیان کرنے کی اہمیت ۵؛ تاریخ کے مصادر ۵

جوانی: جوانی میں ایمان کی اہمیت ۹

قرآن: قرآن کا کردار ۵؛ قرآن میں تاریخ ۶؛ قرآنی تعلیمات کی روش ۶

لوگ: زمانہ بعثت کے لوگ اور اصحاب کہف کا قصہ ۳

مؤمنین: ۷

ہدایت پانے والے: ۷؛ ہدایت کا پیش خیمہ ۱۰؛ ہدایت کے موارد ۱

آیت ۱۳

﴿وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَن نَّدْعُو مِن دُونِهِ إِلَهًا لَقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا﴾

اور انکے دلوں کو مطمئن کر دیا تھا اس وقت جب یہ سب یہ کہہ کر اٹھے کہ ہمارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا مالک ہے ہم

اس کے علاوہ کسی خدا کو نہ پکاردیں گے کہ اس طرح ہم بے عقلی کی بات کے قائل ہو جائیں گے (۱۳)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے قیام اور حرکت کے بعد ان کے دلوں کو استوار اور اطمینان سے سرشار کیا۔ وربطنا

على قلوبهم إذ قاموا

جملہ "ربطنا على قلوبهم" (ہم نے ان کے دلوں کو متصل کیا) یہ ایک تمثیل ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دلوں کو اطمینان

بخشا اور محکم و استوار کیا۔

۲۔ راہ توحید میں قیام اور عقیدہ توحید کا اعلان، بہت با عظمت اور با وقار قدر و قیمت کا حامل ہے۔
وربطنا علی قلوبہم إذ قاموا فقالوا ربّنا ربّ السموات والارض۔

قیام کے معانی میں سے ایک معنی، "عزم اور مصمم ارادہ ہے"۔ لہذا "قاموا" سے مراد یہ کہ اپنے توحیدی عقیدہ پر مصمم ہو گئے "فقالوا" گویا اسی عقیدہ کا اعلان ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر قیام اور اقدار کا دفاع، محکم روحی اور قلبی طاقت کا محتاج ہے۔ وربطنا علی قلوبہم إذ قاموا
۴۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرنے کے لئے روحی اور قلبی قدرت و طاقت اس کی (اللہ کی) طرف سے توحید پرست قیام کرنے والے کے لئے ایک عنایت ہے۔ امنوا برہم ... وربطنا علی قلوبہم إذ قاموا

۵۔ راہ توحید میں اللہ تعالیٰ کی خاطر قیام، الہی تائیدوں اور اس کی معنوی عنایات کا موجب ہے۔ وربطنا علی قلوبہم إذ قاموا

۶۔ ایمان حقیقی، عقیدہ توحید کو دوام بخشنے کی راہ میں زحمت و کوشش کا موجب ہے۔ امنوا برہم ... إذ قاموا فقالوا ربّنا
۷۔ تمام موجودات پر اللہ واحد کی ربوبیت کا اعلان اور اسکے غیر کی عبادت سے بیزاری، اصحاب کہف کا اعلان اور ان کے قیام کا مرکزی نکتہ تھا۔ فقالوا ربّنا ربّ السموات والارض لن تدعوا من دونہ إلهاً۔

۸۔ اصحاب کہف کا معاشرتی ماحول، شرک سے آلودہ ماحول تھا اور اظہار توحید کے لئے غیر مناسب تھا۔
وربطنا علی قلوبہم إذ قاموا فقالوا

چنانچہ اگر اصحاب کہف کے اظہار نظر کے لیے ماحول مناسب ہوتا تو انہیں قیام کی ضرورت نہ تھی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی خصوصی امدادوں (ربطنا...) کی ضرورت تھی۔

۹۔ فقط انسانوں اور کائنات کا پروردگار، حق عبادت رکھتا ہے۔ ربّنا ربّ السموات والارض

۱۰۔ انسانوں اور کائنات پر ربوبیت آپس میں ملی ہوئی اور جدا نہ ہونے والی ہے۔
ربّنا ربّ السموات والارض لن ندعوا من دونہ۔

اصحاب کہف نے اللہ تعالیٰ کی کائنات پر ربوبیت کا علم رکھتے ہوئے اپنے رب کو بھی "ربّنا" کے بیان سے پکارا یعنی اللہ ہی زمین اور آسمانوں کا رب سمجھا اور ان دونوں میں جدائی کو ناحق جانا اور یہ جملہ کہہ کر اپنی بات کی تاکید کی۔ "لقد قلنا
إذاً شططاً"

۱۱۔ ربوبیت میں توحید، عبادت میں توحید اور توحید پرستی کا تقاضا کرتی ہے۔
رَبَّنَا رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لِنُدْعُوكَ مِنْ دُونِهِ إِهْلًا۔

اصحاب کہف کے استدلال میں "إله" (معبود) کی وحدت اور "رب" کی وحدانیت میں جدائی ناپذیر تلازم، واضح معلوم ہوتا ہے۔ وہ حرف "لن" لا کر کہ جو ہمیشہ کے لئے نفی کرتا ہے۔ "رب السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ" کے علاوہ ہر چیز کے معبود ہونے کی نفی کرتے تھے۔

۱۲۔ کائنات، بہت سے آسمانوں کا مرکب ہے۔ رب السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

۱۳۔ آسمانوں اور زمین (کائنات) کے امور کی تدبیر، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ رب السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

۱۴۔ اصحاب کہف کی گہری فکر اور توحیدی تحریک ان پر بہت زیادہ الہی ہدایت کی وجہ سے تھی۔ زِدْنَاهُمْ هُدًى وَرَبُّنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبَّنَا رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ "أَقَامُوا" جملات "زِدْنَاهُمْ هُدًى وَرَبُّنَا..." کے لئے ظرف ہے۔

۱۵۔ غیر خدا کی ربوبیت اور الوہیت پر عقیدہ، حق و حقیقت سے بہت دور ایک فکر ہے۔ لِنُدْعُوكَ مِنْ دُونِهِ إِهْلًا لَقَدْ قُلْنَا إِذَا شَطَطًا "شَطَط" حق سے دور اور افراط میں پڑنے کے معنی میں ہے۔

۱۶۔ حق و عدالت کے ترازو پر عقائد کو محکم کرنے اور ہر قسم کے باطل کی طرف میلان پیدا کرنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ لِنُدْعُوكَ مِنْ دُونِهِ إِهْلًا لَقَدْ قُلْنَا إِذَا شَطَطًا

آیت مبارکہ اور اصحاب کہف کی گفتگو میں باطل کی طرف میلان اور حق سے دور ہر بات کی مذمت کی گئی ہے یہ بات حقیقت میں عقائد کے انتخاب میں معیار پیش کر رہی ہے۔

۱۷۔ "عن أبي جعفر (ع) في قوله عز وجل: لِنُدْعُوكَ مِنْ دُونِهِ إِهْلًا لَقَدْ قُلْنَا إِذَا شَطَطًا۔ یعنی جوراً علی اللہ إن قلنا إنَّ له شريكاً" (۱) امام باقر (ع) سے اللہ تعالیٰ کی کلام: "لِنُدْعُوكَ مِنْ دُونِهِ إِهْلًا لَقَدْ قُلْنَا إِذَا شَطَطًا" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ آیت سے مراد یہ ہے کہ اگر یہ کہیں اس کا کوئی شریک ہے تو یہ اللہ پر ظلم ہے۔

آسمان: آسمانوں کی تعداد ۱۲؛ آسمانوں کا رب ۱۳

اصحاب کہف: اصحاب کہف کا شرک سے مقابلہ ۷؛ اصحاب کہف کا شمار ۷؛ اصحاب کہف کا قصہ ۸؛ اصحاب کہف کی

(۱) تفسیر فی ج ۲ ص ۳۴، نور الثقلین ج ۳، ص ۲۵۱، ح ۳۴۔

تحریک کے آثار ۱؛ اصحاب کہف کی تحریک کے اسباب ۱۳؛ اصحاب کہف کی توحید ربوبیت ۴؛ اصحاب کہف کی توحید کے آثار ۱۳؛ اصحاب کہف کی ہدایت کے آثار ۱۳؛ اصحاب کہف کے دل کے اطمینان کا سرچشمہ ۱؛ اصحاب کہف کے زمانہ کا معاشرہ ۸؛ اصحاب کہف کے زمانہ میں شرک ۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ پر ظلم ۱۴؛ اللہ تعالیٰ کی حمایتوں کا باپیش خیمہ ۵؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ۳؛ اللہ تعالیٰ کے افعال ۱

اللہ تعالیٰ کی راہ میں تحریک: اللہ تعالیٰ کی راہ میں تحریک کی اہمیت ۲؛ اللہ تعالیٰ کی راہ میں تحریک کی شرائط ۳؛ اللہ تعالیٰ کی راہ میں تحریک کے آثار ۵

انسان: انسان کا رب ۱۰

ایمان: ایمان کے آثار ۶

باطل: باطل سے دوری کی اہمیت ۱۶

توحید: توحید ربوبیت کے آثار ۱۱؛ توحید ربوبیت کے اسباب ۱۱؛ توحید عبادی ۹؛ توحید کا باعث ۶؛

توحید کی تبلیغ کی اہمیت ۲؛ ربوبیت میں توحید ۱۰

خوبیاں: ۲ خوبیوں کے دفاع کا باعث ۳

روایت: ۱۴ زمین: زمین کا رب ۱۳

شرک: شرک کا رد ۱۵؛ شرک کا ظلم ۱۴

ضرورتیں: قلبی اطمینان کی ضرورت ۳

عقیدہ: باطل عقیدہ ۱۵؛ عقیدہ کی بنیادیں ۱۶؛ عقیدہ کی حقانیت ۱۶؛ غیر خدا کی ربوبیت کے بارے میں عقیدہ ۱۵

مجاہدین: مجاہدین پر نعمات ۲؛ مجاہدین کا روحی استحکام ۳

معبودیت: معبودیت کا معیار ۹

موحدین: موحدین پر نعمات ۲؛ موحدین کا روحی استحکام ۳

نعمت: اطمینان قلب جیسی نعمت ۳؛ نعمت کا باعث ۵

آیت ۱۵

﴿هَؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا﴾

یہ ہماری قوم ہے جس نے خدا کو چھوڑ کر دوسرے خدا اختیار کر لئے ہیں آخر یہ لوگ ان خداؤں کے لئے کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لاتے۔ پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو پروردگار پر افترا کرے اور اس کے خلاف الزام لگائے (۱۵)

۱۔ اصحاب کہف کا معاشرہ، ایک مشرک اور بہت سے معبودوں پر عقیدہ رکھنے والا معاشرہ تھا۔

هو لاء قومنا اتخذوا من دونه الهة

۲۔ اصحاب کہف، اپنے معاشرہ کے لوگوں کے شرک اور عقائد میں منحرف ہونے سے پریشان اور دلی طور پر رنجیدہ تھے۔

هو لاء قومنا اتخذوا من دونه الهة

جملہ "ہولائی..." کا انداز اصحاب کہف کے اپنے زمانے کے لوگوں کی گمراہی پر افسوس و رنج کے اظہار کو بیان کر رہا ہے۔

۳۔ حقیقی توحید پرست لوگ، لوگوں کے شرک اور عقائد میں انحراف کے مد مقابل خاموش نہیں رہ سکتے۔

ربنا رب السموات... هو لاء قومنا اتخذوا من دونه الهة

اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کا حقیقی توحید پرست لوگوں کے عنوان سے تعارف کروایا اور ان کے حالات و صفات کے بیان میں ان کے اصل توحید کے اقرار کے بعد ان کا اپنے معاشرہ کے لوگوں کی طرف متوجہ ہونا اور لوگوں کی گمراہی پر انکا افسوس کرنا بیان کیا ہے۔

۳۔ اجتماعی فضا اور معاشرتی جبر، سماج کے رنگ میں رنگنے کی وضاحت کے لئے عذر کے طور پر قبول نہیں ہونگے۔

هو لاء قومنا اتخذوا من دونه الهة

اصحاب کہف کے کفر سے بھرے ہوئے ماحول میں ان کے توحید اور ایمان کی طرف میلان کو بیان کرنا اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کے لئے ممکن ہے کہ ماحول کے رنگ میں نہ رنگے بلکہ عمومی فضا کے خلاف راہ حق میں قدم اٹھائے۔

۵۔ اصحاب کہف کا معاشرہ اپنے شرک سے آلودہ عقائد پر کسی قسم کی دلیل و برہان نہیں رکھتا تھا۔

هو لاء قومنا... لولا يا تون عليهم بسطان بين۔

۶۔ اصحاب کہف کی نظر میں اپنے معاشرہ کی سب سے بڑی مشکل ان کا عقیدہ میں غیر منطقی اور کمزور افکار رکھنا تھا۔
اتخذوا من دونہ اٰلہة لولا یا تون علیہم بسلطان بین

۷۔ شرک ایک غیر منطقی مقصود ہے اور ہر قسم کی دلیل و برہان سے خالی ہے۔
ہو لاء قومنا اتخذوا من دونہ اٰلہة لولا یا تون علیہم بسلطان بین

۸۔ اصحاب کہف کی توحیدی معرفت ایک گہری اور یقینی و روشن دلائل پر مشتمل معرفت ہے۔
اتخذوا من دونہ اٰلہة لولا یا تون علیہم بسلطان بین

یہ کہ اصحاب کہف نے اپنے زمانے کے لوگوں کی سطحی فکر رکھنے اور غیر منطقی ہونے پر مذمت کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے عقائد میں برہان رکھتے تھے۔

۹۔ ضروری ہے کہ عقائد واضح اور محکم دلائل پر استوار ہوں۔ لولا یا تون علیہم بسلطان بین

۱۰۔ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا سب سے بڑا ظلم ہے۔ فمن أظلم ممن افتری علی اللہ کذبا

۱۱۔ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا بہت بڑا گناہ ہے اور اس پر جھوٹ باندھنے والے سب سے بڑے ظالم لوگ ہیں۔
فمن أظلم ممن افتری علی اللہ کذبا

۱۲۔ شرک بہت بڑا گناہ ہے اور مشرک ظالم ترین لوگ ہیں۔ اتخذوا من دونہ ء الہة ... فمن أظلم ممن افتری علی اللہ کذبا

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کو شریک رکھنے والا سمجھنا، ایک جھوٹا وہم اور اس کی ذات پر جھوٹ باندھنا ہے۔
فمن أظلم ممن افتری علی اللہ کذبا

۱۴۔ اصحاب کہف کا معاشرہ، عقل و شعور رکھنے والی مخلوقات کو اپنا معبود سمجھتے تھے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔
لولا یا تون علیہم بسلطان بین

ضمیر "ہم" کا معمولاً استعمال ان مقامات پر ہوتا ہے کہ جہاں اسکا مرجع ایسا گروہ ہو جو شعور رکھتا ہو تو یہاں "الہ" سے مراد جو کہ "ہم" ضمیر کا مرجع ہے بشری فرشتوں یا ان جیسی مخلوقات کی جنس سے معبود ہیں۔
اصحاب کہف:

اصحاب کہف کا عقیدہ ۸؛ اصحاب کہف کا قصہ ۱، ۲؛ اصحاب کہف کی توحید ۸؛ اصحاب کہف کے رنج کے اسباب ۲؛ اصحاب کہف کے زمانے کا معاشرہ ۱، ۱۳؛ اصحاب کہف کے زمانے کے معاشرہ کا عقیدہ ۵، ۶؛ اصحاب کہف کے زمانے کے معاشرہ کی مشکلات ۶؛ اصحاب کہف کے زمانہ میں شرک ۵، ۱، ۲؛ اصحاب کہف کے غم کے اسباب ۲
 اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ پر ظلم ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ۱۳ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے: اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والوں کا ظلم ۱۱

بت پرستی: اصحاب کہف کی تاریخ ۱۳؛ اصحاب کہف کے زمانہ میں بت پرستی ۱۳

جھوٹ باندھنا: اللہ پر جھوٹ باندھنا ۱۰، ۱۳

شرک: شرک کا غیر منطقی ہونا ۷

ظالمین: ۱۱، ۱۲ ظلم: سب سے بڑا ظلم ۱۰

عذر: ناقابل قبول عذر ۳

عقیدہ: باطل عقیدہ ۱۳؛ عقیدہ کی اساس ۹؛ عقیدہ میں برہان ۸؛ عقیدہ میں برہان کی اہمیت ۶، ۹؛

گناہان کبیرہ: ۱۱، ۱۲

لوگ: ظالم ترین لوگ ۱۱، ۱۲

مشرکین: مشرکین کا ظلم ۱۲؛ مشرکین کا غیر منطقی ہونا ۵

معاشرہ: معاشرہ سے اثر لینا ۳؛ مشرک معاشرہ ۱

موحدین: موحدین کا ذمہ داری قبول کرنا ۳؛ موحدین کا شرک کے خلاف جنگ کرنا ۳

آیت ۱۶

﴿وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مِرفَقًا﴾

اور جب تم نے ان سے اور خدا کے علاوہ ان کے تمام معبودوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے تو اب غار میں پناہ لے لو تمہارا پروردگار تمہارے لئے اپنی رحمت کا دامن پھیلا دے گا اور اپنے حکم سے آسانیوں کا سامان فراہم کر دے گا (۱۶)
 ۱۔ اصحاب کہف، کافر معاشرہ کی طرف سے خطرہ میں تھے اور وہ انکا مقابلہ کرنے کے لئے کافی حد تک

طاقت بھی نہ رکھتے تھے۔ واذ اعتزلتموہم وما یعبدون الاّ اللہ فاؤا إلى الکھف

اصحاب کہف کا اپنے معاشرہ سے کنارہ کشی اختیار کرنا بتاتا ہے کہ وہ معاشرہ اور مشرکین کی طرف سے دباؤ میں تھے۔

۲۔ اصحاب کہف میں سے بعض نے بعض کو غار میں جانے کا مشورہ دیا۔ واذ اعتزلتموہم وما یعبدون الاّ اللہ فاؤا إلى الکھف

۳۔ اصحاب کہف نے مشرکین سے جان چھڑانے کے لئے ایک غار کو اپنے لئے منتخب کیا۔ فاؤا إلى الکھف

اصحاب کہف کا غار میں جانا ظاہری طور پر سپاہیوں اور تعاقب کرنے والوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہونے کی بناء پر تھا۔

۴۔ اصحاب کہف نے اپنے ایمان کی حفاظت کی خاطر مجبوراً شرک آلود معاشرے سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ واذ

اعتزلتموہم وما یعبدون الاّ اللہ فاؤا إلى الکھف "و ما یعبدون الاّ اللہ" کی طرف توجہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

اصحاب کہف کا کنارہ کشی اختیار کرنا اپنے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کی خاطر تھا۔

۵۔ کفر و شرک کے ماحول سے عقیدہ کی حفاظت کی خاطر ہجرت کا ضروری ہونا۔ واذ اعتزلتموہم ... فاؤا إلى الکھف

اصحاب کہف کا شرک آلودہ معاشرہ اور مشرکین سے کنارہ کشی اختیار کرنے کا بیان درحقیقت موحدین اور مومنین کے

لیے نمونہ کا بیان اور نصیحت ہے کہ وقت تعارض ایسے معاشرہ میں رہنے کے بجائے ایمان کی حفاظت کو ترجیح دینی چاہئے

اور کفر کے ماحول سے ہجرت کرنی چاہئے۔

۶۔ اصحاب کہف نے شرک کی حکومت اور مشرک ماحول میں آسودہ زندگی پر سخت اور پر مشقت زندگی کو توحید کی ہمراہی

میں ترجیح دی۔ واذ اعتزلتموہم وما یعبدون الاّ اللہ فاؤا إلى الکھف

۷۔ ایمان اور توحید کے ساتھ پر مشقت زندگی، شرک آلود آسائش والی زندگی پر ترجیح رکھتی ہے۔

واذ اعتزلتموہم وما یعبدون الاّ اللہ فاؤا إلى الکھف

۸۔ اصحاب کہف کو شرک کی حکومت اور مشرک معاشرہ سے ہجرت کرنے کی صورت میں الہی رحمت کے بیان پر

اطمینان تھا۔ فاؤا إلى الکھف ینشر لکم ربکم من رحمته

فعل "ینشر" امر کے جواب میں ہے اور شرط مقدر کی جزاء ہے یعنی "ان تاوا إلى الکھف ینشر ... اسکا مطلب یہ ہے کہ

ہجرت کی صورت میں رحمت الہی حتمی ہے۔

۹۔ ایمان، توحید اور اچھائیوں کی حفاظت کی راہ میں

کوشش کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہوگی۔ واذا اعتزلتموهم و... فاؤا... ینشرلکم ربکم من رحمته

۱۰۔ اصحاب کہف کے انگیزہ تحریک کا محور اور آخری ہدف، اللہ تھا۔ واذا اعتزلتموهم وما یعبدون الا اللہ... ینشرلکم ربکم اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر معبود کی عبادت سے اصحاب کہف کا کنارہ کشی اختیار کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور امداد پر دل باندھنا مندرجہ بالا مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

۱۱۔ اصحاب کہف اس توحیدی حرکت کی مشکلات اور پیچیدگیاں حل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا سہارا لیتے ہوئے تھے۔ ویھیٰ لکم من امرکم مرفقا

تھیہ (یہی کا مصدر) فراہم کرنے اور آمادہ کرنے کے معنی میں ہے اور "مرفق" اس چیز کو کہتے ہیں کہ اس کی مدد سے کام ہو جاتا ہے۔ "من امرکم" میں من ابتدا کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور ممکن ہے کہ بدل کا معنی بیان کر رہا ہو کہ اس صورت میں جملہ کا معنی یہ ہوگا "وہ تمہارے کام کے عوض میں تمہیں مدد فراہم کرے گا"۔

۱۲۔ اصحاب کہف اپنی توحید اور توحیدی تحریک کو دوام بخشنے کے لئے ضروری اسباب کے فراہم ہونے پر مطمئن تھے۔ ویھیٰ لکم من امرکم مرفقا

۱۳۔ اللہ تعالیٰ اپنے عقیدہ توحید پر محکم رکھنے کے لئے مہاجر توحید پرست کو مناسب امداد فراہم کرنے والا ہے۔ ویھیٰ لکم من امرکم مرفقا

اصحاب کہف: اصحاب کہف اور مشرکین ۳؛ اصحاب کہف کا اطمینان ۸، ۱۲؛ اصحاب کہف کا ایمان ۳، ۶؛ اصحاب کہف کا بھروسہ ۱۱؛ اصحاب کہف کا پناہ لینا ۲، ۳؛ اصحاب کہف کا ضیصف ہونا ۱؛ اصحاب کہف کا قصہ ۱، ۲، ۶، ۳، ۳، ۱۲؛ اصحاب کہف کا کنارہ کشی اختیار کرنا ۶، ۳؛ اصحاب کہف کا نظریہ ۸؛ اصحاب کہف کو اپنے زمانے کے معاشرہ و ہمکیاں ۱؛ اصحاب کہف کو دھمکی ۱؛ اصحاب کہف کا تجویز ۲؛ اصحاب کہف کی تحریک ۱۲؛ اصحاب کہف کی تحریک کا انگیزہ ۱۰؛ اصحاب کہف کی تحریک کے مقاصد ۱۰؛ اصحاب کہف کی توحید ۶، ۱۲؛ اصحاب کہف کی مشکلات ۱۱، ۶؛ غار میں اصحاب کہف ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی امدادیں ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ۹؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اسباب ۸؛ اللہ تعالیٰ کے افعال ۱۳

امید رکھنے والے: رحمت پر امید رکھنے والے ۸

ایمان: ایمان کی اہمیت ۴؛ ایمان کی حفاظت کی اہمیت ۳،

۹؛ ایمان کی قدر و قیمت ۷

توحید: توحید کی اہمیت ۷، ۹؛ توحید کی قدر و قیمت ۷

خوبیاں: خوبیوں کی حفاظت کی اہمیت ۹

رحمت: رحمت کے شامل حال افراد ۹

زندگی: اہمیت والی زندگی ۷؛ زندگی کا بے قدر و اہمیت ۷

شرک: شرک سے اعراض کرنے والے ۳

عقیدہ: عقیدہ کی حفاظت کی اہمیت ۵

موحدین: مہاجر موحدین کا مددگار ہونا ۱۳

ہجرت: دار الکفر سے ہجرت ۵؛ مشرک معاشرہ سے ہجرت ۵

آیت ۱۷

﴿وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوُرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقَرُّضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَن يُضِلِّ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا﴾

اور تم دیکھو گے کہ آفتاب جب طلوع کرتا ہے تو ان کے غار سے داہنی طرف کترا کر نکل جاتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو بائیں طرف جھک کر نکل جاتا ہے اور وہ وسیع مقام پر آرام کر رہے ہیں۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جس کو خدا ہدایت دیدے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو وہ گمراہی میں چھوڑ دے اس کے لئے کوئی راہنما اور سرپرست نہ پاؤ گے (۱۷)

۱۔ اصحاب کہف کی غار کچھ اس طرح تھی کہ صبح سورج اس کی دائیں طرف اور عصر کے وقت اس کی بائیں طرف سے

چمکتا تھا۔ وترى الشمس إذا طلعت تزاوُر عن كهفهم ذات اليمين وإذا غربت تقرضهم ذات الشمال

"تزاوُر" انحراف اور میلان پیدا کرنے کے معنی میں ہے۔ (لسان العرب) تو اس صورت میں عبارت "إذا طلعت تزاوُر عن كهفهم..." سے مراد یہ ہوگا کہ سورج وقت طلوع غار کے دائیں جانب میلان پیدا کرتا تھا "قرض" کاٹنے کے معنی میں ہے۔ تو اس صورت میں جملہ "وإذا غربت تقرضهم ذات الشمال" یعنی سورج غروب ہونے کے وقت ان کے بائیں جانب

سے گزر جاتا تھا۔

۲۔ اصحاب کہف کی غار کا دھانہ جنوب غرب کی سمت کی طرف تھا۔

وترى الشمس إذا طلعت تزاور عن كهفهم ذات اليمين وإذا غربت تقرضهم ذات الشمال۔

اصحاب کہف کی غار شمال کی آدھی سمت میں واقع تھی۔ تو مندرجہ ذیل موارد کی بناء پر غار کا دھانہ جنوب مغرب سمت میں تھا۔ ۱ دائیں اور بائیں اس شخص کے حوالے سے دیکھا جائے گا کہ جو غار میں دروازہ کی طرف منہ کیئے ہو یہاں "ذات اليمين"، "تزاور" کے لئے ظرف ہے۔ تو اس صورت میں "تزاور" سے مراد یہ ہوگا کہ سورج غار کی بائیں جانب سے طلوع اور دائیں طرف کو حرکت کرتا ہوگا تو اس صورت میں غروب کے قریب فقط سورج کی روشنی غار میں چمکتی ہوگی۔

۳۔ غروب کے وقت سورج کی کچھ شعاعیں غار کے اندر چمکتی تھیں۔

إذا طلعت تزاور عن كهفهم ... وإذا غربت تقرضهم ذات الشمال

سورج کے طلوع و غروب کے وقت اصحاب کہف پر اس کے چمکنے کے حوالے سے دو مختلف تعبیریں بیان ہوئی ہیں طلوع کے وقت غار پر سورج کی روشنی ہوتی تھی اور غروب کے وقت اصحاب کہف پر روشنی پڑتی تھی۔ (تقرضہم)

۴۔ اصحاب کہف کی غار کھلی فضا پر مشتمل تھی۔ وہم فی فجوة منہ

۵۔ اصحاب کہف غار کے وسیع حصہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہم فی فجوة منہ

۶۔ غار میں اصحاب کہف کے بدن سورج کی سیدھی روشنی پڑنے سے محفوظ تھے۔

تزاور عن كهفهم ذات اليمين ... تقرضهم ذات الشمال وہم فی فجوة منہ

"فجوة" سے مراد ایسا وسیع مکان اور فضا ہے جو دو چیزوں کے درمیان ہو، کہا گیا ہے کہ اصحاب کہف کے آرام کرنے کے مقام کو "فجوة" اور غار کو وسیع فضا قرار دینا اور اسے سورج کی چمکنے کے بیان کے بعد ذکر کرنا یوں ظاہر کر رہا ہے کہ ان کے بدنوں کا سورج کی مستقیماً روشنی پڑنے سے محفوظ ہونے پر اشارہ ہو رہا ہے۔

۷۔ اصحاب کہف کا پر امن اور وسیع پناہ گاہ پانا ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور ہدایت کا ایک نمونہ ہے۔

ينشرلکم ربکم من رحمته ... وہم فی فجوة منہ

۸۔ اصحاب کہف کی غار و آرام گاہ کی جغرافیہ کے حوالہ سے خاص شان اور اس پر سورج کی روشنی کا مخصوص انداز سے

پڑنا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔ ذالك من آيات الله

"ذالک" اسکا مشار الیہ آیت میں بیان شدہ وہ مطالب ہیں کہ جو غار کے جغرافیہ کے حوالے سے اور اس میں اصحاب کہف کے آرام کرنے کے انداز اور دیگر خصوصیات کی تشریح کر رہے ہیں۔

۹۔ اصحاب کہف کا ایسی خاص قسم کی غار کی طرف راہنمائی پانا کہ جس نے ساہا سال انکے بدنوں کو صحیح و سالم رکھا، اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے تھا۔ وترى الشمس ... ذلک من ءایات اللہ

"ذالک" اصحاب کہف کی غار اور اس کی خصوصیات کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اور ان تمام چیزوں کا الہی نشانی ہونا شاید اس حوالے سے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدنوں کی حفاظت اور ان کے جسموں کو ساہا سال صحیح و سالم رکھنے کے لئے ایسی غار کی طرف انہیں راہنمائی کی جو اس پروگرام کے حوالے سے طبعی طور سے ایسی بہترین خصوصیات پر مشتمل تھی۔

۱۰۔ حقیقی ہدایت، فقط اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے بہرہ مندی کی صورت میں میسر ہے۔ من یهد اللہ فہوالمہتد

۱۱۔ انسان کا الہی آیات کے ذریعے ہدایت سے بہرہ مند ہونا، فقط اس کی طرف سے توفیق بخشنے کی صورت میں ہے۔ ذلک من آیات اللہ من یهد اللہ فہوالمہتد

۱۲۔ اصحاب کہف، اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے بہرہ مند گروہ تھے۔

فا و اِلٰی الکھف ینشر لکم ربکم من رحمۃ ... من یهد اللہ فہوالمہتد

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا مطالعہ، اس کی ہدایت تک پہنچنے کا پیش خیمہ ہے۔ ذلک من ءایات اللہ من یهد اللہ فہوالمہتد

۱۴۔ جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے کوئی مددگار اور راہنما اسے فائدہ نہیں پہنچا سکے گا۔ ومن یضلل فلن تجد له ولیاً مرشدا

اس آیت میں "ولی" مددگار کے معنی میں اور "مرشد" راہنما اور ہدایت کرنے والے کے معنی میں ہے۔

۱۵۔ انسان کا ہدایت پانا اور گمراہ ہونا، اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی بناء پر ہے۔

من یهد اللہ فہوالمہتد ومن یضلل فلن تجد له ولیاً مرشدا

۱۶۔ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مد مقابل کوئی طاقت بھی نہ اثر رکھنے والی ہے اور نہ کار ساز ہے۔

من یهد اللہ ... ومن یضلل فلن تجد له ولیاً ومرشدا

۱۷۔ اللہ تعالیٰ کے کسی کو گمراہ کرنے کے ارادہ کی

صورت میں پیغمبر (ص) بھی اس کی ہدایت کا کوئی راستہ نہیں ڈھونڈ سکتے۔ ومن یضل فلن تجد له ولیاً مرشدا

۱۸۔ اللہ تعالیٰ کی آیت سے غفلت، انسان کی گمراہی کا موجب ہے۔

ذلک من آیات اللہ ... ومن یضل فلن تجد له ولیاً مرشدا

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی ہدایت کی محدودیت ۱۷

اللہ تعالیٰ کی آیات: اللہ تعالیٰ کی آیات سے دوری کے آثار ۱۸؛ اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ ہدایت ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی آیات کے مطالعہ کے آثار ۱۳

اصحاب کہف: اصحاب کہف پر رحمت ۷؛ اصحاب کہف کا بدن ۶؛ اصحاب کہف کا قصہ ۵، ۶؛ اصحاب کہف کی غار پر سورج کی چمک ۸، ۶، ۳، ۱؛ اصحاب کہف کی غار صبح کے وقت ۱؛ اصحاب کہف کی غار غروب کے وقت ۳، ۱؛ اصحاب کہف کی غار کی جغرافیائی کیفیت ۸، ۳، ۲، ۱؛ اصحاب کہف کی غار کی وسعت ۷، ۳؛ اصحاب کہف کی ہدایت ۹، ۷، ۱۲؛ اصحاب کہف کے فضائل ۱۲؛ غار میں اصحاب کہف ۹، ۵؛ غار میں اصحاب کہف کا امن ۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانیاں ۷؛ اللہ تعالیٰ کی توفیقات کا کردار ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے آثار ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا غلبہ ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا کردار ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کے گمراہ کرنے کی خصوصیات ۱۷، ۱۳؛

جبر و اختیار: ۱۵

گمراہ لوگ: گمراہ لوگوں کا مددگار نہ ہونا ۳؛ گمراہی: گمراہی کا باعث ۱۸؛ گمراہی کی بنیاد ۱۵

موجودات: موجودات کا عاجز ہونا ۱۶

ہدایت پانے والے: ۱۲؛ ہدایت:

ہدایت کا باعث ۱۳؛ ہدایت کی اساس ۱۰، ۱۱، ۱۵

آیت ۱۸

﴿وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعبًا﴾

اور تمہارا خیال ہے کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ عالم خواب میں ہیں اور ہم انہیں داہنے بائیں کروٹ بدلو رہے ہیں اور ان کا کتا ڈیوڑھی پردوں ہاتھ پھیلانے ڈٹا ہوا ہے اگر تم ان کی کیفیت پر مطلع ہو جاتے تو الٹے پاؤں بھاگ نکلتے اور تمہارے دل میں دہشت سما جاتی (۱۸)

۱۔ اصحاب کہف، دشمن کے خطرے سے محفوظ ہونے کے احساس کے ساتھ سو گئے۔ وہم رقود

۲۔ اصحاب کہف کا سونا اس انداز سے تھا کہ ہر دیکھنے والا انہیں بیدار گمان کرتا۔ وتحسبهم ايقاظاً وهم رقود

"يقظ" بیدار شخص کو کہتے ہیں اور ايقاظ اس کی جمع ہے۔ "رقود"، "راقد" کی جمع ہے اور "راقد" سے مراد سویا ہوا شخص ہے۔

۳۔ اصحاب کہف کا بدن اور تمام اعضاء کو سونے کی تمام تردت میں نہ کوئی نقصان پہنچا نہ دیکھنے کی حد تک ان میں تبدیلی

واقع ہوئی۔ وتحسبهم ايقاظاً وهم رقود

جملہ "تحسبهم..." کا معنی یہ ہے کہ اگر کوئی دیکھنے والا سوتے ہوئے اصحاب کہف کی طرف نظر ڈالے تو انہیں بکھرے ہوئے جسموں کی حالت میں دیکھے گا بلکہ انہیں سویا ہوا بھی خیال نہ کرے گا یعنی وہ اسے بیدار نظر آئیں گے جو معمول کے مطابق اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔

۳_ اللہ تعالیٰ، اصحاب کہف کے جسموں کو سونے کی مدت میں دائیں بائیں کروٹ لینے کے لئے حرکت دیتا رہا۔
ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال

۵_ اصحاب کہف کا دائیں اور بائیں جانب کروٹ لیا جانا، ان کے جسمانی خطرات سے بچنے کے اسباب میں سے تھا۔
ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال

"ونقلب" کی نسبت اس جملہ "ونقلبہم..." میں اللہ تعالیٰ کی طرف یہ بتا رہی ہے کہ یہ تبدیلی اللہ تعالیٰ کے الطاف میں سے تھی۔ اصحاب کہف کے سونے کے بعد کے بیان کے بعد یہ نکتہ بیان کرنا ہو سکتا ہے ان کے جسموں کے صحیح و سالم رہنے کے بعض اسباب کو بیان کر رہا ہو۔

۶_ غار میں آرام کے وقت اصحاب کہف کے پاس ایک کتا بھی تھا۔ وکلبہم باسط ذراعیہ بالوصید
۷_ اصحاب کہف کا کتا، ان کے سونے کی اس لمبی مدت کے دوران اپنے دونوں ہاتھ پھیلانے ہوئے غار کی چوکھٹ پر سویا رہا۔ وکلبہم باسط ذراعیہ بالوصید "وصید" سے مراد چوکھٹ ہے۔

۸_ اصحاب کہف کا کتا بھی اصحاب کہف کی مانند کامل طور پر صحیح و سالم تھا۔
ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال وکلبہم باسط ذراعیہ بالوصید

۹_ اصحاب کہف کے کتے کا جسم ان کے سونے کی لمبی مدت میں حرکت میں نہیں تھا۔ یعنی دائیں اور بائیں کروٹ نہیں لیتا تھا۔ وکلبہم ذات الیمین وذات الشمال وکلبہم باسط ذراعیہ بالوصید

۱۰_ اصحاب کہف کا کتا، اس شرک و گمراہ معاشرہ پر فضیلت رکھتا تھا۔ وکلبہم باسط ذراعیہ بالوصید
اصحاب کہف کے کتے کا ذکر اور اس کی حالت کی تصویر کشی بلکہ بعد والی آیت میں اس کا اصحاب کہف کے گروہ میں شمار کرنا "راہم کلبہم..." ان لوگوں پر اعتراض ہے کہ جنہوں نے اصحاب کہف کی مدد نہ کی اور نہ ان کے ساتھ چلے گویا کتے کی حد تک بھی نہ پہنچ سکے۔

۱۱_ کتے کو ہمراہ رکھنا اور بعض مقامات پر اس کی حفاظت جائز ہے۔ وکلبہم باسط ذراعیہ بالوصید

۱۲_ انسانی تاریخ میں کتے کا گھر رکھنا اور انسان کا اس سے فائدہ لینا قدیم الایام سے چلا آ رہا ہے۔
وکلبہم باسط ذراعیہ بالوصید

۱۳_ اصحاب کہف غار میں اس انداز سے پڑے ہوئے تھے کہ اگر کوئی ادھر آنکلتو ان کی طرف سے خطرہ محسوس کرے اور فرار ہو جائے۔ لو اطلعت علیہم لولیت منهم فرارا

بعد والی آیت میں جملہ "لبثنا یوماً وبعض یوم..." کہ ان کے جسم میں خاص تبدیلی واقع نہ ہونے کو بتا رہا ہے یہ قرینہ ہو سکتا ہے کہ ان کا چہرہ خوفناک نہیں ہوا تھا بلکہ ان کے غار میں پڑے ہونے کی کیفیت نے ان کے منظر کو بارعب بنادیا تھا۔
۱۳۔ اصحاب کہف، کا منظر بارعب اور دیکھنے والوں کو بہت زیادہ خوف اور وحشت میں مبتلا کرنے والا تھا۔

لواطلت علیہم ... ملئت منهم رعباً

۱۵۔ اصحاب کہف کے بیدار ہونے کے احساس کا ان کے منظر کو وحشت ناک بنانے میں عمدہ کردار۔

وتحسبہم أيقاظاً ... ملئت منهم رعباً

۱۶۔ اصحاب کہف کے سونے کی حالت میں ان کا خوف میں مبتلا کرنے والا منظر، ان کی حفاظت کے لئے الہی وسیلہ تھا۔

ونقلبہم ... لواطلت علیہم لولیت منهم فراراً وملئت منهم رعباً

"نقلبہم" میں ضمیر فاعلی اس بات پر قرینہ ہے کہ اصحاب کہف کے لئے مذکورہ تمام خصوصیات ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت و لطف تھا مقام کی مناسب سے سمجھا جاسکتا ہے کہ اس الطاف الہی کا مقصد، ان کی خطرات اور ضرر سے حفاظت تھا۔

۱۷۔ اصحاب کہف کے سونے کی جگہ لوگوں کی آنکھوں سے پنہان تھی اور کوئی اسے نہیں جانتا تھا۔ لواطلت علیہم

"لواطلت ... میں صرف "لو" امتناع کے لئے ہے جو کہ اطلاع کے سیر نہ ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔

۱۸۔ اللہ تعالیٰ، اس جہان کے امور کو اسباب و علل کے ذریعہ انجام دیتا ہے۔

وتحسبہم أيقاظاً وهم رقود و نقلبہم ... وملئت منهم رعباً

اللہ تعالیٰ اصحاب کہف کی حفاظت کے لئے جسموں کو پہلو پہلو بدلتا رہا اور ان کے ظاہری منظر کو بیدار لوگوں کی مانند یا رعب قرار دیا، خداوند عالم کو ان اسباب طبعی کی احتیاج نہ ہونے کے باوجود ان کا استعمال، اللہ تعالیٰ کی اسباب و علل کے کردار کو استعمال کرنے کی سنت کو واضح کر رہا ہے۔

۱۹۔ عن أبي جعفر (ع) في قول الله: "... لوليت منهم فراراً وملئت منهم رعباً"۔ قال: "إن ذلك لم يعن به النبي

(ص) ... لكنّه حالهم التي هم عليها^(۱) امام باقر (ع) سے اللہ تعالیٰ کی اس کلام "لوليت منهم فراراً وملئت منهم رعباً"

کے بارے میں نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا بے شک اس آیت میں پیغمبر اکرم (ص) مقصود نہیں ہیں اور مراد

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۳۲۴ ج ۱۲ نور الثقلین ج ۳ ص ۲۵۱ ج ۳۷۔

یہاں ایسی حالت کی تصویر کشی کرنا ہے کہ جس حال میں اصحاب کہف تھے۔

۲۰_ عن الصادق (ع) فی قصہ أصحاب الکہف اَنَّهُ قال : لهم فی کلّ سنة نقلتان ینامون سنة أشهر علی جنوبهم

الیمنی وستہ أشهر علی جنوبهم الیسری...^(۱)

امام صادق (ع) سے اصحاب کہف کے قصہ کے حوالے سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: وہ سال میں دو مرتبہ پہلو بدلتے تھے چھ ماہ دائیں پہلو پر اور چھ ماہ بائیں پہلو پر سوتے تھے..."

احکام: ۱۱

اصحاب کہف: اصحاب کہف سے فرار ۱۳; اصحاب کہف کا امن میں ہونا ۱; اصحاب کہف کا بدن ۳; اصحاب کہف کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۳، ۱۴، ۲۰، ۱۹، ۱۴، ۱۵; اصحاب کہف کا کتا ۷، ۶، ۹; اصحاب کہف کی حفاظت ۱۶; اصحاب کہف کی غار کی خصوصیات ۱۷; اصحاب کہف کی نیند ۳، ۱، ۵; اصحاب کہف کی نیند کی خصوصیات ۱۵، ۱۳، ۱۶۲، ۲۰; اصحاب کہف کے بدن کا سالم ہونا ۳، ۵;

اصحاب کہف کے بدن کی گردش ۳; اصحاب کہف کے کتے کا سالم ہونا ۸; اصحاب کہف کے کتے کی فضیلت ۱۰; غار میں اصحاب کہف ۱۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا ارادہ جاری ہونے کے مقامات ۱۸; اللہ تعالیٰ کے افعال ۳، ۱۸

خوف: اصحاب کہف سے خوف ۱۶، ۱۵، ۱۳، ۱۳، ۱۹

روایت: ۲۰، ۱۹

طبیعی اسباب: طبیعی اسباب کا کردار ۱۸

کتا: کتا پالنے کی تاریخ ۱۲; کتے کا پالنا ۱۱; کتے کے احکام ۱۱

گمراہ لوگ: گمراہ لوگوں کی بہ وقتی ۱۰

مشرکین: مشرکین کی بہ وقتی ۱۰

نظام علل: ۱۸

(۱) تفسیر قمی ج ۲، ص ۳۳_ نور الثقلین ج ۳، ص ۲۴۸_ ح ۲۹۔

آیت ۱۹

﴿وَكَذَلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالُوا رُبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَى طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا﴾

اور اسی طرح ہم نے انھیں دوبارہ زندہ کیا تاکہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں تو ایک نے کہا کہ تم نے کتنی مدت توقف کیا ہے تو سب نے کہا کہ ایک دن یا اس کا ایک حصہ، ان لوگوں نے کہا کہ تمہارا پروردگار اس مدت سے بہتر باخبر ہے اب تم اپنے سکے دے کر کسی کو شہر کی طرف بھیجو وہ دیکھے کہ کون سا کھانا بہتر ہے اور پھر تمہارے لئے رزق کا سامان فراہم کرے اور وہ آہستہ جائے اور کسی کو تمہارے بارے میں خبر نہ ہونے پائے (۱۹)

۱۔ اصحاب کہف کا نیند سے بیدار ہونے کا واقعہ، حیرت انگیز اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر و ارادہ کے تحت تھا۔
وَكَذَلِكَ بَعَثْنَاهُمْ

"بعث" اور بیدار کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف دینا مندرجہ بالا نکتہ کو بیان کر رہی ہے۔

۲۔ اس طویل مدت میں اصحاب کہف کی حیرت انگیز نیند اور ان کے جسموں کا صحیح و سالم رہنے کی مانند انکی نیند سے بیداری، اللہ تعالیٰ کی آیت و نشانی ہے۔ وَكَذَلِكَ بَعَثْنَاهُمْ

"ذَلِك" کا مشاراً الیہ کہ اصحاب کہف کے بعث اور بیدار ہونے کو جس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ان کی طویل نیند اور اس طویل نیند میں انکے صحیح و سالم رہنے کے اقدامات ہیں سے مورد نظر جہت تشبیہ جیسا کہ آیت نمبر ۱۷ "ذَلِكْ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَبُهِدْهُ" سے معلوم ہوتی ہے یہ واقعات اس بات پر دلیل اور نشانی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت بخش امدادیں توحید پرستوں کے لئے ہیں۔

۳۔ اصحاب کہف کو بیدار کرنے سے انہیں آپس میں ایک دوسرے سے اپنی نیند کے بارے میں سوالات کرنے کا مناسب موقع فراہم ہوا۔ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا

"لیتساء لوا" میں "لام" بیدار کرنے کے سبب کو بیان کر رہا ہے۔ اصحاب کہف کے نیند میں جانے اور بیدار کرنے کا مقصد جیسا کہ آیت ۱۱، ۱۲ جو کہ آیت ۱۰ پر متفرغ ہیں سے ظاہر ہوتا ہے اس رحمت اور کمال کا عطا کرنا تھا کہ جس کی اصحاب کہف نے درخواست کی تھی لہذا ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں نیند سے بیدار کرتا تاکہ پوچھ گچھ وغیرہ کرنے سے انہیں اپنے اوپر گزرنے والے واقعات کا علم ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی معرفت میں انہیں کمال حاصل ہوتا۔

۳۔ اصحاب کہف کے بیدار ہونے کے وقت، ان کا ماحول ان میں سے ایک کے مہبوت ہونے اور گزرے زمان کو جاننے کے لئے دوسروں کے تجسس اور تبادلہ نظر کا باعث بنا۔ قال قائل منهم کم لبثتم

۵۔ اصحاب کہف کی نیند ان میں سے بعض کے نزدیک ایک دن اس سے بھی کم وقت پر مشتمل تھی۔ قالوا لبثنا یوماً أو بعض یوم

صرف "او" تردید کے لئے ہے اور "یوماً او بعض یوم" میں تردید کی وجہ یہ تھی کہ یہ بات کہنے والے سورج کو دیکھتے ہوئے تردید میں پڑ گئے کہ کہا ایک رات ان پر گزر گئی ہے کہ جس کے نتیجے میں وہ یک دن و رات سوئے ہیں یا وہی دن ہے کہ جس میں انہیں نیند آگئی تو اس بناء پر کلمہ "یوماً" سے مراد ایک دن و رات ہوگا سوائے غروب سے پہلے کی چند ساعات کہ دن کے ہر لمحہ کو انکی نیند کے شروع کا لمحہ تصور کیا جاسکتا ہے۔

۶۔ اصحاب کہف کی بیداری کے بعد ان کی جسمانی کیفیت اس زمانے کی حالت کے ساتھ کہ جب وہ نیند میں چلے گئے تھے مختلف نہ تھی۔ قالوا لبثنا یوماً أو بعض یوم

۷۔ تمام اصحاب کہف کی بیداری ایک ہی وقت ہوئی جب دن کا کچھ باقی رہ گیا تھا۔ قالوا لبثنا یوماً أو بعض... فابعثوا أحدکم

اصحاب کہف کی اپنی نیند کی مدت کے بارے میں گفتگو اور ان کے شہر سے غذا لانے کے پروگرام سے مندرجہ بالا نکتہ معلوم ہوتا ہے۔

۸۔ اصحاب کہف، اپنی نیند کی دقیق مدت معلوم کرنے سے عاجز تھے۔ قالوا لبثنا یوماً أو بعض یوم قالوا ربکم ا علم بما لبثتم

۹۔ اصحاب کہف میں سے بعض لوگ، اپنی نیند کی مدت کو مشخص کرنے سے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے اس کے کم ہونے کو درست نہیں سمجھتے تھے اور نیند کے بارے میں گفتگو کو بے فائدہ قرار دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ فقط اللہ تعالیٰ ہی اس

کے صحیح وقت سے آگاہ ہے۔ قالوا ربکم أعلم بما لبثتم

کلمہ "ربکم" اس بات پر قرینہ ہے کہ جملہ "ربکم أعلم" کہنے والے وہ افراد نہیں تھے جنہوں نے کہا: "لبثنا یوماً..." کیونکہ اس صورت کے علاوہ "ربنا" کہنا مناسب تھا درحقیقت انہوں نے اللہ کے آگاہ ہونے کو بیان کر کے اپنے ساتھیوں کے اس اندازے "لبثنا یوماً أو بعض یوم" کو غلط قرار دیا۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ، جہان کے واقعات سے سب سے زیادہ آگاہ ہے۔ ربکم أعلم بما لبثتم

جملہ "ربکم أعلم..." سے مراد اللہ تعالیٰ کے علم کا ان لوگوں کے علم سے برتر ہونا ہے کہ جنہوں نے کہا: "لبثنا..." اور اس علم کو اجمالاً واضح کیا کیونکہ نیند کی مدت کے کم ہونے میں وہ تردید نہیں رکھتے تھے۔ لیکن اس کی صحیح مقدار کے اظہار میں متردد تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کلمہ "اعلم" معنی تفصیل میں استعمال نہ ہوا ہو بلکہ جملہ "ربکم..." کا معنی یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نیند کی مدت کو جانتا ہے تم نہیں جانتے ہو۔

۱۱۔ اصحاب کہف، سات افراد سے کم نہ تھے۔ قال قائل... قالوا لبثنا... قالوا ربکم أعلم

جمع کا صیغہ عربی زبان میں کم از کم تین افراد پر دلالت کرتا ہے۔ آیت شریفہ میں دو گروہوں نے آپس میں بات کی ہے۔ "قالوا لبثنا"، "قالوا ربکم" اور ایک شخص بعنوان "قائل" ذکر ہوا ہے لہذا یہ سب کم از کم سات افراد تھے۔

۱۲۔ اصحاب کہف، ذہانت اور فکری لحاظ سے یکساں نہیں تھے۔ قالوا لبثنا... قالوا ربکم أعلم

بعض اصحاب کہف کا اجمال نظر پر اکتفاء کرنا اور اس کے مطابق جواب دینا اور دوسرے گروہ کا ان کے جواب میں شک کرنا نیز ان کے کلام میں اور اللہ تعالیٰ کے علم کی برتری کا پیش ہونا پہلے گروہ کی نسبت انکی برتری پر دلالت کرتا ہے۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کے علم کی برتری، تمام اہل علم پر اسکی ربوبیت کا لازمہ ہے۔ ربکم أعلم

۱۴۔ بے فائدہ بحث سے پرہیز اور اس کا علم اللہ تعالیٰ پر چھوڑنے کی ضرورت۔ ربکم أعلم بما لبثتم

۱۵۔ اصحاب کہف اپنی طولانی نیند سے بیدار ہونے کے بعد بھوک محسوس کرنے لگے۔

فاعتونا أحدکم بورقکم... أذکی طعام

۱۶۔ اصحاب کہف نے بیدار ہونے کے بعد یہ پروگرام بنایا کہ وہ غار میں ہی رہیں اور فقط اپنے میں سے ایک آدمی کو غذا لانے کے لئے شہر روانہ

کریں۔ فابعثوا ا حدکم بورقکم هذه إلى المدینه

۱۷۔ اصحاب کہف کا غار کی طرف بڑھنا ناگہانی اور غذا و دوسری ضروریات کی چارہ جوئی کیے بغیر تھا۔

فابعثوا ا حدکم بورقکم

۱۸۔ اصحاب کہف اپنی نیند کے غیر معمولی ہونے کی طرف متوجہ نہ ہوئے حتیٰ کہ ان کے ذہنوں میں ایسا احتمال بھی نہ آیا

۔ فابعثوا ا حدکم بورقکم

۱۹۔ اصحاب کہف کی غار، ان کے رہائشی شہر سے کچھ فاصلہ پر واقع تھی۔ فابعثوا ا حدکم بورقکم هذه إلى المدینه

"المدینہ" میں الف و لام عہد ہے۔ اصحاب کہف کا پہچانے نہ جانے پر اصرار بتا رہا ہے کہ یہ شہر وہ شہر تھا کہ جسمیں وہ زندگی بسر کرتے تھے اور اس چیز سے ڈرتے تھے کہ کہیں دشمن کی نظروں میں نہ آجائیں۔

۲۰۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے اسباب و وسائل سے فائدہ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ فابعثوا ا حدکم بورقکم جس طرح کہ آیت ۱۶ بیان کر رہی ہے کہ اصحاب کہف غار میں داخل ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اپنی مشکلات کے دور ہونے میں اس کی امداد پر اطمینان رکھے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود اپنے ساتھ سکے لائے ہوئے تھے اور ان کے ذریعے کچھ خریدنے اور اپنی ضروریات کو پورا کرنے کا ارادہ رکھے ہوئے تھے۔ لہذا کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ انسان مادی وسائل کو ترک کر دے۔

۲۱۔ اصحاب کہف کی طویل نیند کے بعد ان کا حافظہ، فکر و عزم کی طاقت اور اعضائے ہاضمہ باقی اور صحیح و سالم تھے۔

فابعثوا ا حدکم بورقکم

۲۲۔ خریدار کی جانب سے وکالت جائز ہے۔ فابعثوا ا حدکم بورقکم

جملہ "فابعثوا..." اگرچہ اصحاب کہف کا کلام ہے اور پیغمبروں سے ہٹ کر عام لوگوں کی گفتگو حکم شرعی کے استنباط کے لئے فائدہ مند نہیں ہے۔ لیکن بات کو قرآن مجید میں ان کی تعریف و مدح کے عنوان سے بیان کیا جانا اس کے جواز اور صحیح ہونے کو بیان کر رہا ہے۔

۲۳۔ اصحاب کہف کے معاشرہ میں اقتصادی معاملات میں سکہ اور چاندی کے سکے کا رواج تھا۔ بورقکم هذه

"ورق" چاندی اور درہم (چاندی کے سکے) کو کہا جاتا ہے۔ (مصباح)

۲۴۔ جنس اور مال کی مقدار کا مشخص نہ ہونا، وکالت کے صحیح ہونے سے مانع نہیں ہے۔ فابعثوا... فلیا تکم برزق منه

۲۵۔ اصحاب کہف آپس میں مکمل توافق اور گہرے تعلقات رکھتے تھے۔ بورقکم ہذہ
"ورقکم" میں سکہ سرمایہ کی تمام افراد کی طرف نسبت، مندرجہ بالا نکتہ کیلئے حاکی ہے۔

۲۶۔ مواسات اور اموال میں مل جل کر فائدہ اٹھانا الہی لوگوں کے پسندیدہ اوصاف میں سے ہے۔ بورقکم ہذہ
۲۷۔ اصحاب کہف نے جن سکوں کو غذا لانے کے لئے منتخب کیا یہ وہ چاندی کے سکے تھے جو غار میں داخل ہونے کے
زمانہ میں ان کے ساتھ تھے۔ بورقکم ہذہ

"ہذہ" سے اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ جو موجود اور معلوم ہو کہا جاتا ہے کہ اصحاب کہف کا معمول کے مطابق پروگرام
بنانا بتاتا ہے کہ سکہ کی جنس میں بھی تبدیلی واقع نہیں ہوئی تھی۔

۲۸۔ غذا بچنے والی بہت سی دکانوں کو چیک کرنا اور ان میں سے پاکیزہ اور مناسب غذا کا انتخاب، اصحاب کہف کی اپنے
خصوصی نمائندہ سے فرمائش تھی۔ فلینظر ائہا اُزکی طعام "زکاۃ" ("ازکی" کا مصدر) "طہارت" اور "صلاح" کے معنی میں
ہے (لسان العرب) "ایٹھا" میں ضمیر کا مرجع "المدینہ" ہے اور اس سے مراد (طریقہ استخدام کے ساتھ) شہر مدینہ کے مکانات
ہیں

۲۹۔ پاکیزہ ترین غذاؤں سے غذا کھانے میں پابند رہنا توحید پرستوں کی زندگی کا پسندیدہ اور مرغوب قانون ہے۔
فلینظر ائہا اُزکی طعام

۳۰۔ اصحاب کہف نے اپنے خصوصی نمائندہ سے چاہا کہ غذا خریدتے وقت ان کے کھانے کی مقدار پر اکتفاء کرے۔ فلپا
تکم برزق منہ "رزق" سے مراد وہ کھانا ہے جو کھایا جاسکے۔ (مفردات راغب)

"منہ" میں ابتداء یاء تبعیض کے لئے ہے اور جملہ "فلپا تکم برزق منہ" کا معنی یہ ہے کہ اس قدر غذا خریدی جائے جسے یہ
افراد کھالیں اور ان کے استعمال کی مقدار کے مطابق ہو۔

۳۱۔ بچنے والوں کے ساتھ شائستہ اور نرم رویہ اختیار کرنے اور ان کی تجسس کی حس نہ ابھارنا، اصحاب کہف کی اپنے
خصوصی نمائندے کو نصیحت۔ ولینلطّف "تلطّف" سے مراد نرمی ہے۔ (مصباح) جملہ "لیتلف..." کا جملہ "لا یشعرن..."
سے رابطہ یہ نکتہ بتلاتا ہے کہ بچنے والوں کے ساتھ نرم رویہ ان کا اصحاب کہف کے وجود سے آگاہ ہونے سے مانع ہے۔

۳۲۔ شہر کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی غار میں رہنے والوں کے مخفی مقام سے آگاہ نہ ہونے پائے اصحاب کہف کی
اپنے نمائندہ کو خصوصی تاکید تھی۔ ولا یشعرن بکم احد

۳۳_ اصحاب کہف، لوگوں سے اپنے مخفی مقام سے آگاہ ہونے کے بارے میں پریشان اور خوف زدہ تھے۔ لہذا وہ پہلے ہی سے اس چیز کے ظاہر ہونے کو روکنے کے لئے کوشش کر رہے تھے۔ ولا یشرعنّ بکم احد

۳۴_ احتمالی خطرات کے جاننے اور ان کا مقابلہ کرنے اور دشمنوں کی طرف سے ضرر سے بچنے کے لئے کوشش کرنا ضروری ہے۔ ولا یشرعنّ بکم احد

۲۵_ مؤمنین کی رازداری، دشمن کے مد مقابل دفاعی امن کے حوالے سے اہم اصول ہیں۔ ولا یشرعنّ بکم احد
۳۶_ ذمہ داری لینے والوں کو ان کے عہد اور معاشرتی مقام کے حوالے سے درپیش خطائیں اور خطرات سے آگاہ کرنے کا ضروری ہونا۔ ولیتلطّف ولا یشرعنّ بکم احداً...

احکام: ۲۲، ۲۳

اصحاب کہف: اصحاب کہف کا اتحاد ۲۵؛ اصحاب کہف کا اقرار ۹؛ اصحاب کہف کا بدن ۵، ۲۱؛ اصحاب کہف کا بیدار ہونا ۱۵، ۲۱؛ اصحاب کہف کا پناہ لینا ۱۷؛ اصحاب کہف کی حیرت انگیز نیند ۲؛ اصحاب کہف کا خوف ۳۳؛ اصحاب کہف کا سالم ہونا ۲؛ اصحاب کہف کا سک ۲۸؛ اصحاب کہف کا عجز ۸؛ اصحاب کہف کا غار کے ظاہر کرنے سے منع کرنا ۳۳؛ اصحاب کہف کا غذا مہیا کرنا ۱۶، ۱۷، ۲۸، ۳۰؛ اصحاب کہف کا قصہ ۳، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۲۱، ۲۵، ۲۷، ۳۰، ۲۸، ۱
۳۳، ۳؛ اصحاب کہف کا نمائندہ ۱۶؛ اصحاب کہف کی استعداد میں فرق ۱۲؛ اصحاب کہف کی بھوک ۱۵؛ اصحاب کہف کی بیداری کا وقت ۷؛ اصحاب کہف کی پریشانی ۳۳؛ اصحاب کہف کی پوچھ گچھ ۳؛ اصحاب کہف کی تعداد ۱۱؛ اصحاب کہف کا حیرت انگیز بیدار ہونا ۱، ۲؛ اصحاب کہف کی دوستی ۲۵؛ اصحاب کہف کی رائے ۵، ۹؛ اصحاب کہف کی فکری طاقت ۲۱؛ اصحاب کہف کی نصے حقی ۳۱، ۳۲؛ اصحاب کہف کی نیند ۳، ۱۸؛ اصحاب کہف کے بیدار ہوتے وقت حیران ہونا ۳؛ اصحاب کہف کے تقاضے ۲۸، ۳۰؛ اصحاب کہف کے زمانہ میں رائج سک ۲۳؛ اصحاب کہف کے غار کا جغرافیائی محل وقوع ۱۹؛ اصحاب کہف کے نمائندہ کو نصیحت ۳۱، ۳۲؛ اصحاب کہف کے نمائندہ کی ذمہ داری ۲۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا ارادہ ۱؛ اللہ تعالیٰ کا علم ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۱؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا پیش خیمہ ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص چیزیں ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کے علم کے آثار ۱۳// اللہ تعالیٰ کی آیات: ۲// بھروسہ: اللہ پر بھروسہ ۲۰

بیع: بیع میں وکالت ۲۲، ۲۳؛ بیع کے احکام ۲۲

پیسہ پیسے کی تاریخ ۲۳

خطرہ: خطرے کی پیشگوئی کرنے کی اہمیت ۳۳

دشمن: دشمن سے جنگ کرنے کا اصول ۳۵; دشمن کی سازش کا مقابلہ کرنا ۳۳; دشمن کے مد مقابل تیاری ۳۳

رازداری: رازداری کی اہمیت ۳۵

ذمہ دار: ذمہ دار لوگوں کو خبردار ۳۶

صفات: پسندیدہ صفات ۲۶

طبیعی اسباب: طبیعی اسباب سے فائدہ اٹھانا ۲۰

عسکری تیاری: عسکری تیاری کی اہمیت ۳۳

عمل: پسندیدہ عمل ۲۹

غذا: پاکیزہ غذا کی اہمیت ۲۹

غلطیاں: غلطیاں جاننے کی اہمیت ۳۶

مؤمنین: مؤمنین کی رازداری ۳۵

مباحثہ: فضول مباحثہ سے دوری ۱۳; مباحثہ کے آداب ۱۳

مواسات: مواسات کی اہمیت ۲۶

وکالت: جائز وکالت ۲۲; وکالت کے احکام ۲۲، ۲۳

آیت ۲۰

﴿إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا﴾

یہ اگر تمہارے بارے میں باخبر ہو گئے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے یا تمہیں بھی اپنے مذہب کی طرف پلٹالیں گے اور اس طرح تم کبھی نجات نہ پاسکو گے (۲۰)

۱۔ اصحاب کہف، اپنے آپ کو کفار کے ہاتھوں قیدی ہو جانے کی صورت میں سنگسار ہوتا یا آئین شرک کو قبول کرنے پر مجبور ہوتا دیکھ رہے تھے۔ اِنَّهُمْ اِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ اَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ

"ملّہ" سے مراد دین اور آئین ہے اور جملہ "یعیدوکم فی ملّتھم" یعنی "تمہیں اپنے دین اور آئین کی طرف پلٹاؤں گے"۔

۲۔ اصحاب کہف کے زمانہ میں شرک کے آئین سے منہ پھرنے کی سزا سنگسار ہونا تھا۔ اِنّھم ان یظہروا علیکم یرجموکم "رجم" کے ذکر شدہ معانی میں ایک معنی سنگسار کرنا ہے۔

۳۔ اصحاب کہف کے زمانہ میں مشرکین، توحید پرستوں کے شرک کی طرف مکمل طور پر پلٹنے کی صورت میں ان کی سزا کو نظر انداز کر دیتے۔ یرجموکم او یعیدوکم فی ملّتھم اصل میں فعل "یعیدوکم" کے لئے حرف "الی" کو استعمال کرنا چاہیے لیکن اس کی جگہ حرف "فی" کا آنا بتا رہا ہے کہ اگر اصحاب کہف مکمل طور پر شرک اختیار کر لیں اور شرک کے خلاف کوئی بات یا فعل انجام نہ دیں تو مشرکین انہیں سنگسار کرنے سے چشم پوشی کر لیں گے۔

۴۔ توحید پرستوں کو چاہیے کہ اپنے آپ کو ایسے ماحول یا حالات سے دوچار نہ کریں کہ وہ پھر اپنے ایمان کی حفاظت پر قادر نہ ہوں۔ اُنّھم ان یظہروا علیکم ... یعیدوکم فی ملّتھم

۵۔ ہر ایسے قدم اٹھانے سے پرہیز ضروری ہے کہ جو انسان کے کفار و مشرکین کے جال میں پھنسنے کا باعث ہو۔ ولیتلطّف ولا یشعرنّ بکم احداً اِنّھم ان یظہروا علیکم جملہ "اِنّھم ان یظہروا ..." اصحاب کہف کی ان نصیحتوں کے لئے علت ہے کہ جو پچھلی آیت میں ذکر ہوئیں ہیں انہوں نے کفار کے ہاتھوں قید ہونے سے بچنے کے لئے اپنے نمائندہ کو نصیحت کی کہ نرم رویہ اختیار کرنا اور راز کو فاش نہ کرنا۔

۶۔ اصحاب کہف کا معاشرہ، اپنے باطل عقائد کے دفاع میں متعصب اور شدت سے عمل کرنے والا تھا۔ اِنّھم ان یظہروا علیکم یرجموکم او یعیدوکم فی ملّتھم

۷۔ اصحاب کہف کی زندگی کے زمانہ میں ایک ظالم اور آمرانہ حکومت تھی۔ اِنّھم ان یظہروا علیکم یرجموکم او یعیدوکم فی ملّتھم

۸۔ مشرکین، کبھی بھی فلاح نہ پاسکیں گے۔ ولن تفلحوا إذاً أبداً

۹۔ اپنے اختیار سے کیے گئے کاموں کے نتیجے میں ایسے مرحلہ تک پہنچنا کہ شرک کو قبول کرنے پر مجبور ہو جائے یہ کامیابی کے لئے مانع ہے۔ او یعیدوکم فی ملّتھم ولن تفلحوا إذاً أبداً یہ تو واضح ہے کہ انسان اضطراری حالت میں شرک کا اظہار کر سکتا ہے۔ لیکن اصحاب کہف اسے شرک اختیار کرنے کا جواز نہیں جانتے تھے کیونکہ وہ ایسے اضطرار کی بات کر رہے تھے کہ جو ممکن تھا ان کے اپنے افراد کی بے احتیاطی کی وجہ سے حاصل ہو۔

۱۰۔ اصحاب کہف، کفار کے ہاتھوں پکڑے جانے کی صورت میں اپنے سنگسار ہونے کے آئین شرک کے قبول کرنے پر ترجیح دیتے تھے۔ یرجموکم أو یعیدوکم فی ملتہم ولن تفلحوا إذا أبدا

جملہ "ولن تفلحوا..." کا "یرجموکم" سے رابطہ یہ بتا رہا ہے کہ اصحاب کہف فقط شرک اختیار کرنے اور اپنی قوم کے دین کی طرف پلٹنے کو کامیابی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے تھے جبکہ سنگسار ہونے کی صورت میں ان کا یہ نظریہ نہیں تھا۔

۱۱۔ اصحاب کہف، مشرکین کے دین کو مجبوری سے قبول کرنے کی صورت میں اپنے لیے شرک سے فرار کی تمام راہوں کو مسدود دیکھ رہے تھے۔ أو یعیدوکم فی ملتہم ولن تفلحوا إذا أبدا

یہاں "فلاح" سے مراد مقام کی مناسبت سے شرک سے رہائی و نجات ہے۔

۱۲۔ اصحاب کہف، ارتداد اور دوبارہ شرک کی طرف پلٹنے کو بہت بڑا گناہ اور سعادت جاودانی کے لئے رکاوٹ سمجھتے تھے۔ أو یعیدوکم فی ملتہم ولن تفلحوا إذا أبدا

۱۳۔ اصحاب کہف، اپنی نیند کی مدت سے مکمل طور پر بے خبر تھے۔ انہم ان یظہروا ... ولن تفلحوا إذا أبدا
واضح سہی بات ہے کہ اگر اصحاب کہف اپنی نیند کے زمانے سے چند صدیوں کے گزرنے کا احتمال رکھتے تو یقیناً انقلاب زمانہ کا بھی احتمال رکھتے اور اجتماعی صورت حال اپنے زمانے کی صورت حال جیسا فرض نہ کرتے۔

۱۴۔ مرتدین، ہمیشہ کے لئے فلاح سے محروم ہیں۔ ۱ و یعیدوکم فی ملتہم ولن تفلحوا إذا أبدا

۱۵۔ فلاح، صرف اللہ واحد پر ایمان رکھنے کی صورت میں ہے۔ ۱ و یعیدوکم فی ملتہم ولن تفلحوا إذا أبدا

ارتداد: ارتداد کے آثار ۱۲

اصحاب کہف: اصحاب کہف اور ارتداد ۳؛ اصحاب کہف اور شرک ۱۱، ۱۲؛ اصحاب کہف کا ایمان ۱۰؛ اصحاب کہف کا شرک کی طرف مجبور کیا جانا، ۱؛ اصحاب کہف کا قصہ ۱، ۳، ۱۱، ۱۲، ۱۳؛ اصحاب کہف کی بے خبری ۱۳؛ اصحاب کہف کی پیشگوئی ۱۱؛ اصحاب کہف کی رائے ۱، ۱۲؛ اصحاب کہف کی سعادت سے مانع ۱۲؛ اصحاب کہف کی معافی کی شرائط ۳؛ اصحاب کہف کی نیند کی مدت ۱۳؛ اصحاب کہف کے زمانہ میں باطل عیقہ ۱۶؛ اصحاب کہف کے زمانہ میں توحید پرستوں کی سزا ۲۵؛ اصحاب کہف کے زمانہ میں شرک کی مخالفت کی سزا ۲؛ اصحاب کہف کے زمانہ کے لوگوں کا تعصب ۶؛ اصحاب کہف کے زمانہ کی حکومت ۷؛ اصحاب کہف کے زمانہ کے مشرکین ۳؛ اصحاب کہف کے سنگسار ہونے کا خطرہ

۱// ایمان: ایمان کی حفاظت کی اہمیت ۳

توحید: توحید کے آثار ۱۵

حکومت: ڈکٹیٹر حکومت ۷

سزا: شرک پر سزا کو ترجیح ۱۰

سنگسار: اصحاب کہف کے زمانہ میں سنگسار ۲

شرک: جبری شرک ۹; شرک سے نجات ۱۱; شرک کے آثار ۹

ظالمین: ۷

کامیابی: کامیابی سے محرومین ۱۳، ۸; کامیابی سے موانع ۹; کامیابی کے اسباب ۱۵

کفار: کفار کی سازش سے پرہیز ۵

گناہان کبیرہ: ۱۲

مرتد: مرتد کا محروم ہونا ۱۳

مشرکین: مشرکین کی سازش سے پرہیز ۵; مشرکین کی شقاوت ۸

موحدین: موحدین کی ذمہ داری ۳

آیت ۲۱

﴿وَكَذَلِكَ أَغْتَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرُهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمُ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ۖ﴾

اور اس طرح ہم نے قوم کو ان کے حالات پر مطلع کر دیا تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے جب یہ لوگ آپس میں ان کے بارے میں جھگڑا کر رہے تھے اور یہ طے کر رہے تھے کہ ان کے غار پر ایک عمارت بنا دی جائے۔ خدا ان کے بارے میں بہتر جانتا ہے اور جو لوگ دوسروں کی رائے پر غالب آئے انہوں نے کہا کہ ہم ان پر مسجد بنائیں گے (۲۱)

۱۔ اصحاب کہف کا مقام، ان کے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کے باوجود ظاہر ہو گیا اور لوگ انہیں

دیکھنے کے لئے وہاں پہنچنے لگے۔ وکذلک ۱ اعثرنا علیہم لیعلموا

۲۔ اصحاب کہف، کے مخفی مقام کا لمبی مدت پوشیدہ رہنے کے بعد ظاہر ہونا، اللہ تعالیٰ کی آیت اور نشانی تھا۔
وکذلک اعثرنا علیہم

"ذلک" اصحاب کہف کی طولانی نیند اور ان کا صحیح و سالم رہنا اور ان کے بیدار ہونے کی طرف اشارہ ہے اور لوگوں کو اس امر سے آگاہ کرنے کو اس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یہاں تشبیہ کی جہت جس طرح کہ پچھلی آیات سے معلوم ہوتا ہے یہ واقعات اس بات کی علامت ہیں کہ اللہ تعالیٰ موحدین کی راہ ہدایت میں امداد کرتا ہے۔

۳۔ لوگوں کا معمولی سی کوشش کئے بغیر، اصحاب کہف کے مخفی مقام سے آگاہ ہو جانا، اللہ تعالیٰ تدبیر و ارادہ کے تحت تھا۔
اعثرنا علیہم "عثر" کا حقیقی معنی سقوط ہے اور اس کا مجازی معنی یعنی بغیر جستجو کیے کسی چیز سے آگاہ ہونا ہے۔
(مفردات راغب سے اقتباس) اس صورت میں جملہ "اعثرنا علیہم" میں اعثرنا الناس علیہم "مقرر ہے یعنی" ہم نے لوگوں کو بغیر اس کے وہ کہ جستجو کریں اصحاب کہف کے حالات سے آگاہ کیا۔"

۳۔ اصحاب کہف کے نمائندہ کا زمانہ قدیم کے سکے کے ساتھ شہر میں آنا، ان کی داستان کے ظاہر ہونے کا سبب بنا تھا۔
فاعثروا ۱ حدکم بورقکم ہذہ ... وکذلک اعثرنا علیہم

۵۔ اصحاب کہف کو ظاہر کرنا اور ان کی نیند اور بیداری کے راز سے پردہ اٹھانا، اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی حقانیت پر لوگوں کے علم کا موجب بنا۔ وکذلک ۱ اعثرنا علیہم لیعلموا اَنْ وعد اللہ حقاً

"لیعلموا" میں ضمیر فاعل سے مراد وہ مفعول محذوف ہے کہ جو "اعثرنا" کے لئے منتخب ہوا ہے۔ یعنی "اعثرنا الناس لیعلموا"
۶۔ اصحاب کہف، ایسے توحید پرستوں کا نمونہ ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہوئے۔
لیعلموا ان وعد اللہ حقاً

وہ لوگ جنہوں نے اصحاب کہف کا مشاہدہ کیا اس آیت کے ذیل کے مطابق ایسے لوگ تھے کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو قبول کیا ہوا تھا اصحاب کہف کا ان لوگوں پر ظاہر کیا جانا ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی وعدہ شدہ امداد کا حقیقی نمونہ پیش کرنا تھا تاکہ لوگ ان کا مشاہدہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی حقانیت کو جان لیں۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا پورا ہونا یقینی اور ناقابلِ تخلف ہے۔ اَنْ وعد اللہ حقاً

۸۔ قیامت کا پیا ہونا ایسی حقیقت ہے کہ جس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہے۔ وَاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْہِ

جملہ "لاریب فیہا" ایک جملہ خبریہ ہے کہ اس سے نہی میں مبالغہ کا ارادہ کیا گیا ہے یعنی قیامت کے بارے میں شک نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ قیامت کے موضوع میں شک کی گنجائش نہیں ہے۔

۹۔ اصحاب کہف کی داستان، معاد کی حقانیت پر دلیل اور اس کے حوالے سے شک و تردید کے اسباب کو ختم کرنے والی ہے۔ وَكَذَلِكَ عَثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا ... أَنَّ السَّاعَةَ لَارِيبُ فِيهِ

"ساعۃ" یعنی "وقت کا کچھ حصہ" یہ کہ قیامت کو "ساعۃ" سے تعبیر کیا گیا ہے اسی لئے کہ وہ وقت کے کچھ حصے کی مانند ہے کیونکہ قیامت میں حساب و کتاب کا مرحلہ بہت جلد انجام پائے گا۔ (مفردات راغب)

۱۰۔ "ساعۃ" قیامت کے ناموں میں سے ہے۔ أَنَّ السَّاعَةَ لَارِيبُ فِيهِ

۱۱۔ موت اور روز قیامت، حشر، نیند اور بیداری کی مانند ایک چیز ہے۔ لِيَعْلَمُوا ... أَنَّ السَّاعَةَ لَارِيبُ فِيهِ۔

اصحاب کہف کی نیند اور چند صدیوں کے بعد ان کا بیدار ہونا اور قرآن کا معاد کی حقانیت بیان کرنے کے لئے اس واقعہ کو گواہ قرار دینا اس دعویٰ پر دلیل ہے کہ موت نیند کی مانند ہے اور قیامت میں حشر نیند سے بیداری کی مانند ہے۔

۱۲۔ عالم غیب کے متعلق حقائق کو عالم محسوس کی اشیاء کی مدد سے سمجھانا، ایک مفید روش اور اسلوب قرآن ہے۔ ۱ عَثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا ... أَنَّ السَّاعَةَ لَارِيبُ فِيهِ۔ اصحاب کہف کی ایک طویل مدت نیند کے بعد بیداری کو واضح کرتے ہوئے معاد کی حقانیت کی تعلیم دینا مندرجہ بالا مطلب کو واضح کر رہا ہے۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی حقانیت پر یقین اور معاد پر عقیدہ، ایک الہی فرض ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم معرفت بھی ہے۔ ۱ عَثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَارِيبُ فِيهِ۔

۱۴۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیریں اور افعال، با مقصد اور غرض کے ساتھ ہیں۔

۱ عَثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَارِيبُ فِيهِ

۱۵۔ دینی عقائد و نظریات کی اساس، علم و آگاہی پر رکھنا کی ضروری ہے۔ عَثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا

جس طرح کہ ذیل آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کی داستان سے آگاہ فرمایا تھا وہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اعتقاد رکھتے تھے اور اس کے لئے سجدہ ریز تھے۔ اصحاب کہف کو ان کے سامنے پیش کر کے انہیں علم و یقین کے مرحلہ تک پہنچانا بتاتا ہے کہ توحید پرستوں کے لئے یہ مرحلہ کس قدر ضروری ہے۔

۱۶۔ معاد اور قیامت کا برپا ہونا اللہ تعالیٰ کا برحق اور نہ بدلنے والا وعدہ ہے۔ لیعلموا ان وعد الله حق وأن الساعة لا ريب فيه "أن الساعة... کی عبارت ممکن ہے کہ "أن وعد الله حق" کی عبارت کی تفسیر کر رہی ہو۔

۱۷۔ اصحاب کہف کے مقام کو کشف کرنے والے، درحقیقت معاد کے حوالے سے لڑائی جھگڑے میں پڑے ہوئے تھے۔ اعرنا علیہم... إذ یتنازعون بینہم أمرہم "إذ"، "اعترنا" کے لئے ظرف ہے لہذا آیت سے مراد یہ ہے کہ لوگ اس وقت اصحاب کہف کے بارے میں مطلع ہوئے جب وہ اپنے امور میں سے کسی پر اختلاف کر رہے تھے یہاں "ان الساعة لا ريب فيها" کے قرینہ سے ان کے امر سے مراد قیامت کا برپا ہونا ہے اور "امرہم" میں ضمیر سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو اصحاب کہف کے بارے میں مطلع ہوئے۔

۱۸۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے قیامت کے حوالے سے اختلاف و نزاع کے زمانہ میں اصحاب کہف کو نیند سے بیدار کیا۔ اعرنا علیہم... إذ یتنازعون بینہم أمرہم۔

۱۹۔ اصحاب کہف کے شہر میں رہنے والے بعض لوگ، ان کے بیدار ہونے کے زمانہ میں معاد کے برحق ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے۔ اعرنا علیہم... إذ یتنازعون بینہم أمرہم

۲۰۔ اصحاب کہف کی کئی سالوں پر مشتمل طویل نیند کے دوران وجود میں آنے والے معاشرے اپنے عقائد میں اہم تبدیلیوں کا شکار تھے۔ إذ یتنازعون بینہم أمرہم جس معاشرہ سے اصحاب کہف جدا ہوئے تھے اس پر حاکم ایسے مشرک افراد تھے جو توحید پرستوں کو مٹانے میں لگے ہوئے تھے۔ لیکن ان کی بیداری کے زمانہ میں معاد پر عقیدہ اور اس کے بارے میں بحث و مناظرہ کا لوگوں میں مکمل رواج تھا اور حکومتی فضا بھی مؤمنین کے حق میں ہموار تھی۔

۲۱۔ اصحاب کہف کی بیداری اور ان کی حقیقت اور ان کے اہداف کے بارے میں لوگوں کے درمیان تنازع کا زمانہ ایک ہی تھا۔ اعرنا علیہم... إذ یتنازعون بینہم أمرہم "رہم أعلم بهم" کے قرینہ سے کہہ سکتے ہیں کہ لوگوں کا تنازع اصحاب کہف کے بارے میں تھا اور قرینہ "یتنازعون" مضارع ہونے کی دلیل بتاتی ہے کہ یہ پرانا تنازع ان کے مشاہدہ کرنے کے باوجود ختم نہ ہوا بلکہ لوگوں کے ایک گروہ نے ان کی صحیح شناخت کو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ دیا تھا اور ان کی حقیقی شناخت پیدا کرنے سے عاجزی کا اظہار کیا تو اس صورت میں "امرہم" کی ضمیر اصحاب کہف سے متعلق ہوگی۔ "فقالوا" میں حرف "فا" بھی اس احتمال کی تائید کر رہا ہے۔ ۲۲۔ اصحاب کہف کی داستان، ان کے شہر کے رہنے

والوں کے درمیان ایک یادگار واقعہ اور ان کے مختلف نظریات و آراء کا مرکز تھی۔ اذ یتنازعون بینہم أمرہم
 ۲۳۔ اصحاب کہف، لوگوں سے ملاقات کرنے کے بعد اسی غار میں بے جان جسموں کی شکل میں تبدیل ہو گئے۔
 فقالوا ابنوا علیہم بنیان

۲۴۔ اصحاب کہف کی اقامت گاہ کو کشف کرنے کے بعد لوگوں کا ان کی موت کے حوالے سے مطمئن ہو جانا۔
 فقالوا ابنوا ... لتتخذن علیہم مسجدا

اصحاب کہف سے ملنے والوں نے ان کی ملاقات کے بعد جو مصمم ارادہ کیا (ابنوا علیہم ...) اس سے حکایت کر رہا ہے کہ
 وہ ان کی موت کے حوالے سے مطمئن ہو گئے تھے۔

۲۵۔ اصحاب کہف سے ملاقات کرنے والے سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ ان کے اجساد کی حفاظت کے لئے عمارت
 بنائی جائے۔ فقالوا ابنوا علیہم ... لتتخذن علیہم مسجدا

۲۶۔ اصحاب کہف کو کشف کرنے والوں نے انکی اقامت گاہ پر ایک عام سی عمارت یا مسجد بنانے میں اختلاف کیا۔
 فقالوا ابنوا علیہم بنیاناً ... قال الذین ... لتتخذن علیہم مسجدا

۲۷۔ اصحاب کہف کا دیدار کرنے والے کچھ افراد نے دوسروں کو ان کی اقامت گاہ پر ایک عام سی عمارت بنانے کی
 تشویق دلائی۔ فقالوا ابنوا علیہم بنیاناً ربهم أعلم بهم

جملہ "قال الذین غلبوا..." اسی آیت کے ذیل میں اس بات پر قرینہ ہے کہ فقط بعض دیدار کرنے والوں نے ایک عام سی
 عمارت بنانے کا مشورہ دیا تھا، "بنیاناً" کا نکرہ ہونا، بتاتا ہے کہ انہیں عمارت کی کیفیت و نوعیت سے کوئی مطلب نہ تھا۔

۲۸۔ اصحاب کہف سے بعض ملنے والوں نے ان کے واقعہ کو مبہم اور خود کو اس کے تجزیہ سے عاجز پایا۔ فقالوا ابنوا
 علیہم بنیاناً ربهم أعلم بهم جملہ "ربهم أعلم بهم" بتاتا ہے کہ اس جملہ کو کہنے والے، اصحاب کہف کی داستان کی حقیقت
 تک نہ پہنچ سکے اور انہوں نے علم کو اللہ تعالیٰ پر موکول کر دیا۔

۲۹۔ اصحاب کہف کی داستان میں کچھ افراد کا ابہام ان کا معمولی عمارت بنانے کی تجویز پر اکتفا کرنے اور اس کی تعمیر میں
 حصہ نہ لینے پر دلیل ہے۔ فقالوا ابنوا علیہم بنیاناً ربهم أعلم بهم قال الذین غلبوا علی أمرہم لتتخذن علیہم مسجدا

"ابنوا" میں ضمیر غائب اور "لتتخذن" میں ضمیر متکلم کا استعمال، مشورہ دینے والوں کے دو گروہوں کی طرف اشارہ کر رہا
 ہے۔ پہلے گروہ نے اسے دوسرے گروہ کی ذمہ داری سمجھی اور دوسرے نے اپنے آپ کو اس کام کے لئے ذمہ

دارجانا۔ "فقالوا" میں حرف "فا" یہ بتا رہا ہے کہ حاضرین کا عمارت بنانے کے اہداف میں اختلاف کا سرچشمہ ان کا داستان کی حقیقت میں اختلاف تھا۔

۳۰۔ اصحاب کہف کی داستان کی حقیقت پر اللہ کے علم کی برتری کا اعتراف وہ لوگ کر رہے تھے جو خود واقعہ کی حقیقت کو پانے سے عاجزی کا اظہار کر رہے تھے۔ فقالوا ابنوا علیہم بنیاناً رحمہم أعلم بهم

۳۱۔ اصحاب کہف سے ملنے والے، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور سب پر اسکے علم کی برتری کا عقیدہ رکھتے تھے۔ فقالوا ... رحمہم أعلم بهم

۳۲۔ بعض منکرین معاد، اصحاب کہف کی داستان کو مختلف جہات سے نہ سمجھنے کی بناء پر اسے معاد کے ممکن ہونے پر دلیل نہ سمجھتے ہوئے اپنے پچھلے شک و تردید پر باقی رہے۔ لیعلموا ... أنّ الساعة لا ریب فیہا ... رحمہم أعلم بهم

اگر سب ملنے والوں کے لئے اصحاب کہف کی زیارت معاد پر ایمان کی تقویت کا باعث ہوتی تو یہ مناسب نہ تھا کہ وہ کہیں "رہم" بلکہ کہنا چاہئے تھا "ربنا" اور اصحاب کہف کے موضوع کے حوالے سے بے خبری کا اظہار نہ کرتے۔

۳۳۔ اصحاب کہف کو درک کرنے والے ایک گروہ نے اپنے رقیبوں کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے، اصحاب کہف کے امور کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر اٹھالی۔ قال الذین غلبوا علی أمرہم

"امرہم" میں ضمیر کا تعلق اصحاب کہف سے ہے اور جملہ "قال الذین ..." کا مطلب یہ ہے کہ ایک گروہ نے اصحاب کہف کے امور کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے لی اور مسجد کا بنانا اپنی ذمہ داری قرار دیا۔

۳۴۔ اصحاب کہف کی اقامت گاہ کی ذمہ داری لینے والے، اصحاب کہف کو اہل عبادت خداوند اور ان کے مقام کو مقدس مقام سمجھتے تھے۔ قال الذین غلبوا علی أمرہم لتتخذن علیہم مسجداً

مسجد بنانے کا عزم بتا رہا ہے کہ مسجد بنانے والے، اصحاب کہف کو مسجد کے ساتھ ہم آہنگ سمجھتے تھے اور انہیں اہل عبادت و مسجد کے عنوان سے پہچانتے تھے تو ان کی آرام گاہ کو مسجد بنانے کے لائق سمجھنا گویا اس جگہ کے مقدس ہونے کے ان کے عقیدہ کو بتا رہا ہے۔

۳۵۔ اصحاب کہف کی آرام گاہ کے سرپرستوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی غرض سے غار کی فضاء میں مسجد بنانے کی ٹھان لی۔ قال الذین غلبوا علی أمرہم لتتخذن علیہم مسجداً پہلے گروہ کی تعبیر میں "ابنوا" کا آنا بتا رہا ہے کہ وہ دوسروں کو یہ

کہہ رہے تھے اور خود اپنے مشورہ میں عملی طور پر حصہ نہیں لینا چاہتے تھے۔ لیکن

دوسرے گروہ ضمیر متکلم "لنتخذن" کو استعمال کرتے ہوئے کہ جو بنفس نفیس مسجد بنانے کے سلسلہ میں ان کے پختہ عزم کو بیان کر رہی ہے۔ "اتخاذ مسجد" کی تعبیر سے یہ بھی اعلان کر رہے ہیں کہ وہ خود بھی وہاں عبادت کریں گے۔

۳۶۔ غار میں مسجد بنانے والوں کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اصحاب کہف کی داستان اور واقعہ کو زندہ رکھا جائے۔ لنتخذن علیہم مسجدا "علیہم" کی قید اس نکتہ کو بیان کر رہی ہے کہ اس مقام پر مسجد بنانے کا مشورہ ان کی یاد باقی رہنے کے لئے دیا گیا تھا۔

۳۷۔ اصحاب کہف کے بیدار ہونے کے زمانہ میں مسجد کا وجود اور اس کی عظمت۔ لنتخذن علیہم مسجدا

۳۸۔ صالحین کی آرامگاہ اور مزار پر مسجد بنانا جائز ہے اور ان کی قبر کے قریب عبادت کرنا درست ہے۔ لنتخذن علیہم مسجدا جب بھی قرآن گذشتہ معاشروں اور ادیان سے کوئی بات یا فعل اس طرح نقل کرے کہ جس سے انکی تعریف اور ان پر اللہ کی خاص عنایت کا پتا چلے تو معلوم ہوگا قرآن نے اس گفتار یا کردار کو صحیح و پسندیدہ شمار کیا ہے۔

۳۹۔ توحید پرست لوگ، دین اور الہی نظریہ کی ترویج کے لئے ہر مناسب موقع سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

قال الذین غلبوا علی أمرهم لنتخذن علیہم مسجدا

۳۰۔ اصحاب کہف کی داستان کا ظاہر ہونا، توحید پرستوں اور معاد پر عقیدہ رکھنے والوں کے موقف کو مضبوط کرنے کا سبب بنا۔ اذ یتنازعون ... قال الذین غلبوا علی أمرهم لوگوں کے درمیان جو چیز مورد نزاع اور اختلاف تھی اس کے بارے میں دو احتمال بیان ہوئے ہیں:

اگر "اذ یتنازعون ... " سے مراد ان کا معاد پر اختلاف تھا تو "الذین غلبوا ... " لوگوں کا وہ گروہ ہوگا کہ جنہوں نے معاد کو قبول کیا ہوا تھا اور اصحاب کہف کے بیدار ہونے سے انہیں اپنے دشمن کے مد مقابل محکم و محسوس دلیل ہاتھ آگئی تھی۔

۳۱۔ غیر موحدین آیات الہی کو مٹانے اور اسے غیر اہم اور بے مقصد واقعہ میں تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

فقالوا ابنوا علیہم بنیانا ... قال الذین ... لنتخذن علیہم مسجدا

مندرجہ بالا مطلب اس اساس پر ہے کہ کلمہ "ربہم" کہنے والوں کے عقیدہ کے مطابق یہ اصحاب کہف کے رب کا دوسروں کے رب کے درمیان فرق ہونے کو بتا رہا ہو۔ کیونکہ اگر یہ بات نہ ہو تو "ربنا" کہنا مناسب تھا اس لئے یہ کہنے والے توحید پرست نہ تھے اور ایسی تجویز دینا چاہتے تھے جس میں کہ توحید کا نام و نشان نہ ہو۔

۳۲۔ بعض مقامات، پاکیزہ، مقدس اور مقام عبادت کے ساتھ خاص ہونے کی لیاقت کے حامل ہیں

لَتَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا

۳۳۔ صالحین اور الہی لوگ، موت کے بعد بھی احترام کے لائق ہیں اور ان کی آرامگاہ ایک عظیم منزلت کی حامل ہے۔

لَتَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا

احکام: ۳۸/۱ اصحاب کہف: اصحاب کہف کا قصہ ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۱، ۲۵، ۲۳، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۳، ۳۵؛
اصحاب کہف کو پانے والوں کا عجز ۲۸، ۳۰؛ اصحاب کہف کو پانے والوں کا عقیدہ ۳۱؛ اصحاب کہف کو پانے والوں کا
پیشکش ۲۵، ۲۷؛ اصحاب کہف کو پانے والوں کی ذمہ داری ۳۳؛ اصحاب کہف کو درک کرنے والوں کا اقرار
۲۸، ۳۰؛ اصحاب کہف کو درک کرنے والوں کی فکر ۲۸؛ اصحاب کہف کو درک کرنے والوں میں اختلاف ۲۶؛ اصحاب
کہف کی بیداری کا زمانہ ۲۱؛ اصحاب کہف کی عبادات ۳۳؛ اصحاب کہف کی غار کا ظاہر ہونا ۲۱، ۲۳؛ اصحاب کہف کی غار
کو ظاہر کرنے کی وجہ ۳؛ اصحاب کہف کی غار کو کشف کرنے والوں میں جھگڑا ۱۷؛ اصحاب کہف کے زمانہ میں مسجد ۳۷؛
اصحاب کہف کی غار کے سرپرستوں کے مقاصد ۳۶؛ اصحاب کہف کے ظاہر ہونے کے آثار ۳۰، ۵؛ اصحاب کہف کی غار
میں عمارت بنانا ۲۹، ۲۷، ۲۵؛ اصحاب کہف کی غار میں مسجد بنانا ۲۶، ۳۵؛ اصحاب کہف کی غار میں مسجد بنانے کا فلسفہ
۳۶؛ اصحاب کہف کی نیند نے دوران معاشرہ میں تبدیلیاں ۲۰؛ اصحاب کہف کی موت ۲۳، ۲۳؛ اصحاب کہف کے زمانہ کے
لوگوں کا عقیدہ ۲۳؛ اصحاب کہف کے زمانہ میں مسجد ۳۷؛ اصحاب کہف کے زمانہ میں معاد پر ایمان لانے والے ۱۹؛ اصحاب
کہف کے زمانہ میں معاد کے میں شک و تردید ۱۸، ۱۷؛ اصحاب کہف کے غار کی سرپرستی ۳۳؛ اصحاب کہف کے غار کے
سرپرستوں کی فکر ۳۳؛ اصحاب کہف کے غار کے ظاہر ہونے کا باعث ۳؛ اصحاب کہف کے قصہ کو زندہ رکھنا ۳۶؛ اصحاب
کہف کے قصہ کی اہمیت ۲۲؛ اصحاب کہف کے قصہ کے آثار ۹، ۳۲؛ اصحاب کہف کے قصہ میں ابہام ۲۸؛ اصحاب
کہف کے قصہ میں ابہام کے آثار ۲۹؛ اصحاب کہف کے نمائندے کا کردار ۳؛ غار کا تقدس ۳۳؛ لوگوں سے ملاقات کے بعد
اصحاب کہف ۲۳؛ وعدہ اصحاب کہف کے ۶/۱/۱ اقرار: علم خدا کا اقرار ۳۰

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا ارادہ ۳؛ اللہ تعالیٰ کی تدبیر ۳؛ اللہ تعالیٰ کی تدبیر کا با مقصد ہونا ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے افعال کا مقصد کے ساتھ
ہونا ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا حتمی ہونا ۷؛ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی حقانیت ۵؛ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی حقانیت پر یقین
۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے متحقق ہونے کے مقامات ۶

اللہ تعالیٰ کی آیات: اللہ تعالیٰ کی آیات کو تبدیل کرنا ۳۱؛ اللہ تعالیٰ کی

آیات کو چھپانا ۳۱

انسان: انسان کی شرعی ذمہ داری ۱۳

ایمان: معاہدہ پر ایمان کی اہمیت ۱۳

تبلیغ: تبلیغ کی روش ۳۹

حقائق: حقائق کو بیان کرنے کی روش ۱۲

دین: دین کی تبلیغ ۳۹

الساعة: ۱۰

صالحین: صالحین کا احترام ۳۳; صالحین کی قبروں کا مقدس ہونا ۳۳; صالحین کی قبروں کے پاس عبادت ۳۸; صالحین کے

مقامات ۳۳

عبادت گاہ: عبادت گاہ کا تقدس ۳۲

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر عقیدہ ۳۱; اللہ تعالیٰ کے علم پر عقیدہ ۳۱; دینی عقائد میں علم ۱۵; عقیدہ کی اساس ۱۵

قرآن: قرآن کی تشبیہات ۱۱

قرآنی تشبیہات: بیداری کے ساتھ تشبیہ ۱۱; معاہدہ کی تشبیہ ۱۱; موت کی تشبیہ ۱۱; نیند کے ساتھ تشبیہ ۱۱

قیامت: قیامت کا حتمی ہونا ۱۶، ۱۷; قیامت کی حقانیت ۱۶، ۱۷; قیامت کے نام ۱۰

محسوسات: محسوسات سے فائدہ اٹھانا ۱۲

مسجد: قبور پر مسجد بنانا ۳۸; مسجد کا تقدس ۳۷; مسجد کی تاریخ ۳۷; مسجد کے احکام ۳۸

مشرکین: مشرکین کا حق کو چھپانا ۳۱; مشرکین کی روش ۳۱; مشرکین کی کوشش ۳۱

معاہدہ: معاہدہ کا حتمی ہونا ۱۶; معاہدہ کو جھٹلانے والوں کا شک ۳۲; معاہدہ کی حقانیت ۱۶; معاہدہ کے بارے میں شبہات دور کرنے کا

پیش خیمہ ۹، ۱۸; معاہدہ کے بارے میں مؤمنین کو استحکام بخشنے والے اسباب ۳۰; معاہدہ کے دلائل ۹

مقدس مقامات: ۳۲

موحدین: ۶ موحدین کو استحکام بخشنے والے اسباب ۳۰; موحدین کی تبلیغ ۳۹

موقع: موقع سے فائدہ اٹھانا ۳۹

آیت ۲۲

﴿سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَنُفِتْ فِيهِمْ مِّنْهُمْ أَحَدًا﴾

عنقریب یہ لوگ کہیں کہ وہ تین تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا اور بعض کہیں گے کہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا تھا اور یہ سب صرف غیبی اندازے ہوں گے اور بعض تو یہ بھی کہیں گے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔ آپ کہہ دیجئے کہ خدا ان کی تعداد کو بہتر جانتا ہے اور چند افراد کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے لہذا آپ ان سے ظاہری گفتگو کے علاوہ واقعاً کوئی بحث نہ کریں اور ان کے بارے میں کسی سے دریافت بھی نہ کریں (۲۲)

۱۔ پوری تاریخ میں بہت سے لوگوں کے لئے اصحاب کہف کی تعداد کا مجہول رہنا۔ سيقولون ثلاثة ... ما يعلمهم الا قليلا
۲۔ قرآن مجید میں اصحاب کہف کی داستان کا نازل ہونا باعث بنا کہ زمانہ بعثت کے لوگوں نے ان کی تعداد کے حوالے سے مختلف نظریات بیان کئے۔ سيقولون ... ويقولون ... ويقولون

"سيقولون" میں حرف "س" اس وقت کی باتیں اور بعد میں ہونے والی باتوں کو واضح کر رہا ہے اور "فلا تمارفہم ..." کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اقوال پیغمبر اکرم (ص) کی زندگی میں ہی سامنے آچکے تھے۔
۳۔ زمانہ بعثت کے لوگ، تین مختلف نظریات کا اظہار کرنے سے اصحاب کہف کو تین یا پانچ یا سات نفر سمجھتے تھے۔
سيقولون ثلاثة رابعهم كلبهم ويقولون خمسة ... ويقولون سبع ...

۳۔ لوگوں کی نگاہ میں اصحاب کہف کا کتا اس گروہ کا چوتھا یا چھٹا یا آٹھواں عضو تھا۔
سيقولون ثلاثة رابعهم كلبهم ويقولون خمسة سادسهم كلبهم ... ويقولون سبعة وثمانهم كلبهم

۵۔ اصحاب کہف کا کتا، ان کی ہمراہی کی وجہ سے ایک قابل احترام چیز شمار کی گئی ہے۔ رابعہم ... سادسہم ... وٹامنہم کلبہم اصحاب کہف کے کتے کو اس انداز سے ذکر کرنا کہ جیسے وہ بھی ان کے ہمراہ ایک فرد تھا یہ اس کے بارے میں خاص عنایت کو بیان کر رہا ہے۔

۶۔ اصحاب کہف کے بارے میں تین یا پانچ فرد ہونے کے نظریہ ایک بے بنیاد نظریہ کا اظہار اور تاریکی میں تیر چلانے کے مترادف ہے۔ سیقولون ثلاثة رابعہم کلبہم ویقولون خمسة سادسہم کلبہم رجماً بالغیب

"بالغیب" میں باء تعدی کے لئے ہے اور یہاں "غیب" سے مراد پہلا اور دوسرا خیال ہے۔ ان خیالات کو ایسے پتھر سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جسے بغیر نشانہ لئے پھینکا گیا ہو اس امید کے ساتھ کہ شاید نشانہ پر لگ جائے تو اس "قید" کا پہلے اور دوسرے نظریہ سے خاص کرنا بتاتا ہے کہ تیسرا نظریہ شاید حقیقت سے دور نہ ہو اور وہ پہلے اور دوسرے نظریوں کے زمرہ میں نہیں ہے۔

۷۔ اصحاب کہف کے بارے میں سات نفرو الا نظریہ قابل قبول اور قابل تائید ہے۔ رجماً بالغیب ویقولون سبعة وٹامنہم کلبہم تیسرے نظریہ کی دو صورتوں میں تائید ہو سکتی ہے:

۸۔ غیر سنجیدہ گفتگو کرنا اور بغیر کسی معرفت و تحقیق کے نظریہ کا اظہار کرنا ایک قابل مذمت اور غلط چیز ہے۔ سیقولون ... رجماً بالغیب

۹۔ اللہ تعالیٰ، پیغمبر (ص) کو لوگوں کی مختلف رائے کے مد مقابل ایک مناسب رد عمل کی تعلیم دے رہا ہے۔ قل ربی أعلم بعدتہم ... فلا تمار فیہم

۱۰۔ لوگوں کو بے اساس نظریات کے اظہار کرنے سے روکنے اور اس کا علم اللہ تعالیٰ پر چھوڑنے کی نصیحت کرنا الہی رہبروں کی ذمہ داری ہے۔ سیقولون ... قل ربی أعلم بعدتہم

(۱) "رجماً بالغیب" صرف پہلے دونوں نظریوں کے ساتھ خاص ہے۔

(۲) جملہ "ٹامنہم کلبہم"، "سبعة" کے لئے صفت ہے اور واو زائدہ ہے جیسا کہ زمخشری نے بیان کیا ہے اس صفت کو ثابت کر رہی ہے۔ یعنی اس بات کو یقینی بنا رہی ہے کہ کتا ان کا آٹھواں فرد تھا۔

۱۱۔ اصحاب کہف کی تعداد کا علم رکھنا، ایک غیر ضروری سی بات ہے جس کا اس داستان کی معرفت اور نصیحت آموزی کے لحاظ سے کوئی اثر نہیں پڑتا۔ سیقولون ... ثلاثہ ... قل ربی أعلم بعدتہم ... ولا تمارفہم

اصحاب کہف کی تعداد کا علم اللہ تعالیٰ پر موقوف کرنے اور اس موضوع میں بحث و نزاع ترک کرنے کا حکم، تائید کر رہا ہے کہ اس قسم کا علم اس داستان کو نقل کرنے کے مقصد میں کوئی کردار ادا نہیں کرتا۔

۱۲۔ بعض لوگ، اصحاب کہف کے اس واقعہ میں موجود اصلی پیغام سے غافل ہو گئے اور اس کی جزئی اور کم فائدہ جہات میں پڑ گئے۔ سیقولون ثلاثہ ... قل ربی أعلم بعدتہم

۱۳۔ اصحاب کہف کی تعداد کے معاملہ میں خاموشی اختیار کرنا اور اسکے علم کو اللہ تعالیٰ پر موقوف کرنا، پیغمبر (ص) پر انکے رشد و کمال اور تربیت کے حوالے سے ان پر اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے۔ قل ربی أعلم بعدتہم

۱۴۔ بے ثمر تحقیقات سے پرہیز کرنا اور اس کا علم اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا ضروری ہے۔ قل ربی أعلم بعدتہم

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کے علم کی برتری اس کی ربوبیت کا لازمہ ہے۔ قل ربی أعلم بعدتہم

۱۶۔ زمانہ بعثت کے لوگوں میں صرف تھوڑے سے لوگ، اصحاب کہف کی تعداد اور ان کی داستان کے مختلف زاویوں کے بارے میں علم رکھتے تھے۔ ما یعلمہم الاّ قلیلا

چونکہ بات اصحاب کہف کی تعداد کے بارے میں تھی، جملہ "ما یعلمہم..." میں اصحاب کہف کے بارے میں اکثر لوگوں کے علم کی نفی ہوئی ہے تو یہ مطلب بتا رہا ہے کہ اصحاب کہف کی داستان کے دیگر زوایا بھی تعداد کی مانند اکثر لوگوں کو معلوم نہ تھے۔

۱۷۔ اصحاب کہف اور ان کی تعداد کے حوالے سے بحث کرنے کے لئے پیغمبر اکرم (ص) کو سرسری، سطحی اور تنازع سے دور بحث کرنے کی اجازت تھی۔ فلا تمارفہم الاّ مرآء ظاہرا

"مرآئ" اس جدال کو کہتے ہیں جو کسی بات پر اعتراض کرنے اور اسے کمزور کرنے اور کلام کرنے کی والے کی توہین کرنے کے لئے انجام دیا جائے۔ (مصباح) اور جب وہ طولانی اور عمیق نہ ہو تو اسے "مرآء ظاہر" کہتے ہیں۔

۱۸۔ غیر ضروری مسائل میں دقیق اور باریک نزاع کو ترک کرنا اور ان کے حوالے سے لفظی جنگ سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ فلا تمارفہم الاّ مرآء ظاہر "فلا تمار..." میں فا اس مطلب پر متفرغ ہے

جو "ربی اعلم ... " سے ملتا ہے۔ یعنی اس چیز کی طرف توجہ کرتے ہوئے کہ اس قسم کے مسائل کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہیے تو گہرائی تک تنازع کرنے اور بحث کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

۱۹۔ جاہلوں کے ساتھ سوائے سطحی اور مختصر بحث کے مناظرہ کرنا ناپسندیدہ اور غلط ہے۔ مایعلمہم الا قلیل فلا تمار فیہم الا مرآۃ ظاہر جملہ "لائثار ... " کا جملہ "مایعلمہم ... " کا صرف فاء کے ذریعے متفرغ ہونا مذکورہ نکتہ کو بیان کر رہا ہے۔
۲۰۔ پیغمبر (ص) کو اصحاب کہف کی داستان کے حوالے سے جاننے کے لئے کسی صاحب نظر کے خیال کو پوچھنے کی اجازت نہیں تھی۔ ولا تستفت فیہم منہم احدا

"منہم" میں ضمیر ان لوگوں سے مربوط ہے کہ جو اصحاب کہف کی تعداد کے حوالے سے اظہار نظر کرتے تھے۔
۲۱۔ پیغمبر اکرم (ص) کا اصحاب کہف کی داستان سے واقف ہونا سوائے وحی الہی کے ممکن نہیں تھا۔ ولا تستفت فیہم منہم احد نہی "لا تستفت" کسی کے نظریہ چاہنے کے بے فائدہ ہونے کو بیان کر رہی ہے۔ اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی سے توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ آپ کے کی نظر خواہی کا صحیح جواب دے۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) اور اصحاب کہف کا قصہ ۲۰، ۱۷، ۲۱؛ آنحضرت (ص) کا معلم ہونا ۹؛ آنحضرت (ص) کی تربیت کا پیش خیمہ ۱۳؛ آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۱۳؛ آنحضرت (ص) کی ذمہ داری کی حدود ۱۷، ۲۰؛
اختلاف: اختلاف کی صورت میں روش ۹

اصحاب کہف: اصحاب کہف کا قصہ ۵؛ اصحاب کہف کا کتا ۳؛ اصحاب کہف کی تعداد میں تنازع ۱۷؛ اصحاب کہف کی تعداد کا علم رکھنے والوں کا کم ہونا ۱۶؛ اصحاب کہف کی تعداد کے علم کا بے اثر ہونا ۱۱؛ اصحاب کہف کی تعداد میں ابھام کا فلسفہ ۱۳؛ اصحاب کہف کی تعداد میں اختلاف ۲، ۳، ۳؛ اصحاب کہف کی تعداد ۱، ۶، ۷؛ اصحاب کہف کے بارے میں نظر مانگنا ۲۰؛ اصحاب کہف کے کتے کا احترام ۵؛ اصحاب کہف کے قصہ میں تنازع ۱۷

اعداد: آٹھ کا عدد ۳؛ پانچ کا عدد ۳، ۶؛ تین کا عدد ۳، ۶؛ چار کا عدد ۳؛ چھ کا عدد ۳؛ سات کا عدد ۳، ۷
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا علم ۱۵؛ اللہ کی تعلیمات ۹؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کے علم کا کردار ۱۳، ۱۰، ۱۳
پوچھنا: بلاوجہ پوچھنے سے پرہیز ۱۳

تنازع:

ناپسندیدہ تنازعہ سے پرہیز ۱۸؛ ناپسندیدہ تنازعہ ۱۹
جہلاء: جہلاء سے گفتگو میں تنازعہ کرنے پر سرزنش ۱۹

حقائق: حقائق واضح کرنے کی اساس ۱۰

دینی رہبر: دینی رہبروں کی ذمہ داری ۱۰

غفلت: اصحاب کہف کے قصے کی تعلیمات سے غفلت ۱۲

کلام: بغیر علم کے کلام ۸؛ بغیر علم کے کلام کو ترک کرنا ۱۰؛ بے منطق کلام پر سرزنش ۸

لوگ: بعثت کے زمانہ کے لوگ اور اصحاب کہف ۲، ۱۶؛ بعثت کے زمانے کے لوگوں کی فکر ۲، ۳، ۳

معاشرت: معاشرت کے آداب ۹

وحی: وحی کا کردار ۲۱

آیت ۲۳

﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا﴾

اور کسی شے کے لئے یہ نہ کہیں کہ میں یہ کام کل کرنے والا ہوں (۲۳)

۱۔ اللہ تعالیٰ پیغمبر (ص) کو زمانہ آئندہ میں کسی کام کے انجام دینے کو یقینی جاننے سے روک رہا ہے۔

ولا تقولنّ لشيء: إني فاعل ذلك غدا

۲۔ آنے والے معین زمانہ میں کسی بھی کام چاہے وہ چھوٹا سا ہی کیوں نہ ہو کے یقینی اور بہر صورت انجام دینے پر اطمینان

کرنا صحیح نہیں ہے۔ ولا تقولنّ لشيء: إني فاعل ذلك غدا

"شی" "نکرہ ہے جو" "نہی کے قرینہ" کے ساتھ ہر قسم کے کام خواہ چھوٹا خواہ بڑا 'دونوں کو شامل ہے۔

"غدا" ہو سکتا ہے اپنے حقیقی معنی میں استعمال ہو رہا ہو۔ یعنی کل والا معین دن کہ مندرجہ بالا مطلب بھی اس معنی میں

منعکس ہو رہا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد مطلق آنے والا زمانہ ہو۔

۳۔ کسی بھی کام کے آنے والے دور میں اپنی طاقت اور وسائل پر بھروسہ رکھتے ہوئے وعدہ اور ضمانت دینا، اللہ تعالیٰ کے

نزدیک شدت سے ممنوع ہے۔ ولا تقولنّ لشيء: إني فاعل ذلك غدا

"إلا أن يشاء الله" بعد والی آیت میں بتا رہا ہے کہ "لا تقولن" والی نہی اپنی طاقت پر بھروسہ کی صورت میں ہے۔

۳۔ ظاہری طور پر ایک عمل کے انجام پر تمام اسباب کا مہیا ہونا، اس کے واقع ہونے پر ضمانت نہیں ہے۔

ولا تقولن لشي إني فاعل ذلك غدا

۵۔ آنے والے حادثات، انسان کے یقینی علم و قدرت سے خارج ہیں۔ ولا تقولن لشي: إني فاعل ذلك غدا

۶۔ دین، انسان کے کلام کرنے کی روش اور عزم کرنے کے بارے میں پروگرام اور تعلیمات پر مشتمل ہے۔

ولا تقولن لشي: إني فاعل ذلك غدا

۷۔ عن أبي عبد الله (ع) (في حديث) جبس الوحى عنه اى عن رسول الله (ص) أربعين صباحاً لأنه قال لقريش:

"غداً أخبركم بجواب مسائلكم" ولم يستثن فقال الله: "ولا تقولن لشي إني فاعل ذلك غداً إلا أن يشاء الله" (۱)

امام صادق (ع) سے ایک حدیث کے ضمن میں نقل ہوا کہ: وحی پیغمبر اکرم (ص) سے چالیس دن تک قطع رہی کیونکہ آپ

(ص) نے قریش کو فرمایا تھا: کل میں تمہارے سوالوں کا جواب دوں گا اور (مشیت خدا کو) استثناء نہیں کیا تھا (یعنی ان

شاء اللہ نہ کہا تھا) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولا تقولن لشي إني فاعل ذلك غداً إلا أن يشاء الله۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کو منع کرنا ۱

اطمینان: ناپسندیدہ اطمینان ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی مشیت کی اہمیت ۷؛ اللہ تعالیٰ کی نواہی ۱، ۳

انسان: انسان اور آنے والا دور ۵؛ انسان کا عجز ۵؛ انسان کی طاقت کا محدود ہونا ۵؛ انسان کے علم کا محدود ہونا ۵

بات: بات کرنے کی روش ۶

پیشگوئی: پیشگوئی کی نہی ۱، ۳

دین: دینی تعلیمات ۶

روایت: ۷

عزم: عزم کرنے کی روش ۶

عمل: عمل کے یقینی ہونے کے اسباب ۳

یقینی سمجھنا: یقینی سمجھنے سے نہی ۱، ۳، ۲

آیت ۲۳

﴿إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ وَادْخُلْ رَبُّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَى أَنْ يَهْدِيَنِي رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَذَا رَشَدًا﴾

مگر جب تک خدا نہ چاہے اور بھول جائیں تو خدا کو یاد کریں اور یہ کہیں کہ عنقریب میرا خدا مجھے واقعیت سے قریب تر امر کی ہدایت کر دے گا (۲۳)

۱۔ ہر قسم کے وعدہ اور عزم کے وقت اللہ تعالیٰ کی مشیت کی طرف توجہ کرنا اور انشاء اللہ کہنا ضروری ہے۔
ولا تقولنّ ... إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ جملہ "إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ" ایک مقدر کا محتاج ہے کیونکہ اس مقدر کے بغیر "لا تقولن" نہی کی توجیہ نہیں ہو سکتی مفسرین نے جو سب سے مناسب مقدر بیان کیا ہے وہ یہ عبارت ہے۔
"إِلَّا أَنْ تَقْرَنَهُ بَأَنْ يَشَاءَ اللَّهُ" تو اس صورت میں پچھلی آیت کی طرف توجہ رکھتے ہوئے اس آیت کا معنی یہ ہوگا کہ "اپنی گفتار میں کسی کام کے انجام دینے کو آنے والے زمانہ میں یقینی نہ کرو مگر یہ کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور چاہت کے ہمراہ قرار دو۔"

۲۔ امور کا متحقق ہونا، اللہ تعالیٰ کی مشیت سے مربوط ہے۔ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ

۳۔ یقینی مستقبل میں بغیر کسی تبدیلی کے حتیٰ انبیاء کے لئے بھی پیشگوئی نہیں ہو سکتا۔
ولا تقولنّ لشایء: إِنِّي فاعل ذلك غداً أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ

۳۔ انسانوں کا کردار، اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے مغلوب اور اس کی نسبت خود ان کی طرف ہے۔ إِنِّي فاعل ... إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ چنانچہ کوئی کہے کہ اللہ کے ارادہ سے میں مستقبل میں یہ کام کروں گا تو آیت شریفہ کے مطابق یہ بات صحیح اور جائز ہے جو زبان پر لائی گئی ہے لہذا اللہ تعالیٰ کا ارادہ کام کی انسان کی طرف نسبت دینے میں مانع نہیں ہے۔

۵۔ انسانوں کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ اللہ کی یاد میں رہیں۔ وادْخُلْ رَبُّكَ إِذَا نَسِيتَ

۶۔ اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہر قسم کی غفلت اور بھول ظاہر ہونے کے بعد اس کا تدارک کرنا ضروری ہے۔
وادْخُلْ رَبُّكَ إِذَا نَسِيتَ آیت میں نسیان کا متعلق ذکر نہیں ہوا لیکن قرینہ "وادْخُلْ رَبُّكَ" کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ یہاں مراد اللہ تعالیٰ کی یاد کو بھولنا ہے کہ جب توجہ پیدا ہو تو اس کا تدارک کیا جائے۔

۷۔ وہ لوگ کہ جو "إن شاء الله" کہنا بھول جائیں تو انہیں چاہیے کسی اور تعبیر کے ساتھ ہی اللہ کا ذکر زبان پر ضرور لائیں۔
 إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ وَادْخُلَ رَبُّكَ إِذَا نَسِيتَ نَسْيَانًا کا متعلق "إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ" کے قرینہ سے ممکن ہے۔ "إن شاء الله" کہنا ہو اور جملہ "اذکر ربک" مطلق ہے۔ لہذا "إن شاء الله" کے تدارک کے لئے ہر ایسے لفظ کا انتخاب کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور اس کے ارادہ کے غلبہ کو بتاتا ہو، شمر بخش ہوگا۔

۸۔ انسانوں کے امور کی الہی تدبیر کے ساتھ وابستہ ہونے کی طرف توجہ، کسی کام اور حالت میں اس کی یاد سے غافل ہونے سے کا سبب نہیں بنتی۔ وادکر ربک إذا نسیت
 کلمہ "رب" آیت میں مندرجہ بالا مطلب کو بتا رہا ہے۔

۹۔ پیغمبر (ص)، اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اپنی گفتگو میں بھولنے اور ترک کرنے کے خطرہ میں ہیں۔ وادکر ربک إذا نسیت
 ۱۰۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور یاد، مقصود چیز کی یاد آوری اور بھولنے کی حالت کے ختم ہونے کا باعث ہے۔
 وادکر ربک إذا نسیت "نسیان" کے متعلق کو ممکن ہے عام اور ہر چیز کو شامل جانا جائے۔ تو اس صورت میں جملہ "وادکر ربک" کا مطلب یہ ہوگا کہ "جب بھی کوئی چیز بھول جائے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر زبان پر جاری کرو تا کہ وہ چیز یاد آئے اور تمہاری غفلت ختم ہو جائے۔"

۱۱۔ پیغمبر (ص)، رشد اور الہی ہدایت کے حامل ہیں۔ وقل عسی أن یهدین ربی لا قرب من هذا رشدا
 "رشد" "غسی" (گمراہی) کا مد مقابل نقطہ ہے اور جس جگہ ہدایت استعمال ہو "رشد" بھی استعمال ہوتا ہے۔ (مفردات راغب)

۱۲۔ رشد و ہدایت کے کمترین راستہ کی درخواست اور اس تک پہنچنے کے بارے میں امید رکھنے کا اظہار، اللہ تعالیٰ کا پیغمبر اکرم (ص) کو حکم اور نصیحت ہے۔ وقل عسی أن یهدین ربی لا قرب من هذا رشدا

۱۳۔ رشد و ہدایت کے بلند مقام تک پہنچنے کا مقصد ایک الہی ہدف ہے۔ وقل عسی أن یهدین ربی لا قرب من هذا رشدا
 ۱۴۔ رشد اور اللہ تعالیٰ پر امید رکھنا، اس تک پہنچنے میں کافی کردار ادا کرتا ہے۔ وقل عسی أن یهدین ربی لا قرب من هذا رشدا

۱۵۔ الہی ہدایتیں، اس کی ربوبیت کا جلوہ ہیں۔

۱۶۔ رشد و ہدایت کے مختلف درجات اور مراتب ہیں۔ لا قرب من هذا رشدا

۱۷۔ ہدایت کے تمام مراحل، اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ عسیٰ اُن یھدین ربّی لا قرب من هذا رشدا

۱۸۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایتیں، ہمیشہ انسان کی مصلحت کی خاطر اور اسے درست اور صحیح راہ تک پہنچانے کے لئے ہیں۔

عسیٰ اُن یھدین ربّی لا قرب من هذا رشدا

"مصباح المیز" میں آیا ہے "رشد" مصلحت ہے اور وہ صحیح اور درست مقام تک پہنچنا ہے۔

۱۹۔ پیغمبر اکرم (ص)، ایک کمال پانے والے اور زیادہ ہدایت تک پہنچنے کی استعداد رکھنے والے انسان ہیں۔

وقل عسیٰ اُن یھدین ربّی لا قرب من هذا رشدا

۲۰۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بھولنا، انسان کے جلد ہدایت پانے میں رکاوٹ ہے۔ واذکر ربّک إذا نسیت وقل عسیٰ اُن

یھدین ربّی لا قرب من هذا رشدا "ہذا" بھولنے کے بعد اللہ کے ذکر کی طرف اشارہ ہے جو کہ "اذکر ربک إذا نسیت" سے

معلوم ہوتا ہے۔ "اقرّب من هذا رشداً" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کا تدارک کرنا اگرچہ رشد و ہدایت کا سبب ہے مگر

بغیر فراموشی کے اسکا تسلسل و ہمیشگی ایسی راہ ہے جو ہدایت کے زیادہ قریب ہے۔

۲۱۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہنا ہدایت و رشد کا تیز ترین اور کمترین راستہ ہے۔

واذکر ربّک إذا نسیت وقل عسیٰ اُن یھدین ربّی لا قرب من هذا رشدا

۲۲۔ اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھنا، اللہ تعالیٰ کی خصوصی توفیق اور ہدایت کا محتاج ہے۔

واذکر ربّک إذا نسیت وقل عسیٰ اُن یھدین ربّی لا قرب من هذا رشدا

۲۳۔ کسی کام کے بھولنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی یاد اور کسی کام کو بہتر طریقہ سے جاننے اور انجام دینے میں اس کی مدد

کا انتظار، ایک پسندیدہ صفت اور اس کے فرمان کے مطابق ہے۔

واذکر ربّک إذا نسیت وقل عسیٰ اُن یھدین ربّی لا قرب من هذا رشدا

مندرجہ بالا مطلب میں "ہذا"، "نسیت" کے مفعول محذوف کی طرف اشارہ ہے اور آیت کا مطلب یوں ہے کہ جب بھی

کوئی کام بھول جائے تو اللہ کو یاد کرو اور کہو: "امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے اس سے زیادہ مفید کام کی طرف راہنمائی کرے

گا۔"

۲۳۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا غفلت کے بعد تدارک انسان کے جلدی رشد و ہدایت پانے کی امید کا سرمایہ ہے۔ واذکر ربّک إذا

نسیت وقل عسیٰ اُن یھدین ربّی لا قرب من هذا رشدا

"قل عسی" کا "اذکر..." سے ربط مقدمہ اور نتیجہ ہے اور اس آیت کا پیغام یہ ہے کہ "اگر تم نے غفلت کے بعد اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تو اللہ تعالیٰ کی خصوصی ہدایت کے بارے میں امید رکھ سکتے ہو اور کہو: عسی..."

۲۵۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (ص) سے اصحاب کہف کی داستان سے زیادہ تعلیمات پر مشتمل آیات دینے کا وعدہ فرمایا۔
وقل عسی ان یھدین ربی لا قرب من هذا رشدا "ہذا" ممکن ہے اصحاب کہف کی داستان کے بیان کرنے کی طرف اشارہ ہو۔

۲۶۔ اللہ تعالیٰ کی امداد پر امید رکھنے کا اظہار، اس کی بارگاہ میں دعا اور اس سے مدد مانگنے کے طریقوں میں سے ہے۔
وقل عسی ان یھدین ربی لا قرب من هذا رشدا زبان پر امید کا ذکر (عسی ان...) سوائے اپنی ضرورت کے اظہار اور اس کے قبولیت کی درخواست کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

۲۷۔ "عن ابی جعفر وابی عبداللہ علیہما السلام فی قول اللہ عزوجل: "واذکر ربک إذا نسیت" قال: إذا حلف الرجل ففسی ان یستثنی فلیستثنی إذا ذکر" (۱)

امام باقر (ع) اور امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے کلام "واذکر ربک إذا نسیت" کے بارے میں روایت نقل ہوئی ہے کہ: "جب بھی کوئی قسم کھائے (کوئی کام انجام دے) اور (اللہ تعالیٰ کی مشیت کو) بھول جائے کہ استثناء کرے (یعنی ان شاء اللہ کہنا بھول جائے) تو جب بھی یاد آئے اسے کہے..."

۲۸۔ عن ابی جعفر (ع): ... وقد قال اللہ عزوجل لنبیہ (ص) فی الكتاب: "ولا تقولن لشیء إني فاعل ذلك غداً إلا أن یشاء اللہ" أن لا افعله فتسبق مشیة اللہ فی ان لا افعله فلا اقدر علی ان افعله قال: فلذلك قال اللہ عزوجل: "واذکر ربک إذا نسیت" ای: استثن مشیة اللہ فی فعلک" (۲) امام باقر (ع) سے روایت ہوئی تحقیق اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنے پیغمبر (ص) کو فرمایا: "ولا تقولن لشیء إني فاعل ذلك غداً إلا أن یشاء اللہ" یعنی نہ کہو کہ میں کل کوئی کام انجام دوں گا (مگر یہ اس صورت میں کہو کہ اس کے بعد کہو) مگر کہ اللہ تعالیٰ چاہے اس کو انجام نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کام کے ترک میں میرے ارادہ پر سبقت کرے گا پھر میں اسے انجام نہیں دے سکتا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "واذکر ربک إذا نسیت"۔ "یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت کو اپنے کام میں استثناء کرو"۔

(۱) کافی ج ۷، ص ۴۴۷، ح ۱۔ نور الثقلین، ج ۳، ص ۲۵۳، ح ۴۸ (۲) کافی ج ۷، ص ۴۴۸، ح ۲۔ نور الثقلین، ج ۳، ص ۲۵، ح ۴۹۔

آرزو: پسندیدہ آرزو ۱۳؛ کمال حاصل کرنے کی آرزو ۱۳؛ ہدایت کی آرزو ۱۳

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) اور غفلت ۹؛ آنحضرت (ص) کا کمال حاصل کرنا ۱۱، ۱۹؛ آنحضرت (ص) کو نصیحت ۱۲

آنحضرت (ص) کو وعدہ ۲۵؛ آنحضرت (ص) کی ہدایت ۱۱؛ آنحضرت (ص) کی ہدایت کا زیادہ ہونا ۱۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا غلبہ ۳؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا کردار ۲؛ اللہ تعالیٰ کی

مشیت کو استثناء کرنا ۲۷، ۲۸؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کی اہمیت ۲۸؛ اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی ہدایتوں کی

خصوصیات ۱۸؛ اللہ تعالیٰ کی ہدایتیں ۱۱، ۱۵، ۲۲، ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر ۲۳؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کے

وعدے ۲۵

امور: امور کی اساس ۲/ امیدوار ہونا: اللہ تعالیٰ کی امداد پر امیدوار ہونا ۲۶؛ امیدوار ہونے کے اسباب ۲۳؛ کمال حاصل

کرنے کے بارے میں امیدوار ہونے کے آثار ۱۳؛ ہدایت امیدوار ہونا ۱۲

انبیاء: انبیاء کے علم کی حدود ۳

انسان: انسان کی ذمہ داری ۵؛ انسان کی معنوی ضروریات ۲۲؛ انسانوں کے عمل کا مغلوب ہونا ۳؛ انسان کی ہدایت

۱۸؛ انسانوں کے عمل کی بنیاد ۳؛ انسان کے لئے مصلحتیں ۱۸

بات: بات کرنے کے آداب ۷

توحید: توحید افعالی ۱۷/ توفیقات: توفیقات کا سرچشمہ ۲۲/ جبر و اختیار: ۳

دعا: دعا کے آداب ۲۶

ذکر: اللہ تعالیٰ کا ذکر ۶، ۲۳؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ذکر کی اہمیت ۱، ۲۷؛ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا سرچشمہ ۲۲؛ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو

دائم کرنا ۲۱؛ اللہ کے ذکر کی اہمیت ۵، ۷؛ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے آثار ۱۰، ۲۳؛ انشاء اللہ کا ذکر ۷

روایت: ۲۷-۲۸

صفات: پسندیدہ صفات ۲۳

ضروریات: اللہ تعالیٰ کی تدبیر کی ضرورت ۸؛ ہدایت کی ضرورت ۲۲

عزم: عزم کے اعلان کے آداب ۱

غفلت: اللہ تعالیٰ سے غفلت ۹؛ اللہ تعالیٰ سے غفلت کا تدارک ۶؛ اللہ تعالیٰ سے غفلت کے آثار ۲۰؛ اللہ تعالیٰ سے غفلت کے تدارک کے آثار ۲۳؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے غفلت ۷؛ غفلت کے موانع ۸

فرا موشی: فرا موشی سے موانع ۱۰

کمال حاصل کرنا: کمال حاصل کرنے کے اسباب ۳؛ کمال حاصل کرنے کے مراتب ۱۶

مدد طلب کرنا: اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا ۲۳، ۲۶

مستقبل: مستقبل کی پیشگوئی کا محال ہونا ۳

وعدہ: وعدہ کے اعلان کے آداب ۱

ہدایت: ہدایت سے موانع ۲۰؛ ہدایت کا سرچشمہ ۱۷؛ ہدایت کی روش ۲۱؛ ہدایت کے درجات ۱۶؛ ہدایت کے لئے دعا ۱۲

آیت ۲۵

﴿وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا﴾

اور یہ لوگ اپنے غار میں تین سو برس رہے اور اس پر نو دن کا اضافہ بھی ہو گیا (۲۵)

۱۔ اصحاب کہف، غار میں تین سو نو سال ٹھہرے رہے۔ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا

یہاں "سینین"، "ثلاثۃ مائۃ" کے لئے بدل ہے۔ یہ کلمہ "تین سو" کی وضاحت کے ساتھ ساتھ اس بات کی علامت ہے کہ اصحاب کہف کی نیند پر اتنے سالوں کا گزرنا ایک حیرت انگیز چیز ہے۔

۲۔ اصحاب کہف، اس تین سو نو سال کی ساری مدت میں اسی غار میں تھے کہ جس میں انہوں نے پناہ لی تھی۔

وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ

۳۔ اصحاب کہف، شمسی سالوں کے مطابق تین سو سال اور قمری سالوں کے مطابق تین سو نو سال غار میں رہے۔
ولبتوا فی کہفہم ثلاث مائة سنین وازدادوا تسعا

"ازدادوا" میں ضمیر اصحاب کہف کے ساتھ مربوط ہے۔ نو سال کو تین سو سال سے جدا ذکر کرنا شاید اس حوالے سے ہو کہ انہوں نے شمسی سالوں کے مطابق تین سو سال ہی آرام کیا اور ان سالوں کا قمری سالوں کے مطابق شمار تین سو نو سال سے کچھ کم (تین ماہ سے کم) ہے عام طور پر واقعات کے زمانہ کو مشخص کرتے وقت اتنی مدت سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔

۳۔ "روی أنّ یهودیاً سال علی بن ابی طالب (ع) عن مدّة لبثهم (ای لبث اصحاب الکہف) فا خبر بما فی القرآن فقال : "انّا نجد فی کتابنا ثلاثمئة" فقال : " ذاك بسنی الشمس وهذا بسنی القمر _ (۱)

روایت نقل ہوئی ہے کہ ایک یہودی نے حضرت علی (ع) سے اصحاب کہف کی غار میں ٹھہرنے کی مدت کے بارے سوال کیا: امام (ع) نے اسے جو کچھ قرآن میں ہے اس سے باخبر کیا۔ یہودی نے کہا ہم نے اپنی کتاب میں یہ پایا ہے کہ وہ تین سو سال رہے۔ امام (ع) نے فرمایا: وہ شمسی سال کے مطابق نقل ہوا ہے جبکہ یہ قمری سال کے مطابق نقل ہو رہے۔

اصحاب کہف: اصحاب کہف کا قصہ ۱، ۲، ۳؛ اصحاب کہف کی نیند کی مدت ۱، ۲، ۳، ۲

اعداد: تین سو کا عدد ۳، ۳؛ تین سو نو کا عدد ۳، ۲، ۱؛ نو کا عدد ۳، ۳

روایت: ۳

(۱)۔ مجمع البیان، ج ۶، ص ۷۱۵۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۲۵۶، ح ۶۲۔

آیت ۲۶

﴿قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِّنْ دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا﴾

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ان کی مدت قیام سے زیادہ باخبر ہے اسی کے لئے آسمان وزمین کا سارا غیب ہے اور اس کی سماعت و بصر کا کیا کہنا ان لوگوں کے لئے اس کے علاوہ کوئی سرپرست نہیں ہے اور نہ وہ کسی کو اپنے حکم میں شریک کرتا ہے (۲۶)

۱۔ اصحاب کہف کے غار میں ٹھہرنے کی مدت، پیغمبر (ص) کے زمانہ کے لوگوں کے درمیان اختلاف کا شکار تھی۔
قل اللہ أعلم جملہ "قل اللہ..." بتا رہا ہے کہ بعض لوگ پچھلی آیت میں بتائی گئی مدت کے حوالے سے شک میں پڑے ہوئے تھے اور اسکے علاوہ کوئی دوسری نظر پیش کر رہے تھے۔ پیغمبر اکرم نے ان لوگوں کے جواب میں، واقعات کے دقیق زمانے کے سلسلہ تاکید فرمائی اور ان کے شک و تردید کو رد فرمادیا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا اصحاب کہف کے سونے کی مدت کے بارے میں خبر دینا، اپنے برتر علم کی بناء پر ہے اور یہ دوسروں کے نظریات سے قابل مقایسہ نہیں ہے۔ قل اللہ أعلم بما لبثوا
۳۔ لوگوں کے غلط نظریات کے اظہار کے جواب میں اللہ تعالیٰ، پیغمبر اکرم (ص) کی راہنمائی کرتا ہے۔
قل اللہ أعلم

۳۔ آسمانوں اور زمین کا غیر خدا سے پنہان حقائق اور اسرار پر مشتمل ہونا۔ لہ غیب السموات والارض
۵۔ آسمانوں اور زمین میں موجود پوشیدہ حقائق صرف اللہ تعالیٰ کی مالکیت ہیں۔ لہ غیب السموات والارض
"لہ" کا مقدم ہونا، حصر پر دلالت کر رہا ہے اور اس میں حرف لام تملیک کے لئے ہے۔
۶۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی کائنات کے تمام اسرار و رموز سے باخبر ہے۔

قل اللہ أعلم بما لبثوا لہ غیب السموات والارض جملہ "لہ غیب..."، "واللہ أعلم..." کے قرینہ سے اللہ تعالیٰ کے کائنات کے اسرار پر مالکیت کے ساتھ ساتھ اس کی وسیع آگاہی پر بھی دلالت کر رہا ہے۔

۷۔ فقط اللہ تعالیٰ کی کائنات پر مالکیت، اس کے علم کا انسانوں کی طرف سے پیش کئے گئے علوم سے قابل مقائسہ نہ ہونے پر دلیل ہے۔ قل اللہ أعلم بما لبثوا لہ غیب السموات والارض

جملہ "لہ غیب..." ایسی برہان ہے کہ جو "اللہ أعلم..." کو ثابت کر رہی ہے۔

۸۔ اشیاء کے ظواہر پر انسانوں کی محدود معرفت، اللہ تعالیٰ کی نظر کے مد مقابل ان کے نظریات کے اعتماد ہونے پر دلیل ہے۔ اللہ أعلم... لہ غیب السموات والارض

اللہ تعالیٰ نے ایسے مسائل میں کہ جہاں خود اپنی واضح رائے کا اظہار کیا ہے وہاں اباحت کو ختم کرتے ہوئے اور انسانی اعتراضات کو رد کرنے کے ذریعہ اس نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اسکے علم کا بشر کے علم سے مقابہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ غیب کا مالک ہے اور انسان تو ابھی ظاہر میں بھی پھنسا ہوا ہے۔

۹۔ کائنات، متعدد آسمانوں پر مشتمل ہے۔ غیب السموات

۱۰۔ اصحاب کہف کی داستان، ایسا راز ہے کہ بشر کیلئے اس کی جہات تک پہنچنا وحی کے علاوہ ممکن نہیں ہے۔ قل اللہ أعلم بما لبثوا لہ غیب السموات والارض

۱۱۔ اللہ تعالیٰ، کائنات کے پنہاں حقائق کے حوالے سے گہری نگاہ رکھنے اور بہت سننے والا ہے۔

لہ غیب... ا بصر بہ و ا سمع "ا بصر بہ" کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ "اسمع" کے بعد بھی "بہ" مقرر ہے اور دونوں تعجب کے صیغے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کس قدر زیادہ دیکھنے اور سننے والا ہے

۱۲۔ کائنات پر اللہ تعالیٰ کی تنہا مالکیت، تمام دیکھنے اور سننے والی چیزوں پر اس کی عمیق آگاہی کی دلیل ہے۔ لہ غیب السموات والارض ا بصر بہ و ا سمع

۱۳۔ اللہ تعالیٰ، اپنی تنہا مالکیت اور عمیق نگاہ و سماعت کی بناء پر گزشتہ انسانوں کی زندگی کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کرنے کا واحد مرجع اور منبع ہے۔

قل الله أعلم بما لبثوا له غيب ... ابصر به واسمع

۱۳_ اصحاب کہف، کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مدبر اور سرپرست نہیں تھا۔ ماہم من دونہ من ولی
"لہم" میں ضمیر سے مراد اصحاب کہف ہیں۔

۱۵_ اصحاب کہف پر فقط اللہ تعالیٰ کی سرپرستی اور نگرانی، ان کی داستان کی مختلف جہات پر اس کے برتر علم اور دوسروں
کی بے خبری کی دلیل ہے۔ قل الله أعلم بما لبثوا ... ماہم من دونہ من ولی

۱۶_ آسمانوں اور زمین کے موجودات، کا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی ولی اور سرپرست نہیں ہے۔
له غيب السموات والارض ... ماہم من دونہ من ولی

احتمال ہے "لہم" ضمیر کا مرجع "السموات والارض" کے قرینہ سے ان میں پائے جانے والے موجودات ہوں ایسے مقامات
پر دوسرے عقلاء کی اہمیت تحت الشعاع ہو جاتی ہے اور ان کے لئے مناسب ضمیر لائی جاتی ہے۔

۱۷_ موجودات کی ولایت اور سرپرستی کی لیاقت صرف کائنات کے باخبر اور باہوش مالک کے لیے منحصر ہے۔
له غيب السموات والارض ابصر به واسمع ماہم من دونہ من ولی

۱۸_ آسمانوں اور زمین پر حکمرانی اور بادشاہت اللہ تعالیٰ میں منحصر ہے۔ ولا یشرک فی حکمہ احدا

۱۹_ اللہ تعالیٰ، کائنات پر حکمرانی میں کسی کو اپنا شریک نہیں بناتا۔ ولا یشرک فی حکمہ احدا

۲۰_ اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور فرامین، کسی غیر کی دخل اندازی سے پاک اور دوسروں کے نظریات کی تاثیر سے محفوظ ہیں۔
ولا یشرک فی حکمہ احدا

"حکم" یہ ہے کہ کسی چیز کی خصوصیات کو ثابت یا نفی کرنے میں رائے دی جائے چاہے دوسروں کو اس کے قبول کرنے پر
مجبور کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ (مفردات راغب)

آسمان: آسمانوں کا حاکم ۱۸؛ آسمانوں کا متعدد ہونا ۹؛ آسمانوں کے اسرار ۳؛ آسمانوں کے اسرار و غیب کا مالک ۵؛ آسمانوں
کے موجودات پر سرپرستی ۱۶

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کا معلم ۳؛ آنحضرت (ص) کی ہدایت ۳

اصحاب کہف: اصحاب کہف پر سرپرستی ۱۳، ۱۵؛ اصحاب کہف کی تدبیر کرنے والا ۱۳؛ اصحاب کہف کی نیند کی مدت
۲؛ اصحاب کہف کی نیند کی مدت میں

اختلاف ۱؛ اصحاب کہف کے قصہ سے آگاہی ۱۰، ۱۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا سننا ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کا علم ۲؛ اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۱۱، ۶؛ اللہ تعالیٰ کی بصیرت ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی بصیرت کے آثار ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی بصیرت کے دلائل ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات ۳؛ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ۱۹، ۱۸؛ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کا منظر ہونا ۲۰؛ اللہ تعالیٰ کی مالکیت ۵؛ اللہ تعالیٰ کی مالکیت کے آثار ۱۲، ۴؛ اللہ تعالیٰ کی ولایت کے آثار ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی ہدایتیں ۳؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر کا محفوظ ہونا ۲۰؛ اللہ تعالیٰ کے باخبر کرنے کا سرچشمہ ۲؛ اللہ تعالیٰ کے سننے کے آثار ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے سننے کے دلائل ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے دلائل ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کے علم کی برتری کے دلائل ۱۸، ۸؛ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کا محفوظ ہونا ۲۰؛ اللہ تعالیٰ کے احکام کا منظر ہونا ۲۰؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات ۱۳، ۴، ۶، ۲، ۱۶، ۱۴، ۱۸

انسان: انسان کے علم کا محدود ہونا ۸

تاریخ: تاریخ کے منابع ۱۳

توحید: توحید افعالی ۱۳

زمین: زمین کا حاکم ۱۸؛ زمین کے اسرار ۳؛ زمین کے اسرار کا مالک ۵

سطحی نگاہ: سطحی نگاہ کے آثار ۸

علم: علم کے اعتبار کی حدود ۸

کائنات: کائنات کے اسرار ۶؛ کائنات کا مالک ۴

لوگ: زمانہ بعثت کے لوگ اور اصحاب کہف

موجودات: موجودات پر دلالت ۱۶، ۱۷

وحی: وحی کا کردار ۱۰

ولایت: ولایت کا معیار ۱۷

ولایت الہی: ولایت الہی کے شامل حال ۱۳، ۶

ولی: ولی کا علم ۱۷

آیت ۲۷

﴿وَآتِلْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَنْ يَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا﴾

اور جو کچھ کتاب پروردگار سے وحی کے ذریعہ آپ تک پہنچایا گیا ہے آپ اسی کی تلاوت کریں کہ کوئی اس کے کلمات کو بدلنے والا نہیں ہے اور اس کو چھوڑ کر کوئی دوسرا ٹھکانا بھی نہیں ہے (۲۷)

۱۔ قرآنی آیات کی تلاوت، پیغمبر (ص) کے ذمے ایک الہی فریضہ تھا۔ وَاَتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ

۲۔ لوگوں کے کانوں تک پیغام وحی پہنچانا، الہی رہبروں کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔

وَاَتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ

۳۔ قرآن، اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر (ص) پر وحی شدہ کتاب ہے۔ وَاَتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ

"من کتاب ربك" میں حرف "من" وضاحت کے لئے ہے اور یہ بتا رہا ہے کہ وہ جو وحی ہوا ہے وہ کتاب خدا ہی ہے۔

۴۔ قرآن، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا جلوہ اور پیغمبر (ص) کی رسالت کی پیشرفت کے لئے ہے۔ من کتاب ربك

"ربك" میں کلمہ "رب" بتا رہا ہے کہ قرآن، آنحضرت (ص) کے لئے الہی پیغام کے ابلاغ میں ان کی تربیت و رشد کا سرمایہ ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ پیغمبر (ص) کا مربی ہے اس لیے انہیں عطا کیا ہے۔

۵۔ پیغمبر (ص) کے زمانہ میں قرآن کا عنوان "پروردگار کی کتاب" تھا۔ کتاب ربك

۶۔ قرآنی آیات، اللہ تعالیٰ کے پاس مکتوب اور تدوین شدہ خزانہ سے نازل ہوئی ہیں۔ وَاَتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ

اگر "من کتاب ربك" میں "من" نشویہ ہو تو کتاب سے مراد ایسا منبع ہوگا کہ جس سے قرآنی آیات لی گئی ہیں اور جملہ "لا مبديل لکلماتہ" کہ کتاب کے کلمات کے تبدیل نہ ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔ اس احتمال کو تقویت دے رہا ہے۔

۷۔ فقط قرآن کے فرامین، قبول اور اطاعت کے لیے شائستہ تعلیمات ہیں۔ وائل ما اوحی الیک من کتاب ربک
فعل "اتل" ہو سکتا ہے مصدر "تلاوة" بمعنی قرائت سے ہو اور ہو سکتا ہے کہ اس کا مصدر "تلو" بمعنی تبعیت ہو تو مندرجہ
بالا مطلب دوسرے معنی کی بناء پر ہے۔ اس آیت میں "اتل" کے مد مقابل دوسری آیت میں "لا تطع" اس احتمال کو
مضبوط کر رہا ہے اور حصر پر بھی دلالت کر رہا ہے۔

۸۔ اصحاب کہف کی داستان کے حوالے سے دوسروں کی رائے کو اہمیت نہ دینا، اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) کو حکم تھا۔
قل الله أعلم بما لبثوا ... وائل ما اوحی الیک من کتاب ربک

مذکورہ نکتہ اس احتمال کی بناء پر ہے کہ آیات وحی کی تلاوت کا حکم الہی یہ مطلب دے رہا ہے کہ چونکہ غیر وحی بات کافی
حد تک محکم نہیں ہوتی اور اصحاب کہف جیسے تاریخی واقعات میں قابل اطمینان منبع صرف وحی ہے۔

۹۔ قرآن اور اللہ تعالیٰ کا کلام، دوسری کی جعل سازی سے محفوظ اور ہر قسم کی تحریف سے پاک ہیں۔
وائل ما ووحی الیک ... لا مبدل لکلماتہ "کلماتہ" میں ضمیر "رب" کی طرف لوٹ رہی ہے۔ ابتداء آیت کے قرینہ کے
مطابق کلمات کا مد نظر مصداق "قرآنی آیات" ہیں۔

۱۰۔ قرآن اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں تبدیلی لانے سے دوسروں کا عاجز ہونا، اس کے قابل قبول اور اطاعت کے شائستہ
ہونے کی دلیل ہے۔ وائل ما اوحی الیک ... لا مبدل لکلماتہ

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کا علم مطلق، اس کے کلمات کے ثابت رہنے اور تبدیل نہ ہونے کی بنیاد ہے۔
له غیب السموات والارض ... لا مبدل لکلماتہ

۱۲۔ ہمیشگی و جاودانیت اور تحریف سے محفوظ رہنا پیغام وحی کی اہمیت کا معیار اور اس کی تلاوت اور ابلاغ کا متقاضی
ہے۔ وائل ما اوحی الیک ... لا مبدل لکلماتہ

۱۳۔ فقط اللہ تعالیٰ، لوگوں کے لئے ملجاء اور پناہ گاہ ہے۔ ولن تجد من دونہ ملتحذ
"المتحد" یعنی کسی چیز کی طرف عدول کرنا اور اس کی طرف پناہ لینا۔ اور "ملتحد" قرینہ مقامیہ کے ساتھ ایسی جگہ ہے کہ جس
کی طرف ڈرا ہوا شخص اپنے آپ کو موڑتا ہے تاکہ اس کی پناہ میں محفوظ رہے۔

۱۴۔ پیغمبر (ص) اور الہی رہبر، تاریخی حقائق کی پہچان اور معرفت کیلئے الہی وحی کے علاوہ کسی چیز پر اعتماد نہ کریں۔

وا تل ما ا وحى اليك ... ولن تجد من دونه ملتحدا

۱۵_ حقائق کی پہچان کے لئے غیر خدا پر اعتماد کرنے کیلئے ناقابل توجہ اور اس کے غلط ہونے کا تقاضا ہے کہ الہی وحی کی تلاوت اور اس کی پیروی کی جائے۔ وا تل ما ا وحى اليك ... ولن تجد من دونه ملتحدا

آسمانی کتابیں ۳

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کو نصیحت ۸; آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۱۳; آنحضرت (ص) کی رسالت ۱، ۳;
آنحضرت (ص) کی وحی ۳

اصحاب کہف: اصحاب کہف کے قصہ سے آگاہی ۸

اطاعت: قرآن سے اطاعت ۷

اعتماد: غیر خدا پر بے منطق اعتماد ۱۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامت ۳; اللہ تعالیٰ کی طرف پناہ لینا ۱۳; اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں ۸; اللہ تعالیٰ کی کتاب ۵; اللہ تعالیٰ کے علم کے آثار ۱۱; اللہ تعالیٰ کے کلمات کے محفوظ رہنے کے اسباب ۱۱; اللہ تعالیٰ کے مختصات ۱۳;

انسان: انسان کی پناہ گاہ ۱۳

ایمان: قرآن پر ایمان ۷; قرآن پر ایمان کے دلائل ۱۰

پہچان: پہچان کے منابع ۱۳، ۱۵

تاریخ: تاریخ کے منابع ۱۳

دینی رہبر: دینی رہبروں کی ذمہ داری ۱۳، ۲

قرآن: قرآن کا سرچشمہ ۶; قرآن کا کردار ۳; قرآن کا محفوظ رہنا ۹; قرآن کا وحی شدہ ہونا ۳; قرآن کی تحریف ۹; قرآن کی تلاوت ۱; قرآن کی تلاوت کا باعث ۱۵; قرآن کی خصوصیات ۷; قرآن کے محفوظ رہنے کے آثار ۱۰; قرآن کے نام ۵;

موجودات: موجودات کی ناتوانی ۱۰

وحی: وحی کا کردار ۱۳; وحی کی پیروی کا باعث ۱۵; وحی کی تبلیغ ۲; وحی کی قدر و قیمت کا معیار ۱۲; وحی کے ابلاغ کا باعث ۱۲; وحی کے محفوظ ہونے کے آثار ۱۲

آیت ۲۸

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا﴾

اور اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ صبر پر آمادہ کرو جو صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اسی کی مرضی کے طلب گار ہیں اور خبردار تمہاری نگاہیں ان کی طرف سے پھر نہ جائیں کہ زندگانی دنیا کی زینت کے طلب گار بن جاؤ اور ہرگز اس کی اطاعت نہ کرنا جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے محروم کر دیا ہے اور وہ اپنے خواہشات کا پیرو کار ہے اور اس کا کام سراسر زیادتی کرنا ہے (۲۸)

۱۔ پیغمبر (ص) کو لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں فقیر مؤمنین اور آلودہ دنیا پرستوں کا سامنا تھا۔
واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم ... ولا تطع من اغفلنا قلبه

"ترید زینۃ الحیۃ الدنیا" کی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت میں دو گروہوں کو دو صفات کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ خالص مؤمنین دنیاوی زینت سے محروم تھے۔

۲۔ وہ جو دنیاوی زینت رکھتے تھے۔

۲۔ پیغمبر (ص) کا میل جول، فقیر مؤمنین سے تھا۔ واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم

کلمہ "اصبر" کا اگر مفعول ہو تو ثابت قدمی کا حکم ہے۔ یہ تعبیر اور جملہ "لا تعدعیناک عنہم" یہ نکتہ بتاتے ہیں کہ پیغمبر (ص) کا فقروں سے ملنے جلنے کا رویہ پسندیدہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسی پر ثابت قدم رہنے اور ان سے آنکھیں ہٹانے سے منع کیا ہے۔

۳۔ زمانہ بعثت کے مالدار لوگ پیغمبر (ص) کو فقیر مؤمنین سے میل جول رکھنے سے باز رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔

واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم ... ولا تطع من اغفلنا قلبه

۳۔ ثروت مند لوگ، مادی امداد کرنے کے اظہار کے ساتھ ساتھ پیغمبر (ص) کے قریب فقیر مؤمنین کی موجودگی کو آنحضرت

کے ساتھ اپنے بیٹھنے میں رکاوٹ سمجھتے تھے۔ واصبر نفسك ... ولا تعدعیناک عنہم ترید زینۃ الحیۃ الدنیا

۵۔ فقیر، مخلص مؤمنین کے ساتھ میل جول باقی رکھنا اللہ تعالیٰ کی پیغمبر (ص) کو نصیحت تھی۔
واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم

۶۔ ایمانی معاشرہ کے محروم طبقات سے میل جول اور ہمراہی، مشکلات پیدا ہونے کی باعث اور صبر و شکیبائی کی محتاج ہے۔
واصبر نفسك

۷۔ زمانہ بعثت کے مؤمنین میں سے ایک گروہ اپنی مادی محرومیت کے باوجود ہمیشہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی دعاؤں اور مناجات کی پابندی کرتے تھے۔ الذين يدعون ربهم بالغدوة والعشي
"غداة" قاموس میں مذکور ایک معنی کے مطابق نماز صبح اور سورج کے طلوع ہونے کے درمیانی وقت پر اطلاق ہوتا ہے۔
اور "عشي" کا معنی بعض مفسرین ظہر سے غروب تک کا وقت اور بعض ظہر سے اگلی صبح تک کا وقت مراد لیتے ہیں۔ (ر،
ک المصباح المنیر)

۸۔ صبح اور پچھلا پہر، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنے کے مناسب مواقع ہیں۔ بالغدوة والعشي
ممکن ہے کہ "غداة و عشي" سے مراد دو مخصوص اوقات ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ دن اور رات کا تمام وقت مورد نظر ہو۔
مندرجہ بالا مطلب پہلے معنی کی بناء پر ہے۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی طرف توجہ، دعا کے آداب میں سے ہے۔ يدعون ربهم
۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی طرف توجہ، انسان کو اس کی بارگاہ میں استغاثہ اور دعا کی طرف لے جانے والی ہے۔
يدعون ربهم

۱۱۔ صبح اور پچھلے پہر دعا اور مناجات کی عادت، اللہ تعالیٰ کے نزدیک با عظمت مقام اور پیغمبر (ص) کے ساتھ ہم نشینی کی
لیاقت پیدا کرتی ہے۔ واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغدوة والعشي
"يدعون" فعل مضارع اور استمرار کے لئے ہے۔

۱۲۔ ہم نشینی اور مصاحبت کی خاطر لوگوں میں شائستہ ہونے کی شرط، دعا اور عبادات میں پابندی ہے۔
واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغدوة والعشي

۱۳۔ زمانہ بعثت میں اہل دعا و مناجات کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضایت جلب کرنا اور اس کے صفات کے ساتھ مناسب
حالت میں اپنے آپ کو ڈھالنا تھا۔ يدعون ... يريدون وجهه

"یریدون وجہ" میں "وجہ" وحی کی قدر و قیمت کا معیار سے مراد، اس کا معنی حقیقی نہیں ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات صورتیں رکھتی ہی نہیں یہ اس کی ذات سے کنایہ ہے کیونکہ اس کا ارادہ نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا یہ اس کی رضایت سے کنایہ ہے اس حوالے سے کہ انسان رضایت لینے کی خاطر اپنی صورت کو مخاطب کی طرف پھرتے ہیں یا، اللہ کی صفات سے کنایہ ہے کہ اہل دعا یا اسے اپنے شامل حال قرار دیتے ہیں یا اس کی ہر صفت کے مقابل مناسب حالت اختیار کرتے ہیں۔ مثلاً اس کی عزت اور علم کے مد مقابل ذلت اور جہالت کو اپنے اوپر طاری کر لیتے ہیں۔

۱۳۔ ضروری ہے کہ دعا خالص انداز سے اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضایت اور توجہ کو جلب کرنے کی خاطر ہو۔

یدعون ربهم بالغدوة والعشی یریدون وجہہ

۱۵۔ دعا "وجہ اللہ" کو پانے اور اس کی رضایت جلب کرنے کا پیش خیمہ ہے۔ یدعون ربهم بالغدوة... یریدون وجہہ

۱۶۔ اللہ تعالیٰ، پیغمبر (ص) کو خدا پرست فقیروں سے مصاحبت ترک کرنے اور ان سے توجہ ہٹا کر ثروت مند طبقہ کی طرف مائل ہونے سے خبردار کر رہا ہے۔ واصبر نفسك... ولا تعد عیناک عنہم

"لا تعد عیناک" میں نہی کا تعلق اگرچہ آنکھوں سے ہے (کہ اس گروہ سے اپنی آنکھوں کو نہ ہٹاؤ) لیکن یہاں نہی سے مراد پیغمبر، (ص) کو فقراء سے نظر اور توجہ ہٹا کر ثروت مند طبقہ کی طرف مائل ہونے سے ہے۔

۱۷۔ خدا کے طالب فقیروں کی طرف نظر کرنا اور ان کے چہروں پر دوستانہ انداز سے نگاہ ڈالنا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اور مطلوب امر و چیز ہے۔ ولا تعد عیناک عنہم

۱۸۔ خدا کے طالب فقراء سے رابطہ ختم کرنا انسان کے مادی مظاہر اور دنیا پرستوں کے ظاہری جلووں کی طرف مائل ہونے کا موجب ہے۔ ولا تعد عیناک عنہم ترید زینۃ الحیۃ الدنیا

۱۹۔ پیغمبر، (ص) آسودہ لوگوں کے نزدیک ہونے اور فقراء مؤمنین سے دور ہونے کی صورت میں دنیاوی جلووں کی طرف میلان پیدا کرنے کے خطرہ میں تھے۔ ولا تعد عیناک عنہم ترید زینۃ الحیۃ الدنیا

۲۰۔ الہی رہبروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیا کی

طلب، دنیا پرستوں کی طرف توجہ اور باایمان فقراء سے غفلت کرنے سے پرہیز کریں۔
ولا تعدعیناک عنہم ترید زینۃ الحیاۃ الدنیا

۲۱۔ دنیاوی آسائشوں سے مالا مال ہونے کی آرزو، اللہ تعالیٰ کی رضایت سے دل باندھنے کے منافی ہے۔
یریدون وجہہ ... ترید زینۃ الحیاۃ الدنیا

۲۲۔ آسودہ طبقہ کا اسلام کی طرف میلان کی صورت میں ان کی ثروت سے فائدہ اٹھانے کا امکان فقراء مؤمنین سے جدائی کا باعث نہیں ہونا چاہئے۔ ولا تعدعیناک عنہم ترید زینۃ الحیاۃ الدنیا

۲۳۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (ص) کو محروم طبقہ ہونے اور اپنی توجہ ہر مالدار طبقہ کی طرف رکھنے کی صورت میں ثروت مند طبقہ کی پیشکش قبول کرنے سے خبردار کیا ہے۔ ولا تطع من أغفلنا قلبه

۲۴۔ ہدایت کے کسب کرنے میں مالدار طبقہ کو فقیر طبقہ پر ترجیح دینے کی فکر، ایک بیہودہ خیال اور اللہ کی یاد سے غافل لوگوں کے دل کی گھڑی ہوئی ہے۔ ولا تطع من أغفلنا قلبه عن ذکرنا

۲۵۔ مادی جلووں سے دل باندھنے والے دنیا پرستوں کے لئے اللہ کی یاد سے غفلت، عذاب الہی ہے۔
ترید زینۃ الحیاۃ الدنیا ولا تطع من أغفلنا قلبه عن ذکرنا

دنیا پرستوں کی یہ صفت بیان کرنا کہ ان کا دل اللہ کی یاد سے غافل ہے دل کی غفلت اور دنیا پرستی میں رابطہ کو بیان کر رہا ہے۔ غافل کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف (أغفلنا) یہ انکے لئے سزا کو بیان کر رہی ہے۔

۲۶۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی قدر و قیمت، اس کے انسان کے قلب و روح میں راسخ ہونے کی بناء پر ہے۔
أغفلنا قلبه عن ذکرنا

۲۷۔ وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں اللہ کی یاد موجود نہیں ہے وہ رہبری کی لیاقت نہیں رکھتے۔ ولا تطع من أغفلنا قلبه عن ذکرنا غافل لوگوں کی اطاعت سے نہی ان کے حکم اور رائے دینے کی لیاقت کی نفی کرتی ہے۔

۲۸۔ اللہ تعالیٰ کی یاد کو دل میں زندہ رکھنا اور اسباب غفلت کو اس سے ختم کرنا ضروری ہے۔
ولا تطع من أغفلنا قلبه عن ذکرنا

۲۹۔ صبح اور پچھلے پہر خالص انداز سے دعا کرنا، انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد کے موجود ہونے کی نشانی ہے۔
الذین یدعون ربهم بالغدوة والعشی ... ولا تطع من أغفلنا قلبه عن ذکرنا

۳۰۔ انسان کا دل اس کی توجہ اور اس کی غفلت، اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور اس کے ارادہ کے تحت ہے۔
ولا تطع من أغفلنا قلبه عن ذكرنا

۳۱۔ ہوس پرستوں کی آراء اور مشورے بے اہم اور ان کی اطاعت صحیح نہیں ہے۔ ولا تطع من ... اتبع هوى ه
۳۲۔ زمانہ بعثت کے مالدار طبقہ کی ہوس پرستی پیغمبر (ص) سے ممتاز مقام مانگنے کا موجب بنی۔ ولا تطع من ... اتبع هوى
ھ

۳۳۔ خواہشات نفسانی کی پیروی مذموم اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت کی نشانی ہے۔ ولا تطع من أغفلنا قلبه عن ذكرنا
واتبع هوى به جملہ "اتبع هواہ" ہو سکتا ہے "أغفلنا" کے لئے عطف تفسیری ہو۔

۳۳۔ زمانہ بعثت کا آسودہ طبقہ، اپنے امور کو ان کی مناسب حد سے بڑھا چڑھا کر پیش کرتا تھا۔ وکان امره فرطا
"فرط" جس طرح کہ قاموس نے کہا ہے "ظلم و تجاوز کے معنی میں ہے" اور ایسے کام کو بھی کہا جاتا ہے کہ جسے اس کی حدود
سے بڑھا دیا جائے۔ "کان" کا فعل مذکورہ خصلت و عادت کے قدیمی ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔

۳۵۔ خدا پرست فقراء کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا اور ان کے طبقاتی مقام کو پست جاننا اللہ کے خلاف نظریہ ہے اور حد
اعتدال سے خارج ہے۔ ولا تطع من ... کان امره فرطا

۳۶۔ فقراء کی انسانی شخصیت کو نظر انداز کرنا اور اپنے خال میں اپنے آپ کو ممتاز سمجھنا، اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت کی
نشانی ہے۔ ولا تطع من أغفلنا قلبه عن ذكر ... وکان امره فرطا
جملہ "کان ... ہو سکتا ہے" "أغفلنا ..." کے لئے عطف تفسیری ہو۔

۳۷۔ اپنے لئے بلاوجہ انفرادیت کے خیال رکھنا اور بے سہارا لوگوں کی صورتوں کو ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھنا، نالائق
قائدین کی صفات میں سے ہے اور یہ چیز ان کے اقوال کے غیر اہم ہونے کی باعث ہے۔ ولا تطع من ... کان امره فرطا

۳۸۔ معتدل رہنا اور ہر قسم کے افراط و تفریط سے اپنے اور دوسروں کے امور میں بچنا ضروری ہے۔ وکان امره فرطا
بعض مفسرین کے نزدیک کلمہ "فرط" صرف افراط والے مقامات کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ تفریط والے مقامات میں
بھی استعمال ہوتا ہے۔ (البحر المحیط)

۳۹۔ عن أبی جعفر وابی عبد الله علیہما السلام فی قوله : واصر نفسک مع

الذین یدعون ربهم بالغداة والعشی قال : إنما عنی بها الصلاة۔^(۱)

امام باقر اور امام صادق علیہما السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام: " یدعون ربهم بالغداة والعشی " کے بارے میں روایت ہوئی کہ انہوں نے فرمایا: بلاشبہ "اللہ کو صبح و عصر پکارنے" کی تعبیر سے نماز، مقصود ہے۔

آرزو: مادی وسائل کی آرزو ۲۱

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) اور فقیر مؤمنین ۲، ۳: آنحضرت (ص) کو نصیحت ۵: آنحضرت (ص) کو نبی ۱۶، ۲۳؛
آنحضرت (ص) کی سیرت ۲: آنحضرت (ص) کی شرعی ذمہ داری ۱۶: آنحضرت (ص) کی فقراء کے ساتھ ہم نشینی
۵: آنحضرت (ص) کے دنیا پرست ہونے کا خطرہ ۱۹: آنحضرت (ص) کے ساتھ ہم نشینی سے موانع ۳: آنحضرت (ص)
کے ساتھ ہم نشینی کا باعث ۱۱: آنحضرت (ص) کے مخاطب ۱: آنحضرت (ص) کے ہم نشین لوگ ۲

استغاثہ: اللہ کی طرف استغاثہ کا باعث ۱۰

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱، ۲، ۳، ۳۳

اطاعت: ہوس پرستوں کی اطاعت سے سرزنش ۳۱

افراط و تفریط: افراط و تفریط سے بچنے کی اہمیت ۳۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی رضایت کا باعث ۱۳، ۱۳، ۱۵: اللہ تعالیٰ کی صفات سے مطابقت ۱۳: اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں ۵: اللہ

تعالیٰ کی نواہی ۱۶، ۲۳: اللہ تعالیٰ کے اختیارات ۳: اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا غلبہ ۳۰

امیدوار ہونا: اللہ تعالیٰ کی رضایت سے امیدوار ہونے کے موانع ۲۱ // انسان: انسان کے دل کا مغلوب ہونا ۳۰

اہمیتیں: اہمیتوں کا معیار ۲۶، ۱۱: اہمیتوں کی مخالفت ۳۷ // تکبر: تکبر کی سرزنش ۳۷

دعا: دعا کا انگیزہ ۱۳: اہل دعا کا انگیزہ ۱۳: دعا کا پیش خیمہ ۱۰: دعا کرنے کے آثار ۱۵: دعا کی پابندی کرنے کے آثار ۱۲: دعا کے

آداب ۹: دعا میں اخلاص ۲۹، ۱۳: صبح میں دعا ۲۹، ۱۱، ۸، ۷: عصر میں دعا ۷، ۸، ۱۱، ۲۹: وقت دعا ۸: ہمیشہ دعا کرنے کے آثار

۱۱

دل:

(۱) تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۳۲۶، ح ۲۵، نور الثقلین، ج ۳ ص ۲۵۸، ح ۶۸۔

دل کی توجہ کی اہمیت ۲۸؛ دل کی توجہ کی علامات ۲۹؛ دل کی توجہ کے آثار ۲۷
دنیا پرست لوگ: دنیا پرست لوگوں سے دوری ۲۰؛ دنیا پرست لوگوں کی سزا ۲۵

دنیا پرستی: دنیا پرستی سے پرہیز ۲۰؛ دنیا پرستی کا باعث ۱۸

دوست: دوست کے انتخاب کا معیار ۱۲

دینی قائدین: دینی قائدین کی ذمہ داری ۲۰

ذکر: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ذکر ۹؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے ذکر کے آثار ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا مقام ۲۶؛ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اہمیت ۲۸، ۲۷؛ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی قدر و قیمت ۲۶؛

روایت: ۳۹

عبادت: عبادت کی پابندی کے آثار ۱۲

عمل: پسندیدہ عمل ۱۷

غافل لوگ: غافل لوگوں کا غلط نظریہ ۲۳

غفلت: اللہ سے غفلت ۲۵؛ ۳۶؛ اللہ سے غفلت کی نشانیاں ۳۳؛ غفلت کی نشانیاں غفلت کے اسباب کو دور کرنا ۲۸

فقراء: فقراء سے حقارت آمیز سلوک کرنے پر سرزنش ۳۷؛ فقراء سے دوری پر سرزنش ۲۳؛ فقراء سے معاشرت میں مشکلات ۶؛ فقراء کی تحقیر ۳۶؛ فقراء کے ساتھ معاشرت کے آثار ۶؛ فقراء کے ساتھ معاشرت میں صبر ۶؛ فقراء کے ساتھ ہم نشینی ترک کرنے سے نہی ۱۶؛ فقراء کے ساتھ ہم نشینی کو ترک کرنا ۱۸، ۳؛

قائدین: باطل قائدین کا تکبر ۳۷؛ باطل قائدین کی خصوصیات ۳۷

قرب: قرب کا باعث ۱۱

قیادت: قیادت کی اہمیت ۲۷؛ قیادت کی شرائط ۲۷

مالدار لوگ: صدر اسلام کے مالدار لوگ اور آنحضرت (ص) ۳۲؛ صدر اسلام کے مالدار لوگوں کا غلو ۳۳؛ صدر اسلام کے مالدار لوگوں کی انفرادیت چاہنا ۳۲؛ صدر اسلام کے مالدار لوگوں کی بہانے بازی ۳؛ صدر اسلام کے مالدار لوگ ۱؛ صدر اسلام کے مالدار لوگوں کی کوشش ۳؛ صدر اسلام کے مالدار لوگوں کی ہوس پرستی کے آثار ۳۲؛ صدر اسلام کے مالدار لوگوں کے مادی وسائل ۳؛ مالدار لوگ اور آنحضرت (ص) کے ساتھ ہم

نشینی ۳؛ مالدار لوگوں کا اسلام ۲۲؛ مالدار لوگوں کو ترجیح دینے پر سرزنش ۲۳؛ مالدار لوگوں کی ثروت سے فائدہ اٹھانا ۲۲؛
مالدار لوگوں کی رائے ۲۳؛ مالدار لوگوں کے ساتھ ہم نشینی کے آثار ۱۹؛ مالدار لوگوں کے لئے اہتمام کرنے سے نہی ۱۶،
۲۳

معاشرہ: صدر اسلام کے معاشرتی طبقات ۱

معتدل ہونا: معتدل ہونے کی اہمیت ۳۸

مؤمنین: صدر اسلام کے فقیر مؤمنین ۱؛ صدر اسلام کے فقیر مؤمنین کی دعا ۷؛ فقیر مؤمنین پر توجہ ۱۷؛ فقیر مؤمنین سے دوری
۲۲؛ فقیر مؤمنین سے حقارت آمیز سلوک کرنے پر سرزنش ۳۵؛ فقیر مؤمنین سے دوری کے آثار ۱۹؛ فقیر مؤمنین کے ساتھ
دوستی

۱۷؛ فقیر مؤمنین کے ساتھ معاشرت ۲؛ فقیر مؤمنین کے ساتھ ہم نشینی ۲؛ فقیر مؤمنین کے ساتھ ہم نشینی کی نصیحت ۵؛ فقیر
مؤمنین کے لئے اہتمام ۲۰

میلانات: مالدار لوگوں کی طرف میلان کا پیش خیمہ ۱۸

نظریہ: طبقاتی نظریہ کی سرزنش ۲۳، ۳۵

نماز: نماز صبح کی اہمیت ۳۹؛ نماز عشاء کی اہمیت ۳۹

وجہ اللہ: وجہ اللہ تک دسترسی کا پیش خیمہ ۱۵

ہوس پرست لوگ: ہوس پرست لوگوں کی رائے کی بے وقستی ۳۱

ہوس پرستی: ہوس پرستی پر سرزنش ۳۳

آیت ۲۹

﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُعَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا﴾

اور کہہ دو کہ حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے اب جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کافر ہو جائے ہم نے یقیناً کافروں کے لئے اس آگ کا انتظام کر دیا ہے جس کے پردے چاروں طرف سے گھیرے ہوں گے اور وہ فریاد بھی کریں گے تو پگھلے ہوئے تابنے کی طرح کے کھولتے ہوئے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائے گی جو چہروں کو بھون ڈالے گا یہ بدترین مشروب ہے اور جہنم بدترین ٹھکانا ہے (۲۹)

۱۔ فقط اللہ تعالیٰ ہی حقائق اور صحیح معارف کا سرچشمہ ہے۔ وقل الحق من ربکم

"الحق" کے لئے "من ربکم" خبر ہے۔ اور بعض کے نزدیک "الحق" ابتدا محذوف کے لئے خبر ہے "ال" الحق میں استغراق کا ہے یعنی تمام حقائق۔ اس بناء پر یہ جملہ "الحق من ربکم" حقیقت میں حصر پر دلالت کر رہا ہے یہ ہوس پرستوں کی باتوں کے مد مقابل حصر ہے کہ گذشتہ آیت میں ان کی اطاعت کو غلط کہا گیا ہے۔

۲۔ الہی تعلیمات کے ساتھ ناسازگار باتیں باطل اور ناقابل قبول ہیں۔ وقل الحق من ربکم

۳۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (ص) کو دنیا پرستوں کے ساتھ سلوک، طریقہ کار اور ان کی غلط آراء کو رد کرنے کے حوالے سے تعلیم دی۔ ولا تطع من ... وقل الحق من ربکم

۳۔ فقراء مؤمنین سے میل جول جاننے کا واحد راستہ وحی الہی ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہوس پرستوں کی آراء۔ ولا تطع من ... وقل الحق من ربکم

۵۔ انسانوں کے لئے حق و سچائی کی وضاحت، انکے کمال اور تربیت کی خاطر ہے۔ الحق من ربکم
کلمہ "رب" کا انتخاب مندرجہ بالا نکتہ کی حکایت کر رہا ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کے پیغام حق کو لوگوں تک پہنچانا، پیغمبر (ص) کی ذمہ داری ہے نہ کہ وہ انکے ایمان اور کفر کے ذمہ دار ہیں۔ وقل الحق من ربکم فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر

۷۔ انسان کا اپنا ارادہ اور چاہت، اس کے ایمان اور کفر کا معیار اور اساس ہے۔ فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر
۸۔ حق کی حقانیت میں لوگوں کے میلان و رجحان کا ہونا یا نہ ہونا اور ان کی آراء کوئی اثر نہیں رکھتی۔
الحق من ربکم فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر

۹۔ خوفناک اور وسیع آگ، کفار کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیار اور موجود عذاب ہے۔ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا
"ناراً" کو نکرہ لانا اس کی شدت اور وسعت پر دلالت کر رہا ہے۔

۱۰۔ دوزخ، ابھی سے ظالموں کے لئے آمادہ اور تیار ہے۔ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا

۱۱۔ انسان کو ایمان اور کفر میں سے انتخاب کا حق ملنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایمان اور کفر اس کے اخروی انجام کے حوالے سے یکساں ہوں۔ فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا

"فليکفر" میں حکم خبر دار امر اقدار کے لئے ہے اور جملہ "إِنَّا أَعْتَدْنَا..." یہ معنی دے رہا ہے کہ ایمان و کفر کے انتخاب میں انسان کا اختیار، یہ مطلب نہیں دیتا ہے کہ وہ اپنے انتخاب میں سزا یا جزا نہیں پائے گا۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے حقائق کا انکار کرنے والے، ظالم اور آگ کے لائق ہیں۔

الحق من ربکم ... ومن شاء فليكفر إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا

۱۳۔ مؤمنین اور کفار کے انجام کی طرف توجہ، انسان کے ایمان یا کفر کی طرف میلان میں واضح کردار ادا کرتی ہے۔
فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا

۱۳۔ قیامت کی آگ وسیع قناتوں کی مانند کفار پر راہ فرار بند کر دے گی۔ ناراً أحاط بهم سرادقه

"سرادق" "سراطاق" سے عربی زبان میں آیا ہے اسکا معنی خیمہ اور قنات ہے۔

۱۵۔ دوزخ کی آگ کے خیمہ میں کفار، عذاب کے فرشتوں سے فریاد اور پیاس کے اظہار کے ساتھ مدد طلب کریں گے۔

وإن يستغيثوا يغاثوا بماء

"غوث" مدد کرنے کے معنی میں ہے۔ "غیث" یعنی بارش۔ یہاں استغاثہ سے مراد ہو سکتا ہے مدد مانگنا ہو یا بارش (پانی) کی طلب ہو البتہ جو ان جہنمیوں کو جواب میں ملے گا وہ بتا رہا ہے کہ جہنمیوں کا مدد مانگنا وہی انکا پانی مانگنا ہے۔

۱۶۔ انسان، آخرت کے جہان میں پیاس اور پانی کی ضرورت محسوس کرے گا۔ يغاثوا بماء

۱۷۔ پگھلے ہوئے تانبے کا ابلتا ہوا غلیظ پانی، کفار کی دوزخ میں فریاد اور پانی مانگنے کا جواب ہے۔ وإن يستغيثوا يغاثوا بماء
کالمهل

"مهل" سے مراد، اور پگھلا ہوا تانبا ہے۔ (مقایس اللغة) نیز اس کو خون ملے ہوئے پانی کو کہتے ہیں کہ جو مردار کی لاش سے نکلتا ہے۔ (قاموس) جملہ (یشوی الوجوه) کے ساتھ کفار کی توصیف پگھلے ہوئے تانبے والے معنی کے ساتھ زیادہ مناسب ہے۔

۱۸۔ جہنم کا پانی، کفار کی صورتوں کو جھلسا اور بھون دے گا۔ يغاثوا بماء کالمهل یشوی الوجوه

۱۹۔ اہل دوزخ کا مدد مانگنا، عذاب کو بڑھانے اور اس سے بڑھ کر ان کی بے عزتی کا موجب ہوگا۔

وإن يستغيثوا يغاثوا بماء کالمهل یشوی الوجوه

فعل "یغاثوا" (انکی فریاد رسی ہوگی) دوزخیوں کا مذاق اڑانے کے لئے ہے اور جملہ "یشوی الوجوه" جلانے اور اس عذاب سے بڑھ کر عذاب کے آنے کی خبر دے رہا ہے۔

۲۰۔ جہنمیوں کا پینے والا پانی، انتہائی بد مزہ اور پلید ہے۔ يغاثوا بما ... بئس الشراب

۲۱۔ جہنم کی آگ جہنمیوں کے لئے ناپسندیدہ اور منحوس آرام گاہ ہے۔ يغاثوا بماء کالمهل ... وساءت مرتفقا

"مرتفق" ایسی جگہ کو کہتے ہیں کہ جہاں انسان اپنی کہنی زمین پر رکھ کر بازو کو مخروطی شکل میں لاکر اپنا سر اس پر رکھتا ہے اور آرام کرتا ہے۔ جہنمیوں کی جگہ کے لیے ایسی تعبیر لانا درحقیقت انکا مذاق اڑانا ہے۔

۲۲۔ ہوس پرست آسودہ لوگ، قیامت کے روز وسیع آگ اور بد ذائقہ پینے والی چیزوں میں پھنسے ہونگے۔

ولا تطع من أغفلنا قلبه ... بئس الشراب وساءت مرتفقا

مندرجہ بالا نکتہ دونوں آیات کے ربط سے معلوم ہوتا ہے۔

۲۳۔ معاو، جسمانی ہے انسان اپنے مادی بدن کے ساتھ روز قیامت حاضر ہوگا۔ یغاثوا بماء ... یشوی الوجوه بئس الشراب
آسودہ حال لوگ: آسودہ لوگوں کا اخروی عذاب ۲۲؛ آسودہ حال لوگوں کی آخرت میں پینے والی چیزیں ۲۲؛ جہنم میں آسودہ
حال لوگ ۲۲

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) اور لوگوں کا ایمان ۶؛ آنحضرت (ص) اور لوگوں کا کفر ۶؛ آنحضرت (ص) کا معلم ہونا ۳؛
آنحضرت (ص) کی تبلیغ ۶؛ آنحضرت (ص) کی محدود شرعی ذمہ داری کا دائرہ کار ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی تعلیمات ۳؛ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کی اہمیت ۲؛ اللہ تعالیٰ کے عذاب ۹؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات ۱
انسان: انسان کا اختیار ۱۱، ۴؛ انسان کا ارادہ ۴؛ انسان کا کفر ۱۱؛ انسان کا ایمان ۱۱؛ انسان کی اخروی پیاس ۱۶؛ انسان
کی اخروی ضروریات ۱۶؛

ایمان: ایمان کا پیش خیمہ ۴

بات: باطل بات کا معیار ۲

پانی: پانی کی درخواست ۱۷

تربیت: تربیت کے اسباب ۵

جہنم: جہنم کا آمادہ ہونا ۱۰؛ جہنم کا احاطہ ۱۳؛ جہنم کا موجود ہونا ۱۰؛ جہنم کی آگ کی خصوصیات ۱۳؛ جہنم کی آگ کے
درجات ۹؛ جہنم کی پینے والی چیزیں ۱۷؛ جہنم کی منحوس آگ ۲۱؛ جہنم کے ابلتے ہوئے پانی کی خصوصیات ۱۸؛ جہنم کے
پینے والی چیزوں کی پلیدی ۲۰، ۲۲؛

جہنمی لوگ: ۱۰، ۱۲

جہنمیوں سے حقارت آمیز سلوک کا پیش خیمہ ۱۹؛ جہنمیوں کا مدد مانگنا ۱۵؛ جہنمیوں کی تشنگی ۱۵؛ جہنمیوں کی درخواستیں
۱۷؛ جہنمیوں کی صورت کا بھونا جانا ۱۸؛ جہنمیوں کی فریاد کا جواب ۱۷؛ جہنمیوں کی مدد مانگنے کے نتائج ۱۹؛ جہنمیوں کی منحوس
آرامگاہ ۲۱؛ جہنمیوں لوگوں کے عذاب بڑھنے کے اسباب ۱۹

حق: حق بیان کرنے کا فلسفہ ۵؛ حق سے دوری اختیار کرنے کے آثار ۸

حقانیت: حقانیت کا معیار ۸

حقائق: حقائق کا سرچشمہ ۱

دنیا پرست: دنیا پرستوں سے سامنا کرنے کا طریقہ ۳; دنیا پرستوں کی درخواست کا رد ہونا ۳
ذکر: کافروں کے انجام کو ذکر کرنے کے آثار ۱۳; مؤمنین کے انجام کو ذکر کرنے کے آثار ۱۳

ضرورتیں: پانی کی ضرورت ۶

ظالمین: ۱۲ جہنم میں ظالمین ۱۰

عذاب: عذاب کے اہل ۹

قرآن: قرآن کی تشبیہات ۱۲، ۱۴

قرآنی تشبیہات: بگھلے ہوئے تانبے سے تشبیہ ۱۴; جہنم کی آگ سے تشبیہ ۱۳; جہنم کے ابلتے ہوئے پانی سے تشبیہ ۱۴; خیمہ سے تشبیہ ۱۳

کفار: جہنم میں کفار ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸; کفار کا اخروی عجز ۱۳; کفار کا انجام ۱۱; کفار کا ظلم ۱۲; کفار کے عذاب کا موجود ہونا ۹

کفر: حقائق کا انکار کرنے کی سزا ۱۲; کفر کا پیش خیمہ ۷

کمال: کمال کے اسباب ۵

مدد طلب کرنا: جہنم کے نگہبانوں سے مدد طلب کرنا ۱۵

معاذ: جسمانی معاذ ۲۳

مؤمنین: فقیر مؤمنین سے میل جول کا طریقہ ۳; مؤمنین کا انجام ۱۱

میلانات: ایمان کی طرف میلان کے اسباب ۱۳; حق کی طرف میلان کے آثار ۸; کفر کی طرف میلان کے اسباب ۱۳

وحی: وحی کا کردار ۳

ہوس پرست لوگ: جہنم میں ہوس پرست لوگ ۲۲; ہوس پرست لوگوں کا اخروی عذاب ۲۲; ہوس پرست لوگوں کی

رائے کی بے وقصتی ۳; ہوس پرست لوگوں کی قیامت میں پینے والی چیزیں ۲۲

آیت ۳۰

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا﴾

یقیناً جو لوگ ایمان لے آئے اور انھوں نے نیک اعمال کئے ہم ان لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے ہیں جو اچھے

اعمال انجام دیتے ہیں (۳۰)

۱۔ عمل صالح انجام دینے والے مؤمنین کی جزا یقینی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضمانت شدہ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا

۲۔ ایمان اور عمل صالح کا ساتھ ساتھ ہونا، ان کے ثمر بخش ہونے کی شرط ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ

۳۔ اعمال صالح میں ترقی اور وسعت کا پیش خیمہ ایمان ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

قرآن میں بہت سی آیات میں ایمان کے بعد عمل صالح کا ذکر آیا ہے۔ یہ چیز ان دونوں کے درمیان مناسبت بلکہ ایمان،

عمل صالح کے زینہ ایجاد کرنے میں تاثیر رکھتا ہے عمل صالح پر ایمان کے ذکر کا مقدم ہونا اسی نکتہ پر اشارہ کر رہا ہے۔

۳۔ مؤمنین کا الہی جزا پانا ان کے اچھے عمل کے نتائج میں سے ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا

۵۔ اللہ تعالیٰ، اچھے اعمال انجام دینے والوں کی جزا کو ضائع نہیں کرے گا۔ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا

۶۔ اللہ تعالیٰ، نیک اعمال میں سے کسی عمل کو بھی اجر اور انعام کے بغیر نہیں رہنے دے گا۔

إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا

اس جملہ میں "عملاً" کا نکرہ ہونا اطلاق پر دلالت کر رہا ہے۔ لہذا یہ ہر چھوٹے بڑے یا زیادہ اور کم عمل کو شامل ہوگا۔

۷۔ نیک عمل کا واضح مصداق، ایمان اور عمل صالح ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا ... أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا

۸۔ عمل صالح کو بہتر اور خوبصورت انداز سے انجام دینا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے زیادہ اجر حاصل کرنے کا معیار ہے۔

إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا

ممکن ہے "احسن عملاً" عمل صالح کے لئے ایک اضافی صفت ہو یعنی ممکن ہے کوئی عمل صالح انجام دے لیکن بہتر اور خوبصورت انداز سے انجام نہ دے جبکہ اس کے مد مقابل کوئی اور عمل صالح کو بہترین انداز سے انجام دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عمل صالح کے اجر کی ضمانت دینے کے ساتھ ساتھ اس سے بڑھ کر ایک مرتبہ کا ذکر کیا اور اس کے اجر کی بھی ضمانت دی۔ اگر جملہ "إِنَّا لَا نَضِيعُ... جملہ مقررہ ہو اور اِنْ "الذین ... کی خبر بعد والی آیت میں "اولئک ... " ہو تو یہ معنی زیادہ روشن نظر آتا ہے۔

۹۔ نیک کام کرنے والوں کا اجر اور مقام ضائع کرنا، ایک مذموم اور ناپسندیدہ کام ہے۔
إِنَّا لَا نَضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا

۱۰۔ دعوت دین اور تبلیغ میں ڈرانے کے ساتھ ساتھ بشارت دینا، قرآن میں استعمال شدہ روشوں میں سے ایک روش ہے۔
إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا... إِنَّا لَا نَضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا

احسان: احسان کے مقامات ۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی جزائوں کا پیش خیمہ ۳؛ اللہ تعالیٰ کی جزائیں ۱، ۶، ۵
ایمان: ایمان کا کردار ۷؛ ایمان کے آثار ۳، ۲؛ ایمان کے اثر کرنے کی شرائط ۲

بشارت: بشارت کے آثار ۱۰

تبلیغ: تبلیغ کا طریقہ ۱۰؛ تبلیغ میں بشارت ۱۰؛ تبلیغ میں ڈراوا ۱۰

ڈراوا: ڈراوے کے آثار ۱۰

صالحین: صالحین کی جزاء کا یقینی ہونا ۱

عمل: اچھے عمل کی جزاء کا حتمی ہونا ۶؛ ناپسندیدہ عمل ۹

عمل صالح: عمل صالح کا کردار ۷؛ عمل صالح کی اہمیت ۱؛ عمل صالح کی تاثیر کرنے کی شرائط ۲؛ عمل صالح کے آثار ۲

محسنین: محسنین کی جزاء ضائع کرنے پر سرزنش ۹؛ محسنین کی جزاء کا حتمی ہونا ۵

مؤمنین: مؤمنین کی جزاء کا یقینی ہونا ۱؛ مؤمنین کے عمل صالح کے آثار ۳

آیت ۳۱

﴿أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ
وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ نِعَمَ الثَّوَابِ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا﴾

ان کے لئے وہ دائمی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی انھیں سونے کے کنگن پنھائے جائیں گے اور یہ باریک اور دبیز ریشم کے سبز لباس میں ملبوس اور تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے یہی ان کے لئے بہترین ثواب اور حسین ترین منزل ہے (۳۱)

۱۔ جنت کے باغات میں ٹھہرنا، باکردار مؤمنین کی جزائوں میں سے ہے۔
إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ... أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ

جملہ "أُولَٰئِكَ ... قبل آیت میں ان کی پہلی خبر ہے یا خبر دوم ہے اور تیسرا احتمال ہے کہ نیا جملہ ہو بہر حال "أُولَٰئِكَ" کا مشاّر الیہ پچھلی آیت کا "الَّذِينَ آمَنُوا" ہے اور عدن سے مراد اقامت کرنا اور ٹھہرنا ہے۔

۲۔ جنت عدن میں جنتیوں کے (محلّوں اور بلند وبالا عمارتوں کے) پاؤں کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں۔
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ

"تحتہم" کی ضمیر کا مرجع "الَّذِينَ آمَنُوا" کی عبارت ہے کہ جو پچھلی آیت میں تھی یعنی جنتیوں کے پاؤں کے نیچے سے نہریں جاری ہیں۔ یہ واضح ہے کہ جنتیوں کے پاؤں کے نیچے سے نہروں کا جاری ہونا دراصل جنت میں انکے مقام اقامت کی تصویر کشی ہے کہ پانی ان کی عمارتوں یا ان کی آرام گاہوں کے نیچے سے بہتا ہوگا۔

۳۔ سونے کے زرین کنگن، جنت میں جنتیوں کی تزئین و آرائش میں سے ہیں۔ یَحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ
"سوار" سے مراد کنگن ہے اس کی جمع "اسورة" ہے اور اس کی پھر جمع "اساور" ہے۔

۳۔ ریشم کی بنی ہوئی سبز پوشاکیں، ظرافت و لطافت کے کمال کے ساتھ جنتیوں کا رسمی لباس ہے۔
يَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ

"سندس" سے مراد باریک کپڑا ہے "ثياباً"، "خضرأ" اور "سندس" کا نکرہ ہونا تفخیم پر دلالت کر رہا ہے کہ یہیں سے ظرافت اور لطافت کے کمال کی بات سامنے آتی ہے اگرچہ جنتی جس لباس کو بھی چاہیں گے ان کو مل جائے گا لیکن یہ ان کا مخصوص رسمی لباس شمار ہوا ہے۔

۵۔ سبز ریشم سے بنی ہوئیں موٹی اور فاخرہ پوشاکیں جنت کے رہنے والوں کے خصوصی لباسوں میں سے ہیں۔
ویلبسون ثياباً خضرأ من سندس واستبرق

کلمہ "استبرق" فارسی کے کلمہ "استبر" سے عربی میں آیا ہے اس سے مراد، موٹا کپڑا ہے۔

۶۔ مزین کمروں میں بچھے ہوئے تخت، جنتیوں کے ٹیک لگانے کے لئے ہیں۔ متکئین فیہا علی الأرائک
"اریک" ایسے تخت کو کہتے ہیں جو مزین کمروں میں بچھے ہوتے ہیں۔ (قاموس) بقول راغب کے یہ ایسے مزین کمرے کو کہتے ہیں کہ جو کسی تخت پر بنایا گیا ہو

۷۔ جنتی، لوگ اپنے تختوں پر تکیے لگاتے وقت... فاخرہ لباس زیب تن کئے ہوئے ہونگے۔
ویلبسون ثياباً خضرأ من سندس واستبرق متکئین فیہا علی الأرائک

۸۔ معاد اور سرائے آخرت میں انسانی زندگی، جسمانی اور مادی ہے۔ یحلوں ... ویلبسون ... متکئین فیہا علی الأرائک
لباس اور اس کی اقسام، مزین کمروں اور تختوں کی تصویر کشی، نیز درختوں کے نیچے سے نہروں کے جاری ہونے کی باتیں، یہ سب کی سب معاد کے جسمانی ہونے اور جہان آخرت میں مادی زندگی کے وجود پر دلالت کر رہی ہیں۔
۹۔ جنت، فقط ایک پر آسائش مقام اور اس کی نیک نعمتیں فقط مؤمنین کے لئے ہیں۔

نعم الثواب وحسنت مرتفقاً

"مرتفق" اسم مکان ہے کہ اس سے مراد ٹیک لگانے کی جگہ ہے۔ چونکہ آرام کرنے کے وقت عام طور پر کہنی کو زمین پر ٹکالیتے ہیں آرام کرنے اور لیٹنے کے مقام کو "مرتفق" کہا گیا ہے۔

جنت: جنت عدن کی نعمات ۲؛ جنت عدن کی نہریں

۲: جنت عدن کے محل ۲: جنت کی خصوصیات ۹: جنت کی نعمتوں کی خصوصیات ۹: جنت کے باغ ۱: جنت میں آسائش ۹
 جنتی لوگ: جنتیوں کا رسمی لباس ۳: جنتیوں کا ریشمی لباس ۵: جنتیوں کی آرامگاہ ۶: جنتیوں کی زینتیں ۳: جنتیوں کی نعمتیں
 ۲: جنتیوں کے تخت ۶، ۷: جنتیوں کے ریشمی لباس کی خوبصورتی ۳: جنتیوں کے لباس کا رنگ ۳: جنتیوں کے لباس کی
 خوبصورتی ۷: جنتیوں کے لباس کے خصوصیات ۵، ۳: جنتیوں کے سونے کے کنگن ۳: جنتیوں کے لباس کی موٹائی ۵
 رنگ: سبز رنگ ۳

زندگی: اخروی زندگی کی خصوصیات ۸

صالحین: صالحین کی اخروی جزاء ۱: جنت میں صالحین ۱

مؤمنین: جنت میں مؤمنین ۱: مؤمنین کی اخروی جزاء ۱

معاد: معاد کا جسمانی ہونا ۸

آیت ۳۲

﴿وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا﴾

اور ان کفار کے لئے ان دو انسانوں کی مثال بیان کر دیجئے جن میں سے ایک کے لئے ہم نے انگور کے دو باغ قرار دئے اور
 رانھیں کھجوروں سے گھیر دیا اور ان کے درمیان زراعت بھی قرار دیدی (۳۲)
 ۱۔ پیغمبر (ص) کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک آسودہ حال کسان کے بارے میں گفتگو کے دوران کفر و ایمان کی تصویر کشی
 کرتے ہوئے اور مثال بیان کرتے ہوئے فقراء کے ساتھ گفتگو کریں۔
 اضرب لهم مثلاً رجلین

۲۔ اللہ تعالیٰ کے کلام میں اشراف کی علامت ایک آسودہ حال شخص کی سہی ہے جس کے انگور کے دو باغ ہیں جس کے
 دونوں اطراف کھجور کے درختوں سے گھرے ہوئے ہیں اور ان کے درمیان ایک کھیتی ہے جبکہ وہ خود غرور میں مبتلا
 ہے۔ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا۔

"غرور" کا معنی بعد والی آیات سے ہوگا۔

۳۔ ایسے مختلف انگوروں کی اقسام کے باغوں کا مالک ہونا کہ جن کے ارد گرد کھجوروں کے درخت ہوں اور ساتھ کھیتی بھی
 ہو انسان کے لئے انتہائی دلربا منظر ہے۔ جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ

۳۔ معنوی حقائق کی وضاحت کے لئے مثال دینا، قرآن میں استعمال شدہ روشوں میں سے ہے۔
واضرب لهم مثلاً رجلیں

۵۔ طبعی اسباب کی فعالیت اور معمول کے مطابق کائنات کے امور کا چلنا، اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔
جعلنا لا حدھما جنّاتین ... وحففنھما بنخل

متکلم کے دو فعل "جعلنا" اور "حففنا" اس نکتہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ طبعی عمل اور اسباب اپنی تاثیر میں مستقل نہیں ہیں بلکہ وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ کے مرہون منت ہیں۔

۶۔ انسان پر ضروری ہے کہ اپنی دنیاوی نعمات اور وسائل کے الہی ہونے پر، توجہ رکھے۔
جعلنا لأحدھما جنّاتین ... وحففنھما بنخل وجعلنا بینھما زرعا

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے افعال ۵

انگور کے باغ: انگور کے باغوں کی خوبصورتی ۳

ایمان: ایمان کی وضاحت ۱

حقائق: حقائق کی وضاحت کی روش ۳

ذکر: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر ۶; نعمت کے سرچشمہ کے ذکر کی اہمیت ۶

طبیعت: طبیعت کی خوبصورتیاں ۲

طبعی اسباب: طبعی اسباب کا عمل ۵

قرآن: قرآن کی مثالیں ۲; قرآنی بیان کی روش ۳; قرآنی مثالوں کے فوائد ۳

قرآن کی مثالیں: حقائق کی وضاحت میں مثال دینا ۳; مغرور باغ والے کی مثال ۲; مالدار کی مثال ۲

کھجور کا باغ: کھجور کے باغ کی خوبصورتی ۳

مثال: مثال کے فوائد ۱

مغرور باغ والا: مغرور باغ والے کا قصہ ۲

آیت ۳۳

﴿كَلْنَا الْجَنَّتَيْنِ اَتَتْ اُكْلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا وَفَجَّرْنَا خِلَافَهُمَا نَهْرًا﴾

پھر دونوں باغات نے خوب پھل دئے اور کسی طرح کی کمی نہیں کی اور ہم نے ان کے درمیان نہر بھی جاری کر دی (۳۳)
۱۔ آسودہ حال مغرور طبقہ کا نمونہ شخص، پھلوں سے بھرے ہوئے آفات سے بچے ہوئے اور پانی سے سرشار باغوں کا مالک تھا۔ کَلْنَا الْجَنَّتَيْنِ ء اتَتْ اُكْلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا وَفَجَّرْنَا خِلَافَهُمَا نَهْرًا

"اتَتْ اُكْلَهَا" اور "لَمْ تَظْلِمْ" باغوں کے پھلوں سے بھرے ہونے اور ہر آفت سے محفوظ ہونے پر دلالت کر رہے ہیں۔
۲۔ باغ اور کھیتی کے درمیان سے پانی کی نہر کا جاری ہونا، ایک دل کو بھانے والا اور دیکھنے والا منظر ہے۔
کَلْنَا الْجَنَّتَيْنِ ء اتَتْ اُكْلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا وَفَجَّرْنَا خِلَافَهُمَا نَهْرًا

۳۔ آبی نالوں اور نہروں کا جاری ہونا، اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی بناء پر ہے۔ وَفَجَّرْنَا خِلَافَهُمَا نَهْرًا
۳۔ پھلوں کا پکنا اور ان میں (آفت یا کسی اور سبب کی بناء پر) کمی نہ آنا ایک آئیڈیل باغ کی علامت ہیں۔
کَلْنَا الْجَنَّتَيْنِ ء اتَتْ اُكْلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا

"اُكْل" کے معانی میں سے ایک درختوں کا پھل ہے۔ لہذا جملہ "ء اتَتْ اُكْلَهَا" یعنی پھل دیا اور "لَمْ تَظْلِمْ" سے مراد "لم تنقص" ہے کم اور تباہ نہ ہونا زراعت کی اصطلاح میں آئیڈیل باغ اسے کہتے ہیں کہ جو پھلوں اور کسی حوالے سے کسی قسم کی مشکلات نہ رکھتا ہو۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار ۳

باغ: باغوں کی خوبصورتی ۲؛ مثالی باغ کا پھل دینا ۳؛ مثالی باغ کی علامات ۴

طبیعت: طبیعت کی خوبصورتیاں ۲

کھیتیاں: کھیتوں کی خوبصورتی ۲

مغرور باغ والا: مغرور باغ والے کا قصہ ۱; مغرور باغ والے کے باغ ۱

نہریں: پانی کی نہروں کی خوبصورتی ۲; نہروں کے جاری ہونے کا سرچشمہ ۳

آیت ۳۳

﴿وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا﴾

اور اس کے پاس پھل بھی تھے تو اس نے اپنے غریب ساتھی سے بات کرتے ہوئے کہا کہ میں تم سے مال کے اعتبار سے بڑھا ہوا ہوں اور افراد کے اعتبار سے بھی زیادہ باعزت ہوں (۳۳)

۱۔ مغرور آسودہ حال طبقہ کا نمونہ، بہت عظیم مال کا اکیلا مالک تھا۔ وکان له ثمر

جیسا کہ قاموس میں آیا ہے "ثمر" مال کی اقسام کو کہتے ہیں۔ چونکہ ماقبل آیت میں باغوں اور پھلوں کے بارے میں بات ہو چکی ہے لہذا تکرار سے بچتے ہوئے مناسب یہ ہے کہ اس آیت میں ثمر سے مراد، مطلقاً مال ہونہ کہ باغ کے پھل جات اور "ثمر" کا نکرہ ہونا اس مال کی عظمت پر دلالت کر رہا ہے۔

۲۔ مغرور مالدار شخص کی فخریہ اور تکبر کے ساتھ اپنے ساتھی سے گفتگو، اپنے نظریات کو ثابت کرنے کے لئے تھی۔

فقال لصاحبه وهو يحاوره أنا أكثر منك مالاً وأعز نفراً

انسان کے قبیلہ اور ایسے گروہ کہ جو اس کے کام میں اس کی مدد کریں ان پر نفر کا اطلاق ہوتا ہے۔ (لسان العرب) قرینہ "أنا أقل منك مالاً وولداً" آیت ۳۹ کے مطابق اس بات کرنے والے شخص کے نزدیک واضح ترین مصداق، اسکے بیٹے تھے۔

۳۔ مال کی کثرت اور اس سے حاصل ہونے والی

معاشرتی عزت، دنیا پرستوں کے نزدیک انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ فقال لصاحبه وهو يحاوره أنا أكثر منك مالاً وأعز نفراً

۵۔ مال و اولاد کی فراوانی، انسان کی لغزش اور غرور کا پیش خیمہ ہے۔
لأحد هما جَنَّتَيْنِ... فقال لصاحبه و هو يحاوره أنا أكثر منك مالاً وأعز نفراً
۶۔ آسودہ حالی اور فراوان نعمتوں کا پاس ہونا، اپنی بڑائی اور دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے کا موجب ہے۔
فقال لصاحبه وهو يحاوره أنا أكثر منك مالاً وأعز نفراً

۷۔ مالدار طبقہ کی طرف سے دوسروں سے حقارت آمیز سلوک اور ان کے سامنے اپنے مال کی کثرت کو بیان کرنا ایک مذموم اور ناپسندیدہ کام ہے۔ أنا أكثر منك مالاً وأعز نفراً
آسودگی: آسودگی کے آثار ۶

اعتماد: اولاد پر اعتماد ۳؛ رشتہ داروں پر اعتماد ۳؛ مال پر اعتماد ۳

انسان: انسان کی خطائیں ۵

اولاد: اولاد کی کثرت کے آثار ۵

حقارت آمیز سلوک: دوسروں سے حقارت آمیز سلوک پر سرزنش ۷؛ دوسروں سے حقارت آمیز سلوک کا باعث ۶
دنیا پرست: دنیا پرست اور مال ۳؛ دنیا پرست اور معاشرتی مقام ۳؛ دنیا پرستوں کی رائے ۳؛ دنیا پرستوں کے نزدیک اہمیت کا معیار ۳

عمل: ناپسندیدہ عمل ۷

غرور: غرور کا باعث ۵، ۶

فخر کا اظہار کرنا: مال پر فخر کے اظہار پر سرزنش ۷

لغزش: لغزش کا باعث ۵

مال و دولت: مال و دولت کے آثار ۵

مغرور باغ والا: مغرور باغ والے کا اعتماد ۳؛ مغرور باغ والے کا عقیدہ ۲؛ مغرور باغ والے کا فخر کرنا ۲؛ مغرور باغ والے کا قصہ ۳، ۱؛ مغرور باغ والے کی گفتگو ۲؛ مغرور باغ والے کے اموال ۱

آیت ۳۵

﴿وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا﴾

وہ اسی عالم میں کہ اپنے نفس پر ظلم کر رہا تھا اپنے باغ میں داخل ہوا اور کہنے لگا میں تو خیال نہیں کرتا ہوں کہ یہ کبھی تباہ بھی ہو سکتا ہے (۳۵)

۱۔ مال دار آدمی نے دل میں اپنے مال پر ناز کرتے ہوئے نعمتوں سے بھرے ہوئے اپنے باغ میں قدم رکھا۔
ودخل جنّاته و هو ظالم لنفسه قال

۲۔ اپنے آپ کو برتر سمجھنا، اور دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا اپنے آپ پر ظلم ہے۔
أنا أكثر منك مالاً وأعزّ نفراً ... ودخل جنّاته و هو ظالم لنفسه

۳۔ دنیا کے مادی جلووں پر فریفتہ ہونا، انسان کا اپنے اوپر ستم ہے۔ أكثر منك مالاً وأعزّ نفراً ... و هو ظالم لنفسه
۳۔ مادی نعمتوں کی بہتات ہونا انسان میں تکبر اور اس کی روحی، نفسیاتی اور اخلاقی پستی کا پیش خیمہ ہے۔
ودخل جنّاته و هو ظالم لنفسه

۵۔ مالدار لوگ، الہی نعمتوں کے مد مقابل ناشکری کے ضرور نقصان کی لپیٹ میں خود ہی آجاتے ہیں۔
فقال ... أنا أكثر منك مالاً وأعزّ نفراً ... و هو ظالم لنفسه

۶۔ فقراء اور مال و منال سے محروم لوگوں سے حقارت آمیز سلوک اور مال و متال اور دنیاوی وسائل پر غرور و مستی
در حقیقت اپنے آپ کو تباہ کرنا اور گرانا ہے۔

فقال ... أنا أكثر منك مالاً وأعزّ نفراً ... و هو ظالم لنفسه

۷۔ مغرور مالدار شخص، اپنے باغ اور نعمات کو لازوال اور جاودانی سمجھتا تھا۔
قال ما ظنّ أن تبید هذه أبدا

"تبید" "بید" سے ہے۔ اس کا معنی ہلاکت اور نابودی ہے۔

۸۔ انسان کو چاہئے کہ وہ مادی نعمتوں کے زوال پذیر ہونے پر توجہ رکھے اور ان پر غرور نہ کرے۔
فقال ... أنا أكثر منك مالاً وأعزّ نفراً ... و هو ظالم لنفسه قال ما ظنّ أن تبید هذه أبدا

۹_ ثروت و طاقت کے مالک لوگ، دنیا میں نعمتوں کے جاودانی ہونے کے وہم میں گرفتار ہونے کے خطرہ سے دوچار ہیں
_ اَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا ... قَالَ مِاطْنٌ أَنْ تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا

آیت میں مذکور داستان خواہ حقیقی ہو خواہ بطور ایک نمونہ، بہر حال انسان کے مختلف حالات میں خصلتوں اور اس کے رد عمل کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ ان خصلتوں میں سے ایک خصلت یہ ہے کہ جب وہ آسائش و آسودگی کے عروج پر پہنچتا ہے اور اپنے ارد گرد اپنی دولت و سرمایہ کا مشاہدہ کرتا ہے تو وہ یوں سمجھتا ہے کہ میرے ارد گرد یہ سب نعمتیں ہمیشہ کے لئے ہیں۔

۱۰_ غرور اور بڑائی کی طلب، عقیدہ میں انحراف پیدا کرنے والی اور حقیقی شناخت میں رکاوٹ ڈالنے والی ہے۔
اَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا ... قَالَ مِاطْنٌ أَنْ تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا

آسائش پسندی: آسائش پسندی کے آثار ۳

انسان: انسان کی خطائیں ۹

بڑائی کی طلب: بڑائی کی طلب کے آثار ۱۰

پستی: پستی کا باعث ۶؛ پستی کے اسباب ۶

تکبر: تکبر کا باعث ۳؛ تکبر کی حقیقت ۲؛ تکبر کے آثار ۱۰، ۶

ثروت مند افراد: ثروت مند لوگوں کو خبردار ۹؛ ثروت مندوں کی فکر ۹؛ ثروت مندوں کا نقصان کرنا ۵

حقارت آمیز سلوک: دوسروں سے حقارت آمیز سلوک ۲

خود: خود پر ظلم ۳، ۲؛ خود کو نقصان پہنچانا ۵

دنیا پرستی: دنیا پرستی کی حقیقت ۳

ذکر: مادی وسائل کے زوال پذیر ہونے کا ذکر ۸

شخصیت: شخصیت کو خطرہ میں ڈالنے والی چیزوں کی شناخت ۶، ۳

شناخت: شناخت کے لئے رکاوٹ ۱۰

طاقت کے مالک لوگ: طاقت کے مالک لوگوں کا نظریہ ۹

فقرا: فقرائے سے حقارت آمیز سلوک کرنے کے آثار ۶

گمراہی: گمراہی کا باعث ۱۰

مغرور باغ والا: مغرور باغ والے کی فکر ۷; مغرور باغ والے کا قصہ ۷، ۱; مغرور باغ والے کے باغ ۷، ۱

ناشکری: نعمت کی ناشکری کا نقصان ۵

نعمت: نعمت کے ہمیشہ رہنے کا وہم ۷، ۹

آیت ۳۶

﴿وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُودْتُ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ حَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا﴾

اور میرا گمان بھی نہیں ہے کہ کبھی قیامت قائم ہوگی اور پھر اگر میں پروردگار کی بارگاہ میں واپس بھی گیا تو اس سے بہتر منزل حاصل کر لوں گا (۳۶)

۱_ مالدار شخص کا غرور اور دنیا پرستی، قیامت اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں شک اور تردید پر ختم ہوئی۔ وَمَا ظَنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً

۲_ مالدار شخص کے خیال میں جو چیز اس کے باغوں اور کھیتی کو تباہ کر سکتی تھی وہ قیامت تھی۔
مَا ظَنُّ أَنْ تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا ... وَمَا ظَنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً

گذشتہ آیت کے آخر اور اس آیت کے شروع کی مناسبت کو اسی انداز سے بیان کیا جاسکتا ہے کہ مالدار شخص اپنے مال و متاع کی بربادی کا گمان بھی نہیں کرتا تھا اور قیامت کے یقینی نہ ہونے کا جواب اس سوال کے بارے میں تھا کہ قیامت کے بارے میں کیا کرے گا؟ کہ وہ تو ہر چیز کو درہم و برہم کر دے گی تو وہ اس مشکل کا جواب یہ دھونڈتا تھا کہ "مَا ظَنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً"

۳_ معاد سے غفلت اور اس کے بارے میں شک کا شکار ہونا، دنیا سے شدید قلبی لگاؤ کا نتیجہ ہے۔
أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا ... قَالَ مَا ظَنُّ أَنْ تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا ... وَمَا ظَنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً

۳_ انسان کا مال و متاع اور اقتصادی حالت، اس کے اخلاق اور نظریہ کائنات کا خاکہ بناتی ہے۔
أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا ... وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا ظَنُّ أَنْ تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا ... وَمَا ظَنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً

مالدار شخص سے آیات میں دو قسم کے رویے ظاہر ہوئے ہیں:

۱_ اخلاقی حوالے سے "فخر کرنا" (أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا)

۲۔ عقائد کے حوالے سے قیامت کے بارے میں شک کیا تو مالدار شخص کا باغ میں داخل ہو کر ان تمام نعمتوں کو دیکھ کر غرور اور بد مستی میں مبتلا ہونا یہ سب کچھ بیان کر کے ثروت و مال کا اس قسم کے خیالات کے پیدا کرنے میں کردار بتایا جا رہا ہے۔

۵۔ انسان کے اخلاق اور عقائد میں ایک قسم کا رابطہ موجود ہے۔ انا أكثر منك مالاً ... وما أظن الساعة قائمة "اَنَا أَكْثَرُ..." کی تعبیر اپنے آپ کو بلند دیکھنے اور بڑائی کی طلب جیسے روحی خیالات کو بتا رہی ہے اور "ما أظن الساعة..." کی تعبیر اس قسم کے روحی خیالات سے بننے والے عقیدہ کو واضح کر رہی ہے۔

۶۔ شک اور بعید سمجھنے کی بناء پر معاد کا انکار، ہر قسم کی یقینی دلیل سے خالی ہے۔ وما أظن الساعة قائمة فعل "ما أظن..." کے ذریعے قیامت کے انکار کا بیان، اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ معاد کا انکار صرف بعید سمجھنے کی بناء پر تھا، نہ کہ معاد کے منکرین کو اس پر یقین تھا۔

۷۔ "الساعة" قیامت کے ناموں میں سے ہے۔ وما أظن الساعة قائمة

۸۔ معاد پر عقیدہ، دنیا پرستی کے ساتھ سازگار نہیں ہے اور نہ ہی دنیا پرستوں کے لئے قابل قبول ہے۔ انا أكثر منك مالاً ... وما أظن الساعة قائمة مالدار شخص اپنے مال و منال پر فخر کرنے اور اسے جاودانہ سمجھنے کے بعد قیامت کا انکار کر بیٹھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں ربط، سبب اور نتیجہ کی صورت میں ہو یعنی وہ چیز جو کل قیامت کے انکار کا باعث تھی وہ دنیا پرستی اور دنیا پر فریفتہ ہونا ہے فعل مجہول "رددت" (لوٹایا گیا) کہ جبر کی حکایت کر رہا ہے یہ مندرجہ بالا نکتہ کو واضح کر رہا ہے۔

۹۔ مغرور آسودہ حال، قیامت کے برپا ہونے کی صورت میں اچھی عاقبت اور اس سے بڑی نعمتوں کے حصول پر مطمئن تھا۔ ولئن رددت إلى ربّي لا جدنّ خيراً منها منقلب

۱۰۔ آسودہ حال مغرور شخص، اللہ کے نزدیک اپنی محبوبیت پر مطمئن تھا۔ ولئن رددت إلى ربّي لا جدنّ خيراً منها منقلب "رب" کا ضمیر متکلم کی طرف مضاف ہونا بتا رہا ہے کہ کہنے والا اپنے آپ کو اللہ کے نزدیک سمجھتا تھا کیونکہ وہ اس سے اپنا پروردگار سمجھتا تھا اور معنوی حوالے سے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی

فاصلہ نہیں سمجھتا تھا یہ نکتہ اور آخرت میں اپنے نیک انجام پر اطمینان، بتاتا ہے کہ مالدار شخص اپنے آپ کو اللہ کا محبوب سمجھتا تھا۔

۱۱۔ دنیا پرستوں کی رائے میں، مال دنیا، انسان کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہونے کی نشانی ہے۔
ولئن رددت إلی ربّی لا جدنّ خیراً منها منقلب

اخلاق: اخلاق کا پیش خیمہ ۳

اساعۃ: ۷

ثروت: ثروت کا کردار ۳، ۱۱

دنیا پرست: دنیا پرست اور معاد ۸؛ دنیا پرستوں کا نظریہ ۱۱؛

دنیا پرستی: دنیا پرستی کے آثار ۳؛ دنیا پرستی کے مانع ۸

دین: دین کو لاحق خطرات کی معرفت ۳

عقیدہ: عقیدہ کا اخلاق سے رابطہ ۵؛ معاد پر عقیدہ کے آثار ۸

غفلت: معاد سے غفلت کے اسباب ۳

قرب: قرب کی نشانیاں ۱۱

قیامت: قیامت کے برپا ہونے کے آثار ۲؛ قیامت کے نام ۷؛ قیامت میں شک کا پیش خیمہ ۱؛ قیامت میں شک کے اسباب ۳

مال: مال کا کردار ۳

معاد: معاد کو بعید شمار کرنے کا بے منطق ہونا ۷؛ معاد کو جھٹلانے کا بے منطق ہونا ۶

مغرور باغ والا: مغرور باغ والا اور اخروی نعمات ۹؛ مغرور باغ والا اور تقرب ۱۰؛ مغرور باغ والے کا انجام ۹؛ مغرور باغ

والے کا اطمینان ۹، ۱۰؛ مغرور باغ والے کا قصہ ۱، ۹؛ مغرور باغ والے کی دنیا پرستی کے آثار ۱؛ مغرور باغ والے کی

رائے ۲، ۱۰، ۹؛ مغرور باغ والے کے باغوں کی نابودی ۲؛ مغرور باغ والے کے تکبر کے آثار ۱

نظریہ کائنات: نظریہ کائنات کا پیش خیمہ ۳

آیت ۳۷

﴿قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا﴾

اس کے ساتھی نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ تو نے اس کا انکار کیا ہے جس نے تجھے خاک سے پیدا کیا ہے پھر نطفہ سے گزارا ہے اور پھر ایک باقاعدہ انسان بنا دیا ہے (۳۷)

۱۔ مغرور مالدار شخص کے ساتھ ایک مؤمن شخص (ایمان کا نمونہ) کی ہمراہی، اس کے ساتھ گفتگو کرنے اور ہدایت کرنے کے لئے تھی۔ قال له صاحبه وهو يحاوره

"محاوَرہ" یعنی کلام کا تبادلہ اور ایک دوسرے کو جواب دینا ہے۔ (لسان العرب) جملہ حالیہ کی صورت میں وضاحت "وہو" سے حاوَرہ" ہمراہی کا مقصد بیان کر رہی ہے کہ یہ وہی معاد کے منکر شخص کی کفریہ باتوں کا جواب ہو۔

۲۔ معاد کا انکار اور اس میں شک اور دنیاوی زندگی پر ناز، ایک کفریہ عقیدہ اور خیال ہے۔
وما اظن الساعة قائمة ... قال له صاحبه وهو يحاوره اكفرت بالذي خلقك

۳۔ دنیا کے ساتھ شدت سے قلبی لگاؤ اور خلقت اور نعمتوں کے عطا کرنے میں الہی کردار سے غفلت، کفر کی نشانی ہے۔
وكان له ثمر فقال ... انا أكثر منك مالا ... ما اظن أن تبدي هذه ... قال له صاحبه ... اكفرت بالذي خلقك
مالدار شخص کی گفتگو، غرور کے اظہار اور نعمتوں کے لازوال ہونے کے خیال کے بعد مؤمن شخص کا "اکفرت..." سوال سے گفتگو کرنا بتاتا ہے کہ مالدار شخص کے خے آلات اور گفتگو میں کفر کا اظہار موجود تھا۔

۳۔ منحرف خے آلات کے مالک لوگوں پر اعتراض اور ان کی اصلاح کی خاطر بحث و گفتگو کرنا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اور قابل قبول شیوہ ہے۔

وما اظن الساعة قائمة ولئن رددت ... اكفرت بالذي خلقك

۵۔ کفار کے ساتھ ان کی راہنمائی اور ہدایت کی خاطر بیٹھنا اور رفاقت، ممنوع نہیں ہے۔

قال له صاحبه وهو يحاوره اكفرت

۶۔ انسان کی خاک سے تخلیق پھر نطفہ بنا اور پھر اس کا کامل انسان کی صورت میں مکمل ہونا انسانی پیدائش کا سفر ہے۔

بالذي خلقك من تراب ثم من نطفة ثم سوبك رجل

جملہ "خلقك من تراب" اس حوالے سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا لہذا تمام انسانوں کی اصل خاک ہے یا یہ کہ نطفہ غذاؤں سے تشکیل پاتا ہے لہذا یہ بھی خاک سے ہے۔

۷۔ خاک کی پستی سے مکمل اعضاء بننے تک انسان کی کامل پر تخلیق سفر اور ایک مرد (انسان) کی فعالیت یہ سب اللہ تعالیٰ

کی طرف توجہ پیدا کرنے کا باعث ہے۔ اكفرت بالذي خلقك من تراب ثم من نطفة ثم سوبك رجل

"تسوية" سے مراد اعتدال ہے۔ (تاج العروس) "سواك رجلاً" یعنی تجھے ایک مرد کی شکل میں معتدل بنایا۔

۸۔ انسان کا ماں کے رحم میں مجسم ہونے سے پہلے اپنی پستی اور حقارت سے غفلت اس کے غرور اور اپنے آپ کو برتر

سمجھنے کا باعث ہے۔ أنا أكثر منك مالاً وأعزّ نفراً ... اكفرت بالذي خلقك من تراب ثم من نطفة

۹۔ انسان کی خاک سے تخلیق، نطفہ اور معتدل حالت میں بناوٹ، قیامت کے برپا ہونے اور اس کو بعید سمجھنے کے شبہ

کے دور ہونے پر روشن اور کفایت کی حد تک دلائل ہیں۔ وما اظن الساعة قائمة ... اكفرت بالذي خلقك من تراب

مرد مؤمن کا مالدار شخص کو جملہ "اكفرت بالذي ..." کے ساتھ جواب، اس چیز سے حکایت کر رہا ہے کہ اس کی طرف

سے "وما اظن ..." کے ذریعہ معاد کا انکار ہوا تھا وہ اس حوالے سے تھا کہ وہ موت کے بعد زندگی کو بعید سمجھتا تھا۔ لہذا مرد

مؤمن، اللہ کی قدرت کو بیان کرنے اور انسان کی پچھلی حالت خاک اور نطفہ ہونے کو بیان کرنے کے ساتھ اس شبہ کو

دور کر رہا ہے اور اللہ کی قدرت و طاقت کو بیان کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دلائل ۹

انسان: انسان کی خلقت ۹; انسان کی خلقت کے مراحل ۷، ۶; خاک سے انسان ۶، ۹; نطفہ سے انسان ۶، ۹

تکبر: تکبر کے آثار ۲; تکبر کے اسباب ۸

دنیا پرستی: دنیا پرستی کے آثار ۲، ۳

ذکر: اللہ تعالیٰ کے ذکر کا پیش خیمہ ۴

عقیدہ: پسندیدہ عمل ۳

غفلت: اللہ سے غفلت کے آثار ۳; غفلت کے آثار ۸; نعمت کے سرچشمہ سے غفلت ۳

کافر: کفر کا باعث ۲; کفر کی نشانیاں ۳

گمراہ افراد: گمراہوں پر اعتراض ۳; گمراہوں سے گفتگو ۳; گمراہوں کو ہدایت کی روش ۳

معاد: معاد کو جھٹلانے کے آثار ۲; معاد کے دلائل ۹; معاد میں شک کے آثار ۲

مغرور باغ والا: مغرور باغ والے کا ہم نشین ۱; مغرور باغ والے کے ساتھ گفتگو ۱; مغرور

باغ والے کے ساتھ ہم نشینی ۱

ہم نشینی: ہم نشینی کے احکام ۵

آیت ۳۸

﴿لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا﴾

لیکن میرا ایمان یہ ہے کہ اللہ میرا رب ہے اور میں کسی کو اس کا شریک نہیں بنا سکتا ہوں (۳۸)

۱۔ مؤمن شخص (نمونہ ایمان) نے دنیا پرست مالدار شخص کے کافرانہ عقیدہ اور خیال سے بیزاری کا اظہار کیا۔
لکنا هو الله ربِّي

۲۔ مؤمن شخص نے اللہ واحد کی ربوبیت کا اعتراف اور شرک سے بے زاری کا اظہار کرتے ہوئے مالدار

مغرور شخص کے منحرف خیالات سے اپنا عقیدہ، ممتاز کیا۔ لکنا هو الله ربِّي ولا اشرک بربِّي احدا

"لکنا" اصل میں "لکن انا" تھا تو "انا" کے ہمزہ کے حذف ہونے کے بعد دونوں نون کے مدغم ہونے بعد، دونوں کلموں کو ایک کلمہ کی صورت میں لکھا گیا۔

۳۔ مؤمن شخص اپنے عقیدہ میں ثابت قدم اور مستحکم ہے جبکہ کافر، شک و تردید اور تزلزل کا شکار ہے۔

مِإْظَنٍّ ... وَمِإْظَنٍّ ... لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي

دنیا پرست اور نمونہ کافر کی آیت میں کلام تردید کے ساتھ ہے لہذا اس کی بات کے نقل کرنے میں دو مرتبہ کلمہ "ظن" اور ایک

مرتبہ "لن" استعمال ہوا ہے جبکہ نمونہ مرد مؤمن نے محکم انداز سے اپنے عقیدہ کو بیان کیا ہے اور اپنا عملی راستہ واضح کیا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ، انسان اور کائنات کا تہا، مالک اور مدبر ہے۔ لکنّاھو اللہ ربی

۵۔ توحید کا لازمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں ہر قسم کے شرک کرنے سے پرہیز کیا جائے۔
لکنّاھو اللہ ربی وألا شرک برّی احدا

۶۔ دنیاوی نعمتوں کو زوال پذیر نہ جاننا اور ان کی تخلیق اور زوال میں الہی کردار کو نظر انداز کرنا ربوبیت میں شرک کا باعث ہے۔ لکنّاھو اللہ ربی ولا أشرك برّی احدا

۷۔ الہی ربوبیت کی طرف توجہ اور اس کا دیوار وجود پر نقوش کی تخلیق کرنا ایک اہم کردار کی حامل ہونے کے ساتھ ساتھ توحید کی طرف میلان بھی پیدا کرتی ہے۔ لکنّاھو اللہ ربی ولا أشرك برّی احدا
آیت میں "رب" کا تکرار، مؤمن شخص کی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر گہری توجہ کو بتا رہی ہے اور اس تکرار سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری الہی صفات میں ربوبیت کی صفت پر توجہ، شرک سے پرہیز میں خاص اثر رکھتی ہے۔

۸۔ دنیاوی مسائل سے آسائش اور بد مستی میں پڑنے کا سب سے بڑا خطرہ، شرک اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے غفلت ہے۔
لکنّاھو اللہ ربی ولا أشرك برّی احدا

مؤمن شخص نے مغرور مالدار شخص سے اپنے آپ کو جدا کرنے کے لئے دو نکتوں کی طرف اشارہ کیا:

۱۔ اللہ کی ربوبیت

۲۔ شرک کا نہ ہون

تو اس تعبیر کے ساتھ، مغرور مالدار شخص کو اللہ سے غفلت اور شرک میں مبتلا ہونے پر خبردار کیا ہے۔

۹۔ دوسروں پر بھروسہ، دنیا پرستی اور اسی بنا پر نظریہ قائم کرنا، شرک ہے۔

أنا أكثر منك مالاً وأعزّ نفراً... لکنّاھو اللہ ربی ولا أشرك برّی احدا

آسائش: آسائش کے نقصانات ۸

اسماء و صفات اللہ: ۳/ اقرار: توحید کا اقرار ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۳، ۸; اللہ تعالیٰ کی مالکیت ۳; اللہ تعالیٰ کے مختصات ۳;

انسان: انسان کا مالک ۳; انسانوں کا مربی ۳

ایمان: توحید پر ایمان کا پیش خیمہ

بھروسہ: غیر خدا پر بھروسہ ۹

بیزاری: شرک سے بیزاری ۲; مغرور باغ والے سے بیزاری ۱

تخلیق: تخلیق کا مالک ۳; تخلیق کا مربی ۳

توحید: توحید کے آثار ۵; توحید ربوبی ۳

دنیا پرستی: دنیا پرستی کے آثار ۹; دنیا پرستی کے نقصانات ۸

ذکر: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے ذکر کے آثار ۴; کائنات کے مربی کے ذکر کے آثار ۴

شرک: شرک ربوبی سے پرہیز ۵; شرک ربوبی کا پیش خیمہ ۶، ۸; شرک ربوبی کے موارد ۹

غفلت: اللہ سے غفلت کا پیش خیمہ ۸; اللہ سے غفلت کے آثار ۶

کفار: کفار کا تزلزل ۳; کفار کا شک ۳; کفار کی صفات ۳

مغرور باغ والا: مغرور باغ والے کا عقیدہ ۱; مغرور باغ والے کا کفر ۱; مغرور باغ والے کا قصہ ۲، ۱; مغرور باغ والے کے

ہم نشین کا اقرار ۲; مغرور باغ والے کے ہم نشین کی بیزاری ۲، ۱; مغرور باغ والے کے ہم نشینی کی توحید ۲

مؤمنین: مؤمنین کی ثابت قدمی ۳; مؤمنین کی صفات ۳

نظریہ کائنات: توحید کے حوالے سے نظریہ کائنات ۳

نعمت: دنیاوی نعمتوں کی جاودانگی ۶; نعمت کا سرچشمہ ۶

آیت ۳۹

﴿وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ إِنَّ ثَرْنَ أَنَا أَقَلُّ مِنْكَ مَالًا وَوَلَدًا﴾

اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں داخل ہوتا تو کہتا ماشاء اللہ اس کے علاوہ کسی کے پاس کوئی قوت نہیں ہے اگر تو یہ دیکھ رہا ہے کہ میں مال اور اولاد کے اعتبار سے تجھ سے کم تر ہوں (۳۹)

۱۔ مغرور مالدار شخص، کاموں میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بنیادی کردار پر توجہ نہ کرنے پر، مؤمن شخص کی سرزنش کا مستحق ٹھہرا۔ ولولا قلت ماشاء اللہ

۲۔ نعمت کے حاملین افراد، خلقت نعمت کے واحد سرچشمہ کی طرف توجہ رکھیں اور نعمتوں سے قلبی لگاؤ اور اللہ کی یاد سے غفلت سے پرہیز کریں۔ ولولا إذ دخلت جناتك قلت ماشاء الله لا قوة إلا بالله

۳۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے، وہی ہوگا۔ ماشاء اللہ "ماشاء اللہ" میں "ما" موصولہ اور بتداء ہے اس کی خبر "کائن" یا اس سے ملتی جلتی چیز ہے تو جملہ کا مطلب یوں ہوگا کہ: جو اللہ نے چاہا تھا وہی ہوگا۔

۳۔ تمام طاقتیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ لا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ "لا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ" کا جملہ "لا" نفی جنس اور حرف "إِلَّا" کے ساتھ حصر کا فائدہ دے رہا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طاقت کے علاوہ کوئی طاقت وجود نہیں پاسکتی۔

۵۔ مظاہر طبیعت کی تخلیق اور فعالیت، الہی مشیت اور طاقت کی بناء پر ہے۔

ولولا إذ دخلت جناتك قلت ماشاء الله لا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

۶۔ تمام تر کائنات اللہ واحد کی مرضی، کنٹرول اور

طاقت کے تحت ہے۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

۷۔ اللہ تعالیٰ کی مطلق طاقت اور قدرت، تمام کائنات پر اس کے ارادہ کے غلبہ کی تائید کرتی ہے۔

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ "لا قوۃ..." کا بیان، علت کی مانند ہے چونکہ کائنات میں سوائے پروردگار کی طاقت کے کوئی اور طاقت نہیں ہے۔ پس اس کی مشیت کے علاوہ کوئی اور ارادہ، کائنات پر حاکم نہیں ہے۔

۸۔ صرف قلبی عقیدہ پر اکتفاء نہ کرتے ہوئے زبان پر توحیدی عقائد کا جاری کرنا ضروری ہے۔

لولا... قلت ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

۹۔ اللہ تعالیٰ کی نفوذ پیدا کرنے والی مشیت اور غالب طاقت پر توجہ، انسان کو دنیاوی اموال پر غرور کرنے اور انہیں

ابدی سمجھنے سے روکتی ہے۔ ولولا إذ دخلت جنتك قلت ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

۱۰۔ نعمتوں کا مشاہدہ کرتے ہوئے "ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ" کہنا ایک شائستہ اور ضروری کام ہے۔

ولولا إذ دخلت جنتك قلت ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

۱۱۔ مال و اولاد کی کمی کی بناء پر، مؤمن شخص میں احساس شکست اور احساس کمتری پیدا نہیں ہوا۔ إن ترن أنا اقل منك

مالاً وولد بعد والی آیت میں جملہ "فعسى ربّي..." شرط کا جواب اور مؤمن شخص کی اللہ تعالیٰ کی عنایت پر امید رکھنے سے

حکایت کر رہا ہے۔

۱۲۔ تمام چیزوں کا اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قدرت کے مطابق جاری و ساری ہونے پر توجہ، مال و اولاد پر فخر اور دوسروں

سے حقارت آمیز سلوک کرنے سے منع کرتی ہے۔ ولولا إذ دخلت جنتك قلت ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ إن ترن أنا

قل منك مالاً وولدا

۱۳۔ مؤمنین، اللہ تعالیٰ کی مشیت اور طاقت پر اعتماد کرتے ہیں نہ کہ مال اور اولاد پر۔

لولا... قلت ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ إن ترن أنا اقل منك مالاً وولدا

اقرار: توحید کا اقرار کرنے کی اہمیت ۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار ۷، ۶، ۵؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت ۳؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا غلبہ ۷؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے

آثار ۷، ۵؛ تکبر: تکبر کے موانع ۹

توحید:

توحید افعالی ۳؛ توحید ربوبی ۶

توکل: اللہ تعالیٰ کی قدرت پر توکل ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر توکل ۱۳ توکل کرنے والے: ۱۳

دنیا پرستی: دنیا پرستی سے پرہیز ۲؛ دنیا پرستی سے مانع ۹

ذکر: اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے ذکر کے آثار ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ذکر کے آثار ۹؛ قدرت خدا کے ذکر کے آثار ۹؛ منعم کے ذکر کی اہمیت ۲؛ ماشاء اللہ ۱۰؛ نعمت کے ذکر کے آداب ۱۰

طبیعت: طبیعت کی تخلیق ۵

غفلت: غفلت سے پرہیز ۲؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے غفلت ۱

فخر کرنا: فخر کرنے سے مانع ۱۲

کائنات: کائنات کی تدبیر کا سرچشمہ ۶

قدرت: قدرت کا سرچشمہ ۳

مادی وسائل: مادی وسائل کی جاودانگی ۹

مغرور باغ والا: مغرور باغ والے کا قصہ ۱۳، ۱؛ مغرور باغ والے کو سرزنش ۱؛ مغرور باغ والے کی غفلت ۱؛ مغرور باغ والے کے ہم نشین کا توکل ۱۳؛ مغرور باغ والے کے ہم نشین کی شخصیت ۱۱؛ مغرور باغ والے کے ہم نشین کی غربت ۱۱؛ مغرور باغ والے کے ہم نشین کی مذمتیں ۱

موجودات: موجودات کی خلقت ۳

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۶، ۳؛ نظریہ کائنات اور آئیڈیالوجی ۳

نعمت: نعمت کے شامل حال لوگوں کی ذمہ داری

آیت ۳۰

﴿فَعَسَىٰ رَبِّي أَن يُؤْتِيَنِي خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحُ صَعِيدًا زَلَقًا﴾

تو امیدوار ہوں کہ میرا پروردگار مجھے بھی تیرے باغات سے بہتر باغات عنایت کر دے اور ان باغات پر آسمان سے ایسی آفت نازل کر دے جو سب کو خاک کر دے اور چیٹل میدان بنا دے (۳۰)

۱۔ مرد مؤمن نے اپنے پروردگار پر امید رکھتے ہوئے مغرور مالدار کے باغ سے بڑھ کر نعمت کی آرزو کی۔
فعسی ربی أن یوتین خیراً من جنّاتک

۲۔ دنیا پرستوں کے مادی وسائل کی نسبت، مؤمن اچھے مستقبل اور عاقبت کے بارے میں پر امید تھا۔
فعسی ربی أن یوتین خیراً

مرد مؤمن کی "عسی ربی" سے مراد، ممکن ہے آخرت کے ثواب کا انتظار ہو 'زیادہ اولاد کی آرزو نہ کرنا اور جملہ "ہنالک الولایۃ للہ" اور عبارت "خیر عقباً" جو کہ ۳۳ آیت میں ہے اس معنی کا احتمال دے رہی ہے۔

۳۔ پروردگار کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ دنیا سے قلبی لگاؤ رکھنے والے مغرور اور مشرکین سے نعمت کو سلب کیا جائے اور موحدین کو ان سے بڑھ کر نعمت عطا کی جائے۔ فعسی ربی أن یوتین خیراً من جنّاتک ویرسل علیہا حُسباناً من السماء
۳۔ انسان کا الہی نعمتوں کو پانا، اللہ تعالیٰ کی مرضی کی بناء پر ہے نہ کہ کسی کا ذاتی استحقاق۔

فعسی ربی ان یوتین خیراً من جنّاتک

کلمہ "عسی" امید رکھنے کو بتا رہا ہے اور یہ امید رکھنے کا اظہار مغرور و مالدار کے اپنی لیاقت اور استحقاق پر یقین کے مد مقابل ہے کہ جس نے کہا تھا "لئن رددت إلی ربی لا جدّ خیراً"

۵۔ دنیا کے مادی وسائل، ناپایدار زوال پذیر اور تباہ و برباد ہونے کے خطرہ میں ہیں۔

فعسى ربّي أن ... يرسل عليها حساباً من السماء

۶۔ ایک خوبصورت اور زرخیز باغ کا کفر اور دوسروں پر فخر و غرور کرنے کے نتیجے میں الہی عذاب کے ذریعے ایک لا حاصل چٹیل میدان میں تبدیل جانا، ممکن امر ہے۔ فعسى ربّي ... يرسل عليها حساباً من السماء فتصبح صعيداً زلقاً

"صعيد" یعنی سطح زمین اور "زلق" یعنی بغیر نباتات کے ہونا

۷۔ مادی نعمتوں کے زوال کا امکان، مغرور دنیا پرستوں کے لئے خطرے کا اعلان ہے۔

يرسل عليها حساباً من السماء فتصبح صعيداً زلقاً

۸۔ الہی عذاب، حساب و کتاب کے ساتھ نازل ہوتا ہے۔ يرسل عليها حساباً من السماء

"حسابان" حساب کے معنی اور آگ و عذاب کے معنی میں آیا ہے۔ اگر حساب کے معنی ہو تو آیت میں عذاب سے کنایہ ہوگا۔ کلمہ "حسابان" کا عذاب سے کنایہ کے طور پر استعمال ہونا، ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف عذاب کے حساب اور وقت کے ساتھ ہونے کو بیان کر رہا ہو۔

۹۔ وہ کفار جو مؤمنین پر اپنے فخر و غرور کا اظہار کرتے ہوں ان سے نعمت کے سلب کی آرزو، ایک پسندیدہ اور درست

آرزو ہے۔ فعسى ربّي أن ... يرسل عليها حساباً

۱۰۔ زمین کا سرسبز ہونا یا لا حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کی مرضی اور ارادہ کی بناء پر ہے۔ فعسى ربّي أن ... يرسل عليها حساباً

آرزو: پسندیدہ آرزو ۹؛ فخر کرنے والوں سے سلب نعمت کی آرزو ۹؛ کفار سے سلب نعمت کی آرزو ۹؛ نعمت کی آرزو ۱
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۲؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے آثار ۱۰، ۳؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کے عذاب ۶؛ اللہ تعالیٰ کے عذابوں کا قانون کے مطابق ہونا ۸

امید رکھنا: اچھے انجام پر امید رکھنا ۲

باغات: باغات کا ویرانوں میں تبدیل ہونا ۷

تکبر کرنے والے: تکبر کرنے والوں کو خبردار کیا جانا ۷

دنیا پرست لوگ: دنیا پرست لوگوں کو خبردار کیا جانا ۷

زمین: زمین کے سرسبز ہونے کا سرچشمہ ۱۰؛ زمین کے لا حاصل ہونے کا سرچشمہ ۱۰

فخر کرنا: فخر کرنے کے آثار ۶

فخر کرنے والے: فخر کرنے والوں کی محرومیت ۳

کفر: کفر کے آثار ۶

مشرکین: مشرکین کی دنیا پرستی ۳; مشرکین کی محرومیت ۳

مغرور باغ والا: مغرور باغ والے کا قصہ ۱; مغرور باغ والے کے ہم نشین کا امید رکھنا ۱

موحّدین: موحّدین پر نعمت کا زیادہ ہونا ۳

مؤمنین: مؤمنین کا امید رکھنا ۲

نعمت: دنیاوی نعمتوں کی ناپائیداری ۵; نعمت سے محروم افراد ۳; نعمت کا معیار ۳; نعمت کے سلب کا امکان ۶، ۷; نعمت

کے شامل حال افراد ۳

آیت ۳۱

﴿يُصْبِحُ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا﴾

یا ان باغات کا پانی خشک ہو جائے اور تو اس کے طلب کرنے پر بھی قادر نہ ہو (۳۱)

۱۔ مرد مؤمن نے مغرور مالدار شخص کو اس کے باغ اور کھیتی میں پانی کے زمین میں اتر جانے اور عذاب الہی سے ان کے خشک ہو جانے کے خطرہ سے خبردار کیا۔ او یصبح ماؤھا غورا

"غور" مصدر اور معنی "غائر" (نیچے اتر جانے والا) دے رہا ہے۔ مصدر کو اسم فاعل کے مقام پر استعمال کرنا عربی زبان میں مبالغہ کے لیے ہے۔

۲۔ طبیعت کے مظاہر، اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مد مقابل، مغلوب ہیں۔ فتصبح صعیداً زلقاً۔ او یصبح ماؤھا غورا
باغ اور کھیتی کا بنجر زمین میں تبدیل ہو جانا اور عذاب الہی کے نازل ہونے سے پانی کا نیچے اتر جانا، اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ تمام طبیعی اسباب اور علل اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مد مقابل، مغلوب اور مستقل نہیں ہیں۔

۳۔ سطح زمین پر پانی کا جاری اور مہیا ہونا، اللہ تعالیٰ کی نعمت میں سے ہے اور زمین کے آباد ہونے کے اہم اسباب میں سے ہے۔ او یصبح ماؤھا غوراً فلن تستطیع له طلب

۳۔ مرد مؤمن نے مغرور مالدار شخص کو نیچے اترے ہوئے پانی تک اس کے پہنچنے کی عاجزی کو بیان کرتے ہوئے ا سے نعمتوں کے اللہ تعالیٰ کی مشیت سے تعلق رکھنے سے آگاہ کیا۔ لولا ... قلت ماشاء اللہ ... اویصبح ماؤھا غوراً فلن تستطيع له طلب

۵۔ انسان، اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مد مقابل عاجز ہے۔ فتصبح صعيداً زلقاً أو یصبح ماؤھا غوراً فلن تستطيع له طلبا "لن" ہمیشہ کے لئے نفی کرنے کی آتا ہے۔ جملہ "لن تستطيع له طلباً" یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ پانی کو نیچے اتار دے تو کوئی اسے تلاش کرتے ہوئے نہیں پاسکتا۔

۶۔ پانی اور پانی کے منابع کا نیچے چلا جانا، ان کفار کے لئے الہی عذابوں میں سے ہے کہ جو خود پر غرور کرتے ہیں اور دوسرے کے سامنے فخر کا اظہار کرتے ہیں۔ او یصبح ماؤھا غوراً فلن تستطيع له طلبا "یصبح"، "فتصبح" پر عطف ہے اور "یرسل علیھا حسبنا" کا ایک اور نتیجہ ہے۔ "من السماء" کی قید ایسے عذاب کے حوالے سے کہ جہاں پانی نیچے اتر جاتا ہے اس کے الہی ہونے کو بیان کر رہی ہے نہ کہ آسمان سے نازل ہونے کو بیان کر رہی ہے۔

آباد کرنا: آباد کرنے کے اسباب ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا ارادہ ۵؛ اللہ تعالیٰ کی سزائیں ۶؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے آثار ۳؛ اللہ تعالیٰ کی نعمات ۳؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا غلبہ ۲؛ اللہ تعالیٰ کے عذاب ۱

انسان: انسان کا عجز ۵// پانی: پانی کے فوائد ۳؛ پانی کے منابع کا خشک ہونا ۶

زمین: زمین میں پانی کا اتر جانا ۱// طبیعت: طبیعت کا مغلوب ہونا ۲

فخر کرنا: فخر کرنے کی سزا ۶

کفار: مغرور کفار کی سزا ۶

مغرور باغ والا: مغرور باغ والے کا عجز ۳؛ مغرور باغ والے کا قصہ ۱، ۳؛ مغرور باغ والے کو خبردار کرنا ۱؛ مغرور باغ والے کے ہم نشین کا خبردار کرنا ۱؛ مغرور باغ والے کے ہم نشین کی تعلیمات ۳

نعمت: پانی کی نعمت ۳؛ نعمت کا سرچشمہ ۳

آیت ۳۲

﴿وَأَحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَا أَنفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا﴾

اور پھر اس کے باغ کے پھل آفت میں گھیر دئے گئے تو وہ ان اخراجات پر ہاتھ ملنے لگا جو اس نے باغ کی تیاری پر صرف کئے تھے جب کہ باغ اپنی شاخوں کے بھل الٹا پڑا ہوا تھا اور وہ کہہ رہا تھا کہ اے کاش میں کسی کو اپنے پروردگار کا شریک نہ بناتا (۳۲)

۱۔ مغرور مالدار شخص کے ذرائع، اللہ تعالیٰ کے وسیع عذاب کے نازل ہونے سے تباہ ہو گئے اور باغ و کھیتی کی تمام پیداوار ختم ہو گئی۔ وا حیط بثمرہ

"أحیط بثمرہ" محذوف پر عطف ہے یعنی "وقع العذاب..." اور احاطہ ہونا تباہ ہونے سے کنایہ ہے اور ثمرہ سے مراد مالدار شخص کی باغ اور کھیتی کی تمام تر پیداوار ہے۔

۲۔ تکبر و غرور میں مبتلاء مالدار شخص پر مؤمن شخص کی نصیحتوں نے اثر نہ کیا تھا۔ وا حیط بثمرہ

واضح ہے کہ اگر مالدار شخص، مؤمن شخص کی نصیحتوں کو سنتا تو اس کا مال اور سرمایہ تباہ و برباد نہ ہوتا۔

۳۔ مغرور مالدار شخص کے ذرائع معاش کے تباہ ہونے کے ساتھ ہی مؤمن شخص کی امید اور آرزو پوری ہو گئی۔ فعسی ربی أن ... وا حیط بثمرہ

۴۔ مالدار شخص اپنے باغ کو چھتوں پر گر اڑا اور تمام پیداوار اور اپنا سرمایہ تباہ شدہ دیکھ کر شدید حسرت کھانے لگا۔ وا حیط بثمرہ فا صبح یقلب کفیه ... و ہی خاویۃ علی عروشہ

"کف" سے مراد ایک ہاتھ اور "کفۃ" اس کا متنیہ یعنی اس کے دونوں ہاتھ "یقلب کفۃ" یعنی اپنے دونوں ہاتھ کو ملنے لگا (یعنی کبھی ایک ہتھیلی کو دوسرے ہاتھ کی پشت پر پھیرتا، کبھی دوسری ہتھیلی کو پہلے ہاتھ کی پشت پر پھیرتا تھا۔ یہ حرکت انسان کی شدید حسرت اور رنج کا رد عمل ہے۔ "خاویۃ" یعنی گرجانا "عروش" یعنی چھتیں یا چھتریاں کہ جو بعض اوقات پھل دار درختوں پر دی جاتی ہیں۔ "خاویۃ علی عروشہ" یعنی درخت یا باغ کی عمارتیں اپنی چھتوں پر گر گئیں۔

۵۔ خود پسند مالدار شخص نے ٹھیک پھل اٹھانے اور پیداوار لینے کے وقت اپنے باغ کی تباہی کا سامنا کیا۔

۱ حیط بثمرہ "احیط بثمرہ" اور "ما انفق" کی تعبیرات بتاتی ہیں کہ ابتدائی کام ہو چکا تھا ضروری حد تک سرمایہ خرچ ہو چکا تھا اور ٹھیک عذاب اسی وقت نازل ہوا کہ جب وہ باغ کا پھل لینے کے لئے تیار ہوا تھا۔

۶۔ اپنے آپ میں گم اور بد مست مالداروں کے خوشی والے لمحات میں الہی عذاب، ان کے شکار میں ہوتا ہے۔
وا حیط بثمرہ فا صبح یقلّب کفیہ علی ما انفق فیہ

"احیط بثمرہ" کی تعبیر بتاتی ہے کہ پھل چننے اور نتیجہ تک پہنچنے کا زمانہ، تھا کہ یہ زمانہ سرمایہ لگانے والے شخص کا بہت اہم اور بہت پر لطف زمانہ ہوتا ہے۔

۷۔ تمام سرمایہ گزاری اور مادی وسائل تباہ و برباد ہونے کے خطرہ میں ہیں۔ واحیط بثمرہ فأصبح یقلّب کفیہ علی ما أنفق فیہ

چنانچہ اگر باغوں کی مثالیں بطور نمونہ ہوں تو مغرور مالدار شخص ان لوگوں کا نمونہ ہے کہ جو مادی اہداف کے ساتھ دنیا اور اس کے مال کو مد نظر رکھتے ہوئے کوشش کرتے ہیں لیکن آخر کار اپنی زحمت اور تکالیف پر افسوس کرتے ہیں چونکہ آخر میں یہ سب کچھ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

۸۔ خود پرست مالدار شخص، اپنے مال و منال کی نابودی کے بعد ہوش میں آیا اور اپنے شرک آلود اعتقادات پر اظہار افسوس کرنے لگا۔ یالیتی لم أشرك بری احدا

۹۔ مادی بد مستی، انسان کے اپنے عمل اور عقیدہ کے ٹیڑھے پن کو سمجھنے میں ایک اہم رکاوٹ ہے۔
وا حیط بثمرہ ... یقول یالیتی لم أشرك بری احدا

آیت میں موضوع بحث مالدار مغرور شخص ہے جب اس کا تمام تر مال و متاع تباہ ہو گیا تو اپنے ٹیڑھے پن کو سمجھا اور اس پر ندامت کا اظہار کیا لیکن اس سے پہلے جو کچھ اس کے پاس تھا اس میں بد مست تھا۔

۱۰۔ دنیاوی سزائیں، غافل لوگوں کو بیدار کرنے کے لئے ہیں۔ و أحیط بثمرہ یقول یالیتی لم أشرك بری احدا

۱۱۔ غیر خدا پر اعتماد کرنا، شرک اور پشیمان کرنے

والے انجام کا حاصل ہے۔ اکثر منك مالا ... یالیتنی لم أشرك برّی احدا

۱۲۔ دنیا پرستوں کی اسد تعالیٰ کی طرف توجہ، اپنے مادی فائدوں اور طمع کی خاطر ہے۔

و أحيط بثمره ... وهی خاویة علی عروشها ویقول یا لیتنی لم أشرك برّی احدا

یہ بھی احتمال ہے کہ مغرور سرمایہ دار شخص کا اپنے شرک پر افسوس اس لئے نہ ہو کہ اس نے شرکت کی حقیقی قباحت کو

درک کیا ہو بلکہ اس لئے ہو کہ اس نے کیوں شرک کیا کہ اس کا مال و متاع اور سرمایہ تباہ و برباد ہوا۔

اعتماد: غیر خدا پر اعتماد کا انجام ۱۱؛ غیر خدا پر اعتماد کرنے کے آثار ۱۱؛ غیر خدا پر اعتماد کی ندامت ۱۱

اسد تعالیٰ: اسد تعالیٰ کی سزائیں ۶

دنیا پرست: دنیا پرستوں کا نظریہ ۱۲؛ دنیا پرستوں کی عبادت کی کیفیت ۱۲؛ دنیا پرستوں کی مفاد پرستی ۱۲

دنیا پرستی: دنیا پرستی کے آثار ۹

سرمایہ لگانا: مادی سرمایہ لگانے کا پایدار نہ ہونا ۷

سزائیں: دنیاوی سزائوں سے عبرت ۱۰؛ دنیاوی سزائوں کے آثار ۱۰

شرک: شرک کے موارد ۱۱

عبرت: عبرت کے اسباب ۱۰

عذاب: عذاب کے اہل ۱

غافلین: غافلین کو متوجہ کرنے کے اسباب ۱۰

مالدار لوگ: مغرور مالدار لوگوں کو سزا ۶

مغرور باغ والے: مغرور باغ والے کا شرک ۸؛ مغرور باغ والے کا غفلت میں شکار ہونا ۵؛ مغرور باغ والے کا قصہ

۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۸؛ مغرور باغ والے کو عذاب ۱؛ مغرور باغ والے کی بیداری ۸؛ مغرور باغ والے کی حسرت ۳؛ مغرور باغ

والے کی دولت کی نابودی ۳؛ مغرور باغ والے کے اموال کی نابودی ۸؛ مغرور باغ والے کے باغ کی تباہی ۳؛ مغرور باغ

والے کے باغ کی نابودی ۵، ۱؛ مغرور باغ والے کے ہم نشین کے آرزو کا پورا ہونا ۳؛ مغرور باغ والے کے ہم نشین کی

نصیحتوں کا بے اثر ہونا ۲/ / ہدایت: ہدایت سے رکاوٹیں ۹

آیت ۳۳

﴿وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِئَةً يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِراً﴾

اور اب اس کے پاس وہ گروہ بھی نہیں تھا جو خدا کے مقابلہ میں اس کی مدد کرتا اور وہ بدلہ بھی نہیں لے سکتا تھا (۳۳)
۱۔ ساتھیوں کی کثرت پر مغرور والا سرمایہ دار، عذاب کے ذریعے اپنے سرمایہ کی تباہی کے وقت اکیلا اور بے یار و مددگار تھا۔
اَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالاً وَاعِزٌّ نَفَرًا ... لَمْ تَكُنْ لَهُ فِئَةٌ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ

۲۔ اموال اور ساتھیوں کی تعداد کا اللہ تعالیٰ کے عذاب اور سزا کو روکنے کے حوالے سے کوئی زور اور اثر نہیں ہوتا ہے۔
وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا ... وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِئَةٌ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ

۳۔ الہی عذاب کے نزول کے وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی اسے روکنے پر قادر ہے۔ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِئَةٌ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ

۳۔ غیر خدا پر بھروسہ اور اعتماد کرنے کا انجام شکست اور محرومیت ہے۔
أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالاً أَوْ أَعَزُّ نَفَرًا ... وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِئَةٌ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ

"فِئَةٌ" سے مراد لوگوں کا ایک گروہ اور جماعت ہے جملہ "وَلَمْ تَكُنْ ..." مال اور ساتھیوں پر غرور کرنے والا مالدار شخص کے خیالات کا جواب ہے جو پچھلی آیت میں بیان ہوا تھا۔ اس آیت میں ایسی اعتماد والی جگہوں کے اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مد مقابل بے فیض ہونے پر تاکید کی گئی ہے۔

۵۔ آسائش اور قدرت کے زمانہ کے دوست، مشکل اور فقر کے زمانہ میں غائب ہو جاتے ہیں۔
وَأَحْيَطُ بِشَمْرِهِ ... وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِئَةٌ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ

آیت میں مالدار شخص کے ساتھیوں کے نابود ہونے کی بات نہیں آئی 'اسی لئے ممکن ہے کہ عبارت "وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِئَةٌ" کا یہ معنی ہو کہ اس کے ساتھی اپنے مالک کے اموال کی تباہی دیکھ کر اس سے دور ہو گئے تھے اور انہوں نے اس کی مدد نہ کی۔

۶۔ مشرک شخص، اپنے سے عذاب دور کرنے میں عاجز تھا۔ واماكان منتصرا

"انتصار" سے مراد "ظلم و تجاوز میں اپنی حفاظت" ہے۔ (لسان العرب) اس آیت میں مراد عذاب سے اپنے آپ کو محفوظ کرنا ہے۔ یعنی مغرور مالدار شخص جس مشکل میں پھنس گیا تھا اس سے چھٹکارے اور عذاب کو دور کرنے میں کوئی راہ نہیں پا رہا تھا۔

آسائش پسند: آسائش پسند دوستوں کی بے وفائی ۵

اعتماد: غیر خدا پر اعتماد کا انجام ۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی قدرت ۳؛ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ۳

تعداد: تعداد کی کثرت کا کردار ۲

شکست: شکست کے اسباب ۳

عذاب: عذاب سے نجات ۲؛ عذاب کو روکنے سے عاجزی ۶؛ عذاب کو روکنے کا سرچشمہ ۳

فقر: فقر کے آثار ۵// مال: مال کا کردار ۲

مغرور باغ والا: مغرور باغ والے کا بے یار و مددگار ہونا ۱؛ مغرور باغ والے کا عجز ۶؛ مغرور باغ والے کا عذاب ۱؛ مغرور باغ والے کا قصہ ۶، ۱؛ مغرور باغ والے کے اموال کی نابودی ۱

آیت ۳۳

﴿هٰذَاكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا﴾

اس وقت ثابت ہوا کہ قیامت کی نصرت صرف خدائے برحق کے لئے ہے وہی بہترین ثواب دینے والا ہے اور وہی انجام بخیر کرنے والا ہے (۳۳)

۱۔ انسان، مشکلات کی گھڑی میں انجام امور پر خداوند عالم کی ولایت قدرت مطلق کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ ولم تکن له فئمة ينصرونه... هنالك الولاية لله الحق

اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہے کہ خداوند عالم کی ولایت (خواہ حاکمیت و تدبیر کے معنی میں ہو یا نفرت کے معنی میں ہو) حاکم اور نافذ ہے لہذا "هنالك" کے ساتھ کسی خاص مکان و واقعہ کی طرف اشارہ اس لیے ہے کہ انسان

اس موقع ہر اس نکتہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ جب سارے ظاہری اسباب درمیان سے ختم ہو جائیں تو صرف خداوند عالم کی ہی ذلت ہے جو امداد پہنچانے پر قادر ہے۔ **هنا لك الولاية لله الحق**

اہل لغت نے "ولایت" کے مابین فرق کو بیان کیا ہے "ولایت" کا معنی نصرت اور "ولایت" کا معنی سرپرستی اور تدبیر ہے اگرچہ بعض مفسرین نے اس فرق کا انکار کیا ہے۔ (رک المیزان) لیکن اسی قسم کی دوسری آیات اور ماقبل آیت جو کہ نصرت کے معنی میں ہے کی طرف توجہ کرتے ہوئے ایسی معنی بیان بھی معلوم ہوتا ہے۔

۳۔ خداوند عالم کی جملہ خصوصیات میں سے حقانیت اور ثبات ہیں۔ **لله الحق**

۳۔ عذاب اور مشکلات کے وقت، قابل بھروسہ مددگار صرف خداوند عالم ہی ہے۔ **هنا لك الولاية لله الحق** "أحيط بثرة" کی دلالت کی وجہ سے "ہنا لك" کا اشارہ عذاب کے زمانہ کی طرف ہے اس لیے یہاں یہ مراد ہے کہ نزول عذاب کے وقت انسان کے تمام اسباب منقطع ہو جاتے ہیں اور صرف امید کی کرن خدا "وحدہ لا شریک" کی نصرت ہوتی ہے۔ ۵۔ بزم ہستی میں شرک کا عقیدہ، کسی قسم کا مددگار نہیں رکھتا۔ **يا ليتني لم اشرك بربّي احداً... هنا لك الولاية لله الحق** گذشتہ آیات میں شرک کرنے کے سنگین انجام کو بیان کرنے کے بعد "اللہ" کو "الحق" کے ساتھ بیان کرنا، اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ شرک اپنی تمام تر انواع و اقسام سمیت حقانیت سے خالی ہے اور وہ ہستی جو کہ حق محض ہے اور واقعیت و حقیقت رکھتی ہے وہ صرف ذات الہی ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ، بہترین جزائیں اور بلند ترین عاقبت عطا کرنے والا ہے۔ **هو خير ثواباً و خير عقبا**

ثواب سے مراد "اجر اور جزا" ہے جبکہ (عقب) یعنی عاقبت اور انجام ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کی ولایت اور حقانیت، بہترین جزاؤں اور عاقبتوں کے عطا کرنے کی ضامن ہے۔

هنا لك الولاية لله الحق هو خير ثواباً و خير عقبا

۸۔ فضول، لا حاصل اور برا انجام، شرک اور دنیا پرستی کا نتیجہ ہے۔

ولم تكن له فئة ينصرونه من دون الله ... هو خير ثواباً و خير عقبا

مالدار شخص کی کہانی کا بیان اور اسکا خسارت ولاحاصل انجام اور پھر یہ یاد دلانا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو بہترین جزاء اور نیک عاقبت عطا کرنے والا ہے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دنیا پرستی اور شرک کا نتیجہ بد عاقبتی اور لاحاصلی ہے۔
۹۔ اشیاء کی قدر و قیمت میں، اہم معیار اچھی عاقبت اور بہترین انجام ہے۔ خیر عقب

اعتماد: اللہ پر اعتماد ۳

انجام: اچھے انجام کا سرچشمہ ۶؛ اچھے انجام کی قدر و قیمت ۹؛ اچھے انجام کے اسباب ۷؛ برے انجام کے اسباب ۸؛ بہترین انجام ۷، ۶

انسان: انسانوں کا مددگار ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی جزائیں ۶؛ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ۱؛ اللہ تعالیٰ کی حقانیت ۳؛ اللہ تعالیٰ کی حقانیت کے آثار ۷؛ اللہ تعالیٰ کی ولایت ۱؛ اللہ تعالیٰ کی ولایت کے آثار ۷؛ اللہ تعالیٰ کے عطیات ۶؛ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ۲

جزاء: بہترین جزاء ۶؛ ۷؛ جزاء کا سرچشمہ ۶؛ جزاء کی ضمانت ۷

دنیا پرستی: دنیا پرستی کا انجام ۸؛ دنیا پرستی کا فضول ہونا ۸

سختی: سختی کے آثار ۱؛ سختی میں امداد ۲

شرک: شرک کا انجام ۸؛ شرک کا باطل ہونا ۸، ۵

عذاب: عذاب میں مبتلا کے مددگار ۳

علم: علم کا پیش خیمہ ۱

قدر و قیمت: قدر و قیمت کا معیار ۹

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۲

آیت ۳۵

﴿وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا كَمَا أَهْنَأْنَا نَزْلَهُ مِّنَ السَّمَاءِ فَاسْتَخْلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَّاحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا﴾

اور انھیں زندگانی دنیا کی مثال اس پانی کی بتائیے سے ہم نے آسمان سے نازل کیا تو زمین کی روئیدگی اس سے مل جل گئی پھر آخر میں وہ ریزہ ریزہ ہو گئی جسے ہوائیں اڑا دیتی ہیں اور اسے ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے (۳۵)

۱۔ پیغمبر پر دنیاوی زندگی کی حقیقت اور اسکی ناپائیداری کو بیان کرنے کیلئے مثال سے استفادہ کرنے کی ذمہ داری ڈالی گئی۔
_ واضرب لهم مثل الحياة الدنيا

۲۔ تبلیغ میں مثال دینے سے استفادہ کرنا، اور لوگوں کیلئے اہم ترین مفہیم کو محسوس شکل میں بیان کرنا، قرآن میں استعمال شدہ روشوں میں سے ہے۔ واضرب لهم مثل الحياة الدنيا کمائ

۳۔ آسمان (بادل)، زمین کیلئے پانی پیدا کرنے کا منبع ہے۔ کماء ا نزلنا ه من السماء

۳۔ بارش زمین میں نباتات کی زندگی کے اصلی عناصر میں سے ہے۔ کما ا نزلنا ه من السماء فاختلط به نبات الأرض اگر جملہ (فاختلط به) میں باء متعدی کی ہو تو جملہ (فاختلط به نبات الارض) مبالغہ والا معنی دے گا یعنی پانی کا کردار اتنا اہم ہے کہ کہنا چاہیے کہ زمین کی نباتات پانی سے مخلوط ہو چکی ہیں۔

۵۔ طبعی اسباب و عوامل اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے تحت ہیں۔ کماء ا نزلنا ه من السماء

۶۔ دنیاوی زندگی، اس بارش کی مانند ہے کہ جو زمین پر بہت سی نباتات کے اگنے کا باعث ہوتی ہے لیکن وہ جلد ہی خشک اور خاک میں بدل جاتی ہے اور جب بھی ہوا چلے تو بکھر جاتی ہیں۔

واضرب لهم مثل الحياة الدنيا کماء ا نزلناه من السماء ... هشيماً تذروه الرياح

(ہشیم) یعنی وہ نباتات جو خشک ہو کر ٹوٹ پھوٹ جائیں اور (ذروہ) (تذروہ) کیلئے مصدر ہے یعنی بکھرنا اور پر اکندہ کرنا (تذروہ الرياح) یعنی ہوائیں انہیں بکھیر دیتی ہیں۔ اور جدا جدا کر دیتی ہیں جملہ (فاختلط به نبات الارض) اگر باء استعانت کیلئے ہو تو معنی یہ ہوگا کہ بارش کی وجہ سے نباتات درہم برہم ہو جاتے ہیں اور اور شاخیں باہم مخلوط ہو جاتے ہیں۔

۷۔ بارش کے نازل ہونے سے کثرت کے ساتھ نباتات کی نشوونما اور موسم خزاں کے آنے سے انکا جلد ہی زوال، دنیاوی زندگی کی ناپائیدار جہات کا نمونہ ہے۔

مثل الحیة الدنیا کما ء ا نزلنا من السماء فاختلط به نبات ال ارض فا صبح هشیماً تذروه الريح

۸۔ دنیا کی زندگی کے جلد زوال پذیر ہونے کی طرف توجہ، آسائش پسندوں اور دنیا پرستوں کیلئے تنبیہ اور عبرت ہے۔
واضرب لهم مثل الحیة الدنیا کما ء ا نزلنه تذروه الريح

اس آیت کا پچھلی آیات جو کہ مغرور آسائش پسندوں کی افکار اور ان کے برے انجام و بیان کرنے کے اسباب کے بارے میں تھیں کے ساتھ ربط سے مذکورہ نکتہ واضح ہوتا ہے۔

۹۔ دنیاوی اور مادی زندگی، ہوا کی راہ میں پڑی خس و خاشاک کی مانند ہے۔ مثل الحیة الدنیا فا صبح هشیماً تذروه الريح
۱۰۔ کائنات میں فکر موجودات کی زندگی کی خصوصیات کو سمجھنے کا باعث بنتی ہے۔

واضرب لهم مثل الحیة الدنیا کما ء ا نزلنه من السماء

۱۱۔ مادی اور محسوس جہان و عالم طبیعت میں موجودات کے اسرار اور مجہول مقامات کو جاننے کیلئے علامات موجود ہیں۔
مثل الحیة الدنیا کما ء ا نزلنا ه فا صبح هشیماً تذروه الريح

بعض حقائق کا درک مثلاً موت، زندگی اور انکی حقیقت چونکہ کافی حد تک انسان کیلئے محسوسات میں سے نہیں ہے لہذا وہ انہیں سمجھنے کیلئے محتاج ہے کہ عالم محسوس سے مثالیں اسکے لئے پیش جائیں تو اللہ تعالیٰ نے نباتات کے اگنے اور ختم ہونے سے عالم طبیعت کو ایسی رہنماؤں پر مشتمل قرار دیا ہے۔

۱۲۔ دنیاوی زندگی، ناقابل اعتماد اور ہمیشہ حادثات کے خطرے میں ہے۔ کما ء ا نزلناه من السماء فا صبح

۱۳۔ اللہ تعالیٰ، ہر چیز و کام پر لازوال حکومت اور تسلط رکھتا ہے۔ وکان اللہ علی کلّ شیء مقتدرا

اللہ تعالیٰ کے بارے میں (مقتدر) اور (قدر) کا ایک معنی ہے (مفردات راغب)

۱۴۔ زمین پر زندگی کا نمودار ہونا، اللہ تعالیٰ کی لازوال قدرت کا ایک جلوہ ہے۔

واضرِبْ لَهُمْ مِثْلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا

۱۵۔ کائنات میں تغیر و تبدل اور دنیاوی زندگی کا زوال، اللہ تعالیٰ کی مطلق قدرت کا ایک جلوہ ہے۔

مِثْلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَا أَهْلُ نَزْلَانِهِ تَذَرُوهُ الرِّيحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا

آسائش مند لوگ: آسائش مند لوگوں کیلئے عبرت ۸

آنحضرت: آنحضرت کی ذمہ داری ۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی ہمیشگی ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی علامات ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ہمیشگی ۱۳، ۱۳؛ اللہ

تعالیٰ کے اردہ کی حکومت ۵؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات ۱۳

بادل: بادلوں کا کردار ۳

بارش: بارش کے فوائد ۴، ۵

پانی: پانی کے منابع ۳

حقائق: حقائق کی وضاحت کی روش ۱

دنیا: دنیا کی خصوصیات ۴؛ دنیا کی ناپائیداری ۱

دنیا پرست: دنیا پرست لوگوں کیلئے عبرت ۸

ذکر: ذکر کے آثار ۸؛ دنیاوی زندگی کی ناپائیداری کا ذکر ۸

زندگی: دنیاوی زندگی کی خصوصیات ۴؛ دنیاوی زندگی کی خلقت ۱۳؛ دنیاوی زندگی کی ناپائیداری ۴، ۸، ۱۲، ۱۵

طبیعی اسباب: طبیعی اسباب کا مسخر ہونا ۵

عبرت: عبرت کے اسباب ۸

قرآن: قرآنی تعلیمات کی روش ۲؛ قرآنی مثالوں کے فوائد ۲؛ قرآنی مثالیں ۶، ۹

قرآنی تشبیہات: محسوس کے ساتھ تشبیہ دنیا ۲

قرآنی مثالیں: خاک کے غبار کے ساتھ مثال ۹؛ دنیاوی زندگی کی مثال ۱، ۹، ۶

کائنات: کائنات کے اسرار کو جاننے کا باعث ۱۱؛ کائنات کے تغیر و تبدل ۱۵؛ کائنات میں مطالعہ کے آثار ۱۰

مثال: مثال کے فوائد ۱

موجودات: موجودات کی زندگی کو جاننے کا پیش خیمہ ۱۰

نباتات: نباتات کا پیدا ہونا ۷؛ نباتات کی خزان ۷؛ نباتات کے پیدا ہونے کے اسباب ۳

آیت ۳۶

﴿الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا﴾

مال اور اولاد زندگی دنیا کی زینت ہیں اور باقی رہ جانے والی نیکیاں پروردگار کے نزدیک ثواب اور امیدوں کے اعتبار سے بہتر ہیں (۳۶)

۱۔ مال اور اولاد، دنیا کی ناپائید زندگی کا جلوہ اور زینت ہیں المال و البنون زينة الحياة الدنيا (بنون) اگرچہ (ابن) کی جمع ہے لیکن غالب طور پر مذکر و مونث ہر دو جنس کو شامل ہونگے جیسا بنی آدم اور انکی مانند کلمات سے صرف مذکر اولاد آدم مقصود نہیں ہے بلکہ تمام اولاد مراد ہے۔

۲۔ مال اور اولاد، دنیاوی زندگی کی محکم کشش رکھنے والی چیزیں ہیں۔ المال و البنون زينة الحياة الدنيا

۳۔ اچھے کاموں کو بقاء اور استحکام حاصل ہے۔ والباقيات الصالحات خیر

طبعاً (الباقيات) کلمہ (الصالحات) کیلئے صفت ہونا چاہیے کیونکہ اعمال صالحہ ایسے اعمال ہیں کہ جنہیں بقاء حاصل ہے لیکن یہاں تعبیر مختلف ہے اسکی وجہ پچھلی آیات کے مطالب سے مناسبت اور دنیاوی زندگی اور اسکی زینتوں کے زوال کے مد مقابل اعمال صالحہ کی بقاء پر اعتماد کرنا ہے۔

۳۔ باقی رہنے والے اعمال صالحہ، اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

والباقيات الصالحات خیر عند ربك

۵۔ ہمیشہ رہے والے اعمال صالحہ کے مد مقابل، مال اولاد اور دنیاوی زندگی کی اہمیت بہت کم اور محدود ہے۔
المال والبنون زينة الحياة الدنيا والباقيات الصالحات خير

۶۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عمل صالح کی جزاء کی ضمانت دی گئی ہے۔ والباقيات الصالحات خير عند ربك

۷۔ باقی رہنے والی معنوی اقدار اور نتیجہ میں ملنے والی الہی جزائیں، اس لائق ہیں کہ انسان ان سے دل باندھے اور امید رکھے۔ خير عند ربك ثواباً وخير املاً

۸۔ نیک کردار کے مقابل الہی جزائی، اسکی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔ والباقيات الصالحات خير عند ربك ثواب

۹۔ ہدایت اور تربیت کیلئے امید اور آرزو کے انگیزہ سے فائدہ لینا، قرآنی روشوں میں سے ایک روش ہے۔
والباقيات الصالحات خير عند ربك ثواباً وخير املاً

(امل) سے مراد آرزو اور امید ہے جبکہ (املاً) خیر کیلئے تمیز ہے یعنی "الباقيات الصالحات" کے نتیجہ کے حوالے سے امید رکھنا دنیا کی زندگی اور اسکی زینتوں سے امید رکھنے سے بہتر ہے۔

۱۰۔ مال اور اولاد کے بارے میں امید رکھنا، فضول اور بے نتیجہ ہے۔ المال والبنون زينة ولباقيات الصالحات خيرا ملا

۱۱۔ عن رسول الله (ص) (انه قال:) يا ابن مسعود ... عليك بذكر الله والعمل الصالح؛ فان الله تعالى يقول :
(والباقيات الصالحات خير عند ربك ثواباً وخير املاً) (۱)

رسول خدا (ص) سے نقل ہوا کہ آپ (ص) نے فرمایا: اے ابن مسعود تم پر ضروری ہے ذکر خدا اور عمل صالح انجام دو
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے والباقيات الصالحات خير

۱۲۔ عن إدريس القمي قال : سألت ابا عبد الله عن الباقيات الصالحات ؟ فقال: هي الصلاة (۲) اور یس قمی کہتے ہیں کہ
میں نے امام صادق (ع) سے "الباقيات الصالحات" کا معنی پوچھا تو انہوں نے فرمایا: (وہ نماز ہے)۔

(۱) مکارم الاخلاق ص ۴۵۷ بحار الانوار ج ۷۴ ص ۱۰۸ ح ۱

(۲) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۳۲۷ ح ۳۱ تفسیر بہان ج ۲ ص ۴۷۰ ج ۴

عن أبي عبد الله (أنه قال) يا حصين لا تستصخرنّ مودتنا فانها من الباقيات الصالحات؛ امام صادق (ع) سے روایت ہوئی کہ آپ نے "حصین بن عبد الرحمان" سے فرمایا: اے حصین کبھی بھی ہم (اہل بیت) کی دوستی کو معمولی نہ سمجھ کیونکہ یہ باقيات صالحات ہے۔

آرزو: آرزو کے آثار ۹

اقدار ۵، ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی جزائیں ۸، ۶؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات ۸

امید رکھنا: امید کا کردار ۹؛ بے جا امید رکھنا ۱۰؛ فرزند پر امید رکھنا ۱۰؛ مال پر امید رکھنا ۱۰؛ معنوی چیزوں پر امید رکھنا ۷

اولاد: اولاد کی بے وقصتی ۵؛ اولاد کی کشش ۲؛ اولاد کی زینت ۱

اہل بیت: اہل بیت کے ساتھ دوستی ۱۳

باقیات الصالحات: باقيات الصالحات سے مراد ۱۱، ۱۲، ۱۳

تربیت: تربیت کی روش ۹

جزاء: جزائے اسباب ۷؛ جزاء کی ضمانت ۶

ذکر: اللہ کے ذکر کی اہمیت ۱۱

روایت: ۱۱، ۱۲، ۱۳

روش: روش کی بنیادیں ۹

زندگی: دنیاوی زندگی کا غیر اہم ہونا ۵؛ دنیاوی زندگی کی زینتیں ۱؛ دنیاوی زندگی کی کشش ۲؛ دنیاوی زندگی کی ناپائیداری ۱

عمل صالح: عمل صالح کی اہمیت ۱۱؛ عمل صالح کی جزاء ۸، ۶؛ عمل صالح کی قدر و قیمت ۳؛ عمل صالح کی ہمیشگی ۳

قرآن: قرآن کا ہدایت کرنا ۹

مال: مال کا غیر اہم ہونا ۵؛ مال کی زینت ۱؛ مال کی کشش ۲

معنویات: معنویات کی جزاء ۷؛ معنویات کا ہمیشہ ہونا ۷

نماز: نماز کی اہمیت ۱۲

آیت ۳۷

﴿وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَحَشَرْنَاَهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا﴾

اور قیامت کا دن وہ ہوگا جب ہم پہاڑوں کو حرکت میں لائیں گے اور تم زمین کو بالکل کھلا ہوا دیکھو گے اور ہم سب کو اس طرح جمع کریں گے کہ کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے (۳۷)

۱۔ دنیا کی ناپائیدار زندگی سے دل نہ باندھنے کیلئے آخرت کے مسائل کی یاد دہانی ضروری ہیں۔
المال و البنون زينة الحياة الدینا و یوم نسیّر الجبال

(یوم) فعل مقدر (اذکر) کا مفعول ہے یعنی اس دن کو یاد کرو کہ...

۲۔ قیامت کے دن، پہاڑ جگہ تبدیل کریں گے اور سطح زمین ہموار ہو جائیگی۔ ویوم نسیّر الجبال و تری الأرض بارزة (نسیّر) (سیر) کے مادہ سے ہے یعنی ہم چلائے گئے اور "بارزة" سے مراد ظاہر و واضح ہونا ہے چونکہ قیامت کے دن پہاڑ اپنی جگہ سے اکھاڑ دیئے ائیں گے زمین کی ناہمواری ختم ہو جائیگی اور اسکی تمام جگہ دکھی جائیگی اور آنکھوں کے سامنے کوئی رکارٹ نہ ہوگی۔

۳۔ روز قیامت اور انسان کے محشور ہونے کے وقت زمین کی زندگی کا اور جغرافیائی نظام تبدیل ہو جائیگا۔
و یوم نسیّر الجبال و تری الارض بارزة و حشرناہم

ظاہر ہے کہ پہاڑوں کے چلنے اور زمین کی سطح ہموار ہونے سے نئی حالت پیدا ہو جائے گی اور پرانی حالت ختم ہو جائیگی۔
۳۔ روز قیامت سب انسان اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے جمع اور اکٹھے ہوں گے۔ و حشرناہم
(حشر) یعنی روز قیامت لوگوں کا جمع کرنا ہے (لسان العرب) اور (حشرنا) کو ماضی میں لانا (حشر) کے یقینی ہونے کو بتا رہا ہے۔

۵۔ میدان قیامت میں کسی کو پیشی سے معافی نہیں ہوگی۔

و حشرناہم فلم نغادر منهم احدا

"عذر" کا معنی "ترک کرنا" ہے۔

۶۔ بغیر کسی استثناء کے سب انسانوں کا محشور ہونا، مشرکین اور دنیا پرستوں کو خبردار کرنا ہے۔ و حشرناہم فلم نغادر منهم احد

ما قبل آیات جو کہ مشرک صفت دنیا پرستوں کے بارے میں تھیں کو مد نظر رکھتے ہوئے حشر سے کسی کا استثناء نہ ہونا ان لوگوں کیلئے تصریح ہے جنہوں نے دنیا سے دل لگا پائے اور آخرت کو اہمیت نہیں دیتے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے ارادے کے آثار ۳

انسان: انسانوں کا حشر ۵، ۶؛ انسانوں کے حشر کا سرچشمہ ۳

پہاڑ: پہاڑوں کا حرکت کرنا ۲

حشر: حشر کا عام ہونا ۵، ۶

دنیا پرست: دنیا پرستوں کو خبردار کرنا ۶

دنیا پرستی: دنیا پرستی کے لیے رکاوٹیں ۱

ذکر: قیامت کے ذکر کی اہمیت ۱

زمین: زمین کا ہموار ہونا ۲

قیامت: قیامت کی علامتیں ۲؛ ۳ قیامت میں پہاڑ ۲؛ قیامت میں جمع ہونا ۳؛ قیامت میں زمین ۲؛ ۳

مشرکین: مشرکین کو خبردار کیا جانا ۶

آیت ۳۸

﴿وَعَرِّضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفًّا لَّقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّنْ لَّجْعَلَ لَكُمْ مَوْعِدًا﴾

اور سب تمہارے پروردگار کے سامنے صف بستہ پیش کئے جائیں گے اور ارشاد ہوگا کہ تم آج اسی طرح آئے ہو جس

طرح ہم نے پہلی مرتبہ تمہیں پیدا کیا تھا لیکن تمہارا خیال تھا کہ ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ گا نہیں قرار دیں گے (۳۸)

۱۔ قیامت کے دن تمام انسان۔ خواہ وہ نہ بھی چاہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونگے۔

وعرضوا علی ربك صفا

(عرضوا) کا مجہول آنا بتاتا ہے کہ انسانوں کا اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ناگزیر ہے اور وہ اپنا کوئی اختیار نہیں رکھتے۔

۲۔ قیامت کے دن انسان، منظم و مرتب صف باندھے حاضر ہونگے۔ و عرضوا علی ربك صفا

کلمہ (صفاً) فعل (عرضوا) کے نائب فاعل کا حال ہے (مصفوین) یعنی انسان صف باندھے حاضر ہونگے اس سے معلوم

ہوتا ہے کہ لوگوں میں نظم اور طبقہ بندی ہوگی۔ البتہ دوسری آیات کے قرینہ سے واضح ہوتا ہے کہ ان صفوں میں اکٹھے لوگ مخلوط نہیں ہونگے بلکہ ہر گروہ اور ہر مکتب کے پیروکار جدا جدا شکل میں میدان قیامت میں حاضر ہونگے۔

۳۔ روز قیامت، انسانوں کے دنیاوی مراتب اور امتیازات ختم ہو جائیں گے۔ و عرضوا علی ربّک صفا

اگر (صفاً) سے یہ مراد ہو کہ سب کے سب ایک صف میں محشور ہونگے تو جملہ (عرضوا) کہ اس بات کی طرف اشارہ ہے اسکے باوجود کہ دنیا دالے مال و متاع اور دوسرے مادی دنیا کے معیارات کو امتیاز سمجھا کرتے تھے لیکن اس وقت ایک صف میں محشور ہونگے مالدار شخص اور اسکے ساتھی کی داستان والی آیات کی طرف توجہ کرنے سے یہ نکتہ بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔

۴۔ لوگوں کا محشور ہونا اور پروردگار کے حضور پیش ہونا، ربوبیت الہی کا تقاضا ہے۔ و حشرنا ہم و عرضوا علی ربّک صفا

۵۔ مشرک اور دنیا پرست لوگ قیامت میں اللہ تعالیٰ کے لطف و رحمت کی نظر سے محروم ہونگے۔
و عرضوا علی ربّک صفا

اگر (عرضوا) کا نائب فاعل مشرک اور دنیا پرست ہوں کہ پچھلی آیات میں انکا تذکرہ رہا ہے تو اس فعل کا مجہول آنا اور "ربک" کی جگہ "ربک" کا انا جو کہ پیغمبر کو خطاب ہے ان کے حقیر ہونے کو بتا رہا ہے۔

۶۔ میدان قیامت اور مشرکین کے محشور ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی خبر دینا، انکی سرکشی اور دنیا پرستی کے مقابلے میں پیغمبر (ص) کو تسلی اور حوصلہ دینا ہے۔ والباقیات الصالحات خیر عند ربّک... وترى الارض... علی ربّک (ربک) اور (تری) میں خطاب پیغمبر (ص) کو ہے مشرکین کی قیامت سے متعلق آیات میں اس طرح کا خطاب انکی سرکشی کے مقابلے میں پیغمبر کو ایک تسلی دینا ہے۔

۷۔ قیامت کے روز انسان، زمانہ پیدائش کی مانند مال و اولاد اور ہر قسم کے عنوان و امتیاز سے عاری پیش ہونگے۔
لقد جئتمونا کما خلقنا کم اَوّل مرّة

انسانوں کے روز قیامت حاضر ہونے کو انکے زمانہ پیدائش سے مشابہ قرار دینے کی وجہ ممکن ہے یہو کہ انکے پاس کوئی مادی وسائل نہ ہونگے اور وہ ہر قسم کے امتیاز اور معیار سے خالی ہونگے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں انسانوں کی سب سے پہلی خلقت، موت کے بعد انکی دوبارہ خلقت پر اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کی دلیل ہے۔ لقد جئتمونا کما خلقنا کم اَوّل مرّة

لوگوں کے قیامت میں حاضر ہونے کو انکی دنیاوی پیدائش سے تشبیہ دینے کی وجہ شائد معاد کو بعید شمار کرنے کے شبہہ کو دور کرنا اور مشرکین کی معاد کے انکار پر سرزنش ہو یعنی وہ پہلی خلقت آیا معاد کو قبول کرنے اور اس پر اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کیلئے کافی ووافی دلیل نہیں تھی؟

۹۔ انسان کی معاد، جسمانی معاد اور اسکے دنیاوی بدن والی خصوصیات رکھتی ہے۔ لقد جئتمونا كما خلقنكم أول مرة انسانوں کے روز قیامت پیش ہونے کو انکی دنیا میں پہلی خلقت سے تشبیہ دینے کا تقاضا ہے کہ اہم خصوصیات مثلاً جسمانی ہونا میں یہ دونوں مشابہہ ہیں۔

۱۰۔ قیامت سے غفلت اور اسکے برپا نہ ہونے کا تصور، ایسی آفت ہے کہ جس نے تمام مشرکوں کو اپنے گھیرے میں لیا ہو ہے۔ بل زعمتم ان لن نجعل لكم موعدا

۱۱۔ معاد کی نفی، محض ایک گمان ہے کہ جو علمی حیثیت اور یقین سے خالی ہے۔ بل زعمتم ان لن نجعل لكم موعدا (زعم) ایسا عقیدہ یا بات ہے کہ جو گمان پر قائم ہو (موعداً) اسم زمان ہے جو مقرر شدہ وقت کو کہتے ہیں اس آیت میں (د وعداً) سے مراد قیامت ہے۔

۱۲۔ معاد کے منکرین، میدان قیامت میں اپنے آپ کو موجودیکھ کر اپنے زعم باطل کی غلطی کو گہرائی سے درک کریں گے۔ بل زعمتم ان لن نجعل لكم موعدا (بل زعمتم ...) کی تعبیر در حقیقت ایسے شخص کی حالت کو بیان کر رہی ہے جو اپنے یقین کے برعکس اپنے آپ کو میدان قیامت میں دیکھتا ہے اور اس حوالے سے شرمندہ ہے۔

۱۳۔ دنیاوی زندگی کا ایک انجام اور مقصد ہے جو آخرت میں مستحق ہوگا۔ بل زعمتم ان لن نجعل لكم موعدا

۱۴۔ قیامت، اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے پورے ہونے کا زمانہ ہے۔ بل زعمتم ان لن نجعل لكم موعدا

۱۵۔ قیامت، اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اسکے ارادہ کے ساتھ برپا ہوگی۔ بل زعمتم ان لن نجعل لكم موعدا

۱۶۔ دنیاوی زندگی سے دل باندھنے کی نسبت معاد کا انکار، بدتر اور شرک پیدا ہونے میں موثر ترین کردار کرنے والا ہے۔

لقد جئتمونا كما خلقناكم أول مرة بل زعمتم ان لن نجعل لكم موعدا

صرف (بل) اضراب کیلئے اور ماقبل و مابعد کے مساوی نہ ہونے کو بتانے کیلئے آتا ہے۔ تو اس مطلب میں (كما خلقنا کم) کی تشبیہ کی وجہ انسان کا آغاز خلقت اور معاد کے وقت مال اور

اولاد کا نہ ہونا ہے۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کو جھٹلانے والے ۶; آنحضرت (ص) کی حوصلہ افزائی کرنا ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی اخروی رحمت سے محروم لوگ ۵; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۳; اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیلیں ۸; اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار ۱۵; اللہ تعالیٰ کے اخروی لطف سے محروم لوگ ۵; اللہ تعالیٰ کے وعدوں ۱۵; کے پورے ہونے کا زمانہ ۱۳

انسان: آغاز خلقت میں انسان ۴; انسان کی خلقت کے آثار ۸; انسانوں کا حشر ۱، ۲، ۳; قیامت میں انسان ۱، ۲

حشر: حشر کا پیش خیمہ ۳; حشر کا عام ہونا; حشر کا یقینی ہونا ۱; حشر کی خصوصیات ۲

دنیا پرست: قیامت میں دنیا پرست ۵

دنیا پرستی: دنیا پرستی کی مذمت ۱۶

زندگی: دنیاوی زندگی کا انجام ۱۳

شرک: شرک کے اسباب ۱۶

قرآن: قرآن کی تشبیہات ۴

قرآنی تشبیہات: آغاز خلقت سے تشبیہ ۴; ولادت سے تشبیہ ۴; معاد کی تشبیہ ۴;

قیامت: قیامت سے غافل لوگ ۱۰; قیامت کی خصوصیات ۳; ۱۳; قیامت کے برپا ہونے کا سرچشمہ ۱۵; قیامت میں حقائق

کا ظاہر ہونا ۱۲; قیامت میں دنیاوی امتیازات ۳

مشرکین: مشرکین کا حشر ۶; مشرکین کا عقیدہ ۱۰; مشرکین کی دنیا پرستی ۶; مشرکین کی غفلت ۱; قیامت میں مشرکین ۵، ۶

معاد: جسمانی معاد ۹; روز قیامت معاد کے جھٹلانے والے ۱۲; معاد کو جھٹلانے پر سرزنش ۱۶; معاد کو جھٹلانے کا غیر منطقی

ہونا ۱۲; معاد کو جھٹلانے کے آثار ۱۶; معاد کی خصوصیات ۹; معاد کے دلائل ۸; معاد کے رد کا غیر منطقی ہونا ۱۱

آیت ۳۹

﴿وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا﴾

اور جب نامہ اعمال سامنے رکھا جائے گا تو دیکھو گے کہ مجرمین اس کے مندرجات کو دیکھ کر خوفزدہ ہوں گے اور کہیں گے کہ ہائے افسوس اس کتاب نے تو چھوٹا بڑا کچھ نہیں چھوڑا ہے اور سب کو جمع کر لیا ہے اور سب اپنے اعمال کو بالکل حاضر پائیں گے اور تمہارا پروردگار کسی ایک پر بھی ظلم نہیں کرتا ہے (۳۹)

۱۔ روز قیامت، ہر شخص کا نامہ اعمال اسکی آنکھوں کے سامنے رکھا جائیگا اور وہ اسکا مشاہدہ کرے گا۔

ووضع الكتاب ويقولون ي ويلتنا مال هذا الكتاب

بعد والے جملات کے قرینہ کی بناء پر (الکتاب) سے مراد وہ نوشتہ ہے کہ جس میں لوگوں کے تمام اعمال تحریر ہوئے ہیں (وضع الکتاب) میں (الف ولا) کا حرف افراد کے حوالے سے عمومیت پر دلالت کرتا ہے یعنی "کل کتاب" کہ تمام کتابیں ہر فرد کے سامنے رکھی جائیں گی اور ہر شخص اپنی اپنی کتاب کا مشاہدہ کرے گا۔

۲۔ تمام انسانوں کے اعمال، ایک جامع کتاب میں درج ہوتے ہیں۔

ووضع الكتاب فتري المجرمين مشفقين مما فيه

اگر (الکتاب) سے مراد کتاب کی جنس و ماہیت ہو تو ممکن ہے کہ (وضع الکتاب) کا جملہ دلالت کر رہا ہے کہ لوگوں کے تمام تر اعمال ایک کتاب میں درج ہونگے اور روز قیامت انکو دکھائی جائیگی مندرجہ بالا مطلب اس احتمال کی بناء پر ہے۔

۳۔ روز قیامت گناہ کار، نامہ اعمال کا مشاہدہ کرتے وقت اپنے کردار سے وحشت اور خوفزدہ ہو جائینگے۔

فتري المجرمين مشفقين مما فيه

۳_ روز قیامت، گناہ گاروں کے چہرے پر خوف و ہراس اور وحشت واضح طور پر دکھائی دے گی۔
فتی المجرمین مشفقین مّا فیہ

"اشفاق" ایسی توجہ کو کہتے ہیں کہ جو خوف کے ساتھ ملی جلی ہو اور جب (من) کے ساتھ متعدی ہو تو اس سے مراد واضح طور پر خوف اور وحشت ہے (مفردات راغب) تو عبارت (مشفقین ممانیہ) دلالت کر رہی کہ جب گناہ گار لوگ... اپنے نامہ اعمال کو دیکھیں گے تو خوف و وحشت میں مبتلا ہو جائیں گے اور فعل "تری" کے قرینہ سے خوف انکے چہرے پر نمایاں ہوگا۔

۵_ دنیا کے آسائش مند اور جبری گناہ گار، روز قیامت وحشت زدہ ہونگے۔ فتی المجرمین مشفقین مّا فیہ
اس چیز پر توجہ کرتے ہوئے کہ گذشتہ آیات مغرور آسائش مند شخص کے بارے میں تھیں تو خوف زدہ مجرمین کا واضح مصداق ان آیات میں مغرور دنیا پرست ہوگا۔

۶_ شرک، دنیا پرستی اور مال و اولاد پر مغرور ہونا، آخرت میں خوف و ہراس اور وحشت کی صورت میں سامنے آئے گا۔
فتی المجرمین مشفقین مّا فیہ
پچھلی آیات، دنیا پرستی، اور شرک کے بارے میں تھیں لہذا گناہ گاروں کا مقصود مصداق یہاں دنیاوی سہولیت میں مست مشرک ہیں۔

۷_ جرم و گناہ سے پرہیز کرنے والے روز قیامت اپنا اعمال نامہ دیکھتے وقت کوئی خوف و ہراس محسوس نہیں کریں گے۔
وضع الكتاب فتی المجرمین مشفقین مّا فیہ

جملہ "وضع الكتاب" کتاب کے رکھنے اور مشاہدہ کو صرف گناہ گاروں سے خاص نہیں کر رہا لیکن جملہ "فتی المجرمین" فقط گناہ گاروں کے خوف کو بتا رہا ہے لہذا دوسرے لوگ اپنے اعمال نامہ کو دیکھتے وقت یہ اضطرابی کیفیت نہیں پائیں گے۔

۸_ گناہ، انسان کے روز قیامت ڈرنے اور پریشان ہونے کا باعث ہے۔ فتی المجرمین مشفقین مّا فیہ

۹_ معاذ پر عقیدہ نہ رکھنا، گناہ کرنے کا اہم سبب اور سب سے بڑی بنیاد ہے۔

وعرضوا علی ربك... و وضع الكتاب فتی المجرمین

(وضع الكتاب) پچھلی آیت میں "عرضوا" پر عطف ہے تو ان دونوں آیتوں میں ربط بتا رہا ہے کہ یہاں گناہ گاروں سے مراد وہی منکرین معاد ہیں کہ جنکا پچھلی آیت میں تذکرہ ہوا ہے۔

۱۰۔ گناہ گار، لوگوں کے نامہ اعمال کے دقیق آور جامع ہونے کی وجہ سے حیرت زدہ اور سخت پریشان ہو جائینگے۔
ی ویلتنا مال هذا لكتاب لا يغادر صغيرة ولا كبيرة

۱۱۔ گناہ گار لوگ اپنے، اعمال پر مشتمل کتاب کو دیکھتے ہی اپنی موت کی آرزو کریں گے۔
ویقولون ی ویلتنا مال هذا الكتاب

"ویلہ" اور "ویل" کا معنی "ہلاکت" ہے اور ویلہ کا مونث ہونا مبالغہ کا فائدہ دیتا ہے گناہگاروں کی طرف سے اسکے ساتھ ندا دینا بتاتا ہے کہ وہ اپنے اعمال نامہ کا مشاہدہ کرنے کے بعد انہیں اپنے لیے سوائے ہلاکت و عذاب کی راہ دیکھائی نہ دی لہذا اسکو منادی قرار دیا اور اسے طلب کیا یعنی حالت اتنی خراب اور پست دیکھی کہ اپنے لیے صرف ہلاکت کو ہی راہ حل سمجھا۔

۱۲۔ ہر چھوٹا و بڑا عمل، نامہ اعمال میں درج ہے یہاں تک انسان کا معمولی سا عمل بھی شمار کیا گیا ہے۔
لا يغادر صغيرة ولا كبيرة الا احصيه

"غدر" و "مغادرہ" سے مراد ترک ہے اور "لا يغادر" ... "یعنی نہ ہر چھوٹے بڑے کو چھوڑا ہے اور نہ ہی چھوڑیگا۔
۱۳۔ انسانوں کے اعمال، فنا نہیں ہونگے بلکہ روز قیامت انکے سامنے حاضر اور مجسم ہونگے۔ ووجدوا ما عملوا حاضراً
"وجدوا ... " کا ظاہر یہ ہے کہ یہاں تائیس ہے نہ تاکید یعنی پچھلے جملات سے ہٹ کر ایک نیا مطلب بیان ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ اعمال نامہ کے علاوہ خود اعمال بھی لوگوں کے سامنے حاضر ہونگے۔

۱۴۔ روز قیامت، گناہ گار لوگ اپنی بدکاری اور مستحق عذاب ہونے کا اقرار کریں گے۔
ی ویلتنا مال هذه الكتب ووجدوا ما عملوا حاضراً ولا يظلم ربك احداً

۱۵۔ آخرت میں الہی سزائیں، انسان کے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ ووجدوا ما عملوا حاضراً

۱۶۔ اللہ تعالیٰ، روز قیامت کسی پر بھی ظلم نہیں کرے گا۔ ولا يظلم ربك احداً

۱۷۔ قیامت میں انسانوں کے اعمال کا خود حاضر ہونا، عدالت کے اجراء ہونے پر تائید اور معمولی سے بھی ظلم کی اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے نفی ہے۔ ووجدوا ما عملوا حاضراً ولا يظلم ربك احداً اعمال نامہ میں اعمال کے درج ہونے کے علاوہ اعمال کا حاضر اور مجسم ہونا یہ سب روز قیامت، احکام الہی کے دقیق ہونے اور سزاؤں کے عادلانہ ہونے پر تاکید کر رہے ہیں اور اس مطلب کو بیان کر رہے ہیں کہ قیامت کے دن پیش کئے جانے والے مدارک و اسناد غیر قابل انکار ہونگے۔

ووضع الكتاب ولا يظلم ربك احدا

ووضع الكتاب ولا يظلم ربك احدا

قیامت سے مربوط آیات کے تذکرے کے بعد اللہ تعالیٰ کے ظلم سے منزہ ہونے کی بات یہ نکتہ بھی بیان کر رہی ہے کہ یہ نظام اور اسکی تمام جہات کی اساس یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم و ستم نہیں کرتا اس نے عدالت کو قائم کرنے کے کیلئے تو قیامت کو برپا کیا ہے۔

آرزو: موت کی آرزو ۱۱

آسانش پسند لوگ: آسانش پسند لوگوں کا آخرت میں ڈر ۵: قیامت میں آسانش پسند لوگ:

اسما وصفات: صفات جلالہ ۱۶؛ ۱۴؛ ۱۸

اعمال نامہ: اعمال نامہ کا دیکھا جانا ۱، ۳، ۱۰؛ اعمال نامہ کا جامع ہونا ۱۰، ۱۲؛ اعمال نامہ کو دیکھنے کے آثار ۱۱؛ قیامت میں اعمال نامہ ۱

اقرار: سزا کے مستحق ہونے کا اقرار ۱۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور ظلم ۱۷، ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کی اغروی عدالت ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۱۸؛ ۱۹؛ اللہ تعالیٰ کی عدالت کا باعث ۱۸، ۱۹؛ اللہ تعالیٰ کی عدالت کی علامات ۲۰

تکبر: تکبر کے آثار ۶

جرم: جرم کے اسباب ۹؛ جرم کے موارد ۶// خود: خود پر اقرار ۱۳

خوف: آخرت کے خوف کا باعث^۸; آخرت کے خوف کے اسباب^۶; عمل سے خوف^۳

دنیا پرستی: دنیا پرستی کے آثار ۶

شُرک: شرک کے آثار ۶

عمل: عمل کا آخرت میں حساب کتاب ۱۹؛ عمل ک

آخرت میں مجسم ہونا ۱۷؛ عمل کا تحریر ہونا ۲؛ عمل کی آخرت میں سزا ۱۵؛ عمل کے آخرت میں آثار ۱۵؛ عمل کے مجسم ہونے کے آثار ۱۷؛

قیامت: قیامت کا برپا ہونا ۲۰؛ قیامت کی خصوصیات ۱، ۲، ۳؛ قیامت میں حساب و کتاب ۱۹؛ قیامت میں عمل کا مجسم ہونا ۱۳؛ قیامت میں وحشت زدہ لوگ ۵

گناہ گار لوگ: قیامت میں گناہ گار لوگ ۳، ۵؛ گناہ گار لوگوں کا آخرت میں اقرار ۱۳؛ گناہ گار لوگوں کا آخرت میں تعجب ۱۰؛ گناہ گار لوگوں کا آخرت میں چہرہ ۳؛ گناہ گار لوگوں کا آخرت میں خوف ۳؛ گناہ گار لوگوں کی آخرت میں آرزو ۱۱؛ گناہ گار لوگوں کی آخرت میں پریشانی ۱۰؛ گناہ گار لوگوں کا اعمال نامہ ۱۰، ۱۱

متقین: متقین کا اعمال نامہ ۷؛ قیامت میں متقین ۷

معاد: معاد کو جھٹلانے کے آثار ۹

آیت ۵۰

﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا﴾

اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کر لیا کہ وہ جناب میں سے تھا پھر تو اس نے حکم خدا سے سرتابی کی تو کیا تم لوگ مجھے چھوڑ کر شیطان اور اس کی اولاد کو اپنا سرپرست بنا رہے ہو جب کہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں یہ تو ظالمین کے لئے بدترین بدل ہے (۵۰)

۱۔ آدم کیلئے فرشتوں کے سجدے اور ابلیس کی سرکشی کی داستان، عبرت آموز اور قابل توجہ ہے۔

واذقلنا للملائكة اسجدوا لآدم

(إِذْ) (إِذْ) کی مانند فعل مقدر کیلئے ظرف ہے یعنی (اس وقت کو یاد کرو... اللہ تعالیٰ کا پیغمبر (ص) یا لوگوں کو آدم کیلئے سجدہ کی داستان یاد کرنے کا فرمان اس تذکرہ کے اہم اور عبرت آموز ہونے کو واضح کر رہا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے سب فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں۔ واذقلنا للملائكة اسجدوا لآدم

(الملائكة) میں "الف لام" استغراق کیلئے ہے یعنی "سب کے سب فرشتے"

۳۔ فرشتے الہی فرمان کے مطابق، انسانی زندگی کو منظم کرنے کی خدمت میں مشغول ہیں۔ قلنا للملائكة اسجدوا لآدم فسجدوا

(سجود) کا حقیقی معنی، تسلیم ہونا اور جھکنا ہے ممکن ہے کہ یہاں آدم کے درمقابل سجدہ کا حکم زمین پر پیشانی رکھنے کے معنی میں نہ ہو بلکہ اسکا معنی آدم کے لیے تسلیم ہونا اسکی اطاعت کرنا اور اسکی ضروریات اور دوسری لازمی چیزوں کو پورا کرنا ہو۔

۴۔ آدم، ایک عظیم اور فرشتوں سے برتر مخلوق ہے۔ واذقلنا للملائكة اسجدوا لآدم

سجدہ کا کوئی بھی معنی بھی ہو وہ بتا رہا ہے کہ آدم فرشتوں کی نسبت بلند و بالا مقام پر فائز تھے اور ایسا مقام کہ فرشتوں کو انکے مقابل سجدہ کا حکم دیا گیا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے سب فرشتوں کے سامنے آدم کو عظمت و تکریم بخشی۔ واذقلنا للملائكة اسجدوا لآدم فسجدوا

۶۔ انسان، فرشتوں سے بہتر قدر و منزلت پانے کا زینہ اور انکے لیے سجدہ ہونے کی صلاحیت و لیاقت رکھتے ہیں۔
اذقلنا للملائكة اسجدوا لآدم

۷۔ تمام فرشتوں نے بغیر کسی چوں چرا اور توقف کے آدم کے سامنے سجدہ کے الہی فرمان کی اطاعت کی۔
واذقلنا للملائكة اسجدوا لآدم فسجدوا

(فسجدوا) میں حرف (ف) بغیر کسی وقفہ کے پیچھے آنے پر دلالت کر رہا ہے یعنی سجدہ کا فرمان بغیر کسی تاخیر کے انجام دیا گیا۔

۸۔ ابلیس کو بھی فرشتوں کی مانند، آدم کیلئے سجدہ کا حکم دیا گیا تھا۔ فسجدوا إلا ابلیس

۹۔ آدم کیلئے سجدہ کے معاملہ میں ابلیس نے اللہ کی اطاعت سے سرکشی کی۔ فسجدوا إلا ابلیس ... ففسق عن أمر ربّه
(فسق) سے مراد شریعت کی حدود سے خارج ہونا ہے (مفردات راغب)

۱۰۔ ابلیس، اللہ تعالیٰ کے فرمان کی سرکشی کرنے سے پہلے فرشتوں کے ہم پلہ اور انہی جیسی منزلت رکھتا تھا۔
واذقلنا للملائكة اسجدوا لآدم فسجدوا إلا ابلیس

۱۱۔ ابلیس فرشتوں کی محفل میں ہونے کے باوجود موجودات جنات کے قبیلے سے تھا۔ فسجدوا إلا ابلیس کان من الجنّ

۱۲۔ فرشتوں کی ذات، خدا کے درمقابل فرمانبردار ذات و فطرت ہے۔ واذقنا للملئكة اسجدوا لا دم فسجدوا الا ابليس كان من الجنّ شیطان کی نافرمانی کے بعد اسکی حقیقت کی وضاحت، اسکے فرشتوں کے ساتھ حقیقی اور ذاتی فرق کی طرف اشارہ ہے کہ جو مندرجہ بالا مطلب کی طرف بھی اشارہ ہو سکتی ہے۔

۱۳۔ الہی حکم کے مقابل، ابلیس کے فسق اور سرکشی کا تعلق بنیادی طور پر اسکی حقیقت و ذات سے تھا۔
کان من الجنّ ففسق عن امر ربّه

فاء تفریع یہ بتا رہی ہے کہ ابلیس کا جن ہونا اسکے فسق کی بنیاد بنا اور ممکن ہے کہ یہ مراد ہو کہ جن کی ذات میں حق انتخاب رکھا گیا ہے اور وہ اطاعت پر مجبور نہیں ہے اس حوالے سے ابلیس نے خود فسق کی راہ کو اختیار کیا۔

۱۴۔ (جن) باشعور اور اختیار رکھنے والی مخلوق ہے۔ کان من الجنّ ففسق عن امر ربّه

نافرمانی اور سرکشی، حق انتخاب رکھنے کی دلیل ہے اور حق انتخاب اس مخلوق کو عطا ہوتا ہے جو تشخیص کی قوت رکھتی ہو۔

۱۵۔ انسان کی تخلیق سے بہت پہلے جنات کی تاریخ ہے۔ اسجدوا ل ادم الا ابليس كان من الجنّ

۱۶۔ مقام ربوبیت، فرامین کو جاری کرنے اور اطاعت چاہتے کا تقاضا کرتا ہے۔ قلنا للملئكة اسجدوا امر ربّه

۱۷۔ ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی اطاعت کرنے کے ضمن میں مرحلہ کمال و رشد تک پہنچنے کی ضمانت کے باوجود نافرمانی کی۔ ففسق عن امر ربّه

کلمہ (ربّ) بتاتا ہے کہ الہی فرمان ابلیس کے ضرر میں نہ تھا بلکہ اسکے کمال و رشد کے لیے، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے حوالے سے تھا۔

۱۸۔ ابلیس اور اسکی نسل، انسانوں کی دشمن ہے۔ أفتتخذونه و ذریئہ أولیاء من دونی وهم لکم عدوّ

۱۹۔ شیاطین کی انسانوں کے ساتھ عداوت کے باوجود، بعض لوگوں کی طرف سے شیطان اور اسکی نسل کی سرپرستی میں

ہونا، ایک بیہودہ، عجیب اور لائق سرزنش کام ہے۔ أفتتخذونه و ذریئہ أولیاء من دونی وهم لکم عدوّ

(أفتتخذونه) میں "ہمزہ استفہام" تعجب کے ساتھ انکار والے معنی میں ہے۔

۲۰۔ مشرکین کا عقیدہ تھا کہ شیاطین اور جنات کائنات کے کاموں اور انکی تدبیر میں دخالت کا حق رکھتے

ہیں۔ أفتتخذونه و ذریئہ أولیاء من دونی

بعد والی آیت کے قرینہ سے شیاطین کی سرپرستی والے وہم سے مراد یہ گمان ہے کہ وہ کائنات کے امور اور تخلیق کے کاموں میں دخل اندازی اور نظارت کرتے ہیں اس عقیدہ کی بناء پر مشرکین شیاطین، شر سے بچنے کی بجائے اس کی ستائش کرتے تھے۔

۲۱۔ شیاطین کی سرپرستی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی ناممکن ہے۔ اَفْتَتَّخِذُونَهُ وَ ذَرْيَتَهُ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي

۲۲۔ فقط اللہ تعالیٰ کی سرپرستی، قبولیت اور بھروسہ کے لائق ہے۔ اَفْتَتَّخِذُونَهُ وَ ذَرْيَتَهُ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي

۲۳۔ شیطان کا آدم کو سجدہ کرنے سے انکار، اسکی انسانوں کے ساتھ عداوت کو ظاہر کر رہا ہے۔

فَسَجِدُوا لِاِلٰهٍ اِلَّا اِبْلِيسَ... وَهَمَّ لَكُمْ عَدُوًّا

۲۴۔ انسانوں کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے حوالے سے شیاطین کے کینہ اور عداوت کی طرف توجہ رکھیں اور انکی اطاعت سے

پرہیز کریں۔ اَفْتَتَّخِذُونَهُ وَ ذَرْيَتَهُ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهَمَّ لَكُمْ عَدُوًّا

۲۵۔ حقیقی اور سرپرستی کے لائق ولی کیلئے محبت اور دلسوزی کرنا ایک ضروری امر ہے۔

اَفْتَتَّخِذُونَهُ وَ ذَرْيَتَهُ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهَمَّ لَكُمْ عَدُوًّا

اللہ تعالیٰ نے شیطان کی عداوت کا تذکرہ کرتے ہوئے اسے سرپرستی کے لائق نہ جانتے ہوئے بتایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ رہبری اور سرپرستی کینہ و عداوت سے پاک ہو اور محبت و شفقت کے ساتھ ہو۔

۲۶۔ جنات، انسانوں کے ساتھ کینہ پروری کی طاقت رکھتے ہیں۔ کَانَ مِنَ الْجِنَّ ... وَهَمَّ لَكُمْ عَدُوًّا

شیطان جو کہ انسانوں کے ساتھ عداوت رکھتا ہے وہ جنات کے گروہ سے ہے۔ (کَانَ مِنَ الْجِنَّ) تو اسکا مطلب یہ ہے کہ جنات انسانوں کے ساتھ دشمنوں والا طرز عمل رکھنے پر قادر ہیں۔

۲۷۔ شیاطین اور جنات میں اولاد و نسل کا سلسلہ چل رہا ہے۔ کَانَ مِنَ الْجِنَّ ... اَفْتَتَّخِذُونَهُ وَ ذَرْيَتَهُ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي

۲۸۔ اللہ تعالیٰ کو سرپرست ماننے کی بجائے شیطان کو سرپرست بنانا ایک ظالمانہ اور قبیح انتخاب ہے۔ اَفْتَتَّخِذُونَهُ ... بئس

لِلظَّالِمِينَ بَدَلُ فَعْلٍ "بئس" میں (ذم) ابلیس کے ساتھ مخصوص ابلیس ہے اور "بدلا" اسکے لیے تمیز ہے لہذا جملہ کا معنی یوں ہوگا کہ ظالموں کیلئے اللہ تعالیٰ کی بجائے شیطان کا انتخاب قبیح ہے۔

۲۹۔ شیطان کے پیروکار اور اسے سرپرست بنانے والے ظالم ہیں۔

آدم (ع): آدم (ع) کی تکریم ۵: آدم (ع) کی ملائکہ پر برتری ۳: آدم (ع) کے فضائل ۵: ۳: آدم (ع) کے قصہ سے عبرت
۱: آدم (ع) کیلئے سجدہ ۱: ۲: ۴: ۸: آدم (ع) کیلئے سجدہ کو ترک کرنا ۲۳: ۹:

ابلیس: ابلیس اور فرشتے ۱۰: ابلیس سرکشی سے پہلے ۱۰: ابلیس کا جن ہونا ۱۱: ابلیس کی جنس ۱۱: ابلیس کی دشمنی ۱۸:
ابلیس کی سرکشی ۱، ۹، ۱۴: ابلیس کی سرکشی کا سرچشمہ ۱۳: ابلیس کی شرعی ذمہ داری ۸: ابلیس کی طبعیت ۱۳: ابلیس کی نسل کی
دشمنی ۱۸: ابلیس کے فسق کا سرچشمہ ۱۳

اطاعت: اطاعت کے اسباب ۱۶: شیطان کا اطاعت کرنے سے اجتناب ۲۳: اللہ تعالیٰ کی ولایت ۲۲: اللہ تعالیٰ کی ولایت
کو قبول کرنا ۲۱: اللہ تعالیٰ کے افعال ۵: اللہ تعالیٰ کے اوامر ۲، ۳: اللہ تعالیٰ کے آثار ۱۴: اللہ تعالیٰ کے مختصات ۲۲:
انسان: انسان کی صلاحیتیں ۶: انسان کی ضرورتوں کا پورا ہونا ۳: انسان کی فرشتوں پر برتری ۶: انسان کے دشمن ۱۸، ۱۹،
۲۳: انسان کے لیے فرشتوں کا سجدہ ۶: انسانوں کی خدمت ۳: انسانوں کے ساتھ دشمنی ۲۶

جن: جن کا اختیار ۱۳: جن کا تولید مثل کرنا ۲۴: جن کا شعور ۱۳: جن کی تخلیق کی تاریخ ۱۵: جن کی دشمنی ۲۶: جن کی نسل ۲۴:
حق: حق کی ولایت کی نشانیاں ۲۵

ذکر: آدم (ع) کے قصہ کا ذکر ۱: شیاطین کی دشمنی کا ذکر ۲۳: شیاطین کی عداوت کا ذکر ۲۳:
ربوبیت: ربوبیت کے آثار ۶

شرک: افعال میں شرک ۲۰

شیطان: شیطان کا تولید مثل کرنا ۲۴: شیطان کی دشمنی ۱۹: شیطان کی نشانیاں ۲۳: شیطان کی سرکشی کے آثار ۲۳:
شیطان کی ولایت قبول کرنا ۲۱، ۲۸، ۲۹: شیطان کی ولایت قبول کرنے پر تعجب ۱۹: شیطانی نسل ۲۴:

ظالم لوگ: ۲۹

ظلم: ظلم کے موارد ۲۸

عقیدہ: جن، کی تدبیر کے بارے میں عقیدہ ۲۰: شیاطین کی تدبیر کے بارے میں عقیدہ ۲۰

عمل: ناپسندیدہ عمل ۱۹: ۲۸

فرشتے: فرشتوں کا ذمہ داری پر عمل کرنا ۷; فرشتوں کا سجدہ ۱; ۷; فرشتوں کا کردار ۳; فرشتوں کی پیروی ۷; ۱۲; فرشتوں کی ذمہ داری ۷; فرشتوں کی طبع ۱۲
 کمال: کمال کے اسباب ۱۷
 مشرکین: مشرکین کا عقیدہ ۲۰
 موجودات: باشعور موجودات ۱۳
 نافرمانی: خدا کی نافرمانی ۹; ۱۷
 ولایت: مقبول ولایت ۲۲; ولایت میں محبت ۲۵; ولایت میں مہربانی ۲۵
 ہدایت: ہدایت کے سباب ۱۶

آیت ۵۱

﴿مَا أَشْهَدُكُمْ خَلْقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَصُدًا﴾

ہم نے ان شیاطین کو نہ زمین و آسمان کی خلقت کا گواہ بنایا ہے اور نہ خود انھیں کی خلقت کا اور نہ ہم ظالمین کو اپنا قوت بازو اور مددگار بنا سکتے ہیں (۵۱)

۱۔ شیاطین، آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں حتیٰ کہ اپنی تخلیق میں بھی معمولی سی نگرانی اور دخل اندازی کا حق نہیں رکھتے۔
 مَا أَشْهَدُكُمْ خَلْقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنْفُسِهِمْ

"اشہاد" یعنی دو سروں کو شاہد قرار دینا اور اپنے حضور بلانا۔ شیاطین کی آسمانوں، زمین اور اپنی تخلیق میں شاہد ہونے کی نفی، درحقیقت اس بات سے کنایہ ہے کہ کائنات کی پرورش و تدبیر میں انہوں نے معمولی سا کردار بھی ادا نہیں کیا، کجایہ کہ تخلیق کے موقع پر انہیں بلایا جاتا اور وہ خلقت پر شاہد ہوتے۔

۲۔ اشیاء کی تمام جہات سے آگاہی اور اطلاع رکھنا، ولایت اور سرپرستی کیلئے ضروری شرط ہے۔

اَفْتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِیْ ... مَا اَشْهَدُكُمْ خَلْقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ

۳۔ شیاطین کا کائنات کی تخلیق میں حاضر نہ ہونا اس بات کی علامت ہے کہ وہ کائنات کی ولایت و تدبیر کی صلاحیت نہیں

رکھتے۔ اَفْتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِیْ ... مَا اَشْهَدُكُمْ خَلْقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ

۳۔ ہر چیز کا خالق ہی اس کے امور کی تدبیر اور سلجھانے کیلئے ایک طاقتور اور لائق ترین ذات ہے۔
اَفْتَحْذَوْنَهٗ وَ ذَرِیَّتَهٗ اُولِیَآءَ مِنْ دُوْنِی ... مَا اَشْهَدُکُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهٖمْ

اسے تعالیٰ نے شیاطین کے تخلیق میں کردار ادا نہ کرنے کی بناء پر انکی ولایت کی صلاحیت کو رد کرتے ہوئے اس کے مقابل، تمام چیزوں کے خالق ہونے کی بناء پر اپنی ولایت مطلقہ کی وضاحت فرمائی ہے اس نکتہ پر توجہ مندرجہ بالا مطلب بیان کرتی ہے۔

۵۔ مشرکین نے کائنات کی تدبیر میں ایسے موجودات کو اسے تعالیٰ کی جگہ قرار دیا جو بذات خود اسے تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اپنی خلقت میں معمولی سا حصہ بھی نہیں رکھتے۔ اَفْتَحْذَوْنَهٗ وَ ذَرِیَّتَهٗ اُولِیَآءَ مَا اَشْهَدُکُمْ خَلْقَ اَنْفُسِهٖمْ

۶۔ اسے تعالیٰ، کائنات کی تخلیق کے ساتھ ساتھ اسکی تدبیر اور امور چلانے میں بھی واحد اور بلا شریک ہے۔
اَفْتَحْذَوْنَهٗ وَ ذَرِیَّتَهٗ اُولِیَآءَ مِنْ دُوْنِی ... مَا اَشْهَدُکُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

دو آیتوں کے باہمی ربط کو دیکھتے ہوئے (اُولِیَآءَ مِنْ دُوْنِی) کی تعبیر، تدبیر اور ولایت میں توحید پر اشارہ ہے اور (مَا اَشْهَدُکُمْ) میں واحد متکلم کی ضمیر، تخلیق میں توحید کی تشریح کر رہی ہے۔

۷۔ اسباب و وسائل گمراہی سے کائنات کی تدبیر میں مدد لینا، اسے تعالیٰ کی ذات مقدسہ سے بعید ہے۔ و مَا کُنْتَ مَتَّخِذَ الْمُضَلِّیْنَ عِصْدَ جَمَلٍ "ما کنت" (نہ میں ایسا تھا اور نہ ہوں) اسے تعالیٰ کے کام کا قانون اور طریقہ کار کو بیان کر رہا ہے (مضلّ) یعنی گمراہ کرنے والا اور اسکا اس آیت میں مصداق، شیاطین ہیں اور (عصدا) سے مراد بازو ہے اور اس سے یہاں مراد کام میں مدد اور مددگار ہے۔

۸۔ دلسوز و برحق ولایت کی موجودگی میں غیر صالح طاقتوں سے مدد طلب کرنا اس سے سازگار نہیں ہے۔
وَمَا کُنْتَ مَتَّخِذَ الْمُضَلِّیْنَ عِصْدًا

۹۔ شیاطین کی سب سے بڑی خصوصیت گمراہ کرنا ہے۔ اَفْتَحْذَوْنَهٗ وَ ذَرِیَّتَهٗ اُولِیَآءَ مَا کُنْتَ مَتَّخِذَ الْمُضَلِّیْنَ عِصْدًا

۱۰۔ ہدایت، ترقی اور کمال، کائنات کی تخلیق میں اسے تعالیٰ کے حقیقی مقاصد ہیں۔
وَمَا کُنْتَ مَتَّخِذَ الْمُضَلِّیْنَ عِصْدًا

اسے تعالیٰ کا گمراہ کرنے والی طاقتوں سے فائدہ نہ اٹھانا، اس بات کی علامت ہے کہ گمراہی، تخلیق کے ہدف سے سازگار نہیں ہے لہذا تخلیق کا اصلی مقصد ہدایت اور راہ دکھانا ہے۔

۱۱۔ معاشرہ کے امور کی سوچ بچار اور باگ ڈور سمجھنا کیلئے گمراہ اور گمراہ کرنے والی طاقتوں سے فائدہ اٹھانا، ایک غلط کام اور غیر الہی طریقہ ہے۔ و ما کنت متخذ المصلین عضدا

آسمان: آسمانوں کی خلقت ۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا منرہ ہونا ۷؛ اللہ تعالیٰ کی تدبیر کا طریقہ ۷

انتظام کرنا: انتظام کا طریقہ ۱۱؛ انتظام کی شرائط ۳

تخلیق: تخلیق کا فلسفہ ۱۰

توحید: توحید ربوبی ۶

حق: حق کی ولایت کیلئے رکاوٹیں ۸

خالق: خالق کا کردار ۳

خالقیت: خالقیت میں توحید ۶

زمین: زمین کی خلقت ۱

شرک: ربوبیت میں شرک کی رد ۷

شیطان: شیطان کا کردار ۱؛ شیطان کا گمراہ کرنا ۹؛ شیطان کی تدبیر کو رد کرنے کے دلائل ۳؛ شیطان کی خصوصیات ۹؛ شیطان

کی خلقت ۱؛ شیطان کی ولایت کو رد کرنے کے دلائل ۳؛ شیطان کے کافی نہ ہونے کی نشانیاں ۳

علم: علم کے آثار ۲

عمل: ناپسندیدہ عمل ۱۱

کمال: کمال کی اہمیت ۱۰

مدد طلب کرنا: گمراہ کرنے والوں سے مدد طلب کرنا ۱۱، ۷؛ گمراہوں سے مدد طلب کرنا ۱۱، ۸

مشرکین: مشرکین کا ربوبیت میں شرک کرنا ۵؛ مشرکین کا عقیدہ ۵

منتظم:

بہترین منتظم ۳

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۶

ولایت: ولایت کی شرائط ۲؛ ولایت میں علم ۲

ہدایت: ہدایت کی اہمیت ۱۰

آیت ۵۲

﴿وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُم مَّوْبِقًا﴾

اور اس دن خدا کہے گا کہ میرے ان شریکوں کو بلاؤ جن کی شرکت کا تمہیں خیال تھا اور وہ پکاریں گے لیکن وہ لوگ جواب بھی نہیں دیں گے اور ہم نے تو ان کے درمیان ہلاکت کی منزل قرار دیدی ہے (۵۲)

۱۔ اللہ تعالیٰ، روز قیامت مشرکین کو ایک موقع دے گا تا کہ اپنے خیالی و خود ساختہ معبودوں سے مدد مانگیں۔

نادوا شرکاءى الذين زعتم

۲۔ مشرکین قیامت کے دن اس خیال سے کہ انکے معبود انکی مدد پر قادر ہیں جلد ہی ان سے مدد مانگیں گے۔ و یوم یقول نادوا فدعوهم (فدعوہم) میں "فاء تعقیب" کام کے بغیر وفقہ کے ہونے پر دلالت کر رہی ہے اور قیامت والے کام میں فعل ماضی کا استعمال بتاتا ہے کہ موقع ملتے ہی مشرکین مدد مانگ لیں گے۔

۳۔ مشرکین کے خیالی معبود اور شریک خدا، قیامت کے دن انہیں مدد کے حوالے سے کوئی بھی جواب نہیں دیں گے۔

فدعوهم فلم يستجيبوا لهم

۳۔ مشرکین کا اپنے معبودوں سے مدد مانگنے کا بے ثمر ہونا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشرکین اور شیطان کی ولایت قبول کرنے

والوں کیلئے تنبیہ ہے۔ و یوم یقول نادوا شرکاءى ... فلم يستجيبوا لهم

۵۔ مشرکین کے روز قیامت، اپنے معبودوں سے مدد

مانگنے کے نتیجہ کا نہ نکلنا ایک یاد رکھنے والا منظر ہے۔ ویوم یقول نادوا شرکاء ی وفلم یستجیبواہم (یوم) فعل مقدر (اِذکروا) کیلئے مفعول ہے یعنی اس دن کو یاد کرو کہ...

۶۔ روز قیامت، مشرکین، اپنے خیال معبودوں سے جدا اور دور ہونگے۔ ویوم یقول نادوا شرکاء ی (ندا) سے مراد آواز کو بلند کرنا اور آگے بڑھ کر بولنا ہے (مفردات راغب) (فعل نادوا) بتا رہا ہے۔ کو مشرکین اور انکے معبودوں کے درمیان کافی فاصلہ ہوگا۔

۷۔ مشرکین، روز قیامت بھی اپنے معبودوں سے امید لگائے ہونگے۔ فدعوہم

۸۔ کائنات کے آغاز سے اختتام تک غیر خدا، ہر کردار اور قدرت سے فاقہ ہے۔

ما أشهد تھم خلق السموات والارض ویوم یقول نادوا فدعوہم فلم یستجیبواہم

۹۔ روز قیامت مشرکین کے معبودوں کا کسی کام نہ آنا اور شرک کا باطل ہونا واضح ہو جائیگا۔ فدعوہم فلم یستجیبواہم

۱۰۔ شرک، ہر قسم کی حقیقی بنیاد اور اساس سے خالی اور صرف گمان پر قائم ہے۔ شرکاء ی الذین زعمتم

۱۱۔ مشرکین کے معبودوں کے درمیان، باشعور موجودات بھی ہیں۔ شرکاء ی الذین زعمتم فدعوہم

(الذین) اور ضمیر "ہم" جو کہ ذوی العقول کیلئے ہے کی طرف توجہ کرتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین کے معبود،

صرف بت اور شعور سے محروم دیگر موجودات نہیں ہیں بلکہ بعض باشعور موجودات مثلاً فرشتے اور جن، وغیرہ بھی ہیں۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ، روز قیامت مشرکین اور انکے معبودوں کے درمیان ہلاک کرنے والی ایک وادی قرار دے گا اور انکے

درمیان ہر قسم کا رابطہ ناممکن ہوگا۔ وجعلنا بینہم موبق

(وبوق) سے مراد ہلاک ہونا ہے اور "موبق" اسم مکان ہے یعنی ہلاکت والا مکان اور جگہ۔

۱۳۔ شیاطین اور مشرکین کے دوسرے جھوٹے خدا، روز قیامت موجود ہونگے۔ نادوا شرکاء ی وجعلنا بینہم موبقا

گذشتہ آیات کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شرکاء سے مراد ابلیس اور اسکی نسل ہے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی مہلتیں ۱؛ اللہ تعالیٰ کے ڈراوے ۳؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات ۵

باطل معبود:

باطل معبودوں کا شعور ۱۱؛ باطل معبودوں کا عجز ۹، ۳؛ قیامت میں باطل معبود ۱۳، ۱۲، ۹، ۶
تخلیق: تخلیق کا آغاز ۸؛ تخلیق کا انجام ۸

توحید: توحید افعالی ۸

ذکر: مشرکین کے مددگار نہ ہونے کا ذکر ۵

شرک: شرک کا باطل ہونا ۹؛ شرک کا فضول ہونا ۱۰

شیطان: شیطان کے پیرکاروں کو خبردار ۳؛ قیامت میں شیطان ۱۳

عجز: غیر خدا کا عجز ۸

عقیدہ: باطل عقیدہ ۱۰

قیامت: قیامت میں حقائق کا ظاہر ہونا ۹؛ قیامت میں روابط کا ٹوٹنا ۱۲؛ قیامت میں مدد مانگنا ۱، ۲؛ قیامت میں ہلاکت میں
ڈالنے والی وادی ۱۲

مدد مانگنا: باطل معبودوں سے مدد مانگنا ۱؛ ۲؛ ۴؛ باطل معبودوں سے مدد مانگنے کا بے اثر ہونا ۵، ۳

مشرکین: مشرکین کی آخرت میں مدد طلبی کا رد ہونا ۳؛ مشرکین اور باطل معبود ۱۲، ۴، ۶؛ مشرکین کا باطل عقیدہ ۲؛ مشرکین کے
محدود ۴؛ مشرکین کا لاوارث ہونا ۳؛ مشرکین کا قیامت میں آنا ۱، ۳، ۵، ۶، ۴، ۱۲؛ مشرکین کا مدد مانگنا ۲؛ مشرکین کو خبردار ۳؛
مشرکین کو مہلت دینا ۱؛ مشرکین کی آخرت میں جلدی ۲

آیت ۵۳

﴿وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُمْ مُوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا﴾

اور مجرمین جب جہنم کی آگ کو دیکھیں گے تو انھیں یہ خیال پیدا ہوگا کہ وہ اس میں جھونکے جانے والے ہیں اور اس وقت
اس آگ سے بچنے کی کوئی راہ نہ پاسکیں گے (۵۳)

۱۔ روز قیامت گناہ گار لوگ جہنم کی آگ کے شعلوں کو دیکھ رہے ہونگے۔

وراء المجرمون النار

۲۔ وہ ہلاکت میں ڈالنے والی جگہ جو کہ مشرکین اور ان کے خیالی معبودوں کے درمیان فاصلہ قرار پائے گی، جہنم کی آگ ہے۔

وجعلنا بينهم موبقا۔ وراء المجرمون النار

۳۔ گناہ گار لوگ، روز قیامت اپنے جہنمی ہونے اور اس سے فرار نہ ہونے کو سمجھ جائیں گے۔

فَظَنُوا أَنَّهُمْ مَوَاقِعُهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرَفًا

فعل (ظن) کے ساتھ گناہ گاروں کے جہنم میں داخل ہونے کا بیان، یہ بتاتا ہے کہ اس حالت میں اپنے آپ کو جہنمی سمجھیں گے لیکن ابھی کچھ امید چاہے بلا وجہ ہی کیوں نہ ہو نجات کے بارے میں رکھیں گے لیکن پھر جلد ہی سمجھ جائیں گے کہ اس سے راہ فرار نہیں ہے (مصرفا) اسسم مکان ہے اس سے مراد ایسا مکان کہ جہاں وہ لائیں جائیں گے جملہ (لم یجدوا) یعنی ایسی جگہ کہ جہاں پناہ لینے کے لیے وہ جہنم کی آگ سے نجات پا جائیں وہ ڈھونڈ نہ پائیں گے۔

۴۔ شرک، ایک جرم اور گناہ ہے کہ جس کا نتیجہ جہنم کی آگ ہے۔ نادوا شرکاء ی ورء المجرمون النار فظنوا انہم مواقعوہ گذشتہ آیت کے قرینہ سے اس آیت میں جرم کا واضح ترین مصداق، شرک ہے۔

۵۔ مشرکین، روز قیامت جہنم کی آگ سے اپنی نجات کے درپے ہونگے۔ فد عوہم فلم یستجیوا لہم... ولم یجدوا عنہا مصرفا

گذشتہ آیت میں بیان ہوا ہے کہ مشرکین اپنے خیالی معبودوں کو بلا کر اپنی نجات کی کوشش کریں گے اور یہ آیت، انکی کوشش کی ناکامی کی خبر دے رہی ہے۔

۶۔ مشرکین، روز قیامت آگ سے نجات پانے کیلئے کوئی راہ نہ پائیں گے۔ فظنوا انہم مواقعوہا ولم یجدوا عنہا مصرف لفظ (مواقعہ) جنگ کے بارے میں استعمال ہوتا ہے (مفردات راغب) آیت کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین اپنے آپ کو آگ سے بچانے کیلئے کوشش کریں گے لیکن بچنے کی کوئی راہ نہیں پائیں گے۔

باطل معبود: قیامت باطل معبود ۲

جہنم: جہنم سے نجات ۶، ۵، ۳؛ جہنمی ۳؛ جہنم کی آگ ۱؛ جہنم کی آگ کا کردار ۲؛ جہنم کے اسباب ۳

شرک: شرک کا گناہ ۳؛ شرک کے آثار ۳

قیامت: قیامت میں جہنم کا دیکھا جانا ۱؛ قیامت میں ہلاکت میں ڈالنے والی وادی ۲

گناہ:

گناہ کے موارد ۳

گناہ گار: قیامت میں گناہ گار ۱، ۳، ۶

مشرکین: قیامت میں مشرکین ۲، ۵؛ مشرکین اور باطل معبود ۲؛ مشرکین کا اخروی عجز ۶

آیت ۵۳

﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾

اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ساری مثالیں الٹ پلٹ کر بیان کر دی ہیں اور انسان تو سب سے زیادہ جھگڑا کرنے والا ہے (۵۳)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں انسان کی ہدایت کیلئے مختلف انداز اور بہت سی مثالوں اور نمونوں کو بیان کیا ہے۔
ولقد صرّفنا فی هذا القرآن للناس من کل مثلا

(صرّفنا) "بیّننا" کے معنی میں ہے یعنی "ہم نے بیان کیا" (لسان العرب) لیکن اس حوالے سے کہ باب تفعیل کثرت بیان... کرنے کیلئے ہے یہاں بہت سے بیان مراد ہیں اور کیونکہ کلمہ (صرّفنا) کی اساس، تصریف اور ایک حالت سے دوسری حالت میں تغیر ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بیانات مختلف اور متعدد ہیں۔

۲۔ مثال اور نمونہ کو لانا، قرآن کے بیان کے انداز میں سے ہے نیز تبلیغ اور حقائق کو بیان کرنے کیلئے مناسب روشوں میں سے ہے۔ ولقد صرّفنا فی هذا القرآن للناس من کل مثلا

(مثل) کیلئے بہت سے معانی ہیں مثلاً (شبہہ نظیر) اور حدیث (نئی بات) "ضرب المثل" اور "صفت" تو گزشتہ آیات میں قرینہ (واضرب لهم مثلاً رجلیں) کی مناسبت سے اس آیت میں اس سے مقصود، شبہہ اور نظیر ہے۔

۳۔ قرآن کی ہدایت والی مثالوں اور نمونوں میں سے مغرور آسائش پسند کی کہانی، ابلیس کی سرکشی اور روز قیامت مشرکین کے اپنے معبودوں سے مدد مانگنے کا نتیجہ کا نہ نکلنا شامل ہیں۔ واضرب لهم مثلاً رجلیں ولقد صرّفنا فی هذا القرآن للناس من کل مثلا

یہ آیت گویا پیچھے گزرنے والی آیات بتیس سے باون تک ہر ایک پر کلی نگاہ ڈال رہی ہے۔

۳۔ قرآنی ہدایت، جامع اور تمام جہات کو شامل ہے۔ فی هذا القرآن للناس من کل مثلا

کلمۃ (الناس) بتا رہا ہے کہ قرانی معارف کسی خاص گروہ سے خاص نہیں ہیں اور جملہ (من کلّ مثل) بتا رہا ہے کہ ہدایت کے حوالے ہر قسم کی مثال سے فائدہ اٹھایا گیا ہے۔

۵۔ قرآن ایک عوامی کتاب ہے لہذا ہر ایک کیلئے قابل فہم اور عمل ہے۔ ولقد صرّفنا فی هذا القرآن للناس من کلّ مثلاً (الناس) میں (لام) انتفاع کیلئے ہے یعنی ہم نے لوگوں کے فائدہ کی خاطر قرآن میں بہت سی مثالوں کو بیان کیا ہے۔

۶۔ انسان، کائنات میں سب سے زیادہ مجادلہ کرنے والا موجود ہے۔ وکان الإنسان أكثر شيء جدلاً

(جدل) یعنی لڑائی کے انداز میں گفتگو اور اپنی برتری چاہنا (مفردات راغب) البتہ غالب طور پر اس مقام کو جدال کہا جاتا ہے جہاں گفتگو کا محور، باطل اور بے اساس باتیں ہوں۔

۷۔ انسان ایک بحث کرنے والی اور حق کو قبول کرنے کیلئے مختلف دلائل اور بیانات کا مشاہدہ کرنے کی محتاج، مخلوق ہے۔ ولقد صرّفنا فی هذا القرآن للناس من کلّ مثل وکان الإنسان أكثر شيء جدلاً

قرآن کے اندر مختلف مثالیں اور بیانات کے اشارہ کے بعد، انسان کے مجادلہ کرنے کا ذکر اس نکتہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ اس مخلوق کیلئے بہت سی باتیں کی جائیں اور مختلف انداز اختیار کیے جائیں تاکہ وہ قانع ہو جائے اور ہدایت کی راہ پر اس کی راہنمائی ہو۔

۸۔ قرآن میں متعدد مثالوں اور نمونوں کو پیش کرنے کا فلسفہ، انسان کی مجادلہ کرنے والی روح کو قانع کرنا اور اسے راہ حق پر رام کرنا ہے۔ ولقد صرّفنا فی هذا القرآن وکان الإنسان أكثر شيء جدلاً

۹۔ قرآن مجید کی واضح اور روشن آیات کے مقابلے میں جدل و اشکال تراشی ایک مذمو مفعول ہے۔ ولقد صرّفنا فی هذا القرآن ... وکان الإنسان أكثر شيء جدلاً

کلمہ (جدل) کے استعمال کے موارد اس بات پر گواہ ہیں کہ اہل جدل نے اکثر اوقات باطل مطالب سے تمسک کیا ہے تاکہ کسی بھی طرح سے حق کے ساتھ مقابلہ کریں تو یہاں آیت کا مقصود جدل کی یہی مذموم قسم مراد ہے یعنی کفار کے قرانی آیات کے در مقابلہ عمل کی مذمت کی جا رہی ہے۔

انسان: انسان کا مجادلہ کرنا ۸، ۷، ۶؛ انسان کی صفات ۷، ۶

تبلیغ: تبلیغ کی روش ۲

حق: حق قبول کرنے کا پیش خیمہ ۴

حقائق: حقائق کو وضاحت کرنے کی روش ۲

قرآن: قرآن سے فائدہ اٹھانا ۵; قرآن کا جامع ہونا ۴; قرآن کا سارے جہان کو شامل ہونا ۵; قرآن کا واضح ہونا ۵; قرآن کا ہدایت دینا ۳; قرآن کی خصوصیات ۵; قرآن کی فہم ۵; قرآن کی مثالیں ۳; قرآن کے بیان کی روش ۲; قرآن میں مجادلہ ۹; قرآنی بیان میں تنوع ۱; قرآنی مثالوں کا فلسفہ ۸; قرآنی مثالوں کے فوائد ۱; ۲; قرآنی ہدایتوں کی خصوصیات ۳

مجادلہ: مجادلہ پر سرزنش ۹

مدمانگنا: باطل معبودوں سے مدمانگنے کا بے اثر ہونا ۳

مشرکین: مشرکین کا آخرت میں مدمانگنے کا ہونا ۳

مغروب باغ والا: مغروب باغ والے کا قصہ ۳

ہدایت: ہدایت کی روش ۱

آیت ۵۵

﴿وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا﴾

اور لوگوں کے لئے ہدایت کے آجانے کے بعد کون سی شے مانع ہو گئی ہے کہ یہ ایمان نہ لائیں اور اپنے پروردگار سے استغفار نہ کریں مگر یہ کہ ان تک بھی اگلے لوگوں کا طریقہ آجائے یا ان کے سامنے سے بھی عذاب آجائے (۵۵)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے قرآن پر ایمان لانے اور ان کے سابقہ کردار کے حوالے سے انکی بخشش چاہنے میں ہدایت کی

تمام رکاوٹیں ختم کر دی ہیں۔ وما منع الناس ان يؤمنوا إذ جاءهم الهدى ويستغفروا ربهم

۲۔ لوگوں کا قرآن پر ایمان لانے اور بارگاہ الہی میں استغفار کرنے سے پرہیزان کا الہی عذاب کے انتظار میں بیٹھنے کے

متراوف ہے۔ وما منع الناس أن يؤمنوا إلا أن تأتيهم سنة الأولين

(ان یؤمنوا) اصل میں (من ان یؤمنوا) تھا اور (ان تا تہم) (منع) کیلئے فاعل ہے لیکن یہ کہ معنی کا نظم و ضبط ایسے کلمہ سے وابستہ ہے کہ جو "إلا" کے بعد مقدر ہے تو کہا جائیگا کہ (ان تا تہم) حقیقت میں (انتظار ان تا تہم) کے مقدر ہونے میں ہے۔ یعنی (ما منع الناس من أن یؤمنوا ... الا انتظار أن تا تہم) مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کی حالت اس شخص کی حالت کی مانند ہے کہ جو عذاب کے انتظار میں بیٹھا ہو ورنہ انکے ایمان میں کوئی اور مانع نہیں ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا مشاہدہ کرنے کے باوجود لوگوں کا ایمان کی طرف میلان نہ ہونا ایک حیرت انگیز اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مذموم چیز تھی۔ وما منع الناس أن یؤمنوا إذ جاءهم الهدی

۴۔ الہی فرامین پر ایمان لانے کے بعد گزشتہ کردار سے مغفرت کی طلب کا واجب ہونا۔

وما منع الناس أن یؤمنوا إذ جاءهم الهدی و یستغفروا ربهم

۵۔ الہی فرامین پر یقین نہ رکھنا اور لغزشوں پر مغفرت طلب نہ کرنا، الہی عذاب کا باعث ہے۔

و ما منع الناس أن یؤمنوا و یستغفروا ربهم الا أن تا تہم سنة الاولین

۶۔ قرآن، سراپا ہدایت کتاب ہے۔ و لقد صرّفنا فی هذا القرآن و ما منع الناس أن یؤمنوا إذ جاءهم الهدی

گزشتہ آیت کے قرینہ کی مدد سے ہدایت کا واضح ترین مصداق قرآن ہے (الہدی) مصدر کا ایسی چیز پر اطلاق کہ جو ہدایت دینے والی ہے دراصل اسکے ہدایت دینے میں مبالغہ کو بیان کرنا ہے۔

۷۔ ایمان اور استغفار، ہدایت پانے والوں کی نشانیوں میں سے ہیں۔ أن یؤمنوا إذ جاءهم الهدی و یستغفروا ربهم

۸۔ ایمان اور استغفار، الہی عقاب و عذاب کے نازل ہونے سے مانع ہیں۔

وما منع الناس أن یؤمنوا إذ جاءهم الهدی و یستغفروا ربهم إلا أن تا تہم سنتہ الاولین

۹۔ الہی ہدایت سے محرم لوگ، گمراہ اور گناہوں میں مبتلا ہیں۔ إذ جاءهم الهدی و یستغفروا ربهم

خداوند عالم یہ جو فرما رہا ہے کہ لوگ کیوں ہدایت کے آنے کے باوجود مغفرت طلب نہیں کرتے؟ یہ چیز بتا رہی ہے کہ ہدایت کے آنے سے پہلے وہ خواہ ناخواہ انحراف اور گناہ میں مبتلا تھے۔

۱۰۔ پروردگار کی بارگاہ میں استغفار، ایمان کی علامتوں میں سے ہے۔ أن یؤمنوا إذ جاءهم الهدی و یستغفروا ربهم

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کی پروردگاری اور ربوبیت کا تقاضا ہے کہ انسان اسکی بارگاہ میں بخشش چاہنے کیلئے التجاء کرے۔

و یستغفروا ربهم

۱۲۔ انسان کا ہدایت کے مشاہدہ اور شناخت کے باوجود ایمان سے انکار، اسکے جدال پسند جذبات کی عکاسی ہے۔
و کان الإنسان أكثر شي جدلاً و مامنع الناس أن يؤمنوا إذ جاءهم الهدى

۱۳۔ گزشتہ تاریخ، ایمان سے روگردانی کرنے اور استغفار سے گریز کرنے والے لوگوں پر شاہد ہے۔ اِلَّا أَنْ تَاتِيَهُمْ سَنَةٌ الْأُولَىٰ يَهْكَ عَذَابَ كُوفِهِمْ وَالْوَلَّىٰ كَيْفَ الْإِلَهِي طَرِيقَهُ كَارِتَارِي هِيَ يَهْ يَهْ بَظْهَلَىٰ أَمْتُوكَ الْفِرَانِ لُوكُوكِ طَرَفِ أَشَارِهِ كَرَرِي هِيَ كَهْ وَهْ بَعَثَ كَ زَمَانَهُ كَ كَفَارٍ أَوْ مُشْرِكِينَ كِي مَانَدَ عَمَلٍ كِيَا كَرَتَ تَحَّىٰ أَوْ أَنَهِيَ عَذَابَ دِيَا كِيَا۔

۱۴۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے سنت کی بناء پر گزشتہ زمانوں کے کفار کو جو ایمان اور استغفار سے روگردان تھے، ہلاکت میں ڈالا۔
إِلَّا أَنْ تَاتِيَهُمْ سَنَةٌ الْأُولَىٰ

۱۵۔ حق کے منکرین کو سزا دینا، اللہ تعالیٰ کی پرانی سنت ہے۔ و ما منع الناس أن يؤمنوا إِلَّا أَنْ تَاتِيَهُمْ سَنَةٌ الْأُولَىٰ
(سنت) کا اولین کی طرف مضاف ہونا مصدر کا مفعول کی طرف مضاف ہونا ہے اور یہاں گزشتہ لوگوں کے بارے میں سنت خدا، مراد ہے۔

۱۶۔ کفر اختیار کرنے والوں کے ہلاک ہونے کی تاریخ اور اللہ تعالیٰ کی جاری سنت کی طرف توجہ، الہی فرامین پر ایمان لانے اور گناہوں سے معافی مانگنے کا باعث ہے۔ و ما مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا ... وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَاتِيَهُمْ سَنَةٌ الْأُولَىٰ
۱۷۔ قرآن کے منکرین کا عذاب، ممکن ہے گزشتہ لوگوں کے عذاب سے مختلف اقسام کے ساتھ ہو۔

أَنْ تَاتِيَهُمْ سَنَةٌ الْأُولَىٰ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قَبْلَ أَنْ يَدْعُوا بِهِمْ (قُبْلًا) "قبیل" کی جمع ہو تو مختلف اقسام اور انواع کا معنی مراد ہے تو آیت کی تفسیریوں ہوگی کہ لازمی نہیں ہے ان کفار کا عذاب، گزشتہ لوگوں کے عذاب کی مانند ہو بلکہ ممکن ہے کہ وہ اور اقسام کے عذاب میں مبتلاء ہوں۔

۱۸۔ قرآن کے کافر، بے خبری میں آنے والے عذاب یا سامنے سے واضح طور پر آنے والے عذاب کے خطرے میں ہیں۔
أَنْ تَاتِيَهُمْ سَنَةٌ الْأُولَىٰ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قَبْلَ

اگر (قُبْلًا) مفرد ہو تو اس کا معنی "دیکھا گیا ہے" اور "سامنے سے ہے" تو اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہے کہ کفار پر (قُبْلًا) کے مقابل کے

قرینہ کی بدولت ہو سکتا ہے گذشتہ لوگوں کی مانند بے خبری میں عذاب آئے یا ممکن ہے کہ واضح طور پر انکی نگاہوں کے سامنے ان پر عذاب آئے۔

۱۹۔ حجت تمام ہونے کے بعد گذشتہ کفار پر عذاب نازل ہوتا رہا ہے۔
وما منع الناس أن يؤمنوا إذ جاءهم الهدى... أویا تیہم العذاب قبل

اتمام حجت: اتمام حجت کا کردار ۱۹

استغفار: استغفار کا پیش خیمہ ۱۱، ۱۱، ۱۱؛ استغفار کو ترک کرنے والوں کی ہلاکت ۱۳؛ استغفار کو ترک کرنے والے ۱۳؛ استغفار کو ترک کرنے کے آثار ۱۳، ۵، ۲؛ استغفار کی اہمیت ۳؛ استغفار کے آثار ۱۰، ۸،
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی سرزنشیں ۳؛ اللہ تعالیٰ کی سنتیں ۱۵، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی طرف التجاء کا باعث ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ۳، ۱

اللہ تعالیٰ کی سنتیں: عذاب دینے کی سنت ۸

انسان: انسان کے مجادلہ کرنے کی علامتیں ۲

ایمان: الہی تعلیمات پر ایمان ۳؛ اللہ تعالیٰ کی ہدایتوں پر ایمان کا باعث ۱۶؛ ایمان سے دوری پر تعجب ۳؛ ایمان سے دوری پر سرزنش ۳؛ ایمان سے دوری کے آثار ۲، ۵؛ ۱۲؛ ایمان کی رکاوٹوں کا دور ہونا ۱؛ ایمان کی علامات ۱۰؛ ایمان کے آثار ۸؛ بے ایمانی کے آثار ۱۳؛ قرآن پر ایمان کا باعث ۱

پہلی امتیں: پہلی امتوں کا عذاب ۱۷، پہلی امتوں کی تاریخ ۱۳

حق: حق قبول نہ کرنے والوں کی سزا کا یقینی ہونا ۱۵

ذکر بتاریخ کے ذکر کرنے کے آثار ۱۶؛ کفار کی ہلاکت کے ذکر کے آثار ۱۶

سزا: سزا کے موانع ۸

عذاب: عذاب کا باعث ۲؛ عذاب کے اسباب ۵؛ عذاب کے موانع ۸؛ ناگھانی عذاب ۱۸؛ واضح عذاب ۱۸

قرآن: قرآن جھٹلانے والوں کا عذاب ۱۸؛ قرآن جھٹلانے والوں کے عذاب کا مختلف ہونا ۱۷؛ قرآن کی خصوصیات ۶؛

قرآن کا ہدایت دینا ۶؛ قرآن سے دوری کے آثار ۲

کفار بتاریخ میں کفار ۱۳؛ کفار پر اتمام حجت ۱۹؛ کفار کا عذاب ۱۹؛ کفار کا ہلاک ہونا ۱۳؛ کفار کی گمراہی ۹؛ کفار کی لغزش ۹

کفر: الہی تعلیمات کا کفر ۵

گمراہ لوگ ۹

مؤمنین: مؤمنین کا استغفار ۳

ہدایت: ہدایت کا پیش خیمہ ۱

ہدایت پانے والے ہدایت پانے والوں کا استغفار ۷؛ ہدایت پانے والوں کا ایمان ۷؛ ہدایت پانے والوں کے صفات ۷

آیت ۵۶

﴿وَمَا تُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ يُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنذِرُوا هُزُوًا﴾

اور ہم تو رسولوں کو صرف بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجتے ہیں اور کفار باطل کے ذریعہ جھگڑا کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ حق کو برباد کر دیں اور انھوں نے ہماری نشانیوں کو اور جس بات سے ڈرانے گئے تھے سب کو ایک مذاق بنا لیا ہے (۵۶)

۱۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کا وظیفہ، صرف لوگوں کو بشارت دینا اور ڈرانا ہے اور انہیں کفر و ایمان کے نتیجہ سے آگاہ کرنا ہے۔ وَمَا تُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ

۲۔ لوگوں کو ایمان اور استغفار پر مجبور کرنا، پیغمبروں کی ذمہ داری نہیں ہے۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا وَهُمْ يُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ

ما قبل آیت لوگوں کے ایمان نہ لانے اور استغفار نہ کرنے کے بارے میں تھی اور یہ آیت اس سوال کے جواب میں ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے حوالے سے پیغمبروں کی ذمہ داری کیا ہے آیت جواب دے رہی ہے کہ پیغمبروں کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ لوگوں کو ایمان اور استغفار پر مجبور کریں وہ فقط بشارت دینے اور ڈرانے کیلئے آئے ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ، پیغمبروں کی رسالت کی حدود معین کرنے والا ہے۔ وَمَا تُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ

۳۔ بشارت، انذار اور خوف و امید کا پیدا کرنا، تبلیغ کے دو اہم ذرائع نیز انسانوں کی ہدایت میں دو ضروری عنصر ہیں۔

وَمَا تُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ

۵۔ الہی رہبروں کا انذار اور بشارت جیسے وظائف لوگوں کے کفر کے درمقابل انجام دینے کے بعد کوئی اور ذمہ داری نہ رکھنے کی طرف توجہ، موجب بنتی ہے کہ وہ اپنے وظیفہ کی ادائیگی میں کمزوری اور شکست کا احساس نہ کریں۔

و ما منع الناس ان یومنوا و ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین

۶۔ مجادلہ و اشکال تراشی یا باطل طریقہ کار اور جھوٹی اسناد کو استعمال میں لانا، حق سے مقابلہ کرنے والے کفار کا شیوہ ہے۔
و یجادل الذین کفروا بالباطل لیدحضوا به الحق

۷۔ الہی پیغمبروں کا انکار، باطل پر قائم ایک نظریہ ہے جو حقیقت سے جنگ کرنے کے حوالے سے پیدا ہوتا ہے۔
و یجادل الذین کفروا بالباطل لیدحضوا به الحق

۸۔ کفر اختیار کرنے والوں کے پروپیگنڈا کے طریقہ کاریں سے ایک حق کو منظر عام سے ہٹانا اور اسے باطل صورت میں پیش کرنا ہے۔
و یجادل الذین کفروا بالباطل لیدحضوا به الحق

(احاض) سے مراد "باطل" کرنا اور "زائل" کرنا ہے (لیدحضوا به الحق) یعنی کفر اختیار کرنے والے، باطل انداز سے مجادلہ کرتے ہوئے حق کو باطل کرنے اور زائل کرنے کی کوشش میں ہیں "یہ بات واضح ہے کہ حق، باطل نہیں ہو سکتا تو اسی لیے (منظر عام سے ہٹانا اور باطل صورت میں پیش کرنے کی تعبیر، مندرجہ بالا مطلب میں بیان کی گئی۔

۹۔ پیغمبروں کو دیے گئے معارف اور احکام، سب کے سب حق ہیں۔ و ما نرسل المرسلین ... و یجادل ... لیدحضوا
یہ الحق

پیغمبروں کے پروگرام اور انکی بشارت و انذار کو حق کے ساتھ تو صیغ کرنا یہ بتاتا ہے کہ وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں وہ سب کا سب حق اور کائنات کے حقائق کے عین مطابق ہے۔

۱۰۔ پوری تاریخ میں پیغمبروں کے منکرین، اللہ تعالیٰ کی آیات اور الہی پیغمبروں (ص) کے انذار کو مذاق اور تمسخر کے عنوان سے دیکھتے تھے۔ و ما نرسل المرسلین و اتخذوا ای تی و ما أنذروا هزواً

۱۱۔ الہی آیات اور پیغمبر (ص) کے انذار کا مذاق اڑانا، باطل کی جدالی روشوں میں سے تھا۔ و یجادل الذین کفروا بالباطل
لیدحضوا به الحق واتخذوا ای تی و ما أنذروا هزواً

۱۲۔ عقائد اور فکری مسائل میں باطل کے ذریعے جدال اور مذاق و تمسخر اڑانا، ناپسندیدہ روش ہے۔

و يجادل الذين كفروا بالباطل ليدحضوا به الحق واتخذوا ءاى تى وما ا نذروا هنوا

آنحضرت (ع): آنحضرت (ع) کے انذار کا مذاق اڑانا ۱۱

اسہ تعالیٰ: اسہ تعالیٰ کے افعال ۳

اسہ تعالیٰ کی آیات: اسہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق ۱۱; اسہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اڑانے والے ۱۰

انبیاء (ع): انبیاء (ع) کا جھٹلانا ۷; انبیاء (ع) کا مذاق اڑانے والے ۱۰; انبیاء (ع) کو جھٹلانے والوں کا حق سے جنگ کرنا ۷; انبیاء (ع) کی بشارتیں ۱; انبیاء (ع) کی تعلیمات کا حق ہونا ۹; انبیاء (ع) کی ذمہ داری کی حدود ۱; ۲; انبیاء (ع) کی رسالت معین کرنے کا سرچشمہ ۳; انبیاء (ع) کے جھٹلانے والوں کا مذاق ۱۰; انبیاء (ع) کے ڈراوے ۱; انبیاء (ع) کے ڈراووں کا مذاق ۱۰

تربیت: ایمان کی عاقبت کی بشارت ۱; بشارت کے آثار ۳;

تبلیغ: تبلیغ کے وسائل ۳; تبلیغ میں بشارت ۳; تبلیغ میں ڈراوا ۳

حق: حق سے جنگ کی روش ۷; حق کو باطل صورت میں پیش کرنا ۸

دین: دین کی حقانیت ۹; دین میں جبر کا نہ ہونا ۲

دینی رہبر: دینی رہبروں کی بشارتوں کے آثار ۵; دینی رہبروں کے ڈراووں کے آثار ۵; دینی رہبروں میں ضعف کا احساس پیدا ہونے کے موانع ۵

ڈراوا: ڈراوے کے آثار ۳; کفر کے انجام کا ڈراوا ۱۱

ذکر: دینی رہبروں کی ذمہ داری م کے حدود کا ذکر ۵

شرعی ذمہ داری: شرعی ذمہ داری پر عمل کرنے میں ضعف موانع ۵

عقیدہ: باطل عقیدہ کے در مقابل روش ۱۲

عمل: ناپسندیدہ عمل ۱۲

فکر: فکر کے در مقابل روش ۱۲

کفار: کفار کا حق سے جنگ کرنا ۸؛ کفار کا مجادلہ ۶؛ کفار کی تبلیغ کی روش ۸؛ کفار کی حق سے جنگ کرنے کی روش ۶
 مجادلہ: باطل مجادلہ ۱۱؛ باطل مجادلہ کا ناپسندیدہ ہونا ۱۲
 مذاق: تمسخر: مذاق و تمسخر کا ناپسندیدہ ہونا ۱۲
 ہدایت: ہدایت کے وسائل ۳

آیت ۵۷

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِنْ تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَى فَلَنْ يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا﴾

اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جسے آیات الہیہ کی یاد دلائی جائے اور پھر اس سے اعراض کرے اور اپنے سابقہ اعمال کو بھول جائے ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں کہ یہ حق کو سمجھ سکیں اور ان کے کانوں میں بہرا پن ہے اور اگر آپ انہیں ہدایت کی طرف بلائیں گے بھی تو یہ ہرگز ہدایت حاصل نہ کریں گے (۵۷)

۱۔ پروردگار کی آیات سے نصیحت پانے اور ان سے آگاہ ہونے کے بعد ان سے منہ پھیرنا، بہت بڑا ظلم ہے۔
 و من ا ظلم ممّن ذکّر بایات ربّه فا عرض عنه

(ذکر) یعنی وہ شناخت کہ جو حافظہ میں موجود ہو (مفردات راغب سے لیا گیا)

۲۔ الہی آیات (قرآن مجید) میں غور نہ کرنا اور بغیر کسی تاثر اور سوچ کے ان سے گزر جانا، ان پر ظلم کرنا ہے۔
 و من ا ظلم ممّن ذکّر بایات ربّه فا عرض عنه

(أعرض) کا حرف (فاء) کے وسیلہ سے عطف بتا رہا ہے کہ بعض افراد آیات کے کانوں میں پڑنے کے بعد بغیر کسی تاثر اور وقفہ کے اس سے روگردانی کر لیتے ہیں اور یہی چیز ان کے ظالموں کے گروہ میں داخل ہونے کا موجب ہے۔

۳۔ انسانی تاریخ میں رونما ہونے والے تمام بڑے ظلم اور جرائم کی اساس، الہی آیات کے انکار اور اعمال کی سزا سے غفلت کرنے میں ہے۔ ومن ا ظلم ممّن ذکّر بایات ربّه فأعرض عنها ونسی ما قدمت یداه

مندرجہ بالا مطلب کی بنائی، یہ احتمال ہے کہ "من ا ظلم" میں ظلم سے مراد، صرف اپنے آپ پر ظلم نہ ہو بلکہ اسکے علاوہ غیر پر ظلم بھی مراد ہو اور جملہ "نسی ما قدمت یداه" کردار کے نتائج اور عمل کی بقاء پر عقیدہ نہ ہونے سے کنایہ ہے۔

۳۔ انسان کے کمال اور بلندی کیلئے آیات کا پیش کیا جانا، الہی ربوبیت کا تقاضا ہے۔ ذکرِ بایات ربّہ

۵۔ غلط اعمال اور افعال اور گزشتہ گناہوں کو بھول جانا، انسان کا اپنے اور پر بہت بڑا ظلم ہے۔

یجادل... ومن أظلم... ونسی ما قدمت یداہ

"سنی ما قدمت یداہ" یعنی اپنے گزشتہ کردار کو بھول گیا یہاں... گزشتہ آیت کے قرینہ سے "ما" سے مراد، حق کے درمقابل باطل کے ذریعہ مجادلہ کرنا اور الہی آیات کا مذاق اڑانا ہے۔

۶۔ انسان پر ضروری ہے کہ ہمیشہ اپنے گزشتہ اعمال پر توجہ رکھے اور ان پر تنقید و تجزیہ جاری رکھے۔

ومن أظلم ممن... نسی ما قدمت یداہ

۷۔ الہی آیات پر ایمان لانے والوں کو چاہیے ہمیشہ اپنے گزشتہ اعمال پر پریشان اور انکی اصلاح اور جبران کیلئے کوشاں

رہیں۔ ومن أظلم ممن ذکر بایات ربّہ فا عرض عنها ونسی ما قدمت یداہ

۸۔ انسان کے اعمال، خود اس کے اختیار کیے گئے اور اس کے ہاتھوں انجام پانے والے ہیں۔ ما قدمت یداہ

۹۔ حق کے درمقابل باطل کے ذریعہ مجادلہ کرنا اور الہی آیات کا مذاق اڑانا درحقیقت ان سے دوری اور الہی فرامین کے

بے اثر ہونے کا باعث ہیں۔ و یجادل الذین کفروا بالباطل لیدحضوا بہ الحق... ومن أظلم ممن ذکر بایات ربّہ فا عرض عنه

مورد بحث آیت کا گزشتہ آیت سے ربط کی یوں تصویر کشی... ہو سکتی ہے کہ الہی آیات سے منہ موڑنے والے درحقیقت وہی مجادلہ کرنے والے ہیں کہ جو آیات الہی کے ساتھ باطل انداز میں مجادلہ اور ان کا مذاق اڑاتے ہوئے انکے فیض سے محروم ہو گئے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے مخالفین کو اس کے نکات سمجھنے اور اس پر توجہ پیدا کرنے سے محروم رکھنے کے لئے انکے دلوں پر متعدد حجاب اور ان کے کانوں کو بہرا بنادیا۔

إِنَّا جَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا

"اکنّہ" کنان کی جمع ہے جس کا طلب پردہ اور حجاب ہے اور "وقر" سے مراد بھاری پن ہے کانوں میں بھاری پن دراصل الہی آیات پر دل سے توجہ نہ کرنے اور انکے درمقابل بہرے لوگوں کا انداز اختیار کرنے سے کنایہ ہے "یفقہوہ" کی ضمیر

آیات کی طرف لوٹ رہی ہے چونکہ یہاں آیات سے مراد قرآن ہے لہذا ضمیر مذکر آتی ہے اور "ان یفکوہو ہ" سے مراد "لئلا یفکوہو" یا "کراہۃ أن یفکوہو" ہے۔

۱۱۔ بعض لوگ، قرآنی آیات کے در مقابل یوں ہوتے ہیں کہ جیسے ان کے کان بھاری ہوں اور ان کے سمجھنے سے قاصر ہوں۔ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوبِهِمْ اَكْتَةً اَنْ یَفْقَهُوْا وَ فِیْ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا "علیٰ قلوبہم اکتۃ" اور "فی ء اذانہم وقراً" یہ دونوں تعبیریں کنایہ ہیں نہ کہ واقعاً ان کے دل اور کان میں کوئی خلل پیدا ہو گیا ہے۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کی آیات سے بے اعتنائی اور گناہوں سے غفلت میں پڑنے کا انجام، قرآن کے پیغامات کی سمجھ بوجھ سے محرومیت ہے۔ ذَکِّرْ بَایَاتِ رَبِّہٖ فَا عَرَضَ عَنْہَا... اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوبِهِمْ اَكْتَةً اَنْ یَفْقَهُوْا

۱۳۔ حق کے منکرین کا الہی آیات پر غور اور توجہ سے محرومیت ان کے اپنے اعمال کا رد عمل ہے۔

فَا عَرَضَ عَنْہَا... اِنَّا جَعَلْنَا... فِیْ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا

۱۴۔ کفار اور اللہ تعالیٰ کے منکروں کا حق سے فرار، الہی قدرت کی سلطنت میں ہے اور اسی کے ارادہ کے تحت ہے۔

اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوبِهِمْ اَكْتَةً "اِنَّا جَعَلْنَا" کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی اپنی حاکمیت اور تاکید اس لیے ہے کہ یہ گمان نہ پیدا ہو کہ کفار اور اللہ تعالیٰ کے منکرین کا کفر، الہی قدرت کی سلطنت سے باہر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے در مقابل ایک اور قدرت کی صورت میں آئے ہیں۔

۱۵۔ کان، شناخت کا ذریعہ اور قلب و دل فہم و درک کے مقام ہیں۔ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوبِهِمْ اَكْتَةً اَنْ یَفْقَهُوْا وَ فِیْ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا

۱۶۔ ایسے لوگوں کا ہدایت پانا، ناممکن ہے کہ جن کے دلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ان کے کانوں پر بھاری پن موجود ہے۔

وَ اِنْ تَدْعُهُمْ اِلٰی الْہُدٰی فَلَنْ یَّہْتَدُوْا اِذَا اَبَدًا

"لن" ہمیشہ کی نفی کیلئے ہے اور اس آیات میں کلمہ "أَبَدًا" کے ساتھ اس نفی پر مزید تاکید ہوئی ہے یعنی ایسے افراد کبھی بھی اور کسی مقام پر بھی ہدایت نہ پائیں گے ان سے مایوس ہونا چاہئے

۱۷۔ بعض انسانوں کے دل اور افکار، حتیٰ کہ پیغمبر (ص) جیسے شخص کے ہدایت دینے سے بھی متاثر نہیں ہوتے۔

وَ اِنْ تَدْعُهُمْ اِلٰی الْہُدٰی فَلَنْ یَّہْتَدُوْا اِذَا اَبَدًا

۱۸۔ بعض لوگوں کی حق کے درمقابل ہٹ دھرمی سے رہبروں اور مبلغین کو پریشان اور مایوس نہیں ہونا چاہئے
وإن تدعهم إلى الهدى فلن يهتدوا إذا بدا

آنحضرت (ع): آنحضرت کی ہدایت دینے کے نتائج ۱۴

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۳; اللہ تعالیٰ کی قدرت کی سلطنت ۱۳; اللہ تعالیٰ کی ہدایتوں کے بے اثر ہونے کا
باعث ۹; اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی سلطنت ۱۳

اللہ تعالیٰ کی آیات: اللہ تعالیٰ کی آیات سے دوری کا انجام ۱۲; اللہ تعالیٰ کی آیات سے دوری کا ظلم ۱; اللہ تعالیٰ کی آیات کا
فلسفہ ۳; اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اڑانے کے آثار ۹; اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے کے آثار ۳; اللہ تعالیٰ کی آیات کو درک
کرنے سے محرومیت کے آثار ۱۶; اللہ تعالیٰ کی آیات کی شناخت ۱; اللہ تعالیٰ کی آیات کے۔ نازل ہونے کے اسباب ۳
انسان: انسان کا اختیار ۸; انسان کا عمل ۸; انسانوں کے کمال کے اسباب ۳

تبلیغ: تبلیغ میں مصائب کی پہچان ۱۸

حق: حق سے دوری کا باعث ۹; حق قبول نہ کرنے والوں کا کردار ۱۸; حق قبول نہ کرنے والوں کے عمل کے آثار ۱۳; حق
قبول نہ کرنے والوں کے کانوں کا بھاری ہونا ۱۳

خود: خود پر ظلم ۵; خود کا حساب لینے کی اہمیت ۶

دل: دل پر حجاب کے آثار ۱۶; دل کا کردار ۱۵

ذکر: عمل کے ذکر کی اہمیت ۶

شناخت: شناخت کے ذرائع ۱۵

ظلم: سب سے بڑا ظلم ۵، ۱; سب سے بڑے ظلم کی اساس ۳; ظلم کے مراتب ۱; ظلم کے موارد ۲

عمل: عمل کا حساب کرنے کی اہمیت ۶; عمل کی اصلاح کی اہمیت ۷; عمل کے آثار ۱۳; گذشتہ عمل پر پریشانی ۷; ناپسندیدہ
عمل کو بھولنا ۵

غفلت: انجام سے غفلت کے آثار ۳

فکر: آیات الہی میں فکر نہ کرنا ۲

فہم: فہم کا مقام ۱۵

قرآن: قرآن کو جھٹلانے والوں کے کانوں کا بھاری پڑنا ۱۱؛ قرآن کے دشمنوں کے دل پر حجاب ۱۰؛ قرآن کے دشمنوں کے کانوں کا بھاری پڑنا ۱۰؛ قرآن کے فہم سے محرومیت کے اسباب ۱۲؛ قرآن میں فکر نہ کرنا ۲
 کان: کان کا کردار ۱۵؛ کان کے بھاری پڑنے کے آثار ۱۶؛
 کفار: کفار کا حق قبول نہ کرنا ۱۳
 گمراہ لوگ: گمراہ لوگوں کا ہدایت نہ لینا ۱۷
 گناہ: گناہ بھولنے کا انجام ۱۲؛ گناہ کو بھولنا ۵
 مبلغین: مبلغین کی ذمہ داری ۱۸
 مؤمنین: مؤمنین کی شرعی ذمہ داری ۷
 مجادلہ: باطل مجادلہ کے آثار ۹
 نصیحت: اللہ تعالیٰ کی آیات سے نصیحت ۱
 ہدایت: ہدایت نہ لینے کے اسباب ۱۶
 ہدایت قبول نہ کرنے والے ۱۶؛ ۱۷

آیت ۵۸

﴿وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ لَّنْ يَجِدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْثِقًا﴾

آپ کا پروردگار بڑا بخشنے والا اور صاحبِ رحمت ہے وہ اگر ان کے اعمال کا مواخذہ کر لیتا تو فوراً ہی عذاب نازل کر دیتا لیکن اس نے ان کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے جس وقت اس کے علاوہ یہ کوئی پناہ نہ پائیں گے (۵۸)

۱۔ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور وسیع رحمت کا مالک ہے۔ وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ "غفور" مبالغہ کا صیغہ ہے اور "الرحمة" میں "الف لام" کمال (صفات کی وسعت میں) پر دلالت کر رہا ہے لہذا "ذو الرحمة" یعنی "رحمت کامل کا مالک" یہ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے حکایت ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت اس کے مقام ربوبیت کا جلوہ ہیں۔ وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ "الغفور" ہو سکتا ہے "ربک" کیلئے خبر یا صفت ہو۔

۳۔ الہی آیات سے دوری اختیار کرنے والوں کے اعمال، ان پر عذاب میں تعجیل اور جلدی کا تقاضا کر رہے ہیں۔
لویو اخذہم بما کسبوا لعجل لہم العذاب۔

اگرچاہیں کہ جملہ شرطیہ کے مضمون کو یوں بیان کیا جائے کہ گزشتہ حالت کے علاوہ آئندہ کی حالت بھی بیان ہو، تو جملہ شرطیہ کی شرط یا جزاء میں سے ایک کو مضارع اور دوسرے کو ماضی لے آئیں لہذا یہاں بھی "لویو خذوا ہم... لعجل" بیان کر رہا ہے کہ گزشتہ زمانے میں اس طرح تھا اور آئندہ بھی یہی ہوگا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی وسیع بخشش اور رحمت، ہدایت نہ پانے والے کفار کے جلد مواخذہ اور عذاب سے مانع ہے۔
وربک الغفور ذوالرحمة لویو اخذہم بما کسبوا لعجل لہم العذاب

"یو اخذہم" میں ضمیر "ہم" کا مرجع گزشتہ آیت میں "من ذکر" ہے یعنی وہ جہنوں نے الہی آیات سے دوری اختیار کی اور ہمیشہ کیلئے ہدایت نہ پانے کی ہلاکت میں جا پڑے ہیں۔

۵۔ انسانوں پر الہی لطف اور رحمت، ہمیشہ اس کے غضب پر مقدم رہی ہے۔
وربک الغفور ذوالرحمة لویو اخذہم بما کسبوا لعجل لہم العذاب

جملہ "وربک الغفور" "لویو اخذہم" میں مانع کی علت و سبب کے بہ منزلہ ہے یعنی اگر بعض کفار سے مواخذہ اور ان پر عذاب میں جلدی نہیں کی جاتی تو یہ پروردگار کی وسیع رحمت اور بخشش کی بناء پر ہے اسی بناء پر اللہ تعالیٰ کی بخشش و رحمت کا شامل حال ہونا اس کے غضب اور عقاب کے شامل حال ہونے پر مقدم ہے یعنی اصل اولیٰ یہاں رحمت کا شامل حال ہونا ہے۔

۶۔ گناہ گاروں کا مہلت پانا اور انکی سزائیں تاخیر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ کیلئے عقوبت سے محفوظ ہو گئے ہیں۔
لویو اخذہم... بل لہم موعدا لن یجدوا من دونہ موئلا

۷۔ گناہ گاروں کو توبہ کی طرف لانے کیلئے، انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہلت کا عطا ہونا، الہی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔
وربک الغفور ذوالرحمة لویو اخذہم بما کسبوا لعجل لہم العذاب بل لہم موعدا

وہ آیات کہ جن میں ہدایت قبول نہ کرنے والوں کی حالت اور ان کے یقینی عذاب کی بات کی جا رہی ہے انہی کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کا تذکرہ، یہ پیغام اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے کہ بہر حال واپسی کا راستہ بند نہیں ہوا گناہ گار، ابھی اس کی طرف لوٹ سکتا ہے۔

۸۔ انسان کے اعمال اسی کے ہاتھوں سے انجام پائے گئے افعال ہیں اور ان کا رد عمل اور نتیجہ بھی اسی کو ملے گا۔
لویو اخذہم بماکسبو

۹۔ آیات حق کے در مقابل مجادلہ کرنا اور ان سے دوری اختیار کرنا اور گناہوں سے غفلت یہ سب یقینی سزا کے موجب ہیں۔ ذکرِ بایات ربّہ فا عرض عنہا ... بل لہم موعد

۱۰۔ بعثت کے زمانہ کے کفار کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عقوبت کا نظام، ایک واضح نظام تھا کہ جس میں زمانہ کے اعتبار سے ایک قطعی اور ناقابلِ تغیر وقت مقرر تھا۔ بل لہم موعد لن یجدوا من دونہ موئلا

بعد والی آیت کے قرینہ کی مدد سے "لویو اخذہم" میں مواخذہ سے مراد، دنیا میں مواخذہ ہے اور جملہ "بل لہم موعد" اس وعدہ کے عملی صورت میں متحقق کے ظہور کی طرف اشارہ ہے جو کہ بعثت کے کفار پر صادق آتا ہے۔

۱۱۔ گناہ کاروں کیلئے مہلت کے ختم ہونے اور عذاب کے واقع ہونے کے مقرر شدہ وقت کے آنے پر، معمولی سی بھی پناہ گاہ نہیں ہے۔ بل لہم موعد لن یجدوا من دونہ موئلا

"موئل" اسم مکان بمعنی ملجاء اور پناہ گاہ ہے "من دونہ" میں ضمیر "موعد" کی طرف لوٹ رہی ہے اور اس سے مراد، یہ ہے کہ کفار سوائے عذاب کے معین شدہ وقت کی طرف حرکت کے اور کوئی راہ نجات نہیں پائیں گے "موئلا" کا نکرہ ہونا، نفی کی عمومیت پر دلالت کر رہا ہے یعنی گناہ گاروں کے لئے معمولی سی بھی پناہ گاہ نہیں ہوگی۔

اسماء وصفات: ذوالرحمۃ ۱؛ غفور ۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا غضب ۵؛ اللہ تعالیٰ کی بخشش ۳، ۱؛ اللہ تعالیٰ کی بخشش کے آثار ۳؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامتیں ۴، ۲؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت ۲، ۱؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مقدم ہونا ۵؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار ۳؛ اللہ تعالیٰ کی سزائیں ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی مہلتیں ۴ / اللہ تعالیٰ کی آیات: اللہ تعالیٰ کی آیات سے دور ہونے والوں کو عذاب ۳؛ اللہ تعالیٰ کی آیات سے دوری اختیار کرنے والوں کی سزا ۹؛ اللہ تعالیٰ کی آیات سے دوری کے آثار ۳؛ اللہ تعالیٰ کی آیات سے مجادلہ کرنے والوں کی سزا ۹
سزا: سزا کے اسباب ۹؛ سزا سے بچنا ۶

سزا کا نظام:

صدر اسلام میں سزا کا نظام ۱۰

عذاب: عذاب میں جلدی کے اسباب ۳

عمل: عمل کے آثار ۸؛ عمل کے ذمہ دار ۸

غفلت: کفار: صدر اسلام کے کفار کی سزا ۱۰؛ کفار کے عذاب میں تعجیل سے مانع ۴

گناہگار: گناہگاروں کا بے پناہ ہونا ۱۱؛ گناہگاروں کو مہلت ملنا ۶، ۷؛ گناہگاروں کی سزائیں تاخیر ۶؛ گناہگاروں کے عذاب کا حتمی ہونا ۱۱

آیت ۵۹

﴿وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِم مَّوْعِدًا﴾

اور یہ وہ بستیاں ہیں جنہیں ہم نے ان کے ظلم کی بنا پر ہلاک کر دیا ہے اور ان کی ہلاکت کا ایک وقت مقرر کر دیا تھا (۵۹)

۱۔ اسے تعالیٰ نے گزشتہ امتوں کی بہت سی آبادیوں کو ویران کیا اور ان میں رہنے والے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔
وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ

۲۔ بعض گزشتہ امتوں کا ظلم اور کفر، اسے تعالیٰ کے تباہ و برباد کرنے والے عذاب کے ساتھ انکی ہلاکت کا باعث بنا۔
أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا

"ظلموا" میں ظلم سے مراد گزشتہ آیات کے قرینہ کے ساتھ، الہی آیات سے دوری ہے۔

گناہ سے غفلت کی سزا ۹۱

۳۔ کفر اور ظلم، امتوں کی تباہی اور ہلاکت کا باعث ہے۔ وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا

۳۔ انسانی معاشروں کو انکے گناہ اور ظلم کی بناء پر تباہ و برباد کرنا، اسے تعالیٰ کا ظالموں کو سزا دینے کا پرانہ طریقہ کا رہے۔
وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا

۵۔ الہی آیات سے دوری اختیار کرنا انہیں سنی ان سنی کرنا اور اپنے گزشتہ گناہوں سے غفلت، ظلم اور امتوں کے زوال اور ویرانی کا موجب ہے۔

ومن ا ظلم ... وتلك القرى ا هلكنهم لما ظلموا

"لما ظلموا" میں ظلم سے مراد، اس آیت کے گذشتہ آیات سے ربط کی بناء پر وہی امور ہیں کہ جو آیت نمبر ۵۷ میں بیان ہوئے ہیں۔

۶۔ ہلاکت میں ڈالنے والے عذاب کی لپیٹ میں آنا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمانہ بعثت کے گناہ گاروں، کفار اور ظالموں کو دھمکی تھی۔ وتلك القرى ا هلكنهم لما ظلموا جعلنا لمهلكهم موعد

۷۔ گذشتہ تباہ شدہ امتوں کے آثار قدیمہ، زمانہ بعثت کے لوگوں کی پہنچ اور مشاہدے میں تھے۔ وتلك القرى ا هلكنهم کلمہ "تلك" اشارہ کیلئے ہے اور یہ بتا رہا ہے کہ مخاطب، مشارالیه کو جانتا ہے یا اسے جاننے کیلئے اس تک پہنچ سکتا ہے۔ ۸۔ ظالم امتوں کو دنیاوی سزا دینے کیلئے اللہ تعالیٰ کا سزا کا نظام طے شدہ اور ناقابل تغیر مقررہ وقت رکھتا ہے۔ وجعلنا لمهلكهم موعد

"مهلك" مصدر مبینی اور "موعد" اسم زمان ہے یعنی ظالموں کو ہلاک کرنے کیلئے ایک معین زمانہ طے کیا گیا ہے۔

۹۔ ملتوں کی ہلاکت، ان کے ظلم و ستم کے دائمی ہونے اور مہلتوں سے فائدہ نہ اٹھانے کا نتیجہ ہے۔ تلك القرى ا هلكنهم لما ظلموا وجعلنا لمهلكهم موعد

۱۰۔ ظالم امتوں کی تباہی و بربادی والی تاریخ اور سرنوشت، آنے والوں کیلئے درس عبرت ہے۔ وتلك القرى ا هلكنهم لما ظلموا وجعلنا لمهلكهم موعد

۱۱۔ تاریخی تبدیلیاں اور تہذیبوں اور معاشروں کا زوال، الہی ارادہ کی بناء پر ہے۔ القرى ا هلكنهم ... وجعلنا لمهلكهم اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی سزاؤں کا قانون مطابق، ہونا ۸؛ اللہ تعالیٰ کی سنتیں ۳؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی حکومت ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کے انذار ۶؛ اللہ تعالیٰ کے عذاب ۱

اللہ تعالیٰ کی آیات: اللہ تعالیٰ کی آیات سے دوری اختیار کرنے کے آثار ۵

اللہ تعالیٰ کی سنتیں: عذاب کی سنت ۳

امتیں: امتوں کی بربادی ۳؛ امتوں کی بربادی کے اسباب ۹، ۵، ۳؛ امتوں کی تاریخ ۱؛ امتوں کے زوال کے اسباب ۵؛ امتوں کے ظلم کے آثار ۹؛ تباہ شدہ امتوں سے عبرت ۱۰؛ تباہ شدہ امتوں کے آثار ۷

تاریخ بتاریخ سے عبرت ۱۰؛ تاریخی تبدیلیوں کا سرچشمہ ۱۱/ تہذیبیں: تہذیبوں کے زوال کا سرچشمہ ۱۱

ڈراوا: عذاب سے ڈراوا ۶

ظالمین: صدر اسلام کے ظالمین کو ڈراوا ۶۱؛ ظالمین کو دی گئی مہلت کا بے اثر ہونا ۹؛ ظالمین کی سزا کا یقینی ہونا ۸
 ظلم: ظلم کے آثار ۲، ۳؛ ظلم کے موارد ۵؛ ظلم میں ہمیشگی کے آثار ۹
 عبرت: عبرت کے اسباب ۱۰/ عذاب: دنیاوی عذابوں کے اسباب ۲، ۳، ۴
 غفلت: گزشتہ گناہوں سے غفلت کے آثار ۵
 کفار: صدر اسلام کے کفار کو ڈراوا ۶۱/ کفر: کفر کے آثار ۲، ۳
 گزشتہ اتین: صدر اسلام میں گزشتہ امتوں کے آثار قدیمہ ۴؛ گزشتہ امتوں کی ہلاکت ۱؛ گزشتہ امتوں کی ہلاکت کے اسباب
 ۲؛ گزشتہ امتوں کے شہروں کی ویرانی ۱، ۲؛ گزشتہ امتوں کے ظلم کے آثار ۲؛ گزشتہ امتوں کے کفر کے آثار ۲
 گناہ: گناہ کے آثار ۳/ گناہ گار: صدر اسلام کے گناہ گاروں کو ڈراوا ۶۱
 معاشرہ: معاشرتی ضرر کی پہچان ۵

آیت ۶۰

﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا﴾

اور اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ میں چلنے سے باز نہ آؤں گا یہاں تک کہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر پہنچ جاؤں یا یوں ہی برسوں چلتا رہوں (۶۰)

۱۔ حضرت موسیٰ (ع) نے حضرت خضر علیہ السلام کو پانے کیلئے راسخ عزم کے ساتھ، مجمع البحرین تک پہنچنے کیلئے سفر کا آغاز کیا۔ لا ابرح حتیٰ ابلغ مجمع البحرین "لا ابرح" سے صیغہ متکلم ہے اس کا مطلب ہے "پچھے نہیں ہٹوں گا" یہ کسی کام کو انجام دینے میں تاکید پیدا کرنے کیلئے ہے۔

۲۔ حضرت موسیٰ (ع) جناب خضر کو پانے کیلئے اپنے تحقیقی سفر میں اپنے خادم حضرت یوشع (ع) کے ساتھ تھے۔ واذقال موسیٰ لفتیٰ لا ابرح "فتی" سے مراد، جوان ہے اور قرآنی تعبیرات میں اس سے مراد، غلام اور خادم بھی لیا گیا ہے۔ تو یہاں ضروری ہے کہ ذکر کریں کہ بعض منقولہ روایات کے مطابق حضرت موسیٰ (ع) کے ہمراہ اور ہمسفر جناب یوشع بن نون (ع) تھے جو ان کے وصی تھے۔

۳۔ حضرت موسیٰ (ع) کی حضرت خضر (ع) سے ملاقات میں درس آموز حقائق موجود ہیں۔ واذقال موسیٰ لفتیہ لا ابرح

وہ عالم جن سے حضرت موسیٰ (ع) نے ملاقات کی تھی روایات کے مطابق وہ حضرت خضر (ع) تھے اور حضرت موسیٰ (ع) سے مراد، یہاں وہی معروف و مشہور پیغمبر (ص) ہے اگرچہ اس سلسلہ میں یہاں اور بھی آراء سامنے آئی ہیں لیکن علامہ طباطبائی (رہ) کے بقول اس کی یہ دلیل ہے کہ قرآن میں حضرت موسیٰ (ع) کا بہت ذکر کیا گیا ہے اگر یہاں کوئی اور موسیٰ (ع) مراد ہوتا تو شبہ کو دور کرنے کیلئے قرینہ بھی موجود ہوتا۔

۳۔ حضرت موسیٰ (ع) کا حضرت خضر (ع) کو تلاش کرنا، ایک قابل غور اور توجہ کے لائق واقعہ ہے۔
واذ قال موسیٰ لفتیٰ ہ لا ابرح "اذ" یہاں "اذکر" فعل مقدر کا مفعول ہے۔

۵۔ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنے ہمسفر کو اپنے سفر کے طولانی ہونے کا احتمال دیا اور آدھی راہ سے پلٹنے کے احتمال کی نفی کی۔ واذ قال موسیٰ لفتیٰ ہ لا ابرح ... اوامضیٰ حقبا

۶۔ حضرت موسیٰ (ع) دو دریاؤں کے ملنے جگہ پر حضرت خضر کو پانے کے امکان سے آگاہ تھے۔
لا ابرح حتیٰ ابلغ مجمع البحرين

۷۔ اپنے اطاعت گزاروں اور ہمراہوں کو سفر کی آخری منزل اور راستے کی احتمالی مشکلات سے آگاہ کرنا، سفر کے آداب میں سے ہے۔ واذ قال موسیٰ لفتیٰ ہ لا ابرح حتیٰ ابلغ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنے ہمراہی کیلئے اپنی منزل اور وہاں تک پہنچنے کیلئے اپنی ہمت و عزم کی مقدار بیان کی اور الانبیاء (ع) کے کاموں کا قرآن میں نقل ہونا، دو سروں کیلئے نصیحت ہوتی ہے اسی لیے مندرجہ بالا مطلب سامنے آیا ہے۔

۸۔ حضرت موسیٰ (ع)، حضرت خضر (ع) سے ملاقات کو اتنا اہم اور قابل قدر سمجھتے تھے کہ اس کی خاطر، طولانی مدت کی جستجو کیلئے تیار تھے۔ لا ابرح حتیٰ ... اوامضیٰ حقبا "حقب" یعنی لمبا زمانہ اور مدت اہل لغت نے اس کی مقدار، ۸۰ سال تک بتائی ہے یہاں حقب چلنے سے مراد، وہی مجمع البحرين تک چلنا ہے یعنی عبارت یوں ہوگی "حتیٰ ابلغ مجمع البحرين بسیر قریب او اسیر أزمان طویلہ"

۹۔ مجمع البحرين کا مقام، حضرت موسیٰ (ع) کے رہنے کی جگہ سے بہت دور واقع تھا۔ لا ابرح حتیٰ ابلغ مجمع البحرين اوامضیٰ حقب حضرت موسیٰ (ع) کی تاکید کہ منزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے وہ سفر سے پیچھے نہیں ہٹیں گے چاہے کتنی ہی عمر، اس مقصد میں خرچ ہو، یہ چیز بتا رہی ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کو اس مقام تک پہنچنے کیلئے لمبی راہ، درکار تھی۔

۱۰۔ قیمتی اور بلند مقاصد کے حصول کیلئے پابندی کی ضرورت ہوتی ہے۔ وإذ قال موسى فتي ه لا ابرح ... أو أمضى حقبا

۱۱۔ حضرت موسیٰ (ع) اور حضرت خضر (ع) کی داستان، لوگوں کی ہدایت کی خاطر، قرآن کی مثالوں کے نمونوں میں سے ہے۔ ولقد صرّفنا في هذا القرآن للناس من كل مثل ... وإذ قال موسى لفتيه لا ابرح

۱۲۔ عن أبي جعفر (ع) كان وصي موسى بن عمران 'يوشع بن نون وهو فتاه الذي ذكر الله في كتابه' (۱) امام باقر (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) بن عمران (ع) کے جانشین، حضرت یوشع بن نون (ع) تھے اور وہ وہی حضرت موسیٰ (ع) کے ہمراہ جوان تھے کہ جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تذکرہ فرمایا ہے۔
استقامت: مقدس ہدف کی خاطر استقامت ۱۰

خضر (ع): خضر (ع) (ع) سے ملاقات ۳: خضر (ع) کا قصہ ۱، ۶، ۱۱: خضر (ع) کی خاطر جستجو ۱، ۲، ۳: خضر (ع) کے قصہ میں تعلیمات ۳

ذکر: خضر (ع) کے قصہ کا ذکر (ع) موسیٰ (ع) کے قصہ کا ذکر ۳

روایت: ۱۲

سفر: سفر کے آداب ۷

قرآن: قرآنی بیان کا مختلف ہونا ۱۱: قرآن کا ہدایت دینا ۱۱: قرآنی مثالیں ۱۱

مجمع البحرين: مجمع البحرين کا جغرافیائی محل وقوع ۹

موسیٰ (ع): خضر (ع) کے ساتھ موسیٰ (ع) کی ملاقات کی اہمیت ۸: موسیٰ (ع) اور یوشع (ع) ۲: موسیٰ (ع) کا راسخ عزم ۱: موسیٰ (ع) کا سفر ۶: موسیٰ (ع) کا قصہ ۱، ۲، ۵، ۶، ۱۱: موسیٰ (ع) کا مجمع البحرين تک سفر ۱: موسیٰ (ع) کی تلاش ۳: موسیٰ (ع) کی خضر (ع) سے ملاقات ۳: موسیٰ (ع) کی خضر (ع) سے ملاقات کا مقام ۶: موسیٰ (ع) کی رائے ۸: موسیٰ (ع) کے جانشین ۱۲: موسیٰ (ع) کے خادم ۲: موسیٰ (ع) کے سفر کا حتمی ہونا ۵: موسیٰ (ع) کے قصہ میں تعلیمات ۳: موسیٰ (ع) کے ہمسفر ۵، ۲، ۱۲

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۳۳۰ ح ۴۲، نور الثقلین ج ۳ ص ۲۷۲ ح ۱۳۰۔

ہمسفر: ہمسفر کو منزل سے آگاہ کرنا ۷
یوشع: یوشع کا قصہ ۵: یوشع کی جانشینی ۱۲

آیت ۶۱

﴿فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنَهُمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلُهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾

پھر جب دونوں مجمع البحرین تک پہنچ گئے تو اپنی مچھلی چھوڑ گئے اور اس نے سمندر میں سرنگ بنا کر اپنا راستہ نکال لیا
(۶۱)

۱۔ حضرت موسیٰ (ع) اور انکے ہمسفر دونوں دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر پہنچے اور وہاں انہوں نے قیام فرمایا۔ فلما بلغا مجمع بینہم

۲۔ حضرت موسیٰ (ع) اور انکے ہمسفر مجمع البحرین تک پہنچتے وقت ایک مچھلی، اپنے ہمراہ غذا کے طور پر رکھے ہوئے تھے
فلما بلغا مجمع بینہما نسیا حوتہما

"حوت" یعنی "مچھلی" بعض نے اس سے مراد بڑی مچھلی لی ہے (ر، ک۔ لسان العرب) بعد والی آیت میں "غذاءنا" کے
قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مچھلی غذا کے لیے مہیا کی گئی تھی۔

۳۔ حضرت موسیٰ (ع) اور انکے ہمراہی دونوں دریاؤں کے ملنے جگہ پر پہنچتے وقت اپنے ساتھ رکھی ہوئی مچھلی سے غافل
ہو گئے۔ فلما بلغا مجمع بینہما نسیا حوتہما

۴۔ پیغمبروں کیلئے ممکن ہے کہ روزِ مرہ کے امور میں کسی چیز کو بھول جائیں۔ نسیا حوتہما

۵۔ حضرت موسیٰ (ع) کے ہمراہ بے جان مچھلی، مجمع البحرین میں زندہ ہو گئی اور سرنگ کی مانند راستے سے گزرتی ہوئی دریا
کے پانی میں جاگری۔ نسیا حوتہما فاتخذ سبیلہ فی البحر سربا

"اتخذ" کا فاعل وہ ضمیر ہے کہ جو "حوت" کی طرف لوٹ رہی ہے فعل کو مچھلی سے نسبت دینا بتا رہا ہے کہ بے جان مچھلی
نے جان پائی تھی "سرب" یعنی سوراخ "سربا" اس آیت میں "سبیل" کیلئے حال ہے یعنی سرنگ کی مانند دریا میں راستہ نکال
لیا۔

۶۔ عن ابی عبد اللہ (ع) قال : ... ا رسل (ای موسیٰ) إلی یوشع إنی قد ابتلیت خاضع لنا زاداً وانطلق بنا ' واشتری
حوتاً ... ثم شواه ثم حملة فی مکتل ... فقطرت قطرة من السماء فی المکتل فاضطرب

الحوث ثم جعل يثب من المكثل إلى البحر قال : وهو قول: واتخذ سبيله في البحر سرباً^(۱)

امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت موسیٰ (ع) نے حضرت یوشع کو پیغام بھجوایا: کہ میں آزمائش میں مبتلا کیا گیا ہوں ہمارے لیے توشہ راہ فراہم کرو اور ہمارے ہمراہ چلو۔ یوشع نے ایک مچھلی خریدی اور اسے بھونا اور زنبیل میں رکھا پھر آسمان سے پانی کا ایک قطرہ زنبیل میں پڑا، جس سے مچھلی میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ زنبیل سے اچھل کر دریا میں جا گری یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کہ فرما رہا ہے۔ واتخذ سبيله في البحر سرب

انبیاء (ع): انبیاء (ع) کا بھولنا ۳/ / روایت ۶:

موسیٰ (ع): موسیٰ (ع) کا بھولنا ۳: موسیٰ (ع) کا سفر ۶: موسیٰ (ع) کا طعام ۳، ۲: موسیٰ (ع) کا قصہ ۶، ۳، ۲، ۱: موسیٰ (ع) کی داستان میں مچھلی کا زندہ ہونا ۵، ۶: موسیٰ (ع) کی مچھلی کا قصہ ۳: موسیٰ (ع) کے قصہ کی مچھلی کا فرار ہونا ۵، ۶: موسیٰ (ع) مجمع البحرین میں ۳، ۲، ۱

یوشع: یوشع کا بھولنا ۳: یوشع کا سفر ۶: یوشع کا طعام ۳، ۲: یوشع کا قصہ ۳، ۲، ۱: یوشع مجمع البحرین میں ۳، ۲، ۱

آیت ۶۲

﴿فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا﴾

پھر جب دونوں مجمع البحرین سے آگے بڑھ گئے تو موسیٰ نے اپنے جوان صالح سے کہا کہ اب ہمارا کھانا لاؤ کہ ہم نے اس سفر میں بہت تکان برداشت کی ہے (۶۲)

۱۔ موسیٰ اور انکے ہمسفر مجمع البحرین میں ٹھہرنے کے بعد حضرت خضر (ع) کی تلاش میں دوبارہ چل پڑے اور اس جگہ کو پیچھے چھوڑ دیا۔ فلما بلغا مجمع بينهما... فلما جاوزا

حضرت موسیٰ (ع) نے یوشع کے ساتھ اپنی گفتگو میں مجمع البحرین کو اپنی آخری منزل بتایا تھا لیکن وہاں پہنچنے کے بعد اس جگہ کو بھی عبور کر لیا یہ عبور کرنا اور بعد والی آیات میں حضرت موسیٰ (ع) سے نقل ہونے والی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں نہیں جانتے تھے کہ موسیٰ (ع) کی مورد نظر منزل پر پہنچ چکے ہیں۔

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۳۳۲ ح ۴۷، نور الثقلین ج ۳ ص ۲۷۷ ح ۱۵۱۔

۲۔ حضرت موسیٰ (ع) نے مجمع البحرین سے عبور کرنے اور اسے اپنے پیچھے چھوڑنے کے بعد اپنے اور اپنے ہمراہی میں شدید بھوک اور تھکاوٹ محسوس کی۔ ء اتنا غداء نا لقد لقینا من سفرنا هذا نصبا

"نصب" سے مراد رنج اور سختی ہے۔

۳۔ موسیٰ (ع) اور یوشع نے مجمع البحرین عبور کرنے کے بعد، رات اور صبح سویرے تک حضرت خضر (ع) کو پانے کیلئے مبارکستہ طے کیا۔ ء اتنا غداء نا

اس احتمال کے ساتھ کہ صبح کو حضرت موسیٰ (ع) کو بھوک اور تھکاوٹ، رات کے لمبے سفر کی بناء پر محسوس ہو رہی تھی۔

۴۔ حضرت موسیٰ (ع)، حضرت خضر (ع) کے دیدار اور ملاقات کا بے حد اشتیاق رکھتے تھے۔

لا ابرح حتی ء اتنا غداء نا لقد لقینا من سفرنا هذا نصبا

۵۔ حضرت موسیٰ (ع) نے مجمع البحرین سے گزرنے کے بعد دن کے آغاز میں ہی اپنے ہمراہی سے چاشت کی غذا مہیا کرنے کی درخواست کی۔ ء اتنا غداء نا لقد لقینا من سفرنا هذا نصبا

"غدا" سے مراد، وہ کھانا ہے جو دن کی پہلی ساعات میں کھایا جائے۔

۶۔ حضرت موسیٰ (ع) کا ہمراہی، غذا کے اٹھانے اور اسکے مہیا کرنے کا ذمہ دار تھا۔ قال لفتی ه ء اتنا غداء نا

۷۔ حضرت موسیٰ (ع) اور انکے ہمراہ خدمت گزار نوجوان، اکٹھے ایک جیسی غذا کھاتے تھے۔

ء اتنا غداء نا لقد لقینا من سفرنا هذا نصبا

پوری آیت میں جمع والی ضمیریں بتا رہی ہیں کہ ان کی اپنے ہم سفر سے تمام امور یہاں تک کہ کھانے میں بھی ہم آہنگی اور یکجہتی تھی اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر بعض ضمیریں مفرد آتیں ہیں مثلاً یوں کہتے "اتنی غدا ئی"

۸۔ کھانے میں خادموں کے ساتھ شرکت اور ان کے کوشش اور تھکاوٹ کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

قال لفتی ه ء اتنا غداء نا لقد لقینا من سفرنا هذا نصبا

۹۔ پیغمبر، جسمانی لحاظ سے اور مادی جہت سے دوسروں کی مانند، اوصاف رکھتے ہیں۔

ء اتنا غداء نا لقد لقینا من سفرنا هذا نصبا

۱۰۔ مقاصد کا حصول، کوشش کا محتاج ہے چاہے پیغمبر ہی کیوں نہ ہوں۔ لقد لقینا من سفرنا هذا نصبا

آرزو: آرزو کے پورے ہونے کا پیش خیمہ ۱۰

انبیاء: انبیاء کا بشر ہونا ۹؛ انبیاء کی آرزو ۱۰؛ انبیاء کی مادی ضروریات ۹

خادم: خادم سے سلوک کا انداز ۸؛ خادم کی کوشش کو مد نظر رکھنا ۸

خضر (ع): خضر کا قصہ ۳؛ خضر (ع) کی جستجو ۱؛ ۳

کوشش: کوشش کے آثار ۱۰

معاشرت: معاشرت کے آداب ۸

موسیٰ (ع): موسیٰ (ع) کا خادم ۴؛ موسیٰ (ع) کا سفر ۱؛ ۳؛ موسیٰ (ع) کا طعام ۴؛ موسیٰ (ع) مجمع البحرین ۱؛ موسیٰ (ع) کا

قصہ ۲، ۱، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷؛ موسیٰ (ع) کا ہم سفر ۲؛ موسیٰ (ع) کی بھوک ۲؛ موسیٰ (ع) کی تھکاوٹ ۲؛ موسیٰ (ع) کی خضر سے

ملاقات ۱۲، ۳؛ موسیٰ (ع) کا خواہشات ۵؛ موسیٰ (ع) کی کوشش ۳؛ موسیٰ (ع) کی محبتیں ۳؛ موسیٰ (ع) کے طعام کا ذمہ

دار ۶؛ موسیٰ (ع) کے ہم سفر کا کردار ۶

یوشع (ع): مجمع البحرین میں یوشع ۱؛ یوشع سے ناشتے کی درخواست ۵؛ یوشع کا سفر ۱؛ یوشع کا طعام ۷؛ یوشع کا قصہ

۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶؛ یوشع کا کردار ۶؛ یوشع کی بھوک ۲؛ یوشع کی تھکاوٹ ۲؛ یوشع کی کوشش ۳

آیت ۶۳

﴿قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنَسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا﴾

اس جوان نے کہا کہ کیا آپ نے یہ دیکھا ہے کہ جب ہم پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں نے مچھلی وہیں چھوڑ دی تھی اور

شیطان نے اس کے ذکر کرنے سے بھی غافل کر دیا تھا اور اس نے دریا میں عجیب طرح سے راستہ بنا لیا تھا (۶۳)

۱۔ حضرت موسیٰ (ع) اور ان کے ہم سفر نے مجمع البحرین میں ایک بڑے ٹیلے کے قریب آرام کیا۔

إذا اؤینا إلى الصخرة

۲۔ حضرت موسیٰ (ع) اور یوشع کے ہمراہ موجود مچھلی دریا کے پانی میں گھل مل گئی اور ان کے ہاتھوں سے نکل گئی۔

واتخذ سبيله في البحر عجب

۳۔ بے جا مچھلی کا دریا کی جانب حرکت کرنا اور اس میں گر جانا حضرت موسیٰ (ع) کی آنکھ سے مخفی رہا لیکن ان کے خادم

نے اسے دیکھ لیا تھا۔ اراءيت إذا اؤینا إلى الصخرة فاني نسيت الحوت... ان اذکره

"أَنْ أذكره" "ما إنسانیه" کی ضمیر مفعول سے بدل ہے لہذا جملہ کا مفاد یہ ہے کہ مچھلی کا واقعہ آپ کیلئے بتانا شیطان نے مجھے بھلا دیا اس سے معلوم ہوا کہ جناب یوشع مچھلی کے قصہ سے باخبر تھے لیکن حضرت موسیٰ (ع) اس سے بے خبر تھے۔

۳۔ حضرت موسیٰ (ع) کے ہم سفر نے مجمع البحرین میں آرام کرتے وقت حضرت موسیٰ (ع) کو مچھلی کا قصہ بتانے میں غفلت کی۔ قال اراء یت اذا وینا الی الصخرة فإتی نسیت الحوت

"صخرہ" سے مراد بڑی چٹان ہے "اوینا الی الصخرہ" یعنی ہم نے آرام کرنے کیلئے اس چٹان کے قریب جگہ منتخب کی۔
۵۔ حضرت موسیٰ کے ہم سفر کو صبح سویرے حضرت موسیٰ کے چاشت کی غذا مانگنے کے وقت، مچھلی کے دریا میں جانے کا واقعہ یاد آیا۔ واما اننا غداءنا... قال اراء یت... فإتی نسیت الحوت

۶۔ حضرت موسیٰ (ع) کے خادم نے حضرت موسیٰ (ع) کو مچھلی کے قصہ سنانے میں اپنی غفلت کی وجہ کو شیطانی تسلط قرار دیا۔ واما انسیہ الا الشیطان أن أذكره

۷۔ شیطان نے حضرت موسیٰ (ع) اور حضرت خضر (ع) میں ملاقات نہ ہونے کی کوشش کی۔
فإتی نسیت... واما انسیہ إلا الشیطان أن أذكره

حضرت موسیٰ (ع) کے ہم سفر نے حروف حصر کو استعمال کرتے ہوئے اپنے بھولنے کو شیطان سے منسوب کیا یعنی اسکے علاوہ کوئی اور وجہ نہ تھی تو اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ شیطان پوری کوشش کر رہا تھا کہ کسی بھی طرح حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) میں ملاقات نہ ہونے پائے۔

۸۔ شیطان، انسان کے ذہن سے اہم ترین واقعات کو مٹانے کی قوت رکھتا ہے۔ واما انسیہ إلا الشیطان أن أذكره
مچھلی کے زندہ ہونے کا واقعہ، بقول حضرت موسیٰ (ع) کے ہم سفر کے ایک عجیب چیز تھی لیکن شیطان کے دخل دینے سے بھول گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ شیطان، انسان پر بہت گہرا تسلط رکھتا ہے۔

۹۔ حضرت موسیٰ کا خادم، (یوشع) شیطان کی شرارت اور اسکے انسانی ذہن پر تسلط سے آگاہ تھا۔ ما انسیہ إلا الشیطان أن أذكره

۱۰۔ مچھلی کا پانی میں مل جل کر حرکت کرنا، حضرت موسیٰ (ع) کے ہم سفر کی نظر میں عادت سے ہٹ کر عجیب چیز

تھی واتخذ سبیلہ فی البحر عجب

۱۱_ عن أبي جعفر (ع) وأبي عبد الله (ع) قال : إنه لما كان من أمر موسى الذي كان أعطى مكنل فيه حوت مملح قيل له: هذا يدللك على صاحبك عند عين مجمع البحرين... فانطلق الفتى يغسل الحوت في العين فاضطرب الحوت في يده حتى خدشه فانفلت ونسيه الفتى^(۱) امام باقر (ع) اور امام جعفر صادق (ع) سے روایت ہوئی کہ جب حضرت موسی (ع) پر جو کچھ آیا گزر گیا تو انہیں ایک تھیلادیا گیا کہ اس میں نمک لگی ایک مچھلی تھی اور اسے کہا گیا کہ یہ مچھلی آپ کو دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر ایک چشمہ کے نزدیک آپ کے دوست کے حوالے سے راہنمائی کرے گی پس آپ کا ہمراہی جوان، مچھلی کو اس چشمہ میں دھونے کیلئے گیا تو مچھلی نے اسکے پاتھوں میں حرکت کی اور اسکے ہاتھوں میں خراش وارد کی اور اسکے چنگل سے نکل گئی اور وہ جوان اس واقعہ کو بھول گیا۔

بھولنا: بھولنے کے اسباب ۸

خضر (ع): قصہ خضر (ع) ۷

روایت: شیطان کا تسلط ۹; شیطان کا کردار ۷; شیطان کی قدرت ۸; شیطان کے تسلط کے آثار ۶

موسی (ع): قصہ موسی (ع) میں مچھلی کا فرار ۱۱، ۱۰، ۳، ۲; مجمع البحرین میں موسی (ع) ۱; موسی (ع) کا آرام کرنا ۳، ۱; موسی (ع) کا قصہ ۱۱، ۴، ۱; موسی (ع) کی خضر سے ملاقات ۷; موسی (ع) کی خواہشات ۵; موسی (ع) کی غفلت ۳; موسی (ع) کے قصے میں مچھلی کی سرنوشت ۶، ۵، ۳

یوشع (ع): مجمع البحرین میں یوشع (ع) ۱ یوشع (ع) کا آرام کرنا ۱، ۳; یوشع (ع) کا بھولنا ۱۱، ۳; یوشع (ع) کا تعجب ۱۰; یوشع (ع) کا علم ۹; یوشع (ع) کا قصہ ۱۱، ۳، ۱; یوشع (ع) کی رائے ۶; یوشع (ع) کے بھولنے کے اسباب ۶

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲: ص ۳۲۹; ج ۴۱: نور الثقلین ج ۳: ص ۲۷۱; ج ۱۲۹۔

آیت ۶۳

﴿قَالَ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَأَرْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾

موسیٰ نے کہا کہ پس وہی جگہ ہے جسے ہم تلاش کر رہے تھے پھر دونوں نشان قدم دیکھتے ہوئے الٹے پاؤں واپس ہوئے (۶۳)

۱۔ مچھلی کا واقعہ اور اسکی پانی میں غیر عادی حرکت، حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) کی ملاقات کی جگہ تھی۔
قال ذلك ما كنا نبغ

"نبغی" سے مراد، طلب ہے اور "ذلك ما كنا نبغ" سے مراد، یعنی جو کچھ وقوع پذیر ہوا ہے ہم اسکی طلب و تلاش میں تھے یہ وہی... علامت اور نشانی ہے حضرت موسیٰ (ع) کے کلام کے آخر میں کلمہ "نبغی" کی "یا" کلام کی تخفیف کی بناء پر حذف ہو گئی ہے۔

۲۔ حضرت موسیٰ (ع)، حضرت خضر (ع) کی جگہ کو تلاش کرنے کے حوالے سے وقوع پذیر ہونے والی علامت سے پہلے ہی سے آگاہ تھے۔ قال ذلك ما كنا نبغ

۳۔ حضرت موسیٰ (ع) کا ہم سفر باوجود اس کے کہ وہ حضرت خضر (ع) کے ساتھ ملاقات کی جگہ کی علامات سے آگاہ نہیں تھا پھر بھی موسیٰ (ع) کا ہمراہی اور اس مقصد کا اس مقام تک پہنچنا تھا۔ ذلك فاكتنا نبغ

۳۔ حضرت موسیٰ (ع) اور انکے ہم سفر پہلے والے مقام اور مچھلی کے نکل جانے کی جگہ کو تلاش کرتے ہوئے لوٹ گئے۔
فارتدّ اعلیٰ ء اثارهما قصصا

"إرتدا" فعل 'ارتدّ' کا مصدر ہے یعنی لوٹنا اور "قص آثاره قصصاً" یعنی اسکے پاؤں کے نشان کو دقت سے ڈھونڈنا اور "فارتدا" سے مراد، یہ ہے کہ موسیٰ (ع) اور انکے ہمراہی دقت سے گزرے ہوئے راستہ سے لوٹ گئے تاکہ اسی جگہ لوٹ جائیں جہاں مچھلی دریا میں چلی گئی تھی۔

۵۔ مجمع البحرین کو عبور کرنے کے بعد حضرت موسیٰ (ع) کا آنے والے راستہ، خشکی میں تھا۔

"اثر" وہ علامت ہے جو زمین میں پیدا ہوتی ہے اس علامت کے ذریعے گزری ہوئی راہ کو ڈھونڈا جاتا ہے۔

خضر (ع): خضر (ع) سے ملاقات کی جگہ کی علامات ۱/۲: خضر (ع) کا قصہ ۱، ۲

موسیٰ (ع): موسیٰ کا قصہ ۵، ۳، ۲، ۱: موسیٰ کا لوٹنا ۳: موسیٰ کی خضر سے ملاقات کی جگہ ۲، ۱: موسیٰ کے لوٹنے کی راہ ۵: موسیٰ کے قصہ میں مچھلی کا فرار ۱

یوشع (ع): یوشع کا قصہ ۳: یوشع کا لوٹنا ۳: یوشع کی جہالت ۳: یوشع کی خواہشات ۳

آیت ۶۵

﴿فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِّن لَّدُنَّا عِلْمًا﴾

تو اس جگہ پر ہمارے بندوں میں ہے ایک ایسے بندے کو پایا جسے ہم نے اپنی طرف سے رحمت عطا کی تھی اور اپنے علم خاص میں سے ایک خاص علم کی تعلیم دی تھی (۶۵)

۱۔ موسیٰ (ع) اور انکے ہم سفر نے مجمع البحرین پہنچنے کے بعد حضرت خضر سے ملاقات کی۔

فارتدا علی اثارہما قصصاً فوجد

۲۔ حضرت موسیٰ اور انکے ہمراہی کا اپنے اس پر تلاش سفر کا مقصد اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے ایک بندے کو

ڈھونڈنا تھا کہ جو علم لدنی کا حامل تھا۔ فارتدا... فوجدنا عبداً من عبادنا... وعلمناه من لدنا

کلمہ "وجد" بتا رہا ہے کہ ایسی چیز ڈھونڈی گئی ہے کہ جسکی تلاش میں حضرت موسیٰ (ع) اور انکے ہم سفر تھے نہ کہ ایسے ہی اتفاقاً ملاقات ہوئی ہے "لدنا" بتا رہا ہے کہ حضرت "خضر (ع)" کا علم کوئی عام سا اور معمولی علم نہیں تھا بلکہ پروردگار کا خاص فیض تھا۔

۳۔ حضرت خضر (ع) اللہ تعالیٰ کے خاص بندے تھے کہ جو خدا کی خصوصی رحمت اور عنایت کے حامل تھے۔

ء اتیناہ رحمۃ من عندنا

۳۔ انسان کی خدا کیلئے عبودیت، اللہ تعالیٰ کی نظر میں اسکے لیے شائستہ ترین صفت ہے۔

عبداً من عبادنا

اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر (ع) کی تمام صفات میں سے انکی صفت عبودیت کو پہلی اور واضح ترین صفت کے طور پر تذکرہ

کیا ہے یہ انتخاب بتاتا ہے کہ یہ صفت دوسری تمام صفات پر برتری رکھتی ہے۔

۵۔ حضرت موسیٰ (ع) کے زمانہ میں دوسرے انسان بھی جیسے حضرت خضر (ع) اللہ تعالیٰ کی خاص بندگی کے مقام پر فائز تھے وہ بھی ان کی طرح خاص بندگی کے حامل تھے۔ فوجدا عبدًا من عبادنا

اگر ایسا کہا جاتا ہے کہ "ایک عالم بندہ کو پایا" تو جملہ مکمل تھا مگر "من عبادنا" کا کلام میں آنا، اس نکتہ کو واضح کر رہا ہے کہ فقط خضر (ع)، اللہ تعالیٰ کی بندگی کا مقام نہیں رکھتے تھے بلکہ ان کے علاوہ اور لوگ بھی حضرت موسیٰ (ع) کے زمانہ میں زندگی بسر کرتے تھے کہ جو کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے تھے۔

۶۔ حضرت خضر (ع) کے پاس، مقام نبوت تھا۔ ا تیناہ رحمة من عندنا

یہ احتمال ہے کہ "رحمة من عندنا" سے مراد، نبوت ہو اور "عندنا" میں جمع کی ضمیر کا لانا جو کہ مورد نظر رحمت میں واسطے کا کام دیتی ہے نیز بعض دوسری آیات میں "رحمت" کا نبوت پر اطلاق، اس احتمال کی تائید کر رہا ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خصوصی عبودیت اور بندگی اسکی خاص رحمت کے شامل حال ہونے کا پیش خیمہ ہے۔
عبدًا من عبادنا تیناہ رحمة من عندنا

۸۔ حضرت خضر (ع)، مخصوص علم اور اللہ تعالیٰ کی عطا (علم لدنی) کے حامل تھے۔ و علّمناہ من لدنا علما

"من لدنا" اور "من عندنا" میں معنی کے حوالے سے فرق نہیں ہے دونوں اللہ تعالیٰ کی منشاء کے رکھنے کو بتا رہے ہیں۔

۹۔ حضرت خضر (ع) کا علم لدنی ان پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا نمونہ ہے۔ ا تیناہ رحمة من عندنا و علّمناہ من لدنا علم

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بندگی الہی، علم و معارف کے حامل ہونے کا پیش خیمہ ہے۔ عبدًا من عبادنا... و علّمناہ من

لدنا علما

۱۱۔ علم، انسان کیلئے انتہائی قدر و قیمت کی حامل چیز ہے۔ علّمناہ من لدنا علما

۱۲۔ نعمت و علم کی حامل اعلیٰ شخصیات کو بھی چاہیے اللہ تعالیٰ کو اپنے تمام کمالات کا سرچشمہ سمجھیں۔

ا تیناہ رحمة من عندنا و علّمناہ من لدنا علما

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پیش خیمہ ۷؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی علامات ۹؛ اللہ تعالیٰ کی عطائیں ۱۲

اللہ تعالیٰ کے بندے: موسیٰ (ع) کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے بندے ۵

خضر (ع): خضر (ع) کا قصہ ۱؛ خضر کے مقامات ۶؛ خضر (ع) کا علم لدنی ۲، ۸، ۹؛ خضر (ع) کی عبودیت ۲، ۳؛ خضر (ع) کی فضیلتیں ۳، ۸، ۹؛ خضر (ع) کی نبوت ۶؛ خضر (ع) کی نعمات ۸؛ مجمع البحرین میں خضر (ع) خوبیاں: خوبیوں کا معیار ۱۱، ۱۲/ دین: دینی تعلیمات کا پیش خیمہ ۱۰
رحمت: رحمت کے شامل حال لوگ ۹، ۳/ عبودیت: عبودیت کی قدر و قیمت ۲؛ عبودیت کے آثار ۱۰، ۱۱
علم: علم کا پیشخیمہ ۱۰؛ علم کی قدر و قیمت ۱۱؛ علوم کی بنیاد ۱۲
علماء: علماء کی رائے ۱۲

موسیٰ (ع): مجمع البحرین میں موسیٰ (ع) ۱؛ موسیٰ (ع) کا قصہ ۱، ۲؛ موسیٰ (ع) کا لوٹنا ۱؛ موسیٰ (ع) کی خضر سے ملاقات کی جگہ ۱؛ موسیٰ (ع) کے سفر کے مقاصد ۲
نعمت: نعمت کے شامل حال لوگ ۸؛ نعمت کے شامل حال لوگوں کی رائے ۱۲؛ نعمت کا سرچشمہ ۱۲
یوشع (ع): مجمع البحرین میں یوشع (ع) ۱؛ یوشع (ع) کا قصہ ۲؛ یوشع (ع) کا لوٹنا ۱؛ یوشع (ع) کی خضر سے ملاقات کی جگہ ۱؛ یوشع (ع) کے سفر کے مقاصد ۲

آیت ۶۶

﴿قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عَلَّمْتَٰ رُشْدًا﴾

موسیٰ نے اس بندے سے کہا کہ کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ آپ مجھے اس علم میں سے کچھ تعلیم کریں جو راہنمائی کا علم آپ کو عطا ہوا ہے (۶۶)

۱۔ حضرت موسیٰ (ع) نے حضرت خضر سے انکے ہمراہ ہونے کیلئے اجازت طلب کی۔ قال له موسى هل اتبعك

۲۔ حضرت موسیٰ (ع) کا حضرت خضر (ع) کے ہمراہ ہونے کا مقصد، انکے راہنمائی دینے والے علم سے بہرہ مند ہونا تھا۔
هل اتبعك على أن تعلمني مما علمت رشدا

"رشداً" اگر مفعول لہ ہو تو آیت کا مطلب یوں ہو گا کہ میں راہنمائی پانے کیلئے پیروی کر رہا ہوں اور اگر وہ مفعول بہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اس لیے آپ کی پیروی کر رہا ہوں کہ جو راہنمائی والی چیز ہے اسے مجھے بھی سکھائیں۔
۳۔ حضرت موسیٰ (ع) حضرت خضر (ع) کے "علم لدنی" کی احتیاج محسوس کر رہے تھے۔

هل اتبعك على أن تعلمن مما علمت رشدا

۳۔ حضرت موسیٰ (ع) نے حضرت خضر (ع) کے پاس موجود علوم سے اپنی محرومیت کا اعتراف کیا اور ان کے علمی و عملی مقام کے مقابل، انکساری سے کام لیا۔ هل اتبعك على أن تعلمن مما علمت

پیروی کیلئے آمادہ ہونے کا اظہار، حضرت موسیٰ (ع) کی حضرت خضر (ع) کے کردار کے درمقابل خضوع کی علامت ہے اور سیکھنے کے لیے مشتاق ہونے کا اظہار، ان کے علم کے سامنے انکساری کی حکایت کر رہا ہے۔

۵۔ حضرت موسیٰ (ع)، کمال و رشد کے بلند مرتبہ پر پہنچنے کے لیے کسب علوم کے راستے کے ذریعہ کوشش کر رہے تھے۔
هل اتبعك على أن تعلمن مما علمت رشدا

۶۔ حضرت موسیٰ (ع) کی نگاہ میں جناب خضر (ع)، ایک تعلیم یافتہ شخص تھے کہ جنہوں نے اپنے مخصوص علم کسب کیے ہوئے تھے۔ مما علمت

۷۔ حضرت خضر (ع) کی خصوصی معلومات، الہی تعلیمات سے اخذ ہوئیں تھیں۔ علمنه من لدنا علماً... مما علمت رشدا
۸۔ حضرت موسیٰ (ع) کی نظر میں حضرت خضر (ع)، کے علوم، انکی پیروی میں حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ هل اتبعك على أن تعلمن

۹۔ حضرت خضر (ع) کے علوم لدنی کی حدود وسیع تھیں۔ تعلمن مما علمت "مما" میں "من" کا معنی "تبعیض" ہے حضرت موسیٰ (ع) اس تعبیر کے ساتھ بتا رہے ہیں کہ میں ان وسیع علوم میں کچھ سیکھنا چاہتا ہوں۔

۱۰۔ راہ کمال کو طے کرنے اور خصوصی الہی معارف تک پہنچنے کیلئے ایک معلم اور راہنما کی احتیاج ہے۔ هل اتبعك على أن تعلمن مما علمت رشدا یہ کہ حضرت موسیٰ (ع) کمال تک پہنچنے کیلئے حضرت خضر (ع) کی پیروی ضروری سمجھتے تھے اور ان سے ملاقات کیلئے سفر اور اسکی مشکلات کو برداشت کیا یہ بتاتا ہے کہ وہ راہنما کی ضرورت محسوس کرتے تھے۔

۱۱۔ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنے ہم سفر کو حضرت خضر (ع) کی ہمراہی اور علوم کو کسب کرنے کے لیے مجبور نہیں کیا حضرت خضر (ع) کے ساتھ سفر میں حضرت موسیٰ (ع) کے ہمراہی کا تذکرہ نہیں ہوا ممکن ہے کہ وہ اس سفر میں حضرت موسیٰ سے جدا ہو گئے یا یہ کہ موسیٰ (ع) اور خضر (ع) کی بلند وبالا شخصیت کی بناء پر بعد والی آیات میں صرف ان دونوں کا ذکر ہوا ہے گزشتہ آیات میں

جملہ "ذلك ما كنا نبغ" و سرے احتمال کی تائید کر رہا ہے۔

۱۲۔ الہی علماء کے مقابل، انکساری اور ادب کا لحاظ کرنا ضروری ہونا۔ هل أتبعك على أن تعلمن مما علمت رشدا

۱۳۔ انبیاء کا علم محدود اور وسیع ہونے کی قابلیت رکھتا ہے۔ هل أتبعك على أن تعلمن مما علمت رشدا

۱۴۔ علم و کمال سے بہرہ مند ہونے میں پیغمبروں کے مختلف درجات ہیں۔ هل أتبعك على أن تعلمن مما علمت رشدا
مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ خضر (ع) انبیاء میں سے ہوں۔

۱۵۔ علم کے تمام درجات اور آخری حد تک کمال کا حامل ہونا، نبوت کیلئے شرط نہیں ہے۔
هل أتبعك على أن تعلمن مما علمت رشدا

۱۶۔ با ارزش ترین علم وہ علم ہے جو انسان کے معنوی رشد و کمال کی ضمانت دے۔ تعلمن مما علمت رشدا

۱۷۔ الہی علوم، انسان کے رشد و کمال کی ضمانت دیتے ہیں۔ على أن تعلمن مما علمت رشدا

۱۸۔ عالم کے ساتھ سفر اور علم و کمال کے کسب کرنے کی راہ میں مصیبتوں کو برداشت کرنا، قابل قدر ہے۔

لقد لقينا من سفرنا هذا نصبا ... هل أتبعك على أن تعلمن مما علمت رشدا

۱۹۔ عن جعفر بن محمد (ع) ... ان موسى لما كلمه الله تكليماً ... قال في نفسه: "ما أرى أن الله عز وجل خلق خلقاً

علم متى فإوحى الله عز وجل إلى جبرئيل "يا جبرئيل أدرك عبدى موسى قبل أن يهلك وقل له: إن عند ملتقى

البحرين رجلاً عابداً فاتبعه تعلم منه^(۱)

امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ ... جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ (ع) سے کلام کی تو موسیٰ (ع) نے اپنے دل میں کہا:

"میں نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی مخلوق پیدا کی ہو جو مجھ سے زیادہ علم رکھے" اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو وحی کی:

"اس سے پہلے کہ میرا بندہ ہلاک ہو اس تک پہنچو اور کہو: دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر ایک عبادت گزار شخص ہے اس کے

ہمراہ جاؤ اور اس سے علم حاصل کرو"

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کے آثار ۱۷

انبیاء: انبیاء کا علم ۱۲; انبیاء کا کمال ۱۳; انبیاء کے درجات ۱۴; انبیاء کے علم کا زیادہ ہونا ۱۵; انبیاء کے علم کی حدود ۱۶

اہمیتیں:

اہمیتوں کا معیار ۱۶

خضر (ع): خضر (ع) سے سیکھنا ۲; خضر (ع) سے سیکھنے کا پیش خیمہ ۸; خضر (ع) کا علم لدنی ۹، ۴، ۳، ۲; خضر (ع) کا قصہ ۱، ۱۱، ۳، ۲; خضر (ع) کا معلم ہونا ۴; خضر (ع) کی پیروی کے آثار ۸; خضر (ع) کے فضائل ۳، ۳، ۴، ۹; خضر (ع) کے علم کی وسعت ۹

دین: دین سیکھنے کے شرائط ۱۰

دینی علماء: دینی علماء کا احترام ۱۲; دینی علماء کی شخصیت کی اہمیت ۱۲; دینی علماء کے درمقابل انکساری ۱۲
روایت: ۱۹

علم: اہم ترین علم ۱۶; علم کے آثار ۵، ۱۵; علم کے حصول میں مصیبتوں کے برداشت کرنے کی اہمیت ۱۸
علماء: علماء کے ساتھ سفر کرنے کی اہمیت ۱۸
کمال: کمال کے اسباب ۱۶، ۱۷; کمال کے شرائط ۱۰
معلم: معلم کا کردار ۱۰

موسیٰ (ع): اللہ تعالیٰ کا موسیٰ (ع) سے کلام کرنا ۱۹; خضر (ع) کے ساتھ موسیٰ (ع) کی ہمراہی ۱، ۲; موسیٰ (ع) کا اجازت لینا ۱; موسیٰ (ع) کا اقرار ۳; موسیٰ (ع) کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵; موسیٰ (ع) کی انکساری ۳; موسیٰ (ع) کے اہداف ۲; موسیٰ (ع) کی تعلیم ۱۹; موسیٰ (ع) کی خضر (ع) سے ملاقات کا فلسفہ ۱۹; موسیٰ (ع) کی رائے ۸، ۶; موسیٰ (ع) کی کوشش ۵; موسیٰ (ع) کی معنوی ضروریات ۳; موسیٰ (ع) کے علم کا محدود ہونا ۳، ۱۹; موسیٰ (ع) کے کمال کے اسباب ۵; موسیٰ (ع) کے ہمسفر ۱۱

نبوت: نبوت کے شرائط ۱۵

ہدایت کرنے والے: ہدایت کرنے والوں کا کردار ۱۰

﴿قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾

اس بندہ نے کہا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے (۶۷)

۱۔ حضرت خضر (ع) نے خصوصی علوم کے حصول کیلئے حضرت موسیٰ (ع) کو اپنی ہمراہی پر عاجز پایا۔

هل اتبعك... قال إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا

۲۔ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کو نصیحت کی کہ حوصلہ نہ رکھنے کی بناء پر انکی ہمراہی کا ارادہ ترک کر دیں۔

إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا

۳۔ حضرت خضر (ع) کے کام دوسروں کیلئے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ (ع) جیسی ہستی کیلئے ناقابل تحمل اور مبہم تھے۔

قال إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا

"معی" پر تاکید کرنا بتاتا ہے کہ فقط علوم کی تعلیم مشکل پیدا نہیں کرتی تھی بلکہ خود حضرت خضر (ع) کی ہمراہی کہ جس کا نتیجہ انکے علوم کی بنا پر انکے کردار کا مشاہدہ کرنا تھا یہ حضرت موسیٰ (ع) کیلئے قابل تحمل نہ تھی۔

۳۔ حضرت خضر (ع) پہلے سے ہی حضرت موسیٰ (ع) کی باطنی صفات سے آگاہ تھے۔ قال إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا
حضرت خضر (ع) کی جانب سے حضرت موسیٰ (ع) کے تحمل نہ کرنے کی پیشگوئی دو وجوہات میں سے ایک وجہ ہو سکتی ہے (۱) حضرت خضر (ع) کا حضرت موسیٰ (ع) کی فکری اور روحی خصوصیات سے مطلع ہونا (۲) یہ کہ اصولی طور پر ایسے علوم کا تحمل کرنا حضرت خضر کے علاوہ کسی اور کیلئے ممکن نہ تھا۔ مندرجہ بالا مطلب کی بناء پہلا احتمال ہے۔

۵۔ حضرت خضر (ع) اور اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے علم سے ایک جرعہ لینے کیلئے بہت سے صبر اور تحمل کی ضرورت

ہے۔ قال إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا

حضرت خضر (ع) کا حضرت موسیٰ (ع) کو خبردار کرنا، درحقیقت اس نکتہ کو بیان کر رہا ہے کہ حضرت خضر (ع) کی ہمراہی اور اس سے علوم کا کسب بہت سے صبر کا محتاج ہے۔

۶۔ حضرت خضر (ع) کا حضرت موسیٰ (ع) سے بلند مرتبہ تھا۔ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا

۷۔ ایک معلم اور مربی کو چاہیے کہ وہ لوگوں کی استعداد و صلاحیت کو مد نظر رکھے اور نئے سیکھنے والوں کو تعلیم

کی دشواریوں سے آگاہ کریں۔ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا

اسے پہلے کہ حضرت خضر (ع)، حضرت موسیٰ (ع) کی اپنے ساتھ ہمراہی کو قبول کریں انہیں اس راہ کی مشکلات سے آگاہ کر رہے ہیں ساتھ ہی ان کے تحمل نہ کرنے پر زور دے رہے ہیں۔ اس آیت سے اہل علم و دانش کیلئے ایک پیغام لیا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ طالب علم کے تحمل کو دیکھئے اور اسے اس راہ کی دشواریوں سے آگاہ کرے۔

استعداد: استعداد کا کردار ۷

انبیاء: انبیاء کے درجات ۶

تعلیم: تعلیم کی روش ۷

خضر (ع): خضر کا علم ۳؛ خضر (ع) کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴؛ خضر (ع) کی رائے ۱؛ خضر (ع) کی طرف سے سیکھنے کی شرائط ۵؛ خضر (ع) کی نصیحتیں ۲؛ خضر (ع) کے درجات ۶؛ خضر (ع) کے عمل کا تعجب خیز ہونا ۳
علم: علم کے حصول میں صبر کی اہمیت ۵
معلم: معلم کا کردار ۷

موسیٰ (ع): موسیٰ (ع) کا عجز ۱، ۲، ۳، ۴؛ موسیٰ (ع) کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴؛ موسیٰ کو نصیحت ۲؛ موسیٰ (ع) کی بے صبری ۲؛ موسیٰ (ع) کی باطنی صفات ۳؛ موسیٰ (ع) کی خضر کے ساتھ ہمراہی ۱، ۲؛ موسیٰ (ع) کی خصوصیات ۳؛ موسیٰ (ع) کے درجات ۶

آیت ۶۷

﴿وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا﴾

اور اس بات پر کیسے صبر کریں گے جس کی آپ کو اطلاع نہیں ہے (۶۸)

۱۔ حضرت موسیٰ (ع)، حضرت خضر (ع) کی زندگی اور افعال میں پوشیدہ اسرار اور انکی جہات سے زیادہ مطلع نہ تھے۔
وکیف تصبر علی ما لم تحط به خبرا

"إحاطة" فعل "لم تحط" کا مصدر ہے یعنی "کسی چیز پر احاطہ رکھنا اور اس سے کامل طور پر

واقف ہونا" مورد بحث آیت میں کلمہ "خبراً" جو کہ "علماً" کا معنی دیتا ہے اور "احاطہ" کیلئے تمیز ہے اسی سے مراد، کامل طور علمی احاطہ ہے۔

۲۔ حضرت خضر (ع) حضرت موسیٰ (ع) کے اپنے کردار کی جہات سے اطلاع نہ رکھنے کو حضرت موسیٰ (ع) کے صبر نہ کرنے کی دلیل جانتے تھے۔ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ... وکیف تصبر علی ما لم تحط به خبرا

۳۔ حضرت خضر (ع) کے افعال، حضرت موسیٰ (ع) جیسے شخص تک کیلئے ظاہراً معمول سے ہٹ کر اور بہت مجہول پہلوؤں پر مشتمل تھے۔ وکیف تصبر علی ما لم تحط به خبرا

۳۔ بہت سارے مسائل میں انسان کا بے صبر ہونا اس کا ان اسرار اور حقیقت حال سے جاہل ہونے کی بناء پر ہے۔ وکیف تصبر علی ما لم تحط به خبرا

۵۔ علم و آگاہی صبر اور تحمل کا پیش خیمہ ہے۔ وکیف تصبر علی ما لم تحط به خبرا

جلد بازی: جلد بازی کے اسباب ۲

جہالت: جہالت کے آثار ۲

خضر (ع): خضر (ع) کا قصہ ۲، ۳؛ خضر (ع) کی فکر ۲؛ خضر (ع) کے عمل کا تعجب خیز ہونا ۳؛ خضر (ع) کے عمل کا راز ۱، ۲

صبر: صبر کا باعث ۵

علم: علم کے آثار ۵

موسیٰ: موسیٰ کا قصہ ۲، ۳؛ موسیٰ کے عجز کے دلائل ۲؛ موسیٰ کے علم کی حدود ۱، ۲

آیت ۶۹

﴿قَالَ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا﴾

موسیٰ نے کہا کہ آپ انشاء اللہ مجھے صابر پائیں گے اور میں آپ کے کسی حکم کی مخالفت نہ کروں گا (۶۹)

۱۔ حضرت موسیٰ (ع) نے حضرت خضر (ع) کے افعال اور جو ان سے سیکھنا تھا انکے درمقابل صبر و تحمل اختیار کرنے

کا وعدہ دیا۔ قَالَ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا

جملہ "ستجدنی..." (آپ مجھے صابر پائیں گے) اس سے حکایت کر رہا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) ایسے صبر کی خبر دے رہے تھے

کہ جسکے آثار واضح ہونگے یہ تعبیر "سا صبر" یا اس کی مانند دوسرے کلمات کے ساتھ مقائسہ کریں تو ان کی نسبت زیادہ تاکید لیے ہوئے ہے۔

۲۔ حضرت موسیٰ (ع) نے حضرت خضر (ع) کی مکمل اطاعت اور ان کے فرامین سے نافرمانی نہ کرنے پر تاکید کی۔
ستجدنی إن شاء الله صابراً ولا أعصى لك أمراً

۳۔ حضرت موسیٰ (ع)، حضرت خضر (ع) کو وعدہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی یاد اور کاموں میں الہی مشیت کے کردار سے غافل نہ تھے۔ ستجدنی إن شاء الله صابراً

۳۔ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنے معلم حضرت خضر (ع) کے مقابل مکمل ادب اور متانت کا اظہار کیا۔
هل اتبعك... ستجدنی... ولا أعصى حضرت موسیٰ (ع) کے کلام میں ادب و متانت کے بہت سے موارد موجود ہیں
(الف): اپنی درخواست کو استفہام سے شروع کیا (هل اتبعك) (ب): حضرت خضر کے علم کے سرچشمہ کو عزت و احترام کی خاطر صیغہ مجہول کی صورت میں "عَلِّمْتُ" بیان کیا (ج): انکے علم کو کمال لانے والا جانا (رشداً) (د): ان کے کچھ علم کو چاہا (مما علمت) (ه): صبر کا واضح طور پر وعدہ نہیں دیا بلکہ "ستجدنی إن شاء الله..." کی صورت میں ذکر کیا اور انکی نصیحتوں کو امر کے عنوان سے لیا اور وعدہ دیا کہ انکے کسی حکم کی نافرمانی نہ کریں گے (المیزان ج ۱۳)
۵۔ حضرت موسیٰ (ع)، حضرت خضر (ع) کے علوم کے حصول کیلئے بہت مشتاق تھے۔
قال ستجدنی إن شاء الله صابراً ولا أعصى لك أمراً

۶۔ وعدوں اور آئندہ کاموں کے انجام دینے میں ضمانت دینے پر، ہمیشہ الہی مشیت کو یاد رکھنا چاہیے۔
ستجدنی إن شاء الله صابراً ولا أعصى لك أمراً

۷۔ صابر ہونا اور استاد کی اطاعت، علم سیکھنے کا ادب اور شرط ہے۔ ولا أعصى لك أمراً
۸۔ عن جعفر بن محمد (ع) ... قال موسیٰ "ستجدنی ان شاء الله صابراً ولا أعصى لك أمراً" فلما استثنى المشيئة قبله ...
... امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ موسیٰ (ع) نے خضر (ع) سے کہا "ستجدنی إن شاء الله صابراً..." پس چونکہ انہوں نے مشیت الہی کا ذکر کیا (یعنی انشاء اللہ کہا) خضر (ع) نے انہیں قبول کر لیا ...

اشتیاق: علم حاصل کرنے کا اشتیاق ۵

اطاعت: خضر کی اطاعت ۲، معلم کی اطاعت ۷

خضر: خضر کا احترام ۳، خضر کا علم ۵، خضر کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵

ذکر: الہی مشیت کا ذکر ۳؛ الہی مشیت کے ذکر کی اہمیت ۶؛ مشیت الہی کے ذکر کرنے کے آثار ۸
ذکر کرنے والے ۳ روایت ۸:

علم حاصل کرنا: علم حاصل کرنے کی شرائط ۷؛ علم حاصل کرنے کے آداب ۷؛ علم حاصل کرنے میں صبر ۷
معلم: معلم کا احترام ۳

موسیٰ (ع): موسیٰ (ع) کا ادب ۳؛ موسیٰ (ع) کا اشتیاق ۵؛ موسیٰ (ع) کا صبر ۸، ۱؛ موسیٰ (ع) کا علم حاصل کرنا ۵، ۱؛
موسیٰ (ع) کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵؛ موسیٰ (ع) کا معلم ۵؛ موسیٰ (ع) کا وعدہ ۲، ۱، ۳
وعدہ: وعدہ کے آداب ۶

آیت ۷۰

﴿قَالَ فَإِنْ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾

اس بندہ نے کہا کہ اگر آپ کو میرے ساتھ رہنا ہے تو بس کسی بات کے بارے میں اس وقت تک سوال نہ کریں جب تک
میں خود اس کا ذکر نہ شروع کر دوں (۷۰)

۱۔ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کی اپنی ہمراہی کے حوالے سے درخواست پر مشروط موافقت کی۔
قال فإن اتبعتنی فلا تسألنی عن شیءٍ

۲۔ حضرت خضر (ع) کی حضرت موسیٰ (ع) کی ہمراہی کے حوالے سے یہ شرط تھی کہ وہ انکی وضاحت دینے سے پہلے خود
کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کریں۔ فلا تسألنی عن شیءٍ حَتَّى احدث لك منه ذكرا

۳۔ حضرت خضر (ع) چاہتے تھے کہ حضرت موسیٰ (ع) اسرار و رموز کو سمجھنے میں عجلت سے کام نہ لیں اور ان پر بلا چوں
چرا اپنی اتباع لازم نہیں کی۔

حتیٰ ۱ حدث لك منه ذكرا

۳_ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کو آگاہ فرمایا کہ وہ جو انجام دیں گے دلیل و حکمت سے خالی نہیں ہوگا۔

حتیٰ ۱ حدث لك منه ذكرا

۵_ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کو وعدہ دیا کہ آخر میں اپنے کام کے کچھ رموز، ان پر واضح کریں گے۔

۱ حدث لك منه ذكرا

"منہ" میں "من" تبعیض کیلئے ہے اور یہ بتا رہا ہے کہ حضرت خضر (ع) نے اپنے عمل کی خصوصیات میں سے کچھ بیان کرنے کا وعدہ دیا تھا۔

۶_ آگاہی کے زینہ فراہم ہونے سے پہلے سوال کرنے میں عجلت، علم حاصل کرنے کے آداب سے نہیں ہے۔

فلا تسئلنی عن شیء حتیٰ ۱ حدث لك

خضر (ع): خضر (ع) کے عمل کا راز بیان ہونا ۵، ۳، خضر (ع) کی پیروی ۳، خضر (ع) کے تقاضے ۳، خضر (ع) کی تعلیمات ۳،

خضر (ع) کا قصہ ۵، ۳، ۲، ۱، خضر (ع) کے وعدے ۵

سوال: سوال میں عجلت ۶

علم حاصل کرنا: علم حاصل کرنے کے آداب ۶

موسیٰ (ع): موسیٰ (ع) کی پیروی ۳، موسیٰ (ع) کے تقاضے ۱، موسیٰ (ع) کا صبر ۳، موسیٰ (ع) کا قصہ ۵، ۳، ۲، ۱، موسیٰ (ع)

کو وعدہ ۵، موسیٰ (ع) کی خضر (ع) کے ساتھ ہمراہی ۱، ۲

آیت ۷۱

﴿فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكَبَا فِي الْسَّفِينَةِ خَرَقَهَا قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا﴾

پس دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو اس بندہ خدا نے اس میں سوراخ کر دیا موسیٰ نے کہا کہ کیا آپ

نے اس لئے سوراخ کیا ہے کہ سوار یوں کو ڈبو دیں یہ تو بڑی عجیب و غریب بات ہے (۷۱)

۱_ حضرت موسیٰ (ع)، حضرت خضر (ع) کی شرط قبول کرتے ہوئے انکے ہمراہ چل پڑے۔ فانطلقا حتیٰ إذا ركبنا فی

السفينة "انطلاق" یعنی روانہ ہونا اور چلنا "فانطلقا" میں "فاء" دلالت کر رہی ہے کہ موسیٰ (ع) نے خضر (ع) کی شرائط

قبول کی اور انہوں نے موسیٰ (ع) کو ہمراہی کی اجازت دی۔

۲۔ حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) اپنی ہمراہی کے پہلے مرحلے میں ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ فانطلقا حتیٰ إذا ركبنا فی السفینة

۳۔ حضرت موسیٰ (ع) کے ہمسفر (یوشع (ع)) حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) کے سفر کے شروع میں ہی ان سے جدا ہو گئے۔ فانطلقا حتیٰ إذا ركبنا فی السفینة اس آیت میں حضرت موسیٰ (ع) کے پہلے ہمسفر "یوشع (ع)" کا نام نہیں لیا گیا ممکن ہے کہا جائے کہ بعد والے سفر میں وہ نہیں تھے اور انہیں اجازت نہیں ملی تھی " فانطلقا " اور "رکبا" میں تثنیہ کی ضمیر اس بات پر روشن گواہ ہے۔

۴۔ حضرت خضر (ع) نے کشتی پر سوار ہونے کے بعد اس میں سوراخ کیا کہ کشتی والے غرق ہونے کے خطرہ میں پڑ گئے۔ حتیٰ إذا ركبنا فی السفینة خرقة "خرق" یعنی اور سوراخ کرنا اور توڑنا

۵۔ حضرت موسیٰ (ع) حضرت خضر (ع) کے کشتی توڑنے کے عمل پر حیران رہ گئے اور ان پر اعتراض کیا۔ قال ا خرقتها لتغرق أهله

۶۔ حضرت خضر (ع) نے کشتی میں سوراخ، دوسرے کشتی سوار لوگوں کی نگاہوں سے ہٹ کر کیا تھا۔ خرقتها قال ا خرقتها لتغرق أهله

واضح سی بات ہے کہ اگر لوگوں کی نگاہوں کے سامنے سوراخ ہوتا تو سب ان پر اعتراض کرتے اور انہیں ایسا کرنے سے روک دیتے یہ کہ صرف موسیٰ (ع) نے اعتراض اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ کام دوسروں کی نگاہوں سے ہٹ کر تھا۔

۷۔ حضرت خضر کے عمل پر حضرت موسیٰ (ع) کے اعتراض کی وجہ، کشتی والوں کا غرق ہونے کے خطرے میں پڑنا تھا۔ قال ا خرقتها لتغرق أهله

۸۔ حضرت موسیٰ (ع) کی نظر میں حضرت خضر (ع) کا کشتی کو نقصان پہنچانا، ایک غلط اور ناقابل توجہ کام تھا۔ لقد جئت شیئا إمرا

"إمر" سے مراد "بہت برا" اور "بہت عجیب" ہے "لسان العرب"

۹۔ لوگوں کی جان کو خطرے میں ڈالنا، ایک مذموم اور غلط کام ہے۔ أخرقتها لتغرق أهلهما لقد جئت شیئا إمرا

۱۰۔ حضرت خضر (ع) کے ہاتھوں سوراخ ہونے والی کشتی میں مسافر موجود تھے۔ ا خرقتها لتغرق أهله

۱۱۔ حضرت موسیٰ (ع) نے حضرت خضر (ع) سے بے گناہ انسانوں کو غرق کرنے جیسی غلطیوں کی نفی نہیں کی۔ ا خرقتها لتغرق أهلهما لقد جئت شیئا إمرا

۱۲۔ لوگوں کو ضرور پہنچانے والے مسائل سے بے اعتنائی کی اور غلط کاموں کے مقابل سکوت، حضرت موسیٰ (ع) کی طبیعت اور منش سے بعید تھا۔ اُخِرْقَتَهَا لِتَغْرُقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا

خضر (ع): خضر (ع) پر اعتراض ۵؛ خضر (ع) پر اعتراض کا فلسفہ ۷؛ خضر (ع) کا سفر ۱، ۲، ۳؛ خضر (ع) کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱؛ خضر (ع) کی عصمت ۱۱؛ خضر (ع) کے تقاضوں کا قبول ہونا ۱؛ خضر (ع) کے عمل پر تعجب ۵؛ خضر (ع) کے عمل کا ناپسندیدہ ہونا ۸؛ خضر (ع) کے قصے میں کشتی کے مسافر ۷، ۱۰؛ خضر (ع) کے قصہ میں کشتی میں سوراخ ۵، ۶، ۸؛ کشتی میں خضر (ع) ۲، ۳، ۶

عمل: ناپسندیدہ عمل ۹

لوگ: لوگوں کو ضرور پہنچانے کا ناپسندیدہ ہونا ۹

موسیٰ (ع): موسیٰ (ع) کا اعتراض ۵؛ موسیٰ کا تعجب ۵؛ موسیٰ (ع) کا ذمہ داری لینا ۱۲؛ موسیٰ (ع) کا سفر ۱، ۲، ۳؛ موسیٰ (ع) کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱؛ موسیٰ (ع) کشتی میں ۲؛ موسیٰ (ع) کی خضر کے ساتھ ہمراہی ۱، ۲؛ موسیٰ (ع) کی رائے ۸، ۱۱؛ موسیٰ (ع) کی سیرت ۱۲؛ موسیٰ (ع) کے اعتراض کا فلسفہ ۷

نہی عن المنکر: نہی عن المنکر کی اہمیت ۱۲

یوشع (ع): یوشع (ع) اور موسیٰ (ع) کی جدائی ۳

آیت ۷۲

﴿قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾

اس بندہ خدا نے کہا کہ میں نے نہ کہا تھا آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے (۷۲)

۱۔ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کے اعتراض کو ان کے صبر نہ کرنے پر اپنی پیش گوئی کے صحیح ہونے پر دلیل شمار کیا اور اپنی پیش گوئی انہیں یاد دلانی۔ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا

۲۔ اولیاء خدا اور خصوصی الہی علوم کے حامل لوگوں سے بہرہ مند ہونے کیلئے انکی صحبت میں صبر و تحمل ضروری شرط ہے۔ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا

یہ بات مسلم ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) حصول علم کی خاطر حضرت خضر (ع) کے ہمراہ ہوئے تھے اور انہوں نے صبر اور سوال کرنے میں عجلت نہ کرنے کو لازمی شرط قرار دیا تھا اس آیت میں دوبارہ اس ضروری شرط پر تاکید کی ہے۔

۳۔ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کو کشتی میں عیب ڈالنے کے راز سے آگاہ نہ ہونے کی بناء پر اس کام میں ان کے خیال کو غلط قرار دیا۔ آخرقتها لتغرق اهلها... ألم أقل إنك لن تستطيع معي صبرا

اولیاء اللہ: اولیاء اللہ سے بہرہ مند ہونے کے شرائط ۲؛ اولیاء اللہ کی ہم نشینی کے آداب ۲؛ اولیاء اللہ کی ہم نشینی میں صبر ۲

خضر (ع): خضر (ع) کا قصہ ۱، ۳؛ خضر (ع) کی پیش گوئی ۱؛ خضر (ع) کے قصہ میں کشتی میں سوراخ ۳
 علماء: علماء سے بہرہ مند ہونے کے شرائط ۲؛ علماء کے ساتھ ہم نشینی کے آداب ۲؛ علماء کے ساتھ ہم نشینی میں صبر ۲
 موسیٰ (ع): موسیٰ (ع) کا اعتراض ۱؛ موسیٰ (ع) کا قصہ ۱، ۳؛ موسیٰ (ع) کی بے صبری ۱؛ موسیٰ (ع) کی غلطی کرنا ۳؛ موسیٰ (ع) کے علم کا محدود ہونا ۳

آیت ۷۳

﴿قَالَ لَا تَأْخُذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا﴾

موسیٰ نے کہا کہ خیر جو فروگذاشت ہو گئی اس کا مواخذہ نہ کریں اور معاملات میں اتنی سختی سے کام نہ لیں (۷۳)
 ۱۔ حضرت موسیٰ (ع) اپنی بے صبری کے حوالے سے حضرت خضر (ع) کی بات یاد آنے پر، اپنے اعتراض کی غلطی سمجھ گئے۔ قال لا تأخذني بما نسيت

۲۔ حضرت موسیٰ (ع) نے حضرت خضر (ع) کی ہمراہی کی شرط کی پابندی نہ کرنے اور ان پر غلط اعتراض کرنے کی بناء پر اپنے آپ کو گرفت کے لائق سمجھا اور حضرت خضر (ع) سے تقاضا کیا کہ وہ چشم پوشی فرمائیں۔ قال لا تأخذني بما نسيت

۳۔ حضرت موسیٰ (ع) نے حضرت خضر (ع) سے کیے ہوئے اپنے عہد سے روگردانی، بھولنے کی وجہ سے کی۔ قال لا تأخذني بما نسيت

۳۔ بھول چوک ایک قابل قبول عذر ہے۔ لا تأخذني بما نسيت

۵۔ اولیاء اللہ اور کامل ترین انسان، بھولنے کی صورت میں بھی اپنی خطا پر بھی خود کو گرفت و مواخذہ کا مستحق سمجھتے ہیں
لا تَوَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ

حضرت موسیٰ (ع) کی حضرت خضر (ع) سے گرفت نہ کرنے کی درخواست بتا رہی ہے کہ بھولنے کی صورت میں بھی خطا قابل گرفت ہے۔

۶۔ نبوت کی حدود سے ہٹ کر ذاتی امور میں انبیاء پر بھول چوک کا عارض ہونا، ممکن ہے۔
قال لا تَوَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ

۷۔ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنی بھول اور عہد کی پابندی نہ کرنے کی بناء پر حضرت خضر (ع) سے درگزر کرنے اور سختی نہ کرنے کا تقاضا کیا۔ قال لا تَوَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تَرْهَقْنِي مِنْ أَمْرِي عَسْرًا

"ارہاق" سے مراد کسی کو سخت کام پر لگانا " (قاموس) "لا ترہقنی" کا مطلب یہ ہے کہ دشوار کام (مثلاً جدا ہونا اور ہمراہی کی اجازت ختم کرنا) مجھ سے نہ لیں اور مجھے زحمت میں نہ ڈالیں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ "عسرًا" لا ترہقنی کا دوسرا مفعول ہے

۸۔ حضرت خضر (ع) سے جدائی اور ان کے علوم کے حصول سے محروم رہ جانا حضرت موسیٰ (ع) کے لیے ایک دشوار کام تھا۔ لا تَوَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تَرْهَقْنِي مِنْ أَمْرِي عَسْرًا

"من أَمْرِي" میں امر سے مراد حضرت خضر کی اتباع اور ان سے علم کا حصول ہے۔ آیت کے اس حصہ سے مراد یہ ہے کہ ہمراہی کی اجازت ختم کرتے ہوئے مجھے میرے کام اور مقصد میں مشکل اور زحمت میں نہ ڈالیں۔

۹۔ حضرت موسیٰ (ع)، حضرت خضر (ع) کی ہمراہی پر بہت اصرار کیے ہوئے تھے۔
لا تَوَاخِذْنِي... وَلَا تَرْهَقْنِي مِنْ أَمْرِي عَسْرًا

انبیاء: انبیاء کی عصمت ۶؛ انبیاء کے بھولنے کی حدود ۶

انسان: انسان کامل، کی نظر ۵

اولیاء اللہ: اولیاء اللہ کا بھولنا ۵؛ اولیاء اللہ کی خطا کے آثار ۵؛ اولیاء اللہ کی گرفت کے اسباب ۵؛ اولیاء اللہ کی نظر ۵
بھولنا:

بھولنے کا عذر ۳

خضر: خضر سے معذرت خواہی ۴، ۲؛ خضر کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴

خود: خود پر سرزنش ۵

عذر: قابل قبول عذر ۳

موسیٰ (ع): موسیٰ (ع) کا اعتراض رد ہونا ۱؛ موسیٰ (ع) کا بھولنا ۴؛ موسیٰ (ع) کا علم حاصل کرنا ۸؛ موسیٰ (ع) کا عہد اور خضر (ع) ۳؛ موسیٰ (ع) کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴؛ موسیٰ (ع) کی بے صبری ۱؛ موسیٰ (ع) کی خضر (ع) سے جدائی ۸؛ موسیٰ (ع) کی خضر (ع) کے ساتھ ہمراہی ۹؛ موسیٰ (ع) کی عہد شکنی ۲، ۳؛ موسیٰ (ع) کی فراموشی کے آثار ۳؛ موسیٰ (ع) کی مشکلات ۸؛ موسیٰ (ع) کی معذرت طلبی ۴، ۲؛ موسیٰ (ع) کے تقاضے ۹

آیت ۷۳

﴿فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ أَقْتَلْتَنِي نَفْسًا رَّكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَّقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا﴾

پھر دونوں آگے بڑھے یہاں تک کہ ایک نوجوان نظر آیا اور اس بندہ خدا نے اسے قتل کر دیا موسیٰ نے کہا کہ کیا آپ نے ایک پاکیزہ نفس کو بغیر کسی نفس کے قتل کر دیا ہے یہ تو بڑی عجیب سی بات ہے (۷۳)

۱۔ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کی معذرت کو قبول کیا اور انہیں اپنی ہمراہی کی اجازت دی۔ فانطلق "فانطلقا" میں "فای" فصیحہ ہے جو کہ کچھ جملات کے حذف ہونے کو بیان کر رہی ہے مثلاً یہ کہ خضر (ع) نے موسیٰ (ع) کی معذرت کو قبول کیا اور اسے اپنی ہمراہی کی اجازت دی وہ دونوں کشتی سے اتر گئے اور چل پڑے۔

۲۔ حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) کشتی کے واقعہ کے بعد اس سے اتر گئے اور خشکی والی جگہ پر انہوں نے ایک نوجوان سے ملاقات کی۔ فانطلقا حتیٰ إذا لقیَا غلام

"غلام" یعنی وہ کہ جسکی مونچھیں تازہ ہی نکلی ہوں (معجم مقاییس اللغة)

۳۔ خطا کا ر لوگوں کی معذرت قبول کرنا اور انکی معافی اور درگزر کرنے کی درخواست قبول کرنا، اولیاء اللہ کی صفات میں سے ہے۔ لا تؤاخذنی بما نسیت... فانطلقا

۳۔ حضرت خضر (ع) نے نوجوان کو دیکھتے ہی اسے قتل کر دیا۔ حتیٰ إذا لقیَا غلاماً فقتله

"فقتله" میں "فاء" پر عطف سے ظاہر یہ ہے کہ حضرت خضر نے بغیر کسی تمہید و مقدمے کے نوجوان سے ملتے ہی اسے قتل کر دیا۔

۵۔ حضرت موسیٰ (ع) نے اس مقتول نوجوان کو بے گناہ جانا اور خضر سے اس کے قتل کرنے پر شدید اعتراض کیا۔ قال أقتلت نفساً زكية بغير نفس لقد جئت شيئاً نكراً "زکوۃ" سے مراد طہارۃ اور "صلاحیت" نمو، برکت اور مدح ہے (لسان العرب) آیت میں "زکیہ" سے مراد، نوجوان کے گناہ سے طاہر اور پاک ہونے کی توصیف کرنا ہے۔

۶۔ جرم کے ثابت ہونے سے پہلے، قانون یہ ہے کہ مجرم نہیں ہے۔ اقتلت نفساً زكية بغير نفس موسیٰ (ع) نے مقتول نوجوان کو پاک و پاکیزہ سمجھا۔ یہ کہ حضرت موسیٰ (ع) کو کہاں سے معلوم تھا کہ اس نوجوان نے کسی کو قتل نہیں کیا ہے کہ اس سے قصاص لیا جائے دو احتمال ہیں (۱) جرم ثابت ہونے سے پہلے قانون برائت ہے۔ (۲) حقیقت سے غیبی علم کے ذریعہ مطلع ہونا۔ مندرجہ بالا مطلب پہلے احتمال کی بناء پر ہے۔

۷۔ حضرت موسیٰ (ع) بعض، پوشیدہ امور سے آگاہ تھے۔ اقتلت نفساً زكية بغير نفس حضرت موسیٰ (ع) کا مقتول نوجوان کے قاتل نہ ہونے سے آگاہی ممکن ہے ان کے غیبی علوم کی بناء پر ہو۔

۸۔ حضرت موسیٰ (ع)، غلط اور خلاف شرع افعال کے حوالے سے شدید حساس تھے۔ قال اقتلت نفساً زكية بغير نفس پہلے سے وعدہ اور عہد کے باوجود، حضرت موسیٰ (ع) کا حضرت خضر (ع) پر اعتراض بتا رہا ہے کہ ان چیزوں کے حوالے سے حضرت موسیٰ (ع) اس قدر حساس تھے کہ ان کی وجہ سے یا تو اپنا وعدہ اور عہد بھول گئے یا اسے نظر انداز کر دیا تھا۔

۹۔ قاتل سے قصاص لینا اور اسے قتل کے جرم میں قتل کرنا، حضرت موسیٰ (ع) کی شریعت میں جائز تھا۔ اقتلت نفساً زكية بغير نفس

"بغیر نفس" کے مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کو قصاص کی بناء پر قتل کیا جائے تو حضرت موسیٰ (ع) کی نگاہ میں قابل قبول تھا اور وہ اس صورت میں حضرت خضر (ع) پر اعتراض نہ کرتے۔

۱۰۔ بے گناہ شخص کو قتل کرنا، برا اور غلط کام ہے "لقد جئت شيئاً نكراً"

"نکراً" صفت مشبہ ہے اور "منکر" کا معنی دیتی ہے یعنی قبیح، ناپسندیدہ اور غلط کام۔

۱۱۔ عن أبي عبد الله (ع) ... بینما العالم یمشی مع موسیٰ (ع) إذا هم بغلام یلعب قال

"فوكزه العالم ، فقتله۔ فقال له موسى (ع) : ا قتلت نفساً ذكیة بغیر نفس لقد جئت شیئاً نكراً؟" قال : " فا دخل العالم یده فاقتلع كتفه فا إذا علیه مكتوب : كافر مطبوع"^(۱)

امام صادق (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے... اس وقت کہ عالم (خضر (ع)) موسی (ع) کے ہمراہ جارہے تھے یکدم ایک لڑکے سے ملے کہ جو کھیل رہا تھا۔ امام (ع) فرماتے ہیں کہ اس عالم نے اسے گھونسا مارا اور اسے قتل کر دیا موسی (ع) نے اسے کہا: ا قتلت نفساً ذکیة بغیر نفس ...؟ امام فرماتے ہیں: اسکے بعد عالم نے ہاتھ بڑھایا اور لڑکے کا کندھا نکالا کہ جس پر لکھا ہوا تھا کافر مطبوع (یعنی وہ کافر کہ جس پر کفر کی مہر لگی ہو)

۱۲۔ عن أبي عبد الله (ع) : ... وخرجا (موسی (ع) وخضر (ع)) على ساحل البحر فإذا غلام يلعب مع غلمان... فتورّكه العالم فذبحه^(۲)

امام صادق (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے... وہ دونوں (موسی (ع) اور خضر (ع)) دریا کے ساحل پر کشتی سے نکلے یکدم ایک لڑکے سے ملے کہ جو دوسرے چند لڑکوں سے کھیل رہا تھا... پس اس عالم (خضر (ع)) نے اسے اپنے زانو پر ڈالا اور ذبح کر دیا // اولیاء اللہ : اولیاء اللہ کا عفو کرنا ۳؛ اولیاء اللہ کی صفات ۳/ بے گناہ لوگ: بے گناہ لوگوں کے قتل کا ناپسندیدہ ہونا ۱۰// خضر (ع): خضر (ع) پر اعتراض ۵، ۱۱؛ خضر (ع) کا سفر ۱؛ خضر (ع) کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵، ۱۱، ۱۲؛ خضر (ع) کی نوجوان سے ملاقات ۲؛ خضر (ع) کے قصہ میں نوجوان کا قتل ۱۱، ۱۲، ۳؛ خضر (ع) کے قصہ میں نوجوان کے قتل کا فلسفہ ۱۱؛ خضر (ع) کے قصہ میں نوجوانوں کی بے گناہی ۵

خطا کار لوگ: خطا کار لوگوں کو معاف کرنا ۳؛ خطا کار لوگوں کی معذرت قبول کرنا ۳

روایت: ۱۱، ۱۲ // عمل: ناپسندیدہ عمل ۱۰

قانون برائت: ۶ قصاص: قصاص کے احکام ۹؛ یہودیت میں قصاص ۹

موسی (ع): موسی (ع) کا اعتراض ۵، ۱۱؛ موسی (ع) کا دینی تعصب ۸؛ موسی (ع) کا سفر ۱؛ موسی (ع) کا علم غیب ۷؛ موسی (ع) کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵، ۱۱، ۱۲؛ موسی (ع) کی خضر کے ساتھ ہمراہی ۱؛ موسی (ع) کی فکر ۵؛ موسی (ع) کی معذرت قبول ہونا ۱؛ موسی (ع) کی نوجوان کے ساتھ ملاقات ۲

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۳۳۵ ج ۵۳، نور الثقلین ج ۳ ص ۲۸۶، ح ۱۶۷۔

(۲) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۳۳۳ ح ۴۷، نور الثقلین ج ۳ ص ۱۵۱۶۔

آیت ۷۵

﴿قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾

بندہ صالح نے کہا کہ میں نے کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے ہیں (۷۵)

۱۔ حضرت خضر (ع) نے دوسری بار اور بڑے واضح انداز میں حضرت موسیٰ کی بے صبری اور بلاوجہ سوالات پر انہیں تنبیہ اور خبردار کیا۔ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نَّكَرًا۔ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكَ

حضرت خضر (ع) کی دوسری تنبیہ میں کلمہ "لک" آیا ہے اس کلمہ کے اضافہ ہونا اور یہ وضاحت کہ حضرت موسیٰ (ع) کے بارے میں یہ کلام آیا ہے، انکے سوال کے صحیح نہ ہونے پر تاکید ہے۔

۲۔ حضرت خضر (ع) نے یہ کہ موسیٰ (ع) انکے کاموں پر صبر نہیں کر سکتے تیسری بار تاکید کی ہے۔
قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا

حضرت خضر (ع) نے ایک دفعہ حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ ملاقات کی ابتداء میں اور دوسری دفعہ کشتی والے واقعہ کے بعد ایسا اور تیسری مرتبہ نوجوان کے قتل کے بعد جملہ بیان کیا کہ جس میں عربی عبارت کے حوالے سے چند مرتبہ تاکید موجود ہے "إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ ..."

۳۔ حضرت خضر (ع) کی اپنے کاموں کے مقابل حضرت موسیٰ کی بے صبری کے حوالے سے پیشگوئی حقیقت کے مطابق تھی۔ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نَّكَرًا۔ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا

۴۔ نوجوان کے قتل کرنے کی غرض کے حوالے سے حضرت موسیٰ (ع) کی لاعلمی کی طرف حضرت خضر (ع) نے اشارہ کرتے ہوئے انکے اعتراض کو غلط جانا اور اس کو ان میں تحمل و صبر کے کم ہونے کے سلسلہ میں اپنی شناخت کے درست ہونے پر علامت کے قرار دیا۔ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نَّكَرًا۔ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا

۵۔ اللہ تعالیٰ کے خاص اولیاء اور علوم الہی کے حامل لوگوں کی صحبت سے فیض اٹھانے کیلئے صبر اور تحمل، ضروری شرط ہے۔

قال ألم اقل لك إنك لن تستطيع معي صبرا

اولياء اللہ: اولياء اللہ سے فائدہ اٹھانے کی شرائط ۵: اولياء اللہ ہم نشینی کے آداب ۵: اولياء اللہ کی ہم نشینی میں صبر ۵
خضر (ع): خضر (ع) کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴: خضر (ع) کی پشیمونی کا پورا ہونا ۳: خضر (ع) کی تشبیہات ۱: خضر (ع) کے قصہ میں
نوجوان کا قتل ۳

علماء: علماء سے فائدہ اٹھانے کی شرائط ۵: علماء کے ساتھ ہم نشینی کے آداب ۵: علماء کے ساتھ ہم نشینی میں صبر ۵
موسیٰ (ع): موسیٰ (ع) کا اعتراض رد ہونا ۳: موسیٰ (ع) کا عجز ۲: موسیٰ (ع) کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴: موسیٰ (ع) کو خبردار کیا جانا
۱: موسیٰ (ع) کی بے صبری ۱، ۲، ۳، ۴

آیت ۷۵

﴿قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا﴾

موسیٰ نے کہا کہ اس کے بعد میں کسی بات کا سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں کہ آپ میری طرف سے منزل عذ
رتک پہنچ چکے ہیں (۷۶)

۱۔ حضرت موسیٰ (ع) نے حضرت خضر (ع) سے انکے غیر معمولی کاموں کے مقابلہ میں اپنے صبر کرنے کے حوالے سے
آخری مہلت مانگی۔ قال إن سا لتك عن شى بعد ها فلا تصاحبني

۲۔ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنے آپ کو دوبارہ سوال کرنے (تیسری دفعہ خلاف ورزی کرنے) کی صورت میں حضرت
خضر (ع) کی مصاحبت سے محرومیت کا لائق سمجھا۔ قال إن سا لتك عن شى بعد ها فلا تصاحبني

۳۔ خطا کرنے والوں اور بھول جانے والوں کو تین بار، مہلت دینا مناسب ہے۔

قال إن سا لتك عن شى بعد ها فلا تصاحبني

حضرت موسیٰ (ع) نے تیسری دفعہ اپنی بے صبری کا مظاہرہ کرنے اور حضرت خضر (ع) کے حکم کی خلاف ورزی کرنے
کی صورت میں اپنے آپ کو حضرت خضر (ع) کی مصاحبت سے جدائی اور محرومیت کا لائق

سمجھا لہذا کہہ سکتے ہیں کہ لوگوں کو تین مرتبہ مہلت دینا، قابل قبول ہے۔

۳۔ حضرت موسیٰ (ع) نے حضرت خضر (ع) کے کردار کو تحمل کرنے اور ان کی ہمراہی سے عاجزی کا اعتراف کر لیا۔
قال ... قد بلغت من لدنی عذرا

۵۔ حضرت موسیٰ (ع) نے یہ اعتراف کر لیا کہ حضرت خضر کے کاموں کے مقابلہ میں ان کے خاموش رہنے کی خلاف ورزی کے نتیجے میں میں ان سے جدائی کے سلسلہ میں حضرت خضر (ع) معذور ہیں۔
قال ان سألتك قد بلغت من لدنی عذرا

جملہ "قد بلغت من لدنی عذرا" یعنی میری نظر میں آپ کے پاس مصاجبت چھوڑنے پر قابل قبول عذر ہے یہ جملہ "قد" کے قرینہ کے مطابق "ان سالتك..." سے مربوط نہیں ہے بلکہ حضرت موسیٰ (ع) کا اعتراف ہے کہ آپ ہمراہی چھوڑنے کا حق رکھتے ہیں لیکن میں ایک اور مہلت چاہتا ہوں۔

۶۔ اپنے اوپر تنقید اور اپنے حوالے سے فیصلہ کرنے میں انصاف کرنا اور اپنے اعمال کی ذمہ داری قبول کرنا، بلند اور شائستہ صفات ہیں۔ ان سالتك عن شی بعد ہا فلا تصاحبنی قد بلغت من لدنی عذرا

اسکے باوجود کہ حضرت موسیٰ (ع) نے پہلے مرحلہ میں بھول جانے کے عذر کو بیان کیا لیکن اس مرحلہ میں سب سے پہلے اپنے عمل کی ذمہ داری کو قبول

کیا اور دوسرا یہ کہ اپنے حوالے سے انصاف سے فیصلہ صادر کیا اور حضرت خضر (ع) کو اپنے سے جدا ہونے کے سلسلہ میں برحق جانا۔ بھول جانے والے: بھول جانے والوں کو مہلت ۳

خضر (ع): خضر (ع) کی ہمراہی سے محرومیت کے اسباب ۲؛ خضر (ع) کا عذر ۵؛ خضر (ع) کا قصہ ۵، ۳، ۲، ۱؛ خضر (ع) کی طرف سے مہلت طلب کرنا ۱/۱ / خطا کا ر لوگ: خطا کاڑ لوگوں کو مہلت ۳

خود: خود پر تنقید ۶ / ذمہ داری لینا: ۶

صفات: اچھی صفات ۶

فیصلہ کرنا: فیصلہ کرنے میں عدالت ۶

موسیٰ (ع): موسیٰ (ع) کا اقرار ۵، ۳؛ موسیٰ (ع) کا عجز ۳؛ موسیٰ (ع) کا قصہ ۵، ۳، ۲، ۱؛ موسیٰ (ع) کا مہلت لینا ۱؛ موسیٰ (ع) کی بے صبری ۵؛ موسیٰ (ع) کی رائے ۲؛ موسیٰ (ع) کی عہد شکنی ۵؛ موسیٰ (ع) کے سوالوں کے آثار ۲

آیت ۷۷

﴿فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَ فَأَقَامَهُ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا﴾

پھر دونوں آگے چلتے رہے یہاں تک کہ ایک قریہ والوں تک پہنچے اور ان سے کھانا طلب کیا ان لوگوں نے مہمان بنانے سے انکار کر دیا پھر دونوں نے ایک دیوار دکھی جو قریب تھا کہ گر پڑتی بندہ صلح نے اسے سیدھا کر دیا تو موسیٰ نے کہا کہ آپ چاہتے تو اس کی اجرت لے سکتے تھے (۷۷)

۱۔ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کی مہلت کی درخواست قبول کی اور انہیں تیسری بار اپنی ہمراہی کا موقع دیا۔
 إن سا لتك عن شیء: بعد ہا فلا تصاحبني ... فانطلقا

۲۔ حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) اپنے سفر اور حرکت کرنے کی راہ میں ایک آبادی تک پہنچے اور وہاں کے لوگوں سے ملاقات کی۔ فانطلقا حتیٰ إذا اتيا أهل قرية

یہ کہ کون سی آبادی انکی راہ میں آئی بہت سے احتمالات ہیں ان میں ایک احتمال یہ ہے کہ وہ شہر ناصرہ ہے جو کہ ساحل دریا پر واقع تھا اس کو مجمع البیان نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

۳۔ حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) نے بھوک محسوس کرتے ہوئے شہر والوں، سے غذا اور خوراک کا تقاضا کیا۔
 استطعما أهلہ "یضیفوہما" کے قرینہ کی بناء پر "استطعام" سے مراد سفر کو جاری رکھنے کیلئے غذا مہیا نہیں چاہی تھی بلکہ حضرت موسیٰ (ع) اور حضرت خضر (ع) اس وقت بھوکے تھے۔

۳۔ شہر والوں میں سے کوئی بھی، حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) کی میزبانی اور انہیں کھانا کھلانے کیلئے تیار نہیں ہوا۔
 استطعما أهلہا فا بوا أن یضیفوہم

"ابائی" سے مراد "انکار کرنا اور نہ کرنا" ہے۔

۵۔ جس شہر میں حضرت موسیٰ (ع) اور حضرت خضر (ع) داخل ہوئے تھے وہاں کے لوگ مہمان کی خدمت اور غریب نوازی جیسی صفات سے عاری تھے۔ فا بوا أن یضیفوہم

۶۔ مسافروں کی میزبانی اور راستے کی مشکلات کا شکار ہونے والوں کو کھانا کھلانا، ایک پسندیدہ کام ہے۔
استطعما أهلها فا بو ۱۱ ان يضيقوهم

حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) نے صرف کھانا مانگا لیکن قرآن شہر والوں کی یہ توصیف کر رہا ہے کہ انہوں نے مہمان کی خدمت کرنے سے انکار کیا یعنی چاہیے یہ تھا کہ لوگ ان دونوں کو اپنا مہمان بناتے اور غذا کے علاوہ کوئی بھی چیز دینے سے دریغ نہ کرتے۔

۷۔ پیغمبری کے مقام پر فائز ہوتے ہوئے بھی لوگوں سے اپنی مادی احتیاج کا تقاضا، غیر مناسب نہیں ہے۔
استطعما اهلہ حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) نبی تھے پھر بھی انہوں نے لوگوں کے سامنے اپنی احتیاج کا اظہار کیا پس معلوم ہوا کہ اس قسم کی درخواست، پیغمبروں اور اولیاء کیلئے نامناسب نہیں ہے۔

۸۔ حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) نے اس آبادی میں ایک ایسی دیوار کو دیکھا جو گرنے اور خراب ہونے والی تھی۔
فوجد ا فیہا جداراً یرید ان ینقض "انقضاض" مادہ "قضض" سے ہے اسکا معنی "بکھرنا" ہے (قاموس) فعل "یرید" کا استعمال کہ جو عام طور پر با اختیار موجودات کیلئے استعمال ہوتا ہے یہاں بطور استعارہ ہے یعنی دیوار اس حد تک گرنے کے خطرہ میں تھی کہ گویا خود گرنے اور خراب ہو کر بکھرنے کا عزم کر چکی ہو۔

۹۔ حضرت خضر (ع) نے گرنے والی دیوار کو درست اور تعمیر کیا۔ یرید ان ینقض فاقامہ

۱۰۔ گرنے والی دیوار کی حضرت خضر (ع) کے ہاتھوں تعمیر، شہر کے لوگوں کی نگاہوں کے سامنے انجام پائی۔
حتی إذا اتیا اهل قرية... فاقامہ

شہر میں داخل ہونا اور شہر میں دیوار کا پایا جانا، جیسا کہ آیت میں "فوجد ا فیہا جداراً" کی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے ممکن ہے اس طرف اشارہ ہو کہ لوگ حضرت خضر (ع) کے افعال کی طرف متوجہ تھے۔

۱۱۔ حضرت خضر (ع) نے دیوار کی تعمیر اور اسکے کھڑا کرنے میں حضرت موسیٰ (ع) سے مدد نہیں مانگی۔
فاقامہ

"اقامہ" کا مفرد آنا ممکن ہے اس حوالے سے ہو کہ دیوار کی تعمیر صرف حضرت خضر (ع) کے ہاتھوں انجام پائی اگرچہ اس سے پہلے "استطعما" تثنیہ کی صورت میں آیا ہے یعنی دونوں کے غذا مانگنے کو بیان کیا گیا ہے۔

۱۲۔ حضرت خضر (ع) نے دیوار کی تعمیر کی اجرت دریافت کرنے کے امکان کے باوجود کوئی چیز دریافت نہیں کی۔
قال لو شئت لتخذت عليه أجرا

حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے اجرت دریافت کرنے کی بات اسی صورت میں درست ہے جب اسکے لینے کا امکان موجود ہو۔

۱۳۔ باوجود اسکے کہ غذا کے حصول کیلئے اجرت کی احتیاج تھی، حضرت خضر (ع) کے اپنے کام کے مقابلہ اجرت نہ چاہنے پر حضرت موسیٰ (ع) ناراض اور شاکی تھے۔ استطعما اهلها... قالو شئت لتخذت عليه أجرا

حضرت خضر (ع) اور حضرت موسیٰ (ع) نے لوگوں سے مفت غذا کا مطالبہ کیا چونکہ خریدنے کیلئے انکے پاس رقم نہ تھی لہذا حضرت موسیٰ (ع) نے دیوار کا کام مکمل ہونے پر اجرت کی بات کی تاکہ اس ذریعہ سے غذا خریدی جائے۔

۱۴۔ حضرت موسیٰ (ع) کے زمانے میں کام کی اجرت دینے کے نظام کا موجود ہونا۔ قال لو شئت لتخذت عليه أجرا

۱۵۔ کام کے انجام دینے کے بعد اجرت کی مقدار کا معین کرنا، صحیحاً اور قابل اجرا ہے۔ لو شئت لتخذت عليه أجرا

۱۶۔ کام لینے والے کی درخواست کے بغیر انجام دیتے گئے کاموں کے مقابلہ میں اجرت لینا جائز ہے۔ لو شئت لتخذت عليه أجر لوگوں کی بد فطرتی اور پستی، انسان کو کار خیر اور ذمہ داری ادا کرنے سے نہ روکے۔ استطعما اهلها فابوا... فاقامه اگرچہ شہر والے، بد فطرت اور برے تھے لیکن اسی حالت میں حضرت خضر (ع) نے بغیر کسی ناگواری کے اپنی ذمہ داری ادا کی۔ لوگوں کا سرد رویہ آپکے کام میں سستی اور دیر کا باعث نہ بنا۔

۱۸۔ اجرت حاصل نہ کرنے کے حوالے سے حضرت موسیٰ (ع) کی حضرت خضر (ع) سے شکایت آمیز بات اپنے عہد سے تیسری مخالفت تھی۔ قال لو شئت لتخذت عليه أجرا

۱۹۔ عن جعفر بن محمد (ع)... "فانطلقا حتى إذا أتيا هل قرية" وهي الناصرة^(۱) امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آیت شریفہ میں قریہ سے مراد قریہ ناصرہ ہے۔

۲۰۔ عن جعفر بن محمد (ع)... "فوجدنا فيها جداراً يريد أن ينقض" فوضع الخضر يده عليه فاقامه^(۲)

(۱) علل الشرائع ص ۶۱، ب ۵۴، بحار الانوار، ج ۱۳، ص ۲۸۷، ح ۴۔

(۲) علل الشرائع ص ۶۱، ب ۵۴، ح ۱، بحار الانوار جلد ۱۳، ص ۲۸۷، ح ۴۔

۲۱_ عن ابی عبد اللہ (ع) : ... فوجدافیہا جداراً یرید ان ینقض فاقامہ قال : لو شئت لتخذت علیہ اجرّاً خبزاً نا کله فقد جُعنا^(۱) امام صادق (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ ... حضرت خضر (ع) اور موسیٰ (ع) نے اس آبادی میں ایک دیوار دکھی کہ جو گرنے والی تھی تو حضرت خضر (ع) نے اسے سیدھا کیا موسیٰ (ع) نے کہا: اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اجرت لے لیتے یعنی روٹی لے لیتے تاکہ ہم کھالیں کیونکہ ہم بھوکے ہیں۔

خضر (ع): خضر (ع) سے شکوہ ۱۳; خضر (ع) کا سفر ۲; خضر (ع) کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴

عمل صالح: عمل صالح کی اہمیت ۱۷/۱۸ کام: کام کی اجرت ۱۵، ۱۶

موسیٰ (ع): موسیٰ (ع) کا سفر ۲: موسیٰ (ع) کا شکوہ ۱۸، ۱۳: موسیٰ (ع) کا قصہ ۱۰، ۹، ۸، ۵، ۳، ۲، ۱، ۱۲، ۱۱، ۱۳، ۱۸،
۱۹، ۲۰: موسیٰ کی اہل ناصرہ سے ملاقات ۲۰: موسیٰ (ع)

(١) تفسير عياشي ج ٢، ص ٣٣٣، ج ٤٧، نوار الثقلين، ج ٣، ص ٢٧٨، ج ١٥١ _

کی بھوک ۳؛ موسیٰ (ع) کی عہد شکنی ۱۸؛ موسیٰ (ع) کی غذا کیلئے درخواست کا رد ہونا ۳؛ موسیٰ (ع) کی غذا کیلئے درخواست کرنا ۳؛ موسیٰ (ع) کی طرف سے مہلت مانگے جانے کا قبول کیا جانا ۸؛ موسیٰ (ع) کے زمانہ میں کام کی اجرت ۱۳؛ موسیٰ (ع) ناصرہ میں ۱۹

ناصرہ: ناصرہ کے رہنے والوں کی خصلتیں ۵

آیت ۷۸

﴿قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾

بندہ صلح نے کہا کہ یہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی کا موقع ہے عنقریب میں تمہیں ان تمام باتوں کی تاویل بتا دوں گا جن پر صبر تم نہیں کر سکتے (۷۸)

۱۔ حضرت موسیٰ (ع) کی حضرت خضر (ع) سے کیئے ہوئے عہد کی تیسری بار مخالفت (اجرت لینے کی بات کرنا)، دونوں کی آپس میں جدائی شروع ہونے کا باعث بنی۔ قال لو شئت لتخذت... قال هذا فراق بيني و بينك یہ کہ "ہذا" کس چیز طرف اشارہ ہے بہت سے احتمالات ہیں ان میں سے ایک احتمال یہ بھی ہے کہ یہ حضرت موسیٰ (ع) کی بات کی طرف اشارہ ہو یعنی "هذا القول سبب فراق بيننا"

۲۔ حضرت خضر (ع) کے کاموں کو تحمل کرنے کے حوالے سے حضرت موسیٰ (ع) کی عاجزی، انکے تیسرے سوال اور اعتراض پر ثابت ہو گئی۔ قال هذا فراق بيني و بينك سا نبتك بتا ويل ما لم تستطع عليه صبرا

۳۔ حضرت خضر (ع) حضرت موسیٰ (ع) کی آخری غلطی پر ان سے جدا ہونے کیلئے محکم دلیل اور قابل قبول عذر رکھتے تھے۔ قد بلغت من لدني عذراً... قال لو شئت لتخذت عليه أجراً۔ قال هذا فراق بيني و بينك

مندرجہ بالا مطلب کی بناء یہ ہے کہ پچھلی آیت میں "قد بلغت... کی عبارت "ان سا لتك... کا نتیجہ ہو۔

۳۔ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کو اطمینان دلایا کہ جدا ہونے سے پہلے انہیں اپنے عجیب و غریب کاموں کے اسرار سے آگاہ کریں گے۔ سا نبتك بتا ويل ما لم تستطع عليه صبرا

۵۔ انبیاء اور اولیاء کے تحمل اور افعال کی نوعیت آپس میں مختلف ہوتی ہے۔ سا لنبتك بتا ويل ما لم تستطع عليه صبرا

۶۔ حضرت خضر کے ظاہری طور پر ناقابل قبول کام، باطن اور صحیح حقیقت پر مشتمل تھے۔

سا نَبَّئَكَ بِنَاوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا

"ناویل" کی بناء "اول" یعنی "پلٹانا" ہے آیت میں "مال" کے معنی میں ہے یعنی وہ حقائق اور مصلحتیں جن کی بناء پر حضرت خضر (ع) کے کام انجام پائیں تو ضروری ہے کہ ظاہری طور پر حضرت خضر کے ناگوار کاموں کو انہی مصلحتوں کی طرف لوٹایا جائے۔

۷۔ وہ علم جو حضرت موسیٰ (ع)، حضرت خضر (ع) سے سیکھنا چاہتے تھے وہ واقعات کی تاویل اور تحلیل کا علم اور واقعات کے پس پردہ حقائق کی پہچان، کا علم تھا۔ هَلْ أَتَّبَعُكَ عَلَىٰ أَنْ تَعْلَمَنَ مِمَّا عَلَّمْتُ ... سَا نَبَّئَكَ بِنَاوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا

۸۔ حوادث کے رموز کو جاننے کے علم اور کائنات میں پیدا ہونے والے مسائل کے حقیقی اسباب کو جاننے کی روش، ایک تجرباتی اور عملی روش ہے۔ سَا نَبَّئَكَ بِنَاوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا

۹۔ حضرت موسیٰ (ع) حوادث کی تاویل کے علم کو سیکھنے کی روش پر صبر نہیں کر سکتے تھے۔

سَا نَبَّئَكَ بِنَاوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا

۱۰۔ حوادث کی تاویل اور تحلیل کے علم کو حاصل کرنے اور خضر (ع) جیسے علماء کی صحبت اختیار کرنے کیلئے حضرت موسیٰ (ع) کے صبر سے زیادہ صبر اور ان سے بڑھ کر قوت و تحمل کی ضرورت ہے۔ سَا نَبَّئَكَ بِنَاوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا

انبیاء: انبیاء کا صبر ۵؛ انبیاء کے درجات ۵ // اولیاء اللہ: اولیاء اللہ کا صبر ۵؛ اولیاء اللہ کے درجات ۵

حوادث: حوادث کی تحلیل کے علم کا حصول ۷، حوادث کی تحلیلی علم کو حاصل کرنے کی روش ۸، حوادث کی تحلیل کے علم کو حاصل کرنے کی شرائط ۱۰ // خضر: خضر (ع) پر اعتراض ۲؛ خضر (ع) سے سیکھنا ۷؛ خضر (ع) کا عذر ۳؛ خضر (ع) کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴؛ خضر (ع) کی ہم نشینی کی شرائط ۱۰؛ خضر (ع) کی ہم نشینی میں صبر ۱۰؛ خضر (ع) کے ساتھ عہد شکنی ۱؛ خضر (ع) کے عمل کا راز ۶، ۳ // علماء: علماء کی ہم نشینی کی شرائط ۱۰؛ علماء کی ہم نشینی میں صبر ۱۰

موسیٰ (ع): موسیٰ (ع) اور حوادث کی تحلیل کا علم ۹؛ موسیٰ (ع) اور خضر کی جدائی ۳، ۱؛ موسیٰ (ع) کا اعتراض ۲؛ موسیٰ (ع) کا عجز ۲؛ موسیٰ (ع) کا علم غیب ۷؛ موسیٰ (ع) کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴؛ موسیٰ (ع) کی بے صبری ۹، ۲؛ موسیٰ (ع) کی خواہشات ۷؛ موسیٰ (ع) کی عہد شکنی ۱

آیت ۷۹

﴿أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا﴾

یہ کشتی چند مساکین کی تھی جو سمندر میں باربرداری کا کام کرتے تھے میں نے چاہا کہ اسے عیب دار بنا دوں کہ ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا جو ہر کشتی کو غصب کر لیا کرتا تھا (۷۹)

۱۔ کشتی کو عیب دار بنانے سے حضرت خضر (ع) کا مقصد یہ تھا کہ اسے غاصب بادشاہ کے لوٹنے سے نجات دلائی جائے۔
أما السفينة... فأردت أن أعيبها... يأخذ كل سفينة غصبا

اگرچہ یہ کافی تھا کہ حضرت خضر (ع) کہتے کہ میں نے اسے عیب دار بنایا لیکن انہوں نے کہا ہے کہ میں نے پختہ ارادہ کیا کہ اسے عیب دار بناؤں تاکہ یہ نکتہ بیان کریں کہ جو کچھ کیا توجہ کے ساتھ اور اسکو غصب سے بچانے کیلئے کیا۔

۲۔ حضرت خضر (ع) کے ہاتھوں سوراخ ہونے والی کشتی ایک مسکین گروہ کی ملکیت میں تھی اور انکے حصول رزق کا فقط یہی وسیلہ تھا۔ فكانت لمساكين يعملون في البحر

۳۔ حضرت موسیٰ (ع) کے زمانہ میں کشتی اور دریائی حمل و نقل درآمد کے ذرائع تھے۔ فكانت لمساكين يعملون في البحر
۴۔ قرارداد کے ساتھ باہم شراکت جائز ہے اور گزشتہ ادیان میں بھی یہ چیز موجود تھی۔ فكانت لمساكين يعملون في البحر
۵۔ محروم لوگوں کی آخری حد تک پشت پناہی اور انکے فائدہ کیلئے مخفیانہ کوشش، حضرت خضر (ع) کی ذمہ داریوں میں سے تھی۔ فأردت أن أعيبها وكان وراءهم ملك يأخذ كل سفينة غصبا

۶۔ کام اور درآمد کا ہونا، محروم لوگوں پر "مسکین" کا عنوان، صادق آنے سے مانع نہیں ہے۔ وأما السفينة فكانت لمساكين
اگرچہ کشتی والوں کے پاس کشتی اور درآمد تھی لیکن ان پر لفظ "مسکین" کا اطلاق ہوا ہے لہذا کسی طرح کا کام اور درآمد کا نہ ہونا، عنوان "مسکین" کے صادق آنے سے تعلق نہیں رکھتا ہے۔

۷۔ حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) کی داستان کے زمانہ میں ایک ظالم اور غاصب حکومت موجود تھی۔ وكان وراءهم ملك يأخذ كل سفينة غصبا "ورای" ہر پوشیدہ جگہ کو کہتے ہیں خواہ وہ سامنے ہی کیوں نہ ہو (قاموس) اس بناء پر غاصب سلطان، مساکین اور کشتی والوں کے پیچھے لگا ہوا تھا یا ان کے آگے تھا اور انہوں نے دوران سفر اس کا سامنا کرنا تھا۔

۸۔ حضرت موسیٰ (ع) اور خضر (ع) کی داستان کے زمانہ میں ایک بادشاہ، تمام صحیح و سالم کشتیوں کو اس علاقہ میں قبضہ میں لے لیتا تھا۔ وکان وراء هم ملك يا خذ كل سفينة غصبا

"ان اعیبہا" کے قرینہ سے یہاں "کل سفینۃ" سے مراد "کل سفینۃ صالحۃ" (پر صحیح و سالم کشتی) ہے۔

۹۔ لوگوں کے مال و متاع پر قبضہ کرنا، چاہے حاکموں کی طرف سے ہی کیوں نہ ہو ایک غلط چیز ہے۔
وکان وراء هم ملك يا خذ كل سفينة غصبا

۱۰۔ حضرت خضر (ع) اور موسیٰ (ع) کو سوار کرنے والی کشتی کا معیوب ہونا موجب بنا کہ بادشاہ اسے قبضہ میں لینے سے باز رہا۔ فادت ان اعیبہا وکان وراء هم ملك يا خذ كل سفينة غصبا

۱۱۔ ایک بڑے اور یقینی نقصان سے بچانے کیلئے کسی کے مال کو ضرر پہنچانا جائز ہے۔
فادت ان اعیبہا وکان وراء هم ملك يا خذ كل سفينة غصبا

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کے خاص اولیائی، غاصب حاکموں کو ناکام بنانے اور محروم لوگوں کے حقوق کی حفاظت میں کوشاں ہوتے ہیں۔ فادت ان اعیبہا وکان وراء هم ملك يا خذ كل سفينة غصبا

۱۳۔ کشتی کے حوالے سے حضرت خضر (ع) کا عمل، اس قانون کا ایک مصداق اور نمونہ ہے کہ جس میں مہم چیز کے ساتھ ٹکراؤ میں اہم چیز کو ترجیح دی جاتی ہے۔ واما السفينة فكانت لمساكين... يا خذ كل سفينة غصبا

۱۴۔ حضرت خضر (ع) بعض پیش آنے والے حادثات سے آگاہ تھے اور انکے مقابلہ میں احساس ذمہ داری رکھتے تھے۔
وکان وراء هم ملك يا خذ كل سفينة غصبا

احکام: ۱۴ اولیاء اللہ:

اولیاء اللہ کی ذمہ داری ۱۲؛ اولیاء اللہ کی ظلم سے جنگ ۱۲

حمل و نقل: حمل و نقل کی تاریخ ۳

خضر (ع): خضر (ع) کا ذمہ داری قبول کرنا ۱۳؛ خضر (ع) کا علم غیب ۱۳؛ خضر (ع) کی ذمہ داری ۵؛ خضر (ع) کا قصہ ۱، ۱۳؛ خضر (ع) کے زمانہ میں حکومت ۴؛ خضر (ع) کے زمانہ میں کشتیوں کا قبضہ میں لیا جانا ۸؛ خضر (ع) کے قصہ میں بادشاہ کا ظلم ۸، ۴؛ خضر (ع) کے قصہ میں بادشاہ کا لوٹ مار کرنا ۱؛ خضر (ع) کے قصہ میں کشتی کے مالکوں کا فقیر ہونا ۲؛ خضر (ع) کے قصہ میں کشتی کے مالکوں کا محروم ہونا ۲؛ خضر (ع) کے قصہ میں کشتی کے قبضہ میں لیے جانے سے مانع ۱۰؛ خضر (ع) کے قصہ میں کشتی میں سوارخ کا فلسفہ ۱، ۱۳؛ خضر (ع) کے قصہ میں کشتی میں سوارخ کرنے کے آثار ۱۰

شرکت: شرکت کے معاملہ کا جائز ہونا ۳؛ ادیان میں شرکت کا معاملہ ۳؛ شرکت کے معاملہ کی تاریخ ۳؛ شرکت کے معاملہ کے احکام ۳

غضب: غضب کا ناپسندیدہ ہونا ۹

مساکین: مساکین سے مراد ۶؛ مساکین کا کام ۶؛ مساکین کی حمایت ۵؛ مساکین کی درآمد ۶؛ مساکین کے مال و متاع کی حفاظت ۱۲

معیار: معیار میں مقابلہ ۱۳

موسیٰ (ع): موسیٰ (ع) کا قصہ ۸؛ موسیٰ (ع) کے زمانہ میں حکومت ۴؛ موسیٰ (ع) کے زمانہ میں حمل و نقل کے ذرائع ۳؛ موسیٰ (ع) کے زمانہ میں کسب کے ذرائع ۳؛ موسیٰ (ع) کے زمانہ میں کشتیوں کا غضب ۸؛ موسیٰ (ع) کے زمانہ میں کشتی رانی ۳

آیت ۸۰

﴿وَأَمَّا الْعُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَحَشِينَا أَنْ يُزْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا﴾

اور یہ بچہ۔ اس کے ماں باپ مومن تھے اور مجھے خوف معلوم ہوا کہ بہ بڑا ہو کر اپنی سرکشی اور کفر کی بنا پر ان پر سختیاں کرے گا (۸۰)

۱۔ حضرت خضر (ع) کا لڑکے کو قتل کرنے کا مقصد، اسکے والدین کو کفر و طغیان سے بچانا تھا۔

وَاَمَّا الْغُلَامُ... فَخَشِينَا اَنْ يَرَهْقَهُمَا طَغْيَانًا وَكَفَرَا

"إِبراق" سے مراد کسی کو ایسے کام پر آمادہ کرنا کہ جو اسکے لیے انجام دینا انتہائی مشکل و سخت ہو (قاموس)

۲۔ حضرت خضر (ع) کے ہاتھوں، قتل ہونے والے نوجوان کے والدین، مؤمن و سرکشی اور نافرمانی سے دور لوگ تھے
فَخَشِينَا اَنْ يَرَهْقَهُمَا طَغْيَانًا وَكَفَرَا

"طغیان" بہت زیادہ نافرمانی کی راہ میں آگے نکل جانا (مفردات راغب)

۳۔ وہ نوجوان کہ جسے حضرت خضر (ع) نے قتل کیا وہ کافر تھا۔ وَاَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ اَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ

نوجوان کے والدین کے ساتھ فقط مؤمن کا لفظ آنا بتاتا ہے کہ وہ کافر تھا اور یہ کہ وہ والدین کو کفر کی طرف مائل کرنے میں اثر انداز ہو سکتا تھا یہ بھی اسکے کفر کی تائید کر رہا ہے۔

۴۔ مقتول نوجوان کے والدین، اپنے بیٹے کے زندہ رہنے کی صورت میں اس کے ہاتھوں متاثر ہو کر نہ چاہتے ہوئے بھی سرکشی اور کفر کی طرف چلے جاتے۔ فَكَانَ اَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا اَنْ يَرَهْقَهُم

۵۔ مؤمنین کے ایمان کی حفاظت اور انہیں کمزوری اور نابودی سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا، حضرت خضر (ع) کی ذمہ داریوں میں سے تھا۔ فَخَشِينَا اَنْ يَرَهْقَهُمَا طَغْيَانًا وَكَفَرَا

۶۔ ایمان، انتہائی قیمتی گوہر ہے کہ کوئی چیز اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ فَكَانَ اَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا اَنْ يَرَهْقَهُمَا طَغْيَانًا وَكَفَرَا
اللہ تعالیٰ نے والدین کے ایمان کی حفاظت کیلئے انکے عزیز فرزند کو ان سے جدا کر دیا تاکہ انکا ایمان محفوظ رہے ایسا ایمان ایک قیمتی متاع ہے کہ جس پر بیٹے کی قربانی آسان ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ حمایتوں کے حامل مؤمنین، کفر اور معصیت سے دور ہیں۔ فَكَانَ اَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا اَنْ يَرَهْقَهُم

۸۔ حضرت خضر، الہی احکام پر عمل کرنے والے تھے نہ کہ اپنی ذاتی خواہشات کو پورا کرتے تھے۔ فَخَشِينَا اَنْ يَرَهْقَهُم
"خَشِينَا" میں ضمیر "نا" مندرجہ بالا مطلب پر اشارہ ہو سکتی ہے۔ بعد والی آیات میں جملہ "وَمَا فَعَلْتُمْ عَنْ امْرِی" بھی اسی نکتہ کی وضاحت کر رہا ہے۔

۹۔ اولاد کا صالح نہ ہونا، والدین کے کفر اور سرکشی کی طرف میلان کا باعث ہو سکتا ہے۔

فَكَانَ اَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا اَنْ يَرَهْقَهُمَا طَغْيَانًا وَكَفَرَا

۱۰۔ انسان کے جبلی احساسات، اسکے معنوی اور ایمانی میلانات میں اہم اثر رکھتے ہیں۔

فكان ابواه مؤمنين فخشينا ان يرهقهما طغياناً وكفراً

حضرت خضر (ع) بیٹے کو والدین سے لے لیتے ہیں تاکہ وہ اپنے فطری تعلقات اور احساسات کی وجہ سے کفر اور سرکشی کی طرف مائل نہ ہوں۔ یہ نکتہ بتا رہا ہے کہ میلانان۔ احساسات سے متاثر ہوتے ہیں۔

۱۱۔ کفر اور سرکشیمیں اضافہ کے اسباب سے مقابلہ کرنا اور انہیں آگے بڑھنے سے روکنا ضروری ہے۔ فخشينا ان يرهقهما طغياناً و کفراً اگرچہ حضرت خضر (ع) کا کام غیب اور اسرار سے آگاہ ہونے کی بناء پر تھا لیکن یہ کفر کو بڑھنے سے روکنے اور اسکے سبب کو ختم کرنے کی ضرورت کو بتا رہا ہے۔

۱۲۔ سرکشی اور الہی حدود سے تجاوز، انسان کے کفر کی طرف مائل ہونے کا باعث ہے۔ يرهقهما طغياناً و کفراً

احتمال یہ ہے کہ طغیان کو کفر پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہو کہ طغیان میں بتلاء ہونا، کفر کی طرف جانے کی وجہ ہے۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کا والدین کے ایمان کی حفاظت کرنا، انکے بچوں کیلئے بعض ناگوار حادثات پیدا ہونے کا باعث ہے۔

فكان ابواه مؤمنين فخشينا ان يرهقهما طغياناً وكفراً

۱۳۔ مؤمن کا بعض مشکلات اور نقائص میں مبتلا ہونا اسکے ایمان کے محفوظ رہنے کا فلسفہ ہے۔

فكان ابواه مؤمنين فخشينا ان يرهقهما

احساسات: احساسات کے آثار ۱۰

اللہ تعالیٰ کی حدود: اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے کے آثار ۱۲

اللہ تعالیٰ کی حمایتیں: اللہ تعالیٰ کی حمایتوں کے شامل حال لوگ ۷۔ اللہ تعالیٰ کے کام کرنے والے ۸:

اقدار: ۶

ایمان: ایمان کا باعث ۱۰؛ ایمان کی قدر و قیمت ۶

خضر (ع): خضر (ع) کا کردار ۸؛ خضر (ع) کا کفر سے مقابلہ کرنا ۱؛ خضر (ع) کا قصہ ۱، ۳؛ خضر (ع) کی ذمہ داری ۵؛ خضر (ع)

کے قصہ میں نوجوان کا کفر ۳؛ خضر (ع) کے قصہ میں نوجوان کا کردار ۳؛ خضر (ع) کے قصہ میں نوجوان کے قتل کا فلسفہ

۱؛ خضر (ع) کے قصہ میں نوجوان کے والدین کا ایمان ۲؛ خضر (ع) کے قصہ میں نوجوان کے والدین ۱، ۳؛ خضر (ع) کے

قصہ میں نوجوان کے والدین کا مطیع ہونا ۲

سرکشی: سرکشی سے مقابلہ کرنے کی اہمیت ۱۱؛ سرکشی کا پیش خیمہ ۹؛ سرکشی کے آثار ۱۲

فرزند: خراب فرزند کا کردار ۹؛ فرزند کی مشکلات کا باعث ۱۳

کفر: کفر سے مقابلہ کرنے کی اہمیت ۱۱؛ کفر کا پیش خیمہ ۹، ۱۲

مؤمنین: مؤمنین اور کفر ۷؛ مؤمنین اور گناہ ۷؛ مؤمنین کا محفوظ ہونا ۱۳، ۷؛ مؤمنین کی حمایت ۵؛ مؤمنین کے امتحان کا فلسفہ ۱۳؛ مؤمنین کے فضائل ۷

میلانات: معنوی میلانات کا باعث ۱۰

والدین: والدین کے ایمان کی حفاظت ۱۳

آیت ۸۱

﴿فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا﴾

تو میں نے چاہا کہ ان کا پروردگار انہیں اس کے بدلے ایسا فرزند دیدے جو پاکیزگی میں اس سے بہتر ہو اور صلہ رحم میں بھی (۸۱)

۱۔ نوجوان کو قتل کرنے سے حضرت خضر (ع) کا مقصد اسکے والدین کیلئے پرہیزگار اور مہربان بیٹے کو حاصل کرنے کی فضالتار کرنا تھا۔ فار دنا ان یبدلہما ربہما خیراً منہ ذکوة واقرب رحما

آیت میں "زکاة" سے مراد طہارت اور گناہوں سے پاکیزگی ہے "رحم" اور "رحمت" کا ایک معنی ہے۔ اگرچہ حضرت خضر نے اپنی اس کلام میں مقتول نوجوان کیلئے پاکیزگی اور مہربان ہونے کا انکار نہیں کیا لیکن ممکن ہے حضرت موسیٰ (ع) کی بات سے متناسب کہ انہوں نے مقتول نوجوان کو "نفس ذکیہ" کا عنوان دیا اپنی کلام کو انہوں نے اسم تفضیل کے قالب میں بیان کیا تھا لیکن حقیقت میں مقتول نوجوان رحمت و پاکیزگی سے عاری تھا یا اس کا انجام آخر گناہ اور بے رحمی تھا۔

۲۔ حضرت خضر (ع) اور انکے مانند دوسرے لوگ، اللہ تعالیٰ کے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے والے ہیں۔

فار دنا ان یبدلہما ربہم "آر دنا" والی کلام میں اگرچہ کہنے والے صرف حضرت خضر (ع) تھے۔ لیکن ضمیر، جمع کی لائی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر (ع) چاہتے تھے یہ نکتہ سمجھائیں کہ وہ اس عزم میں تنہا نہیں تھے بلکہ انکے کام کے پیچھے الہی ارادہ کار فرما تھا دوسرے طرف "رب" کو "بیدل" کیلئے فاعل ذکر کیا تا کہ اس واقعہ کے حقیقی کردار کو واضح کریں اور اپنے ارادہ کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے تحت ہونے کو بیان کریں۔

۳۔ غیر صالح فرزند کو اٹھا کر اسکی جگہ صالح فرزند عطا کرنا، مؤمن والدین کیلئے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔
یید لهما ربهما خیراً منه

۳۔ صالح اور مہربان فرزند کی عطا، ایک الہی نعمت ہے۔ یید لهما ربهما خیراً منه زکوۃ وا قرب رحما

۵۔ بعض مصیبتوں اور ناگوار حادثات میں مؤمن کیلئے مصلحت اور خیر ہوتی ہے۔
وا ما الغلام... فا ردنا ان یید لهما ربهما خیراً منه زکوۃ وا قرب رحما

۶۔ ایک شائستہ فرزند کی خصوصیات میں سے اسکا پاک و صالح اور والدین کی نسبت بہت محبت کرنے والا ہونا ہے۔
یید لهما ربهما خیراً منه زکوۃ وا قرب رحما

۷۔ اللہ تعالیٰ، مؤمن کا پشت پناہ اور اسکی خیر و مصلحت کا فیصلہ کرنے والا ہے۔
فکان ا بواہ مؤمنین... فا ردنا ان یید لهما ربهما خیراً منه زکوۃ

۸۔ عن ابی عبد اللہ (ع) فی قول اللہ: "فا ردنا ان یید لهما ربهما خیراً منه..." قال انہ ولدت لهما جاریۃ فولدت غلاماً
فکان نبیاً^(۱) امام صادق (ع)، اللہ تعالیٰ کی اس کلام "فا ردنا ان یید لهما ربهما خیراً منه..." کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بے
شک مقتول کے والدین کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی اور اس بیٹی سے ایک بیٹا پیدا ہوا کہ جو مقام نبوت پر فائز ہوا۔
۹۔ عن ابی عبد اللہ (ع): "... فی قول اللہ عزوجل: فا ردنا ان یید لهما ربهما خیراً منه زکوۃ وا قرب رحماً": ا بد لهما
اللہ بہ جاریۃ ولدت سبعین نبیا..."^(۲)

امام صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس کلام "فا ردنا ان یید لهما ربهما خیراً منه زکوۃ" کے بارے میں روایت ہوئی
کہ اللہ تعالیٰ نے مقتول کے والدین کو اسکی جگہ ایک بیٹی عطا کی جس کی نسل سے ستر انبیاء پیدا ہوئے..."
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی ۷؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات ۳؛ اللہ تعالیٰ کی نعمات ۳؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے تحت
چلنے والے ۲ / اللہ تعالیٰ کی پشت پناہی: اللہ تعالیٰ کی پشت پناہی کے شامل حال لوگ ۷
انبیاء: انبیاء کا کردار ۲

خضر (ع): خضر (ع) کا کردار ۲؛ خضر (ع) کا قصہ ۱، ۸، ۹؛ خضر (ع) کے قصہ میں نوجوان کے قتل کا فلسفہ ۱؛ خضر (ع) کے
قصہ میں نوجوان کے والدین ۱؛ خضر (ع) کے قصہ میں نوجوان کے والدین کی نسل ۸، ۹

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۳۳۶، ح ۵۹، نور الثقلین ج ۳، ص ۲۸۶، ح ۱۷۰ (۲) کافی ج ۶، ص ۷، ح ۱۱، نور الثقلین ج ۳، ص ۲۸۶، ح ۱۷۴۔

فرزند: صالح فرزند کا پاک ہونا ۶؛ صالح فرزند کا جگہ لینا ۳؛ صالح فرزند کی صفات ۶؛ صالح فرزند کی

مہربانی ۶؛ فاسد فرزند کی ہلاکت ۳

مصیبتیں: مصیبتوں کا خیر ہونا ۵؛ مصیبتوں کا فلسفہ ۵

مؤمنین: مؤمنین کا پشت پناہ ۴؛ مؤمنین کی مصلحتیں ۵، ۴؛ مؤمنین کیلئے خیر خواہ ہونا ۴

نعمت: صالح فرزند کی نعمت ۳؛ مہربان فرزند کی نعمت ۳

والدین: والدین کے ساتھ مہربانی ۶

آیت ۸۲

﴿وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنَ رَبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾

اور یہ دیوار شہر کے یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ دفن تھا اور ان کا باپ ایک نیک بندہ تھا تو آپ کے پروردگار نے چاہا کہ یہ دونوں طاقت و توانائی کی عمر تک پہنچ جائیں اور اپنے خزانے کو نکال لیں۔ یہ سب آپ کے پروردگار کی رحمت ہے اور میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کیا ہے اور یہ ان باتوں کی تاویل ہے جن پر آپ صبر نہیں کر سکے ہیں (۸۲)

۱۔ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کیلئے پرانی دیوار کو تعمیر کرنے کی وجہ بیان کی۔ *وَأَمَّا الْجِدَارُ...* ما فعلته عن أمري

۲۔ حضرت خضر (ع) کے ہاتھوں، تعمیر ہونے والی دیوار دو یتیم لڑکوں کی ملکیت میں تھی۔ *وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ*

۳۔ باوجود اسکے کہ دیوار کے مالک اس آبادی میں نہیں تھے حضرت خضر (ع) نے دیوار کی تعمیر کی۔

فكان لغلامين يتيمين في المدينة

یہ احتمال ہے کہ اس آیت میں پچھلی آیات کی مانند "القریۃ" آنے کی بجائے "المدينة" آنا شاید اس جہت کیلئے ہو کہ وہ دونوں یتیم لڑکے اس آبادی میں نہیں تھے بلکہ کسی اور شہر میں تھے اور وہ شہر جیسا کہ "المدينة" الف و لام سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر (ع) اور موسیٰ (ع) کیلئے جانا پہچانا تھا۔

۳۔ دیوار کو تعمیر کرنے سے حضرت خضر (ع) کا مقصد یہ تھا کہ شہر میں رہنے والے دونوں لڑکوں کا خزانہ اسکے نیچے محفوظ رہے۔ *وَمَا الْجِدَارُ فَكَانَ لَغْلَمَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزُهُمَا*

۵۔ حضرت خضر (ع) دیوار کے مالکوں کے والد کے بارے میں جانتے تھے اور اسکی زندگی کی اچھائیوں اور اعمال صالح سے باخبر تھے۔ *وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحٌ*

۶۔ باپ کا صالح ہونا، حضرت خضر کے ان یتیم بچوں کے مفادات کی حمایت کرنے کا سبب بنا۔ *وَمَا الْجِدَارُ فَكَانَ لَغْلَمَيْنِ يَتِيمَيْنِ ... وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحٌ* جملہ "وکان أبوہما صالحاً" دیوار کو تعمیر کرنے کی علت ہے۔

۷۔ یتیموں کے باپ کا نیک اور صالح ہونا، ان دونوں کا بڑے ہو کر اپنے پوشیدہ خزانے کو پانے کے الہی ارادے کا سرچشمہ تھا۔ *وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا*

کلمہ "اشد" جمع کے ہم وزن مفرد ہے یا ایسی جمع ہے کہ جسکا مفرد نہیں ہے اسمیں اہل لغت کا اختلاف ہے بعض اسے "شدة" کی جمع سمجھتے ہیں (لسان العرب) بہر صورت اس سے مراد، جسمانی اور عقلی بلوغ اور استحکام ہے۔

۸۔ صالح افراد کے بچوں کے ساتھ انکے والدین کی اچھائی کی بناء پر مناسب رویہ ضروری ہے۔ *وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ*

۹۔ باپ کا صالح اور شائستہ ہونا، بچوں کے سعادت مند اور نیک بخت ہونے میں موثر ہے۔ *كَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا*

۱۰۔ صالح افراد اور انکے بچوں کے مفادات کی حفاظت میں اللہ تعالیٰ کے غیبی اسباب، دخالت رکھتے ہیں۔ *فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ*

دیوار کی تعمیر اور یتیموں کے مفادات کی حفاظت اگرچہ ایک خاص واقعہ ہے لیکن آیت میں عمومی پیغام ہے اور وہ یہ کہ والدین کے اعمال صالحہ کی بناء پر بچوں کے مفادات کی بھی حفاظت ہوگی۔

۱۱۔ ضرورت مند بچوں کے مستقبل کی خاطر کچھ مال و متاع، بچا کر رکھنا ایک شائستہ کام ہے۔ *وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزُهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا*

اس مطلب میں فرض یہ ہوا ہے کہ یتیموں کے باپ نے اپنے بچوں کے مستقبل کی خاطر کچھ مال دیوار کے نیچے چھپایا ہے اسکے صالح ہونے کے اعتبار سے تعریف، یہ نکتہ دے رہی ہے کہ اسکی دور اندیشی بھی بہت مناسب تھی اور حضرت

خضر(ع) کا اس پوشیدہ خزانے کی حفاظت کرنا اور اس واقعہ کی خصوصیات کا قرآن میں آنا اس شخص کی اچھی تدبیر سے حکایت کر رہا ہے۔

۱۲۔ استحکام اور عقلی بلوغ، اموال میں تصرف کے جائز ہونے کی شرط ہے۔ فا راد ربك ان یبلغا شدھما ویستخرجا کنزھم

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صالح باپ کے یتیم بچوں کی پشت پناہی اور انکے اموال کی حفاظت، اسکی رحمت و ربوبیت کا ایک جلوہ تھی۔ فا راد ربك ... رحمة من ربك "رحمة" فعل "اراد" کیلئے مفعول لہ ہے یعنی یتیم بچوں کے خزانے کے باقی رہنے کے سلسلہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ، اسکی رحمت کی بناء پر تھا۔

۱۴۔ یتیموں اور صالح افراد کے لواحقین کی مدد کرنا اور انکے اموال کی حفاظت، اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ کام ہے۔ فا راد ربك ... رحمة من ربك

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت، اسکی ربوبیت کا جلوہ ہے۔ رحمة من ربك

۱۶۔ حضرت خضر(ع) نے حضرت موسیٰ(ع) کو وسیع الہی تدبیر کی طرف توجہ کرتے ہوئے، یتیموں کے اموال کی حفاظت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی وسیع ربوبیت کو قرار دیا۔ فا راد ربك

حضرت خضر(ع) نے "رب" کو ضمیر خطاب کی طرف (ربك) مضاف کرتے ہوئے حضرت موسیٰ(ع) کے لیے یہ نکتہ بیان کیا کہ اگرچہ دیوار کی تعمیر نے آپکو غذا فراہم کرنے اور جسمانی تربیت میں کوئی مدد نہیں کی لیکن آپکا مالک و مدبر، یتیموں کا مالک و مدبر بھی ہے۔

۱۷۔ حضرت خضر(ع) نے سب عجیب و غریب کام، اللہ تعالیٰ کے حکم کی بناء پر انجام دیئے ان میں انکی کوئی ذاتی رائے شامل نہیں تھی۔ رحمة من ربك وما فعلته عن امری

"ما فعلته" میں مفعول کی ضمیر، آیت کے ذیل کے قرینہ کی مدد سے ان تمام کاموں کے جامع کی طرف لوٹ جاتی ہے مثلاً "جو کچھ تو نے دیکھا" "یا وہ جو میں نے انجام دیا"۔

۱۸۔ حضرت خضر(ع)، اللہ تعالیٰ کے فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوئے تھے۔ رحمة من ربك وما فعلته عن امری

مری حضرت خضر(ع) نے موسیٰ(ع) کو قانع کرنے کیلئے اپنے تمام کاموں کو اللہ تعالیٰ کے فرمان کی طرف نسبت دی۔

۱۹۔ اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے اور اس کو دائرہ عمل میں لانے کیلئے اسباب و علل سے کام لیتا ہے

فَا رَدُّ نَا ن يَبْدُلُهُمَا ... فَا رَدُّ رَبِّكَ ... رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ وَمَا فَعَلْتَهُ عَنْ أَمْرِي اَللهُ تَعَالَى نے مَوْمِنِينَ، اُنكى اولاد اور محرومين، لوگوں كى نسبت اپنى ربوبيت كو حضرت خضر كو كشتى كو سوراخ كرنے و غيرہ... كا حكم ديتے ہوئے مستحق كيا۔
 ۲۰۔ كائنات كے حقائق اور اسرار سے حضرت خضر (ع) كى آگاہى اور اُنكے بارے ميں اَللهُ تَعَالَى كے ارادے سے مطلع ہونا، اُنكے علم لدنى كا ايك نمونہ تھا۔ وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ... رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ وَمَا فَعَلْتَهُ عَنْ أَمْرِي

۲۱۔ حضرت موسى (ع) آخر كار حضرت خضر (ع) كے عجب و غريب كاموں كے اسرار سے آگاہ ہوئے اور بعض واقعات كى توجيہ اور تاويل كو ان سے سيكھا۔ ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا
 "لم تسطع" اصل ميں "لم تستطع" تھا يہاں حرف تاء كو تخفيف كيلئے حذف كيا ہے۔

۲۲۔ حضرت خضر اور موسى (ع) كى داستان ميں حوادث كا سرچشمہ، اَللهُ تَعَالَى كا ارادہ تھا اور يہ بہت مشكل تفسير كا حامل اور اس خاص آگاہى كا محتاج ہے جو اسكى جانب سے پہنچے۔ وَمَا فَعَلْتَهُ عَنْ أَمْرِي ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا
 ۲۳۔ حضرت خضر (ع) نے حضرت موسى (ع) كو اپنے كاموں كے اسرار تعليم دينے كے بعد اُنكے مقابلہ موسى (ع) كى بے صبرى پر نا پسنديدگى كا اظہار كيا۔ ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا

۲۳۔ اولياءِ الٰہيكے عجب و غريب كاموں ميں بے صبرى كا مظاہرہ كرنے اور جلد بازى سے فيصلہ كرنے سے پرہيز كرنا ضرورى ہے۔ ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا

حضرت موسى (ع) اور خضر (ع) كى تمام داستان سے معلوم ہوتا ہے كہ اولياءِ اَللهُ كے كاموں كا اپنے كاموں سے مقائسہ نہيں كرنا چاہيے بلکہ صبر كرنا چاہيے اور زبان پر ناروا بات نہيں لانا چاہيے كيونكہ اُنكے اسرار سے آگاہ ہونا، ہر ايك كے بس ميں نہيں ہے۔

۲۵۔ كائنات كے مصائب اور حوادث، دقيق اور اساسى توجيہ و تفسير ركھے ہوئے ہيں۔ ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا
 حضرت موسى (ع) اور خضر (ع) كى پورى داستان يہ نكتہ واضح كر رہى ہے كہ ناگہانى واقعات اور ثبوت يا منفى حوادث كو غير صحيح نہيں سمجھنا چاہيے بلکہ اس كام كے پشت پردہ غيبى ہاتھ ہے كہ جس نے حوادث كو يہ شكل عطا كى۔

۲۶۔ فى المجمع فى قوله : "وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزُهُمَا" ... وقيل : كَانَ كَنْزًا مِنَ الذَّهَبِ وَالْفُضَّةِ ... رواه ابو الدرداء عن النى
 (ص) (۱)

مجمع البیان میں اللہ تعالیٰ کے اس کلام "وكان تحته كنزهما" کے بارے میں آیا ہے کہ وہ سونا اور چاندی پر مشتمل خزانہ تھا اس بات کو ابو الدرداء نے پیغمبر اکرم سے روایت کیا ہے۔

۲۷۔ "عن الرضا (ع) قال : كان في الكنز الذي قال الله "وكان تحته كنزهما" لوح من ذهب فيه : بسم الله الرحمن الرحيم محمد رسول الله (ص) عجبت لمن أيقن بالموت كيف يفرح و عجبت لمن أيقن بالقدر، كيف يحزن و عجبت لمن راى الديننا وتقلّبها با هلهما كيف يركن إليها وينبغى لمن عقل عن الله أن لا يتهم الله تبارك وتعالى في قضائه ولا يستبطئه في رزقه (۱)

امام رضا علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی کہ آپ نے فرمایا: اس خزانہ کے درمیان کہ جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وكان تحته كنزهما" ایک سونے کی لوح تھی جس پر لکھا ہوا تھا "بسم الله الرحمن الرحيم" محمد (ص) رسول اللہ ہیں مجھے اس پر تعجب ہے جو موت پر یقین رکھتا ہے کیسے خوش ہو رہا ہے اور اس پر تعجب ہے کہ جو الہی تقدیر پر یقین رکھتا ہے کس طرح غمگین ہو رہا ہے اور اس پر تعجب ہے کہ جو دنیا والوں کی نسبت دنیا اور اسکے تغیر کا مشاہدہ کرنے کے باوجود دنیا پر اعتماد کیے ہوئے ہے جس نے اللہ تعالیٰ سے علم و دانش لیا اس بات کی لیاقت رکھتا ہے کہ اسکے بارے بدگمان نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف رزق پہنچانے میں سستی کی نسبت نہ دے۔ / اسباب کا نظام: ۱۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا ارادہ ۲۹؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات ۱۳، ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی علامات ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار ۲؛ اللہ تعالیٰ کے ارادے کا پیش خیمہ ۷؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے جاری ہونے کے مقامات ۱۹؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر ۱۷

اللہ تعالیٰ کی حمایت: اللہ تعالیٰ کی حمایت کے شامل حال ۱۳

اولیاء اللہ: اولیاء اللہ کے بارے میں جلد فیصلہ کرنا ۲۳؛ اولیاء اللہ کے عمل کے بارے میں صبر کی اہمیت ۲۳

باپ: باپ کی صلاحیت کے آثار ۹؛ صالح باپ کا کردار ۸، ۷، ۶

حادثات: حادثات کا سرچشمہ ۲۵

خضر (ع):

خضر (ع) کا حکم شرعی پر عمل ۱۷؛ خضر (ع) کے فضائل ۲۰؛ خضر (ع) کا علم غیب ۲۰؛ خضر (ع) کا علم لدنی ۲۰، ۲۲؛ خضر کا قصہ ۲۳، ۲۱، ۱۶، ۵، ۳، ۲، ۱؛ خضر کا کردار ۱۷؛ خضر (ع) کی اطاعت ۱۷؛ خضر (ع) کی تعلیمات ۱۶، ۲۱، ۲۳؛ خضر (ع) کی سرزنش ۲۳؛ خضر (ع) کے عمل کا راز ۲۱، ۲۲؛ خضر (ع) کے عمل کی اساس ۱۷؛ خضر (ع) کے قصہ کا سرچشمہ ۲۲؛ خضر (ع) کے قصہ میں خزانہ ۲۶، ۲۷؛ خضر (ع) کے قصہ میں خزانے کی حفاظت ۲، ۷؛ خضر (ع) کے قصہ میں دیوار کا مالک ۳؛ خضر (ع) کے قصہ میں دیوار کی تعمیر ۳؛ خضر (ع) کے قصہ میں دیوار کی تعمیر کا فلسفہ ۱، ۶، ۳؛ خضر (ع) کے قصہ میں دیوار کے مالک کا باپ ۵، ۶؛ خضر (ع) کے قصہ میں دیوار کے مالک کی یتیمی ۲

روایت: ۲۶، ۲۷

صالحین: صالحین کا احترام ۸؛ صالحین کے بچوں کا احترام ۸؛ صالحین کے بچوں کے مفادات کی حفاظت کے اسباب ۱۰؛ صالحین کے ل لواحقین کی امداد ۱۳؛ صالحین کے لواحقین کے مال کی حفاظت ۱۳؛ صالحین کے مفادات کی حفاظت کے اسباب ۱۰

طبیعی اسباب: طبیعی اسباب کا کردار ۱۹

عمل: پسندیدہ عمل ۱۱، ۱۳

عقلی بلوغ: عقلی بلوغ کے آثار ۱۲

غیبی امور: غیبی امور کا کردار ۱۰

فرزند: بچوں کی سعادت میں موثر اسباب ۹؛ بچوں کے مستقبل کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی اہمیت ۱۱

کائنات: کائنات کا قانون کے مطابق ہونا ۲۵

مال: مال کو خرچ کرنے کی شرائط ۱۲؛ مال کے احکام ۱۲ // مصائب: مصائب کا سرچشمہ ۲۵

موسیٰ (ع): موسیٰ (ع) کا سیکھنا ۲۱؛ موسیٰ (ع) کا قصہ ۳، ۲، ۱، ۱۶، ۳، ۲۱، ۲۳؛ موسیٰ (ع) کا معلم ۲۳؛ موسیٰ (ع) کو سرزنش ۲۳؛ موسیٰ (ع) کو نصیحت ۱۶؛ موسیٰ (ع) کی اطاعت ۱۸؛ موسیٰ (ع) کی بے صبری ۲۳؛ موسیٰ (ع) کے قصہ کی بنیاد ۲۲

یتیم: یتیم کی امداد ۱۳؛ یتیم کی حمایت ۱۳؛ یتیم کے مال کی حفاظت ۱۳، ۱۳؛ یتیم کی مال کی حفاظت کے اسباب ۱۶

آیت ۸۳

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا﴾

اور اے پیغمبر یہ لوگ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں عنقریب تمہارے سامنے ان کا تذکرہ پڑھ کر سنا دوں گا (۸۳)

۱۔ پیغمبر، کے زمانہ کے لوگوں نے آنحضرت (ص) سے ذوالقرنین کے بارے میں سوالات کیئے تھے۔
وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْقَرْنَيْنِ

"قرن" سے مراد "سینگ" ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ذوالقرنین کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ بالوں کی دو چٹیا دو سینگوں کی مانند ان کے سر پر تھیں یا یہ کہ انکی ٹوپی کے دو سینگ تھے البتہ "قرن" سے زمانے کا ایک طولانی سلسلہ بھی مراد ہے کہ جس سے لوگ زندگی بسر کرتے ہیں اسی لیے بعض نے وجہ تسمیہ یہ بیان کی کہ ذوالقرنین کی حکومت کا زمانہ بہت طولانی تھا۔

۲۔ "ذوالقرنین" ایک تاریخی اور زمانہ پیغمبر (ص) میں جانی پہچانی شخصیت تھی۔ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْقَرْنَيْنِ
۳۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم (ص) کو لوگوں کے سوال کا جواب دینے کا طریقہ تعلیم دیا ہے۔
وَيَسْأَلُونَكَ... قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ

۳۔ لوگوں کے آنحضرت (ص) سے سوالات، بعض آیات کے نازل ہونے اور لوگوں کیلئے بعض مطلب کی وضاحت کا باعث بنتے تھے۔ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْقَرْنَيْنِ

۵۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیات کے ذریعہ، ذوالقرنین کے بارے میں بعض مطالب پیش کرنے کا یقینی وعدہ دیا۔
قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا

"منہ" میں ضمیر ذوالقرنین کی طرف پلٹ رہی ہے اور "من تبعيض" کیلئے ہے یعنی اسکے بعض حالات۔ "سأتلوا" کے قرینہ کی مدد سے "ذکر" سے مراد قرآنی آیات ہے۔

۶۔ ذوالقرنین کی داستان کی تفصیل، تلاوت وحی کی بناء پر ہے نہ کہ آنحضرت کی ذاتی رائے کی بناء پر ہے۔
سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا

۷۔ آنحضرت (ص) کے بعض علوم اور معلومات، نزول وحیکے مرہون منت تھے۔ وَيَسْأَلُونَكَ... قُلْ سَأَتْلُو

۸۔ عن ابی عبد اللہ (ع) قال : ملک الأرض کلّھا اربعة: مؤمنان وکافران فاما المؤمنان : فسلیمان بن داود و ذوالقرنین^(۱)

امام صادق (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا: چار افراد نے پوری زمین پر حکومت کی ہے ان میں دو افراد مؤمن اور دو کافر تھے۔ دو مؤمن یہ تھے: سلیمان بن داود اور ذوالقرنین۔

۹۔ عن ابی جعفر (ع) قال : إن ذالقرنین لم یکن نبیا ولكنّه کان عبداً صالحاً ا جب اللہ فا حبّہ اللہ وناصح اللہ فنا صحہ اللہ ا مر قومہ بتقوی اللہ فضر بوہ علی قرنہ ، فغاب عنهم زماناً ، ثم رجع الیهم ، فضر بوہ علی قرنہ الا خر وفیکم من هو علی سنّہ^(۲) امام باقر علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی ہے کہ ذوالقرنین پیغمبر نہیں تھے لیکن ایک صالح بندہ تھے کہ جو اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت کرتا تھا اللہ تعالیٰ کیلئے خالص عمل کرتے تھے پس اللہ بھی انکی خیر چاہتا تھا وہ قوم کو الہی تقویٰ کی طرف حکم دیتے تھے۔ تو اس قوم نے انکے قرن یعنی انکے سر کی ایک طرف ضرب لگائی تو وہ ایک زمانے تک ان سے غائب رہے پھر انکی طرف لوٹ آئے تو انہوں نے انکے دوسرے قرن پر یعنی انکے سر کی دوسری طرف ضرب لگائی۔ تم میں سے کوئی ہے جو اسکی مانند ہوگا۔

۱۰۔ عن ابی جعفر (ع) قال : إن اللہ لم یبعث انبیاء ملوکاً فی الأرض الا اربعة بعد نوح: اوّ لهم ذوالقرنین^(۳) امام باقر (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کو بادشاہ نہیں بنایا سوائے چار انبیاء کے جو نوح کے بعد تھے ان میں سے پہلے ذوالقرنین تھے۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) سے سوال ۱، ۳؛ آنحضرت (ص) کا معلم ہونا ۳؛ آنحضرت (ص) کو جواب دینے کے طریقہ کی تعلیم ۳؛ آنحضرت (ص) کو وحی ۴، ۶؛ آنحضرت (ص) کو وعدہ ۵؛ آنحضرت (ص) کے علم کا سرچشمہ ۴
اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۳، ۱ / اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی تعلیمات ۳؛ اللہ تعالیٰ کے وعدے ۵
ذوالقرنین: ذوالقرنین کا نام ۸؛ ذوالقرنین کی حاکمیت ۸؛ ذوالقرنین کی حکومت ۱۰؛ ذوالقرنین کی نبوت ۹؛ ذوالقرنین کے بارے میں سوال ۱؛ ذوالقرنین کے فضائل ۱۰؛ ذوالقرنین کے قصہ کا سرچشمہ ۶؛ ذوالقرنین کے قصہ کی وضاحت ۵

(۱) خصال ج ۱، ص ۲۵۵، ح ۱۳۰، نور الثقلین ج ۳، ص ۲۹۵، ح ۲۰۷ (۲) کمال الدین ص ۳۹۳، ح ۱، نور الثقلین ج ۳، ح ۲۰۲۔

(۳) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۳۴۰، ح ۷۵، نور الثقلین ج ۳، ص ۲۹۵، ح ۲۰۶۔

قرآن: قرآن کے نزول کا باعث ۳

لوگ: زمانہ بعثت کے لوگ اور ذوالقرنین ۲؛ زمانہ بعثت کے لوگوں کا سوال ۱، ۳

وحی: وحی کا کردار ۷

آیت ۸۳

﴿إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا﴾

ہم نے ان کو زمین میں اقتدار دیا اور ہر شے کا ساز و سامان عطا کر دیا (۸۳)

۱۔ "ذوالقرنین" ایک طاقت ور اور زمین پر وسیع ذرائع کی حامل شخصیت تھی۔ اِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ

"مکنا" یعنی "ہم نے اسے قوت دی" ذوالقرنین اور اسکی تاریخی شخصیت اور یہ کہ وہ کون ہے مورخین اور مفسرین میں ایک رائے موجود نہیں ہے بعض اسے تاریخ سے ماقبل کے بادشاہوں میں سے سمجھتے ہیں اور فقط قرآن کو انکی شناخت کا مآخذ سمجھتے ہیں بعض اسے وہی سکندر سمجھتے ہیں بعض اسے "فریدون" اور بعض اسے یمن کے بادشاہ ہوں میں سے سمجھتے ہیں اور بعض، علامہ طباطبائی کی مانند "کورش" (بخانشی کا بادشاہ) کی آیات کے ساتھ مناسب تطبیق دیتے ہیں اور بعض اسے چین کے بادشاہ ہوں میں سے سمجھتے ہیں اور چین کی دیوار کو اپنے دعویٰ پر گواہ کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

۲۔ تاریخ کے طاقتور افراد کی قدرت اور وسائل، صرف اللہ تعالیٰ کے ارادے اور حاکمیت کے دائرہ کار میں ہیں نہ کہ وہ مستقل ہیں۔ اِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ ذوالقرنین کی قدرت اور وسائل کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت دینا یہ پیغام دے رہا ہے کہ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ طاقتور لوگ جو کچھ رکھتے ہیں وہ انکا ذاتی تھے بلکہ ہر چیز اسکی طرف سے ہے۔

۳۔ "ذوالقرنین" ایک الہی شخصیت تھی۔ اِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ

یہ احتمال ہے کہ ذوالقرنین کی قدرت کو اللہ تعالیٰ سے منسوب کرنے کی وجہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے انکی الہی شخصیت کی بناء پر اسے وسائل عطا کیے ہوں۔

۳۔ ذوالقرنین کے پاس اسکے ہر مقصد کو پورا کرنے

کیلئے اسباب و وسائل مہیا تھے۔ وائیناہ من کل شی سبب

"کل شی" میں عموم، عرض عموم ہے اور "سبباً" "ائیناہ" کیلئے دوسرا مفعول ہے کلام میں چھپے ہوئے مضاف کی طرف توجہ کریں تو جملہ مقدریوں ہے "وائیناہ سبباً من اسباب کل شی ی" یعنی اسکے علمی اور عملی اہداف کو پورا کرنے کیلئے جو بھی وسائل درکار تھے اسکے اختیار میں دے دیے۔

۵۔ علمی اور عملی کاموں کو پورا کرنے کی روش اور اسباب کا حصول، زمین پر ذوالقرنین کی قدرت اور اقتدار کا باعث تھا۔
إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَائْتِنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا

"ائیناہ" کا ماقبل جملہ پر عطف، سبب کا مسبب پر عطف ہے یعنی اگر "ذوالقرنین" کا زمین پر اقتدار تھا تو ان اسباب کی بناء پر تھا جو ہر کام کو پورا کرنے کیلئے انکے اختیار میں تھے۔

۶۔ اشیاء کو وجود میں لانے اور امور کو متحقق کرنے والا طبعی نظام، علل اور اسباب کے سلسلہ پر قائم ہے۔ وائیناہ من کل شیء سبب ذوالقرنین کا اپنے امور میں کامیاب ہونا، اسباب و وسائل سے فائدہ اٹھانے کی بناء پر تھا اس موضوع کا آیت میں بیان ہونا، کائنات کے امور پر علل و اسباب کے نظام کی حاکمیت کی طرف اشارہ ہے۔

۷۔ ذوالقرنین کی قدرت و طاقت اور اپنے مقاصد کو پورا کرنے کیلئے تمام ضروری وسائل اور ذرائع انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے تھے۔ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَائْتِنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا

۸۔ اللہ تعالیٰ تمام طبعی اسباب اور علل پر حاکم ہے۔ وائیناہ من کل شیء سبباً

۹۔ عن الاصبغ بن نباتة، عن امير المؤمنين (ع) أنه قال: سئل عن ذي القرنين قال: ... وجعل عز ملكه وآية نبوته في قرنه... وآتاه الله من كل شيء: علماً يعرف به الحق والباطل... وأوحى الله إليه... فقد طويت لك البلاد و ذللت لك العباد فارهبتهم منك... فلم يبلغ مغرب الشمس حتى دان له أهل المشرق والمغرب قال: وذلك قول الله:

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَائْتِنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَباً^(۱) اصبغ بن نباتہ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ امیر المؤمنین نے ذوی القرنین کے بارے میں کیے گئے سوال کے جواب میں فرمایا: ... اللہ تعالیٰ نے اسکی بادشاہی کی طاقت اور نبوت کی نشانی کو اسکے سینگ میں قرار دیا... اور ہر چیز کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اسے علم عطا کیا تاکہ اسکے ذریعہ سے حق و باطل کو پہچان سکے اللہ تعالیٰ نے اسے وحی کی: میں نے شہروں کو تیرے اختیار میں دے

دیا اور بندوں کو تیرا مطیع اور انکے دلوں کو تیرے خوف سے پر کر دیا ہے۔ تو ابھی وہ سورج کے غروب ہونے کی جگہ تک نہیں پہنچا تھا کہ دنیا کے اہل مشرق و مغرب نے اسکے آگے سر تسلیم خم کیا پھر امیر المؤمنین (ع) نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا کلام وہ کہ فرمایا ہے: اَنَا مَكْنَا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَاتَيْنَا هَذَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا ارادہ ۲; اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ۸، ۲; اللہ تعالیٰ کی عطائیں ۷
ذوالقرنین: ذوالقرنین کی شخصیت ۳; ذوالقرنین کی قدرت ۱، ۳; ذوالقرنین کی قدرت کا باعث ۵; ذوالقرنین کی قدرت کا سرچشمہ ۷; ذوالقرنین کی نبوت ۹; ذوالقرنین کے ذرائع ۱، ۳، ۵، ۹; ذوالقرنین کے ذرائع کا سرچشمہ ۷; ذوالقرنین کے علم کے آثار ۵; ذوالقرنین کے فضائل ۹، ۳

روایت: ۹

طبیعی اسباب: طبیعی اسباب کا کردار ۸، ۶

قدرت: قدرت کا سرچشمہ ۲ قدرت مند لوگ: قدرت مند لوگوں کے ذرائع کا سرچشمہ ۲

نظام علیت: ۶

آیت ۸۵

﴿فَاتَّبَعَ سَبَبًا﴾

پھر انھوں نے ان وسائل کو استعمال کیا (۸۵)

۱۔ ذوالقرنین، نے مغرب کی طرف سفر کرنے کیلئے اپنے وسیع الہی ذرائع میں سے بعض سے فائدہ اٹھایا۔
فاتبع سبباً — حتّٰی إذا بلغ مغرب الشمس

۲۔ ذوالقرنین، ان مادی وسائل کے ساتھ ان سے کام لینے کا علم بھی رکھتا تھا۔ فاتبع سبباً

۳۔ سال رجل علیاً (ع) ۱ رأیت ذالقرنین کیف استطاع أن يبلغ المشرق والمغرب؟ قال: سخر الله له السحاب مدّ

له في الأسباب وبسط له النور فكان الليل والنهار عليه سواء^(۱)

ایک شخص نے حضرت علی (ع) سے کہا: مجھے بتائیں کہ

(۱) کمال الدین صدوق ص ۳۹۳، ج ۲ باب ۳۸، نور الثقلین ج ۳ ص ۲۹۶، ج ۲۱۲۔

کیسے ذوالقرنین اس جہان کے مشرق و مغرب تک پہنچا؟ حضرت علی (ع) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بادل کو اسکے لیے مسخر کیا تھا اور اسکے وسائل اور ذرائع بڑھا دیے تھے اور اسکے لیے نور پھیلا دیا تھا اس طرح کہ دن و رات اسکے لیے برابر تھے۔
 ذوالقرنین: ذوالقرنین کا علم ۲؛ ذوالقرنین کا قصہ ۱، ۳؛ ذوالقرنین کا مشرق کی طرف سفر ۳؛ ذوالقرنین کا مغرب کی طرف سفر ۱، ۳؛ ذوالقرنین کے فضائل ۲؛ ذوالقرنین کے مادی وسائل ۲؛ ذوالقرنین کے وسائل ۱، ۳
 روایت ۳:

آیت ۸۶

﴿حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا قُلْنَا يَا ذَا الْقُرْنَيْنِ إِنَّمَا أَنْ تُعَذِّبَ وَإِنَّمَا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا﴾

یہاں تک جب وہ غروب آفتاب کی منزل تک پہنچے تو دیکھا کہ وہ ایک کالی کیچڑ والے چشمہ میں ڈوب رہا ہے اور اس چشمہ کے پاس ایک قوم کو پایا تو ہم نے کہا کہ تمہیں اختیار ہے چاہے ان پر عذاب کرو یا انکے درمیان حسن سلوک کی روش اختیار کرو (۸۶)

۱۔ ذوالقرنین، اپنے بعض وسائل اور فوج کی مدد سے مغرب کی طرف اپنی سرزمین میں آگے بڑھا۔
 فَا تَبِعْ سَبِيلًا — حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ

۲۔ ذوالقرنین، نے مغرب کی طرف خشکی کی انتہا تک پہنچنے کے بعد اپنے سامنے کیچڑ والا سیاہی مائل پانی دیکھا۔
 حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ

"حَمِئَةٍ" معنی حما "سیاہی مائل بدبودار مٹی" کو کہتے ہیں (کتاب العین)

۳۔ مغرب کی جانب ذوالقرنینکے سفر کی آخر، منزل پر سورج کے غروب ہونے کا منظریوں تھا کہ جیسے

وہ سیاہی مائل چشمہ میں غرق ہو گیا ہے۔ وجد ہا تغرب فی عین حمۃ

"عین" کا معنی چشمہ ہے اور "وجدھا" کے قرینہ (اسے یوں پایا) سے آیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سورج واقعاً سیاہی مائل مٹی کے چشمہ میں غرق ہوا بلکہ ذوالقرنین نے یوں سورج کے غروب ہونے کا منظر دیکھا۔

۳۔ ایک وسیع سمندر کے ساحل پر ذوالقرنین کے سفر کا اختتام ہوا۔ وجد ہا تغرب فی عین حمۃ

یہ احتمال ہے کہ پانی میں سورج کے غروب کا منظر ایک وسیع سمندر کی علامت ہو یعنی اسے آگے کچھ نہیں نظر آ رہا تھا لہذا اس نے تصور کیا کہ سورج سمندر میں ایک ابلتے ہوئے چشمہ میں غرق ہو رہا ہے اور آگے کوئی خشکی نہیں ہے۔

۵۔ مغرب کی طرف ذوالقرنین کے سفر کی حد سیاہ سمندر تک تھی۔ حتّٰی إذا بلغ مغرب الشمس وجدھا تغرب فی عین حمۃ ابن عاشور کی مانند بعض مورّخین، ذوالقرنین کا مقام حکومت چین سمجھتے ہیں اس صورت میں اسکا مغرب کی طرف سفر سیاہ سمندر تک بڑھا کہ اس نے وہاں سورج کے غروب ہونے کا منظر اسکا سیاہ مٹی سے آلودہ چشمہ میں غرق ہونے کی صورت میں دیکھا۔

۶۔ ذوالقرنین نے اپنی سرزمین کے مغرب کی طرف آخری منزل پر ایک خاص وضع و قطع اور قوم والے لوگوں کو پایا۔
وجدھا تغرب فی عین حمۃ وجد عندھا قوم

۷۔ ذوالقرنین کی سرزمین کے مغرب میں ساحل پر رہنے والے لوگ، کافر اور ظالم تھے۔ قلنا یا ذالقرنین إما أن تعذب
"تعذب" کی تعبیر بتاتی ہے کہ وہ سزا کے مستحق تھے اسکی دلیل بعد والی آیات کے قرینہ سے انکا ظلم اور کفر تھا۔

۸۔ ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغربی ساحل پر رہنے والوں کو سزایا معافی کی صورت میں اختیار ملا۔
قلنا یا ذالقرنین إما أن تعذب و إما أن تتخذ فیہم حسنا

۹۔ ذوالقرنین کی سرزمین کے مغربی مناطق میں ساحل پر رہنے والے لوگ، ذوالقرنین کے لشکر کا مقابلہ کرنے سے عاجز تھے اور اسکے عزم و ارادے کے آگے کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ وجد عندھا قوماً قلنا یا ذالقرنین إمّا أن تعذب

۱۰۔ ذوالقرنین کے کام، اللہ تعالیٰ کی راہنمائی کے تحت انجام پاتے تھے۔ قلنا یا ذالقرنین اما ان تعذب و اما ان تتخذ

۱۱۔ ذوالقرنین انبیاء میں سے تھے اور الہی کلام دریافت کرنے کے مقام پر فائز تھے۔ قلنا یا ذالقرنین

ظاہراً کلمہ "قلنا" بغیر واسطہ کے خطاب ہے اگرچہ یہاں الہام یا کسی اور پیغمبر کے ذریعہ پیغام الہی پہنچانے کا احتمال بھی موجود ہے۔

۱۲۔ ذوالقرنین کی سرزمین کے مغرب کی طرف تمدن کا وجود_وجدعندھا قوماً ... إِمَّا أَنْ تَعَذَّبَ
بعد والی آیات میں ساحل نشینوں کیلئے ظلم، ایمان، عمل صالح اور سزا جیسے کلمات آئے ہیں یہ متمدن معاشروں کی
خصوصیات میں سے ہیں

۱۳۔ ذوالقرنین لوگوں کے معاشرتی نظام کو منظم کرنے میں الہی اختیارات رکھتے تھے۔
قلنا یا ذالقرنین إِمَّا أَنْ تَعَذَّبَ وَإِمَّا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حَسَنَ

۱۳۔ منظمین اور قائدین کو انکی ذمہ داریوں کی حدود میں بعض اختیارات دینا ضروری ہیں۔
قلنا یا ذالقرنین إِمَّا أَنْ تَعَذَّبَ وَإِمَّا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حَسَنَ

اللہ تعالیٰ نے مغربی اقوام کے ساتھ برتاؤ میں ذوالقرنین کو اپنے ارادے میں اختیار دیا دوسروں کو چاہیے وہ بھی اسی روش
کو اپنائیں۔

۱۵۔ زمین پر سیر و سیاحت اور مجرم قوموں کو سزا دینا، ایک اچھی بات ہے۔ حتیٰ إذا بلغ ... إِمَّا أَنْ تَعَذَّبَ
ذوالقرنین پر الہی عطا ہونے کے بعد انکے سفر کے حالات سے مطلع کرنا، اسکے کاموں کے شائستہ ہونے پر دلالت کر رہا
ہے۔

۱۶۔ کفار کا سامنا کرنے کے بعد ان سے اچھے سلوک کا انتخاب، سختی اور غصہ سے بہتر ہے۔ وَإِمَّا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حَسَنًا
جملہ "تتخذ فیہم حسناً" سزا کے مقابل روش کو بیان کر رہا ہے ذوالقرنین کو ان دو روش میں ایک کو منتخب کرنے پر اختیار
تھا۔\اچھا سلوک: اچھے سلوک کی اہمیت ۱۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ذوالقرنین سے گفتگو ۱۱، اللہ تعالیٰ کی ہدایتیں ۱۰

انتظام: انتظام کی روش ۱۳

تمدن: تاریخ تمدن ۱۲

چشمہ: مٹی سے آلودہ چشمہ ۲، ۳

ذوالقرنین: ذوالقرنین اور امر معاشرتی نظام کا انتظام: ذوالقرنین کا قصہ ۵، ۳، ۲، ۱، ۶، ۸، ۹؛ ذوالقرنین کا مغرب کی طرف
سفر ۳، ۲؛ ذوالقرنین کو وحی ۱۱؛ ذوالقرنین کو ہدایت ۱۰؛ ذوالقرنین کی قدرت ۹؛ ذوالقرنین کی مغرب کے لوگوں سے ملاقات
۶؛ ذوالقرنین کی نبوت ۱۱؛ ذوالقرنین کے اختیارات ۸؛ ذوالقرنین کے اختیارات کی

اساس ۱۳؛ ذوالقرنین کے پہلے سفر کی حدود ۵، ۳؛ ذوالقرنین کے عمل کی بنیاد ۱۰؛ ذوالقرنین کو وحی ذوالقرنین کے فضائل ۱۳؛ ذوالقرنین کے قصہ میں چشمہ کا رنگ ۲؛ ذوالقرنین کے مقامات ۱۱؛ ذوالقرنین کے وسائل ۱؛ سمندر کے کنارے ذوالقرنین ۳؛ سیاہ سمندر کے کنارے ذوالقرنین ۱۳

سختی: سختی کی مذمت ۱۶

سرزمین: ذوالقرنین کی سرزمین مغرب کے لوگوں کا ظلم ۷؛ ذوالقرنین کی سرزمین مغرب کے لوگوں کا عجز ۹؛ ذوالقرنین کی سرزمین مغرب کے لوگوں کا کفر ۷؛ ذوالقرنین کی سرزمین مغرب کے لوگوں کی سزا ۸؛ ذوالقرنین کی سرزمین مغرب کے لوگوں کی معافی ۸؛ ذوالقرنین کی سرزمین مغرب میں تمدن ۱۲؛ ذوالقرنین کی سرزمین مغرب میں لوگوں کی قومی حالت ۶

سفر: سفر کی اہمیت ۱۵

ظالمین: ۷

عمل: پسندیدہ عمل ۱۵

قرآن: قرآنی تشبیہات ۳

کفار: ۷، کفار سے اچھا سلوک ۱۶؛ کفار سے برتاؤ کی روش ۱۶؛ کفار سے سختی ۱۶

گناہ کار لوگ: گناہ کار لوگوں کو سزا دینے کی اہمیت ۱۵

منتظم: منتظم کو اختیار بخشنا ۱۳

آیت ۸۷

﴿قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُكْرًا﴾

ذوالقرنین نے کہا کہ جس نے ظلم کیا ہے اس پر بہر حال عذاب کروں گا یہاں تک کہ وہ اپنے رب کی بارگاہ میں پلٹا یا جائے گا اور وہ اسے بدترین سزا دے گا (۸۷)

۱۔ ذوالقرنین نے مغربی ساحل پر رہنے والوں کی سزا سے چشم پوشی کی اور صرف ان کو سزا کی دھمکی دی کہ جو اپنے ظلم پر باقی رہ جائیں۔ قال أمّا من ظلم فسوف نعذّبه

۲۔ ایمان اور عمل صالح سے دوری اختیار کرنا، ظلم ہے۔ قال اَمَّا مِنْ ظُلْمٍ
بعد والی آیت کے قرینہ کی مدد سے جس میں عمل صالح اختیار کرنے والے مؤمنین کو ظالمین کے مقابل قرار دیا گیا یہاں ظلم
سے مراد بے ایمانی اور نیک کردار کا ترک کرنا ہے۔

۳۔ دریائی ساحل پر رہنے والی قوم، مکمل طور پر ذوالقرنین کے زیر تسلط آچکی تھی۔ قال اَمَّا مِنْ ظُلْمٍ فَسُوفَ نَعَذِّبُهُ
۳۔ ذوالقرنین، دریا کے ساحل پر رہنے والے ظالموں کے ایمان لانے اور انکے ظلم اور فساد چھوڑنے پر امید رکھے ہوئے
تھے لہذا انکو سزا دینے میں جلدی نہیں کر رہے تھے۔ قال اَمَّا مِنْ ظُلْمٍ فَسُوفَ نَعَذِّبُهُ
صرف "سوف" آئندہ کیلئے ہے۔ اور بعد والی آیت میں "امن" اور "عمل" شرطیہ فعل اس بات پر قرینہ ہیں کہ ذوالقرنین نے
ظالموں کے ایمان لانے کے احتمال کی بناء پر انکی سزا دینے میں جلدی نہیں کی ہے۔

۵۔ ظالموں کو قیامت میں سخت عذاب میں جکڑا جائیگا۔ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نَكِرًا
۶۔ ذوالقرنین کی حکومت ظلم و کفر کو ختم کرنے کیلئے تھی۔ قال اَمَّا مِنْ ظُلْمٍ فَسُوفَ نَعَذِّبُهُ
۷۔ ذوالقرنین، معاد اور ظالموں کے آخرت میں سخت عذاب پر عقیدہ رکھتے تھے۔
قال اَمَّا مِنْ ظُلْمٍ فَسُوفَ نَعَذِّبُهُ ثُمَّ يَرُدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نَكِرًا

۸۔ ذوالقرنین نے دریا کے ساحل پر رہنے والے ظالموں کو اپنی سخت سزا کی دھمکی کے ساتھ آخرت کے سخت عذاب سے
بھی ڈرایا۔ قال اَمَّا مِنْ ظُلْمٍ فَسُوفَ نَعَذِّبُهُ ثُمَّ يَرُدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ
۹۔ آخرت وہ زمانہ ہے کہ جب ظالموں کا فروں اور غیر صالح افراد کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوٹایا جائیگا اور انکے اعمال کا
محاسبہ کیا جائیگا۔ ثُمَّ يَرُدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ

۱۰۔ ذوالقرنین، ظالموں کے اخروی عذاب کو انکی دنیا کی سزا سے سخت اور بدترین سمجھتے تھے۔ قال... ثُمَّ يَرُدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ
فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نَكِرًا "نکر" سے مراد "منکر" ہے کہ جو صفت مشبہ اور جہنم کے عذاب کی صفت ہے یعنی آخرت کا عذاب
بہت ناگوار اور اسکی شدت قابل تعریف نہیں ہے۔

۱۱۔ ظالموں کی اخروی سزا، الہی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔ يَرُدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نَكِرًا

۱۲۔ ذوالقرنین کی حکومت ایک دینی اور الہی حکومت تھی۔ قال... ثُمَّ يَرُدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نَكِرًا
ذوالقرنین نے ظالموں کی اپنے ہاتھوں سزا کو اللہ

تعالیٰ کے اخروی عذاب کا ایک حصہ جانا ہے لہذا ذوالقرنین کی حکومت، الہی میزان پر تشکیل پائی ہوئی تھی۔

۱۳۔ جہنم کا عذاب، بہت سخت اور بڑا عذاب ہے۔ ثم یردّٰ اِلٰی رَبِّهِ فِیْ عَذَابٍ نَّكَرًا

"عذاباً"، "یعذبہ" فعل کیلئے مفعول مطلق تاکید ہے کہ جو الہی عذاب کی شدت پر دلالت کر رہا ہے "نکرا" بھی "عذاباً" کی صفت ہے یہ عذاب کے برے ہونے پر تاکید ہے۔

۱۳۔ عن أمير المؤمنين (ع) ... "أما من ظلم" ولم يؤمن برّبه "فسوف نَعَذِّبُه" فی الدنیا بعذاب الدنیا "ثم یردّٰ اِلٰی رَبِّهِ" فی مرجعہ "فیعذبہ عذاباً نکراً" (۱) امیر المؤمنین (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آیت سے مقصود یہ ہے کہ وہ "جس نے ظلم کیا" وہ اپنے پروردگار پر ایمان نہیں لایا اسے "جلدی" دنیا میں عذاب دنیا میں بتلاء کریں گے پھر اسے معاد میں پروردگار کی طرف لوٹایا جائیگا اور اللہ تعالیٰ اسے سخت عذاب دے گا۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامتیں ۱۱// اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا: ۱۳، ۹/ جہنم: جہنم کے عذاب کی شدت ۱۳ حکومت: دینی حکومت ۱۲// ذوالقرنین: ذوالقرنین اور ظالموں کو سزا ۱، ۳؛ ذوالقرنین کا امیدوار ہونا ۳؛ ذوالقرنین کا ظلم سے مقابلہ کرنا ۶؛ ذوالقرنین کا عقیدہ ۴؛ ذوالقرنین کا قصہ ۳، ۳، ۱؛ ذوالقرنین کا کفر سے مقابلہ کرنا ۶؛ ذوالقرنین کا نظام حکومتی ۱۲؛ ذوالقرنین کے دور کے ظالموں کو دھمکی ۱؛ ذوالقرنین کی حاکمیت ۳؛ ذوالقرنین کی حکومت کی خصوصیات ۶؛ ذوالقرنین کی دھمکیاں ۸، ۱؛ ذوالقرنین کی رائے ۱۰؛ ذوالقرنین قدرت ۳/ ذوالقرنین کا عقیدہ ۴؛ روایت: ۱۳

سرزمین: ذوالقرنین کی سرزمین کے مغربی ظالموں کا ایمان ۳؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے مغربی لوگ ۳؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے مغربی لوگوں کی بخشش ۱

ظالمین: ظالموں کا اخروی عذاب ۵؛ ظالموں کا دنیاوی عذاب ۱۳، ۱۰؛ ظالموں کی اخروی پوچھ کچھ ۹؛ ظالموں کی اخروی سزا ۱۱، ۴؛ قیامت میں ظالمین ۹

سزا: سزا دینے میں صبر ۳

ظلم: ظلم کے موارد ۲

عذاب: اہل عذاب ۵؛ اخروی عذاب کی دہمکی ۸؛ اخروی عذاب کی شدت ۱۰؛ اخروی عذاب کے درجات ۵؛ سخت عذاب ۸؛ عذاب کے درجات ۱۳

عقیدہ: معاد پر عقیدہ ۷

عمل صالح: عمل صالح کا ترک کرنا ۲

فاسدین: فاسدوں کی آخرت میں پوچھ گچھ ۹، قیامت میں فاسدین ۹

کفار: قیامت میں کفار ۹؛ کفار کی اخروی پوچھ گچھ ۹

آیت ۸۸

﴿وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءُ الْحَسَنَىٰ وَسَنُقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرٍ يُسْرًا﴾

اور جس نے ایمان اور عمل صالح اختیار کیا ہے اس کے لئے بہترین جزا ہے اور میں بھی اس سے اپنے امور میں آسانی کے بارے میں کہوں (۸۸)

۱۔ ذوالقرنین نے نیک کردار مؤمنین کو بہترین جزا دینے کا وعدہ دیا۔ وَأَمَّا مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءُ الْحَسَنَىٰ

"جزا" حال ہے اور یہ بیان کر رہی ہے کہ حسن سلوک (الحسنی) شخص کے ایمان اور عمل صالح کی جزا ہے۔

۲۔ ذوالقرنین کا ظالم کفار کو سزا دینے میں جلدی نہ کرنا، درحقیقت ان کو ایمان کی طرف میلان پیدا کرنے کیلئے ایک مہلت

تھی۔ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نَعَذِّبُهُ... وَأَمَّا مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءُ الْحَسَنَىٰ

مَنْ ءَامَنَ... سے مراد (جو بھی ایمان لے آئے وہ) وہ لوگ تھے جو ظلم و کفر سے نکل کر ایمان لا چکے تھے نہ کہ وہ لوگ

جو ذوالقرنین کے داخل ہوتے وقت مؤمن تھے۔ کیونکہ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ وہ مؤمنین کے ساتھ سزایا اچھا سلوک

کرنے میں مختار ہو لہذا ظالموں کو عذاب دینے میں ذوالقرنین کا وقفہ کرنا ان کے اندر تبدیلی پیدا ہونے کیلئے ایک موقع تھا۔

۳۔ ذوالقرنین کی حکومت، ایمان اور عمل صالح کی ترویج کیلئے تھی۔ قَالَ... وَأَمَّا مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءُ الْحَسَنَىٰ

۳۔ بے ایمان اور عمل صالح سے محروم لوگ، ذوالقرنین کی رائے میں ظالم لوگ تھے۔ قَالَ اَمَّا مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ

صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءُ الْحَسَنَىٰ دو گروہ "من ظلم" اور "ءامن" میں مقابلہ بتا رہا ہے کہ ایمان اور عمل صالح کو ترک کرنا، ظلم ہے۔

۵۔ ایمان اور عمل کا ساتھ ساتھ ہونا، بہترین جزاء کے حصول کے لیے شرط ہے۔ من ء امن و عمل صالحاً فلہ جزاء الحسنی

۶۔ ذوالقرنین نے عزم کیا کہ ان قوانین اور معاشرتی قواعد کو وضع کر لے کہ جو مؤمنین کیلئے آسان اور قابل تحمل ہوں۔ وسنقول له من أمرنا يسر (یسر) یعنی آسانی اور (من امورنا) یعنی ان فرامین سے جو ہم صادر کرتے ہیں۔ لہذا (وسنقول ...) کا مطلب یہ کہ صالح مؤمنین کے لیے ایسے احکام جاری کریں گے کہ جن کا نفاذ دشوار نہ ہو اور ان کا سننا مؤمنین کیلئے سنگین نہ ہو۔

۷۔ ذوالقرنین نے مؤمنین کے لیے اپنے فرامین اور حکومتی تقاضوں کے ابلاغ میں نرمی اور اچھے سلوک کی رعایت کا وعدہ کیا۔ وسنقول له من امرنا يسرا

۸۔ ظالموں کے ساتھ سختی اور نیک مؤمنین کے ساتھ نرمی سے پیش آنا، ذوالقرنین کے حکومتی نظام میں بہترین اور منتخب روش تھی۔ اَمَّا مِنْ ظِلْمٍ فَسُوفَ نَعَذِّبُهُ... وَاَمَّا مِنْ ءِ اَمْنٍ وَ عَمَلٍ صَالِحًا

ذوالقرنین نے مغربی ساحل پر رہنے والوں کے حوالہ سے سزایا اچھا سلوک کرنے کے حوالے سے دو تجاوز پر وحی الہی کے ذریعہ سننے کے بعد دوسری راہ کو اختیار کیا اس میں یہ انداز اپنایا کہ ظالموں کو سزا اور مؤمنین کو بہترین پاداش دی گئی۔ ۹۔ الہی حکومتوں پر ضروری ہے کہ وہ ظالموں سے جنگ کریں اور مؤمنین کے معاشرتی قوانین سہل بنائیں۔

قال اَمَّا مِنْ ظِلْمٍ فَسُوفَ نَعَذِّبُهُ... وَاَمَّا مِنْ ءِ اَمْنٍ... سنقول له من امرنا يسرنا

۱۰۔ ذوالقرنین مغربی کی سرزمین ساحل نشینوں کے لیے عمل صالح اور ظلم کو ترک کرنے کے لیے مناسب زمین فراہم تھا۔ اَمَّا مِنْ ظِلْمٍ... وَاَمَّا مِنْ ءِ اَمْنٍ وَ عَمَلٍ صَالِحًا

۱۱۔ ذوالقرنین کی کوششیں الہی دین اس کی سرزمین کے مغربی حصہ کی آخری حد تک پھیل گیا۔ وَاَمَّا مِنْ ءِ اَمْنٍ

۱۲۔ جزا دینے میں جلدی اور سزا دینے میں تاخیر کرنا ضروری ہونا۔

من ظلم فسوف نعذبه... من ء امن... فله جزاء الحسنی

(فسوف نعذبه) کا حروف استقبال کے ساتھ ذکر ہونا جبکہ اسکے مقابل (فله جزاء الحسنی) کا قطعی صورت میں بغیر حروف استقبال کے ذکر ہونا، مندرجہ بالا مطلب کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔

ایمان: ایمان اور عمل صالح ۵; ایمان کا پیش خیمہ ۲; ایمان کی طرف حوصلہ افزائی ۳; ایمان کے آثار ۵

جزا: جزا کا وعدہ ۱; جزا کی شرائط ۵; جزا میں جلدی ۱۲

حکومت: دینی حکومت کا ظلم سے مقابلہ ۹; دینی حکومت کی ذمہ داری ۹

ذوالقرنین: ذوالقرنین کا صبر ۲; ذوالقرنین کا قصہ ۶، ۲، ۱۰; ذوالقرنین کا حکومتی نظام ۸; ذوالقرنین مؤمنین کیلئے اہتمام کرنا

۶، ۷; ذوالقرنین کی حکومت میں صالحین ۸; ذوالقرنین کی حکومت میں ظالم لوگ ۸; ذوالقرنین کی حکومت میں مؤمنین ۸;

ذوالقرنین کی حکومت کی خصوصیات ۳; ذوالقرنین کی رائے ۳; ذوالقرنین کی قانون گزاری ۶; ذوالقرنین کی کوشش ۱۱; ذوالقر

نین کے احکام ۷; ذوالقرنین کے زمانہ میں دین ۱۱; ذوالقرنین کے قوانین کا سہل ہونا ۶; ذوالقرنین کے وعدے ۷، ۱

سرزمین: ذوالقرنین کی سرزمین کے مغربی لوگ ۱۰; ذوالقرنین کی سرزمین کے مغربی لوگوں کا اختیار ۱۰; ذوالقرنین کی

سرزمین کے مغربی لوگوں کا ایمان ۱۰; ذوالقرنین کی سرزمین کے مغربی لوگوں کا دین ۱۱; ذوالقرنین کی سرزمین کے مغربی

لوگوں کا عمل صالح ۱۰

سزا: سزا میں مہلت ۱۲

صالحین: صالحین کو جزا ۱; صالحین کو وعدہ ۱

ظالمین: ظالموں پر سختی کرنا ۸; ظالموں کو مہلت دینے کا فلسفہ ۲

ظلم: ظلم کے ساتھ مقابلہ کرنے کی اہمیت ۹; ظلم کے موارد ۳

عمل صالح: عمل صالح کا ترک کرنا ۳; عمل صالح کی طرف حوصلہ افزائی ۳; عمل صالح کے آثار ۵

کفار: کفار کو مہلت دینے کا فلسفہ ۲

مؤمنین: مؤمنین کی جزا ۱; مؤمنین کے ساتھ مدارت کے پیش آنا ۷; مؤمنین کے ساتھ وعدہ ۱

معاشرتی قوانین: معاشرتی قوانین میں سہولت کی اہمیت ۹

اس کے بعد انھوں نے دوسرے وسائل کا پیچھا کیا (۸۹)

۱۔ ذوالقرنین، مغربی ساحل میں رہنے والوں کے درمیان عادلانہ دینی نظام قائم کرنے کے بعد اپنی سرزمین کے مشرق کی طرف روانہ ہو گئے۔ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا۔ حَتَّىٰ اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ

۲۔ ذوالقرنین نے اپنے سفروں میں حکومت اور الہی دین کو پھیلانے کے لیے اپنے ذرائع سے پورا فائدہ اٹھایا۔
ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا

۳۔ زمین کے مختلف نقاط کی طرف سفر اور اپنی سرگرمی کو ایک خاص منطقہ میں محدود نہ کرنا، قرآن کی نظر میں ایک پسندیدہ اور قابل تعریف کام ہے۔ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا

۳۔ عن امیر المؤمنین (ع) ... "ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا" ذوالقرنین من الشمس سَبَبًا^(۱)

امیر المؤمنین سے (اس کلام خدا کی وضاحت) (ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا) نقل ہوا ہے کہ: ذوالقرنین نے سورج سے ایک سبب کے طور پر فائدہ اٹھایا

اقدار: ۳/ ذوالقرنین: ذوالقرنین کا دوسرا سفر ۱؛ ذوالقرنین کا قصہ ۱، ۲، ۳؛ ذوالقرنین کی حکومت کی وسعت ۲؛ ذوالقرنین کے ذرائع ۲، ۳؛ ذوالقرنین کے زمانہ میں دینی حکومت ۱؛ مشرق میں ذوالقرنین ۱؛ ذوالقرنین اور سورج ۲

روایت: ۴

سرزمین: ذوالقرنین کی مغربی سرزمین میں حکومت ۱

سفر: سفر کی اہمیت ۳

عمل: پسندیدہ عمل ۳

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۳۴۲، ج ۷۹، نور الثقلین ج ۳ ص ۲۹۸ ج ۲۱۵۔

آیت ۹۰

﴿حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ يَجْعَلْ لَهُم مِّنْ دُونِهَا سِتْرًا﴾

یہاں تک کہ جب طلوع آفتاب کی منزل تک پہنچے تو دیکھا کہ وہ ایک ایسی قوم پر طلوع کر رہا جسے کے لئے ہم نے آفتاب کے سامنے کوئی پردہ بھی نہیں رکھا تھا (۹۰)

۱۔ ذوالقرنین اپنے دوسرے سفر میں مشرق کی طرف خشکی کے آخری نقطہ تک پہنچا تو... تمدن سے دور صحرائی نشین لوگوں کو پایا۔ بلغ مطلع الشمس... لم نجعل لهم من دونها سترا

(دو غا) کی ضمیر (الشمس) کی طرف لوٹتی ہے اور جملہ (لم نجعل...) کا مطلب یہ ہے کہ وہاں کے رہنے والے سوائے سورج کے کوئی اور ستر پوشی نہیں رکھتے تھے بظاہر پوشاک، ستر نہیں رکھتے تھے یعنی نہ کوئی وہاں عمارت تھی جو انکے لے سایہ اور نہ کوئی انکے تن کو ڈھانپنے کے لیے لباس تھا اسی لیے انہیں صحرائی نشین قوم سے تعبیر کیا گیا۔

۲۔ ذوالقرنین کی سرزمین کے مشرق میں رہنے والے لوگ تن پر لباس اور پناہ گاہ سے محروم تھے۔
وجدھا تطلع علی قوم لم نجعل لهم من دونها سترا

۳۔ ذوالقرنین نے اپنی سرزمین کے مشرق کی طرف صحرا پر رہنے والی قوم کا سامنا کیا۔ لم نجعل لهم من دونها سترا
"لم نجعل" کے کلمہ سے یہ احتمال پیدا ہونا ہے کہ ان لوگوں کا سورج کی شعاعوں کے درمقابل بے پناہ ہونا طبعی امور کی بناء پر تھا کہ جو جعل الہی سے مربوط تھا مثلاً صحرا بنجر تھا کہ یہ امر طبعی ہے۔

۴۔ ذوالقرنین کے زمانہ میں اسکی سرزمین کے دور ترین مشرقی علاقے میں لباس اور عمارت سازی کی صنعت کی کوئی خبر نہ تھی۔ بلغ مطلع الشمس... لم نجعل لهم من دونها سترا

۵۔ ذوالقرنین کے زمانہ میں اسکی مغربی سرزمین کے لوگ اسکی مشرقی سرزمین کے لوگوں کی نسبت زیادہ تمدن والے اور ترقی یافتہ تھے۔ بلغ مغرب الشمس... وجد عنده

قوماً... تطلع على قوم لم نجعل لهم من دونها سترا

۶۔ معاشروں اور اقوام کے تمدن کے حصول میں الہی ارادہ کا کردار ہے۔ لم نجعل لهم من دونها سترا

۷۔ عن امیر المؤمنین (ع) ... ان ذل القرنین ورد علی قوم قدا حر قتهم الشمس وغیرت أجسا دهم وا لواهم حتی صیرتهم

كالظلمة^(۱)

امیر المؤمنین سے روایت ہوئی ہے کہ بلاشبہ ذوالقرنین ایسی قوم تک پہنچے جہاں سورج کی شعاعوں نے انکو جلا دیا تھا اور انکے بدن اور جلد کو تبدیل کر دیا تھا اس طرح کہ وہ سیاہی میں تاریکی کا ایک حصہ بن چکے تھے۔

۸۔ عن أبی جعفر (ع) فی قول الله "لم نجعل لهم من دونها ستراً" کذا لک قال : لم یعلموا صنعة البیوت^(۲)

امام باقر (ع) سے اس کلام الہی "لم نجعل لهم من دونها ستراً کذا لک" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ وہ قوم گھر بنانے کی صنعت کو نہیں جانتے تھے۔

اللہ تعالیٰ : اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار ۶

برہنگی : برہنگی کی تاریخ ۲

تمدن : تمدن کا سرچشمہ ۱۶ تمدن کی تاریخ ۵

ذوالقرنین : ذوالقرنین کا دوسرا سفر ۱؛ ذوالقرنین کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴؛ ذوالقرنین کے زمانہ کا تمدن ۵، ۱؛ ذوالقرنین کے زمانہ کا

لباس ۳؛ ذوالقرنین کے زمانہ میں سیاہ فام لوگ ۴؛ ذوالقرنین کے زمانہ میں عمارت سازی ۸، ۳؛ مشرق میں ذوالقرنین ۴، ۱

روایت : ۸، ۴

سرزمین : ذوالقرنین کی مشرقی سرزمین کے لوگوں کا بے گھر ہونا ۲؛ ذوالقرنین کی مشرقی سرزمین کے لوگوں کا تمدن

۵؛ ذوالقرنین کی مشرقی سرزمین کے لوگوں کا صحراء نشین ہونا ۱، ۳؛ ذوالقرنین کی مغربی سرزمین کے لوگوں

کا تمدن ۵؛ ذوالقرنین کے زمانے میں مشرقی سرزمین کے لوگوں کا برہنہ ہونا ۲

لباس : لباس کی تاریخ ۳

(۱) تفسیر عباسی ج ۲ ص ۳۴۲، ح ۹، نور الثقلین ج ۳ ص ۲۹۸، ح ۲۱۵۔

(۲) تفسیر عباسی ج ۲ ص ۳۵۰، ح ۸۴، نور الثقلین ج ۳ ص ۳۰۶، ح ۲۲۲۔

﴿كَذَلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا﴾

یہ ہے ذوالقرنین کی داستان اور ہمیں اس کی مکمل اطلاع ہے (۹۱)

۱۔ اللہ تعالیٰ، ذوالقرنین کے زیر اختیار تمام ذرائع اور قدرت پر مکمل احاطہ رکھتا تھا۔ وقد احطنا بما لدیہ خبرا

۲۔ ذوالقرنین کے مشرق و مغرب کی طرف سفر کی داستان کو بیان کرنا، اللہ تعالیٰ کے اسکی زندگی کی تمام تر جہات پر احاطہ کی علامات میں سے ہے۔ كذلك وقد احطنا بما لدیہ خبرا

کلمہ "کذلک" (یوں تھا) ان کامقادات میں کسی چیز کے اپنے سے شبیہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اس سے ایک طرح کا بے مثل ہونے میں مبالغہ کا اظہار بھی ہوتا ہے کہ اسکی مانند خود اسکے علاوہ اور کوئی نظیر نہیں ہے۔ جملہ حالیہ "وقد احطنا..." بتا رہا ہے کہ جو کچھ کہا گیا ہے اس کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کا علمی احاطہ ہے۔

۳۔ ذوالقرنین کی طاقت اور ذرائع بہت زیادہ اور اعلیٰ تھے۔ قد احطنا بما لدیہ خبرا

آیت میں موجود تعبیر "کہ ذوالقرنین کے پاس جو کچھ تھا اس پر اللہ تعالیٰ کا احاطہ تھا" ذوالقرنین کے پاس اعلیٰ ذرائع سے حکایت کر رہی ہے۔

۴۔ مشرق و مغرب کے لوگوں کے ساتھ ذوالقرنین کا سلوک یکساں تھا۔ وجدھا تطلع علی قوم... كذلك

"کذلک" یہ کلمہ ہو سکتا ہے پچھلی آیت میں "قوم" کیلئے صفت ہو اور پچھلی آیت میں قوم کی طرف اشارہ سے مراد یہ ہے کہ جس طرح ذوالقرنین نے مغرب میں قوم کو پایا اور انکے بارے میں عزم کیا اسی طرح مشرقی قوم کے بارے میں عزم کیا۔

۵۔ ذوالقرنین کی رفتار، الہی نگرانی اور راہنمائی کے تحت تھی۔ كذلك وقد احطنا بما لدیہ خبرا

یہ بیان کرنا کہ ذوالقرنین سے مربوط تمام تر چیزوں سے اللہ تعالیٰ آگاہ تھا یہ کنا یہ ہے اس بات سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا احاطہ ۱؛ اللہ تعالیٰ کی ہدایات ۵؛ اللہ تعالیٰ کے احاطہ کی علامات ۲
 ذوالقرنین: ذوالقرنین کا سفر ۲؛ ذوالقرنین کی قدرت کی عظمت ۳؛ ذوالقرنین کی ہدایت ۵؛ ذوالقرنین کے ذرائع کی عظمت ۳؛
 ذوالقرنین کے سلوک کی روش ۳؛ ذوالقرنین کے فضائل ۵؛ ذوالقرنین کے وسائل ۱؛ ذوالقرنین کے قصہ کی وضاحت ۲
 سرزمین: ذوالقرنین کی مشرقی سرزمین کے لوگ ۳؛ ذوالقرنین کی مغربی سرزمین کے لوگ ۳

آیت ۹۲

﴿ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا﴾

اس کے بعد انھوں نے پھر ایک ذریعہ کو استعمال کیا (۹۲)

۱۔ ذوالقرنین زمین کی مختلف سمتوں میں سفر کرنے کے لیے اپنے بعض وسائل سے فائدہ اٹھاتا تھا۔ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَب
 پچھلی آیات کے قرینہ سے ذوالقرنین کا تیسرا سفر مشرق یا مغرب کی طرف نہیں تھا بلکہ یہ یا شمال جانب تھا یا جنوب کی
 طرف تھا۔

۲۔ ذوالقرنین کا تیسرا سفر شمال کی سمت تھا ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبَا

اگر یا جوج اور ماجوج سے مراد مفل اور تاتاری ہوں تو ذوالقرنین کا سفر شمال کی جانب تھا۔

۳۔ ذوالقرنین اپنی حکومت کو وسعت دینے کے لیے اپنے وسائل اور اسباب سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت رکھتے تھے۔
 ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَب

۳۔ ذوالقرنین زمین کی مختلف جہات کی طرف بڑھے اور ان کا سفر عالمی تھا۔ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبَا

ذوالقرنین: ذوالقرنین کا تیسرا سفر ۲؛ ذوالقرنین کا سفر ۱؛ ذوالقرنین کا علم ۳؛ ذوالقرنین کا قصہ ۱، ۲، ۳؛ ذوالقرنین کی حکومت کی
 وسعت ۳؛ ذوالقرنین کے سفر کی محدودیت ۳؛ ذوالقرنین کے فضائل ۳؛ ذوالقرنین کے وسائل ۱؛ ۳؛ شمال میں ذوالقرنین ۲

﴿حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا﴾

یہاں تک کہ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچ گئے تو ان کے قریب ایک قوم کو پایا جو کوئی بات نہیں سمجھتی تھی (۹۳)

۱۔ ذوالقرنین کا اپنے تیسرے سفر میں دو پہاڑوں کے درمیان درہ تک پہنچنا۔ حتیٰ إذا بلغ بین السدین

(سد) سے مراد مانع و حاجز ہے کہ اسے پہاڑ بھی کہتے ہیں یہاں احتمال ہے کہ (بین السدین) سے مراد دو پہاڑوں کے درمیان فاصلہ ہو یہ دونوں پہاڑ کہاں تھے اس کے بارے میں کوئی ایک نظریہ نہیں ہے کچھ اسے چین کے شمال میں کہتے ہیں اور کچھ اسے آذربائیجان اور ارمنستان کی پہاڑیوں کے درمیان فاصلہ کو کہتے ہیں بہر حال کسی ایک نظریہ کے ثابت ہونے کیلئے قرینہ نہیں ہے۔

۲۔ ذوالقرنین کا اپنے تیسرے سفر میں ایسے لوگوں سے واسطہ پڑا کہ جو اجنبی زبانوں سے بہت کم آشنا تھے اور اسے جلد سمجھنے سے عاجز تھے۔ وجد من دونهما قومًا لا یکادون یفقهون قولاً

ان کو ہستانی لوگوں کا دوسری زبانوں کو جلد نہ سمجھنے سے مراد یہ ہے کہ ذوالقرنین کی ان سے افہام و تفہیم بہت مشکل تھی

۳۔ زمین کے مشرق و مغرب میں رہنے والے لوگ ذوالقرنین کی زبان کے قریب تھے۔ لا یکادون یفقهون قولاً وہ تین گروہ جن سے ذوالقرنین کا سامنا ہوا صرف شمالی گروہ کے بارے میں یہ تعبیر "لا یکادون..." آئی ہے جبکہ دیگر دو قوموں کے بارے میں یہ مشکل بیان نہیں ہوئی۔

۳۔ ذوالقرنین کے زمانہ میں زمین کے شمال میں رہنے والوں کا تمدن، بہت کمزور تھا۔ وجد من دونهما قومًا لا یکادون یفقهون قولاً اگر یا جوج و ماجوج سے مراد وہی مغل اور تاتار ہوں تو یہ آیت ذوالقرنین کی سرزمین کے شمال میں رہنے والوں کی توصیف کر رہی ہے۔

۵۔ ذوالقرنین کے زمانہ میں شمالی مناطق میں رہنے والے اس زمانے کی زندہ زبانوں سے دور تھے۔ قومًا لا یکادون یفقهون قولاً باقی زبانوں کو درک نہ کرنا، اس سے حکایت

کر رہا ہے کہ اس کوہ نشین قوم کی مادری زبان بہت معمولی اور غیر قابل ذکر تھی۔

۱۔ تاتاری: تاتاریوں کا تمدن ۳

تمدن: تاتاریخ تمدن ۵۳

ذوالقرنین: ذوالقرنین کا تیسرا سفر ۱، ۲؛ ذوالقرنین کا قصہ ۱، ۲؛ ذوالقرنین کے زمانے کے لوگوں کی زبان ۳، ۵

زبانیں: زبانوں کا تفاوت ۵

سرزمین: ذوالقرنین کی سرزمین کے شمال میں رہنے والوں کا تمدن ۳، ۵؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے شمال میں رہنے والوں کی زبان ۵؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے شمال میں رہنے والوں کی کم فہمی ۲؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے مشرق میں رہنے والوں کی زبان ۳؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے مغرب میں رہنے والوں کی زبان ۳

مضل: مضلوں کا تمدن ۳

آیت ۹۳

﴿قَالُوا يَا ذَا الْقُرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَى أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا﴾

ان لوگوں نے کسی طرح کہا کہ اے ذوالقرنین یا جوج و ماجوج زمین فساد برپا کر رہے ہیں تو کیا یہ ممکن ہے کہ ہم آپ کے لئے اخراجات فراہم کر دیں اور آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک رکاوٹ قرار دیدیں (۹۳)

۱۔ شمال کے لوگوں نے یا جوج و ماجوج نام کی فساد پھیلانے والی قوم کی ذوالقرنین کے پاس شکایت کی۔ قالوایا ذالقرنین إنّ یأجوج و مأجوج مفسدون

مفسرین اور مورخین نے مختلف دلائل اور آثار قدیمہ کی تحریروں کی روشنی میں یہ اسے مسلم مانا ہے کہ یا جوج و ماجوج سے مراد وہی مغل اور تاتاری قبائل ہیں۔

۲۔ سرزمین شمال کا وسیع علاقہ، ذوالقرنین کے زمانہ میں یاجوج و ماجوج کی لوٹ مار اور فتنہ و فساد کا شکار تھا۔

إِنَّ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مَفْسُدُونَ فِي الْأَرْضِ (الأرض) پر (ال) عہد حضوری ہے اور یہ کہ (فی الارض) کی تعبیر محدود اور چھوٹے مناطق کیلئے مناسب نہیں ہے لہذا یہاں مراد وسیع منطقہ ہے۔

۳۔ ذوالقرنین کے زمانہ میں شمالی علاقوں کے لوگوں کی سب سے بڑی مشکل یاجوج و ماجوج (مغل و تاتار) کی لوٹ مار کا خطرہ اور امن و امان کا قیام تھا۔ اَنَّ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مَفْسُدُونَ فِي الْأَرْضِ

۳۔ یاجوج و ماجوج کا سامنا کرنے والے، ذوالقرنین کی طاقت اور خیر خواہی پر بھروسہ رکھتے تھے۔
قالوا يا ذالقرنين إِنَّ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مَفْسُدُونَ فِي الْأَرْضِ

اگرچہ ذوالقرنین وہاں کے رہنے والے نہیں تھے لیکن مختلف قرائن و شواہد اور ان کی عمل اور حکومتی قدرت کا ملاحظہ کرتے ہوئے لوگ یہ سمجھ گئے تھے کہ وہی انکے لیے دشمنوں کے حملوں سے بچنے کیلئے ناقابل شکن بند تعمیر کر سکتے ہیں اور وہ ذوالقرنین کی خیر خواہی اور یہ کہ وہ مادی غرض و غایت سے ان پر مسلط نہ ہونے کو سمجھ گئے تھے۔ لہذا انہوں نے یہ تجویز ان کے سامنے پیش کی۔

۵۔ یاجوج و ماجوج کا سامنا کرنے والی قوم، انکے حملوں کے مقابل بلند پہاڑیوں سے دفاعی حصار کا فائدہ لیتے تھے۔
حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ... إِنَّ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مَفْسُدُونَ

۶۔ دونوں بلند پہاڑوں کے درمیان جگہ فقط یاجوج و ماجوج (مغل اور تاتار) کے اپنے ہمسایوں پر حملہ کرنے کی راہ تھی۔
فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا

۷۔ یاجوج و ماجوج کے حملوں کا شکار لوگوں نے ان دو بلند پہاڑوں کے درمیان انکے حملوں سے بچنے کیلئے بند باندھنے کے حوالے سے ذوالقرنین سے مدد مانگی۔ قالوا يا ذالقرنين... تَجْعَلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا

۸۔ یاجوج و ماجوج کے ہمسائے، انکے حملوں سے بچنے کیلئے خود ایک محکمہ اود ناقابل شکن حصار باندھنے سے عاجز تھے۔
فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا

۹۔ یاجوج و ماجوج کا سامنا کرنے والی قوم نے ذوالقرنین کو بند باندھنے کے عوض میں اجرت دینے کی آمادگی کا اعلان کر کے انہیں عقد جعالہ کی قرارداد باندھنے کی دعوت دی۔ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا

۱۰۔ شمال علاقہ کے لوگ مادی وسائل رکھتے تھے لیکن

انکے استعمال کی حکمت عملی سے نا آشنا تھے۔ فهل نجعل لك خرجاً على أن تجعل بيننا وبينهم سداً
۱۱۔ مفسدین اور لوٹ مار کرنے والے دشمنوں سے بچنے کیلئے دفاعی طور پر مستحکم اقدامات کرنے کا وجوب۔

إن يا جوج ومأجوج مفسدون في الأرض فهل نجعل لك خرج

۱۲۔ عن أمير المؤمنين (ع) : إن ذل القرنين ... وجد ... قوماً لا يكادون يفقهون قولاً قالوا: يا ذل القرنين ان يأجوج ومأجوج خلف هذين الجبلين وهم يفسدون في الأرض إذا كان إبان ذروعنا وثمارنا خرجوا علينا من هذين السدين فرعوا من ثمارنا وزرعنا حتى لا يبقون منها شيئاً "فهل نجعل لك خرجاً" نؤديه اليك في كل عام على أن تجعل بيننا وبينهم سداً^(۱)

امیر المؤمنین سے روایت ہوئی ہے کہ بلاشبہ ذوالقرنین نے ایسی قوم کو پایا کہ جنکے لیے کوئی بات بھی سمجھنا آسان نہ تھی۔ انہوں نے ذوالقرنین سے کہا اے ذوالقرنین یا جوج و ما جوج ان دو پہاڑوں کے پیچھے ہیں۔ اور وہ زمین پر فساد پھیلاتے ہیں۔ جب ہماری کاشت اٹھانے اور میوہ چننے کا وقت آتا ہے تو وہ ان پہاڑوں کی پشت سے ہم پر حملہ آور ہوتے ہیں تو ہماری کاشت اور پھلوں کو اس قدر چرتے ہیں کہ کچھ بھی باقی نہیں رہتا ہم تمہارے لیے ایک اجرت معین کرتے ہیں جو ہر سال آپ کو دیں گے آپ ہمارے اور ان کے درمیان بند باندھ دیں۔

۱۳۔ عن حذیفه قال: سألت رسول الله (ص) عن يأجوج ومأجوج؟ فقال: يا جوج أمة وما جوج أمة^(۲)
حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) سے یا جوج و ما جوج کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے فرمایا: یا جوج ایک قوم ہے اور ما جوج ایک اور قوم ہے۔

پہاڑ نہ پہاڑ کے فوائد ۵ تا تاری بتاتاریوں کے حملہ کا خطر ۳/ دشمنوں دشمنوں کے حملوں کا مقابلہ کرنا ۱۱
ذوالقرنین: ذوالقرنین کا بند باندھنا ۱۲، ۹، ۴؛ ذوالقرنین کا قصہ ۲، ۱۲، ۸، ۴، ۵، ۳؛ ذوالقرنین کی خیر خواہی ۳؛ ذوالقرنین کی قدرت ۳؛ ذوالقرنین کے ساتھ جعالہ ۹

روایت: ۱۲، ۱۳

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۳۴۳، ح ۷۹ نور الثقلین ج ۳، ص ۲۹۸، ح ۲۱۵۔

(۲) الدر المنثور ج ۵، ص ۴۵۷، نور الثقلین ج ۳، ص ۳۰۷، ح ۲۳۱۔

سرزمین: ذوالقرنین کی سرزمین کے شمالی لوگ اور بند باندھنا ۱۲؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے شمالی لوگوں کا اقرار ۳؛
 ذوالقرنین کی سرزمین کے شمالی لوگوں کا جعالہ ۹؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے شمالی لوگوں کا دفاع ۵؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے
 شمالی لوگوں کا عجز ۸؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے شمالی لوگوں کا مدد مانگنا ۷؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے شمالی لوگوں کی جہالت
 ۱۰؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے شمالی لوگوں کی شکایات ۱۲، ۱؛ ذوالقرنین کی سرزمین کے شمالی لوگوں کی مشکلات ۳؛
 ذوالقرنین کی سرزمین کے شمالی لوگوں کے مادی وسائل ۱۰

فوجی آمادگی: فوجی آمادگی کی اہمیت ۱۱

ماجوج: ماجوج کا امت ہونا ۱۳؛ ماجوج کا فساد پھیلانا ۱؛ ماجوج کے حملہ کا خطرہ ۳؛ ماجوج کے حملہ کی راہیں ۶؛ ماجوج کے
 خطرہ سے بچنا ۷

مدد مانگنا: ذوالقرنین سے مدد مانگنا ۷/۱۲

مضل: مضلوں کے حملوں کا خطرہ ۳

مفسدین: مفسدین کے حملوں کا مقابلہ کرنا ۱۱

یاجوج: یاجوج کا امت ہونا ۱۳؛ یاجوج کا فساد پھیلانا ۱۲، ۱؛ یاجوج کا قصہ ۱۲، ۶؛ یاجوج کے حملہ کا خطرہ ۳؛ یاجوج کے حملہ
 کی راہیں ۶؛ یاجوج کے خطرہ سے بچنا ۷؛ یاجوج کے فساد کی محدودیت ۲

آیت ۹۵

﴿قَالَ مَا مَكْنِي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا﴾

انھوں نے کہا کہ جو طاقت مجھے میرے پروردگار نے دی ہے وہ تمھارے وسائل سے بہتر ہے اب تم لوگ قوت سے
 میری امداد کرو کہ میں تمھارے اور ان کے درمیان ایک روک بنا دوں (۹۵)

۱۔ ذوالقرنین نے یاجوج و ماجوج کے مد مقابل بند باندھنے کے حوالے سے لوگوں کے مادی تعاون سے بے نیازی کا اظہار
 کیا۔ فہل نجعل لك خرجاً... قال ما مكنى فيه ربى خيرا

۲۔ ذوالقرنین، پروردگار کے الطاف کے زیر سایہ بہت سے مادی وسائل سے بہرہ مند تھے۔ قال ما مكنى فيه ربى خيرا

۳۔ ذوالقرنین، خود کو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اسکے عطیات کو اسکے مقام ربوبیت کا فیض سمجھتے تھے۔ ما مكنى فيه ربى

۳۔ الہی لوگ طاقت و قدرت کے عروج کے زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ اور اپنے ولی نعمت سے غافل نہیں ہوتے۔
قال مامکنی فیہ ربّی خیرا

۵۔ ذوالقرنین، توحید اور اپنے الہی قوانین کی تبلیغ کیلئے بہترین مواقع سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ قال مامکنی فیہ ربّی خیر
ذوالقرنین نے اس وقت الہی ربوبیت کا تذکرہ کیا کہ جب لوگ اسکے سخت محتاج تھے اور وہ انکی صدق دل سے مشکل
دور کرنے کیلئے انکے دلوں کو اپنی طرف مائل کر چکے تھے۔

۶۔ لوگوں کی بغیر کسی اجرت اور انعام کے لالچ کے مدد کرنا، توحید پرست انسانوں اور اللہ تعالیٰ کے لائق بندوں کی
خصوصیات میں سے ہے۔ فہل نجعل لك خرجاً... قال مامکنی فیہ ربّی خیرا

۷۔ ذوالقرنین، توحید پرست انسانوں کی خدمت سے سرشار اور ظالموں سے مبارزہ کرنے والی روح کے حامل تھے۔
مامکنی فیہ ربّی خیر فا عینونی بقوة

ذوالقرنین نے اس وقت کہ جب لوگوں نے بند بنانے کے عوض میں اسے اجرت دینے کی پیش کش کی تو اسے ٹھکرا دیا اور
الہی وسائل اور طاقت کے بل بوتے پر ان مصیبت زدہ لوگوں کی بند بنانے میں مدد کی یہ ذوالقرنین کی بزرگ روح کو نمایاں
کرتی ہے۔

۸۔ ذوالقرنین بذات خود بند کی تعمیر میں اسکا نقشہ بنانے والے اسکی فنی ضروریات پر نگران اور اسے عملی جامہ پہنانے
والے تھے۔ فا عینونی بقوة أجعل بینکم و بینہم ردما

۹۔ ذوالقرنین نے ان سے بند بنانے میں انسانی اور جسمانی قوت کے ساتھ شریک ہونے کا مطالبہ کیا۔ فاعینونی بقوة
(قوة) یعنی طاقت (فاعینونی بقوة) یعنی میری اپنی طاقت کے ساتھ مدد کرو بعد کی آیات اس بات پر قرینہ ہیں کہ اس نے
انسانی قوت کے ساتھ وسائل اور مصالح لانے کا بھی حکم دیا لہذا جو اس نے ان سے قبول نہیں کیا وہ اس کام کی
اپنی اجرت تھی۔

۱۰۔ ذوالقرنین نے لوگوں کی خواہش سے مضبوط اور محکم بند بنانے کا عزم کیا۔ تجعل بیننا و بینہم سداً... أجعل بینکم
و بینہم ردما جیسا کہ مفسرین نے کہا ہے کہ ردم یعنی وہ حصار جو عام طور پر بند سے بھی زیادہ محکم ہوتا ہے اسی سے وہ لباس
جو کی لباس سے مل کر تشکیل پاتا ہے۔ اسے ثوب مُردم کہتے ہیں۔

یہاں (فأعينوني) جملہ... فیہ ربی (خیر) کی فرع ہے یعنی مضبوط اور مستحکم بند بنانا مضبوط اور محکم بند کا بنانا ذوالقرنین کے الہی بلند وسائل کے حامل ہونے کا نتیجہ ہے

۱۱۔ بڑے بڑے کاموں میں لوگوں کو شریک کرنا مدیریت کے اصول میں سے ہے۔ فأعينوني بقوة أجعل بينكم وبينهم ردما اس کے باوجود کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ذوالقرنین کو ہر کام کو صحیح طور سے انجام دینے اور اس کے تمام اسباب کی تعلیم دی تھی لیکن پھر بھی وہ عوام سے مدد کا مطالبہ کرتے ہیں یہ اس بات کی علامت ہے کسی کام کو انجام دینے میں بغیر کام کرنے کے جذبے کو پیدا کے بغیر کام ہو سکتا اور ایک دوسرے کی مدد کے جذبہ کے ساتھ اس کو بلند مقصد تک پہنچایا جاسکتا ہے۔

۱۲۔ کاموں کو اسکی بہترین اور مضبوط شکل میں انجام دینے کا ضروری ہونا۔ أجعل بينكم وبينهم ردما اگرچہ یا جوج و ما جوج کا سامنا کرنے والے لوگ ذوالقرنین کی حکومت کی تائید کرنے والوں میں شمار نہیں ہوتے تھے اور نہ وہ ایسے ترقی پسند اور سرمایہ لگانے والے لوگ تھے لیکن ذوالقرنین نے انکی خواہش سے بڑھ کر کام کیا اور ان کو دشمن کے فطرت سے محفوظ بنانے میں بہت بڑا سرمایہ لگایا ذوالقرنین کا یہ کارنامہ ترقی کی راہ میں خدمات انجام دینے والی قوموں کے لیے نمونہ ہے۔ / اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی بخشش ۲، ۳؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۳؛ اللہ تعالیٰ کی مالکیت ۳

اللہ تعالیٰ کا لطف: اللہ تعالیٰ کے لطف کے شامل حال لوگ ۲۱

اولیاء اللہ: اولیاء اللہ کا ذکر میں رہنا ۳؛ اولیاء اللہ کی رائے ۳؛ اولیاء اللہ کے فضائل ۳

توحید: توحید کی تبلیغ ۵/ باہمی تعاون: لوگوں باہمی تعاون کیلئے جذب کرنا ۱۱

توحید پرست: توحید پرستوں کا خدمت کرنا ۶؛ توحید پرستوں کی خصوصیات ۶

ذوالقرنین: ذوالقرنین کا بند باندھنا ۹، ۸، ۱؛ ذوالقرنین کا بندہ ہونا ۳؛ ذوالقرنین کا ظلم سے مبارزہ کرنا ۴؛ ذوالقرنین کا قصہ ۹، ۸، ۱، ۱۰؛ ذوالقرنین کا محکم بند باندھنا ۱۰؛ ذوالقرنین کا محتاج نہ ہونا ۱؛ ذوالقرنین کا مدد مانگنا ۹؛ ذوالقرنین کی انسان دوستی ۴؛ ذوالقرنین کی تبلیغ ۵؛ ذوالقرنین کی توحید ۴؛ ذوالقرنین کی رائے ۳؛ ذوالقرنین کے فضائل ۴؛ ذوالقرنین کے مادی و مسائل کا سرچشمہ ۲؛ ذوالقرنین کے وسائل کا سرچشمہ ۳

عمل: عمل میں مضبوطی ہونا ۱۲

لوگ: لوگوں کی خدمت ۶
منتظم: منتظم کا طریقہ ۱۱
موقع: موقع سے فائدہ اٹھانا ۵

آیت ۹۶

﴿أَتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوا حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغَ عَلَيْهِ قَطْرًا﴾

چند لوہے کی سلیں لے آؤ۔ یہاں تک کہ جب دونوں پہاڑوں کے برابر ڈھیر ہو گیا تو کہا کہ آگ پھونکو یہاں تک کہ جب اسے بالکل آگ بنا دیا تو کہا آؤ اب اس پر تانبا پگھلا کر ڈال دیں (۹۶)

۱۔ ذوالقرنین نے بند بنانے کیلئے لوگوں کو لوہے کے ٹکڑے کرنے کا حکم دیا۔ اتونی زبرالحديد (زبر) زبرۃ کی جمع ہے جس کے معنی ٹکڑے کے ہیں زبرالحديد یعنی لوہے کے ٹکڑے راغب نے مفردات میں اس سے لوہے کے بڑے ٹکڑے مراد لیے ہیں۔

۲۔ ذوالقرنین کے بند میں لوہے کا اصلی اور اہم کردار تھا۔ اتونی زبرا لحد ید حتیٰ إذا ساوی بین الصدفتین اگرچہ بند کے تعمیری مصالحہ میں تانبا بھی استعمال ہوا لیکن جملہ "حتیٰ إذا ساوی..." سے معلوم ہوا ہے کہ دونوں پہاڑوں کے درمیان تمام خلا کو پہلے لوہے کے ٹکڑوں سے پر کیا گیا اور تانبے سے ان ٹکڑوں کو جوڑنے کا کام لیا گیا۔

۳۔ ذوالقرنین کے زمانہ کے لوگ پہلے سے لوہا نکالنے اور اسکو تیار کرنے کے فن کو جانتے تھے۔ اتونی زبرالحديد ذوالقرنین کا لوہا مہیا کرنے کا حکم دینا بتاتا ہے ہے کہ لوگ اس فن سے پہلے آشنا تھے اور لوہا انکے پاس تھا۔

۴۔ ذوالقرنین نے بند کی اونچائی کو دونوں پہاڑوں کے کناروں کے برابر کر دیا۔ حتیٰ إذا ساوی بین الصدفتین "صدف" یعنی کنارہ اور "الصدفتین" یعنی دونوں پہاڑوں کے کنارے کہ جو بند کے دونوں طرف تھے فعل "ساوی" بتا رہا ہے کہ بند کی اونچائی دونوں پہاڑوں کے کنارہ کے برابر تھی۔

۵۔ ذوالقرنین نے بندیں استعمال ہونے والے لوہے کو سرخ کرنے کیلئے بندیں ایک طرف بڑی بڑی بھٹیاں بنائیں۔
حتیٰ إذا ساوی بین الصدفین قال انفخوا

"نفخ" یعنی پھونکنا بندی کی دیوار میں اسے سرخ کرنے کیلئے پھونکنے کے لیے بڑی بھٹیوں کی ضرورت ہے تاکہ ضرورت کے مطابق آگ اور آکسیجن دیوار کو لگتا کہ اس پر تانبے کے پانی ڈالنے کے مواقع فراہم ہو جائیں۔

۶۔ ذوالقرنین نے بندی کی دیوار میں لگے لوہے کے ٹکڑوں کے سرخ ہونے تک بھٹیوں میں پھونکنے کا حکم دیا۔
قال انفخوا حتیٰ إذا جعله نارا

۷۔ ذوالقرنین نے بندیں لگے لوہے کے ٹکڑوں کے درمیان خلاء کو پر کرنے کیلئے پگھلے ہوئے تانبے کا استعمال کیا۔
ء اتونی أفرغ علیہ قطر "افراغ" یعنی برتن کو خالی کرنا اور اسکے اندر جو کچھ ہے اسے گرانا "قطراً" پگھلا ہوا تانبہ "یہ" "افراغ" کیلئے مفعول ہے اور (آتونی) کا مفعول قرینہ "قطراً" کے پیش نظر محذوف ہے۔

۸۔ ذوالقرنین بندی کی تعمیری ٹکنیک اور فلزی مواد کو پگھلانے اور تیار کرنے کے طریقہ سے اچھی طرح واقف تھے۔
ء اتونی زیر الحديد... أفرغ علیہ قطرا

۹۔ ذوالقرنین بندی کی تعمیر اور اس کے تمام مراحل پر براہ راست نگران تھے۔ ء اتونی... قال انفخوا... ء اتونی أفرغ علیہ قطرا

تمام ضمیروں کا واحد متکلم کی صورت میں آنا بتا رہا ہے کہ ذوالقرنین بذات خود بہت گہرائی سے بند کے بننے پر نگرانی کر رہے تھے۔

۱۰۔ فلزی اشیاء کو پگھلانے کی صنعت، ذوالقرنین کے زمانہ کے تمدن میں موجود تھی۔
قال انفخوا حتیٰ إذا جعله نارا قال ء اتونی أفرغ علیہ قطرا

۱۱۔ لوہے اور تانبے کا مرکب بہت مضبوط اور ناقابل شکن فلزی مادہ ہے ء اتونی زیر الحديد... أفرغ علیہ قطرا
گرمی سے پگھلا ہوا تانبہ کا سرخ لوہے پر گرنا بتاتا ہے کہ ایسا مرکب بہت محکم و مضبوط فلزی شکل میں تبدیل ہو جائے گا۔
بند باندھنا: لوہے کے ساتھ بند باندھنا ۲

تانبہ بتانے کے فوائد ۱۱/۷

تمدن: تمدن کی تاریخ ۱۰/۳

ذوالقرنین: ذوالقرنین کا اہل فن ہونا ۸؛ ذوالقرنین کا بند باندھنا ۵، ۸، ۹؛ ذوالقرنین کا علم ۲؛ ذوالقرنین کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۶، ۵، ۹؛ ذوالقرنین کی نگرانی ۹؛ ذوالقرنین کے احکام ۶، ۱؛ ذوالقرنین کے بند کی اونچائی ۳؛ ذوالقرنین کے بند کی خصوصیات ۲؛ ذوالقرنین کے بند کے مواد ۷، ۶، ۲، ۱؛ ذوالقرنین کے زمانہ میں فلزی مواد کا پگھلایا جانا ۸، ۱۰؛ ذوالقرنین کے زمانہ میں لوہا ۳، ۱۰؛ ذوالقرنین کے زمانہ میں لوہے کا پگھلایا جانا ۵

صنعت: صنعت کی تاریخ ۱۰

فلز: فلز کے پگھلنے کی صنعت ۱۰

لوہا: لوہا پگھلنے کی بھٹی ۶، ۵؛ لوہے اور تانبے کا مرکب ہونا ۱۱؛ لوہے کے فوائد ۱۱، ۲

آیت ۹۷

﴿فَمَا اسْتَطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا﴾

جس کے بعد نہ وہ اس پر چڑھ سکیں اور نہ اس میں نقب لگا سکیں (۹۷)

۱۔ ذوالقرنین کے نقشے، پروگرام اور براہ راست نگرانی میں لوہے کا بند، اپنے آخری مرحلہ تک پہنچا۔
فما استطاعوا أن يظهروه و ما استطاعوا له نقبا

جملہ (فما استطاعوا) میں فافصیحہ ہے (جو نا کہے گے مضامین کو بیان کرتی ہے یعنی ذوالقرنین کا پروگرام پورا ہوا اور بند گیا تو اسکے بعد یا جوج ماجوج نہ اس پر چڑھ سکے اور نہ اسمیں سوراخ کر سکے۔

۲۔ یا جوج ماجوج ذوالقرنین کے بند پر چڑھنے اور اس میں سوراخ کرنے سے عاجز تھے۔
فما استطاعوا أن يظهروه و ما استطاعوا له نقبا

(ظہور) سے مراد (علو) اور اوپر چڑھنا ہے (فما استطاعوا أن يظهروه) یعنی حملہ اور اسکے اوپر نہ چڑھ سکے (نقب) سے مراد سوراخ کرنا ہے (وما استطاعوا له نقبا) یعنی وہ بند کی دیوار میں سوراخ یا سرنگ نہ کھود سکے۔
۳۔ ذوالقرنین کے بند کی دیوار بلند اور کامل طور پر سیدھی اور محکم تھی۔

فما استطاعوا أن يظهروه وما استطاعوا له نقبا

(استطاعوا) میں حرف تاء کے ہونے سے اور (استطاعوا) میں حرف تا کے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ صرف لفظ کو مخفف کرنے کیلئے تا کو ہٹا دیتے ہیں اگرچہ بعض نے یہاں یہ کہا ہے کہ چونکہ چڑھنا سوراخ کرنے کی نسبت آسان تھا لہذا یہاں "استطاعوا" لفظ جو کہنے میں آسان ہے لایا گیا۔

۳۔ معاشرہ کو مفسدین کے حملہ سے بچانا الہی رہبروں کی ذمہ داری ہے۔ فَمَا اسْتَطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبٌ

۵۔ شیطان صفت اور ناقابل اصلاح قوموں کو دفاعی دیواروں کے پیچھے محصور کر دینا چاہیے۔

فما استطاعوا أن يظهروه وما استطاعوا له نقبا

ذوالقرنین نے اگرچہ اپنے ملک کے مشرق و مغرب میں سفر کیا مگر یاجوج و ماجوج کے علاقہ کی طرف نہیں گئے اور انکی اصلاح کیلئے کوئی قدم نہیں اٹھایا یہ عمل بتاتا ہے کہ وہ ان قوموں کی اصلاح سے ناامید تھے اسی لیے انکا دوسری قوموں کی طرف آنے کا راستہ بند کر دیا تا کہ دوسرے افراد ان کے شر سے محفوظ رہیں۔

دینی قائدین: دینی قائدین کی ذمہ داری ۳/ ذوالقرنین: ذوالقرنین کا قصہ ۲، ۱؛ ذوالقرنین کے بند کا مضبوط ہونا ۲، ۳؛ ذوالقرنین کے بند کا مکمل ہونا ۱؛ ذوالقرنین کے بند کی بلندی ۲، ۳؛ ذوالقرنین کے بند کی خصوصیات ۳

ماجوج: ماجوج کا عاجز ہونا ۲؛ ماجوج کا قصہ ۲

مفسدین: مفسدین کا محاصرہ کرنا ۵؛ مفسدین کو جدا کرنا ۵؛ مفسدین کے حملہ کو روکنا ۳

یاجوج: یاجوج کا عاجز ہونا ۲؛ یاجوج کا قصہ ۲

آیت ۹۸

﴿قَالَ هَذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّي فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا﴾

ذوالقرنین نے کہا کہ یہ پروردگار کی ایک رحمت ہے اس کے بعد جب وعدہ الہی آجائے گا تو اس کو ریزہ ریزہ کر دے گا کہ وعدہ رب بہر حال برحق ہے (۹۸)

۱۔ ذوالقرنین کی نظر میں ناقابل شکن فولادی بند کے تعمیر کرنے پر قدرت، پروردگار کی رحمت کا ایک جلوہ تھا۔

قال هذا رحمة من ربِّي

یہاں "ہذا" کا مشار الیہ ذوالقرنین کے ہاتھوں بننے والا بند تھا۔

۲۔ انسان کا علم و توانائی رکھنا اور اسے انسانی فائدوں کیلئے استعمال کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نمونہ ہے۔

قال هذا رحمة من ربّي ذوالقرنین نے بند کو باالفاظ دیگر وہ تمام تروسائل اور علمی ٹکنیک جو اس کو تعمیر کرنے میں صرف کی اسے رحمت پروردگار کا نمونہ جانتے تھے تو یہ ایک عام اور کلی منطق ہے کہ اسکا صرف بن دیا خود ذوالقرنین کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔

۳۔ ذوالقرنین کے وجود میں علمی اور فنی ٹکنیک کے ساتھ الہی اور توحیدی فکر بھی جلوہ گر تھی۔
ما مکنی فیہ ربّی خیر... هذا رحمة من ربّی

۳۔ ذوالقرنین، اپنی علمی اور فنی قدرت کو ثابت کرنے کے بعد اپنی توحید فکر کا پرچار کیا کرتے تھے۔
فما استطاعوا أن يظهره وہ... قال هذا رحمة من ربّی "هذا رحمة..." کی تعبیر ایک قسم کی نظریاتی تبلیغ ہے کہ ذوالقرنین نے بند کے بنانے اور اپنی برتری ثابت کرنے کے بعد یہ تبلیغ کی۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، اسکی رحمت کے ساتھ متصل ہے۔ رحمة من ربّی

۶۔ معاشرتی امن و امان، الہی رحمت کا روشن نمونہ ہے۔ هذا رحمة من ربّی

"ہذا" کا اشارہ بند اور اسکی تمام جہات پر ہے ان جہات میں سے ایک بند بنانے کے نتائج بھی ہیں کہ ان نتائج میں اہم ترین اس علاقہ کے لوگوں کیلئے امن و امان قائم کرنا ہے۔

۷۔ ذوالقرنین کا ڈیم اس زمانہ کا بہت بڑا کام تھا۔ هذا رحمة من ربّی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تذکرہ کرنا، کام کی عظمت سے حکایت کر رہا ہے۔

۸۔ ذوالقرنین نے بند کے قیامت تک باقی اور جاودانی ہونے کی خبر دی ہے۔ فإذا جاء وعد ربّی جعله دكائ

اگر "وعد ربّی" سے مراد قیامت ہو تو آیت سے واضح ہوگا کہ قیامت سے پہلے تک یہ بند قائم رہے گا "دکائی" سے مراد سیدھا اور صاف ہونا جو کہ محذوف موصوف کی صفت ہے "جعله أرضا دکاء" آیت سے مراد یہ ہے کہ جب قیامت کا وقت آئے گا تو اللہ اس بند کو زمین کے برابر کر دے گا۔

۹۔ یا جوج و ما جوج کے اپنے ہمسایوں پر حملہ کرنے کی رکاوٹیں، قیامت کے آتے ہی ختم ہو جائیں گی۔
فإذا جاء وعد ربّی جعله دكائ

۱۰۔ ذوالقرنین نے بند کے کام کی تکمیل کے بعد معاد کی حقانیت اور اسکے بہر صورت پیا ہونے کا تذکرہ کیا۔
قال... فإذا جاء وعد ربّی جعله دكاء وكان وعد ربّی حقا

۱۱۔ قیامت کے پیا ہونے کے وقت زمین پر موجود تمام مضبوط اشیاء مٹی کے ساتھ برابر جائیں گی۔

فإذا جاء وعد ربّي جعله دكائ

جو کچھ ذوالقرنین نے بند کے انجام کے بارے میں بتایا اس کا سرچشمہ قیامت کے پیا ہونے کے وقت جہان کے تباہ و برباد ہونے کا علم ہے اگرچہ ممکن ہے کہ اس بند کے حوالے سے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی خاص خبر بھی انہیں ملی ہو۔

۱۲۔ انسانوں کو اپنے مادی وسائل، فنی پہاڑوں اور علم پر غرور نہیں کرنا چاہئے۔ هذا رحمة من ربّي فإذا جاء وعد ربّي جعله دكائ

ذوالقرنین ان حالات میں ان صلاحیتوں کے حامل ہونے کے باوجود اپنے کام کے ثمرہ پر مغرور نہیں ہوئے بلکہ ان سب چیزوں کو الہی رحمت کے پرتو میں دیکھا اور قیامت کو اپنے سامنے مجسم کیا۔

۱۳۔ انسانی ہاتھوں سے بنی ہوئی محکم ترین چیزیں الہی ارادہ و قدرت کے سامنے پائیدار نہیں ہیں۔

فإذا جاء وعد ربّي جعله دكائ

۱۴۔ ذوالقرنین نے یا جوج و ماجوج کی جانب سے ستم کیے جانے والے لوگوں کو صرف بند پر مکمل اعتماد کرنے سے منع کیا

اور انہیں پروودگار کی رحمت اور اس کے ارادہ کی طرف متوجہ کیا۔ هذا رحمة من ربّي فإذا جاء وعد ربّي جعله دكائ

۱۵۔ معاد پر اعتقاد رکھنے والے موحدین کبھی بھی انسانی تہذیب کے آثار اور فنی نظریات پر مغرور نہیں ہوئے اور کائنات کی

آخر کار تباہی و بربادی اور ویرانی کا ملاحظہ کر رہے ہیں۔ هذا رحمة من ربّي فإذا جاء وعد ربّي جعله دكائ

۱۶۔ توحیدی نظریہ میں مبداء اور معاد کی طرف توجہ دواہم ضابطے ہیں۔ مامکنی فیہ ربّي خیر... وکان وعد ربّي حقا

۱۷۔ ذوالقرنین، اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان رکھتے تھے اور انکے پورا ہونے پر مطمئن تھے۔ وکان وعد ربّي حقا

۱۸۔ قیامت کا برپا ہونا، اللہ تعالیٰ کا حتمی وعدہ ہے۔ وکان وعد ربّي حقا

۱۹۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے حتمی اور یقینی ہوتے ہیں۔ وکان وعد ربّي حقا

۲۰۔ قیامت کے پیا ہونے کی نوید، الہی تربیت کیلئے پیش خیمہ ہے۔ وکان وعد ربّي حقا

کلمہ "رب" کی طرف توجہ مندرجہ بالا مطلب کو سامنے لا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی خصوصیات ۵؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت ۵؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی علامات ۱، ۲؛ اللہ

تعالیٰ کی رحمت کے آثار ۶؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی حاکمیت ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی اہمیت ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی حاکمیت ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا حتمی ہونا ۱۹؛ اللہ تعالیٰ کے وعدے ۱۸، ۱۷

اعتماد: غیر خدا پر اعتماد سے منع کرنا ۱۳

امن و امان: معاشرتی امن و امان کا سرچشمہ ۶

تربیت: تربیت کی روش ۲۰

تربیت: قیامت کی بشارت ۲۰

ذو القرنین: ذو القرنین کا ایمان ۱۷؛ ذو القرنین کا بند باندھنا ۱۰، ۱۱؛ ذو القرنین کی پیشگوئی ۸؛ ذو القرنین کا قصہ ۱۰؛ ذو القرنین کا نظریہ ۱، ۳؛ ذو القرنین کی تبلیغ کی روش ۳؛ ذو القرنین کی توحید ۳، ۳؛ ذو القرنین کی دینداری ۳؛ ذو القرنین کی فنی صلاحیتیں ۳، ۳؛ ذو القرنین کی قدرت ۳؛ ذو القرنین کے بند کا انجام ۹؛ ذو القرنین کے بند کی جاودانی ۸؛ ذو القرنین کے بند کی عظمت ۷؛ ذو القرنین کے بند کی ویرانی ۹؛ ذو القرنین کے فضائل ۱۷، ۳

زمین: زمین کا انجام ۵؛ زمین کی تباہی ۱۱/۱۵

سرزمین: ذو القرنین کی سرزمین کے شمالی لوگ ۱۳

علم: علم کا سرچشمہ ۲؛ علم سے فائدہ اٹھانا ۲

قدرت: قدرت کا سرچشمہ ۲؛ قدرت سے فائدہ اٹھانا ۲

قیامت: قیامت کا حتمی ہونا ۱۸؛ قیامت کی علامات ۹، ۱۱؛ قیامت میں زمین ۱۱

کائنات: کائنات کا انجام ۱۵

مادی وسائل: مادی وسائل پر غرور کرنے سے پرہیز ۱۲

محکم اشیاء: انسانی محکم اشیاء کا پائیدار نہ ہونا ۱۳

معاد: معاد کا حتمی ہونا ۱۰؛ معاد کی اہمیت ۱۶

موحدین: موحدین کا ایمان ۱۵؛ موحدین کا متواضع ہونا ۱۵؛ موحدین کا نظریہ ۱۵

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۱۶

یاد آوری: اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی یاد آوری

﴿وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا﴾

اور ہم نے انہیں اس طرح چھوڑ دیا ہے کہ ایک دوسرے کے معاملات میں دخل اندازی کرتے رہیں اور پھر جب صور پھونکا جائے گا تو ہم سب کو ایک جگہ اکٹھا کر لیں گے (۹۹)

۱۔ اللہ تعالیٰ، قیامت کے نزدیک لوگوں کو انکے حال پر چھوڑ دے گا وہ سیلاب کی مانند ایک دوسرے پر حملہ آور ہو کر عالمی جنگ شروع کر دیں گے۔ وترکنا بعضهم یومئذ یموج فی بعض

"ترکنا" کا عطف "جعلہ دکائی" پر ہے تو اس صورت میں "ترکنا" کا مضمون بھی قیامت سے پہلے حادثات کے متعلق ہوگا۔ اور "یومئذ" سے بھی اسی بناء پر قیامت کے نزدیک دن مراد ہے ضمیر "بعضهم" معنوی مرجع ہے جو الناس کی طرف لوٹ رہی ہے "یموج فی بعض" سے مراد بعض کا بعض میں داخل ہونا ہے شاید مراد بعض انسانی گروہوں کا دیگر گروہوں پر حملہ کرنا مراد ہو۔

۲۔ قیامت کے نزدیک یا جوج و ما جوج دوسرے انسانوں پر حملہ کریں گے۔ وترکنا بعضهم یومئذ یموج فی بعض
یہ بھی ممکن ہے کہ یہ آیات آخری زمانہ کے بعض حادثات کی طرف اشارہ ہو یہ عبارتیں بھی "إذا جاء وعد ربی" اور "نفخ فی الصور" بھی تمام اس معتبر قرینہ ہیں لہذا جملہ "ترکنا" یعنی اس وقت (کہ جب ذوالقرنین کے بند ٹوٹنا قیامت کے بعض حالات ک بیان کر رہا ہے) بعض لوگ بعض کیلئے پریشانی کا سبب ہونگے یہ کہ یہ بند یا جوج و ما جوج کے روکنے کیلئے تھا احتمالی یہی ہے کہ یہ پریشانی انکے حملوں کی بناء پر ہوگی۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کے بند کی خرابی کے بعد یا جوج و ما جوج کے درمیان داخلی اختلاف اور جھگڑا پیدا ہونے کی خبر دی ہے۔ فإذا جاء وعد ربی جعلہ دکائی... وترکنا بعضهم یومئذ یموج فی بعض

یہ احتمال ہے کہ "بعضہم" میں ضمیر یا جوج و ما جوج کی طرف لوٹ رہی ہے یعنی ذوالقرنین کے بند ٹوٹنے کے بعد وہ آپس میں وسیع پیمانہ پر جھگڑوں اور لڑائیوں میں جائیں گے۔

۳۔ لڑائیوں کا ختم ہونا اور انسانوں میں آسائش اور امن و امان کا برقرار ہونا پروردگار کیمشیت سے متعلق ہے۔
وترکنا بعضہم یومئذ یجوج فی بعض

۵۔ اللہ تعالیٰ روز قیامت صور پھونکتے ہی تمام انسانوں کو اٹھا کر جمع کر لے گا۔ ونفخ فی الصور فجمعنہم جمعا ممکن ہے کہ "صور" سے مراد ان دونوں میں سے ایک معنی ہو:

(۱) "سینگ" اس صورت میں مراد ایک باجے میں پھونکنا ہو کیونکہ زمانہ قدیم میں باجے کیلئے حیوانات کے سینگ سے کام لیا جاتا تھا۔

(۲) ممکن ہے "صور" صورۃ کی جمع ہو تو اس صورت میں تصویروں اور مردوں کے جسموں کو زندہ کرنے کے لیے پھونکنا مراد ہو بہت سے اہل لغت نے دوسرے احتمال پر اعتراض کیا اور اسے کلمہ "صور" کے قرآن میں استعمال کے ساتھ سازگار نہیں پایا۔

۶۔ قیامت مردہ جسموں میں اور پچھلی صورتوں میں دوبارہ روح پھونکنے سے برپا ہوگی۔ ونفخ فی الصور فجمعنہم جمعا مندرجہ بالا مطلب اس احتمال کی بناء پر ہے کہ "صور" صورۃ کی جمع ہو یعنی (جسدوں کی) صورتوں میں روح پھونگی جائے گی۔

۷۔ ذوالقرنین کے بند کیتبا ہی قیامت کے نزدیک ہونے کی علامات میں سے ہے۔

فإذا جاء وعد ربی جعلہ ذکاء... ونفخ فی الصور فجمعنہم جمعا

۸۔ روز قیامت لوگوں کو جمع کرنا بہت بڑا اور حیرت انگیز کام ہے۔ ونفخ فی الصور فجمعنہم جمعا "جمعنا ہم" کا "جمعاً" مفعول مطلق ہے اور تاکید کیلئے ہے اور اسکا نکرہ آنا بڑائی اور حیرت کو ظاہر کر رہا ہے۔

آخر الزمان: آخر الزمان میں عالمی جنگ ۱

آسائش: آسائش کا سرچشمہ ۳ / اللہ تعالیٰ کی مشیت کے آثار ۳؛ اللہ تعالیٰ کے افعال ۵

امن و امان: امن و امان کا سرچشمہ ۳

انسان: انسانوں کا آخرت میں اکٹھا ہونا ۸؛ انسانوں کا آخرت میں حیرت انگیز طور پر اکٹھا ہونا ۸؛ انسان میں روح کا پھونکنا ۶

ذوالقرنین: ذوالقرنین کے بند کی تباہی ۳-۷

قرآن: قرآن کی پیشگوئی ۳

قیامت: قیامت کا برپا ہونا ۶؛ قیامت کی علامات ۷، ۲، ۱؛ قیامت میں مجمع ہونا ۵؛ قیامت میں صور پھونکا جانا ۵

ماجوج: آخر الزمان میں ماجوج کا حملہ ۲

مردے: مردوں کا آخرت میں زندہ ہونا ۶

معاد: معاد جسمانی ۶

یاجوج: آخر الزمان میں یاجوج کا حملہ ۲؛ یاجوج و ماجوج میں جھگڑا ۳۱

آیت ۱۰۰

﴿وَعَرْضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرْضًا﴾

اور اس دن جہنم کو کافروں کے سامنے باقاعدہ پیش کیا جائے گا (۱۰۰)

۱۔ اللہ تعالیٰ روز قیامت جہنم کو کفار کے سامنے پیش کرے گا۔ وعرضنا جہنم یومئذ للکفرین عرضا

۲۔ روز قیامت کفار کے سامنے جہنم کا پیش ہونا ان کے لیے بہت سخت اور وحشت ناک منظر ہوگا۔

وعرضنا جہنم یومئذ للکفرین عرض

"عر" تاکید کے ساتھ ساتھ نکرہ ہونے کی بناء پر چیز کے عظیم الشان ہونے پر بھی دلالت کر رہا ہے یہاں جہنم کی عظمت کفار کے وحشت زدہ ہونے کی مناسبت سے ہے۔

۳۔ روز قیامت میں موجود لوگوں کیلئے جہنم کا مشاہدہ ممکن ہے۔ وعرضنا جہنم یومئذ للکفرین عرضا

۳۔ کفر جہنم میں مبتلاء ہونے کا پیش خیمہ ہے۔ وعرضنا جہنم یومئذ للکفرین عرضا

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے افعال ۱

جہنم:

جہنم کے اسباب ۳ جہنمی: ۱
قیامت: قیامت کی وحشت ۲: قیامت میں جہنم کا دیکھ
جانا ۳

کفار: کفار کی اغروی مشکلات ۲: قیامت میں کفار ۲۱
کفر: کفر کے آثار ۳

آیت ۱۰۱

﴿الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا﴾

وہ کافر جن کی نگاہیں ہمارے ذکر کی طرف سے پردہ میں تمھیں اور وہ کچھ سنا بھی نہیں چاہتے تھے (۱۰۱)

۱۔ کفار کی واضح ترین خصوصیت یہ کہ انکا الہی آیات دیکھنے اور درک کرنے پر پردہ کا پڑا ہونا ہے

الذین كانت اعينهم في غطاء عن ذكري

ذکر خدا کو دیکھنے سے مراد اسی آیات و علامات کا مشاہدہ کرنا ہے کہ جو یاد خدا میں ڈال دیتی ہیں (مسبب کہ کر سبب کا ارادہ کرنا) آیت سے مراد یہ ہے کہ الہی آیات کا مشاہدہ کفار کو اسکی یاد میں نہیں ڈالتا گویا انکی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے کہ ان آیات کا دیکھنا انکے لیے ممکن نہیں ہے۔

۲۔ یاد خدا سے پردہ غفلت میں محصور دل یہ کفار کی واضح ترین خصلت ہے۔ الذین كانت أعينهم في غطاء عن ذكري

۳۔ جہنم ان کفار کا انجام ہے کہ جو الہی آیات سننے کی طاقت نہیں رکھتے۔ وعرضنا جہنم يومئذ للكافرين... وکانوا لا يستطيعون سمعا

۳۔ کفر اور حق سے دوری انسان کا الہی آیات سننے سے عجز کا باعث ہے۔ عن ذكري وکانوا لا يستطيعون سمعا

جملہ "کانوا لا يستطيعون" ماضی استمراری ہے یعنی کفار ہمیشہ سننے سے عاجز تھے۔ واضح ہے کہ یہاں نہ سننے سے مراد حسی طور پر نہ سنا نہیں ہے بلکہ یہ بیان کرنا ہے کفار ان الہی آیات کے در مقابل یوں ہیں جیسے کوئی سننے کی طاقت نہیں

رکھتے۔

۵۔ کفر انسان کے فہم اور ادراک پر اثر انداز ہوتا ہے۔ کانت أعینہم فی غطاء عن ذکرى وکانوا لا یستطیعون سمعا

۶۔ نظریہ، حسی ادراکات سے بڑھ کر ایک حقیقت ہے۔ أعینہم فی غطاء عن ذکرى و کانوا لا یستطیعون سمعا

اسے کہ کفار کے ظاہری حواس صحیح میں لیکن اسی کے یاد و وجود وہ حقائق کو درک کرنے سے عاجز ہیں۔

۷۔ اعضاء معرفت رکھنے کا انسان کیلئے اہم ترین مقصد اللہ تعالیٰ کی شناخت اور اسکی طرف توجہ ہے۔

الذین کانت أعینہم فی غطاء عن ذکرى وکانوا لا یستطیعون سمعا

آیت میں کفار کی آنکھوں کو پردہ میں چھپا ہوا اور انکے کانوں کو بہرا بتایا گیا ہے یعنی انکے کان اور آنکھیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے خالی ہیں اور اسطرح بے فائدہ ہیں گویا آنکھ اور کان کو کبھی استعمال ہی نہیں کیا۔

۸۔ حق کے در مقابل نابینا آنکھیں قیامت میں جہنم کی آگ کے شعلوں کو دیکھیں گی۔ وعرضنا جہنم یومئذ للکفرین عرضاً

الذین کانت أعینہم فی غطاء عن ذکرى روز قیامت کفار کے سامنے جہنم کو پیش کرنا اور انہیں دکھانا، در حقیقت اس

بات کی سزا ہے کہ انہوں نے بینائی کے باوجود خدا کی معرفت حاصل نہیں کی جیسے کہ ان کے سننے والے والے کان بھی جہنم

واز کو سن رہے ہیں جہنم کا پیش کرنا صرف آنکھوں سے دیکھے سے محدود نہیں ہے۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کے پیغاموں کو سننے سے عاجز کان، قیامت میں جہنم کی آواز سنیں گے۔ وعرضنا جہنم... الذین... کانوا

لا یستطیعون سمعا

۱۰۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد زندہ رکھنا اور الہی پیغامات کو غور سے سننا ضروری ہے۔

الذین کانت أعینہم فی غطاء عن ذکرى وکانوا لا یستطیعون سمعا

۱۱۔ "عن أبی عبد اللہ (ع) فی قوله تعالى: "الذین کانت أعینہم فی غطاء عن ذکرى وکانوا لا یستطیعون سمعا" قال

: "لم یعبہم بما صنع فی قلوبہم ولكن عابہم بما صنعوا" (۱)

امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "الذین کانت أعینہم فی غطاء عن ذکرى" کے بارے میں روایت ہوئی کہ

آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کفار کی جو خود اس نے انکے دلوں کے بارے انجام دیا مذمت نہیں کی بلکہ انہیں انکے اپنے

اعمال کی بناء پر انکی مذمت کی ہے۔ / ادراک: حسی ادراک ۶؛ ادراک کیلئے رکاوٹیں ۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو غور سے سننے کی اہمیت ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی سرزنش ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی اہمیت ۷
 اللہ تعالیٰ کی آیات: اللہ تعالیٰ کی آیات درک کرنے سے محروم لوگ ۱؛ اللہ تعالیٰ کی آیات سننے سے محروم لوگ ۳؛ اللہ تعالیٰ
 کی آیات سننے سے محرومیت ۳

اندھے دل: اندھے دل والوں کی آخرت میں بینائی ۸
 جہنمی لوگ: ۳

حق: حق قبول نہ کرنے والوں کے آثار ۳

ذکر: اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محروم لوگ ۲؛ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اہمیت ۱۰، ۷

روایت: ۱۱

شناخت: شناخت کے وسائل ۳

قیامت: قیامت کی خصوصیات ۸، ۹؛ قیامت میں جہنم کا دیکھا جانا ۸؛ قیامت میں حقائق کا درک کیا جانا ۸، ۹
 کفار: کفار کا انجام ۳؛ کفار کا اندھا دل ہونا ۱؛ کفار کا ناپسندیدہ عمل ۱۱؛ کفار کی آنکھوں پر پردہ ۱؛ کفار کی خصوصیات ۱، ۲؛ کفار
 کی سرزنش کے اسباب ۱۱؛ کفار کے دلوں پر پردہ ۲
 کفر: کفر کے آثار ۵/۳
 نظریہ: نظریہ کی حقیقت ۶

آیت ۱۰۲

﴿أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا﴾

وہ تو کیا کافروں کا خیال یہ ہے کہ یہ ہمیں چھوڑ کر ہمارے بندوں کو اپنا سرپرست بنالیں گے تو ہم نے جہنم کا کافریں کے
 لئے بطور منزل مہینا کر دیا ہے (۱۰۲)

۱۔ کفار کی اللہ کے علاوہ ولی بنانے پر مذمت کی گئی ہے۔ افحسب الذين كفروا ان يتخذوا عبادي من دوني اولياء۔
 آیت کے اندر سوالیہ انداز درحقیقت مذمت اور توبیخ کیلئے ہے یعنی غیر خدا کو ولی قرار دینا غلط اور توبیخ کے لائق کام ہے
 آیت میں "اتخاذ ولی" سے مراد بعنوان معبود انکی اطاعت کرنا اور ان سے مدد کی توقع رکھنا ہے۔

۲۔ کفار اپنے بنائے ہوئے سرپرستوں (باطل خداؤں) کو اپنے لیے مفید سمجھتے تھے۔

أفحسب الذين كفروا أن يتخذوا عبادي من دوني أوليائ

اس آیت کے معنی میں مختلف ادبی توجیہات بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ کہ "أن يتخذوا" حسب کے لیے مفعول اول ہے اور دوسرا مفعول "نافعاً" محذوف ہے مندرجہ بالا مطلب اس ادبی توجیہ کی بناء پر ہے۔

۳۔ کفار کا باطل معبودوں کو اپنا اولیاء قرار دینا ایک بے اساس اور وہم و خیال پر مبنی عمل ہے۔

أفحسب الذين كفروا أن يتخذوا عبادي من دوني أوليائ

یہ بھی احتمال ہے کہ "أن يتخذوا" حسب کے لیے دو مفعولوں کا جانشین ہو۔ تو اس صورت میں یہ معنی ہوگا کہ "آیا کفار یہ گمان کرتے ہیں کہ میرے علاوہ ولی بنالیں گے؟" یعنی وہ صرف اپنے غلط اوہام میں غوط زن ہیں اور حقیقتوں سے بہت دور ہیں۔

۳۔ کفار نے اللہ تعالیٰ کی ولایت سے منہ موڑ کر اس کے چند بندوں کے آستانوں پر سر جھکا لیے ہیں۔

يتخذوا عبادي من دوني أوليائ

۵۔ اصلی اور حقیقی ولایت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ أفحسب الذين كفروا أن يتخذوا عبادي من دوني أوليائ

۶۔ تمام موجودات کی اپنے خدا کی بارگاہ میں بندگی اور احتیاج دلالت کر رہی ہے کہ انکی اپنی اللہ تعالیٰ کے در مقابل ولایت، فضول گمان ہے۔ أن يتخذوا عبادي من دوني أوليائ

یہ کہ آیت کا معنی "کلمہ عبادی کے بغیر بھی تمام ہے لیکن" عبادی "کا تذکرہ اس نکتہ کی طرف توجہ دلانے کیلئے کیا ہے کہ جو کچھ کفار کی طرف سے بعنوان ولی انتخاب کیا گیا ہے اور مقام اولوہیت اور ربوبیت پر سمجھا گیا ہے یہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں کیسے ہوا کہ نادان لوگوں نے بندہ کو مقام معبود پر سمجھ لیا؟ لہذا آیت ایک طرح سے استدلال بھی بیان کر رہی ہے۔

۷۔ الہی ولایت سے روگردانی اور غیر خدا کی ولایت سے تمسک کفار کے اندھے پن کی علامت ہے۔

كانت أعينهم في غطاء... أفحسب الذين كفروا أن يتخذوا

"أفحسب" کی فاء پر توجہ کرتے بالخصوص اس آیت کے مضمون کا پچھلی آیات سے ربط اور خاص کہ "أفحسب" کی فاء پر توجہ سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ کفار کی طرف سے اولیاء کا انتخاب انکے اندھے بہرے اور معرفت سے بے بہرہ ہونے کا نتیجہ ہے۔

۸۔ جہنم، کفار کے لیے تیار شدہ منزل گاہ ہے۔ اِنَّا اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نَزْلًا

"اَعْتَدْنَا" مادہ "اعتد" سے اور "اَعْدْنَا" مادہ "عدو" سے ایک ہی طرح کے ہیں البتہ اس میں اختلاف ہے کہ آیا ان میں سے ایک دوسرے کی اصل ہے یا ہر ایک مستقل اصل ہیں اختلاف ہے کلمہ "منزل" کے معانی میں کلمہ "نزل" پذیرائی کا سامان اور ٹھکانہ بنانے کے معانی میں استعمال ہوا ہے مندرجہ بالا مطلب میں پہلے معنی کا لحاظ کیا گیا ہے۔

۹۔ اللہ تعالیٰ، حق کو قبول نہ کرنے والے کفار کی جہنم کے شراروں کے ساتھ پذیرائی کرے گا۔

اِنَّا اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نَزْلًا کلمہ "نزل" ہو سکتا ہے اس چیز کا نام ہو جو مہمانوں کے استقبال کے وقت انکی پذیرائی کیلئے پیش کی جاتی ہے یہ ایک قسم کی "تہکم" والی بات شمار ہوگی گی جو کہ مذاق اڑانے کیلئے کی جاتی ہے۔

۱۰۔ جہنم اب بھی موجود اور تیار ہے۔ اِنَّا اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نَزْلًا

"اَعْتَدْنَا" فعل کا ظاہر یہ ہے کہ جہنم ابھی بھی تیار ہے نہ یہ کہ بعد میں تیار کی جائے گی۔

۱۱۔ غیر خدا کی ولایت قبول کرنا کفر اور اسکی عاقبت جہنم کا عذاب ہے۔

أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ اِنَّا اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نَزْلًا

۱۲۔ کفار کے خیالی اولیاء ان سے عذاب الہی دور کرنے سے عاجز ہیں۔

أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ اِنَّا اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نَزْلًا

"أَفَحَسْبُ" میں ہمزہ استفہام یہ بتا رہا کہ معبودوں کے لیے ولایت کا گمان کرنا غلط ہے جہنم کا عذاب تیار شدہ ہے کہ "اِنَّا اَعْتَدْنَا..." اور ان معبودوں کے بس میں نہیں کہ اسے دور کر دیں۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ولایت سے روگردانی ۷؛ اللہ تعالیٰ کی سرز نشیں ۱؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت ۷؛ اللہ تعالیٰ سے روگردانی ۷؛ اللہ

تعالیٰ کی ولایت سے منہ پھرنے والے ۳؛ اللہ تعالیٰ کی ولایت کی حقانیت ۵؛ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ۵

باطل معبود: باطل معبودوں کا غیر منطقی ہونا ۳؛ باطل معبودوں کی ناتوانی ۱۲

حق: حق قبول نہ کرنے والوں کا جہنم میں ہونا ۹؛ حق قبول نہ کرنے والوں کی سزا ۹

جہنم: جہنم کا تیار ہونا ۸؛ جہنم کا موجود ہونا ۱۰؛ جہنم کے اسباب ۱۱

جہنمی لوگ: ۹۱۸

عذاب: عذاب سے نجات ۱۲

کفار: جہنم میں کفار ۸، ۹؛ کفار اور ناحق معبود ۲؛ کفار کا بے منطق ہونا ۳؛ کفار کی سزا ۹؛ کفار کا عذاب ۱۲؛ کفار کی رائے ۲؛
 کفار کی روگردانی ۳؛ کفار کی سرزنش ۱؛ کفار کے اندھے یں کی علامات ۷
 نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۵
 موجودات: موجودات کی محتاجی کے آثار ۶
 ولایت: غیر خدا کی ولایت قبول کرنا ۳؛ غیر خدا کی ولایت کا کفر ۱۱؛ غیر خدا کی ولایت قبول کرنے پر سرزنش ۱؛ غیر خدا کی
 ولایت قبول کرنے کی سزا ۱۱؛ غیر خدا کی ولایت کے غیر منطقی ہونے کے دلائل ۶

آیت ۱۰۳

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا﴾

پیغمبر کیا ہم آپ کو ان لوگوں کے بارے میں اطلاع دیں جو اپنے اعمال میں بدترین خسارہ میں ہیں (۱۰۳)

۱۔ پیغمبر (ص) کی ذمہ داری تھی کہ لوگوں کو ان کے حقیقی نفع و نقصان کی شناخت کرائیں۔

قل هل ننبئکم بالاخسرین أعمالا

۲۔ انسان اپنے حقیقی نفع و نقصان سے غفلت کے خطرے میں ہے اور پیغمبروں کی طرف سے خبردار کیے جانے کا

محتاج ہے۔ قل هل ننبکم بالاخسرین أعمالا

۳۔ پروردگار، روز قیامت روز انسانوں کے سزا کے نظام پر حاکم ہونے کی بناء پر ان کے نفع و نقصان سے آگاہی کا اکیلا سرچشمہ

ہے۔ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ... قل هل ننبکم بالاخسرین أعمالا اللہ تعالیٰ نے آیات میں قیامت اور کفار کی سزا کا تذکرہ کرنے

کے بعد یہاں انسانوں کے حقیقی نفع و نقصان کی خبر کی بات کی ہے یہ نکتہ بتا رہا ہے کہ نفع و نقصان کی شناخت میں صرف

اس کا کلام معیار ہے کیونکہ انسانوں کی عاقبت کو وہ معین کرے گا۔

۳۔ کفر اختیار کرنا انسان کے خسارہ کا موجب ہے چاہے وہ جتنی کوشش اور زحمت کرے۔

للكفرین نرلاً۔ قل هل ننبکم بالاخسرین أعمالا

"اعمالاً" اخسرین کیلئے تمیز ہے اہل ادب کے بقول تمیز کی اصل ہے کہ وہ مفرد ہو لیکن اس آیت میں جمع کی صورت میں ہے

تو "اعمالاً" کا جمع کی صورت میں آنا ممکن ہے کفار کے مختلف اقسام کے اعمال کی طرف اشارہ ہے یعنی کفار اگرچہ مختلف

اقسام کے بہت سے عمل بھی انجام دیں

لیکن انکے تصور کے برعکس یہ انہیں نفع نہیں دے گا۔

۵۔ دنیا کی سرائے میں انسانی اعمال اسکا اصلی سرمایہ ہیں۔ الأخسرین اعمالاً

۶۔ برانگیختہ کرنے والے سوالات مطرح کرنا اور معارف کو پیش کرنے کیلئے آمادگی پیدا کرنا قرآن میں استعمال ہونے والی

روشوں میں سے ایک ہے۔ قل هل ننبتکم بالأخسرین اعمالاً

۷۔ انسانوں کی عاقبت کی شناخت کے حوالے سے پیغمبر (ص) الہی تعلیمات سے آراستہ اور معارف وحی کو بیان کرنے

والے ہیں۔ هل ننبتکم

"ننبتکم" میں ضمیر جمع متکلم بتا رہی کہ پیغمبر (ص) اپنی طرف سے بات نہیں کرتے بلکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ سے سیکھا ہے وہ پیش کرتے ہیں۔

آنحضرت: آنحضرت کی رسالت ۱؛ آنحضرت کا معلم ۷؛ آنحضرت کا علم لدنی ۷

ابھارنا: ابھارنا کے اسباب ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے آثار ۳؛ اللہ تعالیٰ کے

ساتھ خاص ۳؛ اللہ تعالیٰ کا علم ۳

انسان: انسان کا سرمایہ ۵؛ انسانوں کی عاقبت کا علم ۷؛ انسان کی معنوی ضرورتیں ۲

تبلیغ: تبلیغ کی روش ۶

سوال: سوال کے فوائد ۶

عمل: عمل کے آثار ۵ // غفلت: غفلت کا خطرہ ۲

قیامت: قیامت پر حاکم ۲ // کفر: کفر کے آثار ۲

محتاجی: انسانوں کا انبیاء کے خبردار کیے جانے کا محتاج ہونا ۲

نفع: نفع کا عالم ۳؛ نفع کی تشخیص کی اہمیت ۱

نقصان: نقصان کی تشخیص کی اہمیت ۱؛ نقصان کا عالم ۲؛ نقصان کے اسباب ۲

آیت ۱۰۳

﴿الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾

یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوشش زندگانی دنیا میں بہت گئی ہے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ اچھے اعمال انجام دے رہے ہیں

(۱۰۳)

۱۔ سب سے زیادہ خسارے والے وہ لوگ ہیں کہ جن کے دنیاوی اعمال اور کوشش ضائع اور برباد ہو گئی ہیں۔

الأخسرین أعمالاً الذين ضلّ سعيهم في الحياة الدنيا

"أخسر" فعل تفضیل ہے کہ جس کا معنی "سب سے زیادہ نقصان اور خسارہ اٹھانے والا" ہے "ضلّ" ضاع "اور" ہلک "کے معنی میں ہے بس یہاں "ضلّ سعيهم" سے مراد یہ ہے کہ انکی کوشش ضائع اور تباہ ہو گئی ہیں۔

۲۔ کفار کی محنت و کوشش اگرچہ مختلف طرح کی اور ظاہری اعتبار سے خوبصورت اور لبھانے والی تھی مگر تباہ ہو گئی اور روز قیامت انکے لیے نفع مندرجہ ذیل نہ ہوگی۔ الذين ضلّ سعيهم في الحياة الدنيا وهم يحسبون أنهم يحسنون صنعا

۳۔ دنیا نفع بخشش کوشش کیلئے ایک مناسب مقام ہے اور کفر اس میں پائے جانے والے موقع سے فائدہ نہ اٹھانے کا نتیجہ ہے۔ ضلّ سعيهم في الحياة الدنيا

۴۔ انسان کا خسارہ نہ اٹھانا ابدیت تک باقی رہنے والے اور ثمر بخش اعمال کے انجام دینے سے مشروط ہے۔

الأخسرین أعمالاً۔ الذين ضلّ سعيهم في الحياة الدنيا

۵۔ دنیا میں انسان کی کوشش اور محنت اسکا اصلی سرمایہ ہے۔ الأخسرین أعمالاً۔ الذين ضلّ سعيهم في الحياة الدنيا

۶۔ انسان کے اعمال کائنات کی وسعت میں باقی رہتے ہیں۔ ضلّ سعيهم

کلمہ "ضلّ" مخفی اور غائب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے (لسان العرب) کفار اعمال کا گم ہو جانا اور اور نہ ملنا یہ بتا رہا ہے کہ انکے اعمال باقی ہیں لیکن ان سے فائدہ اٹھانا کفار کیلئے ممکن نہیں ہے۔

۷۔ کفار اپنے فضول اور بے نتیجہ اعمال و افعال پر مغرور اور فریفتہ ہیں۔ وهم يحسبون أنهم يحسنون صنعا

"صنع" اپنے مصدری معنی کے ساتھ ساتھ "مصنوع" کا معنی بھی دے رہا ہے اور آیت میں دونوں کا احتمال ہے 'ایحسبون صنعاً' سے مراد یہ کہ وہ اپنے زعم میں اپنے کردار کو بہت اچھا بنائے ہیں۔

۸۔ اپنے اعمال کے حوالے سے خود پسند، مغرور اور فریفتہ ہونا ایک مذموم اور نقصان دہ عمل ہے۔
الأخسرین أعمالاً... وہم يحسبون أنهم يحسنون صنعا

۹۔ بے نتیجہ کاموں کیلئے کوشش اور ان پر خوش ہونا، کفار کے بڑے گھائے کی نشانی ہے۔

الأخسرین أعمالاً۔ الذین ضلّ سعیمہم فی الحیاة الدنیا و ہم يحسبون أنهم يحسنون صنعا

حالیہ جملہ "وہم يحسبون" کفار کے "أخسرین" ہونے کی علت کو بیان کر رہا ہے کیونکہ انسان اگر یہ گمان کر لے کہ اس نے جو کچھ انجام دیا ہے وہ سب سے بہتر ہے تو یہ باعث بنے گا کہ وہ کبھی بھی اپنے نقصان کو پورا کرنے کی فکر میں نہیں پڑے گا۔

۱۰۔ وہ لوگ جنہوں نے غیر خدا کو اپنا معبود اور ولی بنایا انہوں نے اپنی خطا کو خوش قسمتی اور اچھا عمل سمجھا۔
أن يتخذوا عبادی من دونی أولیاء... وہم يحسبون أنهم يحسنون صنعا

۱۱۔ اعمال کے بارے میں الٹا اور حقیقت سے دور فیصلہ کرنا فکری اور نظریاتی کوتاہیوں کا نتیجہ ہے۔
الذین کانت أعینہم فی غطاء يحسبون أنهم يحسنون صنعا

شروع میں چند آیات نے کفار میں نظریاتی فقدان کو بیان کیا اور پھر اللہ تعالیٰ کے علاوہ معبودوں کا انتخاب اس بات کی دستاویز کے طور پر بیان کیا۔ "أفحسب" اور اس آیت میں انہیں "أخسرین" کے عنوان سے اور ان لوگوں کے عنوان سے بیان کیا جو اپنے فضول اعمال کو بہتر کاموں کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

مورد بحث آیات میں تعلق اور ربط کا تقاضا مندرجہ بالا مطلب کی صورت میں ہے۔

انسان: انسان کا سرمایہ ۵

خسارہ: خسارہ کے موانع ۴

خود پسندی:

خود پسندی کا نقصان ۸؛ خود پسندی کی مذمت ۸

دنیا: دنیا کا کردار ۳

عقیدہ: عقیدہ کے باطل نتائج ۱۱

عمل: اچھے عمل کے آثار ۳؛ عمل کا موقع ۳؛ عمل کیتباہی کے آثار ۱؛ عمل کی بقاء ۶؛ عمل کے آثار ۵

غرور: غرور کا نقصان ۸؛ غرور کی مذمت ۸

فیصلہ: باطل فیصلے کا سرچشمہ ۱۱

کفار: کفار کا غرور ۴؛ کفار کا نظریہ ۱۰؛ کفار کی خوشی ۹؛ کفار کے خسارہ اٹھانے کی علامات ۹؛ کفار کے عمل کا فضول

ہونا ۹، ۴؛ کفار کے عمل کی تباہی ۲

کفر: کفر کے آثار ۳

لوگ: سب سے زیادہ خسارہ اٹھانے والے لوگ ۱

موقع: موقع ضائع کرنے کے اسباب ۳

ولایت: غیر خدا کی ولایت قبول کرنا ۱۰

آیت ۱۰۵

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آیات پروردگار اور اس کی ملاقات کا انکار کیا ہے تو ان کے اعمال برباد ہو گئے ہیں اور ہم

قیامت کے دن ان کے لئے کوئی وزن قائم نہیں کریں گے (۱۰۵)

۱۔ پروردگار کی آیات سے کفر کرنے والے اور قیامت کے منکرین سب سے زیادہ خسارہ والے لوگ ہیں۔

الا خسرینا أعمالاً... اولئك الذين كفروا بايات ربهم ولقائه

پروردگار سے ملاقات کا انکار دراصل قیامت کے انکار کی ایک اور تعبیر ہے کیونکہ پروردگار سے ملاقات (حساب و کتاب اور

سزا و جزا کے حوالے سے) روز قیامت ہوگی۔

۲۔ الہیہدایات اور اللہ تعالیٰ کے آثار اور نشانیاں، انسانوں میں رشد و کمال بخشنے والی ہیں۔ کفر و کفر با آیات ربہم

آیت میں کلمہ "رب" مندرجہ بالا مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ وہ لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی کیلئے آیات پیش کرے۔
۳۔ قیامت تمام پردوں کے ہٹنے اور انسانوں کے اللہ واحد پر یقین پیدا کرنے کا دن ہے۔
أعينهم في غطاء... كفروا بايات ربهم ولقاءه

پروردگار کی ملاقات سے مراد یقیناً محسوس ملاقات نہیں ہے۔ (لا تدركه الابصار) بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ انسان روز قیامت اللہ واحد کی حقانیت کا علم پیدا کرے گا اگرچہ کفار نے اس قسم کی ملاقات کا انکار کیا ہو۔
۵۔ پروردگار کی آیات کا کفر اور قیامت کا انکار کرنے کا نتیجہ انسان کے اعمال کی تباہی کی صورت میں نکلتا ہے اور قیامت میں یہ کوئی فائدہ نہ دیں گے۔ الذین كفروا بايات ربهم و لقاءه فحبطت أعمالهم
"جبط" سے مراد اعمال کا بتاہ اور فاسد ہونا ہے۔

۶۔ کفار کے اعمال کا جبط ہونا وہی انکی دنیاوی کوشش اور محنت کا ضایع ہونا ہے۔
الذین ضل سعيهم في الحياة الدنيا... فحبطت أعمالهم

۷۔ انسان کا عقیدہ اور نظریہ اسکے اعمال کی عظمت اور پستی میں براہ راست اثر رکھتا ہے۔

۸۔ کفار کے فضول اور تباہ شدہ اعمال قیامت میں حساب و کتاب کے قابل نہیں ہیں۔ فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا
کلمہ "وزن" مصدر ہے اور اس سے مراد ہلکے یا بھاری پن کی پیمائش ہے یا متعال کے معنی میں ہے یعنی وہ چیز جس سے وزن کی پیمائش ہو (لسان العرب) یہ کہ اللہ تعالیٰ بعض جبط شدہ اعمال کو روز قیامت نہیں تولے گا یہ اس مطلب سے کنا یہ ہے کہ انکے اعمال اس قدر فضول میں کہ حساب و کتاب کے لائق ہی نہیں ہیں۔

۹۔ کفار، دنیا میں باوجود کوشش اور زحمت کے روز قیامت اور پروردگار سے ملاقات کے دن تہی دست اور بغیر زادراہ کے ہیں۔ الذین كفروا... فحبطت أعمالهم فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا

۱۰۔ کفار روز قیامت معمولی سی شخصیت اور اہمیت کے بھی حامل نہیں ہیں۔ فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا
"لهم" کی تعبیر بتا رہی ہے کہ یہ افراد بذات خود غیر اہم ہیں۔ جملہ "فلا نقيم" کا "جبط عمل" پر مفرع ہونا بتاتا ہے کہ انکا غیر اہم ہونا انکے فضول اعمال کی بناء پر ہے۔

۱۱۔ قیامت، اعمال کی پیمائش اور حساب و کتاب کا دن ہے۔ فلا نقیم لهم يوم القيامة وزنا

آیت میں موجود تعبیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روز قیامت لوگوں کے اعمال کے حساب و کتاب کیلئے کچھ معیار اور میزان بنائے گئے ہیں لیکن بعض لوگوں کیلئے ہر قسم کے قابل اہمیت عمل کے فقدان کی بناء پر کوئی معیار و میزان نہیں ہے۔

۱۲۔ روز قیامت غیر خدا کے قصد سے بجالاے گئے اچھے اعمال بھی برے اعمال کی مانند اہمیت اور حساب و کتاب سے

خالی ہیں۔ وہم یحسون انهم یحسنون... فلا نقیم لهم يوم القيامة وزنا

۱۳۔ انسان کی اہمیت اسکے اعمال کی بناء پر ہے۔ فحبطت اعمالهم فلا نقیم لهم يوم القيامة وزنا

۱۴۔ معاد اور پروردگار سے ملاقات پر ایمان، اصول عقائد میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔

كفروا بايات ربهم ولقاءه... فلا نقیم لهم يوم القيامة وزنا

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کا کردار ۲؛ اللہ تعالیٰ کا ہدایت دینا ۳؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کو جھٹلاے کے آثار ۵؛ اللہ تعالیٰ کو کردار ۲، ۳؛ اللہ تعالیٰ کو جھٹلانے والوں کا خسارہ ۱

اہمیت: اہمیتوں کا معیار ۱۳

ایمان: اللہ تعالیٰ سے ملاقات پر ایمان کی اہمیت ۱۳؛ معاد پر ایمان کی اہمیت ۱۴

عقیدہ: عقیدہ کے آثار ۷

عمل: اخروی عمل کا حساب و کتاب ۱۱؛ اخروی عمل کی اہمیت ۱۲؛ عمل کی اہمیت ۷؛ عمل کی اہمیت کا معیار ۱۲؛ عمل

کے آثار ۱۳؛ عمل کے جبط ہونے کی حقیقت ۶؛ عمل کے جبط ہونے کے اسباب ۵، ۷؛ عمل میں نیت ۱۲

قیامت: قیامت کی خصوصیات ۱۱، ۱۳؛ قیامت میں حساب و کتاب ۱۱؛ قیامت میں حقائق کا ظہور ۳؛ قیامت کو جھٹلانے

والوں کا خسارہ ۱؛ قیامت میں یقین ۳

کفار: روز قیامت کفار ۹؛ کفار کی بے اعتباری ۱۰؛ کفار کی دنیا میں کوشش ۹؛ کفار کے اخروی عمل کا تجزیہ ۸؛ کفار کے علم کا

جبط ہونا ۹، ۶؛ کفار کے عمل کا غیر اہم ہونا ۸؛ کفار کے عمل کی بتاہی ۶

کمال: کمال کے اسباب ۲

لوگ: لوگوں میں سے سب سے زیادہ خسارہ والا ۱

معاد: معاد کو جھٹلانے کے آثار ۵

آیت ۱۰۶

﴿ذٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا﴾

ان کی جزا ان کے کفر کی بنا پر جہنم ہے کہ انھوں نے ہمارے رسولوں اور ہماری آیتوں کو مذاق بنالیا ہے (۱۰۶)

۱۔ الہی آیات سے کفر کرنے والوں اور معاد کے منکرین کی سزا جہنم ہے۔ ذلک جزاؤہم جہنم بما کفروا

یہاں کفر سے مراد پہلی آیت کے قرینہ کی مدد سے الہی آیات اور معاد کا انکار ہے۔

۲۔ کفار کی زندگی کی حقیقت سوائے فضولیات لا حاصل اور خسارہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ ذلک

"ذلک" ممکن ہے کہ ابتدا محذوف کی خبر ہو اور پچھلی آیات کے مضمون پر تاکید ہو یعنی صرف یہی حقیقت ہے اس کے

علاوہ کچھ نہیں "الامر ذلک ولا غیر" اور ممکن ہے کہ یہ بتداء ہو اور اسکی خبر "جزاؤہم" ہو جب کہ "جہنم" ابتدا اور خبر کیلئے

عطف بیان ہو مندرجہ بالا مطلب پہلے احتمال کی بناء پر ہے۔

۳۔ جہنم ان لوگوں کیلئے سزا ہے کہ جو محشر کے میدان میں زاد راہ کے بغیر اور تہی دست ہونگے۔

فلا نفیم لهم يوم القيامة وزناً۔ ذالک جزاؤہم جہنم

۳۔ الہی آیات اور پیغمبروں کا مذاق اڑانا کفار کی روش اور انکے جہنمی ہونے اور ان کے اعمال کے جبط ہونے کا سبب

ہے۔ جزاؤہم جہنم بما کفروا واتخذوا آیاتی ورسلی ہزوا

"ہزوا" اور "ہزءاً" کا ایک ہی معنی ہے اور یہ مصدر ہے اسکا آیات اور رسل پر حمل مبالغہ کی خاطر ہے راغب نے اس

سے مراد مزاح پنہان اور دوسروں نے مذاق اڑانا مراد لیا ہے۔

۵۔ الہی آیات اور پیغمبروں سے کفر در حقیقت انکا مذاق اڑنا ہے۔ بما کفروا واتخذوا آیاتی ورسلی ہزوا

کفار کی جانب سے آیات اور پیغمبروں کا مذاق اڑانا دو طرح سے تصور ہوگا (۱) زبان اور قلم اور اسطرح کی چیزوں مذاق

اڑنا (۲) کلی طور پر

پیغمبروں اور الہی آیات کے ساتھ برتاؤ سے جو مذاق ظاہر ہوتا ہے بالفاظ دیگر ممکن ہے کہ کوئی آیات اور انبیاء (ع) کے حوالے سے لفظی طور پر مذاق والی بات نہ کرے لیکن اس طرح ان سے برتاؤ رکھے کہ گویا انہیں حق نہیں سمجھتا ا سے صرف اپنی نظریں مذاق کے طور پر لے رہا ہے۔

۶۔ بارگاہ الہی میں الہی رسولوں اور پیغمبروں کی عظمت۔ جزاؤہم جہنم بما کفروا واتخذوا آیاتی ورسلی ہزوا آخرت: اُخروی زاد راہ سے محروم لوگوں کی سزا ۳

الہی آیات: الہی آیات کا مذاق ۵؛ الہی آیات کو جھٹلانے والوں کی سزا ۱؛ الہی آیات کی تکذیب کی حقیقت ۵؛ الہی آیات کے استہزاء کے آثار ۵؛ الہی آیات کے مذاق اڑانے والے ۳

الہی پیغمبر: الہی پیغمبروں کے مقامات ۶

انبیاء: انبیاء کا مذاق ۵؛ انبیاء کا مذاق اڑانے کے آثار ۳؛ انبیاء کا مذاق اڑانے والے ۳؛ انبیاء کے مقامات ۶

جہنم: جہنم کے اسباب ۱؛ ۳

جہنمی لوگ: ۳

عمل: عمل کے جبط ہونے کے اسباب ۳

کفار: کفار کا خسارہ اٹھانا ۲؛ کفار کی فضول زندگی ۲؛ کفار کے برتاؤ کی روش ۳؛ کفار کے عمل کا جبط ہونا ۳

کفر: انبیاء سے کفر کی حقیقت ۵

معاد: معاد کو جھٹلانے والوں کی سزا ۱

آیت ۱۰۷

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾

یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کئے ان کی منزل کے لئے جنت الفردوس ہے (۱۰۷)

۱۔ الہی آیات اور قیامت پر ایمان لانے والے نیک کردار لوگوں کیلئے فردوس کے باغوں میں پذیرائی

کی ضمانت دی گئی ہے إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا... نزلا

پچھلی آیات کے قرینہ سے یہاں "آمنو" میں ایمان کا متعلق الہی آیات اور قیامت ہے "فردوس" یعنی سرسبز وادی بعض اہل لغت ۱ سے رومی کلمہ سمجھتے ہیں کہ جو عربی زبان میں وارد ہوا ہے "تاج العروس" لفظ "نزل" منزل اور پذیرائی کے سامان... وغیرہ کے معنی میں ہے یہاں مندرج بالا مطلب پہلے معنی کی بناء پر ہے فعل ماضی "كانت" زمانہ مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کے حتمی واقع ہونے اور ان کی ضمانت ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔

۲۔ آخرت کے سرسبز باغات نیک کردار مؤمنین کی پذیرائی کا سامان ہیں۔ كانت لهم جنّات الفردوس نزلا

"نزل" کا ایک معنی غذا یا دوسرے وسائل ہیں کہ جو مہمانوں کی پذیرائی کیلئے استعمال ہوتے ہیں

۳۔ جنّات میں بہت سے باغات ہیں۔ جنّات الفردوس

"فردوس" (سرسبز وادی) سے مراد وہی آنے والی جنّات ہے اور "جنّات" یہاں بہت سے باغوں پر دلالت کر رہا ہے۔

۴۔ ایمان اور عمل صالح کا ثمرہ دونوں کے لکھے ہونے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

۵۔ ڈرانے اور دھمکی کے ساتھ ساتھ خوشخبری اور بشارت کا آنا قرآن مجید میں تبلیغ اور ہدایت کیلئے استعمال ہونے والی

روش ہے۔ جزاؤہم جہنم بما کفروا... إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نَزْلًا

۶۔ عن النبی (ص): الفر دوس أعلى درجة فی الجنة و فیہا یكون عرش الرحمن و منها تفجرأ نھار الجنة الاربعہ (۱) پیغمبر

اکرم (ص) سے روایت ہوئی ہے کہ: جنت کا سب سے بلند مقام فردوس ہے اور عرش رحمان وہاں ہے اور جنت کے

چاروں دریاؤں کا سرچشمہ وہاں ہے۔

۷۔ عن النبی (ص): الفر دوس من ربوة الجنة ہی أوسطھاو أحسنھا (۲) پیغمبر اکرم (ص) سے روایت ہوئی ہے کہ: فردوس

جنت کے بلند مقاموں میں ہے اور وہاں جنت کا درمیانی اور بہترین مقام ہے۔ / الہی آیات: الہی آیات پر ایمان لانے

والے ۱/ ایمان: ایمان اور عمل صالح ۳؛ ایمان کے آثار ۳

تبلیغ: تبلیغ کی روش ۵؛ تبلیغ میں بشارت ۵؛ تبلیغ میں ڈراوا ۵

جنت: جنت فردوس ۶، ۷؛ جنت کے باغات ۱، ۲؛ جنت کے باغات کا زیادہ ہونا ۳؛ جنت کے درجات ۶، ۷

جنتی لوگ: ۱

خوشخبری: خوشخبری کے آثار ۵

ڈراوا: ڈراوے کے آثار ۵

روایت: ۷/۶

صالحین: صالحین کا انجام ۱؛ صالحین کی آخرت میں پذیرائی ۲

عمل صالح: عمل صالح کے آثار ۳

قیامت: قیامت پر ایمان لانے والے ۳

مؤمنین: مؤمنین کا انجام ۱؛ مؤمنین کی آخرت میں پذیرائی ۲

ہدایت: ہدایت کی روش ۵

آیت ۱۰۸

﴿خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حَوْلًا﴾

وہ ہمیشہ اس جنّات میں رہیں گے اور اس کی تبدیلی کی خواہش بھی نہ کریں گے (۱۰۸)

۱۔ نیک کردار مؤمنین بہشت بریں کے باغات میں جاویدانی زندگی گزاریں گے۔ جنّات الفردوس نزلًا۔ خالدین فیہ

۲۔ اہل بہشت اپنی جگہ سے مکمل طور پر راضی ہونگے اور ہاں سے کسی اور مقام پر منتقل ہونے کی یا اس حالت میں تبدیلی

کی کبھی خواہش نہیں کریں گے۔ لا یبغون عنہا حولاً

"بغی" سے مراد طلب ہے "بغی عنہ" یعنی کسی چیز سے دوری اختیار کرنا اور اسکی جگہ پر کچھ اور مانگنا "حول" مصدر ہے اور

تحول یعنی جگہ تبدیل کرنے کا معنی دے رہا ہے لہذا جملہ "لا یبغون عنہا" حولاً سے مراد یہ کہ جنّات کے لوگ اپنی موجودہ

حالت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں چاہیں گے۔

۳۔ جنّات میں ہمیشگی، جنتیوں کیلئے کسی قسم کی تنگی اور تھکاوٹ کا باعث نہ ہوگی۔

خالدین فیہا لا یبغون عنہا حولاً

جملہ "لا یبغون" خالدین کی مانند "ہم" کیلئے حال ہے جو کہ آیت میں ہے یعنی وہ جنّات میں ابدی زندگی گزارتے وقت کچھ اور خواہش نہ کریں گے اگرچہ ایک مقام پر رہنا اکثر اوقات کچھ تنگی کا باعث بنتا ہے لیکن جنّات ایسا مقام ہے کہ جہاں اس قسم کی تنگی بھی نہ ہوگی۔

۳۔ بہشت برین میں مؤمنین کیلئے عالی ترین نعمتیں اور انتہائی حسرت و آرزو والی عظمت و آسائش موجود ہوگی۔
لا یبغون عنہا حولاً

اکثر تبدیلی کی درخواست اس وقت کی جاتی ہے کہ جب اس سے بہتر اور اچھی چیز کا تصور ہوتا ہے یہ کہ بہشتی اپنی حالت میں تبدیلی کی درخواست نہیں کریں گے ہو سکتا ہے اس لیے ہو کہ جو کچھ بہشت میں ان کے پاس ہے اس سے بڑھ کر کسی چیز کا تصور ان کے دماغوں میں نہیں آئے گا کہ اسکی حسرت یا آرزو رکریں۔

۵۔ عن ابی عبد اللہ (ع) فی قوله... لا یبغون عنہا حولاً قال: لا یریدون بها بدلاً^(۱)

امام صادق (ع) سے اس کلام الہی "لا یبغون عنہا حولاً" کے بارے میں روایت ہوئی کہ آپ (ع) نے فرمایا: فردوس میں رہنے والے فردوس سے ہٹ کر کسی اور جگہ میں منتقل ہونے کی درخواست نہیں کریں گے۔
آسائش: بہترین آسائش ۳

جنّات: جنّات کی نعمات ۳؛ جنّات میں آسائش ۳؛ جنّات میں تحول ۲؛ جنّات میں تھکاوٹ ۳؛ جنّات میں جا بجا ہونا ۵، ۲؛ جنّات میں جاودانگی ۳؛ جنّات میں ہمیشہ رہنے والے ۱
جنتی لوگ: جنتی لوگوں کا راضی ہونا ۲؛ جنتی لوگوں کی آسائش ۳
روایت: ۵

صالحین: جنّات میں صالحین ۱

مؤمنین: مؤمنین کی اخروی آسائش ۳؛ جنّات میں مؤمنین ۱

نعمت: بہترین نعمت ۳

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۶؛ نور الثقلین ج ۳ ص ۳۱۳؛ ج ۲ ص ۲۵۶۔

﴿قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مَدَادًا لَّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفَذَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَذَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا﴾

آپ کہہ دیجئے کہ اگر میرے پروردگار کے کلمات کے لئے سمندر بھی روشنی بن جائیں تو کلمات رب کے ختم ہونے سے پہلے ہی سارے سمندر ختم ہو جائیں گے چاہے ان کی مدد کے لئے ہم ویسے ہی سمندر اور بھی لے آئیں (۱۰۹)

۱۔ پروردگار کی عظمت اور اسکی خلقت مادی اور کلامی نعمات کی بے پناہ وسعت کو بیان کرنا پیغمبر کی ذمہ داری میں سے ہے۔ قل لو كان البحر مداداً لكلمات ربّي لنفد البحر

"کلمہ" اس لفظ کو کہتے ہیں کہ جس سے کوئی معنی سمجھ میں آئے۔

اللہ تعالیٰ کے کلمات کے حوالے سے دو طرح کی تفسیروں کا تصور کیا جاسکتا ہے (۱) معمول کے مطابق رائج کلمات مثلاً قرآنی آیات (۲) کائنات کے موجودات کہ معنی میں کہ ان میں سے ہر ایک لفظ کی مانند ہے کہ جو اپنے صانع پر دلالت کر رہا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کو اپنا کلمہ قرار دیا ہے حقیقت میں پہلا معنی اللہ تعالیٰ کے بارے میں یاں دوسرے معنی کے مصداق کے علاوہ کچھ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام بھی اسکی تخلیق ہے مندرجہ بالا مطلب کلمہ کے عمومی معنی کے مطابق ہے۔

۲۔ کائنات کے موجودات اور الہی تخلیق کے جلوے لا متناہی اور قابل شمارش نہیں ہیں۔

لنفذ البحر قبل أن تنفذ كلمات ربّي

۳۔ دنیا کے دو برابر سمندروں جتنی سیاہی بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کو لکھنے اور شمار کرنے کیلئے ناکافی ہے۔

لو كان البحر مداداً... لنفذ البحر قبل أن تنفذ كلمات ربّي ولو جئنا بمثلها مداداً

آیت میں "مداد" سے مراد سیاہی ہے کہ جو لکھنے میں مدد دیتی ہے کہ لکھنے والا زیادہ لکھ سکے جملہ "لو كان البحر..." کا مطلب یہ کہ اگر دنیا کے سمندر دو برابر سیاہی بن جائیں اور یہ چائیں کہ اس سیاہی سے الہی کلمات لکھیں تو سیاہی تمام ہو جائے گی لیکن پروردگار کے کلمات اسی طرح باقی رہیں گے لفظ "مداداً" سے مراد اگر عون امدد ہو تو یہ حال ہوگا یعنی اگرچہ اس دریا کی مانند لے آئیں کہ وہ اس کی مدد کریں اور اگر لفظ "مداد" سے مراد سیاہی ہو تو وہ مثلاً کی تمیز ہوگا یعنی "ولو جئنا بمثلها من امداد"

۳۔ الہی ہدایات اور کلمات لا متناہی اور ناقابل حد ہیں۔ قل لو كان البحر مداداً لكلمات ربّي

اگر "کلمات" سے مراد یہی الفاظ، معنی کے ساتھ ہوں تو اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر یہ بناء رکھی جائے کہ جو کچھ پروردگار جانتا ہے اسے لفظ کی شکل میں لے آئیں تو انکو لکھنے کیلئے سمندر اور اسکی مثل سمندر کی سیاہی ناکافی ہے البتہ یہاں اسطرح بیان کرنے کا مقصد الہی علم کی لامتناہی واقعیت کو قریب کرنا ہے۔

۵۔ کائنات کے پروردگار کا علم اور معلومات لامتناہی اور لامحدود ہیں۔ قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد البحر اگر "کلمات" سے مراد اسے تعالیٰ کا کلام ہو تو انکے لامتناہی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ معارف اور معلومات لامتناہی ہیں کہ جن پر یہ الفاظ اور کلمات دلالت کرتے ہیں۔

۶۔ اسے تعالیٰ کی ربوبیت مخلوقات کے جنم لینے اور اسکے فرامین نازل ہونے کی باعث ہے۔ لکلمات ربی... کلمات ربی ۷۔ پیغمبر اکرم (ص) خالق کے لایزال وجود کا سہارا لیے ہیں اور اسکی خاص ربوبیت کے سایہ میں ہیں۔ لکلمات ربی... کلمات ربی

۸۔ جنتی لوگوں کی جاویدانی اور ان کے ساتھ ابدی طور پر نعمتوں کا ہونا خالق کے لایزال وجود اور اسکے ختم نہ ہونے والے الہی فیض کی بنیاد ہے۔ خالدین فیہا... قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد البحر

۹۔ سورہ کہف اور اسمیں جو حقائق اور معارف بیان ہوئے ہیں یہ سب کے سب پروردگار کے لامحدود کلمات کا ایک حصہ ہیں۔ لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد قیل أن تنفذ کلمات ربی

ایسے سورہ کہ جس میں اہم موضوعات مثلاً اصحاب کہف... وغیرہ کے واقعات بیان ہوئے ہیں اسکے آخر میں پروردگار کے لامحدود کلمات کا تذکرہ مندرجہ بالا نکتہ کو بیان کر رہا ہے۔

آنحضرت: آنحضرت کا مربی ہونا ۷؛ آنحضرت کی ذمہ داری ۱

اسے تعالیٰ: اسے تعالیٰ کی تعلیمات کا لامتناہی ہونا ۹، ۳؛ اسے تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۷، ۶؛ اسے تعالیٰ کی عظمت کا بیان کیا جانا ۱؛ اسے تعالیٰ کی نعمات کا بیان کیا جانا ۱؛ اسے تعالیٰ کے کلمات سے مراد ۹؛ اسے تعالیٰ کے علم کی خصوصیات ۵؛ اسے تعالیٰ کے فیض کا جاودانہ ہونا ۸؛ اسے تعالیٰ کے علم کی وسعت ۵

جنتی لوگ: جنتی لوگوں کی جاودانی کا سرچشمہ ۸

سورہ کہف: سورہ کہف کی اہمیت ۹; سورہ کہف کی تعلیمات ۹

موجودات: موجودات کا لامتناہی ہونا ۱; ۲; ۳; موجودات کی خلقت کا سرچشمہ ۶; موجودات کے شمار ہونے کا ناممکن ہونا

۲; موجود کا شمار کیا جانا ۳

نعمت: نعمتوں کی جاودانی کا سرچشمہ ۸

ہدایت: ہدایت کا سرچشمہ ۶

آیت ۱۱۰

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَمَن كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾

آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہاری جیسا ایک بشر ہوں مگر میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا خدا ایک اکیلا ہے لہذا جو بھی اس کی ملاقات کا امیدوار ہے اسے چاہئے کہ عمل صالح کرے اور کسی کو اپنے پروردگار کی عبادت میں شریک نہ بنائے (۱۱۰)

۱۔ پیغمبر (ص) کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے بارے میں فضول اور نامعقول تصورات کے درمقابل اپنے... بشری پہلو کو تاکید سے بیان کریں۔ قل إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

لفظ "انما" حصر پر دلالت کرتا ہے جملہ "قل إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ" میں قصر اضافی اصل میں موصوف کا صفت پر قصر ہے یعنی پیغمبر (ص) بشر ہیں اس سے ماوراء کوئی چیز نہیں ہیں اس طرح کا قصر اس وقت بیان کیا جاتا ہے کہ جب مخاطب، متکلم کے بارے میں دوسرے خیالات رکھتا ہو اور متکلم ان خیالات کو تبدیل کرنے کی کوشش میں ہو۔

۲۔ پیغمبر (ص) کی ذمہ داری ہے کہ وہ کوتاہ فکر لوگوں کو اپنی شخصیت کے بارے میں خرافات بیان کرنے سے روکے۔ قل إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

ذیل آیہ کے قرینہ سے "قل إِنَّمَا" کا فرمان اس لیے کہ جاہلوں کے شرک آلود حملات کو روکا جاسکتے اور پیغمبر (ص) کے بارے میں پیغمبری سے ہٹ کر کوئی مقام تجویز نہ کریں جس طرح کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ (ع) کے بارے میں گمان کیا ہے۔

۳۔ حضرت محمد (ص) وحی اور نبوت سے قطع نظر ایک عام بشر کی مانند ہیں۔ اِنَّمَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوحى الیّ

۴۔ پیغمبر (ص) نے اللہ تعالیٰ کے بے پناہ علوم، وحی کے ضمن میں حاصل کئے۔

قل لو کان البحر... قل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوحى الیّ

۵۔ پیغمبر سے لامحدود کائنات کے تمام حقائق کی آگاہی کی توقع رکھنا بے بنیاد اصول اور فضول ہے۔

قل لو کان البحر... قل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوحى الیّ

۶۔ الہی رہبروں کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ عوام کو غلو کرنے سے منع کریں اور اپنے مقام کو زیادہ ظاہر نہ کریں اور اپنی مقام کو

جہان میں وہ زیادہ نہ بڑھائیں۔ قل اِنَّمَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

اگرچہ آیت میں پیغمبر کو خطاب ہے لیکن قرآنی خصوصیات کے پیش نظریہ فرمان عمومی ہے اور دینی رہبروں ہے کہ ہمیشہ لوگوں کو یہ نکتہ بتاتے رہیں کہ وہ بھی بشر ہیں تاکہ... انکے ذہنوں میں انکے بارے میں الوہیت کا معمولی سا تصور بھی نہ پیدا ہو۔

۷۔ لوگوں کیلئے اللہ واحد کے علاوہ منع کوئی معبود نہیں ہے۔ اِنَّمَا اِلٰهٌ وَاحِدٌ

۸۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور وحدانیت، پیغمبر (ص) پر ممتاز ترین عقیدتی پیغامات کی صورت میں وحی ہوئے ہیں۔

یُوحى الیّ اِنَّمَا اِلٰهٌ وَاحِدٌ

۹۔ توحید پرست انسان کو چاہئے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضایت تک پہنچنے کی طلب میں رہے۔ اِلٰهٌ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَعَلْ مَاضِی "کان" فعل مضارع "یرجوا" کے ساتھ استمرار کو بیان کر رہا ہے اور "فا" تفریع مندرجہ بالا مطلب کو بیان کر رہی ہے۔

۱۰۔ قیامت کا برپا ہونا اور تمام لوگوں کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا اسکے معبود واحد ہونے کا لازمہ ہے۔

اِنَّمَا اِلٰهٌ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ

۱۱۔ قیامت اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور اسکی روشن خصوصیات کا مشاہدہ کرنے کا دن ہے۔ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ

طے ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات سے مراد اسکا حسی مشاہدہ نہیں ہے چونکہ یہ چیز عقلی اور شرعی حوالے سے محال ہے "لا تدرکہ الأبصار" لہذا "فلیعمل عملاً صالحاً" کے قرینہ کی

مدد سے یہاں پروردگار سے ملاقات سے مراد اس کی رضایت اور جزا کا سامنا کرنا ہے۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے اجر و ثواب تک پہنچنے کا واحد راستہ اعمالِ صالحہ اور اس کی خلوص کے ساتھ عبادت

ہے۔ فمن كان يرجو لقاء ربّه فليعمل عملاً صالحاً ولا يشرك بعبادة ربّه أحداً

۱۳۔ گمان و امید کی حد تک قیامت پر ایمان، عملِ صالح کی طرف میلان اور شرک و ریا سے دوری اختیار کرنے میں بہتر

کردار ادا کرتا ہے۔ فمن كان يرجو لقاء ربّه فليعمل عملاً صالحاً ولا يشرك بعبادة ربّه أحداً

۱۴۔ ایمان اور عقیدہ عمل کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ فمن كان يرجو لقاء ربّه فليعمل عملاً صالحاً

۱۵۔ الہی فکر میں مبدا اور معاد پر ایمان کبھی بھی عملِ صالح سے جدا نہیں ہو سکتے۔

إلھکم إله واحد فمن كان يرجو لقاء ربّه فليعمل عملاً صالحاً

صرف "فا" کے ذریعے اس آیت کے جملوں کا ربط یہ معنی دے رہا ہے کہ ان مراتب میں سے ہر مرتبہ پچھلی مرتبہ سے کسی

صورت میں جدا نہیں ہے یعنی توحید پرست کو چاہئے کہ ہمیشہ پروردگار کی ملاقات کا امیدوار رہے اور جو بھی ایسا ہے اسے

چاہیے عملِ صالح اختیار کرے۔

۱۶۔ بلند مستقبل کیلئے امیدوار ہونا صحت مند زندگی کے منظم ہونے اور انسان کے عقائد و عمل کے صحیح ہونے میں

اہم کردار ادا کرتا ہے۔ فمن كان يرجو لقاء ربّه فليعمل عملاً صالحاً ولا يشرك بعبادة ربّه أحداً

۱۷۔ کوئی موجود حتیٰ کہ انبیاء بھی اللہ تعالیٰ کے شریک ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

قل إنما أنا بشر مثلکم... إلھکم إله واحد... ولا يشرك بعبادة ربّه أحداً

۱۸۔ عمل کا درست ہونا صرف خلوص اور شرک کے معمولی سے تصور سے پاک ہونے کی صورت میں میسر ہے۔

فليعمل عملاً صالحاً ولا يشرك بعبادة ربّه أحد جملہ "ولا يشرك" ہو سکتا ہے اس جملہ "فليعمل..." کی تفسیر ہو۔

۱۹۔ اللہ تعالیٰ کی واحدیت پر اعتقاد (توحید نظری) ضروری ہے کہ خالصانہ عبادت اور اسکے غیر کی پرستش کی ترک (توحید

عملی) کے ساتھ ہو۔ إلھکم إله واحد فمن كان... ولا يشرك بعبادة ربّه أحداً

۲۰۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی طرف توجہ انسان کو خالصانہ عبادت اور شرک سے پرہیز کرنے پر ابھارتی ہے۔

ولا يشرك بعبادة ربّه أحداً

۲۱۔ توحید، نبوت، قیامت اور عملِ صالح کے انجام دینے کی طرف دعوت پیغمبر اسلام (ص) کی دعوت کا خلاصہ ہے۔

قل إنما أنا بشر... ولا يشرك بعبادة ربّهِ أحد

جملہ "یوحیٰ اِلَیّی..." نبوت کو اور "اَنَّمَا اِلٰهکم..." توحید کو اور "یرجو القای..." معاد کو اور "عملاً صالحاً" عمل صالح کو بیان کر رہا ہے

۲۲_ عن ابي عبد الله (ع) في قوله: "...ولا يشرك بعبادة ربّهِ أحداً": فهذا الشرك شرك رياء^(۱)

اما صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "ولا يشرك بعبادة ربّهِ أحداً" کے بارے میں روایت ہوئی کہ یہ شرک ریا والا شرک ہے۔

۲۳_ الحسن بن علی الوشاء قال: دخلت على الرضا (ع) وبين يديه إبريق يريد ان يتها منه للصلاة فد نوت منه لأصت عليه فابى ذلك وقال: "...اما سمعت الله عزوجل يقول: "من كان يرجو لقاء ربّهِ فليعمل عملاً صالحاً ولا يشرك بعبادة ربّهِ أحداً" وها أنا ذا توضى للصلاة وهي العبادة فأكره أن يشركني فيها أحداً^(۲)

حسن بن علی وشاد کہتے ہیں کہ میں: امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا انکے درمقابل ایک پانی کا برتن رکھا ہوا تھا اور آپ اس سے وضو کرنا چاہتے تھے تاکہ نماز کیلئے تیاری کریں تو میں قریب ہوا کہ پانی انکے ہاتھوں پر ڈالوں امام نے قبول نہیں کیا اور فرمایا: کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "...ولا يشرك بعبادة ربّهِ أحداً..." میں چاہتا ہوں نماز کیلئے وضو کروں اور وہ عبادت ہے میں پسند نہیں کرتا کسی کو اسمیں شریک کروں۔

آنحضرت: آنحضرت اور خرافات ۲؛ آنحضرت کا بشر ہونا ۳؛ آنحضرت کی دعوت ۲۱؛ آنحضرت کی رسالت ۱؛ آنحضرت کی طرف وحی ۸، ۳، ۳؛ آنحضرت کے بشر ہونے کا اعلان کرنا ۱؛ آنحضرت کے علم کا سرچشمہ ۳؛ آنحضرت کے علم کی حدود ۵
اخلاص: اخلاص کے آثار ۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا بے نظیر ہونا ۱۴؛ اللہ تعالیٰ کی رضایت کی اہمیت ۹؛ اللہ تعالیٰ کی رضایت کے اسباب ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی رضایت لینا ۹

امیدوار ہونا: امیدوار ہونے کے آثار ۱۶؛ قیامت کے بارے میں امیدوار ہونے کے آثار ۱۲

انسان: انسانوں کا حشر ۱۰ / انگیزہ: انگیزہ کے اسباب ۱۶ / ۲۰

(۱) تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۷، تفسیر برہان ج ۲ ص ۴۹۶ ج ۲ (۱) کا پنی ج ۳ ص ۶۹ ح ۱۱ نور الثقلین ج ۳ ص ۳۱۶ ح ۲۷۶۔

ایمان: اللہ پر ایمان ۱۵؛ ایمان اور عمل صالح ۱۵؛ ایمان کی طرف دعوت ۲۱؛ بے جا توقعات ۵؛ ایمان کے آثار ۱۳؛ توحید
 پر ایمان ۲۱؛ قیامت پر ایمان ۲۱؛ قیامت پر ایمان کے آثار ۱۳؛ نبوت پر ایمان ۲۰
 توحید: توحید عبادی ۷؛ توحید کی اہمیت ۸؛ توحید کے آثار ۱۰
 توحید پرستان: توحید پرستوں کی ذمہ داری ۹
 جزا: جزا کے اسباب ۱۲
 خرافات: خرافات کا مقابلہ کرنا ۲
 دینی رہبر: دینی رہبروں کی ذمہ داری ۶
 ذکر: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے ذکر کے آثار ۲۰
 روایت: ۲۲، ۲۳
 ریا: ریا سے مانع ۱۳؛ ریا کے آثار ۲۲
 شرک: شرک سے اجتناب کرنے کے اسباب ۲۰؛ شرک
 سے اعراض ۱۹؛ شرک سے موانع ۱۳؛ شرک عبادی ۲۲؛ شرک کا رد ۲۳، ۱۴
 عبادت: عبادت میں اخلاص ۱۹؛ عبادت میں اخلاص کی اہمیت ۱۲؛ عبادت میں اخلاص کے اسباب ۲۰
 عقیدہ: توحید میں عقیدہ ۱۹؛ عقیدہ کے صحیح ہونے کے اسباب ۱۶
 عمل: عمل کے صحیح ہونے کے اسباب ۱۶
 عمل صالح: عمل صالح کا پیش خیمہ ۱۸، ۱۳، ۱۳؛ عمل صالح کی اہمیت ۱۲؛ عمل صالح کی طرف دعوت ۲۱
 غلو: غلو سے مقابلہ کرنا ۶
 قیامت: قیامت کا برپا ہونا ۱۰؛ قیامت کی خصوصیات ۱۱؛ قیامت میں حقائق کا ظاہر ہونا ۱۱؛ قیامت میں لقاء اللہ ۱۱
 نظریہ کائنات: توحید نظریہ کائنات ۷
 وحی: وحی کا کردار ۳؛ وحی کی تعلیمات ۸

آیت ۱

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾

﴿کھیعص﴾

بنام خدائے رحمان و رحیم

۱۔ کھیعص، قرآنی رموز میں سے ہے۔ کھیعص

۲۔ عن جعفر بن محمد (ع) قال... و (کھیعص) معنا ه أنا الكافي 'الهادي' الولي العالم 'الصادق الوعد...'^(۱) امام جعفر صادق (ع) سے روایت ہوئی کہ آپ نے فرمایا: کھیعص کا معنی یہ ہے کہ میں کافی 'ہادی' ولی 'عالم اور صادق الوعد ہوں۔

۳۔ عن امام علی (ع) أنه دعا فقال : اللهم سا لتك يا كھیعص^(۲) حضرت علی (ع) سے روایت ہوئی کہ حضرت نے دعا کی اور فرمایا: اے خدا تجھ سے چاہتا ہوں اے کھیعص

اسماء صفات: ۲، ۳

حروف مقطعات: ۱، ۲، ۳

روایت: ۳/۲

قرآن: قرآنی رموز ۱

﴿ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا﴾

یہ زکریا کے ساتھ تمہارے پروردگار کی مہربانی کا ذکر ہے (۲)

۱۔ زکریا (ع) اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اور اسکی خاص رحمت کے حامل تھے۔ ذکر رحمت ربّك عبده زکریا

۲۔ سورہ مریم زکریا (ع) پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور الطاف کو بیان کرنے والی ہے۔ ذکر رحمت ربّك عبده زکریا

"زکریا" تو خبر ہے کہ اسکا ابتدا محذوف اسم اشارہ ہے یعنی "ہذا" "المتلو" ذکر، کہ اس سے مراد سورہ مریم ہے یا یہ کہ وہ ابتدا تھا اور اسکی خبر محذوف ہے یعنی: "ذکر رحمت ... فیما یتلی علیک"

۳۔ اللہ تعالیٰ کالی بندوں پر لطف و رحمت کا تذکرہ ذکر کرنے کے لائق ہے۔ ذکر رحمت ربّك عبده زکریا

۳۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت اور بندگی اسکی رحمت کو متوجہ کرنے کا وسیلہ ہے۔ رحمت ربّك عبده
"عبده" "رحمت" کیلئے مفعول ہے اسکا زکریا کے نام پر مقدم کیا جانا اور اسے عبودیت کے ذریعے توصیف کیا جانا، اس کے الہی رحمتوں کو متوجہ کرنے کے کردار پر اشارہ ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اسکی ربوبیت کا جلوہ ہے۔ رحمت ربّك

۶۔ اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی اور محبت، پیغمبر (ص) پر اسکی تربیتوں اور الطاف کے حامل ہونے کے ساتھ ہے۔
ذکر رحمت ربّك عبده

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ زکریا پر رحمت کو "ربک" کی تعبیر کے ساتھ پیغمبر "کو خطاب" کرتے ہوئے بیان کیا اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس نے آنحضرت کی تربیت میں بھی اپنی بندہ نوازی والی رحمت سے دریغ نہ کیا۔

(۱) معانی الاخبار ص ۲۲، ح ۱ نور الثقلین ج ۳، ص ۳۲۰ ح ۴۔

(۲) تفسیر تیان ج ۷، ص ۱۰۳، مجمع البیان ج ۶ ص ۷۷۵۔

(لسان العرب) بعد والی آیات یہ بیان کر رہی ہیں کہ حضرت زکریا نے فرزند کی درخواست کے حوالے سے پکارا تھا۔

۲۔ حضرت زکریا کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا اور مخفیانہ راز و نیاز انکے خاص الہی رحمت شامل حال ہونے کا موجب تھا۔
رحمت ربّک... زکریا اذ نادى ربّه ندائاً خفياً

"اذنادی" کلمات "رحمت ربّک" کیلئے ظرف ہے اس ترکیب سے مراد یہ کہ حضرت زکریا پر اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوئی تھی کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخفیانہ مناجات کیا کرتے تھے۔

۳۔ انبیاء بھی اپنی مشکلات کو حل کرنے کیلئے دعا کیا کرتے تھے۔ عبدہ زکریا۔ اذنادی ربّه ندائاً

۳۔ دعا میں آواز کے بلند کرنے کا جواز۔ اذنادی ربّه ندائاً

۵۔ دعا کا پوشیدہ اور لوگوں کی نگاہوں سے دور ہونا دعا کے آداب میں سے ہے۔ نادى ربّه ندائاً خفياً

حضرت زکریا کی پوشیدہ دعا کا تذکرہ اور بعد والی آیات میں انکی دعا کی قبولیت کا ذکر، ممکن ہے مخفیانہ دعا کے پسندیدہ ہونے کی طرف اشارہ ہو۔

۶۔ حضرت زکریا کا لوگوں کے نزدیک اپنی دعا کے مضمون کے ظاہر ہونے کا خوف۔ نادى ربّه ندائاً خفياً

(بعد والی آیات میں) "إِنِّ خَفْتُ الْمَوَالِی" کے قرینہ سے لفظ "خفياً" ہو سکتا ہے حضرت زکریا کی لوگوں کا انکے دعا سے واقف ہونے کی پریشانی کی طرف اشارہ ہو۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کا مقام ربوبیت بندوں کی درخواست کے قبول ہونے کا مقام ہے۔ اذنادی ربّه

۸۔ دعا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کا انسانی زندگی کے تغیر و تبدیل اور اسکی ضرورتوں کے پورا ہونے میں اہم کردار ہے۔ ذکر رحمت ربّک عبدہ زکریا اذنادی ربّه

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ۲: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۷: اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پیش خیمہ ۲

انبیاء: انبیاء کی دعا ۳: انبیاء کی مشکلات ۳

انسان: انسان کی زندگی میں موثر اسباب ۸: انسان کی ضرورتوں کے پورا ہونے میں موثر اسباب ۸

دعا: دعا کی قبولیت کا سرچشمہ ۷: دعا کے آثار ۳، ۸: دعا کے آداب ۵: دعا کے احکام ۳: دعا میں فریاد ۳: مخفیانہ دعا ۱

رحمت: رحمت کے شامل حال ۲

زکریا (ع): حضرت زکریا (ع) کا خوف ۶; حضرت زکریا (ع) کی دعا ۱; حضرت زکریا (ع) کی دعا کا ظاہر ہونا ۶; حضرت زکریا (ع) کی دعا کے آثار ۲; حضرت زکریا (ع) کی مناجات کے آثار ۲

مشکلات: مشکلات کے دور ہونے کا موجب ۳

آیت ۳

﴿قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا﴾

کہا کہ پروردگار میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور میرا سر بڑھاپے کی آگ سے بھرک اٹھا ہے اور میں تجھے پکارنے سے کبھی محروم نہیں رہا ہوں (۳)

۱۔ حضرت زکریا بہت زیادہ بوڑھے اور ہڈیوں کے کمزور اور سر کے بالوں کے سفید ہونے کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے فرزند کے طالب تھے۔ قال ربّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّاسُ شَيْبًا

"عظم" کے معنی ہڈی کے ہیں "وهن العظم مني" یعنی میری ہڈیاں کمزور ہو گئیں کلمہ "شيباً" تمیز ہے اور اس سے مراد بالوں کا سفید ہونا ہے "اشتعال" یعنی آگ لگنا (لسان العرب) جملہ "اشتعل..." یعنی سر میں سفید بال بھرک اٹھے ہیں ممکن ہے "شيباً" سے یہ مراد ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ "اشتعل" مادہ شاع سے مشتق ہو (گھوڑے کی دم اور پیشانی کا سفید ہونا) تو اس صورت میں جملہ "اشتعل" یعنی سر کے بال سفید ہو گئے۔

۲۔ حضرت زکریا (ع) نے اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو وسیلہ قرار دیا۔ قال ربّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ ... ولم اكن بدعائك ربّ شقياً

۳۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے توسل اور اسکا بار بار ذکر، دعا کے آداب میں سے ہے۔ قال ربّ ... لم اكن بدعائك ربّ۔

۳۔ حضرت زکریا (ع) نبی کی ہڈیاں بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو گئی تھیں۔ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي

۵۔ حضرت زکریا (ع) کے سر کے بال بڑھاپے کی بنا پر سفید ہو چکے تھے۔ واشتعل الرأس شيباً

۶۔ کمزوریوں اور نقائص کا شمار کرنا اور خواہشات کے تکمیل اور ضرورتوں کو پورا کرنے میں اپنی عاجزی کا اظہار دعا

اور مناجات کے آداب میں سے ہے۔ قال ربّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّاسُ شَيْبًا

۷۔ حضرت زکریا اپنی مشکلات دور کرنے کیلئے ہمیشہ دعا کا سہارا لیتے تھے۔ ولم اکن بدعا ئک ربّ شقیا
"بدعا ئک" میں "با" سببیہ یا "فی" کے معنی میں ہے آیت سے مراد یہ ہے کہ میں اپنی پہلی دعاؤں میں بھی کبھی محروم نہیں ہوا
اور انکی وجہ سے سعادت مند رہا۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا اور مناجات مشکلات کو ختم کرنے والی اور انسان کے دام شقاوت میں گرفتار ہونے سے
مانع ہیں۔ ولم اکن بدعا ئک ربّ شقیا

"سعادت" کے در مقابل "شقاوت" ہے (مفردات راغب) سختی اور زحمت کے معنی میں بھی آتا ہے۔

۹۔ حضرت زکریا اپنی پوری زندگی میں مستجاب الدعوة شخص تھے۔ ولم اکن بدعا ئک ربّ شقیا

۱۰۔ حضرت زکریا (ع) کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں اپنی دعا کی قبولیت کے حوالے سے امیدوار ہونا۔
ولم اکن بدعا ئک ربّ شقیا

۱۱۔ حضرت زکریا اپنی سعادت مندانہ زندگی کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں راز و نیاز اور دعا کے مرہون منت سمجھتے تھے۔
ولم اکن بدعا ئک ربّ شقیا

۱۲۔ الہی لطف و رحمت کو متوجہ کرنے کیلئے اپنی پوری عمر میں اللہ تعالیٰ کی بار بار کی عنایت اور الطاف کا شمار کرنا دعا کے
آداب میں سے ہے۔ قال ربّ... لم اکن بدعا ئک ربّ شقیا

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پیش خیمہ ۱۲: اللہ تعالیٰ کے لطف کا پیش خیمہ ۱۲

توسل: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے ساتھ توسل کرنا ۲: ۳

دعا: دعا کے آثار ۴: ۸، ۱۱: دعا کے آداب ۳: ۶، ۱۲: دعا میں امیدوار ہونا ۱۰: دعا میں توسل ۳: دعا میں ضعف کا اظہار ۶

ذکر: اللہ تعالیٰ کے لطف کا ذکر ۱۲

رفتار: رفتار کے انگیزے ۸

زکریا (ع): زکریا (ع) کا امیدوار ہونا ۱۰: زکریا (ع) کا بڑھاپا ۱: زکریا (ع) کا توسل ۲: زکریا (ع) کا عقیدہ ۱۱: زکریا (ع) کا قصہ
۱: زکریا (ع) کی دعا ۱: ۲، ۴: زکریا (ع) کی دعا کی قبولیت ۹: زکریا (ع) کی سعادت مندی ۱۱: زکریا (ع) کی سیرت ۴: زکریا (ع)
کی مشکلات

کا دور کرنا ۴؛ زکریا (ع) کی ہڈیوں کی کمزوری ۱؛ ۳؛ زکریا (ع) کے بالوں کا سفید ہونا ۱؛ زکریا (ع) کے بڑھاپے کے آثار ۵، ۳؛ زکریا (ع) کے فضائل ۹

سعادت: سعادت کے اسباب ۱/۱ شقاوت: شقاوت کے موانع ۸

فرزند: فرزند کی درخواست ۱/۱ مستجاب الدعوة: ۹

آیت ۵

﴿وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا﴾

اور مجھے اپنے بعد اپنے خاندان والوں سے خطرہ ہے اور میری بیوی بانجھ ہے تو اب مجھے ایک ایسا ولی اور وارث عطا فرما دے (۵)

۱۔ حضرت زکریا (ع) ان لوگوں کے بیجا تسلط سے پریشان تھے کہ جہنوں نے انکی وفات کے بعد انکی ذمہ داریوں کی باگ دوڑ سنبھالنی تھی۔ *وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي*

"مولی" اور "ولی" کا ایک معنی ہے۔ یعنی وہ جو کسی شخص کے بعد اسکے متعلقہ امور کی سرپرستی کرتا ہے (تاج العروس) اگرچہ اسکے ساتھ رشتہ داری نہ بھی ہو۔

۲۔ حضرت زکریا (ع) کی نگاہوں میں انکے اقربا انکے مادی معاشرتی امور کو سنبھالنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے۔ *وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي*

"مولی" کے معانی میں سے پچا زاد، بھانجا وغیرہ جسے رشتہ دار مراد ہیں (تاج العروس)

۳۔ حضرت زکریا (ع) پشین گوئی کر رہے تھے کہ انکے بعد بہت سے ہاتھ انکی کوششوں کے ثمرہ کو اڑالیں گے اور انکی زحماتیں بے نتیجہ رہ جائیں گی۔ *وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي*

وہ چیز جسکے بارے میں حضرت زکریا اپنے بعد ضائع ہونے یا منحرف ہونے میں پریشان تھے نبوت نہ تھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف صالحین کو مقام نبوت پر پہنچاتا ہے بلکہ وہ انکی لوگوں کے درمیان دینی اور معاشرتی شخصیت اور مقام تھی یا وہ مال تھا کہ جس میں تصرف کا حق انہیں حاصل تھا بعد والی آیت میں "یرثی ویرث" کی توصیف دوسرے احتمال کو ترجیح دے رہی ہے۔

۳۔ انبیاء اور الہی رہبر اپنی محصول اور کوششوں کے ثمرات کے معاملہ میں دور اندیش اور حساس ہوتے ہیں۔

۵۔ حضرت زکریا کی اہلیہ بانجھ تھیں۔ وکانت امرا تی عاقر "عاقرًا" سے مراد وہ مرد یا عورت ہے کہ جس سے بچہ نہیں ہو سکتا (مفردات راغب)

۶۔ حضرت زکریا (ع) کی اہلیہ بانجھ ہونے کے ساتھ ساتھ بوڑھی اور یائسہ بھی تھیں۔ وکانت امرا تی عاقر "کانت" کا فعل ممکن ہے یہ معنی بھی بیان کرے کہ حضرت زکریا کی اہلیہ بچہ پیدا کرنے کے حوالے سے دو قسم کی مشکل میں تھی (۱) بہت زیادہ عمر کا ہونا (۲) جوانی سے ہی بانجھ ہونا۔

۷۔ حضرت زکریا (ع) نے اپنی بانجھ اہلیہ سے بچہ پیدا ہونے کے حوالے سے ناامید ہونے کے باوجود ساہا سال اسکے ساتھ اپنی ازدواجی زندگی گزاری۔ وکانت امرا تی عاقر

۸۔ حضرت زکریا (ع) صالح فرزند اور اپنی نسل میں جانشین کے حاجت مند تھے۔ فہب لی من لدنک ولی لفظ "ولیا" سے حضرت زکریا (ع) کی مراد بعد والی آیت میں "یرثنی..." قرینہ سے فرزند تھی۔

۹۔ حضرت زکریا اپنے بارے میں معمول کے مطابق طبعی اسباب کے ساتھ فرزند کی پیدائش کے حوالے سے مایوس ہو چکے تھے۔ وکانت امرا تی عاقرًا فہب لی من لدنک ولیا

۱۰۔ بیٹے کی پیدائش کے حوالے سے حضرت زکریا کی امید کا محور، صرف الہی رحمت و لطف تھا فہب لی من لدنک ولی

۱۱۔ صالح فرزند اور نیک وارث، الہی عنایت ہے۔ فہب لی من لدنک ولیا

۱۲۔ الہی لوگوں کے دلوں میں مطلقاً یا لوسی اور ناامیدی نا مناسب ترین حالات میں بھی پیدا نہیں ہوتی۔ وکانت امرا تی عاقرًا فہب لی من لدنک ولیا حضرت زکریا (ع) اپنی اور بیوی کے بڑھاپے اور اسکے بانجھ ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے رحمت پر امید وار تھے اور حصول مقصد کیلئے کوشاں تھے۔

۱۳۔ سچے توحید پرستوں کی نظر میں الہی ارادہ، طبعی اسباب پر حاکم ہے۔ وکانت امرا تی عاقرًا فہب لی من لدنک ولیا

۱۳۔ عن أبي جعفر (ع) (فی قوله تعالى) : " وانی خفت الموالي " قال هم العمومة وبنو العم^(۱) وإني خفت الموالي " کے بارے میں امام باقر (ع) سے نقل ہوا کہ آپ نے فرمایا: موالی سے مراد چچا اور چچا زاد بھائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی حاکمیت ۱۳; اللہ تعالیٰ کی نعمات ۱۱
 امیدوار ہونا: اللہ تعالیٰ کی رحمت پر امیدوار ہونا ۱۰; اللہ تعالیٰ کے لطف پر امیدوار ہونا ۱۰
 انبیاء: انبیاء کی دور اندیشی ۳
 دینی رہبر: دینی رہبروں کی دور اندیشی ۳
 روایت: ۱۳

زکریا: زکریا کا امیدوار ہونا ۱۰; زکریا کی اہلیہ کا بانجھ ہونا ۵/۶/۷; زکریا کی پریشانی ۱; زکریا کی اہلیہ کا بوڑھا ہونا ۶; زکریا کی توحید
 ۱۰; زکریا کے جانشین ۱; زکریا کی خواہشات ۸; زکریا کے ماحصل کی نسبت خیانت ۳; زکریا کی دور اندیشی ۳۱; زکریا کے
 رشتہ دار ۱۳; زکریا کا عقیدہ ۲; زکریا کی گھر زندگی ۷; زکریا کے رشتہ داروں کا لائق نہ ہونا ۲; زکریا کی مایوسی ۹
 طبعی اسباب: طبعی اسباب کا کردار ۱۳۱۹
 فرزند: فرزند صلح کی درخواست ۸
 موحّدین: موحّدین کا امیدوار ہونا ۱۲; موحّدین کا عقیدہ ۱۳; موحّدین کے فضائل ۱۲
 نعمت: فرزند کی نعمت ۱۱

آیت ۶

﴿يَرْثِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا﴾

جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو اور پروردگار اسے اپنا پسندیدہ بھی قرار دیدے (۶)

۱۔ حضرت زکریا (ع) نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے اور حضرت یعقوب (ع) کے خاندان کیلئے ایک وارث کی تمنا کی۔

یرثی ویرث من آل یعقوب

اگرچہ بعض نے یعقوب (ع) کو زکریا (ع) کی اہلیہ اور جناب مریم (ع) کے چچا یعقوب بن ماثان پر تطبیق دی ہے لیکن اکثر
 مفسرین انھیں وہی یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم (ع) سمجھتے ہیں۔

۲۔ حضرت زکریا (ع) اپنی اور اپنی اہلیہ کی میراث کے نااہل افراد کے ہاتھ میں جانے کے حوالے سے پریشان تھے۔

فہب لی من لدنک ولیاً — یرثی ویرث من آل یعقوب

۳۔ حضرت زکریا (ع) کی اہلیہ حضرت یعقوب (ع) نبی کی نسل سے تھیں۔ یرثی ویرث من ء ال یعقوب
 "یرثی" کے مقابل جملہ "یرث من ء ال یعقوب" شاید اس لیے ہو کہ انکی اہلیہ خاندان یعقوب سے تھیں اور وہ مال جو
 انہیں خاندان یعقوب (ع) سے ملا تھا وہ انکے بعد ان کے فرزند کے اختیار میں جائے۔

۳۔ حضرت زکریا (ع)، حضرت یعقوب (ع) نبی کی نسل میں سے تھے۔ یرثی ویرث من ء ال یعقوب
 شاید جملہ "یرث من ء ال یعقوب" اس میراث کی طرف اشارہ کر رہا ہو جو یعقوب (ع) کی اولاد سے حضرت زکریا تک پہنچی
 اگرچہ لفظ تھی "یرثی" بھی اس میراث کو شامل ہے لیکن حضرت زکریا (ع) کا اسکی حفاظت کیلئے اہتمام موجب بنا کہ اسکا
 علیحدہ تذکرہ ہو۔

۵۔ بچے کا ماں باپ سے وراثت پانا، حضرت زکریا (ع) کے زمانہ میں رائج اور قبول شدہ چیز تھی۔
 فہب لی من لدنک ولیاً۔ یرثی ویرث من ء ال یعقوب

۶۔ حضرت زکریا (ع) اور یحییٰ (ع) کی زندگی میں خصوصی مالکیت کا وجود۔ فہب لی من لدنک ولیاً۔ یرثی ویرث من ء
 ال یعقوب

۷۔ حضرت زکریا (ع) کا اپنے آباد و اجداد سے باقی رہی ہوئی یادگاروں کی حفاظت کا اہتمام کرنا۔
 فہب لی من لدنک ولیاً۔ یرثی ویرث من ء ال یعقوب

۸۔ حضرت زکریا (ع) نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انکا فرزند انکی اور انکی اہلیہ کی زندگی میں انتقال نہ کرے۔
 فہب لی من لدنک ولیاً۔ یرثی ویرث من ء ال یعقوب

۹۔ حضرت زکریا (ع) نے اپنے فرزند کی معنوی صلاحیت اور لیاقت کیلئے دعا کی۔ یرثی... واجعله ربّ رضیاً

۱۰۔ حضرت زکریا (ع) نے اللہ تعالیٰ سے ایسا فرزند مانگا کہ جو ہر لحاظ سے تیری رضایت کا سبب ہو۔ واجعله ربّ رضیاً
 لفظ "رضیاً" صفت مشبہ ہے جو مصدر "رضا" سے مشتق ہے "رضی" اس وقت استعمال ہوتا ہے کہ جب صفت،
 موصوف میں راسخ ہو چکی ہو لہذا کہا جاسکتا ہے "رضی" یعنی وہ شخص جو ہر حوالے سے مورد رضایت ہو۔
 ۱۱۔ فرزند کے نیک ہونے کیلئے دعا کا ضروری ہونا اگر

چہ ابھی نطفہ منعقد نہ ہوا ہو۔ واجعلہ ربّ رضیا

۱۲۔ حضرت زکریا، فرزند مانگنے کی دعا کے وقت اس دعا کی قبولیت پر مطمئن تھے۔

فہب لی من لدنک ولیاً۔ یرثنی ویرث... واجعلہ ربّ رضیا

حضرت زکریا (ع)، اگرچہ دعا مانگنے کی حالت میں ہیں لیکن اس طرح بات کر رہے ہیں کہ گویا انکی دعا قبول ہو چکی ہو اور جملہ " واجعلہ ربّ رضیا" کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تو مجھے فرزند عطا کرے گا وہ ہر لحاظ سے مورد رضایت بھی ہو۔

۱۳۔ حضرت زکریا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے ذریعہ اپنے بچے کیلئے اپنی اور خاندان یعقوب نبی (ع) کی میراث سے صحیح مصرف کے حوالے سے مکمل توفیق کے طالب ہیں۔ یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ ربّ رضیا

۱۴۔ صالح اور شائستہ فرزند، بہت بڑی نعمت اور قیمتی گوہر ہے۔ یرثنی... واجعلہ ربّ رضیا

۱۵۔ بچوں کا صالح اور شائستہ ہونا، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور یہ اسکی ربوبیت کی شان میں سے ہے۔ یرثنی... واجعلہ ربّ رضیا

۱۶۔ الہی لوگ، اپنے مادی مقاصد میں بھی معنوی عظمتوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

فہب لی من لدنک ولیاً یرثنی واجعلہ ربّ رضیا

۱۷۔ (رب) کے مقدس نام کے ساتھ توسل، دعا کے آداب میں سے ہے۔ واجعلہ ربّ رضیا

۱۸۔ عن أبی عبد اللہ (ع) قال رسول اللہ (ص) میراث اللہ۔ عزوجل۔ من عبدہ المؤمن من ولد یعدہ من بعدہ ثم

تلا أبو عبد اللہ (ع) آية زکریا (ع) (رب) ہب لی من لدنک ولیاً۔ یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ ربّ رضیا^(۱)

امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی اپنے مؤمن بندہ سے میراث، ایسا فرزند ہے کہ جو اس مؤمن کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے پھر امام صادق (ع) نے حضرت زکریا کی آیت تلاوت

فرماتی ربّ ہب لی من لدنک ولیاً یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ ربّ رضیا

آل یعقوب: ۳:۳

ارث: ارث کی تاریخ ۵// اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۱۵: اللہ تعالیٰ کے افعال ۱۵

(۱) کافی ج ۶ ص ۱۲، نور الثقلین ج ۳ ص ۲۲۳ ح ۲۵

توسل : اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے ساتھ توسل ۱۷

خصوصی مالکیت : ۶

دعا : دعا کے آداب

روایت : ۱۸

زکریا : زکریا کا اطمینان ۱۲ ; زکریا کا قصہ ۱۲، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۳ ; زکریا کا نسب ۳ ; زکریا کا یادگاری کی حفاظت کیلئے اہتمام ۷ ; زکریا کی آرزو ۱ ; زکریا کی پریشانی ۲ ; زکریا کی دعا ۸، ۹، ۱۰، ۱۲ ; زکریا کی دعا کی قبولیت ۱۲ ; زکریا کی زوجہ کا نسب ۳ ; زکریا کی مالکیت ۶ ; زکریا کے خونی احساسات ۷ ; زکریا کے زمانہ میں ارث ۵

فرزند : فرزند صالح کی اہمیت ۱۸ ; فرزند صالح کیلئے درخواست ۱۰ ; فرزند کی اصلاح کا سرچشمہ ۱۵ ; فرزند کی توفیق کیلئے دعا ۱۳ ; فرزند کیلئے درخواست ۱۲ ; فرزند کیلئے دعا ۹ ; فرزند کیلئے دعا کی اہمیت ۱۱ ; موحدین : موحدین کا معنویات کے حوالے سے اہتمام ۱۶ ; موحدین کی حاجات ۱۶ ;

میراث : بہترین میراث ۱۸

نعمت : نعمت کے درجات ۱۲ ; نعمت کے صالح وارث ۱۳

وارث : برے وارث کی حوالے سے پریشانی ۲ ; صالح وارث کی اہمیت ۱ ; صالح وارث کی قدر و قیمت ۱۳

یحییٰ : یحییٰ کی مالکیت ۶

آیت ۷

﴿يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَىٰ لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا﴾

زکریا ہم تم کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے اور ہم نے اس سے پہلے ان کا ہمنام کوئی نہیں بنایا ہے (۷)

۱۔ حضرت زکریا (ع) کی صالح وارث کی خواہش کے حوالے سے دعا مستجاب ہو گئی۔ یا زکریا انا نبشرك بغلام

۲۔ اللہ تعالیٰ نے زکریا (ع) کو بشارت دی کہ انہیں ایک بیٹ عطا کرے گا۔ یا زکریا انا نبشرك بغلام

۳۔ حضرت زکریا (ع)، نبوت اور القائے وحی کے مقام پر فائز تھے۔ یا زکریا انا نبشرك بغلام

اس آیت کا ظاہر یہ ہے کہ زکریا (ع) نے بذات خود اس الہی پیغام کو وصول کیا نہ یہ کہ الہی پیغام کو کسی اور نبی (ص) نے وصول کر کے زکریا تک پہنچایا ہو۔

۳۔ یحییٰ (ع) ایسا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے زکریا کے فرزند کیلئے معین ہوا۔ اسمہ یحییٰ لم نجعل له من قبل سمیّا

۵۔ نام اور نام رکھنے والے کی اہمیت اور اسکا بچے کی شخصیت میں اثر۔ اسمہ یحییٰ لم نجعل له من قبل سمیّا
(اسمہ یحییٰ) کی تعبیر اس حوالے سے مورد وضاحت قرار پائی کہ اسکی تعیین اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذات خود ایک عظیم شرف اور قابل غور ہے۔

۶۔ حضرت زکریا (ع) کے زمانے سے قبل "یحییٰ (ع)" نام لوگوں کے درمیان نہیں تھا۔ اسمہ یحییٰ لم نجعل له من قبل سمیّا

(سمیٰ) یعنی ہم نام (تاج العروس) اور جملہ (لم نجعل) سے مراد یہ ہے کہ زکریا (ع) کے فرزند سے پہلے کسی کا یحییٰ نام نہیں رکھا گیا تھا۔

۷۔ یحییٰ (ع) کی معنوی شخصیت بے مثل تھی اور ان سے پہلے کوئی اس مقام تک نہیں پہنچا تھا۔ لم نجعل له من قبل سمیٰ
(سمیٰ) کے ذکر شدہ معنی میں سے، نظیر اور مثل بھی ہے (مفردات راغب) تو اس صورت میں مراد یہ ہے کہ ماضی میں کوئی بھی یحییٰ جیسی خصوصیات نہیں رکھتا تھا۔

۸۔ حضرت یحییٰ (ع)، جناب زکریا (ع) اور خاندان یعقوب (ع) کے وارث تھے۔

یرثنی ویرث من ۛ ال یعقوب یا زکریا إنا نبشرك بغلام یحییٰ

۹۔ حضرت یحییٰ (ع) ایک الہی شخصیت اور اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت کے حامل تھے۔ لم نجعل له من قبل سمیّا

۱۰۔ بوڑھے والد اور بانجھ والدہ کو فرزند عطا کرنے میں الہی قدرت کا جلوہ۔ و کانت إمراتی عاقراً یا زکریا إنا نبشرك بغلام

۱۱۔ تمام انسانوں کے ناموں کو اللہ تعالیٰ معین فرماتا ہے۔ لم نجعل له من قبل سمیّا

جملہ (لم نجعل ...) سے یہ مراد یہ نہیں ہے کہ وہ نام جنہیں اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ معین کیا ان میں "یحییٰ" نام نہیں تھا بلکہ مراد یہ ہے کہ اس زمانہ میں یہ نام نہیں تھا۔ تو اس کی فعل (لم

نجل) میں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت یہ بتا رہی ہے کہ باقی نام بھی اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں اگرچہ اس ربط کو ہر ایک نہیں جانتا۔

۱۲۔ عن أبي جعفر (ع) قال : إنما ولد يحيى بعد البشارة له من الله بخمس سنين^(۱) امام باقر (ع) سے روایت ہوئی کہ یقیناً حضرت زکریا (ع) کو بشارت دینے کے پانچ سال بعد یحییٰ (ع) پیدا ہوئے۔

آل یعقوب: آل یعقوب کے وارث ۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی بشارتیں ۲; اللہ تعالیٰ کی قدرت کی علامات ۱۰

بچہ: بچہ کی نفسیات ۵

بڑھایا: بڑھاپے ہے میں بچے والا ہونا ۱۰

روایت: ۱۲

زکریا: زکریا کا بیٹا ۲; زکریا کا فرزند والا ہونا ۲; زکریا کا وارث ۸; زکریا کو بشارت ۲; زکریا کی دعا کی قبولیت ۱; زکریا کی نبوت ۳;

زکریا کے بیٹے کا نام رکھا جانا ۳; زکریا کے درجات ۳

شخصیت: شخصیت کی تشکیل میں اسباب ۵

نام: نام کی اہمیت ۵; زکریا کے زمانہ میں یحییٰ ۶; یحییٰ نام کی تخلیق ۶

نام رکھا جانا: نام رکھے جانے کا سرچشمہ ۱۱

ورثا: صالح ورثاء کی درخواست ۱

یحییٰ (ع): یحییٰ (ع) کی تاریخ ولادت ۱۲; یحییٰ (ع) کی شخصیت ۹; یحییٰ (ع) کی معنوی شخصیت ۴; یحییٰ (ع) کی وراثت

۸; یحییٰ (ع) کے درجات ۹; یحییٰ (ع) نام رکھے جانے کا سرچشمہ ۳

(۱) مجمع البیان ج ۶ ص ۷۸۰، بحار الانوار ج ۱۴ ص ۱۷۶

آیت ۸

﴿قَالَ رَبِّ اُنِّىْ يَكُوْنُ لِىْ غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا﴾

زکریا نے عرض کی پروردگار میرے فرزند کس طرح ہوگا جب کہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بھی بڑھاپے کی آخری حد کو پہنچ گیا ہوں (۸)

۱۔ حضرت زکریا (ع) کو انتہائی بڑھاپے اور اہلیہ کے بانجھ ہونے کی حالت میں بیٹے کی خوشخبری ملنا، ان کے لیے حیرت انگیز نوید ثابت ہوئی۔ اُنّی یكون لی غلام و كانت امرأتی عاقراً وقد بلغت من الکبر عتياً (انی) یعنی کیسے اور کس طرح سے (مصباح) (عتیا) یہ "عات" کی جمع ہے اور مادہ (عتو) سے مشتق ہے۔ یعنی (حد سے گزرنا) جملہ (قد بلغت...) کا مطلب یہ ہے کہ میں بڑھاپے میں ان لوگوں کی مانند ہو گیا ہوں جو بڑھاپے میں انتہا تک پہنچ گئے ہیں بعض اہل لغت نے (عتیا) کو مصدر لیا ہے کہ جسکا مطلب ہڈیوں اور جوڑوں کا خشک ہو جانا ہے (الکشاف) اس صورت میں جملہ یہ ہے کہ بڑھاپے کی وجہ سے میرے بدن کے اعضاء خشک ہو چکے ہیں۔

۲۔ حضرت زکریا (ع) جاننا چاہتے تھے کہ وہ طبعی شرائط کے ناسازگار ہونے کے باوجود کیسے صاحب فرزند ہوں گے۔ اُنّی یكون لی غلام و قد بلغت من الکبر عتياً

(اُنّی یكون لی غلام) کی تعبیر بیان کر رہی ہے کہ حضرت زکریا یہ جاننے کے مشتاق تھے کہ کس طرح یہ الہی وعدہ محقق ہوگا نہ کہ وہ اس معاملے میں قدرت پروردگار پر شک کر رہے تھے کیونکہ انہوں نے موجودہ موانع کا ملاحظہ کرتے ہوئے درخواست کی تھی۔

۳۔ حضرت زکریا، فرزند کی عنایت کو اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا جلوہ سمجھتے تھے۔ قال رب اُنّی یكون لی غلام

۳۔ انبیاء کا دانش و علم محدود ہے۔ قال رب اُنّی یكون لی غلام

۵۔ الہی افعال کے بارے میں سوال اور اس پر تعجب، اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے بلند مقامات کے منافی نہیں ہے۔ قال رب اُنّی یكون لی غلام

۶۔ اولیاء اللہ، اپنی حاجات کی قبولیت کیلئے ہمیشہ معجزہ اور خارق العادہ چیزوں کے منتظر نہیں ہیں۔

قال رب اُنّی یكون لی غلام

حضرت زکریا (ع)، اگرچہ اللہ تعالیٰ کی قدرت مطلقہ پر ایمان رکھتے تھے۔ لیکن انہیں اپنی دعا کی قبولیت کی قابل قبول وجہ سمجھ میں نہیں رہی تھی اسی لیے انہوں نے اپنی حیرت کا جملہ (آئی یوں لی غلم) کہہ کر اظہار کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسی توجیہ تلاش کر رہے تھے کہ جو عادی اسباب اور علل کے ساتھ سازگار ہو۔ ورنہ وہ ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ساتھ ممکن سمجھتے تھے۔

۷۔ حضرت زکریا (ع) کو جس وقت یحییٰ کی ولادت کی خوشخبری ملی تو اس زمانہ میں انکی اہلیہ بوڑھی ہو چکی تھیں اور وہ شروع میں بانجھ تھیں۔ وکانت إمرأً تى عاقراً

بانجھ پن کے قدیمی ہونے کے بیان کے ساتھ آیت میں فعل "کانت" اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حمل کا زمانہ گزر چکا تھا۔

۸۔ حضرت زکریا، جناب یحییٰ کی ولادت کی خوشخبری کے زمانہ میں انتہائی بوڑھے اور انکی جنسی اور شہوانی قوت بھی ختم ہونے والی تھی۔ وقد بلغت من الکبر عتای

۹۔ حضرت زکریا (ع)، اللہ تعالیٰ کے ساتھ گفتگو کرتے وقت انتہائی مودبانہ انداز سے گفتگو کرتے تھے۔

قد بلغت من الکبر عتای جملہ (قد بلغت) جنسی طاقت نہ رکھنے سے کنایہ ہے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ گفتگو میں ادب کی رعایت ضروری ہے۔ وقد بلغت من الکبر عتای

۱۱۔ حضرت زکریا (ع)، اپنی اور اپنی اہلیہ کی جوانی کے زمانہ میں بچوں سے محرومیت کی وجہ اپنی اہلیہ کا بانجھ ہونا، سمجھتے تھے۔ وکانت إمرأتی عاقراً و قد بلغت من الکبر عتای

حضرت زکریا، کی اہلیہ کے ساتھ بانجھ ہونے کی صفت کا خصوصی ذکر مندرجہ بالا مطلب کو واضح کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ گفتگو کے آداب ۹؛ ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کے افعال پر تعجب ۵؛ اللہ تعالیٰ کے افعال کے بارے میں

سوال کرنا ۵؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات ۳

انسان: انسان کی خلقت کے مراحل ۸

باپ: باپ کے تزکیہ کے آثار ۸

بشارت:

یحییٰ کی ولادت کی بشارت ۲
 جنسی غریزہ: جنسی غریزہ کی تقویت کیلئے پیش خیمہ ۱۲
 حقائق: حقائق بیان کرنے کے اسباب ۱۱
 دعا: دعا کے آداب ۳
 ذکر: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ذکر ۳
 روزہ: آسمانی ادیان میں چپ کا روزہ ۱۰
 زکریا کا قصہ ۱: ۵: ۶: ۷: زکریا کا قصہ ۱، ۵، ۶: زکریا کا گفتگو سے عاجز ہونا ۵، ۶: زکریا کو بشارت ۵: زکریا کی اللہ تعالیٰ سے گفتگو
 ۹: زکریا کی اہلیہ کا حاملہ ہونا ۱: زکریا کی خواہشات ۱، ۲: زکریا کی دعا ۳: زکریا کی عبادات ۶: زکریا کے قصہ کی صفات ۱۳: زکریا
 کے قصہ میں معجزہ ۱۳: زکریا کے گفتگو سے عاجزی پر تعجب ۷
 طبعی اسباب: طبعی اسباب کا کردار ۱۳
 فکر: فکر کے ارتکا کا پیش خیمہ ۱۲
 گوشہ نشینی: گوشہ نشینی کے آثار ۱۲
 معجزہ: معجزہ کا کردار ۱۱: ۱۳
 نبوت: مقام نبوت اور الہی آیات ۳
 نطفہ: نطفہ کے انعقاد کی اہمیت ۸
 یحییٰ: یحییٰ کی ولادت میں الہی آیات ۵

آیت ۹

﴿قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا﴾

ارشاد ہوا اسی طرح تمہارے پروردگار کا فرمان ہے کہ یہ بات میرے لئے بہت آسان ہے اور میں نے اس سے پہلے خود تمہیں بھی پیدا کیا ہے جب کہ تم کچھ نہیں تھے (۹)

۱۔ خداوند عالم نے حضرت زکریا (ع) کے بڑھاپے اور ان کی زوجہ کے بانجھ پن کے باوجود حضرت یحییٰ (ع) کی ولادت کے بارے میں مطمئن کیا۔ قال كذلك

جملہ "قال كذلك" یعنی "قال الله الامر كما وعدتك" یا پھر "قال الله الامر كما قلت" ہے پہلی صورت میں خداوند عالم اپنے گذشتہ وعدہ کی تاکید کر رہا ہے کہ "ای ذکر یا جیسا کے میں نے کہا ہے ہر صورت میں تیرے ہاں بیٹے کی ولادت ہو کر رہے گی اور دوسری صورت میں خداوند عالم نے حضرت یحییٰ (ع) کی ولادت کی ولادت کے موانع کی تصدیق کی ہے یعنی حقیقت حال اسی طرح ہے جیسا کہ تو نے کہا ہے یعنی یحییٰ کی ولادت کے عادی اسباب موجود نہیں لیکن تیرے پروردگار نے کہا ہے کہ یہ کام میرے لیے آسان ہے۔

۲۔ بوڑھے باپ اور بانجھ ماں سے بچے کو پیدا کرنا، خداوند کریم کے لیے انتہائی آسان کام ہے۔ قال ربك هو عليٰ هین
 ۳۔ طبعی قوانین اور عادی اسباب، خداوند عالم کی قدرت اور ارادہ کو محدود نہیں کرتے۔ قال كذلك قال ربك هو عليٰ هین

۳۔ دنیاوی حوادث میں طبعی اسباب، علت تامہ کی حیثیت نہیں رکھتے۔ قال كذلك قال ربك هو عليٰ هین
 ۵۔ طبعی اسباب اور عوامل کو مد نظر رکھنا، خداوند عالم کے ارادہ و تقاضا کے لیے حجاب ہے۔ اُنّی یکون غلام ... هو عليٰ هین

۶۔ حضرت یحییٰ (ع) کی ولادت ایک معجزانہ اور غیر معمولی بات تھی۔ قال كذلك قال ربك هو عليٰ هین
 ۷۔ حضرت زکریا (ع) کی خداوند عالم کی ربوبیت کی طرف توجہ کرنے سے انہیں یہ اطمینان حاصل ہو گیا کہ خداوند عالم کے ارادہ اور تقاضا سے ان کی بانجھ بیوی کے ہاں بچے کی ولادت ہو سکتی ہے۔ قال ربك هو عليٰ هین جملہ "هو عی ہین" قال رب کے بغیر بھی مکمل طور پر معنی دے رہا ہے لیکن اس جملہ کا مزید اضافہ ہو جانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ کسی معمولی انسان کا کلام نہیں ہے کہ اس کے بارے میں غور و فکر کرنا شروع کر دیں بلکہ یہ تیرے پروردگار کا فرمان ہے جس سے تجھے اس وقت خلق کیا ہے جس وقت تو کچھ بھی نہ تھا وہ اس وقت تجھے اور مدد عطا کرنے کی بھی صلاحیت رکھتا ہے۔
 ۸۔ حضرت زکریا (ع) کے ساتھ خداوند عالم کی گفتگو واسطہ کے ذریعے تھی اور براہ راست نہیں تھی۔ قال كذلك قال ربك هو عليٰ هین بعض نے کہا ہے کہ "قال كذلك" کا فاعل فرشتہ الہی ہے اور اسم ظاہر "ربك" کے آنے سے یہ نظریہ سامنے آیا ہے۔

۹۔ خداوند عالم نے حضرت زکریا (ع) کو ان کی اپنی پیدائش کی طرف متوجہ کر کے انہیں یہ بتایا ہے کہ ان کے اور ان کے بانجھ زوجہ کے ہاں یحییٰ (ع) کی پیدائش کے سلسلہ میں مطمئن ہو جائیں۔

هو على هين و قد خلقتك من قبل و لم تك شيئاً

۱۰۔ اس بزم ہستی میں انسان کی پیدائش، خداوند عالم کے ارادہ سے ہوتی ہے اور وہ پیدائش سے قبل کچھ بھی نہیں ہوتا۔
و قد خلقتك من قبل و لم تك شيئاً

۱۱۔ انسان کی پیدائش خداوند عالم کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے۔ و قد خلقتك من قبل و لم تك شيئاً

۱۲۔ انسان کی پیدائش میں غور و فکر کرنے سے خداوند عالم کی طبعی اسباب و عوامل پر حاکمیت و ارادہ قدرت کے تمام شکوک و شبہات ختم ہو جاتے ہیں۔ هو على هين و قد خلقتك من قبل و لم تك شيئاً

۱۳۔ خداوند عالم کی جانب سے معدوم مطلق کو خلقت کو جو عطا کرنا اسباب کی علامت ہے کے اس کی قدرت طبعی عوامل و اسباب میں ہی منحصر نہیں ہے۔ هو على هين و قد خلقتك من قبل و لم تك شيئاً

"لم تک شيئاً" سے مراد، معدوم مطلق ہے اور اس کی حضرت زکریا (ع) پر تطبیق کرنا کہ جن کی پیدائش حضرت آدم (ع) کی پیدائش پر منتهی ہوتی ہے جو خاک سے معرض وجود میں آتے ہیں یہ زمانہ کے اعتبار سے ہے یعنی پہلی مخلوق عدم سے وجود میں آئی ہے۔

۱۶۔ جتنے انسان بھی روئے زمین پر پیدا ہوتے ہیں انہیں گزشتہ زمانے میں پیدا کیا گیا ہے۔ و قد خلقتك من قبل و لم تکن شیئاً جملہ حالیہ "و لم تک شيئاً" ممکن ہے زمانے کی طرف ناظر ہو یعنی انسان پیدا نہیں ہوتے تھے اس صورت میں جملہ "خلقتك من قبل" کا اشارہ عالم زر کی طرف ہوگا یعنی ہم نے آپ کو گزشتہ دور میں کسی بھی عادی سبب کے خلق کیا ہے۔ اب کس طرح حضرت یحییٰ کی بوڑھے باپ اور بانجھ ماں سے پیدائش میں شک کر رہے ہو۔

انسان: ۱۱۔ کی خلقت کا سرچشمہ ۱۰

بشارت: حضرت یحییٰ (ع) کی ولادت کی ۱

پیری: میں صاحب اولاد ہونا ۲

تذکر: حضرت زکریا (ع) کی خلقت کا ۹

تفکر: خلقت انسان میں۔ کے آثار ۱۲

خدا: ۱۔ کے ارادہ کے آثار ۴؛ کی مشیت کے آثار ۴؛ کا ارادہ مطلق ۳؛ کی بشارتیں ۱؛ کے تذکرات ۹؛ کے ارادہ کی حاکمیت ۱۲؛ کی مشیت کی

حاکمیت ۱۲: کی قدرت ۲: کی قدرت مطلق ۳: کی قدرت کی علامات ۱۱: کی مطلق قدرت کی علامات ۱۳

ذکر: ربوبیت خدا کے آثار کا ۴: ارادہ خدا کے موانع ۵

زکریا (ع): کا اطمینان ۹، ۱: کی زوجہ کا حاصلہ ہونا ۹، ۴: کو بشارت ۱: کو تذکرہ ۹: کے اطمینان کے اسباب ۴: کی خداوند عالم کے ساتھ گفتگو کی خصوصیات ۸

شبہات: رفع شبہات کے اسباب ۱۲

عالم ذر: میں خلقت ۱۳

عوامل طبیعی: کا کردار ۱۳، ۱۲، ۵، ۳، ۲

نظام علیت: ۱۳، ۳

یحیی (ع): کی ولادت کا معجزہ ۶

آیت ۱۰

﴿قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا﴾

انہوں نے کہا کہ پروردگار اس ولادت کی کوئی علامت قرار دیدے ارشاد ہوا کہ تمہاری نشانی یہ ہے کہ تم تین دنوں تک برابر لوگوں سے کلام نہیں کرو گے (۱۰)

۱۔ حضرت زکریا (ع) نے خداوند عالم سے علامات اور نشانیاں اس لیے طلب کی ہیں تاکہ بچہ دار ہونے کے لیے وہ اور ان کی زوجہ اس وقت میں مناسب طور پر آمادہ ہو سکیں۔ قال رب اجعل لی ءایۃ

حضرت زکریا (ع) نے خداوند متعال سے جو نشانی طلب کی ہے اس میں تین احتمالات پائے جاتے ہیں (۱) یا تو خداوند عالم کی بشارت میں شک رکھتے تھے اور اس کو دور کرنا چاہتے تھے (۲) زوجہ کے ساتھ ہمبستری کے لیے آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہتے تھے (۳) خداوند عالم کا شکریہ بجالانا چاہتے تھے آیت میں احتمال سوم پر کسی قسم کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے اور بعض علما نے احتمال اول کو بھی رد کیا ہے کیوں کہ انبیاء کرام (ع) کسی قسم کا شک نہیں رکھتے لہذا انہوں نے دوسرے احتمال کو صحیح جاتا ہے۔ مندرجہ بالا معنی بھی اسی احتمال کی بناء پر ہے۔

۲۔ حضرت زکریا (ع) نے خداوند متعال سے علامات اور نشانیاں اس لیے طلب کی ہے تاکہ یقین حاصل کریں کہ حضرت

یحیی (ع) کی بشارت خداوند عالم کی جانب سے ہے۔ قال رب اجعل لی ءایۃ

حضرت زکریا (ع) کی جانب سے خداوند متعال سے علامت طلب کرنا ممکن ہے اس وجہ سے ہو کہ وہ اطمینان حاصل کرنا چاہتے تھے کہ جو کچھ انہوں نے دریافت کیا ہے وہ وحی الہی ہے نہ کہ شیطانی و سوسہ ہے اس جیسے امور میں انبیاء کرام (ع) کا شک کرنے کا امکان اس وجہ سے ہے کہ کیوں کے وہ صرف خداوند عالم کی ہے امداد سے شیطان سے محفوظ رہتے ہیں اور خداوند کریم بھی کبھی انہیں علامات و نشانیاں دکھا کر اور کبھی کسی دوسرے طریقہ سے مطمئن کرتا ہے۔

۳۔ خداوند عالم سے زیادہ اطمینان کی خاطر علامت یا نشانی طلب کرنا، شان رسالت کے ساتھ متصادم نہیں ہے۔
قال رب اجعل لي اية قال ء ايتك الاتكلم الناس

۳۔ حضرت زکریا (ع) نے دعا کرتے وقت ربوبیت الہی کو مد نظر رکھا ہے۔ قال رب

۵۔ حضرت زکریا (ع) کی جانب سے تین دن تک لوگوں کے ساتھ گفتگو نہ کرنا، خداوند عالم کی طرف سے اولاد کے پیدا ہونے کی بشارت کی علامت تھی۔ قال ء ايتك الا تكلم الناس ثلاث لیل سويا

کلمہ "سويا" یا تو "ثلاث لیل" کے لیے صفت ہے یا پھر "الا تکلم الناس" کے لیے حال ہے دونوں صورتوں میں اس سے مراد تین دن اور تین راتیں ہیں اور اس بات کی دلیل سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۳۰ بھی ہے۔ فعل "الا تکلم" فعل نفی ہے اور اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ حضرت زکریا (ع) کی شرعی ذمہ داری سکوت تھا۔ بلکہ یہ اس بات کی خبر دے رہا ہے کہ حضرت زکریا (ع) نے تین دن تک سکوت اختیار کیا ہے۔

۶۔ جس وقت حضرت زکریا (ع) لوگوں کے ساتھ گفتگو پر توانائی نہیں رکھتے تھے اس وقت وہ خداوند متعال کی عبادت و نیایش میں مشغول رہتے تھے۔ الا تکلم الناس ثلاث لیل سويا

کلمہ "الناس" یہ بتا رہا ہے کہ حضرت زکریا (ع) صرف لوگوں کے ساتھ گفتگو کرنے میں توانائی نہیں رکھتے تھے نہ کہ اصلاً گفتگو ہی نہیں کر سکتے تھے (یعنی عبادت و ذکر الہی کر سکتے تھے)

۷۔ حضرت زکریا (ع) کی طرف سے لوگوں کے ساتھ گفتگو کی توانائی نہ رکھنا خداوند عالم کی طرف سے معجزہ تھا نہ یہ کہ وہ کوئی زبانی یا جسمانی نقص رکھتے تھے۔ قال ء ايتك الا تكلم الناس ثلاث لیل سويا "سويا" اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اخلاق اور خلقت کے لحاظ سے حد اعتدال میں ہو یعنی نہ تو اس میں کسی چیز کی کمی ہو اور نہ ہی کسی چیز کی زیادتی ہو (مفردات راغب)

اس بنا کی بنیاد پر "سویا" "تکلم" فعل کے فاعل جو حضرت زکریا (ع) ہیں کے لیے حال ہے تو پھر آیت مبارکہ کا معنی کچھ یوں ہوگا کہ تو در حالانکہ صحیح و سالم ہے پھر بھی لوگوں کے ساتھ تین دن تک گفتگو کرنے پر قادر نہیں ہے۔

۸۔ اولاد کے لیے انعقاد نطفہ کرتے وقت باپ کے لیے ضروری ہے کہ وہ ترکیہ نفس بھی کیے ہوئے ہو اور روحانی و نفسانی

لحاظ سے بھی اعلیٰ منزل پر فائز ہو۔ قال رب اجعل لی ءایۃ قال ءایتک ألا تکلم الناس ثلاث لیل سویا

حضرت زکریا (ع) نے جو نشانیاں طلب کی ہیں اگر وہ انعقاد نطفہ کے زمانہ وقت کو مشخص کرنے کے لیے تھیں تو پھر ان نشانوں کی خاص اہمیت ہے اور آپ (ع) چاہتے تھے کہ خاص مسائل کو ملحوظ خاطر رکھیں اور آداب و احترام کا خیال رکھیں اور انعقاد نطفہ کے لیے نفسانی و روحانی لحاظ سے اعلیٰ مقام پر فائز ہوں۔

۹۔ حضرت زکریا (ع) نے خداوند متعال کے ساتھ گفتگو کی ہے۔ قال رب ... قال ءایتک

۱۰۔ گذشتہ ادیان میں سکوت کے روزہ کا موجود ہونا۔ قال ءایتک ألا تکلم الناس ثلاث لیل

"ألا تکلم الناس" فعل نفی ہے بعض مفسرین نے احتمال دیا ہے کہ تکلم کی نفی، جزا کے مقام انشاء پر ہے اور تکلم و گفتگو کو ترک کرنے خداوند متعال کی طرف سے حضرت زکریا (ع) کے لیے ایک اختیاری فعل اور شرعی ذمہ داری تھی جو روزہ رکھنا ہے سے کنایہ ہے۔ اور اس زمانہ میں روزہ کے صحیح ہونے کی ایک شرط سکوت تھا۔

۱۱۔ انبیاء کرام (ع) کے لیے بھی حقائق کو روشن کرنے کے لیے معجزہ سے کام لیا جانا۔ ءایتک ألا تکلم الناس ثلاث لیل

۱۲۔ لوگوں کے ساتھ گفتگو قطع کرنے سے فکری بالیدگی اور جنسی طاقت میں اضافہ ہوتا ہے۔ لا تکلم الناس ثلاث لیل حضرت زکریا (ع) نے جو نشانیاں طلب کی ہیں ان کا حضرت یحییٰ (ع) کے انعقاد نطفہ کے ساتھ تعلق ہے کیوں کہ حضرت زکریا (ع) کو بڑھاپے کی وجہ سے ایسے کام پر قادر نہ تھے اور تین دن تک سکوت اختیار کرنا ممکن ہے فکری بالیدگی اور جنسی طاقت کو بڑھانے کی خاطر ہو۔ تاکہ انعقاد نطفہ ہو سکے۔

۱۳۔ خداوند عالم کا ارادہ، طبعی اسباب و عوامل پر حاکم ہے۔ قال رب اجعل ... ءایتک لا تکلم الناس ثلاث لیل

۱۴۔ حضرت زکریا (ع) کی داستان میں ایک معجزہ کو دوسرے معجزہ کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔

ءایتک ألا تکلم الناس ثلاث لیل

حضرت زکریا (ع) کا تین دن تک سکوت خود معجزہ ہے جو حضرت یحییٰ (ع) کی ولادت کو ثابت کر رہا ہے وہ بھی معجزہ ہے۔

آیات خدا: کی درخواست ۱، ۲، ۳

اطمینان: کے اسباب ۳

اعداد: تین کا عدد

اللہ تعالیٰ: کے ارادہ کی حاکمیت ۱۳

انسان: کی خلقت کے مراحل ۸

باپ: کے تزکیہ کے آثار ۸

بشارت: حضرت یحییٰ (ع) کی ولادت کی ۲

حقائق: کو بیان کرنے کے اسباب ۱۱

دعا: کے آداب ۳

ذکر: ربوبیت خدا کا ۳

روزہ: آسمانی ادیان میں سکوت کا ۱۰

ذکریا (ع): کے قصہ کا معجزہ ہونا ۱۳؛ کی زوجہ کا حاملہ ہونا ۱؛ کو بشارت ۵؛ کے تقاضے ۱، ۲؛ کی دعا ۳؛ کا تکلم پر قادر

ہونے میں حیرانگی ۴؛ کی عبادات ۶؛ کا گفتگو کرنے سے عاجز ہونا ۵، ۶؛ کا قصہ ۵، ۶؛ کی خداوند متعال کے ساتھ گفتگو

۹؛ کے قصہ کی خصوصیات ۱۳

عزالت: کے آثار ۱۲

عوامل طبعی: کا کردار ۱۳

غریزہ جنسی: کے قوی کرنے کی راہ ہموار کرنا ۱۲

فکر: کو تمرکز کے اسباب ۱۲

معجزہ: کا کردار ۱۱، ۱۳

نبوت: مقام۔ اور خداوند عالم کی نشانیاں ۳

نطفہ:۔ کے انعقاد کی اہمیت ۸

یحییٰ (ع):۔ کی ولادت میں آیات الہی ۵

آیت ۱۱

﴿فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا﴾

اس کے بعد زکریا محراب عبادت سے قوم کی طرف نکلے اور انھیں اشارہ کیا کہ صبح و شام اپنے پروردگار کی تسبیح کرتے ہو (۱۱)

۱۔ حضرت زکریا (ع)، اپنے فرزند یحییٰ کی ولادت کے حوالے سے دیئے گئے وعدہ کے پورے ہونے کے وقت عبادت گاہ میں تھے۔ فخر ج علی قومہ من المحراب

بنی اسرائیل کی محرابیں وہی ان کی مسجدیں تھیں جن میں وہ نماز کیلئے جمع ہوا کرتے تھے (کتاب العین)
۲۔ حضرت زکریا نے جب لوگوں کے ساتھ گفتگو میں عاجزی کا احساس کیا تو عبادت گاہ سے نکل کر لوگوں کے پاس آگئے۔ فخر ج علی قومہ من المحراب

۳۔ حضرت زکریا، تین روزہ سکوت کی مدت میں صبح و شام کی عبادت کا وقت داخل ہونے کا لوگوں کو اشارہ سے اعلان کرتے تھے۔ فخر ج علی قومہ من المحراب فاوحیٰ الیہم ان سبّحوا بکرة وعشیا

احتمال ہے کہ لفظ بکرہ (اور عتیّا) فعل "خرج" اور "اوحی" کیلئے ظرف ہے اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا چونکہ حضرت زکریا عبادت کے وقت ہونے کے اعلان کی ذمہ داری اپنے دوش پر لیئے ہوئے تھے تو ان تین دنوں میں جبکہ وہ لوگوں سے بات نہیں کر سکتے تھے۔ صبح اور عصر میں "سبّحوا" کے فرمان کو اشارہ کے ذریعے انہیں سمجھاتے تھے۔

۴۔ حضرت زکریا کے زمانہ میں لوگوں نے عبادت کیلئے ایک معین جگہ قرار دی تھی۔ فخر ج علی قومہ من المحراب

۵۔ خاص جگہ کا عبادت کیلئے انتخاب، ایک پسندیدہ بات ہے کہ جسکے آثار گزشتہ ادیان میں بھی موجود ہیں۔

فخر ج علی قومہ من المحراب

۶۔ حضرت زکریا، کے ہم مذہب لوگوں کے معبد کا نام "محراب" تھا۔ فخر ج علی قومہ من المحراب

۷۔ عبادت اور اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز، شیطان اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں دوسری رکاوٹوں سے نبرد آزما ہونے کا میدان ہے۔

المحراب (محراب) کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ انسان وہاں شیطان سے جنگ کرتا ہے اسی طرح اپنے اندر حضور قلب پیدا کرنے کیلئے اپنے نفس سے لڑتا ہے (مصباح)

۸۔ حضرت زکریا (ع) نے عبادت گاہ سے نکلنے کے بعد اپنی قوم کو یحییٰ (ع) کی ولادت کی خوشخبری کے متحقق ہونے کے وقت کو سمجھایا۔ اُن سَبَّحُوا ظَہِرَہِہ ہے کہ جو کچھ حضرت زکریا (ع) اپنی قوم سے چاہا تھا وہ ہونے والے واقعات سے مربوط ہے یعنی حضرت زکریا نے مسئلہ کو انہیں سمجھا دیا اور اسے موقع پر اللہ کی تسبیح اور تنزیہ کی یاد دلائی۔

۹۔ حضرت زکریا (ع)، سکوت کے روزوں کے شروع ہونے کے بعد اپنی قوم کو عبادت کے متعلقہ احکام، اشارہ اور رمز کے ذریعے واضح کرتے تھے۔ فَأُوحِیَ إِلَیْہِمُ اَنْ سَبَّحُوا (اوحی) کا فاعل زکریا اور (إِلَیْہِم) کی ضمیر، قوم کی طرف لوٹ رہی ہے ہر وہ چیز جو سیکھنے کے قصد کے ساتھ کسی بھی صورت میں دوسرے کیلئے القاء ہو، اسے وحی کہتے ہیں (مصباح) اور اس آیت میں مراد اشارہ ہے۔ سورہ آل عمران کی (اکتا سویں) آیت اسی معنی پر شاہد ہے۔

۱۰۔ حضرت زکریا کی قوم، عبادت کیلئے انکی کی طرف سے پیش کیے جانے والے احکام پر عمل پیرا ہوتی تھی۔
فَأُوحِیَ إِلَیْہِمُ اَنْ سَبَّحُوا

۱۱۔ حضرت زکریا (ع)، کی قوم ان سے عبادت کے متعلقہ احکام دریافت کرنے کے لئے عبادت گاہ کے باہر ان کے انتظار میں رہتی تھی۔ خَرَجَ عَلٰی قَوْمِہِ اَنْ سَبَّحُوا

(خرج علیہ) اور (دخل علیہ) اس وقت کہا جاتا ہے کہ جب کوئی شخص داخل ہوتے یا نکلتے وقت کسی اور کا سامنا کرتا ہے حضرت زکریا سے تسبیح کرنے کا فرمان صادر ہونا بتاتا ہے کہ انکی قوم، عبادت گاہ کے باہر ان کے احکام سننے کیلئے اکٹھا ہوتی تھی۔

۱۲۔ حضرت زکریا نے اشارہ کے ساتھ اپنی قوم سے چاہا کہ وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کیا کریں۔ فَأُوحِیَ إِلَیْہِمُ اَنْ سَبَّحُوا بِکَرۃٍ وَعَشِیۡ (بکرۃ) صبح کی نماز اور سورج طلوع ہونے کے درمیان کے فاصلہ کو کہا جاتا ہے (لسان العرب) "عشیا" سے مراد یا تو ظہر سے غروب تک کا وقت ہے یا دن کا آخری حصہ ہے اور بعض اہل لغت سے دوسرے معانی بھی نقل ہوئے ہیں (لسان العرب)

۱۳۔ حضرت زکریا (ع) کی قوم تسبیح و عبادت کرنے والے اور الہی لوگ تھے۔ فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِہِ اَنْ سَبَّحُوا

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کے وجود پر عقیدہ اور اسکی عبادت و تسبیح

بشر کی قدیم تاریخ میں گزشتہ زمانے میں بھی تھی۔ قومہ أن سبحوا بكرة و عشيا

۱۵۔ صبح اور آخر روز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کیلئے مناسب وقت ہیں۔ ان سجوا بكرة و عشيا

۱۶۔ اللہ تعالیٰ بوڑھے والد اور بانجھ والدہ کو فرزند عطا کرنے کے حوالے سے ہر قسم کی ناتوانی سے پاک و منزہ ہے۔

أن سبحوا

۱۷۔ حضرت زکریا (ع) کا بڑھاپے میں بچے والا ہونا بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نقص و عجز سے منزہ ہے۔

أن سبحوا

اسما و صفات: صفات جلال ۱۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور عجز ۷؛ اللہ تعالیٰ اور نقص ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کی پرش کی تاریخ ۱۳؛ ۱۳؛ اللہ تعالیٰ

کے منزہ ہونے کی علامات ۱۷

بانجھ: بانجھ کا بچے والا ہونا ۱۶

بڑھاپا: بڑھاپے میں بچے والا ہونا ۱۶

تربیت: حضرت یحییٰ کی ولادت کی بشارت ۸

تسبیح: اللہ تعالیٰ کی تسبیح ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کا وقت ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کے آداب ۱۵؛ صبح میں تسبیح ۱۲؛ ۱۵؛ عصر میں

تسبیح ۱۲؛ ۱۵

زکریا: زکریا حضرت یحییٰ کی ولادت کے وقت ۱، ۲؛ ۸؛ زکریا کا اشارہ ۹، ۳؛ زکریا کا خاموشی کا روزہ ۲، ۳، ۹؛ زکریا کا قصہ

۹، ۸، ۲، ۱، ۱۱، ۱۲؛ زکریا کا کلام کرنے سے عجز ۲؛ زکریا کا محراب ۶؛ زکریا کی تعلیمات ۱۱؛ زکریا کی تعلیمات ۱۰؛ ۱۲؛ زکریا کی

عبادت گاہ ۱، ۱۱؛ زکریا کی عبادت گاہ کا نام ۶؛ زکریا کے بچے والے ہونے کے آثار ۱۷

زکریا کی قوم: زکریا کی قوم کی تسبیحات ۱۲؛ زکریا کی قوم کی خدا پرستی ۱۳؛ زکریا کی قوم کی عبادات ۱۱، ۱۳؛ زکریا کی قوم کی

عبادت گاہ ۳، ۶؛ زکریا کی قوم کی عبادت کی کیفیت ۱۰/شیطان: شیطان سے جنگ کرنے کا مقام ۷

عبادت: اللہ تعالیٰ کی عبادت ۱۳؛ صبح میں عبادت ۳؛ عبادت کے وقت کا اعلان ۳؛ عصر میں عبادت ۳

عبادت گاہ: آسمانی ادیان میں عبادت ۵؛ عبادت کا کردار ۷؛ عبادت گاہ کی اہمیت ۵؛ عبادت گاہ کی تاریخ ۵

عقیدہ: اللہ تعالیٰ پر عقیدہ ۱۳؛ عقیدہ کی تاریخ ۱۳؛ ۱۳

آیت ۱۲

﴿يَا يَحْيَىٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا﴾

یحییٰ کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لو اور ہم نے انھیں بچپن ہی میں نبوت عطا کر دی (۱۲)

۱۔ حضرت زکریا (ع) کیلئے خداوند عالم کی بشارت اور وعدہ جناب یحییٰ کی معجزہ نما ولادت کے ذریعہ وقوع پذیر ہوا۔

نَبَشْرُكَ بَغْلَامِ اسْمِهِ يَحْيَىٰ يَا يَحْيَىٰ خُذِ الْكِتَابَ

۲۔ حضرت یحییٰ وحی دریافت کرنے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک ممتاز شخصیت کے مالک تھے۔ یا یحییٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ

یہ کہ (یا یحییٰ) کی پکار کس جانب سے تھی دو احتمال ہیں ۱۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے فرشتہ وحی کے وسیلہ سے تھی ۲۔ حضرت زکریا کی اپنے بیٹے یحییٰ کو نصیحت۔ آیت کا ظاہر پہلے احتمال کی تائید کر رہا ہے لہذا مندرجہ بالا مطلب اسی بناء پر ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کو آسمانی کتاب (تورات) کی ہر طرح سے مکمل سمجھ بوجھ رکھنے اور اس پر حتمی طور پر عمل کا

فرمان دیا تھا۔ یا یحییٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ

(الکتاب) پر (الف و لام) عہد کا ہے ذور یہاں پر ممکن ہے کہ مراد وہی تورات ہو اسیلے کہ یحییٰ پر کوئی اور کتاب نازل ہوئی یہ معلوم نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان (خذ) سمجھ بوجھ اور مکمل تدبیر سے کنایہ ہے اور لفظ (بقوة) "خذ" کے فاعل کیلئے حال ہے اس سے مراد مقام تحصیل علم اور مقام عمل میں ہر توانائی سے کام لینا ہے۔

۴۔ معارف اور الہی شریعت کی حفاظت اور اس کے احکام کا اجرائی، سختی اور طاقت کی کا محتاج ہے۔

خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ

۵۔ معاشرہ کی ہدایت اور شرعی احکام کے اجراء کیلئے الہی رہبروں کی سختی اور قاطعیت کا ضروری ہونا۔

يَا يَحْيَىٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ

۶۔ علماء اور دینی رہبروں کی آسمانی کتابوں میں عمیق فکر کرنا اور اسکے مطابق اپنے کردار کو محکم کرنے کی ضرورت

ہے۔ یا یحییٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ

۷۔ حضرت یحییٰ کے زمانہ میں تورات ایسی کتاب تھی جسمیں تحریف نہیں ہوئی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید شدہ

تھی۔ یا یحییٰ خُذِ الْكِتَابَ

چونکہ امکان ہے کہ یہاں (الکتاب) سے مراد تورات ہو تو اس صورت میں اسکے حصول کیلئے الہی فرمان اس کے مطالب پر صحت کی مہر لگانے کے مترادف ہے

۸۔ درست فکر اور حق کی شناخت کی قدرت، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یحییٰ کو بچپن میں حاصل ہوئی تھی۔

وَأَتَيْنَاهُ الْحَكَمَ صَبِيًا

(حکم) کے لینے مختلف معانی ذکر ہوئے ہیں بس ایک اسکا معنی (علم و فہم) ہے (لسان العرب) مندرجہ بالا مطلب اسی معنی کی بنیاد پر ہے

۹۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ (ع) کو بچپن میں الہی احکام کو اجراء کرنے کی قدرت عطا کی تھی۔ وَأَتَيْنَاهُ الْحَكَمَ صَبِيًا مندرجہ بالا مطلب میں (حکم) سے مراد حاکمیت اور قضاوت کا منصب ہے (قاموس) میں آیا ہے کہ حاکم وہ ہے جو حکم جاری کرے۔

۱۰۔ حضرت یحییٰ (ع) بچپن میں منصب قضاوت پر فائز تھے۔ وَأَتَيْنَاهُ الْحَكَمَ صَبِيًا

(حکم) اپنے مختلف معانی میں سے ایک معنی کے مطابق مصدر اور قضاوت کرنے کے معنی میں ہے (لسان العرب)

۱۱۔ حضرت یحییٰ بچپن میں فوق العادہ استعداد کے حامل تھے۔ وَأَتَيْنَاهُ الْحَكَمَ صَبِيًا

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو حکمت اور معنوی و معاشرتی مقام کی عطا، عمر کے کسی خاص حصے سے مشروط نہیں ہے۔ وَأَتَيْنَاهُ الْحَكَمَ صَبِيًا

۱۳۔ آسمانی کتابوں میں غور و فکر، حکمت و علم کے حصول کیلئے ایک ضروری شرط ہے۔ یا یحییٰ خذ الكتاب بقوة وَأَتَيْنَاهُ الْحَكَمَ صَبِيًا جملہ "أَتَيْنَاهُ" جملہ "خذ الكتاب بقوة" کے ساتھ مرتبط ہے بعید معلوم نہیں ہوتا کہ جملہ "خذ الكتاب" کا جملہ (اتیناہ) (الحکم) کے لیے پیش خیمہ ہو

۱۴۔ علی بن اسباط قال : رايت أبا جعفر (ع) فقال يا عَلِيُّ إِنَّ اللَّهَ إِحْتَجَّ فِي الْأَمَةِ بِمَثَلِ مَا إِحْتَجَّ بِهِ فِي النَّبَوَةِ فقال : وَأَتَيْنَاهُ الْحَكَمَ صَبِيًا... "فقد يجوز أن يؤتى الحكمة و هو صبي" (۱) علی بن اسباط کہتے ہیں: میں نے امام جواد علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے

(۱) کافی ج ۱ ص ۳۸۴ ح ۷، نور الثقلین ج ۲ ص ۳۲۵ ح ۳۲۔

...مجھے فرمایا: اے علی ابے شک اللہ تعالیٰ نے امامت کے مقام پر ایسے ہی استدلال کیا ہے جیسے نبوت کے مسئلہ میں استدلال فرمایا ہے: "وَأَتَيْنَاهُ الْحَكَمَ صَبِيًّا..." لہذا یہ ممکن ہے کہ حکمت ایک بچے کو بھی دی جائے۔

۱۵۔ عن النبی (ص) فی قوله "وَأَتَيْنَاهُ الْحَكَمَ صَبِيًّا" قال : اعطى الفهم والعبادة وهو ابن سبع سنين^(۱) پیغمبر اکرم (ص) سے اللہ تعالیٰ کی اس کلام "وَأَتَيْنَاهُ الْحَكَمَ صَبِيًّا" کے بارے میں روایت ہوئی کہ آپ نے فرمایا انہیں سات سال کی عمر میں فہم و عبادت عطا کی گئی۔

۱۶۔ قال رسول الله (ص) قال الله تعالى : "وَأَتَيْنَاهُ الْحَكَمَ صَبِيًّا" یعنی الزهد فی الدنيا^(۲) رسول اکرم (ص) سے روایت ہوئی کہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "وَأَتَيْنَاهُ الْحَكَمَ صَبِيًّا" یعنی دنیا میں انہیں زہد دیا۔

آسمانی کتب: آسمانی کتب کا کردار ۶; آسمانی کتب میں تدبر کے آثار ۱۳; آسمانی کتب میں فکر کی اہمیت ۶
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی بشارت کا محقق ہونا ۱; اللہ تعالیٰ کی عطا ۸; ۹; اللہ تعالیٰ کے اوامر ۳

امامت: بچپن میں امامت ۱۳

توریت: توریت کی تاریخ ۷; توریت کی تعلیمات پر عمل ۳; توریت کی فہم ۳; توریت میں تحریف ۷; یحییٰ کے زمانے میں تورات ۷

حکمت: بچپن میں حکمت ۱۳; حکمت کے عطاء ہونے کی شرائط ۱۲; ۱۳

دین: دین پر عمل ۳; دین کی حفاظت ۳

دینی رہبر: دینی رہبروں کا ہدایت دینا ۵; دینی رہبروں کی قاطعیت ۵; دینی رہبروں کے عمل کا معیار ۶

روایت: ۱۳; ۱۵; ۱۶

زکریا: زکریا کو بشارت ۱/ علم: علم کی شرائط ۳

علماء: علماء کے عمل کا معیار ۶/ قدرت: قدرت کے آثار ۳

قضاوت:

(۱) الدر المنثور ج ۵ ص ۴۸۴۔

(۲) مکارم الاخلاق ص ۴۴۷، بحار الانوار ج ۷۴ ص ۹۴ ح ۱۔

بچپن میں قضاوت ۱۰

معنوی مقامات: معنوی مقامات کی شرائط ۱۲

نبوت: بچپن میں نبوت ۱۳

یحییٰ: یحییٰ اور احکام کا اجراء ۹؛ یحییٰ کا بچپن ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۵، ۱۶؛ یحییٰ کا زہد ۱۶؛ یحییٰ کے علم کا سرچشمہ ۸؛ یحییٰ کو وحی ۲؛ یحییٰ کی استعداد ۱۱؛ یحییٰ کی خصوصیات ۱۱؛ یحییٰ کی شرعی ذمہ داری ۳؛ یحییٰ کی عبادات ۱۵؛ یحییٰ کی فہم ۱۵؛ یحییٰ کی فہم کا سرچشمہ ۸؛ یحییٰ کی قاطعیت ۳؛ یحییٰ کی قدرت ۹؛ یحییٰ کی قضاوت ۱۰؛ یحییٰ کی نبوت ۲؛ یحییٰ کی ولادت کا معجزہ ۱؛ یحییٰ کے فضائل ۸؛ یحییٰ کے مقامات ۲، ۱۵، ۱۰، ۹

آیت ۱۳

﴿وَحَنَانًا مِّن لَّدُنَّا وَزَكَاةً وَكَانَ تَقِيًّا﴾

اور اپنی طرف سے مہربانی اور پاکیزگی بھی عطا کردی اور وہ خوف خدا رکھنے والے تھے (۱۳)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے یحییٰ کو رحمت و محبت کی نعمت سے نوازا۔ اَ تیناہ و حناناً من لدنا (حنان) مصدر ہے اور اسکا مطلب شفقت اور مہربانی ہے (مصباح) اسکی تنوین تفعیم کیلئے ہے یہ کلمہ گذشتہ آیت میں (الحکم) پر عطف ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ، محبت و شفقت کا منبع ہے اور اسے بعض منتخب بندوں کو عطا کرنے والا ہے۔ وحناناً من لدنا (من لدنا) یہ بیان کر رہا ہے کہ یحییٰ کو عطا ہونے والی عطوفت ذات اقدس کی رحمت و عطوفت کے چشمہ سے ہوئی تھی۔

۳۔ انسان کا دردمند و شفقت کے احساسات سے مالا مال ہونا اسکی عظمت کا موجب ہے۔ وحناناً من لدنا

۳۔ حضرت یحییٰ (ع) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب اور اسکی محبوب بندوں میں سے تھے۔ وحناناً من لدنا

حضرت یحییٰ (ع) کو محبت کے عطا ہونے میں چار قسم کے تصور ہیں کہ (حناناً من لدنا) کی صفت ان تمام کے ساتھ سازگاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ یا لوگوں کی یحییٰ سے محبت اور حضرت یحییٰ (ع) کی اللہ تعالیٰ یا لوگوں سے محبت۔ مندرجہ بالا مطلب میں اللہ تعالیٰ کی ان سے محبت کا ذکر ہے۔

۵۔ حضرت یحییٰ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے زیر سایہ لوگوں کی اپنی نسبت گہری محبت کے حامل تھے۔
وحناناً من لدنا

اس مطلب میں (حنانا) سے مراد، لوگوں کی یحییٰ (ع) کی نسبت محبت ہے۔
۶۔ دوسرے کی نسبت گہری محبت اور شفقت ایک ضروری اور پسندیدہ ترین الہی رہبروں کی صفت ہے۔
و حناناً من لدنا

یہ کہ (أتیناہ الحکم) کے بعد سب سے پہلی صفت (حنانا) آئی ہے مندرجہ بالا مطلب اس سے لیا گیا ہے۔
۷۔ حضرت یحییٰ (ع) اللہ تعالیٰ کی عنایات کے زیر سایہ اسکے عاشق اور اسکے اشتیاق سے سرشار تھے۔ حناناً من لدنا
اس مطلب میں (حنانا) کی صفت اس محبت کو بیان کر رہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے یحییٰ کو اپنی نسبت عطا کی ہے۔
۸۔ حضرت یحییٰ (ع)، اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات کے زیر سایہ خصوصی صلاحیت، رشد اور کمال کے حامل تھے۔
ثابتنہ و زکوۃ

لفظ "زکاۃ" "صلاحیت" "پاکیزگی" "رشد کرنا" مبارک اور تمجید و تعریف کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ (لسان العرب)
ہر مقام پر اسکا مناسب معنی مراد لیا جائے گا۔

۹۔ حضرت یحییٰ (ع)، ہمیشہ سے باتقویٰ تھے۔ وکان تقی (تقیاً) مادہ (وقی) سے صفت مشبہ ہے۔ یہ راسخ اور ثابت ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اور لفظ (کان) بھی بہت سے مقامات پر اپنے اسم کی حالت کے ثابت ہونے پر دلالت کرتا ہے لہذا (وکان تقیاً) یعنی یحییٰ ہمیشہ پرہیزگار تھے۔

۱۰۔ حضرت یحییٰ (ع) کا تقویٰ اور پرہیزگاری انکی حکمت، الہی محبت اور معنوی کمال سے بہرہ مند ہونے کا پیش خیمہ تھی۔
وحناناً من لدنا و زکوۃ وکان تقیاً یہ کہ (وکان تقیاً) کا سیاق آیت (واتیناہ الحکم) کی پہلی تعبیر سے مختلف ہے کہ یہاں تقویٰ کو خود یحییٰ کی طرف نسبت دی گئی ہے حنان اور زکات کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت دی گئی ہے یہ چیز واضح کر رہی ہے کہ یحییٰ کا تقویٰ بعنوان عمل نفسی انکے الہی عطیات کے حامل ہونے کا پیش خیمہ تھا۔

۱۱۔ حضرت یحییٰ (ع) (اپنی الہی کتاب پر عمل اور الہی احکام کے اجراء کی ذمہ داری میں معمولی سہی کوتاہی برداشت نہیں کرتے تھے۔ وکان تقیاً گذشتہ آیت کے قرینہ کی بنا پر (تقیاً) کا متعلق وہ ذمہ داریاں ہیں جو یحییٰ پر عائد تھیں اور انہوں نے اپنی ذمہ داری کو اس طرح ادا کیا کہ اپنے لیے اسے الہی عذاب سے حفاظت اور بچاؤ کا ذریعہ قرار دیا۔

۱۲۔ الہی تقویٰ کی رعایت، انسان کے رشد و کمال کا پیش خیمہ ہے۔ زکوٰۃ و کان تقی

۱۳۔ عن أبي عبد الله (ع) في قوله تعالى : (وحناناً من لدنا) قال : إنّه كان يحيى إذا دعا قال في دعائه : "يا رب يا الله " ناداه الله من السماء ليبيك يا يحيى سل حاجتك^(۱) امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے کلام (حناناً من لدنا) کے بارے میں روایت نقل ہوئی ہے کہ بے شک یحییٰ (ع) جب دعا کیا کرتے تو اپنی دعائیں کہتے تھے۔ اے پروردگار اے خدا تو خداوند عالم آسمان سے انہیں ندا دیتا تھا لہٰذا اے یحییٰ اپنی حاجت طلب کرو۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے اراد کے آثار ۵؛ اللہ تعالیٰ کے عطیات ۱؛ ۲؛ ۸

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے: اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی مہربانی ۲

اللہ تعالیٰ کا لطف: اللہ تعالیٰ کے لطف کے شامل حال افراد ۷

اللہ تعالیٰ کے محب: اللہ تعالیٰ کے محبوب ۳

اہمیت: اہمیتوں کا معیار ۳

تقویٰ: تقویٰ کے آثار ۱۳

دینی رہبر: دینی رہبروں کی مہربانی ۶؛ دینی رہبروں کے صفات --- ۶

روایت: ۱۳

کمال: کمال کا پیش خیمہ ۱۲

مہربانی: مہربانی کی عظمت ۳؛ مہربانی کا سرچشمہ ۲

یحییٰ: یحییٰ سے محبت کا سرچشمہ ۵؛ یحییٰ کا اپنی ذمہ داری پر عمل ۱۱؛ یحییٰ کا تقرب ۲؛ یحییٰ کا کمال ۸؛ یحییٰ کی حکمت کا پیش

خیمہ ۱۰؛ یحییٰ کی دعا ۱۳؛ یحییٰ کی محبت ۷؛ یحییٰ کی محبوبیت ۳؛ یحییٰ کی محبوبیت کا پیش خیمہ ۱۰؛ یحییٰ کی مہربانی ۱؛ یحییٰ کے

احساسات ۱؛ یحییٰ کے تقویٰ کے آثار ۱۰؛ یحییٰ کے تقویٰ میں دوام ۹؛ یحییٰ کے فضائل ۵؛ ۸؛ ۹

(۱) محاسن برقی ج ۱ ص ۳۵ ح ۳۰ نور الثقلین ج ۳ ص ۳۲۶ ح ۳۶۔

آیت ۱۳

﴿وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا﴾

اور اپنے ماں باپ کے حق میں نیک برتاؤ کرنے والے تھے اور سرکش اور نافرمان نہیں تھے (۱۳)

۱۔ حضرت یحییٰ (ع)، اپنے ماں باپ کی نسبت بہت زیادہ نیکی کرنے والے تھے۔ وبرا بوالدیہ

لفظ (برا) گذشتہ آیت میں (تقیاً) پر عطف ہے اور کلمہ (بار) کا معنی دیتا ہے البتہ چونکہ (بر) میں مبالغہ ہے لہذا (برا) والدین سے مراد انکی نسبت بہت زیادہ نیکی اور احسان کرنا ہے۔ (مفردات راغب)

۲۔ ماں باپ کے ساتھ نیکی اور احسان، اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی عظمت کا حامل ہے۔ وبرا بوالدیہ

۳۔ والدین کے ساتھ احسان کرنا، تقویٰ کا واضح نمونہ اور اس کا لازمہ ہے۔ وکان تقیاً۔ وبرا بوالدیہ

۳۔ والدین کے ساتھ نیکی کرنا، انسان کے رشد اور معنوی کمال کیلئے پیش خیمہ ہے۔ وزکوۃ وبرا بوالدیہ

جس طرح جملہ (وکان تقیاً) جملہ (حناناً من لدنا) کیلئے علت تھا جملہ ("برا بوالدیہ" بھی کان) پر عطف ہے اور یہی مقام رکھتا ہے۔

۵۔ حضرت یحییٰ (ع) لوگوں کے ساتھ اکڑنے، بڑائی کا اظہار کرنے، بلا وجہ رعب جمانے اور لوگوں کی حاجات سے منہ پھیرنے جیسی خصلتوں سے پاک تھے۔ ولم یکن جباراً عصیا

"جبار" مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے معنی اکڑنے کے ہے کہ جس میں انسان دوسرے کے حق کا لحاظ نہیں کرتا (لسان العرب) اور اسی طرح ماحول پر مسلط ہونے اور جھوٹی بڑائی کا دعویٰ کرنے والے کے معنی میں بھی آیا ہے۔ (مفردات راغب) (عصی) بھی صیغہ مبالغہ ہے تو لوگوں سے مربوط "برا" اور "جباراً" کے قرینہ کی بناء پر عصی سے مراد لوگوں کی حاجات کو پورا نہ کرنے والا اور انکے مقابل میں انکساری سے کام نہ لینے والا ہے، کلام منفی میں صیغہ مبالغہ کا استعمال گویا نفی میں مبالغہ کا معنی دے رہا ہے۔

۶۔ حضرت یحییٰ، اپنے والدین سے نیکی کرنے کے علاوہ کبھی انکے ساتھ زبردستی سے کام نہیں لیتے تھے اور نہ ہی انکے فرمان کے خلاف سراٹھاتے تھے۔ وبرا بوالدیہ ولم یکن جباراً عصیا

چونکہ گذشتہ جملات، حضرت یحییٰ (ع) کے بارے میں محبت اور شفقت کو بیان کر رہے تھے اور انکے واضح صفات میں

سے انکی والدین کے ساتھ نیکی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لہذا احتمال ہے کہ یہاں جباریت اور عصیان کی نفی کا تعلق بھی انکے والدین کے ساتھ مربوط ہو لہذا کہا جاسکتا ہے کہ حضرت یحییٰ اپنے والدین کے سامنے نہایت خاضع اور ان کے فرمان کے مطیع تھے۔

۷۔ حضرت یحییٰ، اللہ تعالیٰ کے سامنے گناہ سے پاک تھے۔

یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جملہ "و لم یکن ... عصیا" مطلق سرکشی اور گناہ (لوگوں کی حاجات کو رد کرنا یا اللہ کے حضور معصیت ہو) کی نفی پر دلالت کر رہا ہے۔

۸۔ حضرت یحییٰ اللہ تعالیٰ، والدین اور معاشرہ کے مقابلے میں ایک وظیفہ شناس اور ذمہ دار انسان تھے۔

و کان تقیاً و براً بوالدیہ و لم یکن جباراً عصیا

"تقیاً" حضرت یحییٰ کا خدا سے رابطہ کی نشانی، "براً بوالدیہ" والدین کے ساتھ اور لم یکن جباراً لوگوں اور معاشرہ کے ساتھ رابطہ کی نشانی ہے۔

۹۔ تکبر، تسلط کی خواہش اور سرکشی جیسی صفات، انسان کے رشد اور کمال کیلئے رکاوٹیں ہیں۔

و ء اتینہ ... زکوٰۃ و کان ... و لم یکن جباراً عصیا

جملہ "لم یکن ..." گذشتہ آیت میں جملہ کان پر عطف ہے اور جملہ "أتیناہ الحکم ... و زکاۃ" کیلئے ایک اور علت بیان کر رہا ہے۔

۱۰۔ غرور اور سلطہ طلبی عصیان اور گناہ کا پیش خیمہ ہے۔ و لم یکن جباراً عصیا

۱۱۔ حضرت یحییٰ (ع)، حضرت زکریا (ع) کی آرزو کے مطابق فرزند تھے کہ جنکا اخلاق و کردار انکی رضایت کے عین

مطابق تھا۔ و کان تقیاً و براً بوالدیہ و لم یکن جباراً عصیا

حضرت زکریا (ع) کی دعا (واجعلہ ربّ رضیاً) کے بعد حضرت یحییٰ (ع) کے اوصاف کا بیان ہونا حضرت یحییٰ کے اوصاف کی حضرت زکریا کے دعا سے مطابقت واضح کر رہا ہے۔

بڑائی کا اظہار: بڑائی کے اظہار کے اسباب ۹/ تقویٰ: تقویٰ کی علامات ۳

تکبر: تکبر کے آثار ۱۰/ زکریا (ع): زکریا (ع) کی تمنائیں ۱۱; زکریا کے بیٹے ۱۱

سلطہ طلبی: سلطہ طلبی کے آثار ۹؛ ۱۰

عصیان: عصیان کا پیش خیمہ ۱۰؛ عصیان کے آثار ۹
عظمتیں: ۲

کمال: کمال کا باعث ۳؛ کمال کیلئے رکاوٹیں ۹
گناہ: گناہ کا باعث ۱۰

والدین: والدین سے نیکی ۱، ۳، ۶؛ والدین سے نیکی کی اہمیت ۲؛ والدین سے نیکی کے آثار ۳
یحییٰ: یحییٰ کے فضائل ۱۱، ۸، ۶، ۵؛ یحییٰ اور سلطہ طلبی ۵؛ یحییٰ اور گناہ ۷؛ یحییٰ اور والدین کے ساتھ زبردستی ۶؛ یحییٰ سے رضایت ۱۱؛ یحییٰ کا اپنی شرعی ذمہ داری پر عمل ۸؛ یحییٰ کا ذمہ داری لینا ۸؛ یحییٰ کی پاکیزگی ۷، ۵؛ یحییٰ کی عصمت ۷؛ یحییٰ کی نیکی ۷، ۱؛ یحییٰ کے اخلاق ۱۱؛ یحییٰ کے مقامات ۷

آیت ۱۵

﴿وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا﴾

ان پر ہمارا سلام جس دن پیدا ہوئے اور جس دن انھیں موت آئی اور جس دن وہ دوبارہ زندہ اٹھائے جائیں گے (۱۵)
۱۔ حضرت یحییٰ (ع) اپنی ولادت، وفات اور حشر پر اللہ تعالیٰ کے خصوصی سلام میں شامل ہیں۔
وسلم علیہ بوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا

۲۔ حضرت یحییٰ (ع) اپنی ولادت کے موقع پر ہر قسم کے گزند اور نقص سے امان میں تھے اور رشد و کمال کیلئے تمام ضروری اسباب و شرائط ان میں مہیا تھیں۔ وسلم علیہ یوم ولد

سلام کے چند معانی ہیں ایک معنی ہر قسم کے گزند اور آفت سے سلامتی ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام، تکوینی حیثیت کا ہے اور حوادث کے حوالے سے ایک خبر ہے پس (سلام علیہ) یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت یحییٰ (ع) ہر قسم کے جسمی ضرر اور عقیدہ کے حوالے سے انحراف سے ضمانت شدہ ہیں۔

۳۔ حضرت یحییٰ (ع)، اپنی موت اور روز قیامت ہر قسم کے رنج اور عذاب سے محفوظ ہیں۔
وسلم علیہ یوم یموت و یوم یبعث حیا

(ولد) فعل ماضی ہے اور "یموت" فعل مضارع ہے تو سیاق میں یہ تبدیلی بتاتی ہے کہ آیت کا مطلب حضرت یحییٰ کی

زندگی کا زمانہ منعکس کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں انکی ولادت کی عافیت کی خبر دی اور انکی موت اور روز قیامت کے حشر کی بھی ضمانت اور خوشخبری دی ہے۔

۳۔ حضرت یحییٰ (ع)، اللہ تعالیٰ کے حضور خصوصی کرامت و عظمت کے حامل تھے۔ وسلم علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا

۵۔ انسان کے لیے ولادت کا زمانہ، موت کے لمحات، اور روز قیامتین حساس اور تقدیر ساز مرحلے ہیں۔ وسلم علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا

۶۔ انسان، موت کے لمحات میں بھی (ولادت اور قیامت کے زمانوں کی مانند) اللہ تعالیٰ کی جانب سے خصوصی سلامتی اور امان کا محتاج ہے۔ وسلم علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا

(سلام) کا نکرہ ہونا ان کے ممتاز ہونے کو بیان کر رہا ہے، موت کے وقت سلامتی سے مراد وحشت اضطراب اور ناامیدی جیسے رنج دینے والے اسباب کا سامنا کرنے کی صورت میں امان میں ہونا ہے۔

۷۔ تقویٰ، والدین کے ساتھ احسان، تسلط کی خواہش اور عصیان سے پرہیز، مکمل سلامتی اور امان سے سرشار انجام کا باعث ہیں۔ و کان تقیاً۔ و برأوالدیہ و لم یکن جباراً عصیاً و سلم علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا

۸۔ انسان، روز قیامت دوبارہ زندہ ہونگے۔ یوم یموت و یوم یبعث حیا
(حیاً) حال ہے (یوم یموت) میں انسان کی موت کے بعد اسکی بعث سے مقصود یہ ہے کہ حشر کے روز تمام انسان دوبارہ زندہ ہونگے۔

۹۔ حضرت یحییٰ کی آخرت میں خصوصی زندگی ہوگی۔ و یوم یبعث حی فعل (یبعث) زندہ ہونے پر بھی دلالت کرتا ہے۔ بعد میں (حیاً) کی تصریح ممکن ہے اس لیے ہو کہ دوسرے انسانوں کے مقابلے میں حضرت یحییٰ کی ایک خصوصی زندگی ہے۔

۱۰۔ عن أبی الحسن الرضا (ع) : إن أوحش ما یکون هذا الخلق فی ثلاثه مواطن یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث وقد سلم الله عزوجل علی یحیی فی هذه الثلاثه المواطن وآمن روعته فقال : وسلم علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا^(۱) امام رضا (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ مخلوق کیلئے تین وحشتناک ترین مقام ہیں

(۱) عیون اخبار الرضا ج ۱ ص ۲۵۷ ب ۲۶ ح ۱۱، نور الثقلین ج ۳ ص ۳۲۷ ح ۳۸۔

جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ فوت ہوا اور جس دن وہ اٹھایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ ان تینوں مقامات کے لحاظ سے سلام بھیجا اور ان مقامات کی وحشت سے انہیں امان دی اور فرمایا: و سلام علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یمبعث حیاً۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا سلام ۱

امان: امان کا باعث ۴؛ امان کا سرچشمہ ۶؛ ولادت کے وقت امان ۶

انجام: اچھے انجام کا پیش خیمہ ۴/ انسان: انسان کی احتیاج ۶

تقدیر: تقدیر میں تاثیر رکھتے والے اسباب ۵

تقویٰ: تقویٰ کے آثار ۴

روایت: ۱۰

سلامتی: سلامتی کا پیش خیمہ ۴؛ سلامتی کا سرچشمہ ۶؛ ولادت کے وقت سلامتی ۶

سلطہ طلبی: سلطہ طلبی سے بچنے کے آثار ۴/ ضرورتیں: امان کی ضرورت ۶؛ سلامتی کی ضرورت ۶

عصیان: عصیان سے بچنے کے آثار ۴

قیامت: قیامت کے وقت امان ۶؛ قیامت کی اہمیت ۵؛ قیامت کا خوف ۱۰؛ قیامت کے وقت سلامتی ۶

مردے: مردوں کا آخرت میں زندہ ہونا ۸

موت: موت کے وقت کی اہمیت ۵؛ موت کا خوف ۱۰

والدین: والدین سے نیکی کے آثار ۴

ولادت: ولادت کے وقت کی اہمیت ۵؛ ولادت کا خوف ۱۰

یحییٰ (ع): قیامت میں یحییٰ (ع) ۱۰؛ ۳؛ ۱؛ یحییٰ (ع) پر سلام ۱۰؛ ۱۰؛ یحییٰ (ع) پر سلامتی ۱؛ ۳؛ ۲؛ یحییٰ (ع) کی اخروی زندگی

کی خصوصیات ۹؛ یحییٰ (ع) کی موت ۱۰؛ ۳؛ ۱؛ یحییٰ (ع) کی ولادت ۱۰؛ ۲؛ ۱؛ یحییٰ (ع) کے فضائل ۲؛ ۳؛ ۹؛ یحییٰ (ع)

کے کمال کا باعث ۲؛ یحییٰ (ع) کے لیے امان ۳؛ ۲

آیت ۱۶

﴿وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ اتَّخَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا﴾

اور پیغمبر اپنی کتاب میں مریم کا ذکر کرو کہ جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ مشرقی سمت کی طرف چلی گئیں (۱۶)
۱۔ حضرت مریم (ع) کی داستان کے بارے میں آیات پر خصوصی توجہ اور قرآن میں حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کی داستان کی وضاحت، پیغمبر کے کندھوں پر ایک الہی ذمہ داری ہے۔ واذکر فی الکتب مریم

(اذکر) پیغمبر کی طرف خطاب ہے اگرچہ آپ بغیر کسی حکم خاص کے بھی قرآن میں نازل شدہ آیات بیان کیا کرتے تھے لیکن ان آیات کے بیان پر تاکید سے مقصود حضرت مریم کے حضرت عیسیٰ (ع) کے حوالے سے حاملہ ہونے کے واقعہ کی اہمیت اور اس چیز کے اس معاشرہ پر گہرے اثرات کا بیان تھا۔

۲۔ قرآن، رسول خدا (ص) کے زمانہ میں ایک تدوین شدہ مجموعہ تھا۔ واذکر فی الکتب (الکتاب) میں "الف و لام" عہد حضوری ہے اور موجودہ کتاب پر دلالت کر رہا ہے۔

۳۔ حضرت مریم نے اپنے گھر والوں سے جدا ہو کر مسجد الاقصیٰ کے شرقی جانب بسیرا کر لیا۔
واذکر مریم إذا انتبذت من أهلها مکانا شرقیا

(انتبذ) کا مادہ (نذ ہے کہ جس کا معنی دور ہونا ہے) (مکاناً شرقیاً) یعنی شرق کی جانب جگہ چونکہ حضرت مریم (مسجد الاقصیٰ) معبد کیلئے وقف تھیں تو یہاں مسجد الاقصیٰ کے مشرق میں مکان مقصود ہے۔

۳۔ حضرت مریم کے رشتہ دار مسجد الاقصیٰ کی مشرقی جانب سے ہٹ کر مقیم تھے۔ انتبذت من أهلها مکاناً شرقی

۵۔ حضرت مریم حاملہ ہونے سے پہلے مسجد الاقصیٰ کے قریب ساکن رہنے والے رشتہ داروں کے پاس آیا کرتی تھیں۔
إذا انتبذت من أهلها مکاناً شرقیا

بانیسویں آیت میں قرینہ (مکاناً قصباً) جو کہ حضرت مریم کے دوسرے انتخاب شدہ مکان کے بارے میں بتا رہا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد الاقصیٰ کا مشرقی حصہ لوگوں کے رہائشی علاقہ کے قریب تھا۔

۶۔ حضرت مریم کے قانون شریعت میں گھر کا مشرقی حصہ یا معبد عبادت کیلئے بہتر مقام تھا۔ إذا انتبذت من أهلها مکاناً شرقیاً

حضرت مریم کے گوشہ نشین ہونے کی وجہ واضح نہیں ہے اور آیت میں اس حوالے سے کوئی شاہد نہیں دیکھا گیا۔ بعض کے بقول: انہوں نے مکان کا انتخاب عبادت میں خلوت کی بناء پر کیا تھا۔ اور مسجد الاقصیٰ کا مشرقی حصہ انتخاب کرنے کی وجہ مشرقی حصہ کا عبادت کے لئے بہتر ہونا تھا بعض نے حضرت مریم کے اس اقدام کو خواتین سے متعلقہ امور سے جانا ہے کہ جس کی بناء پر قرآن میں عمداً اس بارے میں کچھ نہیں کہا گیا تو اس صورت میں مشرقی جانب کا انتخاب، صرف اپنے مقاصد کے بہتر ہونے کی بناء پر تھا نہ کہ شرعاً بہتر تھا۔

۷۔ حضرت مریم نے اپنی عبادت کیلئے اس مکان کا انتخاب کیا کہ جس کا رخ مشرق کی جانب تھا۔

إِذْ انتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا (شرقی) یعنی مشرق کی طرف (لسان العرب)

۸۔ حضرت مریم نے اپنے وجود میں کسی چیز کی بناء پر رنجیدہ ہو کر گوشہ نشینی اور لوگوں کی نگاہوں سے دور جگہ کا انتخاب کیا۔

إِذْ انتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا (نہ) یعنی کسی چیز کو بے پرواہی کی بناء پر دور پھینکنا اور (انتباز) یعنی اس شخص کا گوشہ نشین ہونا کہ جو لوگوں میں اپنے آپ کو کمتر اور ناچیز سمجھے (مفردات راغب) بعض احتمالات کہ جو حضرت مریم کے گوشہ نشین ہونے کی وضاحت میں بیان ہوئے ہیں مثلاً ماہواری کے ایام وغیرہ گزارنے کیلئے کہ وہ اس معنی کے ساتھ مناسب ہیں۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۱؛ آنحضرت (ص) کے زمانہ میں قرآن ۲

ذکر: عیسیٰ (ع) کے قصہ کا ذکر ۱؛ مریم کے قصہ کا ذکر ۱

عبادت: عبادت کے آداب ۶؛ مشرق کی جانب عبادت ۷؛ عبادت کے مکان کا کردار ۶؛ مشرقی مکان میں عبادت ۶

عبادتگاہ: عبادتگاہ کے مشرقی جانب عبادت ۶

عیسیٰ: عیسیٰ (ع) کی ولادت ۱؛ عیسیٰ (ع) کے قصہ کی وضاحت ۱

قرآن: قرآن کا جمع ہونا ۲؛ قرآن کی تاریخ ۲

مریم (ع): مریم کی سکونت ۵؛ مریم کا قصہ ۳؛ ۵؛ ۸؛ مریم کی

پناہ گاہ ۳؛ مریم کی عبادت گاہ کی سمت ۴؛ مریم کی گوشہ نشینی کے اسباب ۸؛ مریم کے رشتہ داروں کی سکونت ۳؛ ۵؛ مریم کے قصہ کی وضاحت ۱؛ مسجد الاقصیٰ کے قریب مریم ۳، ۵؛ مسجد الاقصیٰ کے قریب مریم کے رشتہ دار ۳؛ ۵؛ مسجد الاقصیٰ: مسجد الاقصیٰ کی مشرق سمت ۳

آیت ۱۷

﴿فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا﴾

اور لوگوں کی طرف پردہ ڈال دیا تو ہم نے اپنی روح کو بھیجا جو ان کے سامنے ایک اچھا خاصا آدمی بن کر پیش ہوا (۱۷) ۱۔ حضرت مریم نے مسجد الاقصیٰ کی مشرقی جانب لوگوں کی نگاہوں سے دور ایک مکان منتخب کیا اور خود کو لوگوں سے پنہاں کیا۔ فاتخذت من دونهم حجاب

حجاب سے مراد ساتر، یا ایسی چیز جو پردے کا کام دے۔ تو (اتخذت... حجاباً) سے مراد پردہ ڈالنا یا ایسی جگہ جانا جو طبعی طور پر پردے کا کام دے مثلاً دیوار یا پہاڑ وغیرہ کی مانند ہوں۔

۲۔ وہ مکان کہ جہاں مریم (ع) لوگوں کی نگاہوں سے پنہاں ہو جاتی تھیں وہ لوگوں کے رہائشی علاقہ کے قریب تھا۔ من دونهم کلمہ (دون) کبھی قریب اور کبھی حقارت کیلئے استعمال ہوتا ہے (العين)

۳۔ حضرت مریم کا شرقی سمت ایک پنہاں مکان میں رہنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک انتہائی مکرم فرشتہ انکی جانب بھیجا۔ فاتخذت من دونهم حجاباً فأرسلنا إليها روحنا

بعد والی آیات میں اس فرشتہ کی جو صفات ذکر ہوئیں ہیں انکی بناء پر یہاں "روحنا" سے مراد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک انتہائی مکرم اور عظیم المنزمت فرشتہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت دی گئی ہے وہ آیات جو حضرت جبرئیل کو "روح الامین" اور "روح القدس" کے نام سے یاد کرتی ہیں انہیں دیکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ فرشتہ جبرئیل ہے۔

۴۔ حضرت مریم کا اپنے فرزند حضرت عیسیٰ (ع) سے حاملہ ہونے کیلئے ضروری تھا کہ وہ لوگوں کی نگاہوں سے دور ایک خلوت والی جگہ پر ہوں۔ فاتخذت من دونهم حجاباً فأرسلنا إليها روحنا (فأرسلنا) میں (فأرسلنا) تفریع کیلئے ہے۔ اور یہ بتاتی ہے کہ حضرت مریم کے گزشتہ کام انکے حضرت عیسیٰ (ع) کی والدہ کا مقام پانے اور الہی فرشتہ کے نزول کا پیش خیمہ ہیں۔

۵۔ حضرت مریم کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عظیم و بلند مقام۔ فأرسلنا إليها روحنا

۶۔ عبادت کے وقت، جسمانی نمائش سے پرہیز اور اپنے آپ کو باپردہ رکھنا خواتین کی اہم خصوصیت ہے۔
فاتخذت من دونهم حجاباً فأرسلنا إليها روحنا

حضرت مریم ایسے مکان کی طرف جارہی تھیں جو لوگوں کی نگاہوں سے دور ہو اور عبادت کے وقت انہیں نامحرم کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

۷۔ حضرت جبرائیل (ع) جسمانی سے منزہ اور شرف و منزلت پر فائز موجود کا نام ہے۔ فارسلنا إليها روحنا (روح) کا (نا) کی طرف اضافہ تشریفی ہے روح کو بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ روح ایک مستقل موجود کہ جو اللہ تعالیٰ کا مطیع تھا اور سفیر کے فرائض انجام دینے کی قابلیت رکھتا تھا اور اسے اپنی رسالت کے مفاہیم سے آشنائی تھی بشری صورت میں اپنے آپ کو مجسم کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس کام کو انجام دینے پر قادر اور جسمانی شکل اختیار کرنے کے لیے سازگار تھے چونکہ یہ سب خصوصیات حضرت جبرائیل (ع) پر تطبیق کر رہی ہیں جسکی وجہ سے بعض مفسرین نے کہا کہ وہ فرشتہ جو حضرت مریم، پر نازل ہوا وہ حضرت جبر (ع) نیل تھے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کا خصوصی نمائندہ، ایک عام انسان کی مانند تمام جسمانی خصوصیات کے ساتھ حضرت مریم کے سامنے نمودار ہوا۔ فتمثل لها بشراً سوياً

(تمثیل) یعنی شکل بناتا اور ایک چیز کی صورت میں نمودار ہونا۔ یہاں (بشراً) "تمثل" کے فاعل کیلئے حال ہے اس سے مراد بعد والی آیت کے قرینہ کی رو سے مرد ہے (سوياً) یعنی معتدل (بشراً) سوياً یعنی انسان معتدل جو کہ جسمانی خصوصیات میں افراط و تفریط سے منزہ ہو۔

۹۔ الہی فرشتہ کا حضرت مریم (ع) کیلئے جو چہرہ جلوہ گر ہوا وہ انکے لیے نا آشنا اور انکے ہم وطنوں اور رشتہ داروں جیسا بھی نہ تھا۔ بشراً سوياً

(بشراً) اسم نکرہ ہے اور کسی کے نا آشنا ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

۱۰۔ فرشتوں کا مادی صورتیں اختیار کرنا اور ان صورتوں میں جلوہ گر ہونا، ایک ممکن اور محقق شدہ مسئلہ ہے۔
فأرسلنا إليها روحنا فتمثل لها بشراً سوياً

۱۱۔ فرشتوں کو دیکھنا اور ان سے گفتگو کرنا، صرف پیغمبروں کے ساتھ منحصر نہیں ہے۔
فأرسلنا إليها روحنا فتمثل لها بشراً سوياً

چونکہ حضرت مریم مقام نبوت پر فائز نہ تھیں لیکن اسکے باوجود انہوں نے فرشتہ کا مشاہدہ کیا اور اس سے کلام کیا اس سے ثابت ہوا کہ یہ مسئلہ صرف پیغمبروں کے ساتھ منحصر نہیں ہے۔

۱۲۔ عورت میں معنویت کے بلند ترین درجات تک پہنچنے اور فرشتوں سے گفتگو اور ملاقات کرنے کی لیاقت موجود ہے۔
فأرسلنا إليها روحنا فتمثل لها بشراً سوياً

۱۳۔ عن الأصبغ بن نباتة قال علي (ع) جبرئيل من الملائكة والروح غير جبرائيل ... قال (الله) لمريم (فأرسلنا إليها روحنا فتمثل لها بشراً سوياً...) (۱) اصبع بن نباتہ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت علی (ع) نے فرمایا: جبرئیل فرشتوں میں سے ہے جب کہ روح جبرئیل کے علاوہ ہے اللہ تعالیٰ نے
حضرت مریم کے بارے میں فرمایا ہے: فأرسلنا إليها روحنا فتمثل لها بشراً سوياً

۱۳۔ قال الباقر (ع): إنها (مریم) بشرت بعيسى فينأهى في المحراب إذ تمثل لها الروح الامين بشراً سوياً امام باقر (ع) نے فرمایا: حضرت مریم (ع) کو حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کی بشادت دی گئی تھی جب وہ محراب میں تھیں تو اچانک روح الامین انسان کامل کی شکل میں ان پر ظاہر ہوئے۔

تربیت: حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کی بشارت ۱۳ / پردہ: پردہ کی رعایت کی اہمیت ۶
جبرئیل (ع): جبرائیل سے مراد ۱۳؛ جبرائیل کا مجسم ہونا ۱۳؛ جبرائیل کی حقیقت ۷؛ جبرائیل کے مجسم ہونے کی خصوصیات ۸؛ جبرائیل کے مقامات ۷

روایت: ۱۳؛ ۱۳

روح: روح سے مراد ۱۳ / عبادت: عبادت کے آداب ۶؛ عبادت میں پردہ ۶

عمل: پسندیدہ عمل ۶ / عورت: عورت کا کمال ۱۲؛ عورت کے مقامات ۱۲

مریم اس:

(۱) الفاراج ص ۱۸۴، بحار الانوار ج ۴ ص ۹۵ ح ۷۔

(۲) قصص الانبياء راوندی ص ۲۶۴ ح ۳۰۳، بحار الانوار ج ۱۴ ص ۲۱۵ ح ۱۴۔

ملائکہ : ملائکہ سے گفتگو ۱۱، ۱۲؛ ملائکہ کا دیکھا جانا ۱۱، ۱۲؛ ملائکہ کا مجسم ہونا ۹، ۱۰

﴿قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا﴾

۱۔ ایک اجنبی شخص میں تقویٰ کا احساس اور خوف خدا ابھارنا یہ حضرت مریم کا اسے اپنی خلوت گاہ میں دیکھنے کے بعد

جملہ (ان کنت تقیاً) جملہ شرطیہ کے قالب میں تقویٰ کی طرف دعوت ہے آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر متقی ہو، کہ ہونا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھ سے دور ہو جا اور اپنے آپ کو الہی غضب میں مبتلا نہ کرو میں نے اپنے آپ کو اسکی پناہ میں دیا ہوا ہے اور تیرے ضرر کا دفع اس سے چاہتی ہوں۔

۲۔ حضرت مریم اپنے قریب ایک اجنبی شخص کو پا کر وحشت زدہ ہو گئیں اور خدا کی پناہ لی اور اسے الہی غضب سے ڈرایا۔
 قالت إني أعوذ بالرحمن منك ان كنت تقياً

حضرت مریم نے بجائے (اللهم إني أعوذ بك) کے اجنبی شخص کو مخاطب بنایا تا کہ اسکے دل میں الہی غضب کا خوف پیدا کریں۔ "تقویٰ" یعنی ہر خوفناک چیز سے بچتے ہوئے اپنے آپ کو محفوظ جگہ میں رکھنا (مفردات راغب) "تقیاً" یعنی خطرے سے پرہیز کرنے والا حضرت مریم کے کلام میں قرینہ دیکھتے ہوئے کہ انہوں نے اپنے مخاطب کو اللہ تعالیٰ سے ڈرایا خطرے سے مراد خداوند عالم کا غضب ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ، مشکل اوقات میں انسان کی پناہ گاہ ہے۔ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ

۳۔ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت، مصیبت زدہ اور بے سہار لوگوں کو پناہ دینے کا اقتضا کرتی ہے۔ اِنی اَعُوذ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ

(رحمان) مبالغہ کا صیغہ ہے اور اس کا مطلب بہت زیادہ مہربان ہونا ہے حضرت مریم (ع) کا اللہ تعالیٰ کے تمام ناموں میں

سے صرف اس نام کا سہارا لینا خدا کے تمام اوصاف میں سے اس وصف کی خصوصیت پر دلالت کر رہا ہے اور پناہ کے مقام کے ساتھ اسکی مناسبت کو بیان کر رہا ہے۔

۵۔ مصیبتوں اور عفت کے منافی کاموں کے اسباب مہیا ہونے کی صورت میں ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ لی جائے۔
قالت إني أعوذ بالرحمن منك

۶۔ رحمان، اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اوصاف میں سے ہے۔ أعوذ بالرحمن

۷۔ حضرت مریم، تقویٰ اور پاکیزگی کے کمال پر فائز خاتون تھیں۔ قالت إني أعوذ بالرحمن منك إن كنت تقيا
پاکیزہ، مریم (ع) نے اجنبی مرد کو اپنی خلوت گاہ میں دیکھتے ہی اسے مسلسل نصیحت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں جانے کی بات شروع کی یہ رد عمل ان میں پاکیزگی کے راسخ ہونے کی علامت ہے۔

۸۔ انسان کو گناہ سے محفوظ رکھنے میں تقویٰ ایک اہم ترین سبب ہے۔ أعوذ بالرحمن منك إن كنت تقيا

۹۔ عورت اور نامحرم مرد کا اکٹھا ہونا یہاں تک کہ متقی لوگوں میں بھی ایک خطرناک جال اور گناہ کی کھائی میں گرنے کا موجب ہے۔ إني أعوذ بالرحمن منك إن كنت تقيا (إن كنت) کا جواب شرط محذوف ہے بعض نے یہاں جملہ شرطیہ کو تقویٰ کی طرف ترغیب دلانا مراد لیا ہے جبکہ بعض نے یہاں شرط حقیقی مراد لیا ہے۔ تو دوسری صورت میں آیت سے مراد یہ ہے کہ اگر تو متقی ہے تو یہ مناسب ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگوں (اور یہ کہ تو متقی نہ ہو) لہذا یہاں نکتہ شرط یہ ہے کہ یہ صورت تو متقی لوگوں کیلئے بھی خطرناک ہے کہاں یہ کہ غیر متقی ہوں۔

۱۰۔ تنہائی میں نامحرم سے پرہیز کرنا، ضروری ہے۔ قالت إني أعوذ بالرحمن منك إن كنت تقيا

حالانکہ اجنبی شخص نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی تھی کہ جو اسکی کسی غرض کو ظاہر کرے۔ لیکن حضرت مریم محض اسکے ساتھ تنہائی سے پریشان ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کی پناہ لی اور اسکے لیے زبان نصیحت کھولی تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نامحرم کے ساتھ تنہائی میں رہنا ہی تقویٰ کے خلاف کام ہے۔

۱۱۔ روی عن علی (ع) انه قال : علمت ان التقى ينهاه التقى عن المعصية، حضرت علی (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت مریم یہ جانتی تھیں کہ پرہیزگار انسان، اپنے تقویٰ کو گناہ سے بچاتا ہے۔

اسماء صفات: رحمان ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار ۳

انسان: انسان کی پناہ گاہ ۳:۳

تقویٰ: تقویٰ کے آثار ۱۱، ۸: تقویٰ کی طرف دعوت ۱

پناہ مانگنا: اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے کی اہمیت ۵: اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے کا باعث ۳: اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا ۳:۲

ڈرانا: اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرانا ۲

روایت: ۱۱

گناہ: گناہ سے مانع ۱۱، ۸: گناہ کا باعث ۹: گناہ کا مقابلہ کرنے کی روش ۵

مریم اس: مریم اس کا اعتراض ۱: مریم اس کا پناہ مانگنا ۲: مریم اس کا خوف ۲: مریم اس کا قصہ ۲، ۱: مریم اس کا کی پرہیزگاری

۴: مریم اس کی پناہ گاہ ۱: مریم اس کی رائے ۱۱: مریم اس کی عفت ۴: مریم اس کے فضائل ۴

مشکل: مشکل کا مقابلہ کرنے کی صورت ۵

نامحرم: نامحرم سے تنہائی کرنے سے پرہیز ۱۰: نامحرم سے تنہائی کرنے کے آثار ۹

آیت ۱۹

﴿قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا﴾

اس نے کہا کہ میں آپ کے رب کے فرستادہ ہوں کہ آپ کو ایک پاکیزہ فرزند عطا کردوں (۱۹)

۱۔ حضرت جبریل نے حضرت مریم اس کی پریشانی دور کرنے کیلئے اپنا تعارف کروایا اور انہیں بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف

سے بھیجے ہوئے ہیں۔ قالت إني أعوذ قال إنما أنا رسول ربك

۲۔ حضرت جبریل نے حضرت مریم کو بچے کی بشارت دینے کے ساتھ انہیں پاک و پاکیزہ بیٹا عطا کرنے کے حوالے سے

الہی نمائندہ ہونے کا تعارف کروایا۔

قال إنما أنا رسول ربك لا هب لك غلاماً زكياً

بیٹا عطا کرنے کی نسبت، حضرت جبریل کی طرف انکے اس الہی بخشش میں وسیلہ ہونے کی بناء پر ہے۔ (زکی) مادہ

"زکائی" سے ہے اسکا معنی (صلاح) ہے "مصبح" "تزکیہ" اور "زکاۃ" "طہارت" "پرورش"، برکت اور مدح کے معانی میں

استعمال ہوتے ہیں ہر اور مقام پر اسکا مناسب معنی مراد ہے بچے کی طہارت اور پاکیزگی اسکی ذاتی صلاحیتوں کے حوالے سے ہے۔

۳۔ حضرت مریم کو لائق اور پاکیزہ بچے کی عطا انکے رشد و کمال کا موجب اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔
قال إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكَ لَا هَبْ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا... قال رَبُّكَ هُوَ
کلمہ "رب" مندرجہ بالا مطلب کو بیان کر سکتا ہے۔

۳۔ حضرت عیسیٰ (ع)، اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت مریم کیلئے خصوصی عطا تھے۔ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكَ لَا هَبْ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا اگرچہ حضرت عیسیٰ (ع) کی روح، حضرت مریم کو دیگر ذرائع سے بھی القاء کی جاسکتی تھی لیکن جبرئیل کا بھیجا جانا، مریم کو بشارت دینا اور اس عنایت کی خصوصیات شمار کرنا یہ سب کے سب اس عطا کے خصوصی ہونے پر دلالت کر رہے ہیں۔

۵۔ حضرت عیسیٰ (ع) کی پاکیزگی اور معنوی کمال، انکی ولادت سے قبل اللہ تعالیٰ کی جانب سے ضمانت شدہ تھے۔۔۔۔۔ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكَ لِأَهْبَ لَكَ غُلَامًا

۶۔ صلح اور پاکیزہ فرزند، الہی عنایت ہے۔ لِأَهْبَ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا

۷۔ عن الباقر (ع) (فی قصۃ مریم) : تمثل لها الروح الأمين قال إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكَ لَا هَبْ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا فتغل في جيبها فحملت بعيسى (ع) (۱)

امام باقر (ع) سے حضرت مریم کی داستان کے حوالے سے نقل ہوا ہے کہ روح الامین ان پر ظاہر ہوئے اور کہا: "إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكَ لِأَهْبَ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا" پھر اپنے منہ کا لعاب انکے گریبان میں ڈالا تو وہ عیسیٰ (ع) سے حاملہ ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات ۳؛ اللہ تعالیٰ کی عطا ۶، ۳، ۲

اللہ تعالیٰ کے نمائندے: ۱/ تربیت: عیسیٰ کی ولادت کی بشارت ۲

جبرئیل: جبرئیل کی بشارتیں ۲؛ جبرئیل کی ذمہ داری ۲؛ جبرئیل کی شناخت اور مریم ۱

روایت: ۷

(۱) قصص الانبياء رواندی ص ۲۶۴، ج ۳۰۳، بحار الانوار ج ۱۴ ص ۲۱۵ ح ۱۴۔

عیسیٰ (ع): عیسیٰ کا کمال ۵؛ عیسیٰ کی پاکیزگی کی ضمانت ۵؛ عیسیٰ (ع) کے فضائل ۵؛
 مریم (ع): مریم (ع) میں بیٹا ہونے کے آثار ۳؛ مریم (ع) کے کمال کے اسباب ۳؛ مریم (ع) کی پریشانی ۱؛ مریم (ع) پر
 جبرائیل کا نزول ۴؛ مریم (ع) پر نعمات ۲؛ مریم (ع) کا حاملہ ہونا ۴؛ مریم (ع) کا قصہ ۱، ۳، ۴
 نعمت: فرزند صالح کی نعمت ۶؛ نعمت عیسیٰ (ع) ۲

آیت ۲۰

﴿قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا﴾

انہوں نے کہا کہ میرے یہاں فرزند کس طرح ہو گا جب کہ مجھے کسی بشر نے چھوا بھی نہیں ہے اور میں کوئی بد کردار نہیں
 ہوں (۲۰)

۱۔ حضرت مریم (ع) بغیر کسی بشر کے لمس کے بچہ دار ہونے کی خبر سن کر حیرت زدہ ہو گئیں۔
 قالت اَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ

(انی) حروف استفہام میں سے ہے اور اسکا معنی "کیف" یعنی کس طرح ہے یا "من این" یعنی کہاں سے ہے دونوں
 صورتوں میں تعجب کا معنی دے رہا ہے۔

۲۔ حضرت مریم (ع) حضرت عیسیٰ (ع) کی بشارت سننے کے بعد زنا کی تہمت کے خوف سے پریشان تھیں۔
 اَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا

اگرچہ جملہ (لم یمسسنی بشر) حاملہ ہونے کے معمول کے مطابق ذرائع کی نفی کیلئے کافی تھا لیکن جملہ (ولم اک بغیاً) بھی مریم
 سے صادر ہوا ہے بعض نے اسے اس طرح قرینہ قرار دیا ہے کہ جملہ (لم یمسسنی) میں صرف شرعی نکاح کی بات ہوئی ہے
 جب کہ (ولم اک بغیاً) میں غیر شرعی کام کی نفی ہوئی ہے اور احتمال یہ بھی ہے کہ جملہ (لم یمسسنی) سے مراد مطلقاً
 ہمبستری ہو اور جملہ (لم اک بغیاً) کا اضافہ اس لیے ہو کہ مریم نے سمجھا حاملہ ہونے کی صورت میں زنا کی تہمت لگے گی تو یہ
 سب کہہ کر انہوں نے ظاہر کر دیا کہ اس تہمت کو برداشت کرنا ہمارے لیے سخت ہے۔

۳۔ حضرت مریم (ع) نے جبرائیل، سے چاہا کہ وہ انہیں بتائے کہ کیسے بغیر باپ کے بیٹا پیدا ہوگا۔ قالت اَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ
 وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا

۳۔ حضرت مریم (ع) کا ماضی درخشاں اور تقدس و پاکیزگی کی راہ پر ہر قسم کے انحراف سے پاک تھا۔

قالت أُنّی یکون لی غلم ولم أك بغیا

(بنی) اس عورت کو کہا جاتا ہے کہ جو نامحرم لوگوں سے غیر شرعی تعلق رکھے۔

۵۔ حضرت مریم (ع)، حضرت جبرئیل کا سامنا کرتے وقت، ایک باکرہ اور غیر شادی شدہ لڑکی تھیں۔

قالت اُنّی یکون لی غلم ولم یمسنی بشرا

۶۔ حضرت مریم (ع)، حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کی بشارت سننے کے وقت حمل کیلئے مناسب عمر اور صحیح و سالم جسم

کی مالک تھیں۔ ولم یمسنی بشر ولم أك بغیا

حضرت مریم (ع) کے کلام میں جو کچھ حضرت عیسیٰ (ع) کی پیدائش میں مانع بیان ہوا ہے وہ سب باپ کے نہ ہونے کے بارے میں ہے انہوں جسمانی حوالے سے عاجزی کا اظہار نہیں کیا لہذا اس حوالے سے کوئی مشکل نہیں تھی۔

۷۔ زنا، تمام الہی ادیان میں ایک غیر شرعی اور قابل نفرت کام ہے۔ ولم أك بغیا

۸۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ لوگ، دنیا دی کاموں میں الہی ارادہ کے متحقق ہونے کے سلسلے میں معجزہ کے منتظر نہیں ہوتے بلکہ اسکے لیے طبعی راہوں سے جستجو کرتے تھے۔ قالت أُنّی یکون لی غلم ولم یمسنی بشرا

حضرت مریم (ع) اگرچہ الہی قدرت پر ایمان رکھتی تھیں لیکن جب انہوں نے بچے کی خوشخبری سنی تو طبعی راہ کے حوالے سے کسی صورت میں نتیجہ پر نہ پہنچی اور اس جملہ (أُنّی یکون لی غلام) کے ساتھ اس ولادت کی کیفیت پوچھی معلوم ہوا کہ اس حوالے سے طبعی اسباب انکی نگاہوں سے دور نہیں تھے۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کا عظیم مقام، انکے الہی فرشتوں کی ذمہ داریوں میں تعجب اور جستجو اور الہی افعال کے حوالے سے مزید معلومات حاصل کرنے میں مانع نہیں ہے۔ قالت أُنّی یکون لی غلم ولم یمسنی بشرا

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے جارے ہونے کے مقامات ۸

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ: اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کا انتظار ۸؛ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے مقامات ۹؛ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور فرشتوں کی ذمہ داری ۹

جبرائیل: جبرائیل سے سوال ۳

زنا:

آسمان ادیان میں زنا کی پلیدی ۷

مریم: مریم کا باکرہ ہونا ۵; مریم کا بچہ ہونے کے حوالے سے سوال ۳; مریم کا بہترین ماضی ۳; مریم کا تعجب ۱; مریم کا حاملہ ہونا ۶; مریم کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵، ۶; مریم کو بشارت ۱; مریم کو زنا کی تہمت لگانا ۲; مریم کی پریشانی ۲; مریم کی سلامتی ۶; مریم کی عفت ۳; مریم کی طلب ۳; مریم کے حاملہ ہونے کی خصوصیات ۱; مریم کے فضائل ۳

آیت ۲۱

﴿قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا﴾

اس نے کہا کہ اسی طرح آپ کے پروردگار کا ارشاد ہے کہ میرے لئے یہ کام آسان ہے اور اس لئے کہ میں اسے لوگوں کے لئے نشانی بنادوں اور اپنی طرف سے رحمت قرار دیدوں اور یہ بات طے شدہ ہے (۲۱)

۱۔ حضرت جبریل نے حضرت مریم (ع) کے تعجب کو بجا جانا اور انکی عفت و پاکیزگی پر گواہی دی۔ قال کذاک (کذاک) بتدا محذوف کی خبر ہے اور حرف تشبیہ اور اسم اشارہ کا مرکب ہے۔ اسکا مشارالیه ممکن ہے گفتار مریم ہو، اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اگرچہ بات وہی ہے جو آپ نے کہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کام مشکل نہیں ہے۔

۲۔ حضرت جبریل نے حضرت مریم (ع) کے سوال اور پریشانی کے جواب میں الہی وعدہ کے حتمی ہونے اور انکے حضرت عیسیٰ (ع) کا حمل اٹھانے پر تاکید فرمائی۔ قال کذاک اگر (کذاک) کا مشارالیه خود حضرت جبریل کی رسالت کا مضمون ہو تو اس صورت میں بشارت کے حتمی واقع ہونے پر تاکید ہے یعنی بات وہی ہے جو میں نے کہی۔

۳۔ بغیر باپ کے بیٹے کی عطا، اللہ تعالیٰ کیلئے نہایت آسان سی بات ہے۔ ہو علیٰ ہین (ہین) صفت مشبہ ہے جس کا مادہ "ہون" ہے یعنی آسان اور راحت۔

۴۔ حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت غیر معمولی اور معجزاتی تھی۔ قال ربک ہو علیٰ ہین

۵۔ معمول کے مطابق علل و اسباب اور طبعی راستے اللہ تعالیٰ کے ارادے اور قدرت میں محدودیت پیدا نہیں کر سکتے۔ قال ربک ہو علیٰ ہین

بغیر باپ کے بچہ کی ولادت کے حوالے سے جو مشکل تصور ہو سکتی ہے وہ بعض طبعی اسباب کا فقدان ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس راہ سے ہٹ کر کام کو نہایت آسان اور سادہ شمار کیا ہے تو یہ مسئلہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طبعی علل و اسباب پر حاکمیت کو بیان کر رہا ہے۔

۶۔ کائنات میں ہونے والے واقعات کے علل و اسباب، صرف طبعی نہیں ہیں۔ قال ربك هو عليّ هيّن

۷۔ کرامات اور غیر معمولی اشیاء کا وقوع، صرف پیغمبروں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ قال ربك هو عليّ هيّن

۸۔ صرف طبعی علل و اسباب پر نظر جمانا درحقیقت الہی ارادہ و منشاء پر متوجہ ہونے سے مانع ہے۔ اُنّی یکون لی غلم هو عليّ هيّن

۹۔ حضرت مریم کی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی طرف توجہ نے انہیں حضرت عیسیٰ (ع) کے حمل کی آسانی اور ممکن ہونے کے حوالے سے مطمئن کیا۔ قال ربك

۱۰۔ حضرت عیسیٰ (ع) کی باپ اور معمول کے مطابق ذرائع کے بغیر ولادت کا مقصد اور بہت زیادہ فوائد پر مشتمل تھی۔
هو عليّ هيّن ولنجعلہ ء اية للناس

احتمال ہے کہ عبارت (لنجله) علت محذوف پر عطف ہو یعنی "خلقناه من غير آب لا غراض لا مجال لذكرها و لنجله" تو اس حذف کا فائدہ (ابہام) قرار پایا یعنی اس کا ہدف اس قدر عظیم اور وسیع ہے کہ جو کلام میں نہیں سما سکتا ہے۔

۱۱۔ حضرت عیسیٰ (ع) اور انکی بغیر باپ کے ولادت، لوگوں کے لیے الہی قدرت سے آشنا ہونے کیلئے بہت بڑی نشانی ہے۔ ولنجعلہ ء اية للناس (لنجله) میں مفعول کی ضمیر، حضرت عیسیٰ (ع) کی طرف لوٹ رہی ہے۔ آیت میں تنوین تقخیم کا فائدہ دے رہی ہے یعنی اس لیے عیسیٰ (ع) کو تجھے عطا کیا کہ اسے لوگوں کیلئے عظیم نشانی قرار دو۔

۱۲۔ حضرت عیسیٰ (ع)، اللہ تعالیٰ کی جانب سے لوگوں کیلئے عظیم رحمت کا جلوہ ہیں۔ ولنجعلہ و رحمة منّ (رحمة) کے (ایہ للناس) پر عطف کے قرینہ کی بناء و پر مراد، لوگوں پر رحمت ہے۔

۱۳۔ حضرت عیسیٰ (ع) کی بغیر باپ کے ولادت اور انکا الہی قدرت و رحمت کی نشانی ہونا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے شدہ امور تھے کہ جن میں کسی قسم کی تبدیلی کی گنجائش نہیں تھی۔ کذالك ... ولنجعلہ ء اية للناس و رحمة منّا و کان أمراً

مقضیا

جملہ (کان امرأ مقضياً) ممکن ہے صرف حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کے بارے میں ہو اور ممکن ہے آیت میں مذکور تینوں موضوعات کے بارے میں ہو (مقضیاً) مادہ "قضا" سے اسم مفعول ہے یعنی وہ جو حتمی ہے اور فیصلہ ہو چکا ہے۔ لفظ (امر) فرمان اور واقعہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یہاں کلمہ مقضیاً دوسرے معنی کے مراد ہونے پر قرینہ ہے۔

۱۳۔ الہی طے شدہ امر، تبدیل نہیں ہو سکتا۔ وکان امرأ مقضیاً

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی رحمت کی علامات ۱۲، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی حاکمیت ۵؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی علامات ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی قضاء کا حتمی ہونا ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی حاکمیت ۵؛ اللہ تعالیٰ کے افعال ۳؛ اللہ تعالیٰ کے طے شدہ امور ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا حتمی ہونا ۲

تربیت: حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کی بشارت ۲

حمل: بغیر شوہر کے حمل ۳

جبرائیل: جبرائیل سے سوال ۲؛ جبرائیل کی گواہی ۱

ذکر: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے ذکر کے آثار ۹؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ذکر سے مانع ۸؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے ذکر سے مانع ۸

طبیعی اسباب: طبیعی اسباب کا کردار ۵؛ ۶؛ ۸

عیسیٰ (ع): اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے عیسیٰ (ع) کا ہونا ۱۱؛ ۱۳؛ عیسیٰ (ع) کا رحمت ہونا ۱۲؛ ۱۳؛ عیسیٰ کی ولادت کا حتمی

ہونا ۱۳؛ عیسیٰ (ع) کی ولادت کا فلسفہ ۱۰؛ عیسیٰ کی ولادت کا معجزہ ہونا ۱۱، ۱۳؛ ۳؛ عیسیٰ کی ولادت میں عظیم فوائد ہونا ۱۰

عیسیٰ کی معجزانہ ولادت ۳؛ ۱۱؛ ۱۳

کرامات: غیر انبیاء کی کرامات ۷

مریم (ع): مریم (ع) کے اطمینان کے اسباب ۹؛ مریم (ع) کی پریشانی ۲؛ مریم (ع) کا تعجب ۱؛ مریم (ع) کا حمل ۹؛ مریم (ع)

کا قصہ ۱؛ ۲؛ ۹؛ مریم (ع) کی پاکیزگی پر گواہ لوگ ۱

نظام اسباب: ۵؛ ۶

واقعات: واقعات کا سرچشمہ ۷

﴿فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا﴾

پھر وہ حاملہ ہو گئیں اور لوگوں سے دور ایک جگہ چلی گئیں (۲۲)

۱۔ حضرت مریم (ع)، اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور حکم کی بناء پر بغیر کسیے جنسی آمیزش حاملہ ہو گئیں۔ فحملته

۲۔ حضرت مریم (ع) نے حضرت عیسیٰ (ع) کا حمل اٹھانے کے بعد اپنے عزیز و اقرباء کے علاقہ سے الگ ہو کر دور کسی

جگہ پر بسیرا کیا۔ فحملته فانتبذت به ومکاناً قاصیا

(انتباز) کا مادہ (نذ) ہے اسکا معنی دوری اختیار کرنا ہے اور (ب) میں (با) ہمراہی یا سبب کیلئے ہے یعنی مریم حمل کے ساتھ

یا اسکی وجہ سے دور گئیں (قصی) صفت مشبہ ہے اور اسکا معنی دور ہے۔

۳۔ حضرت مریم (ع)، حمل کی وجہ سے کافی پریشانیوں میں گھر گئیں۔ فحملته فانتبذت به مکاناً قاصیا

محل سکونت چھوڑ کر دور کسی جگہ چلے جانا بتاتا ہے کہ مریم (ع) لوگوں کا سامنا کرنے اور انہیں جواب دینے سے پریشان

تھیں (انتباز) کا لغوی معنی (کسی ایسے آدمی کا گوشہ نشینی اختیار کرنا جو لوگوں میں اپنے حاضر ہونے کی اہمیت نہیں دیکھتا)

یہ معنی بھی اسی مطلب کی تائید میں ہے۔

۳۔ عن الرضا (ع) قال : ليلة خمس و عشرين من ذی القعدة ولد فیہا عیسی (ع) بن مریم (ع) ...^(۱) امام رضا (ع)

سے روایت نقل ہوئی ہے کہ ذی القعدة کی پچیسویں شب میں حضرت عیسیٰ (ع)، کی ولادت ہوئی۔

۵۔ عن سلیمان الجعفری قال : قال أبو الحسن الرضا (ع) : أتدری مما حملت مریم (س) ؟ فقلت : لا الا ان تخبرنی

فقال : من تمر الصرفان نزل بها جبرئیل ، فاطعمها فحملت^(۲) سلیمان جعفری سے روایت ہوئی ہے کہ امام رضا (ع)

نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ مریم (ع) کس چیز سے

(۱) من لا یحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۵۴ ح ۱۵، مسلسل ۲۳۸، بحار الانوار ج ۱۴ ص ۲۱۴ ح ۱۳

(۲) محاسن برقی ج ۲ ص ۵۳۷ ب ۱۱۰ ح ۸۱۱، بحار الانوار ج ۱۴ ص ۲۱۷ ح ۱۸۔

حاملہ ہوئیں میں نے کہا نہیں لیکن آپ بتائیں تو انہوں فرمایا: صرفان^(۱) کی کھجور سے جو کہ ان کیلئے حضرت جبریل لائے تھے وہ انہیں کھلائیں تو وہ حاملہ ہوئیں۔

۶۔ عن ابی الحسن موسیٰ (ع) ... الیوم الذی حملت فیہ مریم (س) یوم الجمعة للزوال^(۲) امام کاظم (ع) سے روایت ہوئی کہ وہ دن کہ مریم حاملہ ہوئیں وہ جمعہ کا دن زوال کے قریب وقت تھا۔

۷۔ عن أبی عبد اللہ (ع) قال إنَّ مریم (ع) ... حملته سبع ساعات^(۳) امام صادق (ع) سے روایت ہوئی کہ ... بلاشبہ مریم سات گھنٹے تک حضرت عیسیٰ سے حاملہ رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی مشیت ۱؛ اللہ تعالیٰ کے وادار ۱

روایت: ۳؛ ۵؛ ۶؛ ۷

عیسیٰ (ع): حضرت عیسیٰ کی تاریخ ولادت ۳

مریم: مریم کا حمل ۲؛ مریم کے حمل کا سرچشمہ ۱؛ مریم کا قصہ ۱، ۲، ۳؛ مریم کی پریشانی کے اسباب ۳؛ مریم کی گوشہ نشینی ۲؛ مریم کے حمل کا وقت ۶؛ مریم کے حمل کی کیفیت ۵؛ مریم کے حمل کی مدت ۷؛ مریم کے حمل کے آثار ۳

آیت ۲۳

﴿فَاجْأَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتُ نَسِيًّا مَّنْسِيًّا﴾

پھر وضع حمل کا وقت انہیں ایک کھجور کی شاخ کے قریب لے آیا تو انہوں نے کہا کہ اے کاش میں اس سے پہلے ہی مرگتی ہوتی اور بالکل فراموش کر دینے کے قابل ہو گئی ہوتی (۲۳)

۱۔ بچے کی ولادت کا درد، حضرت مریم (س) کو کھجور کے درخت کے تنے کے پاس لے گیا۔

فَاجْأَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ کلمہ (اجائی) فعل (جائی) کا متعدی ہے یعنی لے گیا اور (مخاض) یعنی بچے کی ولادت کا درد۔

(۱) صرفان کی کھجور وہ ہے کہ جو گرمیوں میں پیدا ہوتی ہے لیکن مقوی ہونے کی بناء پر سردیوں میں استعمال ہوتی ہے۔

(۲) کافی ج ۱ ص ۴۸۰ ح ۴ بحار الانوار ج ۱۴ ص ۲۱۳ ح ۱۱

(۳) قصص الانبیاء ص ۲۶۶ ح ۳۰۵ فصل ۱ بحار الانوار ج ۱۴ ص ۲۱۶ ح ۱۷

۲۔ بچے کی ولادت کے وقت، حضرت مریم بغیر کسی خوف کے رہائشی علاقہ سے دور تنہا رہ رہی تھیں۔

مکاناً قصیاً فاجاءها المخاض إلى جذع النخلة جملة (أجاءها المخاض) میں مریم کو درخت کے پاس لانے کی نسبت دروزہ کی طرف دی گئی ہے اور بعد والی آیات میں بتایا گیا ہے کہ مولود نے انہیں پانی کی طرف راہنمائی کی۔ اور مریم نے کھجور کھانے کیلئے خود درخت کو ہلایا یہ سب قرائن بتاتے ہیں کہ حضرت مریم بچے کی ولادت کے وقت تنہا تھیں۔

۳۔ حضرت مریم (ع) کا وضع حمل ایسے علاقہ میں ہوا کہ جہاں آب و ہوا گرم تھی اور کھجوروں کے درخت تھے۔

فأجاءها المخاض إلى جذع النخلة (نخل) یعنی کھجور ایسی زمین میں پیدا ہوتی ہے کہ جہاں آب و ہوا گرم ہو۔

۳۔ وہ کھجور کا درخت کہ جسکے پاس حضرت مریم نے پناہ لی ایک معین اور خشک درخت تھا۔

فأجاءها المخاض إلى جذع النخلة۔ (النخلة) معرفہ ہے اور اس پر (الف و لام) ہو سکتا ہے عہد ذہنی ہو یعنی وہ عہد جو

اللہ تعالیٰ اور مریم کے درمیان یا وہ عہد جو اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم (ص) کے درمیان ہوا تھا اور یہ نہیں کہا گیا (إلى

النخلة) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس درخت کے قریب حضرت مریم نے پناہ لی تھی وہ سوائے درخت کے تنہ کے کچھ

نہیں تھا بعد والی آیات کہ جس میں بتایا گیا کہ حضرت کو پانی کی موجودگی اور کھجور کھانے کیلئے درخت کو حرکت دینے کے

بارے میں آگاہ کیا گیا یہ آیات بھی بتاتی ہیں یہاں معمول سے ہٹ کر معجزانہ طریقہ سے پانی اور کھجور حاصل ہوئی ہیں ورنہ

مریم ان دونوں چیزوں کو جاننے کیلئے کسی راہنمائی کی محتاج نہیں تھیں۔

۵۔ حضرت مریم نے وضع حمل کے وقت آرزو کی کاش وہ حاملہ ہونے سے پہلے مرچکی ہوتی اور انکی یاد ہی باقی نہ رہتی۔

فأجاءها المخاض قالت ياليتني مت قبل هذا و كنت نسياً منسياً

جملة (و كنت نسياً منسياً) بتاتا ہے کہ حضرت مریم کی موت کی آرزو کرنے کی وجہ لوگوں کی زبانوں کے زخموں سے بچنا تھا

اگرچہ (ألا تحزني قد جعل...) کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی اور غذا کے نہ ہونے نے بھی انہیں غمگین کیا ہوا تھا لیکن

یہ سارے نتائج اسی زبان کے زخموں سے بچنے کی وجہ سے ہیں کہ میں حاملہ ہونے سے پہلے کاش مرجاتی کہ لوگوں کی زبانوں

کے زخموں سے بچنے کیلئے یوں سرگرداں نہ ہوتی۔

۶۔ حضرت مریم کا دکھ اور روحی پریشانی، حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کے وقت قابل بیان نہیں تھا۔ فاجاءها المخاض

إلى جذع النخلة قالت ياليتني مت قبل هذا و كنت نسياً منسياً

حضرت مریم (ع) جو کہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات کی حامل تھیں ان سے موت کی آرزو یقیناً ایسے شرائط میں ہوئی ہوگی کہ جب حالات انکی برداشت اور طاقت سے باہر ہو گئے ہونگے۔ بعد والی آیات کے قرینہ سے یہ حالت تہمت لگنے کے احتمال اور سرگردان ہونے سے اندرونی دباؤ کی بناء پر تھی۔

۷۔ حاملہ ہونے کی حالت میں یا وضع حمل کے بعد موت حضرت مریم کی پریشانیوں کو ختم نہیں کر سکتی تھی۔ یالیتنی مت قبل ہذا حضرت مریم کے کلام میں (ہذا) اصل حمل کی طرف اشارہ ہے۔ نہ کہ سرگرداں ہونے یا وضع حمل کی تکلیف اور تنہائی چونکہ یہ سب چیزیں حضرت مریم (ع) نے لوگوں کی زبانوں کے زخموں سے بچنے کی خاطر قبول کی تھیں وہ تو اپنے لیے زنا کی تہمت لگنے سے حتیٰ کہ موت کے بعد بھی خوفزدہ تھیں لہذا اس تہمت سے بچنے کی صورت انکے لیے حاملہ ہونے سے پہلے مرنے کی صورت میں تھی۔

۸۔ حضرت مریم (ع) نے اپنے حاملہ ہونے کو مکمل طور پر لوگوں سے چھپایا ہوا تھا۔
مکاناً قصیاً فاجاءھا المخاض یالیتنی مت قبل ہذا و کنت نسیاً مسیاً

لوگوں سے دور چلے جانا اور وضع حمل کے وقت تنہائی اور بغیر سرپرست کے ہونا یہ چیز بتاتا ہے کہ اس وقت تک حضرت مریم (ع) نے اپنے حاملہ ہونے کو لوگوں سے چھپایا ہوا تھا۔

۹۔ بعض صورتوں میں موت کی خواہش جائز اور پسندیدہ ہے۔ یالیتنی مت قبل ہذا

۱۰۔ انسان کی آبرو اور شخصیت، اسکی مادی زندگی سے اہم ہے یالیتنی مت قبل ہذا

یہ جو حضرت مریم (ع) نے بغیر آبرو کی زندگی کو موت پر ترجیح دی ہے اس سے مذکورہ حقیقت کا استفادہ ہوتا ہے

۱۱۔ حضرت مریم (ع) انسانی حالات اور احساسات کی حامل تھیں۔ یالیتنی مت قبل ہذا

حضرت مریم (ع) کا اپنے اندر غیر عادی امور کے ظاہر ہونے سے رنجیدہ اور بھوک و پیاس سے متاثر ہونا، اسی طرح دیگر طبیعی اسباب وغیرہ بتاتے ہیں کہ حضرت مریم (ع) بشری صفات کی مالک انسان تھیں اور بعض عیسائیوں کی طرف سے انکے بارے میں الوہیت کے خیالات کے باطل ہونے پر دلیل ہے۔

۱۲۔ حضرت مریم (س) لوگوں میں انتہائی معروف اور اہم شخصیت کی مالک تھیں۔ یالیتنی کنت نسیاً

۱۳۔ لوگوں میں حضرت مریم (ع) کی عفت و پاکیزگی کے حوالے سے شہرت ان میں حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کے حوالے سے لوگوں کے ذہن میں منفی رد عمل کے حوالے سے پریشانی بڑھ رہی تھی۔

یالیتنی متّ قبل هذا و کنت نسیاً منسیا

(نسی) ایسی چیز ہے کہ جسکی خاص اہمیت نہیں ہے اگرچہ وہ الہی لوگوں کی یاد سے محو نہ ہو (مفردات راغب) اس کلمہ کی (نسیاً) سے توصیف (یعنی فراموش شدہ) بتا رہی ہے کہ حضرت مریم نے صرف فراموش شدہ ہونے کی صلاحیت کی آرزو نہیں کی بلکہ حقیقی طور پر فراموش ہونے کی آرزو کی۔ حضرت مریم (ع) کی یہ آرزو بتاتی ہے وہ اس سے پہلے معاشرہ میں ایک باعزت شخصیت تھیں چونکہ واقعہ لوگوں میں منفی رد عمل پیدا کر سکتا تھا لہذا اس حوالے سے پریشان تھیں۔

۱۳۔ روی عن الصادق (ع) فی قول مریم (یا لیتنی متّ قبل هذا: لانہا لم ترفی قومہا رشیداً ذافراستہ یزہبہا من السوء (۱) امام صادق (ع) سے حضرت مریم (ع) کا حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کے وقت موت کی آرزو کے قول کے حوالے سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا: یہ اس لیے تھا کہ ان کو اپنی قوم میں کوئی ایسا باشعور شخص نظر نہیں آتا تھا کہ جو انہیں زنا کی تہمت سے بری قرار دیتا۔

۱۵۔ عن الصادق (ع) (فی قصۃ مریم) إن زکریا و خالطہا أقبلًا یقصان أثرہا حتّٰی ہجما علیہا و قد وضعت ما فی بطنہا و ہی تقول : "یا لیتنی متّ قبل هذا و کنت نسیاً منسیاً" (۲) حضرت مریم (ع) کی داستان کے حوالے سے (امام صادق (ع) سے روایت ہوئی کہ حضرت زکریا (ع) اور حضرت مریم (ع) کی خالہ انکی تلاش میں تھے کہ ایک دم وہ مل گئیں اس حال میں کہ حضرت عیسیٰ (ع) دنیا میں قدم رکھ چکے تھے اور وہ کہہ رہی تھیں۔ یالیتنی متّ قبل هذا

آبرو: آبرو کی اہمیت ۱۰

آرزو: موت کی آرزو ۵؛ ۱۳؛ ۱۵؛ موت کی آرزو کا جائز ہونا ۹

احکام ۹: // روایت: ۱۳؛ ۱۵ // زندگی: زندگی کی اہمیت ۱۰

عیسیٰ (ع): عیسیٰ (ع) کی ولادت کے آثار ۱۳

مریم (ع): مریم (ع) کا احترام ۱۲؛ مریم (ع) کا بشر ہونا ۱۱؛ مریم (ع) کا حمل چھپانا ۸؛ مریم (ع) کا غم ۶؛ مریم (ع) کا قصہ ۳، ۲، ۳، ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۵، ۱۳؛ مریم (ع) کا وضع حمل ۶، ۵؛ مریم (ع) کی آرزو ۱۵، ۵؛ مریم (ع) کی آرزو کا فلسفہ ۱۳؛ مریم (ع) کی پریشانی ۶، ۷؛ مریم (ع) کی پریشانی کے اسباب ۱۳؛

(۱) مجمع البیان ج ۶ ص ۷۹۰، نور الثقلین ج ۳ ص ۳۳۰ ح ۴۶۔

(۲) کمال الدین صدوق ج ۱، ص ۱۵۸ ب ۷ ح ۱۷، بحار الانوار ج ۱۳ ص ۴۴۹ ح ۱۰۔

مریم اس کی پناہ گاہ ۱، ۲؛ مریم (ع) کی پناہ گاہ کی موقعیت ۳؛ مریم (ع) کی تنہائی ۲؛ مریم (ع) کی شہرت ۱۳؛ مریم (ع) کی عفت ۱۳؛ مریم (ع) کی فراموشی ۵؛ مریم (ع) کی معاشرتی موقعیت ۱۲؛ مریم (ع) کی دعوت ۴؛ مریم (ع) کے احساسات ۱۱؛ مریم (ع) کے قصہ میں کھجور کے گزشتہ آیات میں (فحملته فانتبذت بہ)

درخت کی خصوصیات ۳؛ مریم (ع) سے قصہ میں نخل ۱؛ مریم (ع) کے وضع حمل کی خصوصیات ۲؛ مریم (ع) کے وضع حمل والا مقام ۳؛ مریم (ع) میں وضع حمل کے درد کے آثار ۱

آیت ۲۳

﴿فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا﴾

تو اس نے نیچے سے آواز دی کہ آپ پریشان نہ ہوں خدا نے آپ کے قدموں میں چشمہ جاری کر دیا ہے (۲۳)
۱۔ حضرت مریم (ع) کا کھجور کے درخت کے قریب، وضع حمل ہوا اور حضرت عیسیٰ (ع) نے دنیا میں قدم رکھا۔
فأ جاء ها المخاض إلى جذع النخلة ... فنادى ها

(فناداها) میں فاء فصیحہ ہے اور اپنے سے پہلے ایک محذوف جملہ کی حکایت کر رہی ہے اور جملہ کا مطلب حضرت عیسیٰ کی کھجور کے درخت کے قریب ولادت ہے۔

۲۔ حضرت عیسیٰ (ع) نے وضع حمل کے بعد اپنی والدہ سے انکے روحی و جسمانی حوالے سے سخت ترین حالات میں ان سے کلام کیا اور انہیں حوصلہ دیا۔ فحملته فنادى ها من تحتها ألا تحزني

کی ضمیروں کے قرینہ سے (نادی) میں فاعلی ضمیر سے مراد حضرت عیسیٰ (ع) ہیں اور فناداها کی ضمیر کی مانند (من تحتها) کی ضمیر سے بھی مراد حضرت مریم ہیں بعض نے (نادی) کا فاعل حضرت جبرئیل کو جانا اور (من تحتها) کی ضمیر کو نخلۃ یا حضرت مریم کی طرف لوٹایا ہے لیکن جو کچھ کہا گیا ہے وہ سیاق و سباق آیات سے زیادہ مناسب ہے۔

۳۔ حضرت عیسیٰ (ع) نے پیدا ہوتے ہی اپنی والدہ حضرت مریم (ع) کو غم نہ کرنے کی نصیحت کی۔
فنادى ها من تحتها ألا تحزني

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کے ساتھ ہی حضرت مریم کے ٹھہرنے کی جگہ کے نیچے سے چشمہ جاری کیا۔
فنادى ها من تحتها ألا تحزني قد جعل ربك تحتك سريًا

(سری) سے مراد چھوٹا سا پانی کا نالہ اور یہ (رفیع) کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے لیکن بعد والی آیات میں جملہ "اشربی" پہلے معنی پر ہی قرینہ ہے۔

۵۔ حضرت عیسیٰ (ع) نے پیدا ہوتے ہی اپنی والدہ حضرت مریم (ع) کو انکے ہاتھ کے نیچے سے چشمہ جاری ہونے کی خوشخبری دی۔ فنادی ہا قد جعل ربك تحتك سربا

۶۔ وضع حمل کے وقت پانی کا نہ ہونا، حضرت مریم (ع) کیلئے شدید پریشانی کا باعث تھا۔ اَلَا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكَ تَحْتِكَ سَرِي (قد جعل) جملہ (اَلَا تَحْزَنِي) کیلئے علت ہے یعنی غم نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ کے نیچے سے پانی جاری کر دیا ہے یہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم کس قدر پانی کیلئے پریشان تھیں اور اس خوشخبری نے انکی خوشی میں کتنا کردار ادا کی

۷۔ خواتین، وضع حمل کے بعد بالخصوص وضع حمل کے اوائل میں ہی پینے کے پانی، روحانی و نفسیاتی سکون اور حزن و غم کے نہ ہونے کی محتاج ہوتی ہیں۔ اَلَا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكَ تَحْتِكَ سَرِي حضرت مریم (ع) کو غم نہ کرنے کی نصیحت اور جو چیز انہیں خوشحال کر سکتی ہے (جاری پانی) اسکے فراہم کرنے کی طرف اشارہ ہے کہ وضع حمل کے بعد اطمینان و سکون خواتین کیلئے کس قدر ضروری ہے۔

۸۔ شائستہ اور پاکیزہ لوگوں کی امداد کو پہنچنا بالخصوص مشکل ترین حالات میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا جلوہ ہے۔
قد جعل ربك تحتك سربا

۹۔ طبعی اسباب کا عمل کرنا درحقیقت فعل خدا ہے۔ قد جعل ربك تحتك سربا چشمہ کے جاری ہونے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف یہ نکتہ واضح کر رہی ہے کہ چونکہ طبعی اسباب درحقیقت الہی افعال کے جاری ہونے کے مقامات ہیں لہذا انکا فعل خدا کا فعل ہے۔

۱۰۔ کائنات، اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت کی تسخیر میں ہے۔ قد جعل ربك تحتك سربا بہ بھی ممکن ہے کہ چشمہ جاری کرنے کی نسبت اسیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف ہو کہ طبعی اسباب سوائے اللہ تعالیٰ کی اجازت کے کچھ نہیں کر سکتے۔

۱۱۔ حضرت عیسیٰ (ع) کے خاص صفات انکی ولادت کے پہلے لمحہ سے ہی ظاہر ہو گئیں۔ فنادی ہا من تحتہا لا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكَ تَحْتِكَ سَرِي کلمہ (من تحتہا) (انکے نیچے سے) بتا رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ (ع) نے اس وقت یہ جملہ فرمایا تھا کہ ابھی انکی والدہ نے انہیں اپنی گود میں زمین پر لیا تھا والدہ کے حالات کو سمجھنا اور انکے روحی احساسات کو درک کرنا، حضرت عیسیٰ (ع) کی عمیق صلاحیتوں کا ثبوت۔

۱۲۔ حضرت مریم (ع) کے وضع حمل کے بعد الہی فرشتہ (جبریل) نے انکے پاؤں کے نیچے سے پانی جاری ہونے کی خبر دی۔ فنادی ها من تحتها ألا تحزنی قد جعل ربك تحتك سريّ احتمال ہے کہ (فنادا) میں فاعلی ضمیر الہی فرشتہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔

۱۳۔ (عن أبي جعفر (ع) : ضرب عیسی (ع) بر جله فظهرت عين ماء تجری^(۱) امام باقر (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ ولادت کے وقت حضرت عیسی (ع) نے اپنے پاؤں کو زمین پر مارا تو جاری پانی کا چشمہ ظاہر ہو گیا۔

۱۴۔ قال رسول الله (ص) : و هذا عیسی (ع) من مریم (ع) قال الله عزوجل۔ فیہ (فناداها من تحتها الا تحزنی فکلم الله وقت مولده^(۲) رسول خدا (ص) سے روایت ہوئی کہ آپ نے فرمایا: یہ حضرت عیسی بن مریم (ع) تھے کہ جنکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (فناداها من تحتها الا تحزنی) پس عیسی (ع) نے ولادت کے وقت اپنی والدہ سے کلام کیا۔
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی اداؤں کا پیش خیمہ ۸؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات ۸؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کی حاکمیت ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کے افعال ۹، ۳/ پاکیزہ لوگ: پاکیزہ لوگوں کی اداؤں ۸

پانی: پانی کا چشمہ ۱۳/ جبریل اور مریم ۱۲/ روایت ۱۳؛ ۱۳/ ضروریات: آرام کی ضرورت ۷
طبیعی اسباب: طبیعی اسباب کا کردار ۷/ طبیعت: طبیعت کی تسخیر ۱۰

عیسی (ع): عیسی (ع) کا حوصلہ دینا ۲؛ عیسی (ع) کا قصہ ۲؛ ۱۳؛ ۱۳؛ عیسی (ع) کا معجزہ ۱۳؛ عیسی (ع) کا لو مولود حالت میں بات کرنا ۲؛ ۱۳؛ ۳؛ عیسی (ع) کی بشارتیں ۵؛ عیسی (ع) کی خصوصیات ۱۱؛ عیسی (ع) کی ولادت ۳؛ عیسی (ع) کی ولادت کی خصوصیات ۱۱؛ عیسی (ع) کی نصیحتیں ۳

مریم (ع): مریم (ع) کا غم ۳؛ مریم (ع) کا قصہ ۵، ۲، ۶؛ مریم (ع) کا وضع حمل ۱۲؛ مریم (ع) کو بشارت ۵؛ مریم (ع) کو حوصلہ ملنا ۲؛ مریم (ع) کو نصیحت ۳؛ مریم (ع) کو وحی ۱۲؛ مریم (ع) کی پریشانی کے اسباب ۶؛ مریم (ع) کے قصہ میں پانی کی

(۱) مجمع البیان ج ۶ ص ۷۹۰، بحار الانوار ج ۱۴ ص ۲۲۶،

(۲) روضۃ الواعظین ص ۸۳، بحار الانوار ج ۱۴ ص ۲۲۰ ح ۳۲

نہر ۵، ۳؛ مریم (ع) کے قصہ میں کھجور ۱؛ مریم (ع) کے وضع حمل کا مکان ۱؛ وضع حمل کے وقت مریم (ع) کا پانی کے بغیر ہونا ۶

وضع حمل: وضع حمل کے دوران آرام و سکون کی اہمیت ۷؛ وضع حمل میں معنوی ضروریات ۷

آیت ۲۵

﴿وَهَزَىٰ إِلَيْكَ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقُطُ عَلَيْكَ رُطْبًا جَنِيًّا﴾

اور خرّمے کی شاخ کو اپنی طرف ہلائیں اس سے تازہ تازہ خرّمے گر پڑیں گے (۲۵)

۱۔ حضرت عیسیٰ (ع) نے پیدا ہوتے ہی اپنی والدہ مریم (ع) کو کھجور کے درخت کو ہلانے اور اسکے پھل کو تناول کرنے کے حوالے سے راہنمائی کی۔ وَهَزَىٰ إِلَيْكَ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقُطُ عَلَيْكَ رُطْبًا جَنِيًّا

(ہز) یعنی دائیں بائیں ہلانا اور قرینہ (ایک) کی مدد سے یہاں کھینچنے کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ لہذا "ہزى إِلَيْكَ" یعنی درخت کو اپنی طرف کھینچیں اور دائیں بائیں ہلائیں یہ راہنمائی جیسا کہ بعد والی آیات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت مریم کی غذا کے حوالے سے ضرورت پوری کرنے کیلئے تھی۔

۲۔ وہ کھجور کا درخت جسکے قریب حضرت مریم کا وضع حمل ہوا تھا وہ بغیر پھل کے تھا۔ وَهَزَىٰ إِلَيْكَ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقُطُ عَلَيْكَ رُطْبًا جَنِيًّا

جملہ (تساقط عليك) حضرت مریم پر احسان و عنایت کی وضاحت کر رہا ہے نہ کہ معمول کے مطابق درخت کے ہلانے کے نتیجہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں تو راہنمائی کی ضرورت ہی نہ تھی۔ لہذا درخت کو ہلانے کے بعد اسمیں کھجور ظاہر ہوئی اور وہ نیچے گری اس کلام میں کلمہ جذع کا مضاف ہونا اور تساقط کی نخلۃ کی طرف نسبت بتا رہی ہے کہ یہ درخت خشک تھا اور کھجور کا گرنا معمول سے ہٹ کر ایک معجزہ تھا۔

۳۔ کھجور کے درخت کا معمول سے ہٹ کر پھل دار ہونا، حضرت مریم کی کوشش اور انکے کھجور کے درخت کو ہلانے جلانے پر موقوف تھا۔ وَهَزَىٰ إِلَيْكَ تُسَاقُطُ

فعل (تساقط) مجزوم ہے یہاں جزم کا سبب شرط مقدر ہے یعنی اگر آپ نے کھجور کے درخت کو ہلایا اور اپنی جانب کھینچا تو آپکے لیے کھجوریں گرائے گا۔

۳۔ تازہ، پکی ہوئی اور ظاہری طور پر سالم، حضرت مریم (ع) پر گرنے والی کھجوروں کی خصوصیات تھیں۔ تساقط عليك رطباً جنی (رطب) تازی کھجور کو کہتے ہیں "جنی" جب وہ پھل کی صفت ہو۔ تو اس معنی میں ہے کہ جب پھل اپنے وقت پر درخت سے توڑا جائے (معجم مقاییس اللغة)

۵۔ تازہ کھجور (رطب) عورت کیلئے وضع حمل کے بعد مناسب ترین غذا ہے۔ وهزی تساقط عليك رطباً جنیاً حضرت مریم کو درخت ہلانے اور کھجور کھانے کی نصیحت بتا رہی ہے کہ یہ وضع حمل کے بعد عورتوں کیلئے مناسب ترین غذا ہے۔

۶۔ حضرت مریم اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات کی حامل اور صاحب کرامات تھیں۔ وهزی إليك تساقط ۷۔ درخت کا فوری طور پر پھل دار ہو جانا اور حضرت مریم میں اسکو ہلانے کی طاقت کا ہونا انکی کرامات میں سے تھا۔ وهزی إليك تساقط

۸۔ عن أمير المؤمنين (ع) قال: ماتا كل الحامل من شي ولا تتداوى به أفضل من الرطب قال الله - عز وجل - لمريم (ع) وهزی اليك بجذع النخلة تساقط عليك رطباً جنياً فكلی واشربی وقری عیناً...^(۱) امیر المؤمنین (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا: حاملہ عورت، تازہ کھجور سے بہتر کوئی چیز نہیں کھاتی اور نہ اس سے بہتر کسی چیز سے اپنی دوا کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو فرمایا: وهزی إليك بجذع النخلة تساقط عليك رطباً جنياً فكلی

۹۔ عن أمير المؤمنين قال: قال رسول الله (ص): لیکن أول ماتا كل النفساء الرطب، لأن الله تعالى قال لمريم: وهزی إليك بجذع النخلة تساقط عليك رطباً جنياً فكلی^(۲) امیر المؤمنین سے روایت ہوئی کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: بہتر یہی ہے کہ وضع حمل کے بعد عورت سب سے پہلے کھجور کھائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم (ع) کو فرمایا: وهزی إليك بجذع النخلة تساقط عليك رطباً جنياً فكلی...

۱۰۔ عن أبي الحسن الرضا (ع) قال: كانت نخلة مريم العجوة، ونزلت في كانون ونزل مع آدم (ع) من الجنة العتيق والعجوة منهما تفرق أنواع النخل^(۳) امام رضا (ع) سے

(۱) حصال صدوق ص ۶۳۷ باب اربعمائه ۱۰، نور الثقلین ج ۳ ص ۳۳۰ ح ۵۰ (۲) کافی ج ۶ ص ۲۲ ح ۴، نور الثقلین ج ۳ ص ۳۳۰ ح ۵۱

(۳) محاسن برقی ج ۲ ص ۵۳۰ ح ۷۷۵، قصص الانبیاء راوندی ص ۲۶۶ ح ۳۰۵

روایت ہوئی ہے کہ: مریم (ع) والی کھجور، عجبہ تھی جو کہ ماہ کانون (ایک رومی میہنہ) میں نازل ہوئی حضرت آدم (ع) بہشت سے عتیق (نر کھجور کا درخت) اور عجبہ (کھجور کی ایک قسم کہ جیسے لینہ کہا گیا ہے) لیکر نازل ہوئے کہ ان دونوں سے کھجور کی مختلف اقسام پھیلیں۔

حاملہ: حاملہ کی غذا ۸

روایت: ۸؛ ۹؛ ۱۰

عیسیٰ: عیسیٰ (ع) کا قصہ ۱؛ عیسیٰ (ع) کا نو مولودی حالت میں کلام ۱؛ عیسیٰ (ع) کا ہدایت دنیا ۱
کھجور: کھجور کے فوائد ۵؛ ۸؛ ۹

لطف الہی: لطف الہی کے شامل حال ۶

مریم اس: مریم اس کا قصہ ۳، ۲؛ مریم اس کی قدرت ۴؛ مریم اس کی کرامات ۶، ۷؛ مریم اس کی کوشش کے آثار ۳؛ مریم اس کی ہدایت ۱؛ مریم اس کے قصہ میں کھجور کا تازہ ہونا ۳؛ مریم اس کے قصہ میں کھجور کا خشک ہونا ۲؛ مریم اس کے قصہ میں کھجور کی خصوصیات ۱۰؛ مریم اس کے قصہ میں کھجور کے درخت کا پھل دار ہونا ۳؛ ۷؛ مریم اس کے قصہ میں کھجور کے درخت کا پھل دنیا ۳؛ مریم اس کے قصہ میں کھجور کے درخت کو یلایا جانا ۷، ۱؛ مریم اس کے مقامات ۷، ۶
وضع حمل: وضع حمل کرنے والی کیلئے مناسب غذا ۵؛ ۹

آیت ۲۶

﴿فَكُلِّي وَاشْرَبِي عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيْنِ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنَّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا﴾

پھر اسے کھائیے و پیتیے اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈی رکھئے پھر اس کے بعد کسی انسان کو دیکھئے تو کہہ دیجئے کہ میں نے رحمان کے لئے روزہ کی نذر کر لی ہے لہذا آج میں کسی انسان سے بات نہیں کر سکتی (۲۶)
۱۔ حضرت عیسیٰ (ع) نے پیدا ہوتے ہی اپنی والدہ حضرت مریم کو تازہ کھجوریں کھانے اور چشمہ کے پانی پینے

کی دعوت دی فنادی ها من تحتها تحتك سرياً رطباً جنياً فكلی واشربی

۲۔ تازہ کھجور، (رطب) وضع حمل کے بعد عورت کیلئے ایک مناسب غذا ہے۔ فکلی حضرت مریم، کو تازہ کھجور کھانے کی نصیحت وضع حمل کے بعد خواتین کیلئے اس غذا کے مناسب ہونے پر دلیل ہے۔

۳۔ حضرت عیسیٰ (ع) کا اپنی والدہ سے تکلم کرنا اور پانی و غذا کی ضرورت معجزاتی طریقہ سے پورا ہونا حضرت مریم کی مسرت اور آنکھوں کی ٹھنڈک اور ساتھ ہی آئندہ آنے والے مشکلات کے دور ہونے کا باعث تھا۔ فنادیہا ... فکلی واشربی و قرى عینا (عیناً) تمیز ہے اور فاعل کی حقیقی مراد کو بیان کر رہا ہے (قری) مادہ (قرار) سے ہے اسکا معنی (آرام پانا) ہے یا مادہ (قر) سے ہے کہ اس کا معنی سرد ہونا ہے۔ اگر پہلا معنی مراد لیں تو مطلب ہے کہ آنکھوں کے لیے پرسکون ہو اور اگر دوسرا معنی لیں تو مطلب ہے آنکھوں کو ٹھنڈا کرو (یعنی آپکی آنکھیں جلتے ہوئے آنسوؤں سے دور رہیں) بہر حال دونوں صورتیں یہ خوشحالی اور شادمانی سے کنایہ ہیں کہ آنکھیں پریشانی اور اضطراب سے پاک ہوں اور غم و رنج کے آنسوؤں سے دور رہیں جملہ (قری عینا) کا پچھلے جملات سے رابطہ مندرجہ بالا مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

۳۔ بچے کا پیدا ہونا، ماں کی آنکھوں کی روشنی اور دل کے سکون کا باعث ہے۔ وقری عین جملہ (قری عیناً) ممکن ہے کہ ایک مستقل جملہ ہو تو اس صورت میں یہ جملہ اپنے سیاق کے مطابق بچے کی ولادت سے مربوط ہو جائے گا۔

۵۔ بچے کی ولادت کے بعد والدہ کو مبارک باد اور خوشحالی کی دعا دینا، ایک پسندیدہ کام ہے۔ وقری عین حضرت مریم کو آنکھوں کی روشن رہنے کا جملہ کہنا جس صورت میں بھی ہو ماؤں کو بچوں کی پیدائش کے بعد اس کے لینے پسندیدہ ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔

۶۔ عورت، وضع حمل کے بعد مناسب غذا اور روحی و ذہنی حوالے سے آرام و تسلی کی محتاج ہوتی ہے۔

فکلی واشربی وقری عینا

۷۔ حضرت عیسیٰ (ع) نے لوگوں کی تہمتوں کے مقابل اپنی والدہ کے دفاع کی ذمہ داری سنبھالی۔ فایما ترین من البشر أحداً فقولى إني نذرت للرحمن صوما حضرت عیسیٰ (ع) کی جانب سے اپنی والدہ کو سکوت اختیار کرنے کی نصیحت کا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے دفاع کے حوالے سے پریشان نہ ہوں چونکہ یہ کام خود حضرت عیسیٰ (ع) انجام دیں گے۔ اور حضرت عیسیٰ (ع) کا ولادت کے بعد اپنی والدہ سے تکلم کرنا حضرت مریم کے لیے اطمینان کا باعث تھا کہ وہ یہ کام بخوبی کر لیں گے۔

۸۔ حضرت عیسیٰ (ع) نے اپنی والدہ حضرت مریم کو لوگوں سے مقابلہ کرنے کی روش اور انکی تہمتوں کے مقابلہ میں رد عمل کا طریقہ سکھایا۔ فَاِمَّا تَرِيَنَّ مِنَ الْبَشْرِ اَحَدًا فَقُولِي

۹۔ حضرت مریم وضع حمل کے وقت اور اسکے بعد اپنی قوم کی طرف پلٹنے تک تنہا تھیں۔

فَحَمَلْتَهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا فَاِمَّا تَرِيَنَّ مِنَ الْبَشْرِ اَحَدًا

جملہ شرطیہ (فاما ترین) ممکن ہے اس مطلب پر دالالت کر رہا ہو کہ وضع حمل اور اسکے بعد وہاں کوئی انسان نہ تھا اگرچہ سیاق و سباق کے قرینہ سے کہا جاسکتا ہے یہاں مراد عمومی انسان نہیں ہیں بلکہ وہ افراد مراد ہیں کہ جنکے نزدیک حضرت مریم کا بچہ دار ہونا سوال انگیز ہو بعض نے (البشر) میں ال کو عہدی جانا اور اس سے مراد انکی قوم کو جانا ہے۔

۱۰۔ حضرت عیسیٰ (ع) نے اپنی والدہ حضرت مریم (ع) کو لوگوں کا سامنا کرنے کی صورت میں سکوت کے روزہ کی نذر ماننے کی نصیحت کی۔ فَاِمَّا تَرِيَنَّ مِنَ الْبَشْرِ اَحَدًا فَقُولِي اِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صُومًا

۱۱۔ حضرت مریم نے اپنی قوم کے سب سے پہلے فرد کا سامنا کرتے ہی سکوت کے روزہ کی نذر مان لی۔

فَاِمَّا تَرِيَنَّ مِنَ الْبَشْرِ اَحَدًا فَقُولِي اِنِّي نَذَرْتُ

(فقولی) کا ظاہر یہ ہے کہ مریم (ع) نے اپنی نذر کو زبان سے بیان کیا ہو تو اسی صورت میں وہی جملہ (اِنِّي نَذَرْتُ) صیغہ نذر تھا اور حضرت مریم (ع) کی نذر اسے کہنے سے منعقد ہو گئی۔

۱۲۔ حضرت مریم (ع)، کے سکوت کا روزہ ایک دن کا تھا اور یہ وہی وقت تھا کہ جب وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ کر گئیں تھیں۔ اِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صُومًا فَلَنْ اَكْلِمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا (اليوم) میں الف لام عہد حضوری ہے یعنی "آج" اس سے مراد وہی اور روز ہے کہ جب وہ اپنے نومولود کے ساتھ اپنی قوم میں لوٹ کر گئیں۔

۱۳۔ حضرت مریم نے اپنے فرزند کی راہنمائی کی بنا پر اپنے روزہ کو اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کے حامل ہونے کے ساتھ ربط کا اعلان کیا۔ اِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صُومًا

۱۴۔ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے بہرہ مند ہونے کی صورت میں رد عمل کے طور پر روطہ شائستہ عمل ہے۔ اِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صُومًا

۱۵۔ (رحمان) اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات میں سے ہے۔ لِلرَّحْمَنِ

۱۶۔ حضرت مریم (ع) کا جسم و روح اللہ تعالیٰ کی خصوصی نگرانی کے تحت تھے۔ فَنَادَىٰ هَا فَكُلِي وَاشْرَبِي فَاِمَّا تَرِيَنَّ

حضرت مریم کو پکارنے والا جو بھی ہو، چاہے حضرت عیسیٰ (ع) ہوں یا کوئی فرشتہ، بہر حال اللہ تعالیٰ

کی جانب سے تھا اور اسکے فرمان کے مطابق تھا لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مریم ان تمام حالات میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی نگرانی میں تھیں۔

۱۷۔ حضرت مریم (ع) کے دین میں نذر، ایک پسندیدہ چیز اور انکے ہم عصر لوگوں میں یہ معروف چیز تھی۔

فَإِمَّا تَرِينَ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنَّ نَذْرَ لِلرَّحْمَنِ

۱۸۔ سکوت کے روزہ کا پسندیدہ ہونا اور اسکے ساتھ نذر کا تعلق حضرت مریم (ع) کے دینی احکام میں سے تھا (دین یہود)

إِنَّ نَذْرَ لِلرَّحْمَنِ صُومًا

۱۹۔ روزہ کی مدت میں انسانوں سے کلام کا ترک کرنا، حضرت مریم (ع) کے دین میں روزہ کے احکام میں سے تھا۔ اپنی

نذرت للرحمن صوماً فلق أكلهم اليوم إنسيا (ع) نے رکھا تھا دو صورتوں میں نقل ہوا ہے (۱)

کھانے اور بات کرنے سے پرہیز۔ چونکہ اس زمانہ کی شریعت میں روزہ دار کیلئے ضروری تھا کہ وہ کلام سے بھی اجتناب کرے (۲) سکوت کی صورت میں روزہ کہ روزہ دار صرف کلام کرنے سے پرہیز کرتا تھا ظاہر آیت پہلی صورت کے ساتھ مناسب ہے کیونکہ انہوں نے مطلقاً روزہ کرنے کی نذر کی تھی اور اسکے ضمن میں ترک کلام کیا تھا۔

۲۰۔ حضرت مریم (ع) کے دین (دین یہود) میں روزہ دار، انسانوں کے علاوہ دوسروں سے کلام اور ذکر خدا کر سکتا تھا۔ اپنی

نذرت للرحمن صوماً فلن أكلهم اليوم إنسيا (إنسی) یعنی ایک انسان (قاموس) جملہ (لن أكلهم اليوم إنسيا) جملہ (اپنی

نذرت) کی فرع ہے لہذا یعنی چونکہ میں نے روزہ کی نذر کی ہے کسی انسان سے کلام نہیں کر سکتی اس فرع سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ یہود کے دین میں روزہ دار کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی انسان سے تکلم نہ کرے۔ لیکن ذکر کرنا، اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنا ممنوع نہیں تھا۔

۲۱۔ جو ان عورت کا اجنبی مرد سے بات کرنا جائز ہے۔ فلن أكلهم اليوم إنسيا اگر عورت کا نام محرم سے بات کرنا، سرے

سے حرام ہوتا تو یہاں عذر شرعی پیدا کرنے اور خاموشی کے روزہ کی نذر کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ آیت روزہ سکوت کے مورد سے ہٹ کر قابل تمسک ہے چونکہ روزہ سکوت کے نسخ پر خاص نص وارد ہوئی ہے۔

۲۲۔ نذر کی پابندی واجب ہے۔ اپنی نذرت للرحمن فلن أكلهم اليوم إنسيا اگر مریم (ع) نذر کے باوجود بات کرنے کا حق

رکھتیں انکی نذر، لوگوں کے نزدیک سکوت کے حوالے قطعی عذر نہیں ہو سکتی تھی۔

۲۳۔ وہ عورت جس کا شوہر نہ ہو وہ نذر کرنے میں آزاد ہے۔

۲۳۔ نذر میں قصد قربت لازم ہے۔ إنی نذرت للرحمن

۲۵۔ قربت کی نیت معاشرتی غیر مناسب رویوں سے نجات کی نیت کے ساتھ منافی نہیں ہے۔ إنی نذرت للرحمن صوماً
فلن أکلم الیوم إنسیا حضرت مریم (ع) نے لوگوں کے نزدیک اپنے سکوت کا عذر پیدا کرنے کیلئے روزہ کی نذر کی لیکن جملہ
(إنی نذرت للرحمان) کے ساتھ اپنی نذر کو تقرب خدا کا وسیلہ قرار دیا۔

۲۶۔ نذر کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ نذر کے صیغہ کا تلفظ ادا کرے۔ فقولیٰ إنی نذرت

۲۷۔ نذر کے صیغہ میں ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کرے۔ إنی إنی نذرت للرحمن

۲۸۔ (رحمان) صفت کا ذکر، نذر کے صحیح ہونے کیلئے کافی ہے۔ إنی نذرت للرحمن

۲۹۔ نذر تبرعی (یعنی نذر کا کسی شرط پر معلق نہ ہونا) صحیح ہے۔ إنی نذرت للرحمن صوماً

۳۰۔ معاشرتی مشکلات سے فرار ہونے کیلئے نذر سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ إنی نذرت فلن أکلم الیوم إنسیا

۳۱۔ عن أبي عبد الله (ع) قال : إن الصيام ليس من الطعام والشراب وحده قالت مریم : إنی نذرت للرحمان صوماً أی

صوماً حتماً^(۱) امام صادق علیہ السلام سے روایت ہوئی کہ آپ نے فرمایا: روزہ صرف کھانے پینے سے پرہیز نہیں ہے۔ مریم نے کہا تھا: "إنی نذرت للرحمان صوماً" یعنی سکوت کا روزہ۔

آرام: آرام کے اسباب ۳

آنکھ کی روشنی: آنکھ کی روشنی کے اسباب ۳

احکام: ۲۱؛ ۲۲؛ ۲۳؛ ۲۴؛ ۲۶؛ ۲۷؛ ۲۸؛ ۲۹؛ ۳۰

اخلاص: اخلاص اور معاشرتی مشکلات سے رہائی و نجات ۲۵

اسماء و صفات: رحمان ۱۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی حمایتیں ۱۶

بچہ دار ہونا: بچہ دار ہونے کے آثار ۳

(۱) کافی ج ۴ ص ۸۷ ج ۲، نور الثقلین ج ۳ ص ۳۲۲ ح ۵۸۔

خوشی: خوشی کے اسباب ۳

ذکر: روزہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ۲

رحمت: رحمت کے شامل حال لوگوں کی ذمہ داری ۱۳; رحمت کے شامل حال ۱۳

روایت: ۳۱ روزہ: روزہ کا کردار ۱۳; روزہ کے احکام ۱۹، ۲۰; سکوت کا روزہ ۱۹; ۲۰; یہودیت میں روزہ ۱۹، ۲۰; یہودیت میں سکوت کا روزہ ۱۸

عمل: پسندیدہ عمل ۵/ عورت: عورت کی نذر ۲۳

عیسیٰ (ع): عیسیٰ (ع) کا قصہ ۱; ۳ ک ۸; عیسیٰ (ع) کا کردار ۴; عیسیٰ (ع) کا نو مولود حالت میں تکلم ۱; ۳; ۴; عیسیٰ کا ہدایت دنیا ۱۳ عیسیٰ کی تعلیمات ۸; عیسیٰ (ع) کی نصیحتیں ۱۰; / کھجور: کھجور کے فوائد ۲

مریم: مریم پر زنا کی تہمت ۸، ۴; مریم کا بچہ پیدا کرنا ۹; مریم کا پانی پینا ۱; مریم کا دفاع ۴; مریم کا سکوت کا روزہ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۳۱; مریم کا قصہ ۱، ۳، ۴، ۵، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۶، ۱۷; مریم کا کھجور کھانا ۱; مریم کا معلم ۸; مریم کو ہدایت ۱۳; مریم کی آنکھ میں روشنی کا باعث ۳; مریم کی پانی کی ضرورت پوری ہونا ۳; مریم کی پریشانی کے دور ہونے کے اسباب ۳; مریم کی تنہائی ۹; مریم کی حفاظت ۱۶; مریم کی غذا کی ضرورت پوری ہونا ۳; مریم کی ملاقات کے حوالے سے روش ۸; مریم کی نذر ۱۰، ۱۱، ۳۱; مریم کے زمانہ میں نذر ۱۴; مریم کے سرور کا باعث ۳; نصیحت مریم کو کرنا ۱۰

معاشرت: معاشرت کے آداب ۵

نامحرم: نامحرم کے احکام ۲۱; نامحرم سے گفتگو ۲۱

نذر: معاشرتی مشکلات سے نجات کیلئے نذر ۳۰; نذر تبرعی ۲۹; نذر سے وفا کا وجوب ۲۲; نذر کا صیغہ ۲۴، ۲۶، ۲۸; نذر کی تاریخ ۱۴; نذر کے احکام ۲۳، ۲۲، ۲۹، ۲۸، ۲۴، ۲۶، ۲۳، ۳۰; نذر کے صحیح ہونے کے شرائط ۲۸; نذر میں اخلاص ۲۳; نذر میں نیت ۲۳; یہودیت میں نذر ۱۸، ۱۴

واجبات: ۲۲

وضع حمل: وضع حمل کرنے والی کو حوصلہ دینا ۶; وضع حمل کرنے والی کیلئے آرام ۶; وضع حمل کے بعد مادی ضروریات ۶; وضع حمل کے بعد مبارکباد ۵; وضع حمل کے بعد نفسیاتی ضروریات ۶; وضع حمل کیلئے غذا ۶، ۲

آیت ۲۷

﴿فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا﴾

اس کے بعد مریم بچہ کو اٹھائے ہوئے قوم کے پاس آئیں تو لوگوں نے کہا کہ مریم یہ تم نے بہت برا کام کیا ہے (۲۷)
۱۔ حضرت مریم نے اپنے نو مولود عیسیٰ (ع) سے راہنمائی لینے کے بعد ا سے اعلانیہ اپنی گود میں لیا اور اپنی قوم کی طرف گئیں۔ فاتت بہ قومها تحملہ

۲۔ حضرت مریم لوگوں کی طرف لوٹنے کے وقت ہر قسم کے خوف اور پریشانی سے خالی تھیں۔
فکلی واشربی فإماترتین من البشر فاتت بہ قومها تحملہ

اگرچہ جملہ (آتت بہ قومها) عیسیٰ (ع) کا اپنی والدہ کے ذریعے واضح اظہار کیلئے مکمل تھا لیکن یہاں جملہ حالیہ (تحملہ) کا بھی اضافہ ہوا ہے تاکہ مریم کے اپنے فرزند کو اٹھانے پر دلالت ہو گویا حضرت مریم میں اپنے فرزند کو پنہان کرنے کا کوئی ارادہ ہی نہ رہا ہو بلکہ اعلانیہ انہیں گود میں لیا اور لوگوں میں چلی آئیں۔

۳۔ لوگوں نے مریم کو اپنے بچے کے ہمراہ دیکھتے ہی بغیر سوال و جواب کے ان پر زنا کی تہمت لگائی۔
فاتت بہ قومها تحملہ قالوا یا مریم لقد جئت شیئاً فریاً

(فریاً) صفت شبہ ہے اس سے مراد سنگین، بڑا عجیب اور ایسا کام ہے جو پہلے کبھی نہ ہوا ہو یہ لفظ مادہ (فری) سے بنا ہے کہ جس کا معنی قطع یعنی توڑنا ہے یعنی ایسے عمل نے گزشتہ سنت کو توڑ دیا ہے بھر حال جنہوں نے بھی یہ لفظ کہا انکی مراد حضرت مریم پر زنا کی تہمت تھی۔

۴۔ حضرت مریم اپنی قوم میں ماضی میں بھی صحیح و سالم اور ہر قسم کی بدنامی سے پاکیزہ تھیں۔
قالو یا مریم لقد جئت شیئاً فریاً

(فریاً) بتا رہا ہے کہ لوگوں نے ایک فضول تصور کی بناء حضرت مریم کو خطا کا رجحان اور اس کام سے وہ حیران رہ گئے اسکو گزشتہ سنت کے مخالف جاننا لہذا معلوم ہوا انکے نزدیک مریم کا کردار انتہائی اچھا اور پاکیزہ تھا۔

۵۔ حضرت مریم کے زمانہ میں بیت المقدس کے لوگ، اخلاقی اور جنسی انحرافات کے مقابل بہت حساس

تھے۔ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئاً فَرِيًّا

۶۔ عن أبي جعفر (ع) قال : لما قالت العواتق ... لمريم لقد جئت شيئاً فريّاً أنطق الله تعالى عيسى (ع) عند ذلك (۱)
امام باقر (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ جب نورس کی بہنوں نے مریم سے کہا: "لقد جئت شيئاً فريّاً" اللہ تعالیٰ نے اسی
و قعیسی (ع) کی زبان کو گفتگو کرنے کیلئے کھول دیا۔

احساسات: ماں کے احساسات ۱

روایت: ۶

عیسیٰ: عیسیٰ کا نومولود حالت میں بولنا ۶؛ عیسیٰ (ع) کا قصہ ۱؛ ۶

مریم: مریم پرزنا کی تہمت ۶، ۳؛ مریم کا اچھا سابقہ ۳؛ مریم کا قصہ ۱، ۶، ۲؛ مریم کا لوٹنا ۱؛ ۲؛ مریم کی پریشانی دور ہونا ۲؛ مریم کی
عفت ۳؛ مریم کے احساسات ۱

یہود: زمانہ مریم میں یہود اور جنسی انحرافات ۵؛ زمانہ مریم میں یہود کی تہمتیں ۳؛ زمانہ مریم میں یہود کی صفات ۵

آیت ۲۸

﴿يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكَ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكَ بَعْثًا﴾

ہارون کی بہن نہ تمہارا باپ برا آدمی تھا اور نہ تمہاری ماں بدکردار تھی (۲۸)

۱۔ حضرت مریم کی قوم نے انکے والدین کی عفت و پاکیزگی بیان کرتے ہوئے انہیں بغیر نکاح کے بچہ دار ہونے پر سرزنش
کی۔ ماکان أبوك امرا سوء وماكانت أمك بعثًا

۲۔ حضرت مریم حضرت ہارون کی نسل میں سے تھیں۔ یا أخت هارون

جو قبیلہ جس شخص کی نسل سے تشکیل پائے اسے اسی شخص کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس قبیلہ کے افراد یا
اخت سے ایک دوسرے پکارتے تھے لہذا یہاں حضرت مریم اخت ہارون ہیں کا اطلاق اس حوالے سے تھا کہ وہ ہارون کی
نسل میں سے تھیں۔

۳۔ حضرت مریم کی قوم کے درمیان ہارون ایسی صالح شخصیت تھی کہ پاکیزہ افراد کو انکی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔

(۱) قصص الانبیاء راوندی ص ۲۶۵، ج ۳۰۴، بحار الانوار ج ۱۴ ص ۲۱۵ ح ۱۵۔

بعض مفسرین نے مریم کا ہارون کی طرف منسوب کیے جانے کا مقصد نسبی تعلق نہیں جانا بلکہ ہارون چونکہ حضرت مریم کی قوم میں ایک برجستہ ترین شخص تھے کہ زہد و تقویٰ کے حامل اشخاص کو لوگ انکی طرف منسوب کیا کرتے تھے لہذا ان مفسرین نے اس نسبت کو اس حوالے سے جانا ہے۔

۳۔ مریم کے ایک پاک سیرت بھائی، ہارون تھے۔ یاخت ہارون

یہ بھی امکان ہے کہ حضرت مریم کی قوم نے اس لیے انہیں اخت ہارون کہا کہ ان کا اس نام کا ایک بھائی تھا چونکہ اس کا ذکر خیر مریم کے والدین کی پاکیزہ گی کی مانند لوگوں کی زبانوں پر رہا تھا۔ اس قسم کے شائستہ لوگوں سے مریم کا تعلق لوگوں کے نزدیک انکے گناہ کے بدترین ہونے کی وجہ تھی۔

۵۔ حضرت مریم کے والدین، اپنے زمانہ کے لوگوں میں پاکیزگی اور نیک نامی کے حوالے سے مشہور تھے۔
ماکان أبوك أمراً سوء وما كانت أمك بغيا

۶۔ بیت المقدس کے لوگوں نے حضرت مریم پر زنا کی تہمت لگائی۔ وما كانت أمك بغيا

(بغی) یعنی بدکار عورت (قاموس) لوگوں نے اگرچہ مریم پر واضح طور پر زنا کی تہمت نہیں لگائی لیکن کنایہ کے ساتھ یہ سب کچھ کہا جملہ (وماکانت...) تمہاری ماں بدکار نہ تھی (یعنی تم ایسی ہو۔

۷۔ خاندان بالخصوص باپ کا بچوں کے اخلاقی رشد یا انحطاط میں موثر کردار ہے۔ ماکان أبوك أمراً سوء وما كانت أمك بغيا وہ تعبیر جو حضرت مریم کی قوم نے انکے والد کے حوالے سے استعمال کی ہے اسمیں تمام برائیوں کی نفی تھی۔ یہ تعبیر حکایت کر رہی ہے کہ والد کی برائیاں جیسی بھی ہوں، بچوں کے فاسد ہونے میں اہم کردار رکھتی ہیں البتہ والدہ کا کردار اتنی وسعت سے موثر نہیں ہے۔

۸۔ دوسرے کی نسبت صالح والدین کی اولاد سے کہ جس کے رشتہ دار بھی عظیم ہوں اگر برے افعال صادر ہوں تو وہ زیادہ

مذمت اور شرم کے قابل ہیں۔ یاخت ہارون ماکان أبوك أمراً سوء و ماكانت أمك بغيا

۹۔ حضرت مریم اور انکا خاندان اپنے زمانہ میں لوگوں کے درمیان مشہور و معروف تھا۔

یاخت ہارون ماکان أبوك أمراً سوء و ماكانت أمك بغيا

۱۰۔ روی عن النبی (ص) أنه قال : ہارون

الذی ذکر وہ (فی قوله تعالى : ی أخت هارون) هو هارون أخو موسى (ع)^(۱)

رسول خدا سے روایت نقل ہوئی کہ آپ (ص) نے فرمایا: ہارون جس کا مریم کی قوم نے تذکرہ کیا تھا وہ وہی حضرت موسیٰ (ع) کے بھائی تھے۔

۱۱۔ عن المغيرة بن شعبه قال : بعثني رسول الله (ص) إلى أهل نجران فقالوا: أرايت ما تقرأون ؟ (ی أخت هارون) و موسى قبل عيسى (ع) بكذا وكذا قال : فرجعت فذكرت ذلك لرسول الله (ص) فقال : ألا أخبرتهم أنهم كانوا يسمون بالانبياء والصالحين قبلهم^(۲)

مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں: پیغمبر اکرم (ص) نے مجھے اہل نجران کی طرف بھیجا انہوں نے مجھ سے پوچھا ہمیں بتاؤ یہ جو تم کہتے ہو (یا اخت ہارون) اس سے مراد کیا ہے حالانکہ حضرت موسیٰ (ع) عیسیٰ (ع) سے مدتوں پہلے تھے (اور ہارون ان کے بھائی تھے)

مغیرہ نے کہا میں لوٹ آیا اور سب ماجرا رسول خدا (ص) کی خدمت میں عرض کیا: انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں، انہیں بتایا کہ اس زمانے والے اپنے سے پہلے انبیاء اور صالحین کا نام رکھا کرتے تھے۔

باپ: باپ کے کردار کی اہمیت ۷

صالحین: صالحین کے بچوں کا ناپسندیدہ عمل ۸؛ صالحین کے رشتہ داروں کا ناپسندیدہ عمل ۸

فرزند: فرزند کے انخطاط کے اسباب ۷؛ فرزند کے کمال کے اسباب ۷

فیملی: فیملی کا کردار ۷

مریم: مریم کی سرزنش ۱؛ مریم کا قصہ ۶، ۱؛ مریم پر زنا کی تحمت ۶؛ یہودی میں مریم کی شخصیت ۹؛ مریم کے آباؤ اجداد ۳؛ مریم کے

بھائی ۳؛ مریم کے والدین کا بہترین سابقہ ۵؛ مریم کے والدین کی عفت ۱؛ یہودی میں مریم کے آباؤ اجداد کی شخصیت ۹

ہارون: ہارون اور مریم ۱۰؛ ۱۱؛ ہارون کا احترام ۲؛ ہارون کی طرف نسبت کا معیار ۲؛ ہارون کی نسل ۳؛ یہودی میں ہارون ۲

یہودی: مریم کے زمانہ یہودیوں کی تہمتیں ۶؛ مریم کے زمانہ میں یہودیوں کی سرزنش ۱

(۱) امالی سید مرتضیٰ ج ۴ ص ۱۰۶، تفسیر برہان ج ۳ ص ۱۰ ح ۲۔

(۲) الدر المنثور ج ۵ ص ۵۰۷، نور الثقلین ج ۳ ص ۳۳۳ ح ۶۳۔

﴿فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا﴾

انہوں نے اس بچہ کی طرف اشارہ کر دیا تو قوم نے کہا کہ ہم اس سے کیسے بات کریں جو گہوارے میں بچہ ہے (۲۹)
۱۔ حضرت مریم (ع) نے اپنے نو مولود (حضرت عیسیٰ (ع)) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے اوپر لگائی تہمت کے جواب کی ذمہ داری انکے حوالے کی۔ و ما كانت أُمَّكَ بَغِيًّا _ فاشارت إليه

۲۔ حضرت مریم (ع) اپنی قوم کی تہمتوں کا سامنا کرتے وقت روزہ سے تھیں اور بات نہیں کر رہی تھیں۔
فاشارت إليه

۳۔ حضرت مریم (ع) اپنے نو مولود فرزند حضرت عیسیٰ (ع) میں کلام کرنے اور تہمتوں کو دور کرنے کی قدرت پر یقین رکھتی تھیں۔ فاشارت إليه

حضرت مریم (ع) کا اپنی قوم میں آنا اور اعلانیہ طور پر اپنے فرزند کو لانا اور تہمتوں کے جواب دینے کے بجائے انکی طرف اشارہ کرنا، انکے یقین کو واضح کر رہا ہے۔

۳۔ حضرت مریم (ع) اپنے نو مولود عیسیٰ (ع) کے ساتھ اپنی قوم کی طرف دن کے وقت لوٹ کر آئی تھیں۔
فلن أكلم اليوم إنسياً فأشارت إليه

۵۔ لوگوں نے جب دیکھا کہ حضرت مریم (ع) نے تہمتوں کے جواب کی ذمہ داری اپنے نو مولود حضرت عیسیٰ (ع) کے کندھوں پر ڈال دی ہے تو وہ حیران رہ گئے انہوں نے اس چیز کو تسلیم نہ کیا۔
فأشارت إليه قالو كيف نكلّم من كان في المهد صبياً

آیت میں استفہام انکار ہے اور اس انکار کے ہمراہ بہت سی تاکید بھی ہے۔ (۱) فعل میں استفہام کہ جو ان موارد میں ماضی پر دلالت نہیں کر رہا بلکہ قرار اور ثبات کو سمجھا رہا ہے (۲) (فی المهد) کی قید حضرت عیسیٰ (ع) کی ہر قسم کی حرکت سے عاجزی کی علامت ہے (۳) (صبیاً) قید کی (فی المهد) کے ہوتے ہوئے ضرورت نہ تھی لیکن اسے کہنے والوں نے اپنے انکار اور تعجب میں اضافہ کرنے کیلئے کہا۔

۶۔ گہوارے میں لیٹے ہوئے بچے کا زبان کھولنا اور اپنی

ولادت کے ماجرہ کی وضاحت کرنا، حضرت مریم کی قوم کیلئے قابل تصور نہ تھا۔ کیف نکلم من کان فی المہد صبیہ (مہد) گہوارہ یا ہر وہ جگہ جو چھوٹے بچوں کے آرام کیلئے ہوتی ہے۔

۷۔ حضرت مریم پر بہت سے لوگوں نے زنا کی تہمت لگائی تھی۔ قالوا یا مریم قالوا کیف نکلم

۸۔ دین یہود میں مرد کا اجنبی عورت سے کلام کرنا جائز تھا۔ قالوا یا مریم قالوا کیف نکلم

وہ جو مریم کی طرف آئے اور ان سے گفتگو کی۔ وہ دین داری کا ادعا رکھتے تھے اسی وجہ سے جنزیات کو ابھارتے ہوئے مریم پر اعتراض کیا واضح سی بات ہے اگر یہ چیز ان کے مذہب میں جائز نہ ہوتی تو کوئی اور راہ اختیار کرتے۔

۹۔ نامحرم کی باتیں سننا اور اس سے گفتگو کرنا جائز ہے۔ قالوا یا مریم قالوا کیف نکلم

حضرت مریم سے ان کے ہم مذہب افراد کی گفتگو اور قرآن کا اس چیز کو رد نہ کرنا اور اس پر اعتراض نہ کرنا اسکے شرعی ہونے پر دلیل ہے۔ احکام: ۹

عیسیٰ: عیسیٰ (ع) کا قصہ ۳، ۵؛ حضرت عیسیٰ کا نومولود حالت میں کلام کرنا ۳؛ حضرت عیسیٰ (ع) کے نومولود حالت میں کلام کا عجیب و غریب ہونا ۵

مریم: حضرت مریم پر زنا کی تہمت ۱، ۴؛ حضرت مریم سے دفاع ۱، ۳؛ حضرت مریم کا اشارہ ۱؛ حضرت مریم کا روزہ سکوت ۲؛

حضرت کا مریم کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۷؛ حضرت مریم کا یقین ۳؛ حضرت مریم کے لوٹنے کا وقت ۳

نامحرم: نامحرم سے گفتگو ۹؛ نامحرم کے احکام ۸، ۹؛ یہودیت میں نامحرم سے گفتگو ۸

نومولود: نومولود کے کلام کا عجیب ہونا ۶

یہود: حضرت مریم کے زمانہ میں یہود کا تعجب ۵، ۶

آیت ۳۰

﴿قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا﴾

بچہ نے آواز دی کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے (۳۰)

۱۔ حضرت مریم کے نومولود نے اپنی والدہ کے ساتھ ہی لوگوں کے مجمع میں بات کرنی شروع کی۔

فأشارت إليه قال إني عبد الله

۲۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی حضرت عیسیٰ (ع) کا پہلا اعتراف اور ان کی نگاہ میں سب سے بڑا مقام ہے۔ قال إني عبد الله

نبوت اور آسمانی کتاب کے حامل ہونے پر بھی صفت بندگی، کا مقدم ہونا اس بات کی علامت ہے کہ حضرت عیسیٰ (ع) کی نظر میں یہ صفت، تمام مقامات سے بلند تھی۔

۳۔ حضرت عیسیٰ (ع) نومولودی کے زمانہ میں الہی کتاب اور مقام نبوت کے حامل تھے۔ اتینی الکتب و جعلنی نبیا
۳۔ حضرت عیسیٰ (ع) نے بچپن میں اپنا اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونا، آسمانی کتاب کا حامل اور الہی پیغمبر ہونے کی حیثیت سے تعارف کروایا۔ قال إني عبد الله و اتيني الکتب وجعلني نبيا

۵۔ حضرت عیسیٰ (ع) کا گہوارے میں کلام کرنا اور اپنا تعارف کروانا ان کے معجزات میں ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت مریم کی پاکیزہ ہونے اور لوگوں کی تہمتوں سے بری الذمہ ہونے پر کفایت کرنے والی برہان تھی۔
فاشارت إليه قال إني عبد الله

۶۔ آسمانی کتاب اور مقام نبوت کی عطا، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اتینی الکتب و جعلنی نبیا
۷۔ مقام نبوت اور آسمانی کتاب کے حامل ہونے کیلئے کسی خاص عمر کی قید نہیں ہے۔
كيف تكلم من كان في المهد قال اني عبد الله و اتيني الکتب و جعلني نبيا

۸۔ مقام نبوت کے اثبات کیلئے ولادت میں پاکیزگی من جملہ شرائط میں سے ہے۔ قال وجعلنی نبیا
اگرچہ حضرت عیسیٰ (ع) کا خود بات کرنا ہی حضرت مریم کی پاکیزگی کے اثبات کیلئے معجزہ تھا۔
لیکن جملات میں ایک قسم کا استدلال موجود ہے کہ میں چونکہ پیغمبر ہوں اور پیغمبر کی ولادت حرام سے نہیں ہو سکتی پس میں حلال زادہ ہوں۔

۹۔ مقام نبوت پانے کیلئے عملی تربیت، استعداد اور صلاحیتوں کا حصول ضروری نہیں ہے۔
قال إني عبد الله و اتيني الکتب وجعلني نبيا

حضرت عیسیٰ (ع) نے گہوارہ میں اپنا پیغمبر اور حامل کتاب ہونے کی حیثیت سے تعارف کروایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام نبوت پانے کیلئے کسی صلاحیت اور شخصی زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۰۔ "عن يزيد الكناس قال : سالت ابا جعفر (ع) اكان عيسى ابن مريم حين تكلم في المهد حجة الله على أهل زمانه؟ فقال : كان يومئذ نبيا حجة الله غير مرسل أما تسمع لقوله حين قال إني عبد الله آتاني الكتاب وجعلني نبيا"
... فلما بلغ عيسى (ع) سبع سنين تكلم بالنبوة

یزید کناسی سے روایت ہوئی کہ اس نے امام باقر (ع) سے سوال کیا کہ کیا حضرت عیسیٰ ابن مریم جب گہوارہ میں تھے تو اسی وقت اپنے زمانہ والوں پر حجت خدا تھے؟ تو آپ (ع) نے فرمایا: حضرت عیسیٰ (ع) اسی زمانہ میں پیغمبر اور حجت خدا تھے لیکن رسالت کی ذمہ داری نہیں رکھتے تھے۔ کیا انکی بات آپ نے نہیں سنی کہ انہوں نے فرمایا: "و جعلنی نبیاً" پس جب سات سال کے ہوئے تو نبوت و رسالت کا اظہار کیا اسی زمانہ میں ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی۔

۱۱۔ (عن رسول الله (ص) : ... و هذا عيسى ابن مريم (ع) ... حين اشارت إليه ... قال : إني عبد الله آتاني الكتاب " ... اعطى كتاب النبوة ووصى بالصلاة والزكاة في ثلاثة أيام من مولده و كلمهم في اليوم الثاني من مولده^(۲) رسول اکرم (ص)۔ سے روایت ہوئی ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ حضرت عیسیٰ ابن مریم ہیں کہ جب مریم نے ان کے طرف اشارہ کیا تو انہوں نے کہا: "إني عبد الله آتاني الكتاب" نبوت کی کتاب انہیں دی گئی ہے اور نماز و زکوٰۃ کی تاکید کی گئی یہ سب کچھ انکی ولادت کے تین دن بعد ہوا اور انہوں نے اپنی ولادت کے دوسرے دن لوگوں سے کلام کیا۔

آسمانی کتب: آسمانی کتب کا سرچشمہ ۶؛ آسمانی کتب کے نازل ہونے کی شرائط ۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے افعال ۶

انبیاء: انبیاء کا حلال زادہ ہونا ۸

روایت: ۱۰؛ ۱۱

عیسیٰ: حضرت عیسیٰ (ع) کا قصہ ۱، ۱۱؛ حضرت عیسیٰ (ع) کا معجزہ ۵؛ حضرت عیسیٰ (ع) کے مقامات ۲، ۳؛ حضرت عیسیٰ (ع) کا نومولود حالت میں کلام کرنا ۱، ۵، ۱۱؛ حضرت عیسیٰ (ع) کی نومولود ۲، ۳؛ حضرت عیسیٰ (ع) کی آسمانی کتاب ۳، ۳؛ حضرت عیسیٰ (ع) کی رسالت ۱۰؛ حضرت عیسیٰ (ع) کی عبودیت ۲، ۳؛ حضرت عیسیٰ (ع) کی نبوت ۱۱، ۱۰، ۳، ۳؛ حضرت عیسیٰ (ع) کا نظر ہونا ۲

مریم: حضرت مریم کا اشارہ ۱؛ حضرت مریم کا قصہ ۱؛ حضرت مریم کی پاکیزگی کے دلائل ۵؛ حضرت مریم کی عفت کے دلائل ۵

نبوت: نبوت کا رسالت سے فرق ۱۰؛ بچپن میں نبوت ۱۱، ۱۰، ۳، ۳؛ نبوت کا سرچشمہ ۶؛ نبوت کی شرائط ۷، ۸، ۹

آیت ۳۱

﴿وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا﴾

اور جہاں بھی رہوں با برکت قرار دیا ہے اور جب تک زندہ رہوں نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کی ہے (۳۱)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ (ع) کو تبرک پیغمبر خوش قدم اور خیر و برکت کا باعث قرار دیا۔ وجعلنی مبارکاً اَین ما کنت (برکت) زیادہ ہونا اور فراوان ہونا (مصباح) (مبارک) بہت سے خیر کا سرچشمہ (لسان العرب) اور (این ما کنت) کی تعبیر حضرت عیسیٰ (ع) کی خوش قدمی سے حکایت کر رہی ہے۔ اس طرح کہ وہ جس جگہ بھی ٹھہریں اسی جگہ خیر و برکت بڑھے گی۔

۲۔ حضرت عیسیٰ (ع) نے بچپن میں اپنے میں خیر و خوبی کے فراوان ہونے اور بڑھنے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا شدہ صفات شمار کیا۔ و جعلنی مبارکاً اَین ما کنت

۳۔ حضرت عیسیٰ (ع) کے وجود کی خیر و برکت کسی خاص مکان یا خاص لوگوں تک محدود نہیں ہے۔
وجعلنی مبارکاً اَین ما کنت

۳۔ موجودات کو خیر و برکت عطا کرنا، اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور اسکی منشاء کے مطابق ہے۔ وجعلنی مبارک
۵۔ ساری زندگی نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا، اللہ تعالیٰ کی حضرت عیسیٰ (ع) کو انکی زندگی کے ابتدائی دنوں میں نصیحت تھی۔ و اوصنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا

۶۔ حضرت عیسیٰ (ع) نے لوگوں کو اپنے تعارف کے ضمن میں نماز اور زکوٰۃ کے حوالے سے الہی فرمان حاصل کرنا، اپنی خصوصیات میں سے شمار کیا ہے۔ و اوصنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا

۷۔ نماز اور زکوٰۃ حضرت عیسیٰ (ع) کی شریعت میں دینی ذمہ داریوں میں تھیں۔ و اوصنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ
انبیاء جن تکالیف کے لیے اپنے آپ کو مکلف سمجھتے ہیں اور دوسروں کے سامنے انکا اظہار کرتے ہیں سوائے چند موارد کہ جن پر دلیل ہے باقی انکے پیروکاروں کے لیے بھی ہیں ورنہ دوسروں کیلئے انہیں بیان کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

۸۔ حضرت مریم کے زمانہ کے لوگ نماز اور زکوٰۃ کے مفاہیم سے آشنائی رکھتے تھے۔ و اوصنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ حضرت عیسیٰ (ع) نے گہوارہ میں لوگوں کیلئے نماز اور زکوٰۃ کی بات کی لہذا معلوم ہوا کہ وہ پہلے سے ہی انکے مفاہیم سے آشنا تھے۔

۹۔ نماز اور زکوٰۃ (بندگی کا اظہار اور انفاق) الہی تکالیف میں خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔ وا وصنی بالصلوة والزکوٰۃ
 اللہ تعالیٰ کی نماز و زکوٰۃ کے بارے میں براہ راست سفارش کرنا دونوں کے کمال تک پہنچنے میں اہم کردار اور اہمیت کو واضح
 کر رہی ہے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی طرف حضور پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کی طرف توجہ بھی لازم ہے۔ وا وصنی بالصلوة والزکوٰۃ
 مدامت حیًا

نماز میں صرف اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ بیان ہوئی ہے جب کہ زکوٰۃ کی بنیاد یہ ہے کہ دوسروں کی مال وغیرہ سے مدد کی جائے۔
 ۱۱۔ الہی تکالیف، انسان کی دنیاوی زندگی تک محدود ہیں۔ مدامت حیًا

۱۲۔ نماز اور زکوٰۃ کسی صورت میں بھی ترک نہیں ہونی چاہیے۔ وا وصنی بالصلوة والزکوٰۃ مدامت حیًا
 اگرچہ (مادمات حیًا) والا جملہ حضرت عیسیٰ (ع) کے ساتھ مربوط ہے۔ لیکن تکالیف کے مشترک ہونے کی بناء پر دوسرے
 مسیحی بھی اسکے مکلف ہیں اور جب بھی قرآن گذشتہ ادیان سے کوئی حکم نقل کرے اور اسکے نسخ ہونے کو نہ بتلائے تو
 مسلمانوں پر بھی وہ حکم واجب الاتباع ہوتا ہے۔

۱۳۔ "عن أبي عبد الله (ع) قال في قول الله عز وجل وجعلني مباركاً أين ما كنت قال نفّا عاً؟^(۱)
 امام صادق (ع) سے حضرت عیسیٰ (ع) کی زبان سے ادا ہونے والی کلام الہی (وجعلني مباركاً) کے حوالے سے روایت
 ہوئی ہے کہ: "مبارک" سے مراد، بہت زیادہ نفع پہنچانے والا ہے۔

۱۴۔ عن النبي (ص) : وجعلني مباركاً أين ما كنت" قال : معلماً ومو دياً^(۲)
 رسول خدا سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا: "جعلني مباركاً" یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے تعلیم دینے والا اور ادب
 سکھانے والا بنایا ہے۔

۱۵۔ "معاوية بن وهب قال: سألت أبا عبد الله (ع) عن أفضل ما يتقرب به العباد إلى ربهم وأحب ذلك إلى الله
 عز وجل ما هو؟

(۱) کافی ج ۲ ص ۱۶۵ ح ۱۱ نور الثقلین ج ۳ ص ۳۳۳ ح ۶۴

(۲) الدر المنثور ج ۵ ص ۵۰۹

فقال : ما علم شيئاً بعد المعرفة افضل من هذه الصلاة لا ترى أن العبد الصالح عيسى ابن مريم (ع) قال: واوصاني بالصلاة والزكاة مادمت حياً^(۱)

معاویہ بن وہب کہتے ہیں: میں نے امام صادق سے پوچھا: بہترین چیز جو بندوں کے اللہ تعالیٰ سے تقرب کا باعث ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو وہ کیا ہے؟ فرمایا: میں معرفت کے بعد نماز سے بہتر چیز نہیں جانتا کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ اللہ تعالیٰ کے صلح بندے عیسیٰ ابن مریم نے کہا ہے۔ واوصانی بالصلوة والزکات مادمت حیّا

۱۶۔ قال الصادق (ع) فی قوله (واوصانی بالصلوة و الزکوة قال : زکاة الروؤس^(۲) امام صادق (ع) نے حضرت عیسیٰ (ع) کے کلام "واوصانی بالصلاة والزکوة" کے بارے میں فرمایا: زکوة سرانہ یعنی "فطرہ" ہے۔

احکام: ۱۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی برکات ۱؛ اللہ تعالیٰ کی حیثیت ۳؛ اللہ تعالیٰ کی نصحتیں ۵

انفاق: انفاق کی اہمیت ۹// برکت: برکت کا سرچشمہ ۲؛ ۳

تکلیف: تکلیف کی حدود ۱۱// خیر: خیر کا سرچشمہ ۳

دنیا: دنیا کا کردار ۱۱// ذکر: اللہ تعالیٰ کا ذکر ۱۰

روایت: ۱۳؛ ۱۳؛ ۱۵؛ ۱۶

زکوة: زکوة فطرہ کی اہمیت ۱۶؛ زکوة کی اہمیت ۹؛ ۱۲؛ زکوة کی نصحت ۵؛ ۶؛ زکوة کے احکام ۱۲؛ مریم کے زمانہ میں زکوة

۸ عبودیت: عبودیت کی اہمیت ۹

عیسیٰ: عیسیٰ (ع) کا تعارف ۶؛ عیسیٰ (ع) کا خوش قدم ہونا ۱؛ عیسیٰ (ع) کا قصہ ۶؛ عیسیٰ (ع) کا کردار ۱۳؛ عیسیٰ (ع) کو

نصیحت ۵؛ عیسیٰ (ع) کو وحی ۶؛ عیسیٰ کی برکت ۱، ۲، ۱۳، ۱۳؛ عیسیٰ (ع) کی برکت کی خصوصیات ۳؛ عیسیٰ (ع) کی تعلیمات

۱۳؛ عیسیٰ کی خصوصیات ۶؛ عیسیٰ (ع) کی رائے ۲؛ عیسیٰ کی نومولودی ۵، ۲؛ عیسیٰ (ع) کے فضائل ۱۳، ۲، ۱

لوگ: لوگوں میں کی طرف توجہ کی اہمیت ۱۰

(۱) کافی ج ۳ ص ۲۶۴، نور الثقلین ج ۳ ص ۳۳۴ ح ۶۹

(۲) تفسیر قی ج ۲ ص ۵۰، نور الثقلین ج ۳ ص ۳۳۵ ح ۷۰۔

مسیحیت: مسیحیت میں زکوٰۃ ۷؛ مسیحیت میں نماز ۷

نماز: مریم کے زمانہ میں نماز ۸؛ نماز کی اہمیت ۹؛ ۱۲؛ نماز کی فضیلت ۱۵؛ نماز کی نصیحت ۵؛ ۶؛ نماز کے احکام ۱۲

آیت ۳۲

﴿وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَجْعَلْهُ جَبَّارًا شَقِيًّا﴾

اور اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا بنایا ہے اور ظالم و بد نصیب نہیں بنایا ہے (۳۲)

۱۔ والدہ کے ساتھ اچھا سلوک اور انہیں محترم جاننا، حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کے آغاز سے ہی ان میں الہی سیرت اور خدادادی خصلت۔ وبرا بوالدتی

۲۔ حضرت عیسیٰ (ع) نے گہوارہ میں اپنی والدہ حضرت مریم کے حوالے سے اپنے آپ کا حسن سلوک سے پیش آنے والا اور اچھائی کرنے والا فرزند کے عنوان سے تعارف کروایا اور اس خصوصیت کو الہی عطیہ جانا۔ وبرا بوالدتی
گذشتہ آیت کے قرینہ سے "وبرا بوالدتی" یہ جملہ مقرر ہے۔ وجعلنی برا بوالدتی

۳۔ حضرت عیسیٰ (ع) نے اپنی خصوصیات بتاتے ہوئے اپنی بغیر باپ کے ولادت پر تاکید کی۔ وبرا بوالدتی
حضرت عیسیٰ (ع) نے نیکی کرنے کے حوالے سے

صرف اپنی والدہ کا تذکرہ کیا اپنے والد کا ذکر درمیان میں نہیں لائے تاکہ اپنی گفتگو میں اس بات پر کہ انکی والدہ پاکدامن ہیں تاکید کریں۔

۴۔ حضرت مریم گناہ و فحشا سے پاک و منزہ اور بہت زیادہ اکرام کے لائق ہیں۔ لقد جئت شیئاً فریئاً وبرا بوالدتی

حضرت عیسیٰ (ع) نے اپنے معجزہ کے ساتھ حضرت مریم کو لوگوں کی غلط تہمت سے بری الزمہ کیا۔ اور ساتھ ہی اپنے آپ کو حضرت مریم کا خدمت گزار پیغمبر (ع) بتلایا اور خدمت گزاری کے بیان میں صفت شبہ (برا) کو استعمال کیا جو کہ ثبوت و دوام پر دلالت کرتی ہے تاکہ بہت زیادہ تاکید کرتے ہوئے حضرت مریم کے احترام کو اپنی ذمہ داری شمار کریں۔

۵۔ حضرت عیسیٰ (ع) جباریت سرکشی اور آمریت سے منزہ اور رنج و شکست سے دور تھے۔ ولم يجعلني جباراً شقيئاً
(جبار) اسے کہتے ہیں جو اپنے آپ کو برتر

جانتے ہوئے کسی کے لیے اپنے اوپر کسی قسم کے حق کا قائل نہ ہو (قاموس) اسی طرح وہ جو حق قبول کرنے سے انکار کرے اور اسی طرح جو دوسروں کو اپنے تحت لائے اسے بھی جبار کہتے ہیں (مفردات راغب) شقاوت (یعنی سختی اور شدت) (قاموس) اسی طرح سعادت (کامیابی) کے مقابل معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ (مفردات راغب)

۶۔ اللہ تعالیٰ کی عنایات نے حضرت عیسیٰ (ع) کو حق قبول کرنے والا، خوش بخت اور نرم مزاج والا شخص بنادیا۔
ولم يجعلني جباراً شقيّاً

۸۔ جباریت حق دشمن اور دوسروں کو غلام بنانا، شقاوت اور بد بختی کے اسباب میں سے ہیں۔ ولم يجعلني جباراً شقيّاً (شقیّاً) ممکن ہے (جباراً) کیلئے صفت تو ضیحی ہو یعنی جو بھی جبار ہو اوہ شقی بن جائے گا۔

۹۔ والدہ کے ساتھ نیکی کو ترک کرنا، بد بختی کی علامت ہے۔ وبرّاً بوالدتي ولم يجعلني جباراً شقيّاً

ممکن ہے (لم يجعلني) کا گزشتہ جملے پر "عطف" سبب بر مسبب ہو یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جبار اور شقی نہیں بنایا اس لیے میں اپنی والدہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا ہوں لہذا جو اپنی والدہ کے ساتھ نیکی ترک کرے وہ شقی اور جبار ہے۔

۱۰۔ والدہ کے ساتھ نیکی اور اپنی خواہشات کو ان پر مسلط کرنے سے پرہیز ضروری ہے۔ وبرّاً بوالدتي ولم يجعلني جباراً

جملہ (لم يجعلني جباراً) (اللہ تعالیٰ نے مجھے جبار نہیں قرار دیا) قرینہ (برّاً بوالدتي) کے ساتھ یہ معنی دے رہا ہے کہ میں اپنی والدہ کے در مقابل جبار نہیں ہوں۔

۱۱۔ عن أبي عبد الله (ع) (في تعريف الكبائر) و منها عقوق الوالدين لانّ الله عزوجل جعل العاق جباراً شقيّاً

فی قوله حکایۃ، قال عیسیٰ (ع) (ع) : و "برّاً بوالدتي ولم يجعلني جباراً شقيّاً" (گناہ کبیرہ کی وضاحت میں) امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ عقوق والدین میں سے ایک والدین کی نافرمانی بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام میں حضرت عیسیٰ (ع) سے نقل کرتے ہوئے عاق نافرمانی کرنے والے کو جبار اور شقی قرار دیا ہے۔ جیسا کہ یہ فرمایا:

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی عنایت کے آثار ۶

اللہ تعالیٰ کے عطیات: اللہ تعالیٰ کے عطیات کے شامل حال ۲

تسلط چاہنا: تسلط چاہنے سے پرہیز ۷; تسلط چاہنے کے آثار ۸

جباریت :جباریت کے آثار ۸
حق :حق کے ساتھ دشمنی کے آثار ۸

روایت :۱۱

شقاوت :شقاوت سے پرہیز ۷؛ شقاوت کی علامات ۹؛ شقاوت کے اسباب ۸؛ شقاوت کے اسباب سے پرہیز ۷
ظلم :ظلم سے پرہیز ۷

عیسیٰ (ع) :عیسیٰ (ع) کا قصہ ۳ عیسیٰ (ع) کا منزہ ہونا ۵؛ عیسیٰ (ع) کا نیکی کرنا ۱؛ عیسیٰ (ع) کی تواضع ۵؛ عیسیٰ (ع) کی خوش رفتاری ۲؛ عیسیٰ (ع) کی خلقت کے حوالے سے خصوصیات ۳؛ عیسیٰ (ع) کی رائے ۲؛ عیسیٰ کی سعادت مندی ۵؛ عیسیٰ (ع) کا سعادت کا سرچشمہ ۶؛ عیسیٰ (ع) کی سیرت ۱؛ عیسیٰ (ع) کی عصمت ۵؛ عیسیٰ (ع) کے حق قبول کرنے کا سرچشمہ ۶؛ عیسیٰ (ع) کے فضائل ۱، ۲، ۵، ۶
گناہ کبیرہ :۱۱

ماں :ماں پر اپنی جباریت مسلط کرنے سے پرہیز ۱۰؛ ماں سے نیکی ۱؛ ۲؛ ماں سے نیکی ترک کرنے کے آثار ۹؛ ماں سے نیکی کرنے کی اہمیت ۱۰؛ ماں کا احترام ۱
مریم (ع) :مریم (ع) کا احترام ۳؛ مریم (ع) کا منزہ ہونا ۳؛ مریم (ع) کی عصمت ۳؛ مریم (ع) کی عفت ۳؛ مریم (ع) کے فضائل ۳
والدین :والدین کے عاق ہونے کا گناہ ۱۱

آیت ۳۳

﴿وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا﴾

اور سلام ہے مجھ پر اس دن جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن دوبارہ زندہ اٹھایا جاؤں گا (۳۳)
۱۔ حضرت عیسیٰ (ع) نے گہوارہ میں اپنی ولادت موت اور حشر کے مراحل میں اپنی سلامتی اور مکمل امن کا اعلان فرمایا
_وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا
(السلام) میں "الف ولام" خصوصیات کے استقراق کیلئے ہے یعنی مکمل اور تمام خصوصیات کے ساتھ سلامتی اسی لیے یہ سلام حضرت یحییٰ کے حوالے سے سلام کے ساتھ مختلف ہے۔

۲۔ حضرت عیسیٰ (ع) ولادت کے زمانہ میں صحیح و سالم اور رشد و کمال کیلئے تیار، جسم و روح کے مالک تھے۔
والسّلام علیٰ یوم ولدت

۳۔ حضرت عیسیٰ (ع) کے لیے موت کے لمحات اور روزِ محشر میں مکمل سلامتی اور حفاظت حضرت عیسیٰ (ع) کیلئے ضمانت شدہ اور ناقابلِ تغیر ہے۔ والسّلام علیّوم أموت ویوم أبعث حیّا

۳۔ حضرت عیسیٰ (ع) نے اپنی ولادت کے مرحلہ کو ہر عیب و بدی سے محفوظ کہتے ہوئے اپنی والدہ حضرت مریم (ع) کے لوگوں کے غلط الزامات سے پاک اور منزہ ہونے پر تاکید کی۔ والسّلام علیٰ یوم ولدت

۵۔ ولادت موت اور حشر کا زمانہ انسان کیلئے تین حساس اور تقدیر ساز مراحل ہیں۔ والسّلام علیٰ یوم أبعث حیّا

۶۔ انسان، صحت و سلامتی اور الہی حفاظت کا محتاج ہے حتیٰ کہ موت کے لمحات میں بھی۔ والسّلام علیٰ یوم أموت
موت کے وقت سلامتی سے مراد وحشت، ناامیدی اور اضطراب وغیرہ سے دور ہونا ہے کہ اللہ اور معاد کے منکر اسمیں گرفتار ہونگے۔

۷۔ حضرت مریم (ع) پر تہمت لگانے والے سلامتی اور امن سے بے بہرہ تھے۔ والسّلام علیٰ
(السّلام) یعنی مکمل سلامتی جو کہ تمام خصوصیات لیے ہوئے ہو یہ کلام جو کہ حصر اضافی کا حامل ہے ان لوگوں کے در مقابل جو حضرت مریم کو توبیخ کرنے کیلئے آئے تھے ایک قسم کی تعریض پر مشتمل ہے یعنی صرف میں، مکمل سلامتی رکھتا ہوں لیکن تم لوگ اسے نہیں رکھتے ہو۔

۸۔ حضرت عیسیٰ (ع) دوسرے انسانوں کی طرح ولادت، موت اور حشر کے مراحل لیے ہوئے ہیں اور خود اس چیز کا اعتراف کرتے ہیں۔ یوم ولدت ویوم أموت ویوم أبعث حیّا

۹۔ حضرت عیسیٰ (ع) بعض، پیش آنے والے حوادث سے آگاہ تھے۔ والسّلام علیٰ ... یوم أموت

۱۰۔ اپنے سے یا دوسروں سے تہمتوں کو دور کرنے کیلئے اپنی خصوصیات اور امتیازات کو شمار کرنا، ناپسندیدہ نہیں ہے۔
قال إني عبد الله ویوم أبعث حیّا

۱۱۔ حضرت عیسیٰ (ع) کیلئے آخرت میں خصوصی زندگی۔ ویوم أبعث حیّا

اگرچہ فعل (ابعث) زندہ ہونے پر دلالت کر رہا ہے لیکن (حیّا) کے ساتھ اس کی تصریح شاید اس لیے ہو کہ دوسروں کی نسبت حضرت عیسیٰ (ع) کو آخرت میں خصوصی زندگی حاصل ہوگی۔

۱۲_ انسان، قیامت میں دوبارہ زندہ ہونگے۔ یوم اموت و یوم أبعث حیّا

اپنی تعریف: اپنی تعریف کا جائز ہونا ۱۰

امن و حفاظت: موت کے وقت امن و حفاظت ۶

انسان: انسان کی ضرورتیں ۶/ تقدیر: تقدیر میں موثر اسباب ۵

تہمت: دوسروں سے تہمت کو دور کرنا ۱۰

حشر: حشر کی اہمیت ۵

خود: خود سے تہمت کا دور کرنا ۱۰

سلامتی: موت کے وقت سلامتی ۶

ضرورتیں: امن کی ضرورت ۶؛ سلامتی کی ضرورت ۶

عیسیٰ (ع): عیسیٰ (ع) کی اخروی انیت ۱؛ ۳؛ عیسیٰ (ع) کی اخروی سلامتی ۱؛ ۳؛ عیسیٰ (ع) کا اقرار ۸؛ عیسیٰ (ع) کا بشر ہونا

۸؛ عیسیٰ (ع) کے رشد کا پیش خیمہ ۲؛ عیسیٰ (ع) کے کمال کا پیش خیمہ ۲؛ عیسیٰ (ع) کی تقدیر ۹؛ عیسیٰ (ع) کی حفاظت کا حتمی

ہونا ۳؛ عیسیٰ (ع) کی سلامتی کا حتمی ہونا ۳؛ عیسیٰ (ع) کا حشر ۸؛ عیسیٰ (ع) کے حشر کی خصوصیات ۳؛ عیسیٰ (ع) کی

خصوصیات ۱۱؛ عیسیٰ (ع) کی موت کی خصوصیات ۳؛ عیسیٰ (ع) کی ولادت کی خصوصیات ۳؛ عیسیٰ (ع) کی آخرت میں

زندگی ۱۱؛ عیسیٰ (ع) کی دنیاوی سلامتی ۱؛ عیسیٰ (ع) کے امن کا سرچشمہ ۱؛ عیسیٰ (ع) کی سلامتی کا سرچشمہ ۱؛ عیسیٰ (ع) کی

سلامتی ۲؛ ۳؛ عیسیٰ (ع) کا علم غیب ۹؛ عیسیٰ (ع) کا قصہ ۳؛ عیسیٰ (ع) کا نومولودی میں کلام کرنا ۱؛ عیسیٰ (ع) کا منزہ ہونا ۳؛

عیسیٰ (ع) کی موت ۸؛ عیسیٰ (ع) کی ولادت ۲؛ ۸

مردے: مردوں کی اخروی زندگی ۱۲

مریم (ع): مریم (ع) پر تہمت لگانے والوں کا ناسخ ہونا ۲؛ مریم (ع) کا قصہ ۳؛ مریم (ع) کا منزہ ہونا ۲

موت: موت کی اہمیت ۵

نظریہ کائنات: نظریہ کائنات اور آئنڈیا لوجی ۱۲

ولادت: ولادت کی اہمیت ۵

آیت ۳۳

﴿ذٰلِكَ عِيسٰی ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ﴾

یہ ہے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں قول حق جس میں یہ لوگ شک کر رہے تھے (۳۳)

۱۔ قرآن، حضرت عیسیٰ (ع) کی شخصیت اور حقیقی داستان بیان کرنے والا ہے۔ ذلک عیسیٰ ابن مریم قول الحق (ذلک) کا اشارہ ان اوصاف کا حامل ہے کہ جن کا گزشتہ آیات میں ذکر ہوا ہے اور (قول الحق) فعل محذوف (اقول) کا مفعول ہے۔ یعنی حقیقی بات کر رہا ہوں۔

۲۔ حضرت عیسیٰ (ع) مریم کے فرزند، اور بلند مقام و منزلت کے مالک ہیں۔ ذلک عیسیٰ ابن مریم (ذلک) بعید کیلئے اشارہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے جب اسے نزدیک کیلئے استعمال کیا جائے تو وہاں مقصود مورد اشارہ کی عظمت منزلت اور بڑائی کا بیان ہے۔

۳۔ حضرت عیسیٰ (ع) بغیر والد کے تخلیق ہوئے ذلک عیسیٰ ابن مریم حضرت عیسیٰ (ع) کی والدہ کی طرف نسبت دینا جب کہ ایسی نسبت رواج کے مطابق نہیں ہے۔ مندرجہ بالا نکتہ کو بیان کر رہی ہے۔

۳۔ حضرت عیسیٰ (ع) اللہ تعالیٰ کے فرزند نہیں ہیں۔ عیسیٰ ابن مریم

حضرت عیسیٰ (ع) کی اپنی والدہ حضرت مریم کی طرف نسبت تعریضی ہے ان کے حوالے سے جو انہیں اللہ تعالیٰ کا فرزند جانتے ہیں۔ لہذا انہیں سوائے ماں کے کسی اور طرف منسوب نہیں کرنا چاہئے عد والی آیت اسی نکتہ کو واضح کر رہی ہے۔

۵۔ قرآن، تاریخی حقائق اور انکی واقعیت کو بیان کرنے والا ہے۔ ذلک عیسیٰ ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون

۶۔ حضرت عیسیٰ (ع) اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اسکے فرمان سے وجود پانے والے ہیں۔

ذلک عیسیٰ ابن مریم قول الحق

(قول) کا منصوب ہونا ممکن ہے اسکے حال ہونے کی بناء پر ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ فعل مدح محذوف کی وجہ سے منصوب ہو۔ ان دو احتمالوں کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کی کلام میں (قول الحق) سے مراد، اسکے فرمان پر حضرت عیسیٰ (ع) کی خلقت ہے۔

۷۔ حضرت عیسیٰ (ع) کی ماہیت کے بارے میں (انکے بشر ہونے اور بغیر باپ کے وجود میں آنے میں) تاریخی ادوار میں

غلط قسم کی تردید و شک موجود ہے۔ ذلک عیسیٰ ابن مریم الذی فیہ یمترون

(الذی) عیسیٰ (ع) یا "قول الحق" کیلئے صفت بے اور (امترائی) ("یمترون" کا مصدر) شک و تردید کے معنی میں ہے صیغہ "یمترون" کا غیب ذکر ہونا اس بات سے حکایت کر رہا ہے کہ مسلمانوں سے ہٹ کر ایسے لوگ بھی تھے کہ جو حضرت عیسیٰ (ع) کے بارے میں ایسے عقائد رکھتے تھے کہ جو کہ یقین کی منزل پر نہیں تھے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے اوامر ۶؛ اللہ تعالیٰ کے کلمات ۶

تاریخ بتاریخ کے سرچشمہ ۵

عیسیٰ (ع): عیسیٰ اور اللہ تعالیٰ کا فرزند ہونا ۳؛ عیسیٰ (ع) کا بشر ہونا ۴؛ عیسیٰ (ع) کا قصہ ۱؛ عیسیٰ (ع) کی خلقت کا سرچشمہ ۶؛ عیسیٰ (ع) کی خلقت کے حوالے سے خصوصیات ۲، ۳؛ عیسیٰ (ع) کی ماں ۲؛ عیسیٰ (ع) کے بارے میں شک ۴؛ عیسیٰ (ع) کے فضائل ۶؛ عیسیٰ (ع) کے مقامات ۲

قرآن مجید: قرآن مجید کی تعلیمات ۵؛ ۱

مریم: مریم کا فرزند ۲

آیت ۳۵

﴿مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحَانَهُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾

اللہ کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی کو اپنا فرزند بنائے وہ پاک و بے نیاز ہے جب کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ ہو جا اور وہ چیز ہو جاٹی ہے (۳۵)

۱۔ اللہ تعالیٰ کا مقام اس چیز سے انتہائی بلند و برتر ہے کہ وہ اپنے لیے کوئی فرزند انتخاب کرے۔ ما کان للہ أن یتخذ من ولد (ماکان) کی تعبیر اس وقت استعمال ہوتی ہے

کہ جب اسمیں کوئی پاندار سنت یا کسی موجود کی ذاتی خصوصیات موجود ہوں اور ان کا وضاحت ہوں اس آیت میں "اتخاذ ولد" میں اس تعبیر سے نفی کی گئی ہے یعنی اس چیز کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے۔ (أن یتخذ) کی تعبیر انتہائی لطیف و ظریف ہے یعنی اس باطل عقیدہ میں بھی وہی ہے جو کہ انتخاب کرنے والا ہے اور اسکا انتخاب شدہ اسی سے وابستہ ہے اور اسکی مخلوق ہے۔

۲۔ حضرت عیسیٰ (ع) کو اللہ تعالیٰ کا فرزند بنانے کا وہم، انکی ولادت اور معجزانہ طریقہ سے کلام کرنے کے واقعہ کے غلط

تجزیہ کی بناء پر پیدا ہوا۔ ذلک عیسیٰ ابن مریم ماکان اللہ أن یتخذ من ولد

حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کے بعد اللہ تعالیٰ کے فرزند کی نفی کرنا ہو سکتا ہے اس نکتہ کو بیان کر رہا ہو کہ ایک گروہ نے اس معجزانہ واقعات کو حضرت عیسیٰ (ع) کے اللہ تعالیٰ کے فرزند ہونے کی دلیل جانا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے نہ تو حضرت عیسیٰ (ع) اور نہ ہی کسی اور کو اپنا فرزند قرار دیا ہے۔ ذلک عیسیٰ ابن مریم ماکان اللہ أن یتخذ من ولد (ولد) یہاں پر نکرہ نفی کے سیاق میں ہے جو کہ افادہ عموم کر رہا ہے۔

من زائدہ ہے اور تاکید پر دلالت کر رہا ہے لہذا آیت میں عمومیت تاکید کے ساتھ مراد ہے۔

۳۔ فرزند رکھنا، نقص اور احتیاج کی علامت ہے۔ ماکان اللہ أن یتخذ من ولد سببہ یہاں (سبحانہ) فعل مخذوف جیسے (سجود) کیلئے مفعول مطلق ہے یعنی اسے منزہ جانے جس طرح منزہ جانے کا حق ہے یہاں تنزیہ کا استعمال، اس بات کی علامت ہے کہ "اتحاد ولد" نقص اور کمی کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نقص اور احتیاج سے منزہ ہے۔ ماکان اللہ أن یتخذ من ولد سببہ

۶۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کا ہر قسم کے نقص و احتیاج سے منزہ ہونا ضروری ہے۔ سببہ

۷۔ اللہ تعالیٰ قدرت مطلقہ کا مالک ہے اور جسے وجود میں لانا ہو تو وہ اسے لانے پر قادر ہے۔ إذا قضیٰ أمراً فإنما یقول له کن فیکون

۸۔ ہر وجود کی خلقت، اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور اس کے پیدا ہونے کے فرمان کی بناء پر ہے۔ إذا قضیٰ أمراً فإنما یقول له کن فیکون

۹۔ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو وجود میں لانے کیلئے اسباب و وسائل کے استعمال کا محتاج نہیں ہے۔ إذا قضیٰ أمراً فإنما یقول له کن فیکون

اللہ تعالیٰ کا اسباب و وسائل کا محتاج نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ انہیں استعمال نہیں کرتا۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اسباب و وسائل کا مقام اس کے ارادہ اور فرمان کے بعد ہے لہذا اس کا ارادہ کسی وسیلہ کے ساتھ محدود نہیں ہے اور یہ سب وسائل اس کے فرمان اور اس صورت میں عمل کرتے ہیں جیسا وہ چاہتا ہے۔

۱۰۔ کسی چیز کے موجود ہونے میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کا محقق ہونا ہی کافی ہے۔ إذا قضیٰ أمراً فإنما یقول له کن فیکون

(إنما) حصر پر دلالت کر رہا ہے۔ یعنی موجودات کے محقق ہونے میں سوائے الہی فرمان کے کسی اور چیز کی احتیاج نہیں ہے۔

۱۱۔ الہی فرمان اور کسی چیز کے پیدا ہونے اور محقق ہونے میں کوئی فاصلہ نہیں ہے۔ یقول له کن فیکون (فائی) کے ذریعے "یکون" کا عطف اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مقصود کے متحقق ہونے میں کسی قسم کے فاصلہ کے نہ ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کا تمام موجودات کے ساتھ رابطہ، خالق اور مخلوق کا رابطہ ہے نہ کہ باپ اور فرزند کا ربطہ ماکان للہ أن یتخذ من ولد سبحنہ یقول له کن فیکون اگر حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کو انکے فرزند الہی ہونے کی دلیل قرار دیا جائے جیسا کہ باطل فکر کرنے والے کہتے ہیں تو پھر تمام موجودات کو فرزند الہی کہنا چاہیے اس لیے کہ خداوند عالم نے تمام موجودات من جملہ (حضرت عیسیٰ (ع)) کو (کن) فرمان کے ذریعے پیدا کیا ہے۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کی ہر اس چیز کے اسباب پر قدرت کہ جسے وہ چاہے یہ اسکے فرزند انتخاب کرنے سے منزہ ہونے پر دلیل ہے۔ ماکان للہ أن یتخذ من ولد سبحنہ إذا قضی أمراً فیکون

۱۴۔ حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت اور کلام کرنے کا واقعہ، ارادہ الہی کی تمام کائنات پر حاکمیت کا نمونہ ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ (ع) کے فرزند الہی ہونے کی نشانی۔ ماکان للہ أن یتخذ من ولد إذا قضی أمراً فإنما یقول له کن فیکون

۱۵۔ الہی قضا اور حکم، ناقابل تغیر ہے۔ إذا قضی أمراً فإنما یقول له کن فیکون

۱۶۔ (قال الرضا (ع): ثم جعل الحروف بعد إحصائها وإحكام عدتها فعلاً منه كقوله عز وجل (کن فیکون) وکن منه صنع وما یكون به المصنوع^(۱))

امام رضا (ع) فرماتے ہیں... خداوند عالم حروف کو ان کے اعداد محکم کرنے کے بعد اپنا فعل قرار دیا جیسا کہ خداوند عالم کے اس فرمان میں آیا ہے "کن فیکون" کلمہ "کن" خداوند عالم کی طرف سے ایجاد ہے اور جو بھی اس کے نتیجے میں موجود ہوگا وہ اس کی مخلوق ہوگی۔

اسماء صفات: صفات جلال ۲: ۵، ۶ // اللہ تعالیٰ:

(۱) توحید صدوق ص ۳۴۶ ب ۴۵ ح ۱ نور: الثقلین ج ۴ ص ۳۹۷ ح ۹۹۔

اللہ تعالیٰ اور فرزند ۱۳، ۱۲، ۱، ۳؛ اللہ تعالیٰ اور موجودات ۱۲؛ اللہ تعالیٰ اور محتاجی ۵، ۶؛ اللہ تعالیٰ اور نقص ۵، ۶؛ اللہ تعالیٰ کا علو ۱؛ اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا ۵، ۳، ۱؛ اللہ تعالیٰ کی خالقیت ۱۲، ۴؛ اللہ تعالیٰ کی خالقیت کی خصوصیات ۹؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت ۹، ۴؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی قضا کا حتمی ہونا ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے افعال ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر ۸؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر کا کردار ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر کا فوری ہونا ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کے مقدر کرنے کے آثار ۸؛ اللہ تعالیٰ کے منزہ ہونے کی اہمیت ۶؛ اللہ تعالیٰ کے منزہ ہونے کے دلائل ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے مقدرات ۴؛ خداوند عالم کے ارادہ کی حاکمیت کی نشانیاں ۱۳؛

جہالت: جہالت کے آثار ۲

روایت: ۱۶

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کے فرزند رکھنے کے عقیدہ کا سرچشمہ ۲؛ باطل عقیدے کا سرچشمہ ۲

عیسیٰ (ع): عیسیٰ (ع) کا قصہ ۱۳؛ عیسیٰ (ع) کا نومولودی میں کلام کرنا ۲، ۱۳؛ عیسیٰ (ع) کی ولادت ۱۳، ۲؛ فرزند رکھنا: فرزند رکھنے کے آثار ۳

محتاج: محتاجی کی علامت ۳

موجودات: موجودات کا خالق ۱۲؛ موجودات کی خلقت ۱۱؛ موجودات کی خلقت کا سرچشمہ ۸، ۱۰؛

نظام اسباب: ۹

نقص: نقص کی علامات ۳

آیت ۳۶

﴿وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَأَعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ﴾

اور اللہ میرا اور تمہارا دونوں کا پروردگار ہے لہذا اس کی عبادت کرو اور یہی صراط مستقیم ہے (۳۶)

۱۔ حضرت عیسیٰ (ع) نے گہوارہ میں اللہ تعالیٰ کی اپنے اور دوسرے تمام انسانوں کے پروردگار ہونے کے

عنوان سے شناخت کردائی۔ **وَإِنِ اللّٰهُ رَبُّكُمْ**

جملہ (إِنِ اللّٰهُ رَبُّ) پچھلی آیات میں جملہ (إِنِ عبد اللہ...) پر عطف ہے یہ آیت بھی حضرت عیسیٰ (ع) کی گہوارہ میں بعض باتوں کو نقل کر رہی ہے۔ لہذا آیات (ذٰلِكَ عِيسٰی (ع) ... كُنْ فَيَكُونُ) یہاں جملہ معترضہ ہیں اس جملہ کی سورۃ آل عمران اور سورہ زخرف میں حضرت عیسیٰ (ع) سے نقل شدہ جملات سے مشابہت مندرجہ بالا نکتہ پر تاکید کر رہی ہے۔

۲۔ حضرت عیسیٰ (ع) نے اپنے آپ کو دوسرے تمام لوگوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی طرف محتاج ایک مخلوق جانا اور اسکا سب کے سامنے اعلان کیا۔ **وَإِنِ اللّٰهُ رَبُّكُمْ**

۳۔ حضرت عیسیٰ (ع) کی گہوارہ کی باتوں میں سے تمام لوگوں کو توحید قبول کرنے اور اللہ واحد کی عبادت کرنے کی دعوت۔ **وَإِنِ اللّٰهُ رَبِّيَّ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ**

۴۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے امور کی تدبیر کرنے والا اور انہیں پالنے والا ہے۔ **وَإِنِ اللّٰهُ رَبِّيَّ وَ رَبُّكُمْ**

۵۔ اللہ واحد کی عبادت و پرستش لازم ہے۔ **فَاعْبُدُوْهُ**

۶۔ پروردگار کے لیے عبودیت کا ضروری ہونا ایک ایسا وظیفہ ہے کہ جو کسی قسم کی دلیل کا محتاج نہیں ہے۔ **وَإِنِ اللّٰهُ رَبِّيَّ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ**

حضرت عیسیٰ (ع) کی کلام میں یہ موضوع کہ (جو بھی رب ہو وہ پرستش کے لائق ہے) ایک قبول شدہ بنیادی و اصلی بات تھی۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کی تمام انسانوں پر وسیع ربوبیت کی طرف توجہ، اسکے غیر کی پرستش کو ترک کرنے کا باعث ہے۔ **وَإِنِ اللّٰهُ رَبِّيَّ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ** جملہ "إِنِ اللّٰهُ فَاعْبُدُوْهُ" کیلئے علت ہو سکتا ہے یعنی "اعبدو اللہ لآنہ رَبِّيَّ وَ رَبُّكُمْ"

۸۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر عملی ایمان، عبادت ہے۔ **وَإِنِ اللّٰهُ رَبِّيَّ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ**

۹۔ اللہ واحد کی پرستش اور ربوبیت میں توحید پر اعتقاد، صراط مستقیم ہے۔ **وَإِنِ اللّٰهُ رَبِّيَّ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ** ہذا صراط مستقیم

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا اصلی مقصد، صراط مستقیم کا راستہ پانا ہے۔ **فَاعْبُدُوْهُ** ہذا صراط مستقیم

۱۱۔ حضرت عیسیٰ (ع) لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف دعوت کرنے والے تھے۔ **هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ**

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی تدبیر ۳؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۱؛ ۳؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت قبول کرنا ۸
 انسان: انسانوں کی تربیت کرنے والا ۳، ۱؛ انسانوں کی شرعی ذمہ داری ۶؛ انسانوں کی عبودیت کا بدیہی ہونا ۶؛ انسانوں کے
 امور میں تدبیر کرنے والا ۳

توحید: توحید ربوبی کی طرف دعوت ۳؛ توحید عبادی ۹؛ توحید عبادی کی اہمیت ۵؛ توحید عبادی کی طرف دعوت ۳
 ذکر: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے ذکر کے آثار ۷

صراط مستقیم: صراط مستقیم کی طرف دعوت ۱۱؛ صراط مستقیم کی طرف ہدایت ۱۰
 ضرورتیں: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی ضرورت ۲

عبادت: اللہ تعالیٰ کی عبادت کا بدیہی ہونا ۶؛ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا زمینہ ۷؛ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا فلسفہ ۱۰؛ عبادت کے آثار
 ۸؛ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اہمیت ۵؛ غیر خدا کی عبادت کو ترک کرنے کا زمینہ ۷
 عقیدہ: توحید ربوبیت پر عقیدہ ۹

عیسیٰ (ع): عیسیٰ (ع) کی دعوتیں ۱۱؛ ۳؛ عیسیٰ (ع) کا عقیدہ ۲؛ عیسیٰ (ع) کا قصہ ۱؛ عیسیٰ (ع) کا مربی ہونا ۱؛ عیسیٰ (ع) کا
 نومولودی میں کلام کرنا ۱؛ ۳؛ عیسیٰ (ع) کی معنوی ضروریات ۲
 نظریہ کائنات: توحید نظریہ کائنات ۳

آیت ۳۷

﴿فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾

پھر مختلف گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا اور ویل ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے کفر اختیار کیا اور انہیں بڑے
 سخت دن کا سامنا کرنا ہوگا (۳۷)

۱۔ حضرت مریم (ع) کے زمانہ میں لوگوں کے ایک گروہ میں حضرت عیسیٰ (ع) کی واضح باتیں۔

سننے کے باوجود اخلاف نظر اور کشمکش پیدا ہوئی۔ فاختلف الأحزاب من بينهم

گذشتہ آیات کے پیش نظر کہ جس میں حضرت عیسیٰ (ع) کے مریم کے فرزند ہونے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرزند کی نفی
 کی بات تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان گروہوں میں حضرت عیسیٰ (ع) کی ماہیت کے بارے میں اختلاف تھا۔

۲۔ حضرت مریم (ع) کے زمانہ میں لوگوں کا ایک گروہ حضرت عیسیٰ (ع) اور انکی گفتار پر ایمان لے آئے جب کہ دوسرے گروہ نے کفر اختیار کیا۔ فاختلف الأحزاب من بینہم فویل للذین کفروا

۳۔ حضرت عیسیٰ (ع) اور انکی گفتار کے حوالے سے کفر اختیار کرنے والوں کیلئے قیامت، ایک سخت اور تباہ کرنے والا دن ہے۔ فویل للذین کفروا من مشہد یوم عظیم

(ویل) یعنی عذاب و ہلاکت (لسان العرب) قیامت کا ہلاکت بار ہونا، شدت عذاب سے کنایہ ہے اس طرح کہ اگر روز قیامت موت ہوئی تو اس عذاب میں گرفتار لوگ زندہ نہیں رہیں گے۔

۳۔ وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ (ع) کو حضرت مریم (ع) کا فرزند، اسے تعالیٰ کا بندہ اور رسول نہیں جانتے وہ کافر ہیں۔ فاختلف الا حزاب من بینہم فویل للذین کفروا

۵۔ حضرت عیسیٰ (ع) کے بارے میں اسے تعالیٰ کا فرزند ہونے کا عقیدہ، کفر ہے۔ ما کان للہ أن یتخذ من ولد فویل للذین کفروا من مشہد یوم عظیم

۶۔ روز قیامت، گواہ، حضرت عیسیٰ (ع) کے اسے تعالیٰ کے بیٹے ہونے کے خیال کے باطل ہونے پر اسے تعالیٰ کیلئے گواہی دیں گے۔ فویل للذین کفروا من مشہد یوم عظیم

۷۔ کفار کے خلاف روز قیامت گواہی کا منظر، سخت اور ہلاکت میں ڈالنے والا ہوگا۔ فویل للذین کفروا من مشہد یوم عظیم (مشہد) ممکن ہے اسے مکان ہو یعنی گواہی کی جگہ حرف (من) بتا رہا ہے کہ وہی گواہی کی جگہ کفار کیلئے (ویل) کا سرچشمہ ہے لہذا کہیں گے کہ انکے خلاف گواہی کا منظر، موت دینے والا اور عذاب میں ڈالنے والا ہوگا اس طرح کہ اگر روز قیامت کسی کے لیے موت ممکن ہوتی تو انکا ہلاکت و تباہی کے علاوہ کچھ مقرر نہ ہوتا۔

۸۔ روز قیامت ایک عظیم دن اور حاضر ہونے اور گواہی دینے کا مقام ہے۔ من مشہد یوم عظیم (مشہد) اگر اسے مکان ہو تو مراد، حاضر ہونے اور گواہی دینے کا مقام ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ مصدر میمی ہو اور قیامت میں گواہی اور حضور کا معنی دے رہا ہو۔

عقیدہ: اسے تعالیٰ کے بیٹے رکھنے کا عقیدہ ۵؛ اسے تعالیٰ کے فرزند رکھنے کے عقیدہ کا بطلان ۶

عیسیٰ: عیسیٰ پر ایمان لانے والے ۲؛ عیسیٰ کا بشر ہونا ۳؛

عیسیٰ (ع) کو جھٹلانے والے ۲؛ عیسیٰ (ع) کا قصہ ۲؛ عیسیٰ کی عبودیت ۳؛ عیسیٰ کے بارے میں اختلاف کرنے والے ۱؛
 قیامت میں عیسیٰ (ع) کو جھٹلانے والے ۳
 قیامت: قیامت کی عظمت ۸؛ قیامت کے ہول و پریشانی ۴؛ قیامت میں حقائق کا ظہور ۶؛ قیامت میں سختی ۳؛ قیامت میں
 گواہی ۸؛ قیامت میں گواہی دینے والے ۶
 کفار ۳؛ کفار کے خلاف اخروی گواہی دینے والے ۴
 کفر: کفر کے اسباب ۳؛ ۵
 مریم (ع): مریم (ع) کے زمانہ میں لوگوں کا اختلاف ۱؛ مریم (ع) کا فرزند ۳
 مسیحیان: مسیحیوں میں اختلاف ۱

آیت ۳۸

﴿اَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونا لَكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾

اس دن جب ہمارے پاس آئیں گے تو خوب سنیں اور دیکھیں گے لیکن یہ ظالم آج کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہیں (۳۸)
 ۱۔ کفار روز قیامت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے وقت، حیرت انگیز بصارت و سماعت کے حامل ہونگے۔
 أسمع بهم و أبصر يوم يأتونا

(اسمع بہم) و (ابصر) تعجب کے صیغے ہیں یعنی کسی قدر بصارت اور سماعت رکھنے والے ہیں۔

۲۔ قیامت، حقائق کے واضع اور ظہور کا دن ہے۔ أسمع بهم و أبصر يوم يأتونا

۳۔ قیامت، لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے حضور میں آنے کا دن ہے يوم يأتونا

۳۔ حقائق کا سامنا کرنا اور انہیں درک و لمس کرنا، کفار کیلئے روز قیامت عذابوں میں سے ایک عذاب ہے۔

فویل للذین کفروا من مشهد یوم عظیم۔ اُسمع بهم وأبصر یوم یا توننا

گذشتہ آیت س کفار کیلئے روز قیامت میں سختی اور شدت کا تذکرہ ہو ایہاں ان سختیوں میں سے ایک کا ذکر ہے اور وہ حقائق کا درک و فہم ہے۔

۵۔ وہ لوگ جنہوں نے حضرت عیسیٰ (ع) کو اللہ تعالیٰ کا فرزند قرار دیتے ہوئے انکی توحیدی تعلیمات سے کفر اختیار کیا وہ واضح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ لکن الظلمون الیوم فی ضلل مبین

(الیوم) میں الف ولام ممکن ہے عہد حضوری ہو یعنی "آج" تو اس صورت میں اس سے مراد دنیاوی زندگی کے آیام ہیں اور گذشتہ آیت کے قرینہ کی بناء پر (ظالمان) سے مراد وہ ہیں کہ جنہوں نے حضرت عیسیٰ (ع) کی بات کا انکار کیا اور انکے بارے میں افراط و تفریط کی راہ اختیار کی۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کیلئے حضرت عیسیٰ (ع) کے فرزند ہونے کا گمان، ایک ظالمانہ گمان اور واضح گمراہی ہے۔
ما کان للہ أن یتخذ من ولد لکن الظلمون الیوم فی ضلل مبین

۷۔ کفار، ظالموں اور گمراہوں کے زمرے میں شمار ہوتے ہیں۔ فویل للذین کفروا لکن الظلمون الیوم فی ضلل مبین
۸۔ روز قیامت، کفار کی سماعت و بصارت انکی نجات کا باعث نہ ہوگی۔ اُسمع بهم وأبصر یوم یا توننا لکن الظلمون الیوم فی ضلل مبین (الیوم) میں اگر "ال" عہد ذکر می ہو تو مراد روز قیامت ہے کہ جو (یوم یا توننا) میں مطرح ہوا ہے اور (لکن) انکے وہم نجات سے استدراک ہے کہ جملہ (اُسمع بهم وأبصر) اسے وجود میں لایا ہے۔

۹۔ روز قیامت، حقائق کی شناخت اور اس پر ایمان نجات کا موجب نہیں ہے۔ اُسمع بهم وأبصر لکن الظلمون الیوم فی ضلل مبین

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے حضور ۳

ظالمین: ۷

ظلم: ظلم کے موارد ۶

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کے فرزند رکھنے کے بارے میں عقیدہ ۵، ۶؛ باطل عقیدہ ۶

قیامت: قیامت کی خصوصیات ۱۳، ۲؛ قیامت میں ایمان ۹؛ قیامت میں حقائق کا ظہور ۲؛ ۳

کفار: کفار کا آخرت میں عذاب ۳؛ روز قیامت کفار ۱؛ کفار کی اخروی بصارت کے آثار ۸؛ کفار کی

اخروی حیرت انگیز بینائی ۱؛ کفار کی اخروی حیرت انگیز سماعت ۱؛ کفار کی اخروی سماعت کے آثار ۸؛ کفار کی گمراہی ۵
گمراہ ۴:

گمراہی: گمراہی کے موارد ۶
مشرکین: مشرکین کی گمراہی ۵

آیت ۳۹

﴿وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾

اور ان لوگوں کو اس حسرت کے دن سے ڈرائیے ب قطعی فیصلہ ہو جائے گا اگرچہ یہ لوگ غفلت کے عالم میں پڑے ہوئے ہیں اور ایمان نہیں لارہے ہیں (۳۹)

۱۔ روز قیامت کے حسرت ناک واقعات کے حوالے سے لوگوں کو ڈارنے اور خبردار کرنے لیے پیغمبر اکرم (ص) کی ذمہ داری۔ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ

ضمیمہ (ہم) جملہ (أَنذِرْهُمْ) میں تمام لوگوں کو شامل ہے (الحسرة) کے ساتھ یوم کے اضافہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دن سب اپنے ماضی پر افسوس کا اظہار کریں گے اس لیے اس روز کو روز حسرت کہا گیا ہے۔

۲۔ روز قیامت، لوگوں کا دنیا میں اپنے اعمال پر حسرت و افسوس کا دن ہے۔ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ

۳۔ "یوم الحسرة" (روز افسوس) قیامت کے اسماء و صفات میں سے ہے۔ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ

۳۔ روز قیامت، فرصت کے تمام ہونے اور غلطیوں اور انحرافات کے جبران نہ کر سکنے کا دن ہے۔

وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ

(یوم الحسرة) کے قرینہ کی بناء پر (الامر) سے مراد ایسی فرصتیں ہیں کہ جس کا ہاتھ سے جانا، حسرت کا باعث ہے اور (قضى)

(قضا) سے ہے جس کا مطلب "فیصلہ کرنا اور اتمام کرنا" ہے اس طرح کہ اب جبران نہ ہو سکتا ہو (مفردات راغب)

۵۔ کفار اور ظالمین، روز قیامت دنیا میں مواقع کے ضائع ہونے کی بناء پر حسرت کریں گے۔ وَأَنْذَرَهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ
الْأَمْرُ (إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ) میں "إِذْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ" کو بیان کر رہا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ روز حسرت اسی وقت ہے کہ جب
موضوع ہی حتم ہو چکا ہو۔

۶۔ روز قیامت، امور کے فیصلہ اور انسان کے حتمی مقدر طے کرنے کا دن۔ اِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ
ممکن ہے کہ (الامر) سے مراد لوگوں کے جہنمی یا جنتی ہونے قطعی تعیین ہو اس صورت میں (قضى الأمر) کا تعلق قطعی احکام
کے صادر ہونے اور اس مرحلہ سے گزرنے سے ہے۔

۷۔ حضرت عیسیٰ (ع) کا اللہ تعالیٰ کے فرزند ہونے کا عقیدہ، روز قیامت حسرت و افسوس کا سبب ہے۔
فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابَ وَأَنْذَرَهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ

۸۔ غفلت اور بے ایمان کے ساتھ موت روز قیامت حسرت کا باعث ہے۔ وَأَنْذَرَهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ
فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ضمیر (ہم) پچھلی آیت میں (الظالمون) کی طرف لوٹ رہی ہے اور جملہ (ہم فی...) حالیہ ہے پس
آیت کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں ظالموں کی فرصت تمام ہو چکی ہے اس حال میں کہ وہ غافل تھے اور معاد پر ایمان نہیں
لائے۔

۹۔ قیامت پر ایمان نہ لانا اور اسکے حسرت زدہ کرنے سے غفلت ظلم ہے۔ لَكِنَّ الظَّالِمُونَ هُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ
۱۰۔ حضر عیسیٰ (ع) کو اللہ تعالیٰ کا فرزند سمجھنے والے غفلت کی گہرائیوں میں غرق بے ایمان لوگ ہیں۔ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابَ
وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ "غفلة" کا نکرہ آنا بتاتا ہے کہ اسکی حدود واضح اور معین نہیں ہیں۔

۱۱۔ غافلوں اور قیامت کے منکرین کو انذار اور قیامت میں حسرت کے اسباب سے خوف دلانا پیغمبر اکرم (ع) کے
وظائف میں سے ہے۔ وَأَنْذَرَهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

۱۲۔ لوگوں انکے اضروی انجام سے غفلت سے ڈرانے اور بیدار کرنے کا ضروری ہونا۔ وَأَنْذَرَهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ

۱۳۔ قیامت سے غفلت، کفر اختیار کرنے اور بے ایمان ہونے کا پیش خیمہ ہے۔

وَأَنْذَرَهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

۱۴۔ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ (ص) : إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ يُقَالُ : يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خَلُودٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ
النَّارِ خَلُودٌ فَلَا مَوْتَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) : (وَأَنْذَرَهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ

فی غفلة) وأشار بيده و قال : أهل الدنيا في غفلة^(۱) رسول اکرم (ص) سے روایت ہوئی ہے جبہشتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے۔ تو کہا جائیگا اے جنت والو (یہ جگہ) تمہارے لیے جاودانی ہے اور موت نہیں ہے اے جہنم والو (یہ جگہ) تمہارے لیے جاودانی ہے اور موت نہیں ہے پھر رسول خدا (ص) نے اس آیت کی تلاوت فرمائی "أَنذَرَهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَ هُمْ فِي غَفْلَةٍ" اس وقت آنحضرت نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیا اور فرمایا: اہل دنیا غفلت میں ہیں۔

آنحضرت: آنحضرت کی ذمہ داری ۱۱؛ ۱۱؛ آنحضرت کے ڈراوے ۱۱؛ ۱
 انسان: انسانوں کی غفلت ۱۳// جنت: جنت میں جاودانی ۱۳
 جہنم: جہنم میں جاودانی ۱۳// حسرت: آخرت میں حسرت کے اسباب ۵؛ ۴؛ ۸
 ڈراوا: اخروی انجام سے ڈراوا ۱۲؛ اخروی حسرت سے ڈراوا ۱۱؛ قیامت سے ڈراوا ۱۱
 روایت: ۱۳

ظالمین: ظالموں کی اخروی حسرت ۵
 ظلم: ظلم کے موارد ۹
 عقیدہ: اللہ تعالیٰ کے فرزند کے بارے میں عقیدہ رکھنے کے اخروی آثار ۴
 عمل: عمل کی فرصت ۳؛ عمل کے اخروی آثار ۲
 غافلین: غافلین کو انداز ۱۱؛ غافلین کو انداز کرنے کی اہمیت ۱۲
 غفلت: اخروی حسرت سے غفلت ۹؛ قیامت سے غفلت کے آثار ۱۳
 فرصت: فرصت کے تباہ ہونے کے آثار ۵
 قیامت: قیامت کو جھٹلانے والوں کو انداز ۱۱؛ قیامت کی خصوصیات ۲، ۶، ۳؛ قیامت کے نام ۳؛ قیامت میں انجام کی تعیین ۶؛ قیامت میں حسرت ۱
 کفار: کفار کی اخروی حسرت ۵

کفر: کفر کا پیش خیمہ ۱۳

مشرکین: مشرکین کی بے ایمانی ۱۰؛ مشرکین کی غفلت ۱۰

معاد: معاد کو جھٹلانا ۹

موت: غفلت کے ساتھ مرنے کے آثار ۸؛ کفر کے ساتھ مرنے کے آثار ۸

یوم الحسرة: ۳

آیت ۳۰

﴿إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ﴾

بیشک ہم زمین اور جو کچھ زمین پر ہے سب کے وارث ہیں اور سب ہماری ہی طرف پلٹا کر لائے جائیں گے (۳۰)

۱۔ اللہ تعالیٰ ساری زمین اور زمین والوں کا تنہا وارث ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا

۲۔ اللہ تعالیٰ کی مالکیت کے سوا باقی تمام مالک لغو اور فناء ہو جائیں گی۔ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا

اللہ تعالیٰ ابھی ابھی کائنات کا حقیقی مالک ہے اس لیے ورثہ پانا سے مراد حقیقت میں مالکیت کا انتقال نہیں ہے بلکہ مراد، اس سے دنیا کی اعتباری مالکیتوں کا فناء ہونا اور ان کے ساتھ مالکوں کا بھی فنا ہونا ہے تاکہ حقیقی مالک کامل طور پر ظاہر ہو اور اسکے مقابل کوئی اعتبار نہ رہے۔

۳۔ مال و متاع اور طاقتیں کفر و غفلت میں پڑنے کیلئے بڑے اسباب میں سے ہیں۔ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ

اس آیت کی گزشتہ آیت سے ربط کی وجوہات میں سے ایک سبب غفلت اور اسے ختم کرنے کا بیان ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنے اندر غفلت کے اسباب ختم کرنے پر توجہ دلاتے ہوئے دنیا کی ثروت اور اہل زمین کے فناء ہونے پر تاکید فرمائی۔

۳۔ تمام انسان، اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ

(یرجعون) کے مجہول ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ خواہ انسان چاہیں یا نہ چاہیں اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

۵۔ زمین کی تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ رہی لیں۔ وَمِنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ

(من علیہا) سے مراد، زمین کے تمام موجودات ہو سکتے ہیں البتہ کلمہ (من) کا استعمال اس بناء پر ہوا کہ (ذوی العقلائی) غیر ذوی العقول پر برتری رکھتے ہیں۔

۶۔ اللہ تعالیٰ، بغیر فرزند کے اور اس سے بے نیاز ہے۔ ما کان اللہ أن یتخذ من ولد إنا نحن نرث الأرض ومن علیہ گذشتہ آیات میں حضرت عیسیٰ (ع) کے فرزند الہی ہونے کا ذکر زیر بحث آیا تو اس بیان سے کہ تمام موجودات اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ جائیں گے اور وہ ان سے ہے بانیاز اس گمان کے باطل ہونے پر تاکید ہوئی ہے۔

۷۔ روز قیامت، انسان کا دنیا میں اپنی اعتباری مالکیت سے رابطہ بالکل کٹ جائیگا۔ و أنذرهم یوم الحسرة... إنا نحن نرث الأرض ومن علیہا و إلینا یرجعون اللہ تعالیٰ نے زمین کے ساتھ ساتھ زمین والوں کو بھی اپنی میراث جانا ہے یعنی ملک اعتباری کے ساتھ ساتھ مالک اعتباری بھی لہذا روز قیامت یہ دونوں صرف اپنے حقیقی مالک کے ساتھ ہی مرتبط ہونگے۔

اسماء و صفات: صفات جلال ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور فرزند ۶؛ اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا ۶؛ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی ۶؛ اللہ تعالیٰ کی مالکیت کی خصوصیات ۲؛ اللہ تعالیٰ کی وراثت ۱؛ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ۱

اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا ۳، ۵

انسان: انسانوں کا انجام ۳؛ انسانوں کا وارث ۱؛ روز قیامت انسان ۷

ثروت: ثروت کے آثار ۳

زمین: زمین کے وارث ۱

غفلت: غفلت کا پیش خیمہ ۳

قدرت: قدرت کے آثار ۳

قیامت: قیامت کی خصوصیات ۷؛ قیامت میں دنیاوی مالکیت ۷

کفر: کفر کا پیش خیمہ ۳

موجودات:

موجودات کا انجام ۵؛ موجودات کی مالکیت کی خصوصیات ۲

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۳؛ ۵

آیت ۳۱

﴿وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صَدِيقًا نَّبِيًّا﴾

اور کتاب خدا میں ابراہیم کا تذکرہ کرو کہ وہ ایک صدیق پیغمبر تھے (۳۱)

- ۱۔ آنحضرت کا کی ذمہ داری ہے کہ قرآن میں سے حضرت ابراہیم کی داستان یاد دلائیں۔ واذکر فی الکتب ابراہیم
- ۲۔ پیغمبروں اور اخلاق و معنویت کے نمونوں کا ذکر و تجلیل قرآن مجید میں استعمال شدہ ہدایتی و تبلیغی روشوں میں سے ایک روشن ہے۔ واذکر فی الکتب ابراہیم انہ کان صدیقاً

۳۔ حضرت ابراہیم (ع) کی زندگی اور ان کے خصوصیات، زندگی ساز اور درس آموز ہیں۔ واذکر فی الکتب ابراہیم

۴۔ الہی و معنوی شخصیتوں کی یاد منانے اور ان کے تکریم و تجلیل کا ضروری ہونا۔ واذکر فی الکتب ابراہیم

۵۔ حضرت ابراہیم (ع) صدیقین اور الہی پیغمبروں میں سے تھے۔ واذکر فی الکتب ابراہیم انہ کان صدیقاً نبیاً

۶۔ حضرت ابراہیم کردار و گفتار میں ہم آہنگی اور سچائی کے حوالے سے عروج پر تھے۔ انہ کان صدیقاً

(صدیق) صیغہ مبالغہ ہے یعنی جس سے بہت زیادہ سچائی ظاہر ہو بعض اہل لغت نے (صدیق) کا معنی یہ کیا ہے کہ وہ جو اپنے گفتار اور اعتقاد میں صادق ہو اپنی سچائی کو اپنے عمل میں ثابت کیا ہو (مفردات راغب)

۷۔ حضرت ابراہیم (ع) کا مقام نبوت اور صدیق ہونا، انکی قرآن میں تجلیل اور یاد کا موجب بنا۔ واذکر فی الکتب ابراہیم کان صدیقاً نبیاً جملہ (انہ کان صدیقاً نبیاً) (واذکر) کیلئے علت کے مقام پر ہے۔

۸۔ معنوی عظمتیں اور گفتار و عمل میں سچائی و نیکی، افراد کی یاد و نام کی تکریم کیلئے اہم معیار ہیں۔ واذکر انہ کان صدیقاً نبیاً حضرت ابراہیم (ع) کا انکے مقام نبوت اور صدیق ہونے کی بناء پر یاد کیا جانا ان تمام لوگوں کیلئے

درس ہے کہ سچائی کی ترویج کرنے میں شخصیتوں کے معنوی اور حقیقی جوانب کو مد نظر رکھنا چاہئے
۹ الہی اور معنوی مقامات تک پہنچنے کیلئے ہر حوالے سے سچائی کی راہ میں قدم بڑھانے کا خصوصی کردار ہے۔
إنه كان صديقاً نبياً

حضرت ابراہیم (ع) کی صفات میں سے (صدیق) کا ذکر کرنا اور اسے نبوت کے وصف پر بھی مقدم رکھنا بتا رہا ہے کہ "صدیق ہونا" درجات و مقامات تک پہنچنے میں عمدہ کردار ادا کرتا ہے۔
۱۰۔ صداقت، مقام نبوت تک پہنچنے کی شرط ہے۔ إنه كان صديقاً نبياً
(صدیق) کا (نبی) پر مقدم ہونا، مندرجہ بالا نکتہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔
آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۱

ابراہیم (ع): ابراہیم کی راست گوئی ۶؛ ابراہیم کی صداقت ۵، ۶؛ ابراہیم کی صداقت کے آثار ۷؛ ابراہیم کی نبوت ۵؛ ابراہیم کی نبوت کے آثار ۷؛ ابراہیم کے فضائل ۶، ۷؛ ابراہیم کے قصہ سے عبرت ۳؛ ابراہیم کے مقامات ۵
انبیاء: انبیاء کا احترام ۲؛ انبیاء کی تعظیم ۲
اولیاء اللہ: اولیاء اللہ کی تعظیم کی اہمیت ۳
اہمیت: اہمیتوں کا معیار ۸؛ معنوی اہمیت ۸

تبلیغ: تبلیغ کی روش ۲

تکریم: تکریم کا معیار ۸

ذکر: ابراہیم کے ذکر کے اسباب ۷؛ انبیاء کا ذکر ۲؛ بہترین نمونوں کا ذکر ۲؛ قصہ ابراہیم کا ذکر ۱

راست گوئی: راست گوئی کی اہمیت ۸

صداقت: صداقت کی اہمیت ۸؛ صداقت کے آثار ۱۰

عبرت: عبرت کے اسباب ۳

قرآن: قرآن کے قصص ۱

نبوت: نبوت کی شرائط ۱۰

ہدایت: ہدایت کی روش ۲

آیت ۳۳

﴿إِذْ قَالَ لِأُيُوبَ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا﴾

جب انھوں نے اپنے پالنے والے باپ سے کہا کہ آپ ایسے کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ کچھ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے اور نہ کسی کام آنے والا ہے (۳۲)

۱۔ حضرت ابراہیم (ع) نے آذر کی بت پرستی کی بناء پر اس سے بحث اور گفتگو کی۔ اِذْ قَالَ لِأُيُوبَ ی أَبَت لِمَ تَعْبُد مَا لَا یسمع و لا یبصر و لا یغنی عنک شیئا جیسا کہ سورہ انعام میں آیا ہے حضرت ابراہیم کے مخاطب کا نام آذر تھا۔

۲۔ آذر (حضرت ابراہیم (ع) کا باپ یا چچا) مشرک اور بت پرست تھا۔ اِذْ قَالَ لِأُيُوبَ یأبت لِمَ تَعْبُد مَا لَا یسمع (آذر) یا تو حضرت ابراہیم (ع) کا باپ تھا جیسا کہ بعض آیات کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے اور چند روایات بھی اس چیز کی تائید کرتی ہیں یا یہ کہ دوسری روایات کے مطابق انکا چچا ہے چونکہ کلمہ (اب) کا عرب زبان میں (چچا) پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔ قرآن میں سورہ بقرہ کی ایک سو تینتویں آیت میں یہی معنی استعمال ہوا ہے (نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَآلَهُ أَبَانِكَ اِبْرَاهِيمَ وَ اِسْمَاعِيلَ) اس آیت میں لفظ (اب) چچا کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے کیونکہ اسماعیل، یعقوب (ع) کے چچا تھے۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ آذر، ابراہیم کے نانا تھے۔

۳۔ آذر کے منحرف عقیدہ اور شرک کے ساتھ حضرت ابراہیم (ع) کا منطق و دلیل سے سامنا کرنا۔
لِمَ تَعْبُد مَا لَا یسمع و لا یبصر

۳۔ حضرت ابراہیم (ع) کی آذر کے ساتھ گفتگو انکی نبوت کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ اِنَّهٗ كَانَ صَدِّیْقًا نَّبِیًّا اِذْ قَالَ لِأُیُوبَ (اِذْ قَالَ) کے بارے میں چند ادبی احتمالات موجود ہیں (۱) ابراہیم کیلئے بدل ہو تو اس صورت میں پچھلی آیت میں (اذکر) کیلئے حکم مفعول رکھتا ہے (۲) "کان" یا "نبیا" کیلئے ظرف ہو۔ مندرجہ بالا مطلب دوسرے احتمال کی بناء پر ہے۔

۵۔ آذر ایسے بتوں کی پرستش کرنے والا تھا جو دیکھنے سننے اور کچھ کرنے سے محروم اور خطرہ کے مقابل اپنے دفاع سے عاجز تھے۔ مَا لَا یسمع و لا یبصر و لا یغنی عنک شیئا

۶۔ بتوں کا فہم و ادراک سے محروم ہونا، اپنی ضروریات پوری کرنے اور خطرہ سے بچنے سے انکی ناتوانی، حضرت ابراہیم کی بت پرستی کے غلط ہونے پر دلیل تھی۔ یا اُبت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا

(اغنائی) "لا یغنی" کا مصدر کفایت کرنے اور روکنے کا معنی دیتا ہے (لسان العرب سے اقتباس) اور جملہ (لا یغنی عنک شیئا) یعنی نہ تم سے کوئی چیز دور کی ہے اور تمہیں اس سے کفایت نہیں کرتا۔

۷۔ سماعت و بصارت (ادراک) ضرورت پوری کرنے اور خطرات کو دور کرنے پر قدرت، معبود حقیقی کی واضح سی شرط ہے۔ لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا

۸۔ ضروریات پوری کرنا اور خطرات کو دفع کرنا، یہ معبودوں کی عبادت میں اہم ترین انگیزہ ہوتا ہے۔ یا اُبت لم تعبد ما لا یغنی عنک شیئ آزر کی بت پرستی کے خلاف حضرت ابراہیم کی دلیلوں میں سے ایک یہ تھی کہ بت تمہاری ضروریات کو پورا کرنے پر قادر نہیں ہیں لہذا تم کس لیے ان کی پرستش کرتے ہو اس استدلال ہے استفادہ ہوتا ہے کہ ضروریات کو پورا کرنا، عبادت کرنے کی اہم ترین دلیل ہے۔

۹۔ سوالات کے ذریعے لوگوں کو اپنے عقیدہ اور اعمال پر تحقیق و فکر ابھارنا تربیت و تبلیغ کی بہترین روش ہے۔ لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر

۱۰۔ عقائد میں فرعی اور ادب کے ساتھ ساتھ منطقی انداز میں دلیل دیتے ہوئے گفتگو اور دعوت توحید دینا ضروری ہے۔ ی اُبت لم تعبد ما لا یسمع حضرت ابراہیم (ع) نے آزر کو میرے والد کی تعبیر کے ساتھ خطاب کیا ہے اسمیں انتہائی لطافت و محبت ہے۔ بعد والے جملات جو کہ دلیل والے انداز میں بیان ہوئے سب کے سب واضح مقدمات اور منطقی نتائج پر مشتمل ہیں۔ حضرت ابراہیم کے انداز گفتگو سے یہ نتیجہ لیا جاسکتا ہے کہ عقائد میں گفتگو کے وقت ان دوارکان کا ضرور لحاظ کرنا چاہیے۔

۱۱۔ بت پرستی کی نفی میں حضرت ابراہیم کے آزر کے ساتھ مناظرے بہت اہم اور یاد و تکریم کے قابل ہیں۔ واذکر فی الکتب ابراہیم اذ قال لا یبہ ... ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئ "اذ قال" "اذ" میں ابراہیم سے بدل ہے اور حقیقت میں "اذکر" کیلئے مفعول ہے۔ حضرت ابراہیم کا انداز استدلال اور استعمال شدہ مفہیم بتا رہے ہیں کہ انکی گفتگو کا یہ مجموعہ کس قدر اہم اور یاد کے قابل تھا۔

۱۲۔ پیغمبروں کی گفتگو اور استدلال غور و فکر کے لائق اور لوگوں کو تبلیغی روش اخذ کرنے کا سرچشمہ ہے۔
إذ قال لا بیه یاأبت لم تعبدمالا یسمع

۱۳۔ رشتہ داری اور معاشرتی روابط، تبلیغ اور الحاد کی مخالفت میں مانع نہیں ہونے چاہیے۔ إذ قال لا بیه یاأبت لم تعبد مالا یسمع

آزر: آزر کا شرک ۵، ۳، ۲؛ آزر کی بت پرستی ۲، ۱، ۵؛

ابراہیم: ابراہیم کا باپ ۲؛ ابراہیم کا چچا ۲؛ ابراہیم کے بحث کی روش ۳، ۳؛ ابراہیم کا شرک سے مقابلہ کرنا ۱۱، ۱، ۳؛
ابراہیم کا قصہ ۱، ۳، ۱۱، ۳؛ ابراہیم کی بحث و گفتگو ۱؛ ابراہیم کی بحث و گفتگو کی اہمیت ۱۱؛ ابراہیم کی بحث و گفتگو کا
وقت ۳؛ ابراہیم کی گفتگو کی روش ۳؛ ابراہیم کی نبوت ۳؛

استدلال: استدلال کا طریقہ ۱۰

انبیاء: انبیاء سے سیکھنا ۱۲؛ انبیاء کا استدلال ۱۲؛ انبیاء کی تعلیمات ۱۲؛ انبیاء کی سیرت ۱۲

بت: بتوں کا عجز ۵، ۶؛ بتوں کی درک سے محرومیت ۶

بت پرستی: بت پرستی کے بطلان پر دلائل ۶

بلائیں: بلاؤں کے دور ہونے کی اہمیت ۸

تبلیغ: تبلیغ کی روش ۱۰، ۹؛ تبلیغ میں ادب ۱۰؛ تبلیغ میں خطرات کی پہچان ۱۳؛ تبلیغ میں مہربانی ۱۰

تربیت: تربیت کی روش ۹

تفکر: تفکر کا پیش خیمہ ۹

رشتہ دار: رشتہ داروں کی ہدایت ۱۳

سچے معبود: سچے معبودوں کا ادراک ۷؛ سچے معبودوں کی بصارت ۷؛ سچے معبودوں کی سماعت ۷؛ سچے معبودوں کی شرائط ۷؛

سچے معبودوں کی قدرت ۷

سوال: سوال کے فوائد ۹

شرک: شرک سے مقابلہ کرنے کی اہمیت ۱۳

ضرورتیں: ضرورتوں کو پورا کرنے کی اہمیت ۸

عبادت: عبادت کا انگیزہ ۸

عقیدہ: عقیدہ کے بارے میں سوال ۹

عمل: عمل کے بارے میں سوال ۹

معاشرتی روابط: معاشرتی روابط کا کردار ۱۳

یاد: ابراہیم کے استدلال کی یاد ۱۱

آیت ۳۳

﴿يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا﴾

میرے پاس وہ علم آچکا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا ہے لہذا آپ میرا اتباع کریں میں آپ کو سیدھے راستہ کی ہدایت
کروں گا (۳۳)

۱۔ حضرت ابراہیم (ع) کا دوسروں کی ہدایت کیلئے خصوصی علم و معلومات کا حامل ہونا۔

یأبت إني قد جاءني من العلم ما لم يأتك

۲۔ حضرت ابراہیم کا الہی دانش و علم، آزر کو اپنی پیروی کی طرف دعوت کی اساس ٹھہرا۔

إني قد جاءني من العلم ما لم يأتك فاتبعني

۳۔ حضرت ابراہیم کی معلومات محدود تھیں۔ قد جاءني من العلم ما لم يأتك

(من العلم) میں "من" تبعیض کیلئے ہو اور "من العلم" (ما) کیلئے حال ہو تو مندرجہ بالا نکتہ کا استفادہ ہوگا۔

۳۔ حضرت ابراہیم (ع) نے آزر کو شرک چھوڑنے اور اپنی پیروی کی طرف دعوت دی۔

يأبت إني قد جاءني من العلم ما لم يأتك فاتبعني أهدك صراطاً سويّاً

۵۔ حضرت ابراہیم (ع) آزر سے مناظرہ کرنے سے پہلے ایک ہدایت یافتہ مؤحد اور آگاہ انسان تھے۔

۶۔ آزر کو حضرت ابراہیم کی راہنمائی و ہدایت، لطف و مہربانی کے ساتھ تھی۔ یا أبت فاتبعني أهدك صراطاً سويّاً

(یا أبت) کا خطاب، حضرت ابراہیم کی آزر سے اظہار شفقت کو حکایت کر رہا ہے۔ اسکے علاوہ یہ کہ انہوں نے آزر کو جاہل

نہیں کہا اور اپنی محدود معلومات کی بھی وضاحت کی (من العلم) یہ روش، مخاطب کیلئے عذوفت و محبت سے سرشار ہے۔

۷۔ رشتہ داری، دین و توحید کی تبلیغ اور شرک سے مقابلہ ترک کرنے کا موجب نہیں بننی چاہیے۔ یا اُبت لم تعبد ی اُبت

۸۔ پیغمبروں کی پیروی، علم و دانش کی پیروی ہے۔ یا اُبت اِنی قد جاء نِی من العلم ما لم یأتک

۹۔ نا آگاہ افراد کو باخبر لوگوں کی پیروی کرنا چاہیے۔ قد جاء نِی من العلم ما لم یأتک فاتبعنی

۱۰۔ علم و عالم کی عظمت و بلندی۔ اِنی قد جاء نِی من العلم ما لم یأتک

۱۱۔ علم، ذمہ داری لانے والا اور علماء و باخبر لوگوں کا وظیفہ ہے کہ وہ دوسروں کی ہدایت کریں۔ قد جاء نِی من العلم

فاتبعنی حضرت ابراہیم نے اپنی ہدایت دینے کی ذمہ داری کا سرچشمہ اپنا علم و آگاہی کو قرار دیا۔ یہ نکتہ قرآن میں ابراہیم کی زبان سے بیان ہونا علم کی ذمہ داری پیدا کرنے کو خوب واضح کر رہا ہے۔

۱۲۔ آزر، اپنی بت پرستی کی طرف میلان کو علمی میلان سمجھتا تھا۔ اِنی قد جاء نِی من العلم ما لم یأتک

(ما لم یأتک) کی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم یہ چاہتے تھے کہ آزر کو علم کی محرومیت سے واقف کریں۔ یہ چیز بتا رہی ہے کہ ابراہیم کا سامنا ایسے شخص سے تھا کہ جو اپنی جہالت سے بے خبر اور اپنے آپ کو عالم سمجھتا تھا۔

۱۳۔ جہالت، شرک اور بت پرستی میں مبتلا ہونے کا پیش خیمہ ہے۔ لم تعبد ما لا یسمع یا اُبت اِنی قد جاء نِی من العلم ما لم یأتک حضرت ابراہیم (ع) نے ادب کی رعایت کرتے ہوئے آزر کو جاہل نہیں کہا بلکہ علم کی نسبت اپنی طرف دی ہے۔ انکی کلام مفہوم یہ ہے کہ آزر جاہل ہے اور اسکا یہ جاہل ہونا موجب بنا کہ وہ بت پرستی میں مبتلاء ہو۔

۱۴۔ حضرت ابراہیم (ع) کا خصوصی علم سے مزین ہونا انسانوں کو راہ راست کی طرف افراط و تفریط سے ہٹ کر ہدایت کا موجب بنا۔ اِنی قد جاء نِی من العلم ما لم یأتک فاتبعنی اُهدک صراطاً سوياً

(سوياً) ایسی چیز کو کہا جاتا ہے کہ جو افراط و تفریط سے محفوظ ہو (مفردات راغب) اور "صراطاً سوياً" یعنی مکمل معتدل راہ جو افراط و تفریط سے محفوظ ہو۔

۱۵۔ پیغمبر، انسانوں کو مکمل اور سیدھے، افراط و تفریط سے دور راستہ کی طرف ہدایت کرتے ہیں۔ فاتبعنی اُهدک صراطاً سوياً

۱۶۔ اللہ واحد کی بندگی، سیدھی اور معتدل راہ ہے کہ جو ہر قسم کے افراط و تفریط سے پاک ہے۔

أهدك صراطاً سوي

۱۷۔ شرک، بت پرستی کا راستہ، کج اور غیر معتدل ہے۔ لم تعبد مالا یسمع فاتبعنی أهدک صراطاً سوي

۱۸۔ دوسروں کی راہنمائی اور ہدایت کیلئے اپنے فضائل اور کمالات بیان کرنا، جائز اور پسندیدہ ہیں۔

إنی قد جاءنی من العلم ما لم یا تک فاتبعنی أهدک صراطاً سوي

آزر: آزر کا عقیدہ ۱۲؛ آزر کو دعوت ۲، ۳؛ آزر کی بت پرستی ۱۲

ابراہیم: ابراہیم کا علم ۱۳، ۵، ۱؛ ابراہیم کا قصہ ۳، ۶، ۵؛ ابراہیم کا ہدایت دینا ۱؛ ابراہیم کی توحید ۵؛ ابراہیم کی پیروی کا

معیار ۲؛ ابراہیم کا استدلال ۵؛ ابراہیم کی پیروی ۲؛ ابراہیم کی دعوتیں ۲، ۳؛ ابراہیم کی ہدایت دینے کی روش ۶؛ ابراہیم کی

ہدایت دینے کی خصوصیات ۱۳؛ ابراہیم کی مہربانی ۶؛ ابراہیم کی ہدایت ۵؛ ابراہیم کے علم کا سرچشمہ ۲؛ ابراہیم کے علم کی

محدویت ۳؛ ابراہیم کے علم کے آثار ۲؛ ابراہیم کے فضائل ۱، ۱۳

اپنی تعریف: اپنی تعریف کا جائز ہونا ۱۸؛ اپنی تعریف کے احکام ۱۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی عبودیت ۱۶

انبیاء: انبیاء کی پیروی ۸؛ انبیاء کی ہدایت دینے کی خصوصیات ۱۵

اہمیتیں ۱۰۰

ایمان: توحید پر ایمان ۸

بت پرستی: بت پرستی سے انحراف ۱۷؛ بت پرستی کا پیش خیمہ ۳

تبلیغ: تبلیغ کو درپیش خطرات کی پہچان ۷

توحید: توحید کی اہمیت ۷

جہالت: جہالت کے آثار ۱۳

جہلاء: جہلاء کی ذمہ داری ۹

دین: دین میں تبلیغ کی اہمیت ۷

ذمہ داری: ذمہ داری کا پیش خیمہ ۱۱

رشتہ داری: رشتہ داری کا پیش خیمہ ۷

شرک: شرک سے انحراف ۱۷؛ شرک سے جنگ کی اہمیت ۷؛ شرک سے دوری ۳؛ شرک کا پیش خیمہ ۱۳

صراط مستقیم ۱۶؛ صراط مستقیم کی طرف ہدایت ۱۳؛ ۱۵

عقیدہ: باطل عقیدہ ۱۷

علم: علم کی اہمیت ۱۰؛ علم کی پیروی ۸؛ علم کے آثار ۱۱

علمائے: علماء کا ہدایت دینا ۱۱؛ علماء کی اہمیت ۱۰؛ علماء کی پیروی کی اہمیت ۹؛ علماء کی تقلید کی اہمیت ۹؛ علماء کی ذمہ

داری ۱۱

عمل: پسندیدہ عمل ۱۸

ہدایت: ہدایت کے اسباب ۱۸

ہدایت یافتہ ۵

آیت ۳۳

﴿يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا﴾

بابا شیطان کی عبادت نہ کیجئے کہ شیطان رحمان کی نافرمانی کرنے والا ہے (۳۳)

۱۔ حضرت ابراہیم نے آزر کو شیطان کی پرستش سے منع کیا۔ یا اُبت لا تعبد الشیطان

۲۔ بت پرستی، درحقیقت شیطان پرستی ہے۔ یا اُبت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر یا اُبت لا تعبد الشیطان

مسلم یہی ہے کہ آزر بت پرست تھا نہ شیطان پرست لیکن حضرت ابراہیم نے بت پرستی کو شیطان پرستی کی مانند قرار دیا ہے اور اسے لا تعبد کی تعبیر سے یاد کیا ہے لہذا حضرت ابراہیم کی نظر میں بت پرستی درحقیقت شیطان کے مقابل خضوع اور اظہار اطاعت ہے اور یہ ایک قسم کی اسکی پرستش ہے۔

۳۔ شیطان، لوگوں کو بت پرستی اور شرک کی طرف دعوت دینے میں سرفہرست ہے۔ لم تعبد ما لا یسمع لا تعبد الشیطان

۴۔ شیطان کی اطاعت، درحقیقت اسکی پرستش ہے۔

لم تعبد مالا يسمع لا تعبد الشيطان

اگرچہ بتوں کی عبادت اور شیطان کی عبادت دو جدا چیزیں ہیں لیکن حضرت ابراہیم نے دونوں کو ایک ہی قرار دیا ہے اسکی وجہ شائد یہ ہو کہ شیطان انسان کو شرک ابھارتا کرتا ہے۔ لہذا (قرآن) نے اسکی اطاعت کو اسکی عبادت کہا ہے۔

۵۔ شیطان کی پرستش، راہ راست اور تعادل سے انحراف ہے۔ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ

۶۔ شیطان، پروردگار کے مقابل انتہائی نافرمان مخلوق اور اسکی وسیع رحمت اور نعمات کے مقابل ناشکر اور قدر ناشناس ہے۔ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا (عصی) مبالغہ کیلئے آتا ہے۔ (مصبح)

۷۔ اللہ رحمان کے مقابل، شیطان کا سرکش ہونا ہی اسکی اطاعت سے پرہیز کرنے پر کافی دلیل ہے۔

لا تعبد الشيطان إِنَّ الشيطان كان للرحمن عصيًا

۸۔ شیطان کی اطاعت، اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کا کفران اور قدر ناشناسی ہے۔ لا تعبد الشيطان إِنَّ الشيطان كان للرحمن عصيًا (رحمن) صیغہ مبالغہ اور اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے جملہ (كان للرحمن...) شیطان کے غلط کام پر علت لانے کی مانند ہے کیونکہ وسیع رحمت کی حامل ذات کے مقابل سرکشی کرنا اسکی ناشکری پر اصرار کی مانند ہے۔ اور جملہ (لا تعبد...) کی دلالت یہ ہے کہ جو بھی شیطان کی پیروی کرے وہ بھی اسی طرح ہوگا۔

۹۔ گناہ گاروں اور اللہ تعالیٰ کے فرامین سے سرکشی کرنے والوں کی اطاعت و پیروی، ایک غلط کام اور اسکی نعمتوں کی ناشکری ہے۔ لا تعبد الشيطان أَنَّ الشيطان للرحمن عصيًا

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کی طرف توجہ، بندوں کو اسکی نافرمانی سے بچاتی ہے۔ إِنَّ الشيطان كان للرحمن عصيًا

۱۱۔ لوگوں کے وجدان و عقل کو انصاف کیلئے ابھارنا، حضرت ابراہیم کی ارشاد و تبلیغ کی روش ہے۔

لم تعبد مالا يسمع لا تعبد الشيطان إِنَّ الشيطان كان للرحمن عصيًا

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کے باوجود اسکی نافرمانی پر اصرار، ناپسندیدہ اور غلط کام ہے۔

لا تعبد الشيطان إِنَّ الشيطان كان للرحمن عصيًا

۱۳۔ "رحمن" اللہ تعالیٰ کے اوصاف میں سے ہے۔ كان للرحمن عصيًا

۱۴۔ آزر، اللہ تعالیٰ کے رحمان ہونے اور اسکے فرامین سے سرکشی کے غلط ہونے سے آگاہ اور معترف تھا۔

إِنَّ الشيطان كان للرحمن عصيًا

جملہ (إن الشیطان)، (لا تعبد) نہیں کیلئے علت اس صورت میں ہے کہ جب آزر نے اللہ تعالیٰ کے فرمان سے شیطان کی سرکشی کے غلط ہونے کا اعتراف کیا ہو۔

آزر: آزر کا اقرار ۱۳; آزر کی نبی ۱

ابراہیم (ع): ابراہیم کا قصہ ۱; ابراہیم کی روش تبلیغ ۱۱; ابراہیم کے نواہی ۱

اسماء صفات: رحمان ۱۳

اطاعت: شیطان کی اطاعت کے آثار ۳، ۸; گناہ گاروں کی اطاعت ۹; نافرمانوں کی اطاعت ۹

اقرار: اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا اقرار ۱۳; اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ناپسندیدہ ہونے کا اقرار ۱۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی رحمت ۶

بت پرستی: بت پرستی کی حقیقت ۲

تعقل: تعقل کے لیے پیش خیمہ کی فراہمی ۱۱

ذکر: اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار ۱۰

رہبر: بت پرستی کے رہبر ۲; شرک کے رہبر ۳

شیطان: شیطان سے دوری کے دلائل ۷; شیطان کا کردار ۳; شیطان کا کفران ۶; شیطان کی نافرمانی ۶; شیطان کی نافرمانی کے

آثار ۷

صراط مستقیم: صراط مستقیم سے گمراہی ۵

عبادت: شیطان کی عبادت ۲; ۳; شیطان کی عبادت سے نبی ۱

عمل: ناپسندیدہ عمل ۹; ۱۲

کفران: کفران نعمت ۶، ۸، ۹

نافرمانی: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ۷، ۸; اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے موانع ۱۰; اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اصرار کا ناپسندیدہ ہونا ۱۲

وجدان: وجدان کی قضاوت ۱۱

آیت ۳۵

﴿يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا﴾

بابا مجھے یہ خوف ہے کہ آپ کو رحمان کی طرف سے کوئی عذاب اپنی گرفت میں لے لے اور آپ شیطان کے دوست قرار پا جائیں (۳۵)

۱۔ حضرت ابراہیم (ع) نے آزر کو وعظ کرتے ہوئے بت پرستوں کے لیے سخت الہی عذاب کے بارے میں بتایا اور انہیں اس حوالے سے خبردار کیا۔ *إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ* (عذاب) کا نکرہ آنا اسکے عظیم ہونے کو بتا رہا ہے اور (مَسَّ) (جو کہ یَمَسُّکَ کا مصدر ہے) مفردات راغب کے مطابق ہر وہ اذیت ہے جو انسان کو پہنچے اس کے لیے یہ کلمہ استعمال کیا جاتا ہے۔

۲۔ حضرت ابراہیم نے آزر کی توحید کی طرف ہدایت اور اسے الہی عذاب سے نجات دلانے میں دلسوزی کے ساتھ کوشش کی۔ *يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ*

بتوں کی پرستش اور شیطان کی اطاعت، الہی عذاب میں گرفتار ہونے کا باعث ہے۔ *يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ*

۳۔ بت پرستی اور شیطان کی اطاعت، بہت بڑا گناہ ہے۔ *لَمْ تَعْبُدْ مَا لَا يَسْمَعُ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ* پروردگار جو کہ وسیع رحمت کا حامل ہے اسکی طرف عذاب کی نسبت ممکن ہے اس نکتہ کو بیان کر رہی ہو کہ بت پرستی کا گناہ اس قدر شدید ہے کہ رحمت و مہربانی کی مظہرات کو بھی غضب میں لے آتا ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کے عذابوں کی بنیاد، اسکی رحمانیت میں مستقر ہے۔ *يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ*

اس حوالے سے کہ عذاب کا مقدس نام رحمن سے کیا مناسبت ہے؟ بہت سے نظریات بیان ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ کہ یہ آیت اشارہ کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی بنیاد بھی اسکی رحمت میں مضمر ہے۔ یعنی چونکہ رحمان ہے لہذا عذاب کر رہا ہے اور اسکا عذاب اسی لحاظ سے ہے جو اسکی رحمانیت سے مطابقت رکھتا ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کی طرف توجہ کریں تو پھر الہی عذاب میں مبتلاء ہونا، مکمل طور پر نالائق اور رحمت الہی کے تمام اسباب سے محرومی کی نشانی ہے۔ اَنْ يَمْسَكَ عَذَابَ مِنَ الرَّحْمٰن

۷۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے لوگوں کو ڈراتے وقت، اسکی رحمانیت کی طرف انہیں متوجہ کرنا ضروری ہے۔ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ يَمْسَكَ عَذَابَ مِنَ الرَّحْمٰن

حضرت ابراہیم نے تبلیغ کے وقت عین اسی ٹائم جب آزر کو الہی عذاب سے خبردار کر رہے تھے اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا بھی ذکر کیا تاکہ اسے امیدوار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائیں اس انداز سے تبلیغ و وعظ کے حوالے سے ایک کلی نتیجہ لیا جاسکتا ہے۔

۸۔ حضرت ابراہیم نے محبت کے ساتھ مودبانہ انداز میں آزر کی ہدایت کے لیے کوشش کی۔ یا اَبْتَ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ يَمْسَكَ عَذَابَ مِنَ الرَّحْمٰن (یا اَبْتَ) کا خطاب، حضرت ابراہیم کی محبت کو بیان کر رہا ہے۔

۹۔ تبلیغ و وعظ کے مقام پر محبت آمیز اور مودبانہ انداز اختیار کرنا ضروری ہے۔ یا اَبْتَ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ يَمْسَكَ عَذَابَ

۱۰۔ باپ اگرچہ مشرک ہی کیوں نہ ہو اسکے ساتھ گفتگو میں ادب و ملائمت کی رعایت ضروری ہے۔ یا اَبْتَ یا اَبْتَ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ يَمْسَكَ

۱۱۔ بت پرست لوگ شیاطین کی مانند ہیں اور انکا انجام بھی ان کی مانند ہے۔ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِیّ

کلمہ (ولی) مادہ (لی) (نزدیک ہونا یا اسکے پیچھے آنا) سے مشتق ہے اور جملہ (فتکون) اس چیز سے حکایت کر رہا ہے کہ بت پرستوں اور شیطان کا انجام ایک دوسرے قریب اور ایک ہی طرح کا ہے۔

۱۲۔ الہی عذاب میں مبتلاء لوگ، شیطان کے ہمراہ اور ساتھ ہونگے۔ يَمْسَكَ عَذَابَ مِنَ الرَّحْمٰن فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِیّ

۱۳۔ الہی رحمت سے محرومی، شیطان کی ہمراہی اور اسکی پیروی کا باعث ہے۔ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ يَمْسَكَ عَذَابَ مِنَ الرَّحْمٰن فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِیّ (فتکون) میں تفریع ہے اور "عذاب" سے مراد (من الرحمن) کے قرینہ کو سامنے رکھتے ہوئے رحمت سے محرومی ہے کہ جسے ذلت و رسوائی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

۱۴۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے منہ پھیرنا، اسکی وسیع رحمت سے محرومیت کا پیش خیمہ ہے۔

يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمْسَكَ عَذَابُكَ مِنَ الرَّحْمَنِ

۱۵۔ رحمن، اللہ تعالیٰ کے اوصاف میں سے ہے۔ عذاب من الرحمن

۱۶۔ شیطان، گناہ گاروں میں سب سے زیادہ، الہی رحمت سے دور اور ان سب سے زیادہ الہی عذاب میں مبتلاء ہے۔

إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمْسَكَ عَذَابُكَ مِنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا

بت پرستوں کو اس طرح خبردار کرنا کہ ممکن ہے اللہ رحمان تم پر غضب ناک ہوا اور تم شیطان کے ہم دم ہو جاؤ یہ بتا رہا ہے کہ شیطان سب سے زیادہ دھتکارا ہوا اور الہی عذاب میں مبتلاء ہے۔

آزر: آزر کو ڈرانا ۱؛ آزر کی نجات ۲؛ آزر کی ہدایت ۲؛ ۸؛

ابراہیم: ابراہیم کا قصہ ۸، ۲، ۱؛ ابراہیم کا ہدایت دنیا ۲؛ ابراہیم کی تبلیغ کی روش ۸؛ ابراہیم کی کوشش ۲؛ ابراہیم کی ہدایت دینے کی روش ۸؛ ابراہیم کی مہربانی ۸؛ ابراہیم کے ڈراوے ۱؛ ابراہیم کے وعظ ۱

اسماء و صفات: رحمان ۱۵

اطاعت: شیطان کی اطاعت کے آثار ۳ شیطان کی اطاعت کا گناہ ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی رحمانیت ۶؛ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے آثار ۵؛ اللہ تعالیٰ کے عذاب ۱ / اللہ تعالیٰ کے ترک شدہ ۱۶؛

باپ: باپ کے ساتھ گفتگو کی روش ۱۰؛ باپ کے ساتھ گفتگو میں ادب ۱۰؛ باپ کے ساتھ مہربانی ۱۰

بت پرست لوگ: بت پرستوں کا انجام ۱۱؛ بت پرستوں کا عذاب ۱

بت پرستی: بت پرستی کا گناہ ۳؛ بت پرستی کے آثار ۳

تبلیغ: تبلیغ کی روش ۹؛ تبلیغ میں ادب ۹؛ تبلیغ میں مہربانی ۹

ڈراوا: عذاب سے ڈراوا ۱؛ ۴؛

رحمت: رحمت سے محروم لوگ ۱۶؛ رحمت سے محرومیت ۶؛ رحمت سے محرومیت کا پیش خیمہ ۱۳؛ رحمت سے

محرومیت کے آثار ۱۳

شیطان: شیطان کا انجام ۱۱؛ شیطان کا دھتکارا جانا ۱۶؛ شیطان کا عذاب ۱۶؛ شیطان کی پیروی کا پیش خیمہ ۱۳؛ شیطان کے

پیروکار ۱۱؛ ۱۲؛ شیطان کے دوست ۱۲

عبادت: اللہ تعالیٰ کی عبادت ترک کرنے کے آثار ۱۳

عذاب: اہل عذاب ۱۶، ۱۲، ۶؛ عذاب سے نجات ۱۲؛ عذاب کا باعث ۳؛ عذاب کا سرچشمہ ۵؛
گناہ کبیرہ ۳؛

مشرک لوگ: مشرک لوگوں سے ملنے کا انداز ۱۰

معاشرت: معاشرت کے آداب ۱۰

نالائقی: نالائقی کی علامت ۶

یاد آوری: اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کی یاد آوری ۷

آیت ۳۶

﴿قَالَ أَرَاغِبٌ أَنْتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا﴾

اس نے جواب دیا کہ ابراہیم کیا تم میرے خداؤں سے کنارہ کشی کرنے والے ہو تو دیا رکھو کہ اگر تم اس روش سے باز نہ آئے تو میں تمہیں سنگسار کر دوں گا اور تم ہمیشہ کے لئے مجھ سے دور ہو جاؤ (۳۶)

۱۔ حضرت ابراہیم کی توحیدی اور بت شکنی منطق کے درمقابل آزر کا جواب انکے توحیدی عقائد کے حوالے سے حیرت اور بے یقینی کے اظہار پر مشتمل تھا۔ قال اراغب أنت عن آلهتي يا ابراهيم (ارغب) میں ہمزہ استفہام تو بیخ کیلئے ہے کہ اس سے تعجب بھی سمجھا جاتا ہے۔

۲۔ آزر، حضرت ابراہیم کی طرف سے توحید کی دعوت ہونے سے پہلے انکے توحیدی عقائد سے بے خبر تھا۔ قال اراغب أنت عن آلهتي آزر کا حضرت ابراہیم کے توحیدی عقائد کے حوالے سے حیرت اور بے یقینی کا اظہار کرنا بتا رہا ہے کہ آزر اس سے پہلے انہیں عقائد میں اپنے جیسا سمجھتا تھا اسی لیے جب حضرت ابراہیم نے عقیدہ توحید کو ظاہر کیا تو وہ حیرت اور بے یقینی سے دوچار ہوا۔

۳۔ آزر نے حضرت ابراہیم کو بتوں کی مخالفت سے ہاتھ نہکھنچنے پر انہیں سنگسار کرنے کی دھمکی دی۔ لئن لم تنته لا رجمنک (رجم) کا درحقیقت معنی سنگسار کے ذریعے قتل کرنا ہے اسی طرح دیگر اقسام قتل پر بھی اس کا استعمال ہوتا ہے یہ کلمہ کسی کو غلط کہنے کے بارے میں بھی ہے (لسان العرب) آیت میں ان سب معانی کا احتمال ہے جب کہ مندرجہ بالا مطلب

حقیقی معنی کی بناء پر ہے۔

۳۔ آزر نے حضرت ابراہیم کو بت پرستی کے خلاف کوشش جاری رکھنے کی صورت میں سنگسار کرنے کی قسم کھانے کے ساتھ ساتھ ایک لمبی مدت کیلئے اپنے گھر سے نکال دیا۔ واہجر نی ملیّ (ملینا) لمبی مدت کے معنی میں ہے۔ (لسان العرب)

۵۔ آزر نے حضرت ابراہیم اور انکے توحیدی عقائد کے ساتھ ان کی مستدل، منطقی اور محبت آمیز دعوت کے باوجود سخت اور غیر منطقی رویہ روارکھا۔ لئن لم تنتہ لا رجعتک

آزر کی کلام میں کسی قسم کی دلیل اور جواب نہیں ہے فقط اسکی گفتگو میں ڈراوا اور دھمکی واضح نظر آرہی ہے حتیٰ کہ اس نے اپنے خطاب میں معمولی ترین محبت مثلاً (یابت) کے جواب میں (یا بنی) کو بھی استعمال نہیں کیا۔

۶۔ آزر، حضرت ابراہیم کو سنگسار کرنے کی دھمکی اور اپنے سے دور کرنے کے ذریعے چاہتا تھا کہ ابراہیم پر اپنے عقائد کو مسلط اور انہیں توحید سے دور کرے۔ لئن لم تنتہ لا رجعتک واہجر نی ملیّا

۷۔ آزر، بہت سے بتوں کو اپنا معبود سمجھتا اور انکی عبادت کرتا تھا۔ قال ا راغب انت عن ء الہتی

۸۔ آزر کے زمانے میں بت پرستی سے اعراض کی سزا سنگسار کرنا تھی۔ لئن لم تنتہ لا رجعتک

آزر نے دو طریقوں سے ابراہیم پر دباؤ ڈالا (۱) سنگسار کرنے کی دھمکی (۲) اپنے گھر سے نکالنا این طریقوں میں معاشرتی پہلو کا حامل سنگسار کرنے کی سزا ہے۔ کیونکہ سنگسار کرنے کی سزا بغیر کسی قانونی پشت پناہی و مرکز کے صرف شخصی ارادہ کے ذریعے اجراء ہونا خلاف قاعدہ ہے۔ جبکہ گھر سے نکالنا ایک شخصی مسئلہ ہے۔ تو اس حوالے سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ بتوں کی مخالفت کرنے والوں کے لیے سنگسار کرنے کا قانون موجود تھا۔

۹۔ حضرت ابراہیم، آزر کے گھر میں اسکی زیر سرپرستی زندگی گزارتے تھے۔ واہجر نی ملیّا

آزر: آزر اور ابراہیم ۹؛ آزر کا بے منطق ہونا ۵؛ ۶؛ آزر کا تعجب ۱؛ آزر کی بت پرستی ۷؛ آزر کی دھمکیاں ۳؛ آزر کی دھمکیوں کا فلسفہ ۶؛ آزر کی

سختی ۵؛ آزر کی قسم ۳؛ آزر کی لاعلمی ۲؛ آزر کے معبودوں کا زیادہ ہونا ۷

ابراہیم: ابراہیم پر عقیدہ مسلط کرنا ۶؛ ابراہیم کا شرک کی مخالفت کرنا ۱، ۲؛ ابراہیم کا عقیدہ ۲؛ ابراہیم کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۹؛ ابراہیم کا نکالا جانا ۶، ۳؛ ابراہیم کو دھمکی ۶، ۳؛ ابراہیم کو سنگسار کرنا ۳، ۳؛ ابراہیم کی توحید ۲؛ ابراہیم کی کفالت کرنا ۹؛ ابراہیم کے عقیدہ پر تعجب ۱

بت پرستی: بت پرستی سے دوری کی سزا ۸
سنگسار: ابراہیم کے زمانہ میں سنگسار ۸؛ سنگسار کی تاریخ ۸

آیت ۳۷

﴿قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا﴾

ابراہیم نے کہا کہ خدا آپ کو سلامت رکھے میں عنقریب اپنے رب سے آپ کے لئے مغفرت طلب کروں گا کہ وہ میرے حال پر بہت مہربان ہے (۳۷)

۱۔ حضرت ابراہیم نے آزر کے سخت اور غیر منطقی رویے کے بعد اسکے ساتھ توحید اور شرک کے حوالے سے گفتگو اور بحث ختم کر دی۔ قال سلام عليك

(سلام عليك) کے جملہ کا ایک استعمال یہ بھی ہے کہ جب ایک فریق بحث یہ چاہے کہ بحث کو ختم کر دے اور مزید اسکو جاری نہ رکھنا چاہتا ہو جیسا کہ آیت (إِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا) میں آیا ہے۔ حضرت ابراہیم کی آزر کے ساتھ گفتگو میں سلام بھی ظاہراً اسی قسم سے تعلق رکھتا ہے۔

۲۔ حضرت ابراہیم نے آزر کے سخت اور دھمکی والے رویہ کے باوجود اس سے نرم انداز میں گفتگو اور مہربانی والا رویہ جاری رکھا۔ قال سلام عليك سا ستغفرلك ربّي

۳۔ حضرت ابراہیم نے آزر کے ساتھ گفتگو کو ختم کرنے کے اعلان کے بعد اس سے وعدہ دیا کہ وہ جلدی اللہ تعالیٰ سے اسکے شرک کے گناہ کی مغفرت طلب کرے گے۔ قال سلام عليك سا ستغفرلك ربّي

حضرت ابراہیم علیہ السلام پچھلی آیات میں (اخاف) کے قرینہ کی بناء پر آزر کو ناقابل بخشش مشرک یا دیگر آیات کی تعبیر کے مانند (دشمن خدا) نہیں سمجھتے تھے لہذا

اسکے شرک کے گناہ کی بخشش کے حوالے سے پر امید تھے۔ اسی لیے نہ اسکے یقینی عذاب کے حوالے سے مطمئن تھے اور نہ ہی اسے حتمی مغفرت کا وعدہ دیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت و مہربانی پر اطمینان رکھتے ہوئے اس امید کا اظہار کیا کہ انکی طلب بخشش موثر ثابت ہوگی۔

۳۔ آزر کی بت پرستی پر اصرار اور تعصب کے باوجود حضرت ابراہیم، آزر کے ہدایت پانے کے حوالے سے امیدوار تھے۔ سا ستغفر لك ربِّي ممکن ہے حضرت ابراہیم (ع) کی طلب مغفرت سے مراد مقدمات مغفرت کی طلب (بت پرستی کا ترک ہونا) ہو چونکہ حضرت ابراہیم، آزر کے ہدایت پانے کے حوالے سے ناامید نہیں ہوئے تھے لہذا اسکے احساسات ابھارتے ہوئے اسے رام کرنے کی کوشش کی۔

۵۔ حضرت ابراہیم (ع) نے آزر کو مغفرت طلب کرنے کا وعدہ دیتے ہوئے اسے توحید کی طرف مائل اور اس کی شدت کا علاج کرنے کی کوشش کی۔ قال سلام عليك سا ستغفر لك ربِّي حضرت ابراہیم (ع) کے جواب میں نرمی اور اسے بخشش طلب کرنے کا وعدہ دینا ممکن ہے اس حوالے سے ہو کہ وہ اس انداز سے اسے متوجہ کرنے اور اس کے دل کو نرم کرنے کے ذریعے چاہتے ہوں کہ وہ بت پرستی سے ہاتھ کھینچ لے۔

۶۔ انبیاء اور اللہ تعالیٰ کے عظیم بندوں کی دوسروں کیلئے دعا، خصوصی اثر کی حامل اور قبولیت کے مقام پر ہوتی ہے۔ سا ستغفر لك ربِّي اِنہ کان بی حفیہا حضرت ابراہیم اس لیے طلب بخشش کا وعدہ دے رہے تھے کہ انہیں اپنے استغفار کے موثر ہونے کے بارے میں اطمینان تھا۔

۷۔ دوسروں کیلئے استغفار کرنا جائز اور صحیح ہے۔ سا ستغفر لك ربِّي

۸۔ حضرت ابراہیم بعض مشرکین کیلئے استغفار کو صحیح سمجھتے تھے۔ سا ستغفر لك ربِّي

۹۔ حضرت ابراہیم، بعض مشرکین کے شرک کو قابل بخشش سمجھتے تھے۔ سا ستغفر لك ربِّي

۱۰۔ گناہوں کی مغفرت، اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور اختیار میں ہے۔ سا ستغفر لك ربِّي

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اقتضاء کرتی ہے کہ وہ بخشش کی درخواست قبول کرے۔ سا ستغفر لك ربِّي

۱۲۔ حضرت ابراہیم، بت پرستوں سے صبر و شکیبائی اور وسعت قلبی سے پیش آتے تھے۔

۱۳۔ جاہلوں، بدزبانوں اور مخالفین سے خوش اخلاقی، اچھے اور وسعت قلبی کے انداز سے پیش آنا، ایک بہترین طریقہ اور

ابراہیمی روش ہے۔ قال سلام عليك سا ستغفر لك ربی حضرت ابراہیم کے عمل اور گفتگو کا بیان کیا جانا اور اسے یاد کرنے کا حکم، اس عمل اور روش کے بہترین ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

۱۳۔ خطا کاروں سے درگزر اور انکے لیئے دعا کرنا ہے انبیاء کی صفت اور نیک خصلت ہے۔ لا رجمنک واهجرنی سا ستغفر لك ربی

۱۵۔ دعا کی قبولیت اور مغفرت و رحمت کی درخواست میں زمانی خصوصیات کا عمل و دخل ہے۔ سا ستغفر لك ربی

۱۶۔ استغفار میں تاخیر، اللہ تعالیٰ سے قبولیت میں رکاوٹ نہیں ہے۔ سا ستغفر لك ربی

۱۷۔ دعا اور استغفار کے آداب میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی طرف توجہ کرنا ہے۔ سا ستغفر لك ربی

۱۸۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت و لطف ہمیشہ حضرت ابراہیم کے شامل حال تھے۔ إنه كان بی حفیاً

(حفی) یعنی وہ جو دوسروں کے حق میں انتہائی اچھائی اور تکریم سے پیش آئے (لسان العرب سے اقتباس) اور "کان" ان مقامات پر ہمیشگی اور بقا کو بیان کرتا ہے۔ لہذا اس جملہ کا مضمون کچھ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مجھے اپنی عنایت و لطف سے نواز ہے۔ اگرچہ (حفی) کا ایک معنی "عالم" بھی ہے لیکن جو ذکر ہوا ہے وہ آیت سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔

۱۹۔ پیغمبر اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے اسکے بے پناہ لطف و انعام کے زیر سایہ ہیں۔ إنه كان بی حفیاً

۲۰۔ حضرت ابراہیم اپنے آپ پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت و لطف کو اپنے استغفار کی قبولیت کی بنیاد سمجھتے تھے۔ سا ستغفر لك ربی إنه كان بی حفیاً

۲۱۔ حضرت ابراہیم پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور لطف نے انہیں آزر کے گھر و محبت سے بے نیاز کر دیا تھا۔

قال سلام عليك إنه كان بی حفیاً جملہ (إنه كان بی حفیاً) آزر کے غیر مناسب رویہ کے مقابل حضرت ابراہیم کا جواب بھی ہے۔ یعنی اگرچہ تم نے مجھے گھر سے نکال دیا اور سنگسار کرنے کی دھمکی دے رہے ہو لیکن میرے لیے اللہ تعالیٰ کا لطف و عنایت ہی کافی ہے۔

آزر: آزر سے بحث کو ترک کرنا ۱؛ آزر کا بے منطق ہونا ۱؛ آزر کو استغفار کا وعدہ دینے کا فلسفہ ۵؛ آزر کو وعدہ استغفار دینا

۳؛ آزر کی دھمکیاں ۲؛ آزر کی سختی ۱؛ ۲؛ آزر کی ہدایت ۳؛ آزر کی ہدایت کا پیش خیمہ ۵؛ آزر کیلئے استغفار ۲۰

ابراہیم: ابراہیم اور بت پرست لوگ ۱۲؛ ابراہیم کا استغفار ۳؛ ابراہیم کا صبر ۱۲؛ ابراہیم کا طریقہ تبلیغ ۱۳، ۱۲، ۲؛ ابراہیم کا قصہ ۱؛ ۳؛ ۳؛ ابراہیم کا امیدوار ہونا ۳؛ ابراہیم کا ہدایت دینے کا طریقہ ۵؛ ابراہیم کی بے نیازی کے اسباب ۲۱؛ ابراہیم کی رائے ۲۰؛ ابراہیم کی گفتگو میں نرمی ۲؛ ابراہیم کی مہربانی ۲؛ ابراہیم کے استغفار کی قبولیت کا پیش خیمہ ۲۰؛ ابراہیم کے فضائل ۲، ۱۸؛ ابراہیم کے وعدے ۳؛ ۵

احکام: ۴؛ ۸

استغفار: استغفار کی شرائط ۱۶؛ استغفار کی قبولیت ک سباب ۱۱؛ استغفار کے آداب ۱۴؛ استغفار کے احکام ۴؛ ۸؛ استغفار میں تاخیر کے آثار ۱۶؛ دوسروں کیلئے استغفار ۴

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کے اختیارات ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کے لطف کے آثار ۲۰؛ ۲۱

اللہ تعالیٰ کا لطف: اللہ تعالیٰ کے لطف کے شامل حال افراد ۱۸، ۱۹، ۲۱

اللہ تعالیٰ کے محبوب لوگ: اللہ تعالیٰ کے محبوب لوگوں کا استغفار ۶؛ اللہ تعالیٰ کے محبوب لوگوں کی دعا کی قبولیت ۶

انبیاء: انبیاء کی دعا کی قبولیت ۶؛ انبیاء کی صفات ۱۳؛ انبیاء کے استغفار کے آثار ۶؛ انبیاء کے فضائل ۶؛ ۱۹

بخشش: بخشش کا سرچشمہ ۱۰

جہلاء: جہلاء سے ملنے کا انداز ۱۳

خطا کا ر لوگ: خطا کا ر لوگوں کیلئے دعا ۱۳؛ خطا کا ر لوگوں کیلئے عفو ۳

دعا: دعا کے آداب ۱۴؛ دعا کا وقت ۱۵

ذکر: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ذکر ۱۴

زمانے: زمانوں کا اختلاف ۱۵

شرک: شرک کا گناہ ۹؛ شرک کی بخشش ۹؛ شرک کے درجات ۹

صفات: پسندیدہ صفات ۱۳

مخالفین: مخالفین سے ملنے کا انداز ۱۳؛ مخالفین کیلئے وسعت قلبی ۱۳

مشرکین: مشرکین کیلئے استغفار ۸

معاشرت: معاشرت کے آداب ۱۳ لن لم تنته لا رجعتك وأعتزلکم و ماتدعون
آزرنے جملہ (لن لم تنته) میں واضح

آیت ۳۸

﴿وَأَعْتَزِّلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُوا رَبِّي عَسَىٰ أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا﴾ (۴۸)

اور آپ کو آپ کے معبودوں سمیت چھوڑ کر الگ ہو جاؤں گا اور اپنے رب کو آواز دوں گا کہ اس طرح میں اپنے پروردگار کی عبادت سے محروم نہ رہوں گا (۳۸)

۱۔ حضرت ابراہیم، آزر کی مانند لوگوں کے درمیان اسکے گھر میں اسکی مانند زندگی کو اپنی خدا پرستی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے تھے اور ان سب سے انہوں نے دوری اختیار کی۔ وأعتز لكم و ماتدعون من دون الله

۲۔ حضرت ابراہیم نے آزر کی دھیکوں کے جواب میں بت پرست لوگوں اور بتوں سے دور ہونے کے بارے میں اپنے عزم کا اعلان کیا۔ وأعتز لكم وما تدعون من دون الله

۳۔ والد کا حکم جب توحید اور واحدیت کے خلاف ہو تو اس صورت میں اسکی اطاعت جائز نہیں ہے۔
طور پر حضرت ابراہیم کو یکتا پرستی اور شرک سے نبرد آزما ہونے سے روکا ہے لیکن حضرت ابراہیم اسکے روکنے کے باوجود اپنے مشن کو آگے بڑھایا اور شرک میں باپ کی اطاعت نہیں کی البتہ یہاں توجہ رہے یہ مطلب اس صورت میں درست ہو گا جب آزر واقعاً ابراہیم کا باپ ہو۔

۴۔ آزر کے علاقے اور شہر کے لوگ اسکے ہم مذہب تھے اور وہ بتوں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ دیگر اشیاء کو پوجتے تھے اور انکے حضور دعا کرتے تھے۔ وأعتز لكم و ماتدعون من دون الله

۵۔ حضرت ابراہیم نے اپنے عقیدہ توحید کی حفاظت اور اللہ واحد کی عبادت کی خاطر شرک اور بت پرستی کے ماحول سے ہجرت کا انتخاب کیا۔ وأعتزلکم و ما تدعون من دون الله وأدعوا ربِّي (دعا) کے معانی میں سے ایک معنی عبادت بھی ہے۔
اس آیت میں لفظ (ادعوا کا معنی پچھلی آیات میں (لم تعبد) کے قرینہ کی مدد سے عبادت ہو سکتا ہے تو اس بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت ابراہیم (ع) نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کیلئے ہجرت انتخاب کیا۔

۶۔ شرک کے ماحول میں اگر تبلیغ بے اثر ہو تو وہاں رہنے کی نسبت ہجرت کو حق تقدم حاصل ہے۔ وأعتزلکم وما تدعون من دون الله جب حضرت ابراہیم نے آزر کی شدت اور ہٹ دھرمی کا مشاہدہ کیا تو انکے سامنے چند راستے تھے: (۱) اس شرک کے ماحول میں رہیں اور اپنے عقیدہ کو مخفی رکھیں اور شرک کے خلاف جہاد کو ترک کر دیں۔ (۲) بت پرستی کے خلاف جہاد جاری رکھیں اور سنگسار ہو جائیں۔ (۳) شرک کے ماحول سے نکل جائیں۔ حضرت ابراہیم نے ان تین راستوں میں سے تیسرے راستے کو اختیار کیا۔ البتہ اس راستے کا دوسرے راستوں پر مقدم ہونا انکے خاص حالات و شرائط کی بناء پر ہے۔

۷۔ راہ توحید میں حضرت ابراہیم (ع) کی ثابت قدمی اور پائیداری۔ وأعتزلکم وأدعوا ربی حضرت ابراہیم (ع) کا ہجرت کیلئے عزم تاکہ توحید پرستی کی رکاوٹ دور ہو۔ انکی توحید پر ثابت قدمی کو بیان کر رہا ہے۔

۸۔ ایسا ماحول کہ جہاں اللہ واحد کی عبادت میسر نہ ہو وہاں سے ہجرت کرنا ضروری ہے۔ وأعتزلکم وما تدعون و أدعوا ربی

۹۔ حضرت ابراہیم مشرک معاشرے سے اپنی منفرد ہجرت میں فقط اللہ تعالیٰ اور اسکی مدد پر اعتماد کیئے ہوئے تھے۔

وَأَدْعُوا رَبِّي عَسَىٰ أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا

۱۰۔ حضرت ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کو اپنے بت پرست علاقہ کو چھوڑنے کی وجہ بیان کی۔ وأعتزلکم وأدعوا ربی فعل (تدعون) اور (ادعوا) میں دعا ممکن ہے عبادت کے معنی میں ہو اور ممکن ہے کہ استغاثہ اور مدد کی درخواست کی معنی میں ہو۔ مندرجہ بالا مطلب دوسرے معنی کی بناء ہے۔

۱۱۔ دعا، پیغمبروں کیلئے بھیکار ساز اور موثر ہے۔ وأعتزلکم وأدعوا ربی

۱۲۔ حضرت ابراہیم، اللہ تعالیٰ کو اپنا مربی اور پرورش کرنے والا سمجھتے تھے اور اسکی ربوبیت سے دل لگائے ہوئے تھے۔

سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي وَأَدْعُو رَبِّي عَسَىٰ أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا حضرت ابراہیم کی گفتگو میں (ربی) کا تکرار مندرجہ بالا نکتہ کو واضح کر رہی ہے۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، بندوں کی دعاؤں کی قبولیت کا تقاضا کرتی ہے۔ وأدعوا ربی بدعاء ربی

۱۴۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور "رب" جیسے مقدس نام پر توجہ، دعا کے آداب میں سے ہے۔ وأدعوا ربی بدعاء ربی

۱۵۔ حضرت ابراہیم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی دعا کے مستجات ہونے کی امید رکھے ہوئے تھے۔ عَسَىٰ أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ

رَبِّ شَقِيًّا (شقاوت) سعادت کے مقابل ہے اور سختی و زحمت کے معنی میں بھی آتا ہے۔ (بدعاء ربی) میں "باء" سببیہ ہے حضرت ابراہیم نے جملہ (عسی) کے ساتھ امید کا اظہار کیا ہے کہ انکی دعا رد نہ ہو بلکہ مستجاب ہوگی اور انکی سعادت مندی کے اسباب فراہم ہونگے اور مشکلات کے حل میں مدد ملے گی۔

۱۶۔ حضرت ابراہیم بت پرستوں کے علاقے سے ہجرت کرنے کے وقت اپنی مشکلات کے دور ہونے اور سعادت مند ہونے کے بارے میں امید رکھتے تھے اور اسکا سبب اللہ کی بارگاہ میں دعا کو قرار دیتے تھے۔ عسی اَلَا کون بدعاء ربی شَقِيًّا

۱۷۔ مؤمنین کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی دعاؤں کی قبولیت کے حوالے سے امید رکھیں۔ عسی اَلَا کون بدعاء ربی شَقِيًّا

۱۸۔ وہ جو بت اور ہر غیر خدا چیز کی عبادت کرتے ہیں وہ اپنے آپ کو بغیر کسی نتیجہ کے رنج و زحمت میں ڈالتے ہیں۔ عسی اَلَا کون بدعاء ربی شَقِيًّا (شقاوت) کے معانی میں سے سختی اور زحمت بھی ہے۔ جملہ (عسی...) جو کہ آزر اور دوسرے بت پرستوں سے حضرت ابراہیم کی گفتگو کو نقل کر رہا ہے۔ ایک طرح کا انپرا اعتراض ہے کہ مجھے امید ہے کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت سے شقی نہیں بنوں گا لیکن تم لوگ شعور سے بے بہرہ موجودات کی پرستش سے اپنے آپ کو بلا نتیجہ زحمت میں ڈالتے ہو اور شقی لوگوں کے زمرہ میں داخل ہو جاؤ گے۔

۱۹۔ سعادت، فقط اللہ واحد کی پرستش میں مضمر ہے۔ وأدعوا ربی عسی اَلَا کون بدعاء ربی شَقِيًّا حضرت ابراہیم اللہ تعالیٰ کی عبادت کی صورت میں شقاوت سے نجات سمجھتے تھے لہذا اللہ تعالیٰ کی عبادت کی صورت میں حصول سعادت میسر ہے۔

۲۰۔ انسان کی شقاوت اور بدبختی میں دعا، مانع ہے۔ عسی اَلَا کون بدعاء ربی شَقِيًّا

۲۱۔ قال رسول اللہ (ص): رحم اللہ عبدًا طلب من اللہ عزوجل — حاجة فالح في الدعاء استحيب له أولم يستجب (له) وتلا هذه الآية: (وأدعوا ربی عسی) (ع) اَلَا کون بدعاء ربی شَقِيًّا^(۱)

پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس بندہ پر جو پروردگار سے کوئی چیز چاہے اور اپنی درخواست پر اصرار کرے خواہ اسکی دعا مستجاب ہو خواہ نہ ہو پھر پیغمبر اکرم (ص) نے اس آیت کو جو کہ

حضرت ابراہیم کی نقل شدہ کلام ہے۔ تلاوت فرمائی (وَأَدْعُوا رَبِّي عَسی أَلَّا کون بدعا رَبِّي شقیّا
آزر: آزر کی بت پرستی ۳؛ آزر کی دھمکیاں ۲

ابراہیم: ابراہیم کا امیدوار ہونا ۶، ۱۵؛ ابراہیم کا بیزار ہونا ۱؛ ابراہیم کا توکل ۹؛ ابراہیم کا عقیدہ ۱۲؛ ابراہیم کا قصہ
۱، ۲، ۵؛ ابراہیم کا مربی ۱۲؛ ابراہیم کی ہجرت ۹؛ ابراہیم کی استقامت ۷؛ ابراہیم کی بیزاری کا فلسفہ ۲؛ ابراہیم کی توحید ۷؛
ابراہیم کی توحید عبادی ۵؛ ابراہیم کی دعا ۱۶، ۱۰، ۲۱؛ ابراہیم کی دعا کی قبولیت ۱۵؛ ابراہیم کی رائے ۱؛ ابراہیمی کی سعادت
۱۶؛ ابراہیم کی مشکلات رفع ہونا ۱۶؛ ابراہیم کی ہجرت کا فلسفہ ۵/ احکام ۳/ اطاعت:

اطاعت کے احکام ۳، باپ کی محدود اطاعت ۳؛ ممنوع اطاعت ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ادا دیں ۹؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۳

امیدوار ہونا: دعا کی قبولیت کے بارے میں امیدوار ہونا ۱۷؛ سعادت کے بارے میں امیدوار ہونا ۱۶

انبیاء: انبیاء کی دعائیں ۱۱

بت: بتوں سے درخواست ۳

بت پرست: بت پرستوں کے رنج ۱۸

بت پرستی: ابراہیم (ع) کے زمانہ میں بت پرستی ۳؛ بت پرستی کا فضول ہونا ۱۸؛ بت پرستی کی تاریخ ۳

بیزاری: بت پرستوں سے بیزاری ۲، ۱؛ مشرکین سے بیزاری ۱

تبلیغ: تبلیغ کے بے اثر ہونے کے آثار ۶

توحید: توحید عبادی کے آثار ۱۹؛ توحید کی اہمیت ۳؛ توحید میں استقامت ۷؛ توحید میں موانع ۱

توکل: اللہ تعالیٰ پر توکل ۹

دعا: دعا کی قبولیت کے اسباب ۱۳؛ دعا کے آثار ۱۱، ۱۶، ۲۰؛ دعا کے آداب ۱۳، ۲۱؛ دعا میں اصرار ۲۱

ذکر: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ذکر ۱۳

روایت: ۲۱

سعادت:

سعادت کے اسباب ۱۹

شقاوت: شقاوت کے موانع ۲۰

عبادت: غیر خدا کی عبادت کا فضول ہونا ۸

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے بارے میں عقیدہ ۱۲ عقیدہ کی نگہبانی ۵

مؤمنین: مؤمنین کے بارے میں امید رکھنا ۱۷

مشرکین: مشرکین کے ساتھ زندگی ۱

ہجرت: مشرک معاشرہ سے ہجرت ۶، ۵، ۸، ۹، ۱۶؛ ہجرت کی اہمیت ۸؛ ہجرت کے شرائط ۷

آیت ۳۹

﴿فَلَمَّا اعْتَزَلْتُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا﴾

پھر جب ابراہیم نے انھیں اور ان کے معبودوں کو چھوڑ دیا تو ہم نے انھیں اسحاق و یعقوب جیسی اولاد عطا کی اور سب کو نبی قرار دیا (۳۹)

۱۔ حضرت ابراہیم (ع) نے شرک اور بت پرستی کے ماحول سے ہجرت کی اور بت پرستوں اور ان کے معبودوں سے دوری اختیار کی۔ فَلَمَّا اعْتَزَلْتُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ (ع) و يعقوب

۲۔ آزر اور اسکے شہر و علاقہ کے لوگ بتوں اور اللہ کے علاوہ چیزوں کی پرستش کرنے والے تھے۔ فَلَمَّا اعْتَزَلْتُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

۳۔ حضرت ابراہیم (ع) کو اسحاق (ع) و یعقوب (ع) کا عطا ہونا، الہی عنایت اور انکی ہجرت کی جزا تھی۔ فَلَمَّا اعْتَزَلْتُمْ و ما يعبدون من دون الله وهبنا له إسحق (ع) و يعقوب

"لما" حرف جزا (وہبنا...) کے شرط "اعتزلتم" پر مترتب ہونے کو بیان کر رہا ہے اور دلالت کر رہا ہے کہ یہاں جزاء کا وجود شرط کے وجود کی بناء پر ہے۔

۳۔ ہجرت اور شرک و بت پرستی کی زمین کو ترک کرنا، الہی جزاؤں اور عنایتوں سے بہرہ مند ہونے کی آمادگی پیدا کرتا ہے۔ فَلَمَّا اعْتَزَلْتُمْ و ما يعبدون من دون الله وهبنا له

۵۔ حضرت اسحاق (ع) و یعقوب (ع) حضرت ابراہیم (ع) کی اولاد اور الہی پیغمبر (ص) تھے۔ وہبنا له إسحق و یعقوب وکلاً جعلنا نبیا

حضرت اسحاق (ع) حضرت ابراہیم (ع) کے فرزند تھے جبکہ حضرت یعقوب (ع) سورہ ہود کی ستائیسویں آیت "ومن وراء اسحاق (ع) یعقوب" کی بناء پر حضرت اسحاق (ع) کے فرزند اور حضرت ابراہیم (ع) کے پوتے تھے۔

۶۔ حضرت یعقوب (ع) حضرت ابراہیم (ع) کی زندگی میں ہی پیدا ہو چکے تھے۔ وہبنا له إسحق و یعقوب کسی چیز کا بہہ ہونا اس زمانے میں ظاہراً صادق آتا ہے کہ بہہ حاصل کرنے والا قید حیات میں ہو یہ کہ اس آیت میں حضرت یعقوب (ع) بھی ابراہیم (ع) کے لیے بہہ قرار دیا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت ابراہیم (ع) کے زمانہ حیات میں پیدا ہو چکے تھے۔

۷۔ نبوت، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعین ہونے والا مقام ہے۔ وکلاً جعلنا نبیا

۸۔ صالح فرزند، الہی عنایت ہے۔ وہبنا له إسحق و یعقوب

۹۔ باپ کی صلاحیت فرزند کی صلاحیتوں اور کمال میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ فلما اعتزلهم ... وہبنا له إسحق و یعقوب وکلاً جعلنا نبیا

آزر: آزر کی بت پرستی ۲

ابراہیم (ع): حضرت ابراہیم (ع) کا قصہ ۶، ۱؛ حضرت ابراہیم (ع) کو اسحاق (ع) کی عطا ۳؛ حضرت ابراہیم (ع) کو یعقوب (ع) کی عطا ۳؛ حضرت ابراہیم (ع) کی یزاری ۱؛ حضرت ابراہیم (ع) کی جزا ۳؛ حضرت ابراہیم (ع) کی ہجرت ۳، ۱؛ حضرت ابراہیم (ع) یعقوب (ع) کی ولادت کے وقت ۶

اسحاق: اسحاق (ع) کی نبوت ۵؛ اسحاق (ع) کے مقامات ۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ نعمات ۸

اللہ تعالیٰ کی عنایات: اللہ تعالیٰ کی عنایات کے شامل حال ۳

انبیاء: انبیاء کی تاریخ ۶

باپ: باپ کا کردار ۹

بت پرستی: بت پرستی کی تاریخ ۲؛ حضرت ابراہیم (ع) کے زمانہ میں بت پرستی ۲

بیزاری: بت پرستوں سے بیزاری ۱، بت پرستی سے بیزاری ۱، شرک سے بیزاری ۱؛ مشرکوں سے بیزاری ۱
شرک: شرک سے دوری کی جزا ۲
کمال: کمال کے اسباب ۹

نبوت: نبوت کا سرچشمہ ۷؛ نبوت کا مقام ۷
نعمت: فرزند صالح سی نعمت ۸؛ نعمت کا پیش خیمہ ۳
ہجرت: مشرک ماحول سے ہجرت ۱؛ ہجرت کے آثار ۲
یعقوب: یعقوب کا قصہ ۶؛ یعقوب کی تاریخ ولادت ۶؛ یعقوب کی نبوت ۵؛ یعقوب کے مقامات ۵

آیت ۵۰

﴿وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا﴾

اور پھر انھیں اپنی رحمت کا ایک حصہ بھی عطا کیا اور ان کے لئے صداقت کی بلند ترین زبان بھی قرار دے دی (۵۰)
۱۔ حضرت ابراہیم (ع) اور انکی اولاد، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) اللہ تعالیٰ کی خصوص رحمتوں سے فیض یاب تھے۔
وہبنا لهم من رحمتنا "من" تبعیض کا معنی دے رہا ہے یعنی "وہبنا لهم من بعض رحمتنا" بہہ اور بخشش الہی کا عنوان ان کی خصوصیت اور عظمت کی حکایت کر رہا ہے۔

۲۔ شرک کے ماحول سے ہجرت اور توحید پر پائیداری انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کی خصوص رحمتوں اور عنایتوں سے بہرہ مند ہونے کا سبب ہے۔ فلما اعتزلهم... وہبنا لهم من رحمتنا

۳۔ اللہ تعالیٰ نے تاریخ میں ابراہیم، اسحق اور یعقوب کیلئے حقیقی اور عظیم ثنا قرار دی ہے۔
وجعلنا لهم لسان صدق علیاً

کلمہ "لسان" کے معانی اور استعمالات میں سے ثنا اور تجید بھی ہے لہذا "جعلنا..." سے

مراد، ہم نے انکے لیے حقیقی اور بلند ثنا اور تجید قرار دی۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم (ع) کو انکی توحید اور پائنداری کے صلہ میں انہیں اور انکی اولاد کو قابل تعریف اور صاحب عظمت قرار دیا۔ فَلَمَّا اعْتَزَلْهُمْ... وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صَدَقٍ عَلِيًّا

۵۔ لوگوں کی عزت افزائی اور تعریف میں حقیقت اور سچائی کی رعایت کرنے کا ضروری ہونا اور حقیقت سے باہر نہ نکلنا۔
وجعلنا لهم لسان صدق علیہا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم (ع) اور انکی اولاد کو عظیم لیکن سچی ثناء سے بہرہ مند کیا یعنی جو کچھ انکی تعریف و ثنا میں کہا جاتا ہے حقیقت و واقعیت ہے نہ کہ مبالغہ ہے اس سے ایک درس اور پیغام مل رہا ہے سب لوگوں کو تعریف کرتے ہوئے افراط و تفریط کا شکار نہیں ہونا چاہیے بلکہ حقیقت کا ہی اظہار کرنا چاہیے۔

۶۔ نیک نامی اور شہرت ایک شائستہ خصوصیت اور الہی رحمت کا نمونہ ہے۔ وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صَدَقٍ عَلِيًّا

۷۔ حضرت ابراہیم (ع)، اسحق (ع) و یعقوب (ع) اللہ تعالیٰ کی عنایت کی بناء پر کائنات و تاریخ میں سچی اور پر جوش کلام کے حامل ہیں۔ وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صَدَقٍ عَلِيًّا

"لسان" مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے اسکا ایک معنی کلام ہے لہذا ممکن ہے کہ "لسان صدق" سچی کلام کے معنی میں ہو یعنی جو کچھ حضرت ابراہیم (ع) اور انکی اولاد نے ظاہر کیا عین حقیقت ہے لسان کیلئے "علیاً" کی خصوصیت لوگوں میں وسیع رد عمل کی علامت ہے۔

۸۔ کلام میں سچائی ایک عظیم اور بلند قدر و قیمت کی حامل خصوصیت ہے۔ وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صَدَقٍ عَلِيًّا
ابراہیم (ع): ابراہیم (ع) پر رحمت ۱؛ ابراہیم (ع) کی اولاد پر رحمت ۱؛ ابراہیم (ع) کی اولاد کی نیک نامی کے اسباب ۳؛
ابراہیم (ع) کی توحید پائنداری کی جزائی ۳؛ ابراہیم (ع) کی توحید کی جزائی ۳؛ ابراہیم (ع) کی سچائی کا سرچشمہ ۷؛ ابراہیم (ع) کی مدح ۳؛ ابراہیم (ع) کی نیک نامی کے اسباب ۳؛ ابراہیم (ع) کے فضائل ۳؛

اسحق (ع): اسحاق (ع) پر رحمت ۱؛ اسحق (ع) کی صداقت کا سرچشمہ ۷؛ اسحق (ع) کی مدح ۳؛ اسحق (ع) کے فضائل ۳
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پیش خیمہ ۲؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی علامات ۶؛ اللہ تعالیٰ کے لطف کے آثار ۷
توحید: توحید میں پائنداری کے آثار ۲// رحمت: رحمت کے شامل حال ۱

سچائی: سچائی کی قدر و قیمت ۸

صداقت: دوسروں کی تعریف میں صداقت ۵؛ صداقت کی قیمت ۸

مدح: مدح میں غلو سے پرہیز ۵

نیک نامی: نیک نامی کا سرچشمہ ۶؛ نیک نامی کے اسباب ۳

ہجرت: ہجرت کے آثار ۲

یعقوب: یعقوب (ع) پر رحمت ۱؛ یعقوب (ع) کی صداقت کا سرچشمہ ۴؛ یعقوب (ع) کی مدح ۳؛ یعقوب (ع) کے فضائل ۳

آیت ۵۱

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَى إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا﴾

اور اپنی کتاب میں موسیٰ کا بھی تذکرہ کرو کہ وہ میرے مخلص بندے اور رسول و نبی تھے (۵۱)

۱۔ پیغمبر اکرم (ص) پر قرآن سے حضرت موسیٰ (ع) کی داستان یاد کرنے کی ذمہ داری۔ واذکر فی الکتب موسیٰ

۲۔ حضرت موسیٰ (ع) کی حیات کی تاریخ اور انکی صفات سبق آموز اور حیاتی ہیں۔ واذکر فی الکتب موسیٰ

۳۔ پیغمبروں اور انکی پر خلوص سیرت کو یاد کرنا اور مکرم رکھنا، قرآنی ہدایت کی روشوں میں سے ہے۔

ذکر رحمت ربك ... واذکر ... واذکر ... واذکر

۳۔ الہی و معنوی شخصیات کو یاد رکھنے اور انکی تجلیل و تکریم پیا رکھنے کا ضروری ہونا۔ ذکر رحمت ... واذکر ... واذکر ...

واذکر

۵۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو ہر طرح کی آلودگی سے پاک اور اپنے لیے خالص قرار دیا۔ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا

"مخلص" (لام پر زبر) خالص شدہ وہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خالص کیا ہو اور آلودگی سے

منزہ رکھا ہو (لسان العرب) اس کا مخلص (لام کے نیچے زیر) سے فرق یہ ہے کہ مخلص وہ ہوتا ہے جس کی عبادت اسے خدا کے لیے خالص کرتے ہیں لیکن مخلص وہ ہوتا ہے جسے خدا نے خالص کیا ہو۔

۶۔ حضرت موسیٰ (ع)، اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور مقام رسالت و نبوت پر فائز تھے۔ اِنَّہ کان مخلصاً و کان رسولاً نبیاً "رسول" اور "نبی" میں فرق یہ ہے کہ جو بھی الہی رسالت کا حامل ہو نبی بھی ہے نبی یعنی حامل خبر لیکن ممکن ہے کہ کوئی نبی ہو لیکن کسی شخص یا قوم کی طرف بھیجا نہ گیا ہو اور رسالت الہی کامل نہ ہو۔

۷۔ خلوص، معنوی مقامات تک پہنچنے کیلئے پیش خیمہ ہے۔ اِنَّہ کان مخلصاً و کان رسولاً نبیاً

۸۔ معنوی اقدار، لوگوں کے قرآن میں تذکرہ اور نام آنے کا معیار ہیں۔ واذکر... اِنَّہ کان مخلصاً و کان رسولاً نبیاً

۹۔ حضرت موسیٰ (ع) کی پاکیزگی اور مقام رسالت و نبوت پر منتخب ہونا انکے شرف اور قرآن میں تذکرہ ہونے کا موجب ہے۔ واذکر فی الکتب موسیٰ اِنَّہ کان مخلصاً و کان رسولاً نبیاً جملہ "اِنَّہ کان... واذکر" کیلئے علت ہے۔

آنحضرت: آنحضرت کی ذمہ داری ۱

اخلاص: اخلاص کے آثار ۷

اقدار: اقدار کا معیار ۸؛ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ۶؛ معنوی اقدار ۸

اولیاء اللہ: اولیاء اللہ کی تعظیم کی اہمیت ۳

تکریم: تکریم کا معیار ۸

ذکر: ذکر موسیٰ (ع) کے اسباب ۹؛ قصہ موسیٰ (ع) کا ذکر ۱؛ مخلصین کا ذکر ۳؛ نمونوں کا ذکر ۳

عبرت: عبرت کے اسباب ۲

قرآن: قرآن کے قصے ۱ / مخلصین ۵

مقامات معنوی: مقامات معنوی کا پیش خیمہ ۷

موسیٰ (ع): موسیٰ (ع) کی تعظیم کے عوامل ۹؛ موسیٰ (ع) کی عصمت ۵؛ موسیٰ (ع) کی نبوت ۶؛ موسیٰ (ع) کے برگزیدہ

ہونے آثار ۹؛ موسیٰ (ع) کے فضائل ۵؛ موسیٰ (ع) کے قصہ سے عبرت ۲؛ موسیٰ (ع) کے سے مقامات ۶

ہدایت: روش ہدایت ۳

﴿وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا﴾

اور ہم نے انھیں کوہ طور کے داہنے طرف سے آواز دی اور راز و نیاز کے لئے اپنے سے قریب بلا لیا (۵۲)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے کوہ طور کی دائیں جانب سے حضرت موسیٰ کو خطاب فرمایا اور ان سے کلام کی۔ ونادینہ من جانب الطور الايمن کلمہ "ایمن" یا لفظ "ایمن" سے ہے کہ جسکا معنی خیر و برکت رکھنا ہے یا یہ "ایمن" سے ہے کہ جسکا مطلب دائیں جانب ہے مندرجہ بالا مطلب میں دوسرا معنی مورد نظر ہے تو اس صورت میں "الا یمن" کلمہ "جانب" کی صفت ہوگا۔

۲۔ کوہ طور ایک پاکیزہ جگہ ہے اور وہ مقام ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) سے کلام کیا۔ ونادینہ من جانب الطور الايمن یہاں "الا یمن" مبارک و تبرک کے معنی میں ہے لہذا ممکن ہے یہ "الطور" کیلئے صفت ہو یا ممکن ہے کہ "جانب" کی صفت ہو۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو اپنے ساتھ مناجات اور گفتگو کرنے کیلئے منتخب فرمایا۔ وقرّبہ نجیّا

۴۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ خصوصی باتیں کرتے وقت انہیں اپنا مقرب کیا۔ وقرّبہ نجیّا

"نجی" یعنی وہ جس سے خفیہ باتیں ہوں (لسان العرب سے اقتباس) اور اسکا اطلاق حضرت موسیٰ (ع) پر اس حوالے سے ہے وہ جو باتیں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) سے کیں خفیہ تھیں اور فقط حضرت موسیٰ (ع) ان سے آگاہ تھے۔

۵۔ حضرت موسیٰ (ع) کا برگزیدہ ہونا اور انکا غیر خدا سے مکمل دوری اختیاری کرنا انکے اللہ تعالیٰ کے ساتھ گفتگو کرنے اور

اللہ تعالیٰ کا مقرب بننے کا باعث قرار پایا۔ اِنَّہ کان مخلصاً... ونادینہ من جانب الطور الايمن و قرّبہ نجیّا

حضرت موسیٰ کی پچھلی آیت میں کلمہ "مخلص" کے ساتھ توصیف (وہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خالص کیا ہو) یہ انکے لیے ندا الہی کو سماعت کرنے کی لیاقت کا اظہار کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی حضرت موسیٰ (ع) سے گفتگو ۱، ۲، ۳؛ اللہ تعالیٰ کی حضرت موسیٰ (ع) سے گفتگو کا پیش خیمہ ۵؛ اللہ تعالیٰ کی حضرت موسیٰ (ع) سے گفتگو کی جگہ ۲

اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ لوگ ۳

تقرب: تقرب کا باعث ۵

کوہ طور: کوہ طور کی برکت ۲؛ کوہ طور کے دائیں جانب ۱

موسیٰ (ع): حضرت موسیٰ (ع) پر وحی ۱؛ حضرت موسیٰ (ع) کا برگزیدہ ہونا ۳، ۵؛ حضرت موسیٰ (ع) کا تقرب ۳؛ حضرت

موسیٰ (ع) کا قصہ ۱، ۲؛ حضرت موسیٰ (ع) کے فضائل ۳؛ کوہ طور میں موسیٰ (ع) ۱

آیت ۵۳

﴿وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا﴾

اور پھر انھیں اپنی رحمت خاص سے ان کے بھائی ہارون پیغمبر کو عطا کر دیا (۵۳)

۱۔ حضرت ہارون (ع) کا مقام نبوت کیلئے انتخاب، حضرت موسیٰ (ع) پر الہی عنایت و رحمت تھی۔

وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا

۲۔ حضرت ہارون (ع) کو حضرت موسیٰ کے مقاصد کے حوالے سے منتخب کیا گیا اور وہ حضرت موسیٰ (ع) کے الہی

وظائف کو بجالانے میں انکی مدد کیا کرتے تھے۔ وہبنا له... ہارون

حضرت ہارون (ع) کے حضرت موسیٰ (ع) کو عطا ہونے کی تعبیر درحقیقت انکے اپنے بھائی کے الہی مقاصد میں مکمل

خدمت کرنے کے حوالے سے مبالغہ ہے لفظ "نبیاً" حال ہے اور یہ بتا رہا ہے کہ حضرت

ہارون اگرچہ خود بھی پیغمبر تھے لیکن اپنے بھائی کی خدمت میں کمرہمت باندھی ہوئے تھے۔

۳۔ حضرت موسیٰ (ع) کی رحمت میں الہی بھائی شامل حال تھے۔ وہبنا له من رحمتن

۳۔ حضرت ہارون (ع) حضرت موسیٰ (ع) کے بھائی اور نبوت جیسے بلند مقام کے حامل۔ أخاه ہارون نبیاً

۵۔ حضرت موسیٰ (ع)، اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت ہارون (ع) سے بلند مقام رکھتے تھے۔ وہبنا له من رحمتنا أخاه

ہارون نبیاً

چونکہ حضرت ہارون (ع) کی نبوت حضرت موسیٰ (ع) کیلئے عطا کے عنوان سے ہوئی ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کا مقام حضرت ہارون (ع) سے کہیں بلند تر ہے۔

۶۔ مقام نبوت، دوسرے پیغمبر کی پیروی سے مانع نہیں ہے۔ ووهبنا له من رحمتنا أخاه هارون نبياً
۷۔ پیغمبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کے رسالت کے مقاصد میں کامیابی کے اسباب پیدا کرتی ہے۔
وهبنا له من رحمتنا أخاه هارون نبياً

۸۔ ایک زمانہ میں بہت سے الہی پیغمبروں کا وجود، ممکن ہے۔ ووهبنا له... ہارون نبياً
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار؛ ۷؛ اللہ تعالیٰ کی عطا ۱

انبیاء: انبیاء پر رحمت کے آثار؛ ۷؛ انبیاء کی پیروی؛ ۶؛ انبیاء کا ہم زمان ہونا؛ ۸؛ انبیاء کی کامیابی کے اسباب ۷

رحمت: رحمت کے شامل حال ۱، ۳

موسیٰ (ع): موسیٰ (ع) پر رحمت ۱، ۳؛ موسیٰ (ع) کے بھائی؛ ۳؛ موسیٰ (ع) کی برتری؛ ۵؛ موسیٰ (ع) کے مددگار؛ ۲؛ موسیٰ (ع) کے مقامات ۵

نبوت: نبوت کے آثار ۶

ہارون (ع): ہارون (ع) کا کردار؛ ۲؛ ہارون (ع) کے مقامات ۱، ۳؛ ہارون (ع) کی نبوت ۱، ۳

آیت ۵۳

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا﴾

اور اپنی کتاب میں اسماعیل کا تذکرہ کرو کہ وہ وعدے کے سچے اور ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبر تھے (۵۳)
۱۔ پیغمبر اکرم (ص) کا وظیفہ ہے کہ وہ قرآن سے حضرت اسماعیل "صادق الوعد" کی داستان یاد فرمائیں۔
واذکر فی الکتب اسماعیل

یہ کہ اس آیت میں ذکر شدہ اسماعیل کیا حضرت ابراہیم (ع) کے فرزند ہیں یا کوئی اور شخص؟ مفسرین کی دو آراء ہیں ہر ایک نے مختلف اولہ سے مدلی ہے۔ یہ نام قرآن میں مطلق صورت میں حضرت ابراہیم (ع) کے فرزند پر اطلاق ہوا ہے اور یہاں کوئی قرینہ قطعی اس بات پر کہ اسماعیل صادق الوعد کوئی اور شخص ہے موجود نہیں ہے۔

۲_ حضرت اسماعیل صادق الوعد کی زندگی کی تاریخ اور انکی صفات سبق آموز اور تعمیری حیثیت کی حامل ہیں۔ واذکر فی الکتب إسماعیل

۳_ اسماعیل صادق الوعد مقام رسالت و نبوت کے حامل تھے۔ وکان رسولاً نبیاً

۴_ وعدہ میں سچائی حضرت اسماعیل کی برجستہ صفات میں سے تھی۔ واذکر فی الکتب إسماعیل إنّه کان صادق الوعد

۵_ وعدہ میں سچائی اور اسماعیل کی رسالت و نبوت قرآن میں انکے ذکر و نام کو مکرم رکھنے کا سبب بنی۔
واذکر فی الکتب إسماعیل إنّه کان صادق الوعد وکان رسولاً نبیاً

۶_ وعدہ میں سچائی ایک اچھی اور بہت قیمتی صفت ہے۔ واذکر فی الکتب ... إنّه کان صادق الوعد

حضرت اسماعیل (ع) کی "صادق الوعد" کے ساتھ تعریف، موصوف کی تجمید سے ہٹ کر صفت کی تجمید بھی شمار ہوتی ہے۔

۷_ پیغمبروں اور سچائی کے نمونوں کا ذکر و تجلیل، قرآن کی ہدایت والی روش میں سے ہے۔ واذکر ... واذکر ... واذکر

۸_ الہی و معنوی شخصیتوں کی یاد منانا اور انکی تجلیل و تکریم کرنا ضروری ہے۔ واذکر فی الکتب إسماعیل إنّه کان صادق الوعد

۹_ قرآن میں افراد کی یاد منانے اور انکی تجلیل کا معیار، معنوی اقدار ہیں۔ واذکر ... إنّه کان صادق الوعد وکان رسولاً نبیاً

۱۰_ حضرت اسحاق کی نسبت حضرت اسماعیل (ع) خصوصی مقام کے حامل تھے۔ واذکر فی الکتب إسماعیل

آیت میں اسماعیل سے مراد وہی فرزند ابراہیم ہوں تو انکے نام کا اسحاق (ع) و یعقوب (ع) کے نام سے بعد جن کا پچھلی آیات میں ذکر ہوا ہے ذکر ہونے کی چند وجوہات ہو سکتی ہیں ان میں ایک یہ کہ کیونکہ حضرت اسماعیل (ع) کی والدہ حضرت ابراہیم (ع) کی ہجرت میں انکے ہمراہ نہ تھیں ان آیات میں اسی لیے صرف حضرت سارہ کے اولاد ہوا اور یہ کہ وہ آیت حضرت ابراہیم کی ہجرت کے بعد دیا ر غربت میں انکے انس کو بیان کر رہی ہے جبکہ حضرت اسماعیل بچپن میں ہی حضرت ابراہیم سے جدا ہو گئے تھے تیسری وجہ یہ ہے کہ حضرت اسماعیل کی بلند تر شرافت انکے مستقل ذکر کا باعث قرار پائی تھی۔

۱۱_ برید العجلی قال : قلت لأبی عبد اللہ (ع) یا بن رسول اللہ أخبرنی عن إسماعیل الذی ذکرہ اللہ فی کتابہ حیث

يقول "واذکر فی الکتاب إسماعیل إنّه کان صادق الوعد وکان رسولاً نبیاً" اکان إسماعیل بن ابراہیم قال : ...

برید عجلی کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق کی خدمت میں عرض کی اے فرزند رسول خدا (ص) مجھے اس اسماعیل کہ بارے میں بتائیں کہ جنکا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا اور یوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اسماعیل واذکر فی الکتاب" آیا یہاں مراد حضرت ابراہیم (ع) کے فرزند اسماعیل ہیں؟ فرمایا یہ شخص حزقیل کے بیٹے اسماعیل ہیں

۱۲_ عن أبی عبد اللہ (ع) قال: اَمَّا سَمِیْ إسماعیل صادق الوعد لآئِه وعد رجلاً فی مکان فانتظر فی ذلک المکان سنَّه فسمَّاه الله عزوجل صادق الوعد امام صادق (ع) فرماتے ہیں کیوں کہ اسماعیل کو اس لیے صادق الوعد کا لقب ملا کہ انہوں نے ایک شخص کو وعدہ دیا تھا کہ ایک مقام پر اسکا انتظار کریں گے اس وعدہ کی بناء پر ایک سال تک اس جگہ پر اسکے انتظار میں رہے پس اللہ تعالیٰ نے انہیں "صادق الوعد" کا لقب دی

۱۳_ عن زراره قال: سالت ابا جعفر (ع) عن قول الله عزوجل "وكان رسولاً نبياً ما الرسول و ما النبي؛ قال النبي الذي يرى في منامه و يسمع الصوت و لا يعاين الملك" الرسول الذي يسمع الصوت ويرى في المنام و يعاين الملك زراره سے روایت ہوئی ہے کہ امام باقر (ع) سے اس کلام الہی "وكان رسولاً نبياً ما الرسول و ما النبي؛ قال النبي الذي يرى في منامه و يسمع الصوت و لا يعاين الملك" کے بارے میں سوال کیا کہ رسول کون ہے؟ اور نبی کون ہے؟ حضرت نے فرمایا: نبی وہ ہے جو اپنے خواب میں دیکھتا ہے اور آواز سنتا ہے لیکن فرشتے کا مشاہدہ نہیں کرتا جبکہ رسول وہ ہے کہ آواز بھی سنتا ہے اور خواب میں بھی دیکھتا ہے اور فرشتے کا بھی مشاہدہ بھی کرتا ہے۔

آنحضرت: آنحضرت کی ذمہ داری ۱

اسحاق: اسحاق کے فضائل ۱۰

اسماعیل (ع): اسماعیل (ع) کا عہد سے وفا کرنا ۵؛ اسماعیل (ع) کا نبوت ۵؛ اسماعیل (ع) کی تعظیم کا فلسفہ ۵؛ اسماعیل (ع) کی صداقت ۵، ۳؛ اسماعیل (ع) کے فضائل ۵، ۳؛ اسماعیل (ع) صادق الوعد (ص): اسماعیل (ع) صادق الوعد (ع) کا لقب رکھنے کا فلسفہ ۱۲؛ اسماعیل (ع) صادق الوعد (ع) کی داستان سے عبرت ۲؛ اسماعیل (ع) صادق الوعد (ع) کی نبوت ۳؛ اسماعیل (ع) صادق الوعد (ع) کے مقامات ۳

(۱) بحار الانوار ج ۱۳، ص ۳۹۰، ح ۶ تفسیر بہان ج ۳ ص ۱۶، ح ۶۔

(۲) کافی ج ۲ ص ۱۰۵، ح ۷، نور الثقلین ج ۳ ص ۳۴۲، ح ۹۹۔

(۳) کافی ج ۱، ص ۱۷۶، ح ۱، نور الثقلین ج ۳، ص ۳۳۹، ح ۹۰۔

اقدار: معنوی اقدار کا کردار ۹

انبیاء: انبیاء کی تعظیم ۷; نبی سے مراد ۱۳

اولیاء اللہ: اولیاء اللہ کی تعظیم ۸

تکریم: تکریم کا معیار ۹

ذکر: اسماعیل صادق الودع کا ذکر ۱; انبیاء کا ذکر ۷; تربیتی نمونوں کا ذکر ۷

رسول: رسول سے مراد ۱۳

روایت: ۱۱، ۱۲، ۱۳

صفات: پسندیدہ صفات ۶

عبرت: عبرت کے اسباب ۲

عہد: عہد سے وفا کی اہمیت ۶

ہدایت: ہدایت کی روش ۷

آیت ۵۵

﴿وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا﴾

اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے (۵۵)

۱۔ اسماعیل صادق الودع ہمیشہ اپنے رشتہ داروں اور گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔ وکان یا مر اہلہ بالصلوة

و الزکوۃ ہر آدمی کا "اہل" اس کا قبیلہ اور رشتہ دار ہیں (لسان العرب)

۲۔ اسماعیل صادق الودع کے دین میں نماز، زکات اور انفاق کی خصوصی اہمیت تھی۔ وکان یا مر چہلہ بالصلوة و الزکوۃ

حضرت اسماعیل کا نماز، زکوٰۃ (انفاق) پر اصرار، حضرت کے دین میں ان دو کی اہمیت کی علامت تھی۔

۳۔ نماز، زکوٰۃ اور انفاق، گزشتہ ادیان میں بھی سابقہ رکھتے ہیں۔ وکان یا مر اہلہ بالصلوة والزکوۃ

۳۔ نماز و زکوٰۃ جیسے فرائض کا وقوع، مسلسل اور ہمیشہ کی تبلیغ و تشریح کا محتاج ہے۔ وکان یا مر اہله بالصلوة و الزکوٰۃ
"کان یا مر" یعنی حضرت اسماعیل ہمیشہ نماز کے انجام اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیتے تھے۔

۵۔ گھر والوں اور رشتہ داروں کی اصلاح خصوصی اہمیت اور الہی پیغمبروں کے اہتمام کا مرکز تھی۔
وکان یا مر اہله بالصلوة و الزکوٰۃ

۶۔ بیوی بچوں کو نماز اور انفاق کیلئے ابھارنا، مؤمن لوگوں کی ذمہ داری میں سے ہے۔ وکان یا مر اہله بالصلوة و الزکوٰۃ
"اہل" کے معانی میں سے زوجہ اور گھر والے ہیں (مصباح)

۷۔ جناب اسماعیل صادق الوعدہ اور انکے اعمال و کردار اللہ تعالیٰ کی مکمل رضایت کے مطابق تھے۔ وکان عند ربہ مرضیاً
۸۔ حضرت اسماعیل کا عہدوں سے وفا کرنا اور اپنے عزیزوں کو نماز، زکوٰۃ اور انفاق کا پابند رکھنے پر اصرار کرنا، اللہ تعالیٰ کی

حصول رضایت کا باعث تھا۔ اِنَّہ کان صادق الوعدہ ... وکان یا مر اہله بالصلوة و الزکوٰۃ وکان عند ربہ مرضیاً

۹۔ وعدہ سے وفا اور امر بالمعروف اللہ تعالیٰ کی رضایت کا پیش خیمہ ہے۔ اِنَّہ کان صادق الوعدہ ... وکان یا مر اہله
بالصلوة و الزکوٰۃ وکان عند ربہ مرضیاً

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی رضایت کسب کرنا بلند اور با عظمت مقصد ہے۔ وکان عند ربہ مرضیاً

۱۱۔ حضرت اسماعیل صادق الوعدہ الہی تربیت میں پرورش پانے والے اور انکی زندگی الہی تدبیر اور ربوبیت کے تحت
تھی۔ عند ربہ

آسمانی ادیان: آسمانی ادیان کی تعلیمات ۳

اسماعیل (ع): اسماعیل (ع) سے راضی ہونا ۸؛ اسماعیل (ع) کا رشتہ داروں کو دعوت ۱؛ اسماعیل (ع) کی دعوت ۱؛
اسماعیل (ع) کا عہد سے وفا ۸؛ اسماعیل (ع) کے رشتہ داروں کا انفاق ۸؛ اسماعیل (ع) کے رشتہ داروں کی زکوٰۃ ۸؛
اسماعیل (ع) کے رشتہ داروں کی نماز ۸

اسماعیل صادق الوعدہ (ع): اسماعیل صادق الوعدہ (ع) سے راضی ۷؛ اسماعیل صادق الوعدہ (ع) کا ربی ۱۱؛ اسماعیل
صادق الوعدہ (ع) کے فضائل ۷ / اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی رضایت کا پیش خیمہ ۸، ۹؛ اللہ تعالیٰ کی
رضایت کی اہمیت ۱۰ / اللہ تعالیٰ کی رضایت:

اللہ تعالیٰ کی رضایت کے شامل حال ۷
 امر بالمعروف: امر بالمعروف کے آثار ۹
 انفاق: آسمانی ادیان میں انفاق ۳; انفاق کی تاریخ ۳; انفاق کے بارے میں نصیحت ۶
 اہمیتیں: ۱۰: دین: دینی تعلیمات کی تبلیغ کی اہمیت ۳
 رشتہ دار: رشتہ داروں کی اصلاح کی اہمیت ۵
 زکوٰۃ: آسمانی ادیان میں زکوٰۃ ۳; تاریخ زکوٰۃ ۳; زکوٰۃ کی اہمیت ۲، ۳; زکوٰۃ کی دعوت ۱
 عہد: عہد سے وفا کے آثار ۹
 خاندان: خاندان کی اصلاح کی اہمیت ۵
 مؤمنین: مؤمنین کی ذمہ داری ۶
 نماز: آسمانی ادیان میں نماز ۳; نماز کی اہمیت ۲; نماز کی تاریخ ۳; نماز کی دعوت ۱; نماز کی نصیحت ۶; نماز کے برپا کرنے کی اہمیت ۳

آیت ۵۶

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا﴾

اور کتاب خدا میں ادريس کا بھی تذکرہ کرو کہ وہ بہت زیادہ سچے پیغمبر تھے (۵۶)

- ۱۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اکرم (ص) کو قرآن سے قصہ حضرت ادريس (ع) کے تذکرہ کا فرمان دیا۔ واذکر فی الکتب ادريس
- ۲۔ حضرت ادريس (ع) کی زندگی اور خصوصیات تعمیری اور سبق آموز ہیں۔ واذکر فی الکتب ادريس
- ۳۔ حضرت ادريس (ع) صدیقوں میں سے اور مقام نبوت کے حامل تھے۔ إِنَّہ کان صدیقاً نبیاً
- ۴۔ حضرت ادريس (ع) کی شخصیت صداقت اور نیکی کے عروج پر اور گفتار و عمل میں وحدت و یکسوئی کی حامل تھی۔ إِنَّہ کان صدیقاً نبیاً

"صدیق" صیغہ مبالغہ ہے یعنی جو بہت زیادہ سچائی والا ہو اور بعض نے کہا کہ صدیق وہ ہے کہ جو گفتار اور اعتقاد میں صادق ہو اور اپنی سچائی کو عمل میں محقق کرے (مفردات راغب)

۵۔ حضرت ادریس (ع) کی مکمل صداقت اور سچائی اور انکی نبوت کا قرآن میں تذکرہ موجود ہے اور یہ مورد احترام قرار پایا۔ واذکر فی الکتب ادریس اِنَّه کان صدیقاً نبیاً اِنَّه کان صدیقاً "واذکر" کیلئے علت کی مانند ہے۔

۶۔ معنوی اور الہی مقامات کو پانے کیلئے صداقت اختیار کرنے کا خصوصی کردار۔ اِنَّه کان صدیقاً نبیاً
۷۔ گفتار اور عمل میں سچائی نیک و بلند تر عظمت کی حامل ہے اور لوگوں کی تجلیل و ثنا کا ایک معیار ہے۔
واذکر فی الکتب ادریس اِنَّه کان صدیقاً

۸۔ صداقت، مقام نبوت پر پہنچنے کی ایک شرط ہے۔ اِنَّه کان صدیقاً نبیاً

"صدیقاً" کو "نبیاً" پر مقدم کرنا مندرجہ بالا مطلب سے حاکی ہے۔

۹۔ پیغمبروں کی یاد اور ان کی اور صداقت و سچائی کے نمونوں کی تجلیل، قرآن مجید کی تربیتی اور ہدایت کی روشوں میں سے ایک روش ہے۔ واذکر... واذکر... واذکر

۱۰۔ قرآن مجید میں معنوی اقرار، لوگوں کی یاد کا معیار ہے۔ واذکر فی الکتب ادریس اِنَّه کان صدیقاً نبیاً

۱۱۔ الہی و معنوی شخصیتوں کو یاد رکھنا اور انکی تکریم و تجلیل کرنا ضروری ہے واذکر... واذکر... واذکر

آنحضرت (ص): آنحضرت کی ذمہ داری ۱

ادریس (ع): ادریس (ع) کی تعظیم کے اسباب ۵؛ ادریس (ع) کی صداقت ۳، ۳؛ ادریس (ع) کی صداقت کے آثار ۵؛ ادریس (ع) کی نبوت ۳؛ ادریس (ع) کی نبوت کے آثار ۵؛ ادریس (ع) کے قصہ سے عبرت ۲؛ ادریس (ع) کے فضائل ۳؛ ادریس (ع) کے مقامات ۳

اقدار: اقدار کا معیار ۱۰؛ معنوی اقدار ۱۰

انبیاء: انبیاء کی تعظیم ۹

اولیاء اللہ: اولیاء اللہ کی تعظیم کی اہمیت ۱۱

تربیت: تربیت کی روش ۹

تکریم: تکریم کا معیار ۱۰، ۷

ذکر: انبیاء کا ذکر ۹؛ قصہ ادریس کا ذکر ۱؛ نمونوں کا ذکر ۱

سچائی: سچائی کی اہمیت ۷

صداقت: صداقت کے آثار ۸، ۶؛ صداقت کی اہمیت ۷ صدیقان: ۳

عبرت: عبرت کے اسباب ۲

قرآن: قرآن کے قصے ۱

معنوی مقامات: معنوی مقامات کا پیش خیمہ ۶

نبوت: نبوت کی شرائط ۸

ہدایت: ہدایت کی روش ۹

آیت ۵۷

﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾

اور ہم نے ان کو بلند جگہ تک پہنچادیا ہے (۵۷)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس (ع) کو عظمت و بلندی کے مقام تک پہنچایا۔ ورفعنہ مکاناً علیّ

۲۔ حضرت ادریس (ع) کی کامل صداقت انکے بلند مقام پر فائز ہونے کا پیش خیمہ بنی۔ اِنَّہ کان صدیقاً نبیاً... ورفعنہ مکاناً علیّ

۳۔ صداقت کمال و رشد اور انسان کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقام رفیع تک پہنچنے کا پیش خیمہ ہے۔ اِنَّہ کان صدیقاً... ورفعنہ مکاناً علیّ

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ (ع) کو بلند بالا مقام تک پہنچادیا۔ ورفعنہ مکاناً علیّ

احتمال ہے کہ "مکان" سے مراد، مادی مقام ہو کہ اس صورت میں مراد، انکا آسمان کی طرف حضرت عیسیٰ (ع) کی مانند معراج کرنا ہے۔

ادریس (ع): ادریس (ع) کا قصہ ۳؛ ادریس (ع) کا کمال ۱؛ ادریس (ع) کی صداقت کے آثار ۲؛ ادریس (ع) کی معراج ۳؛ -

ادریس (ع) کے کمال کا باعث ۲؛ ادریس (ع) کے مقامات ۱، ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے افعال ۱، ۳

صداقت: صداقت کے آثار ۳

کمال: کمال کا باعث ۳

آیت ۵۸

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا﴾

یہ سب وہ انبیاء ہیں جن پر اللہ نے نعمت نازل کی ہے ذریت آدم میں سے اور ان کی نسل میں سے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں اٹھایا ہے اور ابراہیم و اسرائیل کی ذریت میں سے اور ان میں سے جن کو ہم نے ہدایت دی ہے اور انہیں منتخب بنایا ہے کہ جب ان کے سامنے رحمان یک آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو روتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے ہیں (۵۸)

۱۔ حضرت زکریا (ع)، یحییٰ (ع)، مریم (ع)، عیسیٰ (ع)، ابراہیم (ع)، اسحاق (ع)، یعقوب (ع)، موسیٰ (ع)، ہارون (ع)، اسماعیل (ع) اور ادریس (ع)، اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت کے حامل تھے۔ اُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ "اُولَٰئِكَ" سے مراد ان تمام موارد میں جو سورہ مریم کے آغاز سے لے کر اس آیت تک ذکر ہوئے ہیں یہ بھی واضح ہے کہ جملہ "أَنعَمَ اللَّهُ..." میں نعمت سے مراد، معمول کے مطابق نعمتیں نہیں ہیں کیونکہ ایسی نعمات تو دیگر افراد کو بھی حاصل ہیں پس وہ نعمات جو اس گروہ کیلئے زبان احسان میں بیان ہوئیں ہیں وہ کوئی خاص نعمتیں ہیں۔

۲۔ قرآن نے بعض انبیاء کے نسبت کے تذکرہ میں صرف انہیں حضرت آدم سے منسوب کیا ہے۔ مِنَ النَّبِيِّينَ مَنْ ذُرِّيَّةٌ مِنْ آدَمَ جملہ "مَنْ ذُرِّيَّةٌ مِنْ آدَمَ" میں مَنْ تبعیض کے معنی میں ہے اور یہ بتا رہا ہے کہ "ذُرِّيَّةٌ مِنْ آدَمَ" ان چار خصوصیات میں سے ایک ہے کہ جو "النَّبِيِّينَ" کیلئے ذکر کئی گئی ہیں تین کیلئے خصوصیات یہ ہیں "مِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ" ذریت ابراہیم اور (ذریت) اسرائیل۔ اگرچہ سب کے سب پیغمبر ذریت آدم ہیں لیکن یہ بات بالخصوص حضرت ادریس (ع) کیلئے کہی گئی کہ جو حضرت نوح (ع) سے پہلے موجود تھے اور وہ سوائے حضرت آدم (ع) کے کسی دوسرے سے نسبت نہیں رکھتے ہیں جبکہ دیگر انبیاء اپنے نزدیک ترین نسب میں سے کسی برجستہ ترین فرد کے ساتھ منسوب ہیں۔

۳۔ حضرت نوح (ع) کے ہمراہ کشتی میں سوار افراد کی نسل میں حضرت ابراہیم جیسے عظیم الشان پیغمبر اکرم (ص) پیدا ہوئے۔ من النبیین... مَن حملنا مع نوح "من حملنا مع نوح" سے مراد پہلے اور بعد کے قرینہ کی رو سے "ذریۃ من حملنا..." ہے پچھلی آیات میں مذکورہ انبیاء میں سے فقط ابراہیم ہیں کہ جنہیں "ذریۃ آدم" کے علاوہ حضرت نوح کے ہمراہ نسل سے منسوب کیا گیا۔

۳۔ بعض انبیاء کہ جنکا ذکر سورہ مریم میں ہوا ہے (حضرت اسحاق (ع)، یعقوب (ع) اور اسماعیل (ع)) حضرت ابراہیم (ع) کی نسل سے تھے۔ من النبیین... من ذریۃ ابراہیم

۵۔ سورہ مریم میں بعض دیگر انبیاء کہ جنکا ذکر ہوا ہے (زکریا (ع)، یحییٰ (ع)، عیسیٰ (ع)، موسیٰ (ع) اور ہارون (ع)) یہ تمام اسرائیل (حضرت یعقوب (ع)) کی نسل سے تھے۔ من النبیین... من ذریۃ ابراہیم و اسرائیل

۶۔ حضرت آدم، حضرت نوح (ع) کے ہمراہ لوگ، ابراہیم (ع) اور حضرت یعقوب (ع) پوری تاریخ میں انبیاء کے آباو اجداد کے حوالے سے مرکزی اور با عظمت شخصیات ہیں۔ من النبیین من ذریۃ ء ادم و مَن حملنا مع نوح ومن ذریۃ ابراہیم و اسرائیل

۷۔ خاندان اور نسب کا اصرار ہونا اولاد کی سعادت و کمال میں اہم کردار رکھتا ہے۔ من ذریۃ ء ادم... من ذریۃ ابراہیم و اسرائیل الہی پیغمبروں کا ایک ہی سلسلہ اور نسل میں واضح کیا جانا بتاتا ہے کہ اولاد کے کمال میں نسب و خاندان کا کردار ہوتا ہے۔

۸۔ نواسے بھی بیٹوں اور پوتوں کی مانند کسی شخص کی اولاد اور نسل شمار ہوتے ہیں۔ أولئک... و من ذریۃ ابراہیم

تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت مریم (ع) اور عیسیٰ (ع) حضرت ابراہیم (ع) کے نواسی اور نواسہ شمار ہوتے تھے لیکن اس آیت میں حضرت عیسیٰ (ع) "اولئک" میں آنی والی نسل انبیاء میں شمار کیے گئے ہیں لہذا بیٹی کی اولاد بھی ذریت اور نسل شمار ہوتی ہے۔

۹۔ حضرت نوح (ع) کے ہمراہ کشتی میں لوگ، با فضیلت اور تعریف کی شائستگی رکھنے والے تھے۔ و مَن حملنا مع نوح

"ذريت آدم" کی تعبیر تمام انبیاء کیلئے کافی تھی لیکن انکے آباء و اجداد کے حوالے سے بعض لوگوں کی تصریح جیسا کہ حضرت نوح (ع) کے ہم سفر لوگوں کا ذکر ہونا انکی بلند و بالا شخصیت کو بتا رہا ہے۔

۱۰۔ حضرت نوح (ع) کی کشتی کا ناخدا اور اسے منزل مقصود تک پہنچانے والا، اللہ تعالیٰ تھا۔ وَمَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ

۱۱۔ حضرت ابراہیم (ع) کی حضرت یعقوب (ع) اور انکی نسل کے علاوہ بھی انبیاء پر مشتمل نسل موجود تھی۔ وَمِنْ ذُرِّيَةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ "اسرائیل" حضرت یعقوب (ع) کا لقب ہے آپ حضرت ابراہیم (ع) کے پوتے اور اسحاق (ع) کے فرزند تھے اگر انبیاء کی نسل فقط حضرت یعقوب (ع) سے ہی جاری رہتی تو یہاں حضرت ابراہیم (ع) اور اسرائیل کا جدا جدا ذکر کی ضرورت نہ رہتی۔ چونکہ ایک کا ذکر ہی کفایت کرتا لیکن دونوں کا مستقل ذکر بتاتا ہے کہ حضرت ابراہیم (ع) کی نسل میں ایک اور سلسلہ انبیاء بھی جو کہ انکے فرزند حضرت اسماعیل (ع) سے جاری ہوا۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء (ع) سے ہٹ کر دیگر افراد کو بھی اپنی خصوص نعمات سے نوازا ہے۔ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ ... وَمَنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا

"من ہدینا..." انبیاء پر عطف ہے اور یہ بتاتا ہے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مخصوص نعمت سے نوازا ہے وہ یہ ہیں (۱) انبیاء (۲) وہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ اور منتخب شدہ ہیں۔

۱۳۔ حضرت مریم سلام اللہ علیہا الہی پیغمبروں میں سے نہیں تھیں۔ أُولَئِكَ ... مِنَ النَّبِيِّينَ ... وَمَنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا جیسا کہ "مَنْ هَدَيْنَا" کا عطف "مِنَ النَّبِيِّينَ" پر ہو تو ضروری ہے پچھلی آیت میں ان دو مذکوروں کے درمیان کہ جن پہ "أُولَئِكَ" سے اشارہ ہوا غیر بنی بھی موجود ہو کیونکہ عطف سے مختلف ظہور پیدا ہو رہا ہے اس طرح کہ پچھلی آیات میں حضرت مریم (ع) سے ہٹ کر واضح طور پر یا مذکورین کی نبوت کے حوالے اشارہ سامنے آیا ہے تو اس صورت میں "مَنْ هَدَيْنَا" کا جو مورد باقی بچتا ہے وہ فقط مریم سلام اللہ علیہا کی ذات ہے۔

۱۴۔ حضرت ابراہیم (ع)، اللہ تعالیٰ کی خصوصی ہدایت کی حامل اور پروردگار کی بارگاہ میں ایک برگزیدہ انسان تھیں۔ وَمَنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا

۱۵۔ انبیاء اور برگزیدہ ہدایت یافتہ لوگ، الہی آیات سننے کے وقت سجدہ میں گر جاتے ہیں اور روتے ہیں۔ مِنَ النَّبِيِّينَ ... وَمَنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَبُكِيًّا

۱۶۔ حضرت زکریا (ع)، یحییٰ (ع)، مریم سلام اللہ علیہا، عیسیٰ (ع) ابراہیم (ع)، اسحق (ع)، یعقوب (ع)، موسیٰ (ع)،

ہارون (ع)، اسماعیل (ع) و ادیس (ع)، الہی آیات سننے وقت سجدہ میں گر جاتے تھے اور حالت سجدہ میں آنسو بہاتے تھے۔ الفک... إذا تتلى عليهم ء آيات الرحمن خرّ و سجّداً و بکّياً

۱۷۔ قرآنی آیات سننے کے دوران سجدہ اور گریہ در حقیقت قرآن اور الہی آیات کا سامنا کرنے کے آداب اور شائستگی میں سے ہے إذا تتلى عليهم ء آيات الرحمن خرّ و اسجّداً و بکّياً

۱۸۔ الہی آیات سننے کے دوران خضوع و خشوع، سجدہ اور گریہ الہی، مخصوص الہی نعمت کے حامل ہونے کی خبر دیتا ہے۔ أولئك الذين أنعم الله عليهم... إذا تتلى عليهم ء آيات الرحمن خرّو اسجّداً و بکّياً

"إذا تتلى" در اصل "اولئك" کیلئے خبر اول یا خبر کے بعد خبر ہے یعنی وہ اس طرح تھے کہ آیات کے سننے کے دوران سجدہ میں گر جاتے اور گریہ کرتے تھے۔

۱۹۔ سجدہ کی حالت میں گریہ اور الہی آیات کے مقابل خضوع، نعمت ہدایت کے حامل ہونے اور الہی بارگاہ میں برگزیدہ ہونے کے آثار میں سے ہیں۔ و ممّن هدینا و اجبتینا إذا تتلى عليهم ء آيات الرحمن خرّ و سجّداً و بکّياً

۲۰۔ سجدہ کی حالت میں سجدہ اور گریہ، ایک پسندیدہ اور با فضیلت حالت ہے۔ إذا تتلى عليهم... خرّوا سجّداً و بکّياً "بکینا" جمع ہے اور "سجّداً" کی طرح مقدرہ حال ہے یعنی مذکورہ افراد، الہی آیات سننے ہی خود کو سجدہ اور گریہ کیلئے زمین پر گرا دیتے تھے۔

۲۱۔ قرآن اور دیگر آسمانی کتب میں الہی آیات، اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کا جلوہ ہیں۔ إذا تتلى عليهم ء آيات الرحمن "آیات" کی نسبت "رحمن" کی طرف مندرجہ بالا مطلب کو بتا رہی ہے "تتلى" کا مضارع ہونا بتا رہا ہے کہ "النبيين" اور "من هدینا و اجبتینا" کی صفات ہر زمانے میں ایسا ہی تقاضا کرتی ہیں لہذا آیات الرحمن، قرآن کو بھی شامل ہیں۔

آدم (ع): حضرت آدم (ع) کی نسل ۲

آسمان کتابیں: آسمانی کتابوں کا رحمت ہونا ۲۱

ابراہیم (ع): ابراہیم (ع) آیات الہی سننے کے وقت ۱۶؛ ابراہیم (ع) پر نعمات ۱؛ ابراہیم (ع) کا سجدہ ۱۶؛ ابراہیم (ع) کا گریہ ۱۶؛ ابراہیم (ع) کا نسب ۳؛ ابراہیم (ع) کی نسل ۱۱، ۳؛ ابراہیم (ع) کے فضائل ۱

ادیس (ع): ادیس (ع) آیات الہی سننے کے وقت ۱۶؛ ادیس (ع) پر نعمات ۱؛ ادیس (ع) کا سجدہ ۱۶؛ ادیس (ع) کا گریہ ۱۶؛ ادیس (ع) کا نسب ۲؛ ادیس (ع) کے فضائل ۱

اسحاق (ع): اسماعیل (ع) آیات الہی سننے کے وقت ۱۶; اسحاق (ع) پر نعمات ۱; اسحاق (ع) کا سجدہ ۱۶; اسحاق (ع) کا گریہ ۱۶; اسحاق (ع) کا نسب ۳; اسحاق (ع) کے فضائل ۱

اسماعیل: اسماعیل آیات الہی سننے کے وقت ۱۶; اسماعیل پر نعمات ۱; اسماعیل کا سجدہ ۱۶; اسماعیل کا گریہ ۱۶; اسماعیل کا نسب ۱، ۳; اسماعیل کے فضائل ۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی رحمت کی علامات ۲۱، اللہ تعالیٰ کی ہدایات ۱۰

اللہ تعالیٰ کی آیات: اللہ تعالیٰ کی آیات پر خضوع ۱۹; اللہ تعالیٰ کی آیات کی رحمت ۲۱;

انبیاء: انبیاء آیات الہی سننے کے وقت ۱۵; انبیاء کا سجدہ ۱۵; انبیاء کا گریہ ۱۵; انبیاء کا نسب ۲; انبیاء کی تاریخ ۱۱، ۶، ۵، ۳، ۲; نوح کے بعد انبیاء ۳

انسان: نسل انسان ۸

اہمیتیں: ۲۰

برگزیدہ الہی: برگزیدہ الہی آیات الہی سننے کے وقت ۱۵; برگزیدہ الہی نعمات ۱۲; برگزیدہ الہی کا خضوع ۱۹; برگزیدہ الہی کا سجدہ ۱۵، ۱۹; برگزیدہ الہی کا گریہ ۱۵، ۱۹; برگزیدہ الہی کی علامات ۱۹; برگزیدہ الہی کے فضائل ۱۲

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کے انبیاء ۵/ خاندان: خاندان کے اصیل ہونے کا کردار ۷

خضوع: الہی آیات سننے کے وقت خضوع ۱۸

خضوع: الہی آیات سننے کے وقت خضوع ۱۸

زکریا (ع): زکریا (ع) الہی آیات سننے کے وقت ۱۶; زکریا (ع) پر نعمات ۱; زکریا (ع) کا سجدہ ۱۶; زکریا (ع) کا گریہ ۱۶; زکریا (ع) کا نسب ۵; زکریا (ع) کے فضائل ۱

سجدہ: الہی آیات سننے کے وقت سجدہ ۱۸; سجدہ میں گریہ ۱۹; سجدہ میں گریہ کی فضیلت ۲۰; سجدہ کی فضیلت ۲۰

سعادت: اسباب سعادت ۷

عیسیٰ (ع): الہی آیات سننے کے وقت عیسیٰ (ع) ۳; عیسیٰ (ع) پر نعمات ۱; عیسیٰ (ع) کا سجدہ ۱۶; عیسیٰ (ع) کا گریہ ۱۶; عیسیٰ (ع) کا نسب ۵; عیسیٰ (ع) کے فضائل ۱

قرآن: قرآن سننے کے آداب ۱۷; قرآن کی رحمت ۱

گریہ: الہی آیات سننے کے وقت گریہ ۱۸

مریم (ع): آیات الہی سننے کے وقت مریم (ع) ۱۶; مریم (ع) پر نعمات ۱; مریم (ع) کا برگزیدہ ہونا ۱۳; مریم (ع) کا سجدہ

۱۶; مریم کا گریہ ۱۶; مریم (ع) کی نبوت کا رد ہونا ۱۳; مریم (ع) کی ہدایت ۱۲; مریم (ع) کے فضائل ۱۲، ۱۳

موسیٰ (ع): الہی آیات سننے کے وقت موسیٰ (ع) ۱۶; موسیٰ (ع) پر نعمات ۱; موسیٰ (ع) کا سجدہ ۱۶; موسیٰ (ع) کا گریہ

۱۶; موسیٰ (ع) کا نسب ۵; موسیٰ (ع) کا فضائل ۱; نسب کا کردار ۷

نعمت: نعمت کے شامل حال لوگ ۱۲، ۱; نعمت کے شامل حال لوگوں کا خشوع ۱۸; نعمت کے شامل حال لوگوں کا

خضوع ۱۸، ۱۹; نعمت کے شامل حال لوگوں کا سجدہ ۱۹; نعمت کے شامل حال لوگوں کا گریہ ۱۸، ۱۹; نعمت کے شامل

حال لوگوں کی علامات ۱۸، ۱۹/ نواسہ: نواسے کا بیٹا کہلانا ۸

نوح (ع): نوح (ع) کی کشتی کا ناخدا ۱۰; نوح (ع) کے ہمسفر لوگوں کی مدح ۹; نوح (ع) کے ہمسفر لوگوں کی

نسل ۳; نوح (ع) کے ہمسفر لوگوں کے فضائل ۹

ہارون (ع): آیات الہی سننے کے وقت ہارون (ع) ۱۶; ہارون (ع) پر نعمات ۱; ہارون (ع) کا سجدہ ۱۶; ہارون (ع) کا گریہ

۱۶; ہارون (ع) کا نسب ۵; ہارون (ع) کے فضائل ۱

ہدایت یافتہ: ہدایت یافتہ لوگ آیات الہی سننے کے وقت ۱۵; ہدایت یافتہ لوگوں پر نعمات ۱۲; ہدایت یافتہ لوگوں کا

خضوع ۱۹; ہدایت یافتہ لوگوں کا سجدہ ۱۹، ۱۵; ہدایت یافتہ لوگوں کا گریہ ۱۵، ۱۹; ہدایات یافتہ لوگوں کی نشانیاں ۱۹; ہدایت

یافتہ لوگوں کے فضائل ۱۲

یحییٰ (ع): الہی آیات سننے کے وقت یحییٰ (ع) ۱۶; یحییٰ (ع) پر نعمات ۱; یحییٰ (ع) کا سجدہ ۱۶; یحییٰ (ع) کا گریہ ۱۶; یحییٰ (ع)

کا نسب ۵; یحییٰ (ع) کے فضائل ۱

یعقوب (ع): الہی آیات سننے کے وقت یعقوب (ع) ۱۶; یعقوب (ع) پر نعمات ۱; یعقوب (ع) کا سجدہ ۱۶; یعقوب (ع) کا

گریہ ۱۶; یعقوب (ع) کا نسب ۳; یعقوب (ع) کی نسل ۱۱، ۵; یعقوب (ع) کے فضائل ۱

آیت ۵۹

﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾

پھر ان کے بعد ان کی جگہ پر وہ لوگ آئے جنہوں نے نماز کو برباد کر دیا اور خواہشات کا اتباع کر لیا پس یہ عنقریب اپنی گمراہی سے جا ملیں گے (۵۹)

۱۔ ہر پیغمبر کے اپنی قوم سے جاتے ہی ایسے نااہل لوگوں نے جگہ لے لی جنہوں نے نماز کو بتاہ کیا اور شہوات (ہوائے نفس) کی پیروی کرنے لگے۔ "خلف" (لام پر زبر) اچھے جانشین جبکہ خلف (لام ساکن) برے جانشین کیلئے استعمال ہوتا ہے (مقایس اللغة) تو اس بنیاد پر "خلف من بعد ہم خلف" کا ترجمہ بھی انکی جگہ پر برے جانشین آگئے۔

۲۔ پیغمبروں کی وفات کے بعد انکی راہ و روش ہمیشہ نااہل لوگوں کے ہاتھوں لا پرواہی اور بتائی کا شکار رہی۔
فخلف من بعد ہم خلف أضاعوا الصلوة و اتبعوا الشهوات

۳۔ نماز کو ضائع کرنا اور شہوات کی پیروی کرنا، گمراہی اور عذاب میں گرفتار ہونے کا موجب ہے۔ أضاعوا الصلوة و اتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيًّا "غی" کا معنی گمراہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جملہ "يلقون غيًّا" میں بعد والی آیت کے قرینہ "يدخلون الجنة" سے ایکمضاف مقدر ہے یعنی "يلقون جزاء غيهم" وہ اپنی گمراہی کی سزا جو کہ جہنم اور عذاب ہے چکھیں گے۔

۳۔ نماز کو ضائع کرنا اور اسمیں لا پرواہی کرنا، حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ أضاعوا الصلوة... فسوف يلقون غيًّا جیسا کہ کہا گیا ہے کہ "يلقون غيًّا" کا بعد والی آیت "يدخلون الجنة" کے قرینہ سے معنی "يلقون جزاء غيهم" ہے جو وعدہ عذاب شمار ہوتا ہے اور یہ وعدہ عذاب بھی گناہان کبیرہ کے درمقابل دیا جاتا ہے۔

۵۔ نفسانی خواہشات کی پیروی حرام ہے۔ و اتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيًّا

۶۔ پیغمبروں کی رحلت کے بعد نماز کو ضائع کرنا اور شہوات کی پیروی کرنا انحرافات کی حقیقی اساس تھی۔

فخلف من بعدهم خلف أضاعوا الصلوة و اتبعوا الشهوات

۷۔ نماز کا قیام اور اس کے لیے اہتمام کرنا اور نفسانی و شہواتی خواہشات سے دوری اختیار کرنا پیغمبروں اور ہدایت یافتہ لوگوں کی دو اہم اور آشکار صفات تھیں۔ فخلف من بعد ہم خلف أضاعوا الصلوة و اتبعوا الشهوات۔

۸۔ تمام الہی ادیان میں نماز اہم اور اساسی مقام رکھتی ہے۔ فخلف ... اضعوا الصلوة

وہ تمام چیزیں کہ جو دین کی طرف پشت کرنے اور اہمیت نہ دینے کے حوالے سے ذکر ہوئی ہیں آیت نے ان میں سے نماز کا ذکر کیا ہے یہ بذات خود احکام دین کے مجموعہ اور الہی ادیان میں نماز کے مرکزی کردار کی صراحت ہے۔

۹۔ نماز کا اہتمام کرنا اور اسے ضائع نہ کرنا نفسانی خواہشات اور شہوت پرستی سے جہاد کا باعث ہے۔

اضعوا الصلوة و اتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيا

"أضعوا الصلوة" کی عبارت کا "اتبعوا الشهوات" والی عبارت پر مقدم ہونا بتا رہا ہے کہ کس طرح نماز کو ضائع کرنا شہوات کے دروازے کو کھولنے کا باعث بنتا ہے۔

۱۰۔ نماز کا اہتمام کرنا اور نفسانی خواہشات کی طرف پشت کر لینا، ہدایت اور عذاب سے نجات کا موجب ہے۔

أضعوا الصلوة و اتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيا

۱۱۔ "فی الجمع قيل": أضعوا ما بتا خيرها عن مواقيتها من غير ان تركوها أصلاً... و هو المروى عن أبي عبد الله^(۱)

مجمع البيان میں آیا ہے کہ کہا گیا ہے (آیت کا معنی یہ ہے) کہ نماز کو وہ ضائع کرتے تھے یعنی اسکو اسکے مقررہ اوقات سے تاخیر کے ساتھ ادا کرتے تھے نہ یہ کہ کلی طور پر اسے ترک کر دیتے تھے اور یہ معنی امام صادق (ع) سے روایت ہوا ہے۔

۱۲۔ "فی جوامع الجامع" "واتبعوا الشهوات" رووا عن علي (ع): من بنى الشديد و ركب المنظر و ليس المشهوراً^(۱)

کتاب جوامع الجامع میں آیت "واتبعوا الشهوات" کے ذیل میں آیا ہے کہ: حضرت علی (ع) سے روایت ہوئی کہ آپ نے فرمایا: (تابع شہوات) وہ ہے جو محکم عمارت بنائے اور ایسی سوار پر سواری ہو جو کہ لوگوں کی توجہ کا مرکز ہو اور مشہور لباس پہنے۔

(۱) مجمع البيان ج ۶ ص ۸۰۲، نور الثقلين ج ۳، ص ۳۵۱ ح ۱۱۶ (۲) جوامع الجامع، ج ۲، ص ۴۰۱، نور الثقلين ج ۳ ص ۳۵۱ ح ۱۱۷۔

۱۳_ عن أبي الحسن موسى بن جعفر (ع) : ... قال عز وجل: " فسوف يلقون غياً " وهو جبل من صفر يدرو في وسط جهنم" (۱)

امام موسی بن جعفر (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ ... اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا ہے: " ... فسوف يلقون غياً " وہ زرد تانبے سے بنا ہوا پہاڑ ہے کہ جو جہنم کے درمیان گھومتا ہے۔

۱۳_ عن أبي أمانة قال: ... قلت: (الرسول الله (ص)) و ما غي و ء اثم؟ قال: نهران في أسفل جهنم يسيل فيهما صديد أهل النار وهما اللتان ذكر الله في كتابه " فسوف يلقون غياً " ومن يفعل ذلك يلق أثماً ... (۲)

ابی امامۃ سے نقل ہوا کہ ... میں نے رسول خدا (ص) کی خدمت میں عرض کی: غی اور اثم کیا ہیں؟ تو آپ (ص) نے فرمایا: جہنم میں سب سے نیچے دو نہریں ہیں کہ جن کے اندر جہنمیوں کا خون اور ریشہ جاری رہتا ہے: یہ دونوں وہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے: " فسوف يلقون غياً " ومن يفعل ذلك يلق اثمًا

۱۵_ عن النبي (ص) قال: الغي واد في جهنم (۳) یعنی مگر اکرم (ص) سے روایت ہوئی کہ آپ (ص) نے فرمایا: غی، جہنم میں ایک وادی ہے۔

احکام: ۵، ۳

انبیاء: انبیاء کا نماز کیلئے اہتمام کرنا ۴؛ انبیاء کی تاریخ ۱، ۶، ۲؛ انبیاء کی خصوصیات ۴؛ انبیاء کی سیرت سے اعراض ۲؛ انبیاء کی وفات ۶، ۲؛ انبیاء کے جانشینوں کا نماز ضائع کرنا ۱؛ انبیاء کے جانشینوں کی خواہشات پرستی ۱
تزکیہ: تزکیہ کا باعث ۹

جہنم: جہنم کی گہرائیاں ۱۵؛ جہنم کی نہریں ۱۳؛ جہنم کے پہاڑ ۱۳ حرام چیزیں: ۵، ۳

خواہشات پرست لوگ: خواہشات پرست لوگوں سے مراد ۱۲

خواہشات پرستی: خواہشات پرستی سے پرہیز ۴؛ خواہشات پرستی سے پرہیز کے آثار ۱۰؛ خواہشات پرستی کی

حرمات ۵؛ خواہشات پرستی کے آثار ۶، ۳ روایت: ۱۵، ۱۳، ۱۲، ۱۱

عذاب: عذاب سے نجات کے اسباب ۱۰؛ عذاب کے موجبات ۳

(۱) تاویل الایات الظاہرہ ص ۲۹۸، تفسیر برہان، ج ۳، ص ۱۸، ج ۲ (۲) تفسیر طبری ج ۸، ص ۳۵۶، ج ۲۳۷۹۰، الدر المنثور ج ۵، ص ۵۲۸ (۳) الدر المنثور ج ۵ ص ۵۲۸۔

گمراہی: گمراہی کے اسباب ۶، ۳

گناہاں کبیرہ: ۳

نماز: آسمانی مذاہب میں نماز ۸؛ نماز بجالانے کے آثار ۹؛ نماز کو ضائع کرنے سے مراد ۱۱؛ نماز کو ضائع کرنے کا گناہ ۳؛ نماز کو ضائع کرنے کی حرمت ۳؛ نماز کو ضائع کرنے کے آثار ۳؛ نماز کی اہمیت ۸؛ نماز کے احکام ۳؛ نماز میں تاخیر کرنے کی سرزنش ۱۱؛ نماز میں سستی کرنے کا گناہ ۳؛ نماز میں سستی کرنے کی حرمت ۳

ہدایت: ہدایت کے اسباب ۱۰

ہدایت یافتہ: ہدایت یافتہ لوگوں کا نماز کیلئے اہتمام ۷؛ ہدایت یافتہ لوگوں کی صفات ۷

آیت ۶۰

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا﴾

علاوہ ان کے جنہوں نے توبہ کر لی، ایمان لے آئے اور عمل صالح کیا کہ وہ جنات میں داخل ہونگے اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہیں کیا جائے گا (۶۰)

۱۔ نماز کو ضائع کرنے اور شہوات کی پیروی کرنے والوں کی عذاب سے نجات کی راہ صرف توبہ، حقیقی ایمان اور عمل صالح ہے۔ فسوف یلقون غیباً إلا من تاب وء امن وعمل صالحا

جملہ "إلا من تاب ... میں استثنا متصل ہے اور یہاں توبہ سے مراد، نماز کو ضائع کرنے اور خواہشات کی پیروی کرنے پر پشیمانی ہے ایمان کے حوالے سے اس لیے "حقیقی" کی قید کا ذکر ہوا ہے کہ پچھلی آیت میں ذکر شدہ افراد بظاہر مؤمن تھے لیکن نماز کو بھی ضائع کرتے تھے یعنی صرف ظاہری ایمان رکھتے تھے لیکن ایمان واقعی سے بہرہ مند نہ تھے یعنی ظاہری اور نام کا ایمان رکھتے تھے حقیقی ایمان کے حامل نہ تھے۔

۲۔ توبہ کرنے والے اور عمل صالح کے حامل مؤمن، جنت میں داخل ہونگے۔

إلا من تاب و امن وعمل صالحا فا ولئلك يدخلون الجنة

۳۔ نماز کو ضائع کرنے اور خواہشات کی پیروی کرنے والوں کی توبہ قبول ہوگی۔

أضاعوا الصلوة واتبعوا الشهوات ... إلا من تاب

۳۔ بعض گزشتہ فاسق فاجر لوگوں نے انبیاء کی تعلیمات پر غفلت کے مظاہرہ کرنے پر توبہ کی اور ایمان راسخ کے ساتھ اعمال صالح انجام دیے۔ خلف أضاعوا الصلوة... إلّا من تاب و ء امن وعمل صالحا

دونوں آیات میں افعال کا ماضی ہونا بتا رہا ہے کہ یہ چیزیں گزشتہ زمانہ میں واقع ہوئیں۔

۵۔ نماز کو ضائع کرنے اور نفسانی خواہشات کے پیروکار لوگ، حقیقی ایمان نہیں رکھتے ہیں۔ أضاعوا الصلوة واتبعوا لشهوات... إلّا من ء امن بظاہر تو پچھلی آیت میں مذکورہ افراد انبیاء کے پیروکاروں اور مؤمنین کے زمرہ میں شمار ہوتے تھے لہذا یہاں انکے ایمان مجدد سے مراد یہ ہے کہ نماز کو ضائع کرنے اور شہوات کی پیروی کرنے کی وجہ سے انکا ایمان حقیقی نہ تھا بلکہ ظاہری اور سطحی ایمان تھا۔

۶۔ نماز کو ضائع کرنا اور شہوات کی پیروی کرنا عملی کفر ہے۔ أضاعوا الصلوة واتبعوا الشهوات... إلّا من تاب و ء امن
۷۔ گناہ سے توبہ اور سچا ایمان، تمام آسمانی ادیان کی مشترکہ تعلیمات میں سے ہے۔ فخلف من بعدهم... إلّا من تاب و ء امن

۸۔ اعمال صالح کو بجالانا، تمام الہی ادیان کا حکم ہے۔ فخلف من بعدهم... إلّا من... عمل صالحا
۹۔ توبہ کرنے والے کہ جہنوں نے ایمان لایا اور اعمال صالح انجام دیے قیامت کے دن بغیر کسی معمولی سے کمی کے تمام تر جزا کے حقدار ہونگے۔ من تاب و ء امن و عمل صالح فأولئك يدخلون الجنة ولا يظلمون شیئ
"ظلم" یعنی کسی چیز کو اسکے غیر مناسب جگہ پر قرار دینا خواہ کم تر یا بڑھا کہ (مفردات راغب) "لا يظلمون" کا معنی "لا ینقصون" ہے اور اسکا مطلب یہ ہے کہ انکی سابقہ بدکاریوں کی وجہ سے اب انکے عمل کی جزا و انعام سے کوئی چیز کم نہ کی جائے گی اور نہ ان پر ظلم ہوگا۔

۱۰۔ جنت ان لوگوں کی مکمل طور پر جزا ہے کہ جنکا کردار نیک ہے اور انہوں نے بدکاریوں سے توبہ کی ہو۔ فأولئك يدخلون الجنة ولا يظلمون شیئا

۱۱۔ اللہ تعالیٰ، بندوں پر معمولی سا ستم بھی روا نہیں رکھتا۔ ولا يظلمون شیئا

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کا جزا اور انعام والا نظام ہر قسم کے ظلم و ستم سے منزہ ہے۔ ولا يظلمون شیئا

"شیئاً" ممکن ہے کہ "ظلماً" سے کنایہ ہو اور اس چیز سے حکایت کر رہا ہو کہ روز قیامت کسی قسم کا ظلم محقق نہ ہوگا۔

۱۳۔ اخروی جزا سے ممنوعیت خواہ کمترین کیوں نہ ہو ایک ظلم ہے۔ ولا یظلمون شیئ

آسمانی ادیان: آسمانی ادیان کی تعلیمات ۷، ۸؛ آسمانی ادیان میں ہماہنگی ۷، ۸

اسماء صفات: صفات جلال ۱۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور ظلم ۱۱، ۱۲

ایمان: ایمان کی اہمیت ۷؛ ایمان کے آثار ۱، ۲

توبہ: آسمانی ادیان میں توبہ ۷؛ توبہ کی اہمیت ۷؛ توبہ کے آثار ۱، ۲

توبہ کرنے والے: توبہ کرنے والوں کی اخروی جزا ۹؛ صلح توبہ کرنے والوں کی جزا ۱۰

جزا: اخروی جزا سے ممنوعیت کا ظلم ہونا ۱۳

جزا کا نظام: جزا کے نظام کی خصوصیات ۱۲

جنت: جنت کا جزا ہونا ۱۰؛ جنت کے اسباب ۲

خواہش پرست لوگ: خواہش پرست لوگوں کی بے ایمانی ۵؛ خواہش پرست لوگوں کی توبہ قبول ہونا ۳؛ خواہش پرست

لوگوں کی نجات کے اسباب ۱

خواہش پرستی: خواہش پرستی کے آثار ۶

عذاب: عذاب سے نجات کے اسباب ۱

عمل صالح: آسمانی ادیان میں عمل صالح ۸؛ عمل صالح کی اہمیت ۸؛ عمل صالح کی جزا ۹؛ عمل صالح کے آثار ۱، ۲

کفر: کفر عملی کے اسباب ۶

گذشتہ اقوام: گذشتہ اقوام میں فاسد لوگوں کا ایمان ۳؛ گذشتہ اقوام میں فاسد لوگوں کی توبہ ۳؛ گذشتہ اقوام میں فاسد لوگوں

کا عمل صالح ۳

مؤمنین: صلح مؤمنین کی جزا ۱۰

نماز: نماز کو ضائع کرنے والوں کا بے ایمان ہونا ۵؛ نماز کو ضائع کرنے والوں کی توبہ قبول ہونا ۳؛ نماز کو ضائع کرنے والوں

کی نجات کے اسباب ۱؛ نماز کو ضائع کرنے کے آثار ۶

آیت ۶۱

﴿جَنَّاتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًا﴾

ہمیشہ رہنے والی جنّات جس کا رحمان نے اپنے بندوں سے غیبی وعدہ کیا ہے اور یقیناً اس کا وعدہ سامنے آنے والا ہے (۶۱)

۱۔ جنت بہت سے باغات کا مجموعہ ہے۔ یدخلون الجنة... جنّات عدن

"جنّات عدن" پچھلی آیت میں "الجنة" سے بدل ہے "جنّات" کا جمع صورت میں آنا اور "الجنة" سے بدل ہونا بتاتا ہے کہ جنت بہت سے باغات کا مجموعہ ہے۔

۲۔ جنت آسائش اور سکون سے بھرپور رہنے کا ٹھکانہ ہے۔ جنّات عدن

بعض نے "عدن" کو مصدر بتایا ہے کہ اس کا معنی قیام کرنا ہے جبکہ بعض دیگر نے اسے جنت زمین کیلئے علم جانا ہے اور کہا ہے کہ ۱ سے اس لیے جنت کا نام رکھا گیا ہے کہ وہ قیام کرنے اور ٹھہرنے کی جگہ ہے (کشاف، ج ۳) بہر حال یہ کلمہ جنت کے ٹھہرنے کی جگہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ یہ ذکر کرنا یہاں ضروری ہے کہ ستائش اور تعریف کے مقام پر ٹھہرنے کی جگہ ایسی جگہ کو بتایا جاتا ہے کہ جس میں قیام کرنے کی تمام شرائط موجود ہوں۔

۳۔ عدن کی جنّات، توبہ کرنے والے مؤمنین اور عمل صالح کے مالک لوگوں کی جگہیں ہیں۔

فا ولئک یدخلون الجنة... جنّات عدن

۴۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عدن کی جنّات میں داخل ہونے کا وعدہ دیا ہے۔ جنّات عدن الّتی وعد الرحمن عبادہ

۵۔ اللہ تعالیٰ کا ہر خاص بندہ اپنی مخصوص جنت کا حامل ہے۔ جنّات عدن الّتی وعد الرحمن عبادہ

"جنّات" اور عباد کا جمع آنا ممکن ہے اس مطلب سے حکایت کر رہا ہو کہ ہر بندہ کی مخصوص جنت ہے۔

۶۔ عدن کی جنّات، اللہ تعالیٰ کی لا محدود رحمت کا جلوہ ہے۔ جنّات عدن الّتی وعد الرحمن

کلمہ "الرحمن" مندرجہ بالا نکتہ کو بیان کر رہا ہے۔

۷۔ رحمان، اللہ تعالیٰ کے اوصاف میں سے ہے۔ وعد الرحمن

۸۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی ایک بلند و بالا مرتبہ اور جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے۔ جنّات عدن الّتی وعد الرحمن عبادہ

۹۔ عمل صالح کے حامل مؤمنین، اللہ تعالیٰ کی عبودیت کے مقام پر پہنچ چکے ہیں۔

من ء امن وعمل صالحاً فا ولئك يدخلون الجنة... جنّات عدن التي وعد الرحمن عباده

۱۰۔ مؤمن لوگوں نے جنت کے حوالے سے الہی وعدہ پر دنیا میں دنیاوی آنکھوں سے پوشیدہ ہونے کے باوجود مانا اور ایمان رکھا۔ جنّات عدن التي وعد الرحمن عباده بالغیب

اس مندرجہ بالا مطلب میں "بالغیب..." ضمیر محذوف کیلئے حال ہے کہ "التي" کی طرف لوٹ رہی ہے تو اس صورت میں "با" والا حرف "ملا بست" کے معنی میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کابندوں سے وعدہ ایسی جنات کے بارے میں ہے کہ جو آنکھوں سے پنہان ہیں انہوں نے اگرچہ عدن کی جنات کو نہیں دیکھا لیکن اس پر ایمان رکھتے ہیں اس قسم کا بیان وعدہ الہی کے حوالے سے مؤمنین کی تعریف کا پہلو رکھتا ہے اسی طرح اگر "بالغیب" عبادہ کیلئے حال لیا جائے اور اس سے مراد بندوں کا عدن کی جنات سے غایب ہونا ہو تو یہی معلوم ہوتا ہے۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے جنت موعود کو لوگوں کی نگاہوں سے پنہاں رکھا ہوا ہے۔ يدخلون الجنة... التي وعد الرحمن عباده بالغیب "بالغیب" مندرجہ بالا مطلب میں "وعد الرحمن" میں محذوف ضمیر کا حال ہے کہ جو "التي" کی طرف لوٹ رہی ہے۔ ۱۲۔ مؤمنین، بہشت میں اس لیے داخل ہونگے کہ انہوں نے غیب پر ایمان لایا اور اسکی تصدیق کی۔

جنّات عدن التي وعد الرحمن عباده بالغیب

"بالغیب" میں "با" ممکن ہے سبب کیلئے ہو اور "وعدہ" کے متعلق ہو یعنی مؤمنین کی غیب پر ایمان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے وعدہ کیا تھا واضح ہے کہ اسی وجہ سے "بتصدیق الغیب" کلام مقدر ہوگی۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ، تخلف ناپذیر ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهُ مَاتِيَا "ماتی" اسم مفعول ہے اور آچکنے کے معنی میں ہے یہ در حقیقت اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے حتمی ہونے پر تاکید ہے یعنی یقیناً اس وعدہ (جنّات) کو پالوگے کیونکہ ان وعدوں تک پہنچنا زمانہ قدیم سے ہی مستحق ہو چکا ہے۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کا مؤمنین کیلئے ایک تخلف ناپذیر وعدہ جنّات ہے۔ یدخلون الجنّة ... وعد الرحمن ... إنّہ کان وعدہ ما تیا

۱۵۔ تمام ادوار تاریخ میں الہی وعدوں کا حصول اس بات کی دلیل ہے کہ لوگ آخرت میں بھی یقیناً ان کو پالیں گے۔
وعد الرحمن ... إنّہ کان وعدہ ما تیا

جملہ "اِنَّہ کان ... میں "کان" زمانہ قدیم پر اور عبارت "اِنَّہ کان" کا مضمون جملہ "وعد الرحمن" میں وعدہ کے حتمی تحقق پر دلالت کر رہا ہے۔

اسماء و صفات: رحمان ۴

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانیاں ۶; اللہ تعالیٰ کے اخروی وعدوں کا حتمی ہونا ۱۵; اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان لانے والے ۱۰; اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا حتمی ہونا ۱۳; اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے حتمی ہونے کے دلائل ۱۵; اللہ تعالیٰ کے وعدے ۳

اللہ تعالیٰ کے بندے: ۹ امور غیبی امور: ۱۱

ایمان: غیب پر ایمان کے آثار ۱۲

تائبین: جنت عدن میں تائبین ۳

جنت: جنت پر ایمان لانے والے ۱۰; جنت عدن کا وعدہ ۳; جنت کا پہنچنا ہونا ۱۱; جنت کا وعدہ ۱۳; جنت کی خصوصیات ۱، ۲; جنت کے باغوں کا زیادہ ہونا ۱; جنت کے مراتب ۱۰; جنت میں آسائش ۲; جنت میں جانے کے اسباب ۸، ۱۲; جنت میں جاودانی ۲; جنت میں رحمت ۶; جنت میں سکون ۳
جنتی لوگ: ۳

صالحین: جنت عدن میں صالحین ۳

عبودیت: عبودیت کا مقام ۸; عبودیت کے آثار ۸

غیب: غیب پر ایمان لانے والے ۱۰

مؤمنین: جنت عدن میں مؤمنین ۳; صالح مؤمنین کی عبودیت ۹; مؤمنین سے وعدہ جنّات ۱۳; مؤمنین کی اخروی جزا ۱۲; مؤمنین کے فضائل ۱۰; صالح مؤمنین کے مقامات ۹

آیت ۶۲

﴿لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا﴾

اس جنت میں سلام کے علاوہ کوئی لغو آواز سننے میں یہ آئے گی اور انہیں صبح و شام رزق ملتا رہے گا (۶۲)

۱۔ جنت عدن میں کسی قسم کی فضول اور بیہودہ گفتگو جنتی لوگوں کی سماعت سے نہیں ٹکرائے گی۔

جَنَّاتِ عدنِ الّٰتِیْ وَعْدَ الرَّحْمٰنِ عِبَادِهِ... لَا یَسْمَعُونَ فِیْهَا لَغْوٌ

"لغوا" سے مراد وہ چیز ہے جو نہ قابل توجہ ہو اور نہ اس سے کسی قسم کا فائدہ پہنچے مورد بحث آیت میں "لغو" سے مرد قرینہ استماع کی بناء پر کلام باطل ہے۔

۲۔ ہر قسم کی لغو اور بیہودہ بات سے پرہیز لازم ہے۔ لَا یَسْمَعُونَ فِیْهَا لَغْوٌ

جنتیوں کی صفات، توصیفی زاویہ سے قطع نظر بہت سے نصیحتوں اور نکات پر مشتمل ہیں مثلاً بیہودہ گفتگو اور لغو کام کا غلط ہونا اور اس سے پرہیز کا ضروری ہونا۔

۳۔ دنیا میں مؤمنین، لوگوں کی بیہودہ گفتگو سے اذیت میں ہیں۔ لَا یَسْمَعُونَ فِیْهَا لَغْوٌ

جنت میں جو نہیں ہوگا اسکا بیان کرنا ناممکن ہے اور نہ ہی مفید لیکن ان میں سے بعض باتوں کا سامنے آنا مؤمنین کیلئے مدہ ہے کہ جس سے دنیا میں تمہیں اذیت پہنچی ہے وہ وہاں نہیں ہے۔

۳۔ جنتیوں کی آپس میں گفتگو، فضول باتوں اور بیہودہ چیزوں سے پاک اور ایک دوسرے کی سلامتی اور آسائش کی تمنا سے سرشار ہوگی۔ لَا یَسْمَعُونَ فِیْهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا

"إِلَّا سَلَامًا" میں استثناء منقطع ہے یعنی "لکن یسمعون سلاماً" ویا "کلاماً سالماً" بعض مفسرین اسے استثنائی متصل سمجھتے ہیں انکے نزدیک "سلام" آفات سے سلامتی کی درخواست ہے کہ جس سے جنتیوں کے اکرام و عزت افزائی کے علاوہ کچھ مفہوم ہی نہیں رکھتا کیونکہ جنت میں کوئی آفت ہی نہیں ہے کہ جس سے سلامتی کی دعا لغو نہ ہو۔

۵۔ جنتیوں کیلئے ہر صبح اور عصر خصوصی منظم اور ضمانت شدہ رزق کا مہیا ہونا۔ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِیْهَا بُكْرَةً وَ عَشِیًّا

یہ کہ جنت میں جو کچھ بھی مانگا جائیگا مہیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے جو کچھ اس آیت میں صبح اور عصر کے رزق کے بارے میں آیا ہے خصوصی تفضل ہے البتہ بعض نے اس جملہ کو جنتی رزق کے دائمی ہونے سے کنایہ لیا ہے۔

"عشی" کے معنی کے حوالے سے مختلف نظریات بیان ہوئے ہیں ان میں سے ایک ظہر سے غروب تک اور دن کا آخر مراد لیا گیا ہے (مصباح)

۶۔ جنتی لوگ ہمیشہ جنتی نعمات اور رزق سے بہرہ مند ہونگے۔ ولہم رزقہم فیہا بکرۃ و عشیۃ
صبح و عصر ممکن ہے تمام وقت کا کنا یہ ہوں۔

۷۔ جنتی لوگوں کی زندگی میں تبدل زمانی (صبح و شام) موجود ہوگا۔ لہم رزقہم فیہا بکرۃ و عشیۃ

۸۔ صبح اور عصر غذا کھانے کیلئے مناسب اوقات ہیں۔ ولہم رزقہم فیہا بکرۃ و عشیۃ

۹۔ جنت میں داخل ہوتے ہی روحی اور جسمانی آسائش و سلامتی حاصل ہوگی۔ لا یسمعون فیہا لغواً إلاّ سلماً ولہم رزقہم
فیہ اس آیت میں جنتیوں کیلئے دو قسم کی تسکین ذکر ہوئی ہے۔ (۱) روحی تسکین اس حوالے سے کہ وہاں ہر قسم کی باتیں
سلامتی و ایمان سے سرشار ہونگی (۲) جسمانی تسکین کہ جسمانی ضروریات پورا ہونے سے حاصل ہوگی۔

۱۰۔ "شہاب بن عبد ربّہ قال: شکوت إلى أبي عبد الله (ع) ما ألقى من الأوجاع والتخمة فقال: تعدّ وتعش ولا
تأکل بينهما شيئاً فإن فیہ فساد البدن ا ما سمعت الله عزوجل يقول: لہم رزقہم فیہا بکرۃ و عشیۃ^(۱)

شہاب بن عبد ربّہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں دردوں اور معدہ میں بد ہضمی کی شکایت کی تو
حضرت نے فرمایا: صبح اور شام غذا کھاؤ اور انکے درمیان کچھ نہ کھاؤ چونکہ ان دو اوقات کے درمیان غذا کھانے سے بدن
تباہ ہو جاتا ہے کہا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لہم رزقہم فیہا بکرۃ و عشیۃ

بات: لغو باتوں سے دوری کے اہمیت ۲

جنت: جنت عدن کی خصوصیات ۱؛ جنت میں صبح ۷؛ جنت میں رات ۷

جنتی لوگ: جنتی لوگ اور بیہوش گفتگو ۱؛ جنتی لوگوں کی آسائش ۹، ۳؛ جنتیوں کا ناشتہ ۵؛ جنتیوں کی
خصوصیات زندگی ۷؛ جنتیوں کی خصوصیات گفتگو ۳؛ جنتیوں کی روزی ۵، ۶؛ جنتیوں کی سلامتی ۹، ۳؛ جنتیوں کی صفات ۵؛
جنتیوں کے فضائل ۶؛ جنتیوں کیلئے پروگرام ۵؛

(۱) محاسن برقی، ج ۲، ص ۴۲۰، ح ۱۹۶، نور الثقلین ج ۳، ص ۳۵۱، ح ۱۲۰،

جنتیوں کیلئے رات کا کھانا ۵

روایت: ۱۰

سلامتی: سلامتی کی روش ۱۰

طعام: طعام کے آداب ۸؛ طعام کا وقت ۸

مؤمنین: مؤمنین اور یہودہ گفتگو ۳؛ مؤمنین کی نفسانی تکلیف ۳؛ مؤمنین کے دنیاوی رنج ۳

نعمت: نعمت کے شامل حال ۶

آیت ۶۳

﴿تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا﴾

یہی وہ جنات ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں متقی افراد کو قرار دیتے ہیں (۶۳)

۱۔ تقویٰ اختیار کرنے والے بندگان الہی، جنت کے وارث ہیں۔ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا

۲۔ اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والوں کو جنت عطا کرنے والا ہے۔ نورث من عبادنا

۳۔ عبادت اور تقویٰ، جنت کے حصول کا سبب ہیں۔ تِلْكَ الْجَنَّةُ ... من عبادنا من كان تقياً

۴۔ جنت متقی لوگوں کے کردار کے اجر سے بڑھ کر جزا ہے نہ یہ کہ اسکے برابر۔ نورث من عبادنا من كان تقياً

وہ مال جس تک بغیر کسی محنت و زحمت کے پہنچا جائے اس پر ارث کا اطلاق ہوتا ہے (مفردات راغب) یہ تعبیر (ارث) جنت کیلئے کی تخصیص کے ساتھ "من كان تقياً" اس مطلب پر اشارہ کر رہی ہے کہ جب تک تقویٰ نہ ہوگا جنت میں داخل ہونا ممکن نہیں ہے دوسری طرف جنت کو ایسا سرمایہ بتایا گیا ہے کہ جو بغیر محنت کے حاصل ہوتا کہ یہ سمجھایا جائے کہ یہ جزا اس کردار کے ساتھ قابل مقاسہ نہیں ہے۔

۵۔ تقویٰ، ایک با عظمت اور مقدر بنانے والی صفت ہے۔ تِلْكَ الْجَنَّةُ ... من كان تقياً

۶۔ توبہ، ایمان اور عمل صالح تقویٰ کے جلووں میں سے ہیں۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ... تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي مَنْ كَانَ تَقِيًّا

۱۔ انسان کا کردار اس کی آخرت کے انجام کو بنانے والا ہے۔ تِلْكَ الْجَنَّةُ ... مَنْ كَانَ تَقِيًّا

اللہ تعالیٰ کے بندے: اللہ تعالیٰ کے بندوں کی وراثت ۱

اللہ تعالیٰ کا لطف: اللہ تعالیٰ کے لطف کے شامل حال ۲

ایمان: ایمان کا پیش خیمہ ۶

جنت: جنت کا جزا ہونا ۴; جنت کے اسباب ۳; جنت کے وارث ۱

تقویٰ: تقویٰ کے آثار ۶، ۳; تقویٰ کی عظمت ۵

توبہ: توبہ کا پیش خیمہ ۶

عبادت: عبادت کے آثار ۳

عظمتیں: عظمتوں کا معیار ۵

عمل: عمل کے آثار ۷

عمل صالح: عمل صالح کا پیش خیمہ ۶

متقین: متقین کی جزا ۴; متقین کی وراثت ۱; متقین کے فضائل ۱، ۲

مقدر: اخروی مقدر میں موثر اسباب ۷; مقدر میں موثر اسباب ۵

آیت ۶۳

﴿وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾

اور اے پیغمبر ہم فرشتے آپ کے پروردگار کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہوتے ہیں ہمارے سامنے یا پس پشت یا اس کے

درمیان جو کچھ ہے سب اس کے اختیار میں ہے اور آپ کا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے (۶۳)

۱۔ انبیاء کی تاریخ اور انکی توحید پر مبنی دعوت وہ الہی معارف ہیں کہ جہنیں فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق معین

اوقات میں پیغمبر اکرم (ص) کی طرف ابلاغ کیا۔ وما ننزل إلا بأمر ربك

یہ آیت اور بعد والی آیت میں موجود قرینہ "فاعبدہ واصطبر لعبادۃ" کے مطابق پچھلی آیات کا ذیل اس نکتہ کو بیان کر رہے ہیں

کہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ پروردگار کے حکم کے مطابق تم پر نازل ہوا ہے اور وحی کا اس حوالے سے کوئی کردار نہیں ہے لہذا ان پیغمبروں کی مانند کہ جن کی داستان آپ پر بیان ہوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس پر ثابت قدم رہیں۔

۲۔ فرشتوں کا نزول، فقط پروردگار کے حکم کی بناء پر ہے۔ و ما ننزل إلا بامر ربك

۳۔ فرشتے، پیغمبر اکرم (ص) پر نازل ہونے اور وحی کے لانے میں فقط اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔
وما ننزل إلا بامر ربك

اگرچہ اس آیت میں یہ بیان نہیں ہوا کہ فرشتے کس پر نازل ہوتے ہیں اور کیا مطالب لاتے ہیں لیکن "ربك" کے قرینہ کے مطابق "ما ننزل" کے بیان کرنے والوں کا واضح ترین مصداق، قرآن کو پیغمبر اکرم (ص) تک لانے والے ہیں۔

۴۔ پیغمبر اکرم (ص) وحی کے عارضی طور پر بند ہونے پر دل برداشتہ تھے اور زیادہ ملائکہ کے نازل ہونے کی طرف میلان رکھتے تھے۔ و ما ننزل إلا بامر ربك اس آیت کے شان نزول کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ ایک مدت تک پیغمبر اکرم (ص) پر سلسلہ وحی منقطع ہو گیا جس سے پیغمبر اکرم (ص) پریشان ہو گئے اور یہ آیات، پیغمبر کے اس بارے میں استفسار کرنے کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہیں (مجمع البیان)

۵۔ ملائکہ کا پیغمبر اکرم (ص) پر نازل ہونا اور وحی لیکر آنا اللہ تعالیٰ کی آنحضرت (ص) پر ربوبیت کا ایک جلوہ تھا۔
وما ننزل إلا بامر ربك

۶۔ اللہ تعالیٰ ملائکہ اور ان کے امور پر مکمل اور ہر جہت کے ساتھ احاطہ رکھتا ہے۔ لہ ما بین أیدینا و ما خلفنا و ما بین ذلك یہ آیت ان مطالب کو بیان کر رہی ہے کہ جو پیغمبر (ص) کے ساتھ گفتگو میں فرشتوں کی زبان سے نکلے تھے۔ جملہ "ما بین ... اور" ما خلفنا" میں "ما" میں چند نظریات ہیں بعض نے اسے مازمانی اور بعض نے اسے مامکانی سمجھا ہے لیکن اس نکتہ پر توجہ کرتے ہوئے کہ "ما" عمومی مطلب کو بیان کر رہا ہے کہا جاسکتا ہے کہ یہ تمام موارد کو شامل ہے یعنی گزرے ہوئے زمانوں، حال وغیرہ اسی طرح سامنے والا مکان آئندہ پشت پر اور پاؤں کے نیچے کی جگہ کو شامل ہے یہ فرشتوں کے بارے میں تعبیر اس چیز سے کنایہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے تمام حالات انکی تمام حرکات اور ان کے تمام امور پر مکمل احاطہ رکھتا ہے۔ کیونکہ فرشتوں اور ان کے تمام امور کا حقیقی مالک وہ ہی ہے۔

۷۔ ملائکہ کا وجود، انکی پیدائش کے تمام مقدماتی مراحل اور ان سے صادر ہونے والے تمام کاموں کا مالک

اللہ تعالیٰ ہے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے احاطہ میں ہے۔ لہٰذا مابین ایدینا و ما خلفنا وما بین ذلک کہا گیا ہے "ما بین ایدینا" (جو کچھ ہمارے سامنے ہے) یہ فرشتوں کے آثار وجودی پر اور "وما خلفنا" (جو کچھ ہم نے کیا اور چھوڑ دیا) یہ انکے اولیہ عناصر اور انکی پیدائش پر "ما بین ذلک" (جو کچھ ابھی موجود ہے) یہ انکے وجود کی طرف اشارہ ہے اس قسم کی تعبیر ملائکہ کے بارے میں کہ زمان و مکان انکے لیے بے معنی ہے مناسب ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی بھول و چوک سے منزہ ہے۔ وما کان ربّک نسیّا

"نسیّا" صیغہ مبالغہ ہے منفی کلام میں مبالغہ خود اصل نفی کے ساتھ مربوط ہے لہٰذا جملہ "وما کان..." میں مراد یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ کبھی بھی اور کسی موضوع کے بارے میں بھولنے والا نہیں ہے۔"

۹۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (ص) کی معلومات بڑھانے میں اور انکی رسالت کی تدبیر میں ضروری تعلیمات میں سے کسی بھی نکتہ کو نہ تو چھوڑا ہے نہ ہی بھلایا ہے۔ وما کان ربّک نسیّا مندرجہ بالا مطلب کلمہ "رب" کی طرف توجہ کرنے سے سامنے آتا ہے۔
۱۰۔ کیوں کہ ذات الہی میں کسی قسم کا نسیان اور بھول نہیں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید نے گزشتہ امتوں کے جو واقعات بیان کیے ہیں وہ حقائق پر مبنی ہیں۔ وما ننزلّ إلاّ با مر ربّک... وما کان ربّک نسیّا

۱۱۔ بھولنا، مدیریت و انتظام چلانے کیلئے آفات میں سے ہے اور اس کے ساتھ یہ نقصان، خطا اور غلط کاموں کے اضافہ کا سبب بھی ہے۔ وما ننزلّ إلاّ با مر ربّک... و ما کان ربّک نسیّا

وہ جو کسی کے امور میں سیاست و تدبیر سے کام لیتا ہو اسے "رب" کہا جاتا ہے (مصباح سے اقتباس)
۱۲۔ مکمل اور دقیق نظارت اور بھول چوک کا کم یا نہ ہونا بہترین انتظامی صلاحیت کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ وما ننزلّ إلاّ ما با مر ربّک... و ما کان ربّک نسیّا دقیق اور مستحکم انتظامی امور کے حوالے سے شرائط میں سے یہ ہے کہ منظم اور ناظر بھول چوک سے دور ہو اس آیت میں بھی فرشتوں کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی موجودات پر تمام جہات سے مکمل نظارت کا پرور گرام جو کہ ہر قسم کی بھول و چوک سے پاک ہے تاکید کے ساتھ آیا ہے۔ ان تمام مطالب کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انتظامی اور نظارت میں کسی قسم کی خطا اور بھول و چوک نہیں ہو سکتی۔

آنحضرت: آنحضرت (ص) کا مربی ۵، ۹؛ آنحضرت (ص) کا معلم ۹؛ آنحضرت (ص) کی طرف وحی ۱، ۳، ۵؛ آنحضرت (ص) کے

رنجیدہ ہونے کے اسباب ۳

اسماء و صفات: صفات جلال ۸، ۱۰

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور بھول چوک ۸، ۹، ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کا احاطہ ۶، ۷؛ اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا ۸، ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کا جامع ہونا ۹؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۹؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات ۵؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت ۷؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر ۱، ۲؛

انبیاء: انبیاء کی تاریخ ۱، ۱۰

انتظام: انتظام کی آفات ۱۱؛ انتظام کی شرائط ۱۲؛ انتظامی امور میں نظارت ۱۲

بھول چوک: بھول چوک کے آثار ۱۱، ۱۲

خطای: خطا کا پیش خیمہ ۱۱

فرشتے: فرشتوں پر حاکم ۶؛ فرشتوں کے نزول کا سبب ۲، ۵؛ فرشتوں کا کردار ۱؛ فرشتوں کا مالک ۷؛ فرشتوں کا

مملوکیہ ۷؛ فرشتوں کی اطاعت ۳؛ فرشتوں کی خلقت ۷؛ فرشتوں کی طرف وحی ۳؛ فرشتوں کے عمل کا سبب ۷

قرآن مجید: قرآن مجید کی حقانیت پر دلائل ۱۰

مخالفت: مخالفت کا پیش خیمہ ۱۱

وحی: وحی کے قطع ہونے کے آثار ۳

آیت ۶۵

﴿رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا﴾

وہ آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا مالک ہے لہذا اس کی عبادت کرو اور اس عبادت کی راہ میں صبر

کرو کیا تمہارے علم میں اس کا کوئی ہم نام ہے (۶۵)

۱۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور سر زمین اور ان دو کے درمیان تمام موجودات کا پروردگار ہے۔

رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

۲۔ آسمانوں اور زمین کے درمیان حد فاصل، موجودات پر مشتمل ہے۔ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

۳۔ اللہ تعالیٰ کی پوری کائنات پر ربوبیت اور صحیح و دقیق تدبیر اسکے نسیان سے منزہ ہونے پر دلیل ہے۔

وما كان ربك نسيّاً ربّ السموات والأرض وما بينهما

۳۔ جہان خلقت بہت سے آسمانوں پر مشتمل ہے۔ ربّ السموات

۵۔ پیغمبر اکرم (ص)، اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اسکی عبادت کی راہ میں صبر و تحمل کا وظیفہ رکھنے والے ہیں۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں توحید ایک مشکل اور صبر و تحمل کا محتاج کام ہے۔ فاعبدہ و اصطر عبادتہ ہل تعلم له سمیّا "اصطبار" یعنی کسی چیز کیلئے صبر کرنا (لسان العرب) عبادت کیلئے صبر کرنے کا حکم بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں بہت سی مشکلات اور موانع ہیں کہ جن سے گزرنے کیلئے صبر کی ضرورت ہے۔

۷۔ عبادت میں صبر اور پائیداری، اللہ تعالیٰ واحد کی اطاعت اور ہر قسم کے شرک سے پرہیز ضروری ہے۔

فاعبدہ و اصطر عبادتہ ہل تعلم له سمیّا "اصطبار" اکثر "علی" کے ساتھ متعدی ہوتا ہے اس آیت میں اسکا "لام" کے ساتھ متعدی ہونا "ثبات" کے معنی کو بتا رہا ہے۔ نیز جملہ "ہل تعلم" اس بات پر قرینہ ہے کہ "واصطر" سے مراد عبادت میں توحید پر صبر اور غیر خدا کی پرستش سے اجتناب ہے۔

۸۔ خداوند عالم بندوں کی عبادت سے آگاہ اور اس کو کبھی بھی فراموش نہیں کرتا۔ وما كان ربك نسيّاً ... و اصطر عباد

۹۔ عبادت اور اس پر ثابت قدمی یہ فرشتوں کی پیغمبر اکرم (ص) کو نصیحت تھی۔ وما ننزل إلاّ بامر ربك ... فاعبدہ و اصطر عبادتہ مورد بحث آیت بظاہر پچھلی آیت میں فرشتوں کی پیغمبر اکرم (ص) کے ساتھ گفتگو کو جاری رکھے ہوئے ہے۔

۱۰۔ اس چیز پر توجہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور پوری کائنات پر اسکی ربوبیت بھول وچوک سے منزہ ہے انسان کو اسکی عبادت و اطاعت اور اس پر ثابت قدمی پر آمادہ کرتی ہے۔ وما كان ربك نسيّاً۔ ربّ السموات ... فاعبدہ و اصطر عبادتہ گذشتہ جملات میں ذکر شدہ معارف پر عبادت کا لزوم مندرجہ بالا مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

۱۱۔ پیغمبروں کی تاریخ اور انکی توحید پرستی کے بارے میں آیات کا نزول، اللہ تعالیٰ کی حکم کی بنا پر نیز پیغمبر اکرم (ص) کی بندگی اور توحید پرستی بڑھانے کیلئے تھا۔

وما ننزل إلا با مر ربك ... فاعبدہ واصطبر لعبادته

آخری دو آیات کا پچھلی آیات سے ربط جو انبیاء کی تاریخ بیان کر رہا ہے وہ مندرجہ بالا نکتہ کو بتا رہا ہے۔

۱۲۔ نہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی مانند ہے نہ کوئی اسکے ہم نام ہونے کی لیاقت رکھتی ہے۔ رب السموات ... هل تعلم له سمیٰ

"سمیٰ" ایسی مثل کو کہتے ہیں کہ جو ہم نام ہونے کا حق بھی رکھے (لسان العرب)

جملہ "هل تعلم" نفی معلوم کیلئے جملہ سوالیہ انکاری ہے اور اس نکتہ کو بیان کر رہا ہے کہ کوئی چیز ایسی موجود نہیں ہے کہ جو اوصاف میں اللہ تعالیٰ کی مانند ہو کہ اسکے ہم نام ہو سکے۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی "رب" اور کائنات کا پروردگار سا مقدس نام کی لیاقت نہیں رکھتا۔

رب السموات و الأرض ... هل تعلم له سمیٰ

۱۴۔ اللہ تعالیٰ کے خاص ناموں پر افراد یا چیزوں کے نام رکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ هل تعلم له سمیٰ

جیسا کہ کہا گیا "سمیٰ" کا معنی ہم نام ہے ایک قول کے مطابق یہ آیت، اللہ تعالیٰ کی توحید اور بے نظیر ہونے کے حوالے سے حقیقی امر بیان کرنا چاہتی ہے لیکن ہم نام کی نفی ممکن ہے یہ پیغام دے رہی ہو کہ لوگوں کے اللہ تعالیٰ خصوصی ناموں پر نام رکھنا اگرچہ اعتباری ہیں لیکن پھر بھی بہر حال درست نہیں ہیں۔

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کی پوری کائنات پر ربوبیت اور اسکا بے نظیر ہونا (توحید ربوبی) اسمیں یکتا پرستی اور استحکام (توحید عبادی)

پر دلیل ہے۔ رب السموات ... فاعبدہ واصطبر ... هل تعلم له سمیٰ

آسمان: آسمانوں کا متعدد ہونا ۳؛ آسمانوں کی تدبیر ۱؛ آسمانوں میں موجودات کا مربی ۱

آنحضرت: آنحضرت کا صبر ۵؛ آنحضرت (ص) کو نصیحت ۹؛ آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۵؛ آنحضرت (ص) کی عبادات ۵؛

آنحضرت میں توحید عبادی کو مستحکم کرنے کے اسباب ۱۱؛ آنحضرت میں عبودیت کو مستحکم کرنے کے اسباب ۱۱

احکام: ۱۳

اسماء و صفات: اسماء و صفات کے احکام ۱۳؛ اسماء و صفات کے ساتھ نام رکھنا ۱۳؛ صفات جلال کے دلائل ۳

اطاعت: اللہ کی اطاعت کا سخت ہونا ۶؛ اللہ کی اطاعت میں اہمیت صبر ۶؛ اللہ کی اطاعت میں صبر ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور فراموشی ۸، ۳؛ اللہ تعالیٰ کا بے نظیر ہونا ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کا علم ۸؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۱، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی

ربوبیت کے آثار ۳؛ اللہ تعالیٰ

کے ساتھ خاص ۱۲، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے منزہ ہونے کے دلائل ۳

اللہ تعالیٰ کے بندے: اللہ تعالیٰ کے بندوں کی اطاعت کا علم ۸؛ اللہ کے بندوں کی عبادت کا علم ۸

انبیاء: انبیاء کی تاریخ ۱۱؛ انبیاء کی توحید کا فلسفہ ۱۱

تخلیق: مخلوقات کا مربی ۱۳

توحید: توحید ذاتی ۱۲؛ توحید ربوبی ۱۳؛ توحید ربوبی کے آثار ۱۵؛ توحید عبادی کا مشکل ہونا ۶؛ توحید عبادی کے دلائل ۱۵؛ توحید

عبادی میں صبر ۶؛ توحید عبادی میں صبر کی اہمیت ۷

ذکر: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ذکر ۱۰

صفات جلال کا ذکر ۱۰

زمین: زمین کی تدبیر ۱

شرک: شرک سے پرہیز کی اہمیت ۷

عبادت: عبادت خدا کے اسباب ۱۰؛ عبادت میں صبر ۵؛ عبادت میں صبر کی اہمیت ۹؛ عبادت میں صبر کے اسباب ۱۰

فرشتے: فرشتوں کی نصیحتیں ۹

موجودات: فضا میں پانے جانے والے موجودات کا مربی ۱؛ موجودات فضا ۲؛ موجودات کا مربی ۱

نام رکھنا: نام رکھنے کے احکام ۱۳

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۱۲، ۱۳؛ نظریہ کائنات اور آئیڈیالوجی ۱

وادار کرنا: وادار کرنے کے اسباب ۱۰

آیت ۶۶

﴿وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ أَئِذَا مَا مِثُّ لَسَوْفَ أُخْرَجَ حَيًّا﴾

اور انسان یہ کہتا ہے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے تو دوبارہ زندہ کر کے نکالے جائیں گے (۶۶)

۱۔ انسان کا موت کے بعد معاویہ حیات والے مسئلے کا انکار اور تعجب کے ساتھ سامنا کرنا۔

وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ إِذَا مَا مِثُّ لَسَوْفَ أُخْرَجَ حَيًّا

کلمہ "یقول" فعل مضارع ہے جو انسانوں کی حالت بیان کرنے کے حوالے سے استعمال ہوتا ہے اس قسم کے افعال تین

زمانوں میں استمرار پر دلالت کرتے ہیں "الانسان" میں "ال" جنس کیلئے ہے جو افراد کی کثرت کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔
 ۲۔ معاد کے منکرین کا سب سے بڑا نظریہ کسی چیز کو بعید شمار کرنا ہے۔ إذا ماتت لسوف ا خرج حیّا قرآن کریم کی بنیادی روش دوسروں کی بات نقل کرنے میں منتخب جملات کا نقل ہے۔ منکرین معاد سے اس بات کا نقل اس نکتہ کو بیان کر رہا ہے کہ منکرین معاد کی اہم ترین اساس یہی بعید خیال کرنا ہے۔

۳۔ معاد کو بعید سمجھنا اور اسکا انکار دراصل اللہ واحد کی عبادت و اطاعت سے فرار کرنے کے اسباب میں سے ہے۔
 واصطبر لعبادته ... يقول الانسان إذا مات لسوف ا خرج حیّا

وہ تمام وجوہات جو کہ اس آیت کے پچھلی آیات سے ربط کے حوالے سے بیان ہو سکتی ہیں وہ یہ ہیں کہ عبادت و صبر کے حکم کے بعد گویا اس آیت نے ایک مقدّر سوال کو مطرح کیا اور جواب دیا ہے مقدّر سوال یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کا نتیجہ کیا ہے؟ ہماری تو موت کے بعد کوئی زندگی ہی نہیں ہے کہ ہمارے دنیاوی حالات اور اعمال سے اسمیں کوئی فرق پڑتا ہو تو اس آیت اور بعد والی آیات نے اس سوال کا جواب دیا ہے اور عبادت کو ضروری شمار کیا ہے۔

۴۔ معمولاً نوع انسان نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنت اور اسکے نعمات کے وعدہ کے مقابل، معاد کے انکار اور اسے بعید سمجھنے کی صورت میں ردّ عمل کا اظہار کیا ہے۔ جنّات عدن التي وعد الرحمن... ويقول الانسان إذا مات

گذشتہ دو آیات "وما تنزل... سمینا" میں جملات معترضہ اور ماقبل و مابعد سے ہٹ کر جملات آئے ہیں یہ مورد بحث آیت ان دو آیات سے قبل کی بحث کو آگے بڑھا رہی ہے کہ جن میں جنت اور اسکی نعمات کا ذکر ہے۔

۵۔ انسان، موت کے بعد قیامت کے آنے پر دوبارہ زندہ ہونگے اور زمین سے نکالے جائیں گے۔ إذا مات لسوف ا خرج حیّا "اخرج" میں خروج سے متکلم کی ذہنیت کے قرینہ کی وجہ سے پیغمبروں کی ذکر شدہ قیامت سے مراد، خاک اور زمین کے اجزاء سے نکلنا ہے یعنی "اخرج من الارض"

۶۔ انسانوں کی معاد، جسمانی و ناقابل تغیر ہے۔ لسوف ا خرج حیّا "اخرج" مجہول ہے یہ بتا رہا ہے کہ زبردستی نکالا جائیگا یہ اس انسان کی طرف منسوب ہے کہ جو بات کر رہا ہے اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ اب کی وضعیت اور جسمانی حوالے سے مکمل طور پر زمین کے نکلنے کی وضعیت کے مشابہہ ہے جملہ "إذا مات"۔ اگرچہ منکرین معاد کا کلام ہے لیکن

اسکا رد و اعتراض کے بغیر نقل ہونا اس بات کے صحیح ہونے کی دلیل ہے کہ جس پر انہیں تعجب تھا۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے وعدے ۳

اطاعت: اللہ تعالیٰ کی اطاعت ترک ہونے کا پیش خیمہ ۳

اکثریت: اکثریت کا سامنا کرنے کی روش ۳

جنت: وعدہ جنت ۳

عبادت: اللہ تعالیٰ کی عبادت ترک ہونے کا باعث ۳

مردے: مردوں کی اضروی حیات ۵

معاد: معاد جسمانی ۶، ۵؛ معاد کا تعجب انگیز ہونا ۱؛ معاد کو بعید سمجھنے کے آثار ۳؛ معاد کو جھٹلانے کے آثار ۳؛ معاد کو جھٹلانا ۳؛ معاد

کو بعید سمجھنا ۲، ۳؛ معاد کو جھٹلانے والوں کا تعجب ۱؛ معاد کو جھٹلانے والوں کا سامنا کرنے کی روش ۳؛ معاد کو جھٹلانے

والوں کے دلائل ۲؛

نعمت: وعدہ نعمت ۳

آیت ۶۷

﴿أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا﴾

کیا یہ اس بات کو یاد نہیں کرتا ہے کہ پہلے ہم نے ہی اسے پیدا کیا ہے جب یہ کچھ نہیں تھا (۶۷)

۱۔ اللہ تعالیٰ، انسان کا خالق اور اسے کائنات میں وجود دینے والا ہے۔ خلقہ من قبل ولم يك شيئا

۲۔ ہر انسان کے اپنی عدم سے پہلی تخلیق کے بارے میں شناخت کی قوت رکھنے کے باوجود اسکا معاد کے بارے میں تردید

کرنا، حیران کن اور لائق سرزنش ہے۔ اَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا

"اولا يذکر" میں ہمزه انکار تو بیخی کیلئے ہے اور تعجب کا معنی دے رہا ہے اس آیت میں اگرچہ

ضمیر کا لانا ممکن تھا پھر بھی لفظ انسان کا تکرار یہ نکتہ بتا رہا ہے کہ انسان ہونے کا لازمہ یہ ہے کہ دقت اور فکر کی جائے۔
 ۳۔ انسان کی اپنی تخلیق اور عدم سے لباس وجود میں آنے پر توجہ، معاد کو بعید سمجھنے اور اسکے انکار کرنے کے پیش خیمہ کو ختم کر دیتی ہے۔ اُولَا یَذْکُر الْإِنْسَانَ أَنَا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلِ وَلَمْ يَكْ شَيْئًا

عدم اور نہ ہونے سے مراد، عدم مطلق حتمی طور پر نہیں ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ مراد عدم نسبی ہو یعنی انسان پہلے نہیں تھا اب موجود ہے اگرچہ اسکے عناصر اسکے وجود سے پہلے دیگر موجودات کے قالب میں ہوں یہ حتمال بھی ہے کہ جملہ "لم یک شئیًا" ایسے دور اینہ کو بتا رہا ہو کہ انسان کے عناصر کسی تخلیق شدہ موجود کے قالب میں نہ تھے۔

۳۔ انسان کو صفحہ کائنات پر ظاہر کرنا اور ا سے عدم سے وجود میں لانا، اللہ تعالیٰ کے ا سے دوبارہ زندہ کرنے اور معاد برپا کرنے پر دلیل ہے۔ اُولَا یَذْکُر الْإِنْسَانَ ... وَلَمْ يَكْ شَيْئًا

۵۔ انسان، ایک سوال کرنے والا عقلمند اور اپنی خلقت کے حوالے سے تجزیہ و تحلیل کی قدرت کا مالک موجود ہے نیز گذشتہ اور آئندہ نظام خلقت کے مقائسہ پر بھی قادر ہے۔ ویَقُولُ الْإِنْسَانُ إِذَا مَمَتَّ ... اُولَا یَذْکُر الْإِنْسَانَ أَنَا خَلَقْنَاهُ
 ۶۔ "عن مالک الجہنی قال: سألت أبا عبد الله (ع) عن قول الله تعالى: ۱ و لا یَذْکُر الْإِنْسَانَ أَنَا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلِ وَلَمْ يَكْ شَيْئًا ... فقال: لا مقدراً ولا مکوناً" (۱)

مالک جہنی سے نقل ہوا ہے کہ امام صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس کلام "اُولَا یَذْکُر الْإِنْسَانَ أَنَا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلِ وَلَمْ يَكْ شَيْئًا" کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: انسان تو تقدیر خلقت میں تھا نہ دائرہ وجود میں تھا۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی خالقیت ۱؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دلائل ۳
 انسان: انسان کا تحلیل کرنا ۵؛ انسان کا خالق ۱؛ انسان کا سوال کرنا ۵؛ انسان کا فکر کرنا ۵؛ انسان کا مقائسہ کرنا ۵؛ انسان کی خصوصیات ۵؛ انسان کی خلقت کی کیفیت ۶؛ انسان کی خلقت کے آثار ۳
 ذکر: خلقت انسان کے ذکر کے آثار ۳

روایت: ۶ مردے: مردوں کا اُخروی احیاء ۳

معاد: معاد کو بعید سمجھنے کے رد کے اسباب ۳؛ معاد کے دلائل ۳، ۲؛ معاد میں شک پر سرزنش ۲؛ معاد میں شک کا عجیب ہونا ۲
 نظریہ کائنات: نظریہ کائنات اور آئیڈیالوجی ۱

آیت ۶۸

﴿فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّكَ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّكَ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا﴾

اور آپ کے رب کی قسم ہم ان سب کو اور ان کے شیاطین کو ایک جگہ اکٹھا کریں گے پھر سب کو جہنم کے اطراف گھٹنوں کے بل حاضر کریں گے (۶۸)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کی قسم کے ساتھ روز قیامت میں منکرین معاد اور شیاطین کو اکٹھا محصور کرنے کے عزم پر تاکید فرمائی۔ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّكَ وَالشَّيَاطِينَ "لنحشر نھم" میں مفعول کی ضمیر، پچھلی آیت میں انسان کی طرف لوٹ رہی ہے اس سے مراد، منکرین معاد ہیں کہ جو دوبارہ زندہ ہونے کو بعید سمجھتے تھے "حشر" یعنی جمع کرنا بعض اس سے ایسا اقرار مراد لیتے ہیں کہ جو لوگوں کو محل اجتماع کی طرف لے جائیں (مصباح)

۲۔ معاد کے منکرین، میدان قیامت میں شیاطین کے ہمراہ انکے دوش بدوش ہونگے۔ لنحشر نھم وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنَحْضِرَنَّكَ "وَالشَّيَاطِينَ" میں "واؤ" ممکن ہے عاطفہ ہو یا "مع" کے معنی میں ہو بہر حال دونوں صورتوں میں مندرجہ بالا مطلب سامنے آتا ہے۔

۳۔ شیطان، کفر اور معاد کے انکار کی ترویج کرنے والا ہے۔ ویقول الإنسان ... لنحشر نھم وَالشَّيَاطِينَ اس آیت میں شیطان کا بعنوان کفار کا ہم دوش و ہمراہ روز قیامت ذکر، شیطان کے کفر کرنے اور اسمیں کفار کی رہبری کرنے والے کردار کو بیان کر رہا ہے۔

۴۔ روز قیامت، لوگوں کا آپس میں نزدیک اور جدا ہونا فکری اور عملی نسخ کی بنا پر ہوگا۔ لنحشر نھم وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنَحْضِرَنَّكَ روز قیامت، منکرین معاد کا شیاطین کی صف میں داخل ہونا اس سختیت کی بناء پر ہے کہ جو ان دو گروہوں میں فکری اور عملی بناء پر پیدا ہوئی ہے اس آیت میں شیاطین کا ذکر اسی سختیت اور نتیجہ کو بیان کرنے کیلئے ہے جو کہ میدان قیامت میں ظاہر ہوگی۔

۵۔ منکرین معاد کو محصور کرنا اور انہیں سزا دینا اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ایک مظہر ہے۔ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّكَ ... حَوْلَ جَهَنَّمَ ۶۔ اللہ تعالیٰ کی پیغمبر اکرم (ص) پر خاص عنایت و لطف کرم تھا اور انکی معاد کے منکرین کے در مقابل دلجوئی فرمائی ہے۔

فَوَرَّبَكَ لنَحْشَرْتَهُم وَالشَّيَاطِينَ "فوربک" کی ضمیر کا مخاطب ذات پیغمبر اکرم (ص) ہیں اللہ تعالیٰ کا اپنے مقدس نام کی قسم کھانے کے وقت ان حضرت پر عنایت اور ایک قسم کا اظہار لطف اور کفار کی خود سری کے مقابل پیغمبر اکرم (ص) کی دلجوئی مقصود تھی۔

۷۔ اللہ تعالیٰ شیاطین و منکرین معاد کو روز قیامت ذلیل و خوار زانو پر بیٹھا کر اور کمر خمیدہ حالت میں انہیں جہنم کے ارد گرد حاضر کرے گا۔ ثم لنحضرنَّہم حول جہنم جثیّا

"جثیّا" (جاٹی کی جمع) حال ہے اور جاٹی اس شخص کو کہتے ہیں جسے فیصلہ سنانے کیلئے زانو پر بٹھایا جائے (لسان العرب) منکرین معاد اور شیاطین کو اس حال میں حاضر کیا جانا کہ اپنے زانو پر چل رہے ہوں گے یا اپنے زانو پر جہنم کے ارد گرد بیٹھے ہوں گے یہ سب کچھ انکی توہین و تحقیر کی خاطر ہوگا۔ بعض نے "جثی" کو "جثوۃ" کی جمع بیان کیا کہ جسکا معنی خاک و پتھر کا ڈھیر ہے اس معنی کے مطابق ہر فرقہ و گروہ کو اکٹھا حاضر کرنا ہے۔

۸۔ کفار اور شیاطین، جہنم کے ارد گرد آپس میں اکٹھے اور جڑے ہوئے حاضر ہوں گے۔ ثم لنحضرنَّہم حول جہنم جثیّا "جثی" ممکن ہے "جثوۃ" سے ہو کہ جسکا معنی خاک اور پتھر کا ڈھیر ہے۔

۹۔ کفار اور شیاطین کا جہنم کے ارد گرد ذلیل انداز میں جمع ہونا، حشر کے بعد کا ایک مرحلہ ہے۔ لنحضرنَّہم... ثم لنحضرنَّہم حول جہنم جثیّا

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی حوصلہ افزائی کرنا

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات ۵

اللہ تعالیٰ کا لطف: اللہ تعالیٰ کے لطف کے شامل حال ۶

روابط: اخروی روابط کے اسباب ۳

شیطان: جہنم کے ارد گرد شیطان ۸، ۹، ۷؛ روز قیامت شیطان ۲؛ شیطان کا اخروی اجتماع ۸؛ شیطان کھتمی حشر ۱؛ شیطان کا حشر ۹؛ شیطان کا کردار ۳؛ شیطان کی آخرت میں ذلت ۹، ۷؛ شیطان کے حشر کی کیفیت ۷

عمل: عمل کے اخروی آثار ۳

قرآن مجید: قرآن مجید کی قسمیں ۱

قسم: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر قسم

قیامت: قیامت میں روابط ۳؛ قیامت میں روابط کا ختم ہونا ۴

کفار: جہنم کے اطراف میں کفار ۴، ۸، ۹؛ کفار کا اخروی اجتماع ۸؛ کفار کا حشر ۹؛ کفار کی اخروی ذلت ۴، ۹؛ کفار کے حشر کی کیفیت ۷

کفر: کفر کی تبلیغ کرنے والے ۳

معاد: جہنم کے ارد گرد معاد کو جھٹلانے والے ۷؛ قیامت میں معاد کو جھٹلانے والے ۲؛ معاد کو جھٹلانے کے مبلغین ۳؛ معاد کو جھٹلانے والوں کا حشر ۱؛ معاد کو جھٹلانے والوں کا حشر ۵؛ معاد کو جھٹلانے والوں کی اخروی ذلت ۷؛ معاد کو جھٹلانے والوں کی سزا ۵؛ معاد کو جھٹلانے والوں کی لجاجت ہیں ۶؛ معاد کو جھٹلانے والوں کے حشر کی کیفیت ۷

نظریہ: نظریے کے اخروی آثار ۴

آیت ۶۹

﴿ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَنِ عِتِيًّا﴾

پھر ہر گروہ سے ایسے افراد کو الگ کر لیں گے جو رحمان کے حق میں زیادہ نافرمان تھے (۶۹)

۱۔ میدان قیامت میں لوگ مسلک اور عقیدہ کی بناء پر مختلف دستوں میں تقسیم اور آپس میں جدا ہونگے۔

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ

"شیعہ" کسی شخص کے پیروکاروں اور مددگاروں کو کہا جاتا ہے اسی طرح ہر گروہ جو کسی مسلک پر متفق ہو جائیں انہیں شیعہ کہا جاتا ہے یہ لفظ مفرد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مونث سب کیلئے استعمال ہوتا ہے (لسان العرب) "کل شیعہ" آیت میں یہ الفاظ دلالت کر رہے ہیں کہ ہر مسلک و عقیدہ کے پیروکار ایک دوسرے سے جدا میدان قیامت میں جمع ہونگے۔

۲۔ روز قیامت ہر مسلک میں سے ظالم اور سرکش افراد کو نکالا جائیگا۔ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ... عَلَى الرَّحْمَنِ عِتِيًّا

"عتیّا" مصدر ہے اور حد سے بڑھ کر تجاوز کے معنی میں استعمال ہوتا ہے (لسان العرب) "عتو" نیر اطاعت سے دور ہونے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے (مفردات راغب)

۳۔ رحمان (وسیع رحمت والا) اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات میں سے ہے۔ اَیْہِم اَشَدَّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عَتِیًّا
۴۔ قیامت کے مراحل ظلم و تجاوز میں سبقت کرنے والوں کیلئے بہت مشکل اور ان کی سزا دوسروں کی نسبت بہت
زیادہ سنگین ہوگی۔ ثُمَّ لَنَزَعَنَّ... اَیْہِم اَشَدَّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عَتِیًّا

ظلم و غرور میں بڑھ چڑھ کہ حصہ لینے والوں کو جدا کرنا انکی بہت زیادہ رسوائی اور بہت سخت سزا کی حکایت کر رہا ہے کہ
جو انکے انتظار میں ہے۔

۵۔ اللہ رحمان کے مد مقابل گردن درازی ایک ناروا کام ہے کہ جس کا انجام بہت سخت ہے۔ اَیْہِم اَشَدَّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عَتِیًّا
"رحمان" کا نام کہ جو اللہ تعالیٰ وسیع اور عمومی رحمت کو بیان کر رہا ہے بعض لوگوں کے تکبر اور ظلم کے ساتھ مطرح کرنا
ممکن ہے اسکے مد مقابل ظلم و تجاوز کی پستی اور غلط ہونے کی شدت کو بیان کر رہا ہو۔

۶۔ قیامت کے دن گناہ گاروں اور سرکشوں میں سے ہر ایک اپنے اپنے کردار کے مناسب عذاب میں گرفتار ہونگے۔
ثُمَّ لَنَزَعَنَّ مِنْ كُلِّ شِیْعَةٍ اَیْہِم اَشَدَّ

جملہ "لَنَزَعَنَّ..." دلالت کر رہا ہے کہ وہ فرد جو دوسروں کی نسبت زیادہ گنہ گار ہے اسکا نکالنا اس وقت تک جاری رہے گا کہ
جب تمام گناہ گار لوگ اپنی اپنی مناسب جگہ کو پالیں گے اور سزا پائیں گے۔

۷۔ روز قیامت گناہ گار لوگوں کی انکے گناہ کے درجوں کے مطابق تقسیم، الہی ربوبیت کی عظمتوں میں سے ہے۔
فَوَرَبِّكَ... ثُمَّ لَنَزَعَنَّ مِنْ كُلِّ شِیْعَةٍ اَیْہِم اَشَدَّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عَتِیًّا

۸۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کی قسم کے ساتھ روز قیامت گناہ گاروں کی یقینی طبقہ بندی پر تاکید کی ہے۔
فَوَرَبِّكَ... ثُمَّ لَنَزَعَنَّ مِنْ كُلِّ شِیْعَةٍ ... عَتِیًّا

اسماء صفات: رحمان ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی عظمتیں ۷؛ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت ۵

تکبر: اللہ تعالیٰ کے ساتھ تکبر کا ناپسندیدہ ہونا ۵؛ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تکبر کرنے کی سزا ۵

تکبر کرنے والے: قیامت میں تکبر کرنے والے ۲

رہبر: غرور کرنے والے رہبر روز قیامت ۳؛ غرور کرنے والے رہبروں کی اخروی مشکلات ۳

سرکشی: سرکشی کے اخروی آثار ۷؛ سرکشی کے درجات ۷
 سرکشی کرنے والے: سرکشی کرنے والوں کی اخروی سزا ۶؛ سرکشی کرنے والے قیامت کے دن میں ۲
 سزا: سزا کا گناہ سے تناسب ۶؛ سزا کے مراتب ۵
 عذاب: عذاب کے مراتب ۶
 عقیدہ: عقیدہ کے اخروی آثار ۱
 عمل: عمل کے اخروی آثار ۶
 قرآن: قرآن کی قسمیں ۸
 قسم: خدا کی ربوبیت کی قسم ۸
 قیامت: قیامت میں سختی ۳ قیامت میں گروہ بندی ۸؛ قیامت میں گروہ بندی کا معیار ۱
 گناہ کار: قیامت میں گناہ کار ۷

آیت ۷۰

﴿ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أُولَىٰ بِهَا صِلِيًّا﴾

پھر ہم ان لوگوں کو بھی جب جانتے ہیں جو جہنم میں جھونکے جانے کے زیادہ سزاوار ہیں (۷۰)
 ۱۔ خدائے رحمان کے مد مقابل متکبر اور سرکش افراد، جہنم کی آگ کا ایندھن بننے کے لائق ہیں۔
 حول جہنم ... ثم لنحن أعلم ... بها صليًّا

"صلیٰ صلیٰ" سے "صلیًّا" جو کہ "اولیٰ" کیلئے تمیز ہے اسکا معنی جلنا اور آگ کی حرارت چکھنا ہے۔ (لسان العرب) لہذا عبا
 رت "أعلم... صليًّا" کا معنی یہ ہوگا کہ ہم بہتر جانتے ہیں کہ کون جہنم میں جانے کا لائق ہے تاکہ آگ کا مزہ چھکے اور کباب
 ہو جائے۔ یہاں کلمہ "اولیت" بعض کیلئے علامت ہے جس سے معلوم ہوا کہ باقی بھی اس جہنم کے حقدار ہیں اگرچہ ممکن
 لیے اس حوالے سے دوسروں کی نسبت اولیت نہ رکھتے ہوں۔

۲۔ مغرور اور سرکش افراد کیلئے جہنم کی آگ کے حقدار ہونے میں درجات کا فرق۔ علی الرحمن عتیّا — ثم لنحن أعلم
 بالذین هم أولى بها صليًّا

۳۔ ہر کوئی اپنے استحقاق اور اولیت کی بناء پر جہنم کے عذاب کا ذائقہ چکھے ہے۔ ثم لنحن أعلم بالذین هم أولى بها صليًّا

جہنم کی آگ کے مستحق افراد میں درجہ بندی اور یہ کہ پہلے کون جائیگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کو ایک جیسا عذاب نہیں ہوگا بلکہ سب کو مختلف اور انکے اعمال کے مطابق عذاب ہوگا۔

۳۔ الہی فرمان میں نافرمانی جس قدر زیاد ہوگی عذاب کے قطعی ہونے کو بڑھانے گی۔ اشدّ علی الرحمن عتياً ثم... اولیٰ بھا صلیاً" ثم " سے معلوم ہوتا ہے تمام سرکش افراد تقسیم اور درجہ بندی کے بعد عذاب کے مقام میں بھی اسی ترتیب کے ساتھ وارد ہونگے یہاں تک کہ سب عذاب میں داخل ہو جائیں گے لہذا جس قدر بھی سرکشی زیادہ ہو جائے عذاب کا استحقاق بھی اسی طرح زیادہ ہو جائیگا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ تمام سرکش اور نافرمان افراد کے جہنم کے حوالے سے استحقاق کے معیار اور مرتبہ کو خوب جاننے والا ہے۔ ثم لنحن أعلم بالذین هم اولیٰ بھا صلیاً

۶۔ پروردگار کا علم، جہنم کے حوالے سے ہر کسی کے درجہ استحقاق اور دقیق میزان کا ضامن اور نگہبان ہے۔ لنحن أعلم بالذین هم اولیٰ بہ یہ کہ اللہ تعالیٰ سب سے پہلے جہنم جانے والوں سے آگاہ ہے اس سے محض خدا کے علم کی بڑائی دکھانا مقصود نہیں ہے بلکہ معلوم ہوتا ہے عذاب کے اجراء کو اسی اولیت کی اساس پر بتانا مقصود ہے۔

۷۔ جہنم کا عذاب، ایک حساب شدہ اور دقیق نظام کا حامل ہے۔ لنحن أعلم بالذین هم اولیٰ بھا صلیاً

۸۔ ایک صحیح فیصلہ اور مراتب و درجات کی تعیین، مکمل معلومات پر موقوف ہے۔ ثم لنحن أعلم بالذین هم اولیٰ بہ

۹۔ انسانوں کے جرائم کے معیار اور انکے عذاب کے درجات سے آگاہی، الہی ربوبیت کی صفات میں سے ہے۔ فورثک... ثم لنحن أعلم

۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کی قسم کھا کر مجرمین کے معیار عذاب سے اپنی دقیق آگاہی پر تاکید فرمائی ہے۔ فورثک... ثم لنحن أعلم

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا علم ۵، ۹، ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی صفات ۹؛ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ۵؛ اللہ تعالیٰ کے علم کے

آثار ۶

انسان:

انسانوں کے گناہ کا علم ۹

تکبر کرنے والے: تکبر کرنے والوں کی سزا ۱، ۲؛ تکبر کرنے والوں کے درجات ۵، ۲؛ جہنم میں تکبر کرنے والے ۱
جہنم: جہنم کے عذابوں کا قانون کے مطابق ہونا ۷

جہنمی لوگ: جہنمی لوگوں کے عذاب کا سرچشمہ ۶؛ جہنمی لوگوں کے مراتب ۵، ۲
سرکشی: خدا سے سرکشی کی سزا ۱؛ خدا سے سرکشی کے آثار ۳؛ سرکشی کے مراتب ۳
سرکشی کرنے والے: جہنم میں سرکشی کرنے والے ۱؛ سرکشی کرنے والوں کے مراتب ۵، ۲
سزا: سزا کے مراتب ۲؛ گناہ کے ساتھ سزا کی مناسبت ۳

عذاب: اہل عذاب کے مراتب ۳؛ اہل عذاب کے مراتب کا علم ۹؛ حتمی عذاب کے اسباب ۳؛ عذاب میں اولویت ۳
علم: علم کے آثار ۸

قرآن مجید: قرآن کی قسمیں ۱۰

قسم: اللہ کی ربوبیت کی قسم ۱۰

قضاوت: قضاوت کی شرائط ۸

گناہ گار: گناہ گار لوگوں کا عذاب ۱۰

آیت ۷۱

﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا﴾

اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جسے جہنم کے کنارے حاضر نہ ہونا ہو کہ یہ تمہارے رب کا حتمی فیصلہ ہے (۷۱)

۱۔ ہر آدمی بلا استثناء روز قیامت جہنم میں داخل ہوگا۔ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُہ

سیاق نفی میں استثنا حصر کو بیان کرتا ہے اسی لیے "إِنْ مِنْكُمْ..." سے مراد یہ ہے کہ کسی کو جہنم میں داخل ہونے سے معاف نہیں کیا جائیگا بعد والی آیت کہ متقی افراد کی جہنم سے نجات اور ظالموں کا اس میں باقی رہنے کو بیان کر رہی ہے اس مطلب پر قرینہ ہے کہ "منکم" میں ضمیر کا خطاب تمام انسانوں کے لیے ہے نہ صرف گروہ ظالمین کے لیے ہے۔

۲۔ تمام افراد بشریت کا جہنم میں داخل ہونا قضا اور اللہ تعالیٰ کا حکم قطعی ہے۔ كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا

اللہ تعالیٰ پر "علی ربک" کسی چیز کا حتمی ہونا یعنی اسکے واجب ہونے کے معانی میں سے ہے اور اسکی کلمہ "مقضیاً" سے توصیف اس نکتہ کو بیان کر رہی چونکہ قضا اور اللہ تعالیٰ کا حکم یوں تھا لہذا اس پر لازمی ہو گیا کیونکہ پروردگار اپنی قضا میں تخلف نہیں کرتا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے پاس حتمی سنئیں اور ناقابل نقض، قوانین ہیں۔ کان علی ربک حتماً مقضیاً

۳۔ سب لوگوں کا جہنم میں داخل ہونا، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔ کان علی ربک حتماً مقضیاً

۵۔ قیامت کے مراحل اور مقامات پروگرام کے مطابق اور بہت دقیق اجرا کے حامل ہیں۔ لنحشرنہم... ثم لنزعن... إن منکم... حتماً مقضیاً

۶۔ عن أبی عبد اللہ (ع) فی قوله: "و إن منکم إلا واردھا" قال: أما تسمع الرجل یقول وردنا ماء بنی فلان فھو الورد ولم یدخله^(۱)

امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ انہوں نے کلام پروردگار "وان منکم إلا واردھا" میں ورود کے معنی کے حوالے سے فرمایا کیا آپ نے نہیں سنا کہ کوئی شخص کہتا ہو کہ فلان گروہ کے پانی پر ہم وارد ہوئے یہاں ورود انجام پا گیا ہے حالانکہ وہ پانی میں داخل نہیں ہوئے۔

۷۔ عن جابر بن عبد اللہ قال: ... سمعت رسول اللہ (ص) یقول: لا یبقی برّو لا فاجر إلا یدخلھا فتکون علی المؤمن برداً و سلاماً کما کانت علی إبراهیم (ع)^(۲)

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہوئی کہ میں نے رسول خدا (ص) سے سنا کہ آپ (ص) فرما رہے تھے کہ کوئی نیک یا بڑا آدمی ایسا نہیں ہے کہ جہنم میں داخل نہ ہو مگر مؤمن کیلئے آگ اسی طرح ٹھنڈی اور سلامتی کا باعث ہوگی کہ جس طرح ابراہیم (ع) کیلئے تھی۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۳؛ اللہ تعالیٰ کی سنن کا حتمی ہونا ۳؛ اللہ تعالیٰ کی قضاء کا حتمی ہونا ۲

جہنم: جہنم میں داخل ہونا ۱، ۳، ۶؛ جہنم میں داخل ہونے کا حتمی ہونا ۲، ۷؛ روایت ۶، ۷

(۱) تفسیر قمی ج ۲، ص ۵۲، نور الثقلین ج ۳، ص ۳۵۳، ح ۱۳۰

(۲) الدر المشورج ص ۵۳۵، نور الثقلین ج ۳، ص ۳۵۳، ح ۱۳۲

قیامت: قیامت کے مقامات کا قانون کے مطابق ہونا ۵// مؤمنین: جہنم میں مؤمنین ۷

آیت ۷۲

﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِّيًا﴾

اس کے بعد ہم متقی افراد کو نجات دے دیں گے اور ظالمین کو جہنم میں چھوڑ دیں گے (۷۲)

۱۔ اللہ تعالیٰ سب انسانوں کے جہنم میں داخل ہونے کے بعد متقی لوگوں کو اس سے نجات دے گا۔
وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا... ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا

۲۔ تقویٰ، انسان کے جہنم سے نجات پانے کا سبب ہے۔ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا

۳۔ اللہ تعالیٰ، ظالموں کو جہنم میں زمین پر زانو لگائے چھوڑ دے گا۔ وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِّيًا

"جثی" یعنی زانو پر بیٹھنا اس طرح بیٹھنا ایک قسم کی پریشانی، حقارت اور عاجزی کا اظہار ہے۔

۴۔ ظالمین، ذلت و رسوائی کی گہرائی میں جا کر عذاب و دوزخ میں گرفتار ہونگے۔ وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِّيًا

فعل "نذر" اس وقت استعمال ہوتا ہے کہ جب کسی چیز کو بے اہم اور پست جانتے ہوئے چھوڑ دیا جائے یہ مفہوم اور ظالموں کا زانو کے بل گرے ہونا انکی ذلت و رسوائی اور سرگردانی سے حکایت کر رہا ہے۔

۵۔ تقویٰ کو ترک کرنا ظلم ہے اور ظلم بے تقویٰ ہونے کی علامت ہے۔ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ

اس آیت میں لوگوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے متقی یا ظالم لہذا بے تقویٰ شخص ظالموں میں سے ہے اور ظلم بھی بے تقویٰ ہونے کی علامت ہے۔

۶۔ حقائق اور الہی معارف کے درمقابل سرکشی اور گردن اکرنا ظلم ہے علی الرحمن عتیباً... وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهِ

گذشتہ آیات میں سرکش لوگوں کو حاضر کرنا اور انکے سب سے پہلے جہنم میں جانے کی بات تھی اس آیت کا ان آیات کے ساتھ یہ ربط ہے کہ یہاں جن ظالموں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یہ وہی سرکش اور نافرمان ہیں کہ جنکا گذشتہ آیات میں ذکر ہوا تھا۔

۷۔ معاد کے منکرین، ظالمین کے زمرے میں آتے ہیں۔ وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ... وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِّيًا ان چند آیات میں

بحث کا اصلی موضوع معاد کا انکار اور انکے نتائج تھا اس آیت میں بھی منکرین معاد کو ظالمین کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے۔

۸۔ ظلم، جہنم کے استحقاق کا باعث ہے۔ ونذر الظلمین فیہا جثیّا

جہنم میں ہمیشہ رہنے کیلئے "ظلم" کے عنوان کا بیان ہونا بتاتا ہے کہ اس عذاب کے مستحق ہونے میں ظلم کا کتنا کردار ہے۔

۹۔ جہنم، متقی افراد کے گزرنے اور ظالموں کے رہنے کی جگہ ہے۔ ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظلمین فیہ

۱۰۔ تقویٰ اختیار کرنا اور ظلم سے پرہیز ضرورت ہے۔ ثم ننجی الذین اتقوا و نذر الظلمین فیہ

۱۱۔ تقویٰ جہنم سے نجات کا باعث اور ظلم پر باقی رہنا جہنم میں باقی رہنے کا باعث ہے۔ ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظلمین فیہ "اتقوا" فعل ہے اور حدوث کو بیان کر رہا ہے جبکہ "الظالمین" اسم ہے اور ثابت ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔ بعض مفسرین کے مطابق یہ تفاوت وسیع الہی رحمت کو بیان کرے کیلئے ہے کہ اگر کسی کی طرف فعل تقویٰ کی نسبت ہو جائے وہ نجات پائے گا لیکن جب تک کوئی شخص صفت ظلم سے متصف نہ ہو تو عنوان ظالم اس پر صدق نہیں کرے گا نہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہے گا۔

۱۲۔ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور معاد کے انکار اور سرکشی سے پرہیز کیا جائے۔

أولای ذکر الإنسان... آیہم أشدّ علی الرحمن عتیّاً... ثم ننجی الذین اتقوا

ان آیات میں عقائدی و فکری مسائل بالخصوص معاد کے متعلق مسائل بیان ہوئے ہیں۔ ماقبل آیات کے قرینہ سے احتما ل پیدا ہوتا ہے کہ یہاں "اتقوا" سے مراد معاد پر ایمان اور خدا کے مقابلہ سرکشی و نافرمانی سے پرہیز کرنا ہے۔

۱۳۔ عن رسول اللہ (ص) قال : یردّ الناس النار ثم یصدرون بأعما لهم فأولهم کلمع البرق ثم کمر الريح، ثم کحضر الفرس ، ثم کالراکب ثم کشدّ الرجل ثم کمشیہ^(۱) پیغمبر اکرم (ص) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا: لوگ جہنم میں داخل ہونگے پھر اپنے اعمال کے میزان کے مطابق اس سے خارج ہونگے پہلا گروہ برق کی سرعت سے خارج ہوگا دوسرا ہوا چلنے کی سرعت سے اسکے بعد والا گروہ گھوڑا دوڑنے کی رفتار سے ایک گروہ سوار کی مانند ایک گروہ مرد کے دوڑنے کی حالت اور ایک گروہ مرد کے چلنے کے انداز میں جہنم سے خارج ہونگا۔

(۱) مجمع البیان ج ۶، ص ۸۱۲، نور الثقلین ج ۳، ص ۳۵۳، ح ۱۳۱۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے نجات بخشی^۱

تقویٰ: تقویٰ کو ترک کرنا^۵; تقویٰ کی اہمیت^{۱۰}; تقویٰ کے آثار^{۱۱}، ۲; تقویٰ نہ ہونے کی علامات^۵

جہنم: جہنم سے نجات^{۱۳}، ۱; جہنم سے نجات کے اسباب^{۱۱}، ۲; جہنم میں داخل ہونا^{۱۳}; جہنم میں داخل ہونے کے

اسباب^{۱۱}، ۸

جہنمی لوگ: ۹، ۳

روایت: ۱۳

سرکشی: دین کے ساتھ سرکشی^۶

ظالمین: ظالمین جہنم میں^۳; ظالمین کی اخروی اقامت گاہ^۹; ظالمین کی اخروی ذلت^۳; ظالمین کی جہنم میں داخل ہونے کی کیفیت^۳

ظلم: ظلم پر باقی رہنے کے آثار^{۱۱}; ظلم سے اجتناب کی اہمیت^{۱۰}; ظلم کے آثار^۵، ۸; ظلم کے موارد^۵، ۵;

متقین: جہنم سے متقین کا عبور^۹; متقین کی نجات^۱

معاد: معاد کو جھٹلانے والوں کا ظلم^۴; معاد کی تکذیب سے اجتناب^{۱۲}

نافرمانی: نافرمانی سے اجتناب کی اہمیت^{۱۲}

آیت ۷۳

﴿وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا﴾

اور جب ان کے سامنے ہماری کھلی ہوئی آیتیں پیش کی جاتی ہیں تو ان میں کے کافر صاحبان ایمان سے کہتے ہیں کہ ہم دونوں میں کس کی جگہ بہتر اور کس کی منزل زیادہ حسین ہے (۷۳)

۱۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیش کی جانی والی دلیلیں روشن اور ابہام سے خالی ہیں۔ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ء آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ

"بیّنۃ" سے مراد آشکار اور روشن ہے "آیات بیّنات" یعنی وہ آیات کہ جنکی دلالت روشن، مقصود کو سمجھنے میں کافی اور استدلال کے حوالے سے تام ہو۔

۲۔ الہی روشن دلائل اور آیات کو قبول نہ کرنے کا سرچشمہ، کفر ہے۔ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

۳۔ عصر بعثت کے مسلمان اقتصادی، معاشرتی اور زندگی کی کھٹن مشکلات کا شکار تھے۔ اُیّ الفریقین خیر مقاماً و أحسن ندیّا

ابتدائے آیت کے قرینہ سے یہاں فریقین سے مراد، مؤمنین اور کفار ہیں۔ کفار، مؤمنین کے جواب میں دو چیزوں کو اپنے فخر، حقانیت اور برتری کا سبب جانتے تھے ایک "خیر مقاما" والی صفت دو سری "احسن ندیا" اس قسم کی توصیف سے واضح ہوتا ہے کہ مؤمنین بظاہر اس وضعیت کے مقابل تھے۔

۴۔ بعثت کے آغاز میں کفار مکہ، اقتصادی اور معاشرتی لحاظ سے مسلمانوں کی نسبت بہتر وضعیت کے حامل تھے۔ اُیّ الفریقین خیر مقاماً وأحسن ندیّا

"مقام" اسم مکان ہے اور قیام سے مشتق ہے کہ اسکا ایک مجازی معنی اجتماع موقعیت ہے۔

"خیر مقاما" بہترین اقتصادی وضعیت سے کنایہ ہے "ندی" سے مراد جلیس اور مجلس ہے (مفردات راغب) کفار کا اپنی مجلس و محفل اور اہم محفلوں کے بہتر ہونے پر فخر در حقیقت انکی سیاسی اور اجتماعی کیفیت کے بہتر ہونے پر کنایہ ہے۔ ۵۔ عصر بعثت کے کفار اپنے امور پر غور و فکر کرنے کے حوالے سے ایک مشاورتی انجمن رکھتے تھے۔ وأحسن ندیّ

"ندی" (ندی کے مشتق ہونے کا اصل) کے چند معانی ذکر ہوئے ہیں مثلاً سخاوت، بخشش، بارش، پودے، آواز کا بلند کرنا، ہم نشینی... (لسان العرب) جو کچھ اس آیت اور دیگر قرآن کے مناسب معنی ہے وہ یہ کہ "ندی" یہاں اس مجلس اور مکان کے بارے میں ہے جہاں گفتگو ہوتی ہو اور یہ "ندی" سے بمعنی ہم نشینی مشتق ہے۔ کیونکہ اسکے دیگر معانی کے حوالے سے کفار کا مسلمانوں کے مقابل فخر کہ وہ فقیر اور ناتوان تھے۔ خاص مناسب نظر نہیں آتا۔

۶۔ عصر بعثت کے کفار اپنی بہترین اقتصادی وضعیت اور اپنے ظاہری طور پر آراستہ ہم محفلوں پر بہت خوش تھے۔ اُیّ الفریقین خیر مقاماً وأحسن ندیّا

محفل پر فخر در حقیقت محفل میں موجود لوگوں پر فخر کرنا ہے۔ بعد والی آیات میں قرینہ "من ہو... اضعف جنداً" کے حوالے سے یہاں اہل محفل سے مراد ہم فکر اور کفار کے مددگار ہیں

۷۔ عصر بعثت کے کفار کا توحید اور اسلام کے حوالے سے روشن و واضح آیات اور کافی دلائل کے مقابل جواب یہ تھا کہ ہماری مؤمنین کی نسبت اقتصادی و اجتماعی حالت بہتر ہے۔

قال الذین کفروا للذین ء امنوا... اُیّ الفریقین خیر مقاماً و أحسن ندیّا "للذین آمنوا" میں ممکن ہے لام تبلیغ کیلئے ہو

اس صورت میں کفار کے مخاطب مؤمنین ہوں گے اسی طرح یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ علت و سبب کو بیان کرنے کیلئے ہو اور اس سے مراد یہ ہو کہ کفار نے مؤمنین کی خاطر انکے حوالے سے مندرجہ بالا سوالپیش کیا تھا۔

۸۔ عصر بعثت کے کفار اپنی اقتصادی اور معاشرتی معیشت کی برتری کو اپنے عقائد کی حقانیت پر علامت جانتے تھے۔
أيّ الفريقين خير مقاماً و أحسن نديّاً

کفار کا مادی چیزوں اور اپنے معاشرتی نظام پر اعتماد کرتے ہوئے واضح و روشن دلائل اور آیات الہی کا جواب دینا انکے افکار اور اقدار کی عکاسی کرتا ہے وہ اس چیز کو ایک مکتب و مذہب کا معیار سمجھتے ہیں۔

۹۔ زمانہ بعثت کے کفار، مسلمانوں کی اقتصادی، معاشرتی اور سیاسی مشکلات کو انکے غلط عقائد اور افکار کی علامت سمجھتے تھے۔
أيّ الفريقين خير مقاماً و أحسن نديّاً

۱۰۔ اقتصادی اور معاشرتی ترقی اور اس کا کمال پانا لازمی نہیں ہے کہ یہ ایک فکر اور دین کی حقانیت کی نشانی ہو۔
أيّ القرى قين خير مقاماً و أحسن نديّاً

۱۱۔ اقتصادی اور معاشرتی طور بلند مقام اور بھرپور مادی فائدے حق سے غفلت کرنے اور آیات قرآن سے بہرہ مند نہ ہونے کا پیش خیمہ ہیں۔
وإذا تتلى عليهم آيتنا... أيّ الفريقين خير مقاماً و أحسن نديّاً

۱۲۔ ایسے افراد جو اپنے مادی وسائل اور معاشرتی مقام پر فخر و مباہات کا اظہار کرتے ہیں ان پر قرآنی آیات کی تلاوت بے اثر ہے۔
وإذا تتلى عليهم آياتنا بينت قال الذين كفروا أيّ الفريقين خير مقاماً و أحسن نديّاً

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹

اللہ تعالیٰ کی آیات: اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے کا سرچشمہ ۲؛ اللہ تعالیٰ کی آیات کی وضاحت ۱

اقتصاد: اقتصادی ترقی کے آثار ۱۰، ۱۱

دین: دین کی حقانیت کی علامات ۱۰

رشد: معاشرتی رشد و کمال کے آثار ۱۰، ۱۱

عقیدہ: عقیدے کی حقانیت کی علامات ۱۰

غفلت: حق سے غفلت کرنے کا پیش خیمہ ۱۱

فخر کرنا: فخر کرنے کے آثار ۱۲، مادی وسائل پر فخر کرنا ۱۲،

معاشرتی مقام پر فخر کرنا ۱۲

قرآن: قرآن سے محرومیت کا سبب ۱۱؛ قرآن کی تلاوت کے آثار ۱۲

کفار: صدر اسلام کے کفار کا باہمی مشورہ کرنا ۵؛ صدر اسلام کے کفار کی اقتصادی معیشت ۸؛ صدر اسلام کے کفار کی خود پسندی ۶؛ صدر اسلام کے کفار کی دنیا طلبی ۶؛ صدر اسلام کے کفار کی رائے ۸، ۹؛ صدر اسلام کے کفار کی معاشرتی معیشت ۸؛ صدر اسلام کے کفار کے ہم نشین لوگ ۶؛ کفار اور الہی آیات ۷؛ کفار اور توحید ۷؛ کفار سے طرز عمل ۷؛ کفار کی اقتصادی معیشت ۷؛ کفار کی معاشرتی معیشت ۷

کفار مکہ: کفار مکہ کی اقتصادی معیشت ۳؛ کفار مکہ کی معاشرتی معیشت ۳
کفر: کفر کے آثار ۲

مادی وسائل: مادی وسائل کا کردار ۱۱

مسلمان: صدر اسلام کے مسلمانوں کی اقتصادی مشکلات ۳، ۹؛ صدر اسلام کے مسلمانوں کی سیاسی مشکلات ۹؛ صدر اسلام کے مسلمانوں کی معاشرتی مشکلات ۳، ۹

آیت ۷۳

﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاً وَرِثًا﴾

اور ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی جماعتوں کو ہلاک کر دیا ہے جو ساز و سامان اور نام و نمود میں ان سے کہیں زیادہ بہتر تھے (۷۳)

۱۔ تاریخ میں ایسے معاشروں کا وجود کہ جو عصر بعثت کے کفار کی نسبت بہترین زندگی کے وسائل اور اقتصادی و معاشرتی مقام کے حامل تھے۔ وکم... من قرن هم احسن اثنا ورء یا

"قرن" سے مراد معاشرہ اور ایک زمانہ کے آپس میں قریب کے لوگ ہیں کہ جو اکٹھے زندگی گزارتے ہوں (مفردات راغب)
"أثنا" سے مراد زندگی کے لوازمات ہیں اور "أحسن أثنا" سے توصیف، اقتصادی بہتری اور ترقی یافتہ و ضعیف کو بتا رہی ہے "رء یا" ایک اسم ہے کہ جو "منظر" اور "مراي" (یعنی نما اور منظر) کے مترادف ہے (لسان العرب) لہذا "أحسن رء یا"

یعنی زیادہ خوشنمایہ لفظ بھی انکی معاشرتی وضعیت کے ارتقاء اور جذاب ہونے سے کنایہ ہے۔

۲۔ پوری تاریخ میں بہت سے معاشرے اور تہذیبیں عصر بعثت کے کفار کی نسبت بہت سے وسائل اور طاقت اور عظیم معیشت و مقام رکھنے کے باوجود ہلاک اور تباہ ہوئے ہیں۔ وکم اهلکنا قبلہم من قرن ہم ا حسن أثاثا

۳۔ اللہ تعالیٰ نے صدر اسلام کے کفار کو تدریجی عذاب سے خبردار کیا ہے۔

وإذا تتلى... قال الذين كفروا... وکم اهلکنا قبلہم من قرن

۴۔ کفار اور قرآنی آیات سے منہ پھرنے والے گزشتہ تباہ و برباد ہونے والوں کے مقدر میں گرفتار اور دنیاوی عذاب میں مبتلا ہونے کے خطرہ میں ہیں۔ وإذا تتلى عليهم ء ایتنا... و لم اهلکنا قبلہم من قرن

۵۔ تاریخی انقلاب اور معاشروں اور تہذیبوں کا تباہ و برباد ہونا، الہی ارادہ سے وابستہ ہے۔ وکم اهلکنا قبلہم من قرن

۶۔ مادی طاقت اور وسائل کی شان و شوکت، زوال اور تباہی کے خطرہ میں ہے۔

وکم اهلکنا قبلہم من قرن ہم ا حسن أثاثا

۷۔ اللہ تعالیٰ کی آیات کا کفر، الہی نعمات اور عطیات کے زوال کا باعث ہے۔ وإذا تتلى عليهم ء ایتنا... وکم اهلکنا قبلہم من قرن

۸۔ دنیا اور اس کے وسائل پر فریفتہ ہونا اور انہیں حقیقی سمجھنا تہذیبوں کی تباہی اور دنیا داروں کی ہلاکت کا باعث ہے۔

أيّ الفريقین خیر مقاماً... وکم اهلکنا علیہم من قرن

۹۔ دنیا اور اسکی ظاہری شان و شوکت سے بہرہ مند ہونا، سعادت مند ہونے کی علامت نہیں ہے۔

أيّ الفريقین خیر مقاماً... کم اهلکنا قبلہم من قرن

قرآن مجید ایسے کفار کے جواب میں کہ جو اپنے مال و متاع کو مسلمانوں پر جتلاتے تھے اور اسے اپنی بڑائی کی علامت سمجھتے تھے معاشروں اور تہذیبوں کی تباہی کی طرف اشارہ کرتا ہے تاکہ دنیا اور اس کے وسائل کے فانی ہونے کو بیان کرتے ہوئے صرف دنیا سے بہرہ مند ہونے کو سعادت مند سمجھنے کے نظریہ کو غلط قرار دے۔

۱۰۔ دنیاوی وسائل کا فنا اور ناپائیدار ہونا تجزیہ و تحلیل میں اس کے اصل اور حقیقی نہ ہونے کی دلیل ہے۔ أيّ الفريقین

خیر مقاماً... وکم اهلکنا قبلہم من قرن مادی فوائد اور دنیاوی عزت و مقام کے فنا ہونے کا بیان بظاہر کفار اور دنیا پرست لوگوں کی اس فکری بنیاد کو خراب کرنا ہے کہ جسکے مطابق وہ دنیا اور اس پر فخر و مباہات کو ہی اصل سمجھتے ہیں۔

۱۱۔ تاریخ کی تمدن یافتہ اور ثروت مند اقوام کی ہلاکت و تباہی کی طرف توجہ، خبردار کرنے اور دنیا پر فریفتہ نہ ہونے کا سبب ہے۔ اَيِّ الْفَرِيقَيْنِ ... وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ

۱۲۔ اقتصادی ترقی اور واضح بڑی طاقتیں (حتیٰ کہ اپنی عظیم ترین صورت میں بھی) معاشرہ کو تباہی سے نجات دینے کی ضمانت فراہم نہیں کرتیں۔ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئًا

۱۳۔ معاشروں اور امتوں کی تاریخ، شناخت اور عبرت کیلئے ایک ماخذ اور سرچشمہ ہے۔ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ

۱۴۔ عن أبي جعفر (ع) قال: الا ثاث المتاع و أمّارثاً فالجمال و المنظر الحسن^(۱)

امام باقر (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: "أثاث" سے مراد، مال و متاع ہے اور "رئاً" سے مراد اچھا ہونا اور خوبصورت منظر ہے۔

اقتصاد: اقتصادی ترقی کے آثار ۱۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار ۵؛ اللہ تعالیٰ کے انذار ۳

تاریخ: تاریخ سے عبرت ۱۳؛ تاریخ کے فوائد ۱۳ تاریخی انقلابات کا سرچشمہ ۵

تجزیہ: تجزیہ کا معیار ۱۰

تہذیب: تہذیب کی تاریخ ۲؛ تہذیب کی تباہی ۲؛ تہذیبوں کی تباہی کا سرچشمہ ۵؛ تہذیبوں کے زوال کا باعث ۸

ثروت مند لوگ: ثروت مند لوگوں کی ہلاکت کا باعث ۸

دنیا طلبی: دنیا طلبی سے مانع ۱۱؛ دنیا طلبی کے آثار ۸

ڈراوا: تدریجی عذاب سے ڈراوا ۳۱

ذکر: گذشتہ اقوام کی ہلاکت کے ذکر کے آثار ۱۱؛ موت کے ذکر کے آثار ۱۱ روایت: ۱۲

سعادت: سعادت کی علامات ۹/ شناخت: شناخت کے ماخذات ۱۳

عبرت: عبرت کے اسباب ۱۳

قدرت:

(۱) تفسیر قمی ج ۲، ص ۵۲، نور الثقلین ج ۳، ص ۳۵۵ ح ۱۴۱۔

دنیا وی قدرت کا فنا ہونا، قدرت کے آثار ۱۲

قرآن: قرآن سے منہ پھیرنے والوں کی ہلاکت کا خطرہ ۳، قرآن سے منہ پھیرنے والوں کے دنیاوی عذاب کا خطرہ ۳
کفار: صدر اسلام کے کفار کو ڈراوا ۳؛ صدر اسلام کے کفار کی قدرت ۲؛ صدر اسلام کے کفار کی اقتصادی معیشت ۱، ۲؛ صدر اسلام کے کفار کی معاشرتی معیشت ۱؛ کفار کی ہلاکت کا خطرہ ۳؛ کفار کے دنیاوی عذاب کا خطرہ ۳
کفر: آیات الہی کے کفر کرنے کے آثار ۷
گذشتہ اقوام: گذشتہ اقوام کا انجام ۳؛ گذشتہ اقوام کی اقتصادی معیشت ۱، ۲؛ گذشتہ اقوام کی خوبصورت طبیعت ۱۳؛ گذشتہ اقوام کی معاشرتی معیشت ۱؛ گذشتہ اقوام کی ہلاکت ۳؛ گذشتہ اقوام کے مادی وسائل ۱۳
مادی وسائل: مادی وسائل کا فنا ہونا ۶؛ مادی وسائل کا کردار ۹؛ مادی وسائل کے فنا ہونے کے آثار ۱۰
معاشرہ: معاشرہ کے معاشرتی اعتبار سے خطرات کی شناخت ۸؛ معاشروں کی ہلاکت کا سرچشمہ ۵
نعمت: نعمت کے سلب ہونے کا سبب ۷
ہلاکت: ہلاکت سے نجات پانے کے اسباب ۱۲

آیت ۷۵

﴿قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَنُ مَدًّا حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُنْدًا﴾

آپ کہہ دیجئے کہ جو شخص گمراہی میں پڑا رہے گا خدا ا سے اورڑھیل دیتا رہے گا یہاں تک کہ یہ وعدہ الہی کو دیکھ لیں۔ یا عذاب کی یاقیامت کی شکل میں۔ پھر انھیں معلوم ہو جائے گا کہ جگہ کے اعتبار سے بدترین اور مددگاروں کے اعتبار سے کمزور ترین کون ہے (۷۵)

۱۔ وادی گمراہی میں رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ کا مہلت دینا اور انکے عذاب میں جلدی نہ کرنا۔

قل من كان في الضلالة فليمدد له الرحمن مدّا

"لیمد" باب "مد" کا فعل امر ہے یعنی ا سے چھوڑ دیا اور مہلت دی ہے (لسان العرب) کہا جاتا ہے کہ یہ معنی دراصل "مد" کے اصلی معنی کا مصداق ہے کہ کسی چیز کو اسکے طول میں کھینچنا ہے مورد بحث آیت میں مراد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار کو اسی دنیا میں مہلت دے رہا ہے اور عذاب کے ذریعہ انھیں ختم نہیں کر رہا ہے۔

۲۔ گمراہوں اور کفار کو مہلت دنیا، الہی سنت ہے۔ من کان فی الضلۃ فلیمدد لہ الرحمن مدّا
کفار کو مہلت دینے کے معاملہ میں فعل "فلیمدد" کا استعمال اس مہلت دینے کے موضوع کے یقینی ہونے اور اسکے سنت
ہونے سے حکایت کر رہا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے پر ضروری کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے۔

۳۔ وادی گمراہی میں غرق لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہلت دینے کی سنت کو بیان کرنا، پیغمبر اکرم (ص) کا وظیفہ
ہے۔ قل من کان فی الضلۃ فلیمدد لہ الرحمن مدّا

فعل "کان" دوام پر دلالت کر رہا ہے اس سے انکی گہری اور پرانی ضلالت سے حکایت ہو رہی ہے۔

۳۔ کفار اور گمراہوں کو مہلت الہی اسکی وسیع رحمت کا ایک جلوہ ہے۔ فلیمدد لہ الرحمن مدّا

۵۔ "رحمان" اللہ تعالیٰ کے اوصاف میں سے ہے۔ فلیمدد لہ الرحمن

۶۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت یہاں تک کہ کفار اور گمراہ لوگوں کو بھی شامل حال ہے۔ فلیمدد لہ الرحمن مدّا

۷۔ گمراہوں کو مہلت دینے اور انہیں دنیاوی عذاب نہ دینے کا مقصد انکی ضلالت و گمراہی کو بڑھانا ہے۔

من کان فی الضلۃ فلیمدد لہ الرحمن مدّا

اس آیت کا بعد والی آیت (کہ جو ہدایت یافتہ لوگوں کیلئے ہے) کہ ساتھ تقابل مندرجہ بالا مطلب کو بیان کر رہا ہے اس آیت
میں ذکر ہوا ہے کہ ہدایت بڑھے گی جبکہ اس آیت میں ذکر ہوا ہے کہ ہم گمراہوں کو مہلت دیتے ہیں ہر آیت کا دوسری آیت
کیلئے قرینہ ہونا سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر دو گروہوں کو فرصت ملے گی تاکہ ہدایت پانے والوں کی ہدایت اور گمراہوں کی
ضلالت بڑھے اس قسم کے بیان کو "فن احتباك" کا نام دیا جاتا ہے۔

۸۔ مؤمنین کے مد مقابل الہی آیات کا انکار کرنا، جاہ و مقام پر فریفتہ ہونا اور اپنے ہم فکر لوگوں سے قلبی لگاؤ رکھنا مکمل
گمراہی کی ایک تصویر ہے۔ قل من کان فی الضلۃ جملہ "من کان فی الضلۃ..." ان کفار کے جواب میں ہے کہ جو الہی آیات
کو سنتے وقت مؤمنین کو کہا کرتے تھے "آئی الفریقین خیر..." اس آیت میں الہی آیات کے منکرین کو اہل ضلالت کے
عنوان سے بتایا گیا ہے۔ اور بعد والی آیت میں آیات الہی پر ایمان لانے والوں کو اہل ہدایت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۹۔ اللہ تعالیٰ بعض گمراہ لوگوں کو دنیاوی عذاب میں مبتلا کرتا ہے جبکہ ان میں سے ایک گروہ کو اخروی عذاب میں مبتلاء

کرے گا۔ حتیٰ إذا راوا ما يوعدون إِمَّا الْعَذَابُ وَإِمَّا السَّاعَةُ "العذاب" سے مراد "الساعة" کے قرینہ کی مدد سے دنیاوی عذاب ہے۔

۱۰۔ دنیا میں الہی عذاب یا موت و قیامت کا آنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے گمراہوں کو دی گئی مہلت کا اختتام ہے۔

حتى إذا راوا ما يوعدون إِمَّا الْعَذَابُ وَإِمَّا السَّاعَةُ

"الساعة" قرآن میں استعمال کے اکثر موارد میں "قیامت" کے معنی میں ہے لیکن چونکہ اس آیت میں مہلت کے اختتام کی بات کی گئی ہے اور مہلت کا اختتام وہی موت ہے لہذا "الساعة" سے مراد قیامت اپنے تمام مقدمات سمیت ہوگی۔

۱۱۔ "الساعة" قیامت کے ناموں میں سے ہے۔ إِمَّا الْعَذَابُ وَإِمَّا السَّاعَةُ

۱۲۔ گمراہوں کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے کئی بار دنیا یا قیامت میں عذاب سے خبردار کیا گیا ہے۔ حتیٰ إذا رأوا ما يوعدون إِمَّا

العَذَابُ وَإِمَّا السَّاعَةَ فعل مضارع "يُوعِدُونَ" استمرار و دوام پر دلالت کر رہا ہے۔

۱۳۔ گمراہ لوگ، دنیا میں ہمیشہ الہی عذاب میں گرفتار ہونے کے خطرہ میں ہیں۔

فليمدد له الرحمن مَدًّا حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ

"إِمَّا الْعَذَابَ" اور "إِمَّا السَّاعَةَ" میں تردید اور "مَدًّا" کا نکرہ آنا اور مہلت کی مقدار کا مبہم رکھنا یہ نتیجہ دیتا ہے کہ گمراہ شخص ہر لمحہ دنیاوی عذاب اور مہلت کے ختم ہونے کا منتظر رہے۔

۱۴۔ کفار کی زندگی میں ثروت، جاہ و مقام، خوشنمائی اور آراستہ ہونا بدرجہ ہے۔

هم أحسن أثراً و رءً ً... فليمدد له الرحمن مَدًّا حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ

"استدراج" یعنی کسی کو آہستہ آہستہ اور آرام کے ساتھ کسی چیز کی طرف لیجانا (لسان العرب) اس آیت میں "مَدًّا" جو مفعول مطلق ہے یہ مہلت دینے کی ایک خاص قسم بیان کر رہا ہے کہ "قرینہ" "حَتَّىٰ إِذَا..." کی بناء پر اس سے مقصود، کفار اور الہی عذاب کے قریب کرنا ہے۔

۱۵۔ دنیاوی عذاب کے مستحق ہونے کے بعد سے تاخیر اللہ تعالیٰ کا گمراہوں کو مہلت دینا ہے۔

من كان في الضلالة فليمدد... حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ

۱۶۔ بعض گمراہوں کا آخرت تک دنیاوی عذاب کا مؤخر ہونا اور انہیں دنیا میں عذاب نہ دیا جانا اللہ تعالیٰ کی انہیں مہلت

ہے۔

فليمدد له الرحمن مدّاً حتّى إذا را وا ما يوعدون إمّا العذاب إمّا الساعة

۱۷۔ گمراہ لوگ، عذاب الہی یا موت کے وقت اپنی بدنہی اور برے مقام سے آگاہی پائیں گے۔ فسیعلمون من ہو شرّ مکان بظاہر عبارت "شرّ مکاناً" عبارت "خیر مقاماً" کے اور عبارت "اضعف جنداً" عبارت "احسن ندیاً" کے مقابلہ (گذشتہ دو آیات میں) میں ہے یعنی وہ لوگ کہ جو خود کو بلند مقام اور زیادہ وسائل اور افراد کے حامل سمجھتے ہیں یا موت و عذاب کے آنے کے وقت خود کو اسکے مقابل نقطہ میں پائیں گے۔

۱۸۔ گمراہ لوگ دنیاوی عذاب کے نازل ہونے یا موت کا وقت آپہنچنے پر اپنے دوستوں کے ضعیف اور عجز کا مشاہدہ کر لیں گئے۔ فسیلمون من ہو ... اضعف جنداً

۱۹۔ دنیاوی وسائل اور اجتماعی مقام اور گروپ بندیوں کا عذاب کے نازل ہونے یا موت اور روز قیامت کے وقت فضول اور بے اثر ہونا۔ فسیعلمون من ہو شرّ مکاناً و اضعف جنداً

۲۰۔ قیامت، حقائق کے ظاہر ہونے کا دن ہے۔ وإمّا الساعة فسیعلمون من ہو شرّ مکاناً و اضعف جنداً

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) اور گمراہ لوگ ۳؛ آنحضرت (ص) کی ذمہ داری ۳

رحمان: ۵: الساعة: ۱۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا خبردار کرنا ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانیاں ۳؛ اللہ تعالیٰ کیستیں ۲؛ اللہ تعالیٰ کی مہلتیں ۱۶، ۱۵، ۱۳، ۱
الہی آیات: الہی آیات کی تکذیب کے آثار ۸

تکبر: تکبر کے آثار ۸

جاہ طلبی: جاہ طلبی کے آثار ۸

دنیا طلبی: دنیا طلبی کے آثار ۸

رحمت: رحمت کے شامل حال ۶

سنن الہی: سنت استدراج ۱۳؛ سنت استدراج کا بیان ۳؛ سنت مہلت ۲؛ سنت مہلت کا بیان ۳

عذاب: اہل عذاب ۹؛ عذاب کی تاخیر کا فلسفہ ۱۵

قیامت: قیامت کی خصوصیات ۲۰؛ قیامت کے برپا ہونے کے آثار ۱۰؛ قیامت کے نام ۱۱؛ قیامت میں

حقائق کا ظاہر ہونا ۲۰؛ قیامت میں روابط کا ٹوٹنا ۱۹؛ قیامت میں مادی وسائل ۱۹؛ قیامت میں معاشرتی معیشت ۱۹
کفار: کفار پر رحمت ۶؛ کفار کو مہلت ۲، ۳؛ کفار کی ثروت ۱۳؛ کفار کی خوبصورت زندگی ۱۳

گمراہ لوگ: گمراہ لوگوں پر رحمت ۶؛ گمراہ لوگوں کا اخروی عذاب ۱۶، ۱۷، ۱۸؛ گمراہ لوگوں کا دنیاوی عذاب ۹، ۱۰، ۱۲؛ گمراہ لوگوں کا عجز ۱۴؛ گمراہ لوگوں کو توجہ دلانا ۱۴؛ گمراہ لوگوں کو توجہ دلانے کے اسباب ۱۸؛ گمراہ لوگوں کو دنیاوی عذاب کا خطرہ ۱۳؛ گمراہ لوگوں کو مہلت دینا ۱۶، ۱۵، ۳، ۲، ۱؛ گمراہ لوگوں کی شقاوت ۱۴؛ گمراہ لوگوں کی موت ۱۰؛ گمراہ لوگوں کی موت کے آثار ۱۸، ۱۰؛ گمراہ لوگوں کی مہلت تمام ہونا ۱۰؛ گمراہ لوگوں کی مہلت کا فلسفہ ۷؛ گمراہ لوگوں کے دنیاوی عذاب سے پرہیز ۱۶؛ گمراہ لوگوں کے عذاب کے آثار ۱۸؛ گمراہ لوگوں کے عذاب کا وقت ۱۶؛ گمراہ لوگوں کے عذاب میں

عجلت سے پرہیز ۱؛ گمراہ لوگوں کے مددگاروں کا ناتواں ہونا ۱۸

گمراہی: گمراہی کی علامات ۸؛ گمراہی کے زیادہ ہونے کا سبب ۷

مادی وسائل: عذاب کے وقت مادی وسائل ۱۹؛ مادی وسائل کا بے اثر ہونا ۱۹؛ موت کے وقت مادی وسائل ۱۹
معاشرتی حیثیت: عذاب کے وقت معاشرتی حیثیت ۱۹؛ معاشرتی حیثیت کا بے اثر ہونا ۱۹؛ موت کے وقت معاشرتی حیثیت ۱۹

نعمت: نعمت استدراجی ۱۳

وابستہ ہونا: اپنے ہم فکر سے وابستہ ہونا ۸

آیت ۷۶

﴿وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَرَدًّا﴾

اور اللہ ہدایت یافتہ افراد کی ہدایت میں اضافہ کر دیتا ہے اور باقی رہنے والی نیکیاں آپ کے پروردگار کے نزدیک ثواب اور بازگشت کے اعتبار سے بہترین اور بلندترین ہیں (۷۶)

۱۔ ہدایت یافتہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ مزید ہدایت کا شامل حال ہونا۔

ويزيد الله الذين اهتدوا هدياً

۲۔ ہدایت ایک کمال پانے اور بڑھنے اور کم ہونے والا سلسلہ ہے۔ ويزيد الله الذين اهتدوا هدياً

۳۔ مؤمنین اور الہی آیات پر ایمان رکھنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی ہدایت کا اہم اور مخصوص ہونا۔
 ویزید اللہ الذین اہتدوا ہدًی "ہدًی" کا نکرہ ہونا اسکی خصوصیت پر دلالت کرتا ہے یعنی ایک ایسی ہدایت کہ جو قابل تعریف نہیں ہے پچھلی آیت کے بعد یہ آیت ان کفار کی باتوں کا جواب ہے کہ جو الہی آیات کو سنتے وقت مؤمنین کو کہا کرتے تھے "ای القریٰ قین خیر... لہذا یہاں "الذین اہتدوا" وہی الذین امنوا... ہیں کہ جنکا پہلے تذکرہ ہوا ہے۔

۳۔ عمل صالح باقی رہ جاتا ہے اور نیک لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسکی جزا پائیں گے۔ والبقیٰ ت الصلحت خیر عند ربک ثواب "خیر" اگرچہ اسم تفضیل ہے لیکن ہمیشہ یہ مفہوم نہیں رکھتا اس کا نقطہ مقابل اصل وصف کا حامل ہے بلکہ اس آیت کے نظائر میں تفضل کا حقیقی معنی موجود نہیں ہے۔ اور "خیر ثواباً" کہنا دراصل دنیا پرست لوگوں کے زعم کے خلاف ہے کہ جو اپنے کاموں کے نتیجہ سے دل لگا چکے ہیں اور اسکا مطلب یہ ہے کہ صرف عمل صالح کے ثواب سے ہی دل لگانا چاہیے۔

۵۔ اچھے کام، اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیم قدر و قیمت کے حامل ہیں۔ والبقیٰ ت الصالحات خیر عند ربک ثواب "عند ربک" کی قید مندرجہ ذیل میں سے ایک معنی بتاتی ہے۔

۱۔ اعمال صالح کا ثواب، اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اسکے عطا ہونے کی ضمانت ہے۔
 ۲۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اور اسکی تعلیمات میں اعمال صالح کا ثواب بہتر ہونا یقینی اور قابل قبول ہے اگرچہ دوسروں کے پاس انکی رائے کے مطابق ایسا نہ ہو۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عمل صالح کے ثواب کی ضمانت۔ والبقیٰ ت الصالحات خیر عند ربک ثواب

۷۔ صرف اچھے کام (باقیات الصالحات) ہی ہمیشہ ثابت اور باقی رہتے ہیں۔ والبقیٰ ت الصالحات خیر عند ربک
 ۱۔ ایسے موارد میں گفتگو کا طریقہ یہ ہے کہ کہا جائے "الصالحات والباقیات" کیونکہ یہ اعمال صالح ہیں جن کی باقی رہنے کے ساتھ توصیف ہوئی ہے یہ تعبیر میں تبدیلی دراصل پچھلی آیات میں مذکور دنیاوی مال و منال کے فناء کے مقابل عمل صالح کی بقاء کو بیان کرنے کیلئے ہے۔

۸۔ اعمال صالح بجالانے کی طرف رخ کرنا اللہ تعالیٰ کی خصوصی ہدایتوں کے حامل ہونے کی نشانی ہے۔

ویزید اللہ الذین اہتدوا ہدًی والبقیٰ ت الصالحات

۹۔ انسان کا کردار خواہ اچھا ہو یا برا باقی رہ جاتا ہے۔ الباقیات الصالحات
اگر "الصالحات" کی قید ایک احترازی قید ہو تو باقیات دو اقسام میں تقسیم ہوتی ہیں "صالحات" اور "غیر صالحات" اس
صورت میں ثواب، بہتر بنفقت "صالحات" کے ساتھ مخصوص ہے۔

۱۰۔ قرآنی خطابات میں اللہ تعالیٰ کی پیغمبر اکرم (ص) پر خصوصی عنایت۔ عند ربك

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، اعمال صالح کی جزا، دینے کا تقاضا کرتی ہے۔ والباقیات الصالحات خیر عند ربك ثواب

۱۲۔ عمل صالح کے انجام دینے کا نتیجہ بہترین عاقبت ہے۔ والباقیات الصالحات... خیر مرد

"مرد" مصدر میمی ہے اور اسکا معنی لوٹانا ہے "خیر مرد" یعنی نیک اعمال انجام اور انسان کے عمل کے حوالے سے کہ جو
اسکی طرف لوٹائے گئے ہیں بہتر ہیں۔

۱۳۔ عمل صالح انجام دینے والوں کے انتظار میں بہترین عاقبت ہے۔ وخیر مرد

"مرداً" ہو سکتا ہے اسم مکان ہو اور "مرجع" کا معنی دیتا ہو "البحر المیسط" اس صورت میں "خیر مرداً" سے مراد، بہترین انجام
ہو گا۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کے فضائل ۱۰

اقدار: ۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی خاص ہدایت ۸، ۳؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۱۱؛ اللہ تعالیٰ ہدایتیں ۱؛ اللہ تعالیٰ کے عطیات ۳

الہی آیات: الہی آیات کے ذریعے مؤمنین کی ہدایت ۳

الہی لطف: الہی لطف کے شامل حال افراد ۱۰

انجام: بہترین انجام ۱۳// جزا: جزا کے اسباب ۱۱// صالحین: صالحین کا اچھا انجام ۱۳؛ صالحین کی جزا ۳

عمل: عمل کی بقاء ۹

عمل صالح: عمل صالح کی اہمیت ۵؛ عمل صالح کی بقائے ۴، ۳؛ عمل صالح کی جزا ۱۱؛ عمل صالح کی جزا کی ضمانت ۶؛ عمل

صالح کے آثار ۱۲، ۸

ہدایت: ہدایت کا زیادہ ہونا ۲؛ ہدایت کی نشانیاں ۸؛ ہدایت کے مراتب ۲، ۳

ہدایت یافتہ: ہدایت یافتہ لوگوں کی ہدایت کا بڑھنا ۱

آیت ۷۷

﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتِيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا﴾

کیا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا ہے جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور یہ کہنے لگا کہ ہمیں قیامت میں بھی مال اور اولاد سے نوازا جائے گا (۷۷)

۱۔ بعض نادان لوگ، الہی آیات کے کفر کو بہت سے مال و اولاد کے حصول کا سبب سمجھتے ہیں۔

کفر بأی تنا وقال لا وتین مالا وولدا

جملہ "قال لا وتین..." کو "کفر بایاتنا" پر موقوف کیا گیا ہے یعنی یہ بات کہنے والا اس گمان سے یہ بات کر رہا ہے کہ اسکا کفر اسکے لیے مال و اولاد کے حصول کا سبب ہے، لہذا اس نے کفر کا انتخاب کیا ہے۔

۲۔ محض کفر کرنے سے مال و اولاد کے حصول کا گمان نہایت غلط اور حیرت انگیز خیال ہے۔

افراءیت الذی کفر بایاتنا وقال

"افرایت" میں ہمزہ حیرت و تعجب اور امر کا معنی دے رہی ہے یعنی یہ بات اتنی حیرت انگیز ہے کہ ضروری ہے کہ ایسے شخص کو آپ دیکھیں اس آیت میں فاء معنوی ترتیب کیلئے ہے یعنی وہ کفار کہ جنکی باتیں گزشتہ آیات میں گزر چکی ہیں انہوں نے یہ باتیں نعمت و آسائش کی حالت میں کہیں تھیں لیکن تعجب ہے اس شخص پر کہ جو مال و فرزند کے حصول کی خاطر ایمان کو چھوڑ کر کافروں کے ساتھ مل جاتا ہے۔

۳۔ زمانہ بعثت کے کفار کی اقتصادی اور معاشی بہتری لوگوں کے ایک گروہ کے کفر کی طرف میلان کا باعث بنی۔

کفر بایاتنا وقال لا وتین مالا وولدا

اس آیت میں پیش ہونے والی فکر اس نظریہ سے پیدا ہوتی ہے پچھلی آیات میں کے "قال الذین کفرا... ای الفریقین خیر مقاما" میں جسکی طرف اشارہ کیا گیا۔

۳۔ کفار کی نگاہوں میں دین، اقتصادی اور عسکری ترقی میں رکاوٹ ہے۔

کفر بایاتنا وقال لا وتین مالا وولدا

(قرآن کے نزول کا زمانہ) میں بہت سی اولاد کیلئے کوشش اقتصادی اور حفاظت کے حوالے سے ضروریات کی بنا پر تھی۔

۵۔ آسائش پسندی اور طاقت کا حصول، مرتد ہونے کے اسباب میں سے ہیں۔ کفر بآیاتنا وقال لا وتین مالاً وولد بظاہر عبارت "کفر بآیاتنا" قرینہ "لا وتین" کی بناء پر چونکہ مستقبل کیلئے ہے۔ کفر کے پیدا ہونے پر دلالت کر رہا ہے نہ کہ کفر کے استمرار پر۔

۶۔ "عن أبي جعفر (ع) في قوله "أفرايت الذي كفر باياتنا وقال لا وتين مالاً وولداً": ... كان لخباب من الارت على العاص بن وائل حق فأتاه يتقاضاه فقال له: العاص ا لستم تزعمون أنّ في الجنة الذهب والفضة والحرير قال: بلى قال: فموعد ما بيني وبينك الجنة فوالله لاؤتين فيها خيراً مما اوتيت في الدنيا^(۱)

امام باقر (ع) سے اللہ تعالیٰ کے کلام "أفرايت الذي كفر باياتنا وقال لاؤتين مالاً وولداً..." کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: خباب بن ارت نامی ایک شخص عاص بن وائل سے اپنا قرض واپس لینے آیا اور اپنا حق طلب کیا تو عاص نے اس سے کہا آیا تم یہ نہیں کہتے کہ جنت میں سونا، چاندی اور ریشم ہے خباب نے جواب دیا کیوں نہیں تو عاص نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا: پس جنت میرے اور تمہارے درمیان وعدہ کی جگہ ہے اللہ تعالیٰ کی قسم جو کچھ دنیا میں مجھے دیا گیا ہے وہاں اس سے بہتر مجھے دیا جائیگا۔

آسائش پسندی: آسائش پسندی کے آثار ۵

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۳

اقتصاد: اقتصادی ترقی میں رکاوٹ ۲

الہی آیات: الہی آیات کی تکذیب کے آثار ۱

ثروت: ثروت کا باعث ۱، ۲ / جنت: جنت کا مذاق اڑانے والے ۶

جہلائی: جہلاء کی رائے / دین: دین کا کردار ۳: دین کے خطرات کو جاننا ۵

رائے: غلط رائے ۲

روایت: ۶

(۱) تفسیر قمی ج ۲، ص ۵۴، نور الثقلین، ج ۳، ص ۳۵۶، ح ۱۴۵۔

عاص بن وائل: عاص بن وائل کا مذاق اڑانا ۶
 فرزند: فرزندوں کے زیادہ ہونے کا باعث ۱، ۲
 قدرت طلب کرنا: قدرت طلب کرنے کے آثار ۵
 کفار: صدر اسلام کے کفار کی اقتصادی ترقی کے آثار ۳؛ کفار کی رائے ۴
 کفر: کفر کا باعث ۳؛ کفر کے آثار ۲
 مرتد: مرتد ہونے کے اسباب ۵

آیت ۷۸

﴿إِطَّلَعَ الْغَيْبُ أَمْ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا﴾

یہ غیبت سے باخبر ہو گیا ہے یا اس نے رحمان سے کوئی معاہدہ کر لیا ہے (۷۸)

۱۔ غیب سے آگاہی یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے عہد و پیمان کا صادر ہونا ایسی راہوں میں سے ہیں کہ جن پر کفر و ایمان کے نتائج اور آثار کا علم موقوف ہے۔ لا وتین... أطلع الغیب أم اتخذ عند الرحمن عہدا

"أطلع" کہ جو اصل میں "أطلع" تھا اسمیں ہمزہ استفہام انکاری ہے اور فعل کا فاعل ضمیر ہے کہ جو پچھلی آیت میں الذی کی طرف لوٹ رہی ہے اس حوالے سے آیت کا مضمون یہ ہے: آیا وہ کافر کہ جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ کفر مال اور اولاد کے حصول کا موجب ہے آیا وہ غیب سے آگاہ ہے یا اس حوالے سے اس نے اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان لیا ہے؟ یہاں عہد سے مراد تحریر یا ایک ایسا بیان ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے صادر ہو۔

۲۔ وہ جو کفر اختیار کرنے کو مال و اولاد کی فراوانی کا باعث سمجھتا ہے اس شخص کی مانند بات کر رہا ہے کہ جو یا غیب سے آگاہ ہے یا اس نے اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان لے رکھا ہے۔ کفر بآیاتنا وقال... أطلع الغیب أم اتخذ عند الرحمن عہدا

۳۔ کفر کو مال و اولاد کے حصول کا سبب جاننا ایک بے اساس بات اور فضول دعویٰ ہے۔

کفر بآیاتنا... أطلع الغیب أم اتخذ عند الرحمن عہدا

۳۔ مال اور اولاد کے عطا ہونے کے اسباب، امور غیبی

میں سے ہیں اور انسانوں کے علم کی حدود سے باہر ہیں۔ اطلع الغیب

۵۔ رحمان (وسیع رحمت) اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات میں سے ہے۔ عند الرحمن

۶۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے وعدوں سے وفا کرنا اسکی رحمانیت کا ایک جلوہ ہے۔ أم اتخذ عند الرحمن عهدا

۷۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت انسانوں کو مال اور اولاد عطا کرنے کی سرچشمہ ہے۔ أم اتخذ عند الرحمن عهدا

۸۔ اللہ تعالیٰ کا عہد کبھی بھی تبدیل نہیں ہو سکتا۔ أم اتخذ عند الرحمن عهدا

۹۔ مال اور اولاد کا عطاء کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ اور اسکی اختیاریں ہے۔ اطلع الغیب أم اتخذ عند الرحمن عهدا

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتحتی کفار کو بھی شامل ہے۔ أم اتخذ عند الرحمن عهدا

کفار کے دعووں کی نفی میں "رحمان" کا نام ذکر ہونا اس نکتہ کو بیان کرنے کیلئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کفار پر فضل بھی اسکی رحمانیت کا ایک جلوہ ہے۔

۱۱۔ کفار کا مال و اولاد بھی الہی عطیہ ہے۔ أم اتخذ عند الرحمن عهدا

اسماء و صفات: رحمان ۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا عہد سے وفا کرنا ۶؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانیاں ۶؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار ۷؛ اللہ تعالیٰ کے عطیات ۹، ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کے عہد کا حتمی ہونا ۸

انسان: انسان کا عجز ۳

اولاد: اولاد کے بڑھنے کا سبب ۲؛ اولاد کے عطا ہونے کا باعث ۳، ۳؛ اولاد کے عطا ہونے کا سرچشمہ ۷، ۹

ایمان: ایمان کے آثار سے آگاہی ۱

ثروت: ثروت کا سبب ۲، ۳، ۳

دعویٰ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ دعویٰ ۲؛ باطل دعویٰ ۳؛ علم غیب کا دعویٰ ۲

رحمت: رحمت کے شامل حال لوگ ۱۰

علم غیب: علم غیب کے آثار ۱

عہد: اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد کے آثار

غیب: غیب کے موارد ۳

کفار: کفار پر رحمت ۱۰؛ کفار کا مال ۱۱؛ کفار کی اولاد کا کردار ۱۱

کفر: کفر کے آثار ۲، ۳؛ کفر کے آثار سے آگاہی ۱

مال: مال کا سرچشمہ ۷، ۹

آیت ۷۹

﴿كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا﴾

ہرگز ایسا نہیں ہے ہم اس کی باتوں کو درج کر رہے ہیں اور اس کے عذاب میں اور بھی اضافہ کر دیں گے (۷۹)
۱۔ وہ لوگ جنہوں نے مال و اولاد تک پہنچنے کیلئے کفر کو وسیلہ اور راستہ قرار دیا ہے انکے پاس اپنی آرزو کو پانے کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ کلا "کلا" حرف ردع ہے اور گزشتہ آیات میں بیان و گمانوں کے بے اساس ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

۲۔ لوگوں کی غلط باتیں اور دعوے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تحریر اور ثبت کیئے جاتے ہیں۔ کلا سنکتب ما یقول
جملہ "سنکتب ما یقول" حرف "سین" (سنکتب میں) کے قرینہ اور "یقول" کے مضارع ہونے سے ان غلط باتوں کے بارے میں ہے جو آئندہ کافر شخص سے ظاہر ہونگی لیکن اسکے سزا کے مستحق ہونے میں آئندہ زمانہ کا دخالت نہ رکھنا یہ سمجھاتا ہے کہ اسکی گزشتہ باتوں کا تحریر ہونا بھی مورد توجہ ہے۔

۳۔ نامہ اعمال میں گناہ، فوری نہیں لکھے جاتے بلکہ دیر سے یہ کام انجام پاتا ہے۔ سنکتب ما یقول
حرف "سین" استقبال کیلئے ہے اور دلالت کر رہا ہے کہ کسی شخص سے ظاہر ہونے والی بات کچھ دیر بعد لکھی جاتی ہے اس تاخیر کی دلیل ممکن ہے اسکی گناہ سے توبہ کا احتمال ہو۔

۳۔ کفر اور ایمان کے بارے میں بے بنیاد باتیں اور دعوے اور اسکے نتائج عقاب اور عذاب کے حامل ہیں۔

سنکتب ما یقول و نمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ

۵۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو مال اور اولاد کے زیادہ ہونے کیلئے کفر کا رخ کرتے ہیں ایک مسلسل اور دائمی کے عذاب میں

بتلاء کرے گا۔ و نمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا

"مدّ" کا حقیقی معنی کسی چیز کو اسکے طول میں کھینچنا اور چیزوں کو لمبا کرنے کیلئے ایک دوسرے سے جوڑنا ہے (تاج العروس) اس معنی کا آیت میں عذاب کا مسلسل جاری رہنا ہے اور اسکا مطلب یہ ہے کہ انکے لیے بغیر وقفہ کے عذاب کو تیار کریں گے تاکہ ہمیشہ وہ عذاب میں رہیں۔

۶۔ لوگوں کا عذاب مکتوب اور لکھی ہوئی اسناد کے ساتھ ثابت شدہ ہے۔ سنکتب ما یقول و نمّد له من العذاب

۷۔ انسان کا اپنی باتوں اور دعوؤں کے مقابل ذمہ دار ہونا۔ کلاً سنکتب ما یقول و نمّد له من العذاب مدّا

باتوں کے یقینی صورت میں لکھے جانے کی خبر (سنکتب) اور اسکے بعد الہی عذاب کی بحث حکایت کر رہی ہے کہ باتوں کا حساب اور ان کا مواخذہ کیا جائیگا گویا کہ انسان انکے مقابل ذمہ دار ہے۔

۸۔ باتوں پر توجہ کرنے اور بغیر دلیل کے نظر دینے سے پرہیز کرنے کی ضرورت۔ سنکتب ما یقول و نمّد له من العذاب بے جادعوؤں کے بارے میں عذاب سے خبر دار کیا جانا، باتوں اور کلام پر ذمہ داری کی دلیل ہے اور انسان پر واجب کرتا ہے کہ وہ اپنی باتوں کا خیال رکھے اور بغیر دلیل کے غلط دعوؤں سے خود کو بچاتا رہے۔

۹۔ دینی معارف کے بارے دعویٰ اور بات اور اسکے مثبت و منفی آثار کی سند علم اور حجت ہونا چاہیے۔

کفر بآیا تنا وقال... سنکتب ما یقول نمّد له من العذاب مدّا

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کفر کے ذریعے مال و اولاد کے حصول کے دعویٰ داروں کو انکے کفر اور جہالت کے عذاب میں باقی رکھے

گا۔ و نمّد له من العذاب مدّا

احتمال ہے کہ یہاں "العذاب" سے مراد گمراہی اور کفر کا عذاب ہو کہ جس میں کافر لوگ بتلاء ہیں گذشتہ آیات میں جملہ "فلیمدد له الرحمان مدّا" کہ گمراہوں کی ضلالت کے ہمیشہ ہونے کے بیان کر رہا ہے یہ بھی اسی مقولہ میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے اوامر ۲

انسان: انسان کی ذمہ داری ۷

بات:

بات کا لکھا جانا ۲؛ بات کی ذمہ داری ۴؛ بات کی روش ۹؛ بات میں دلیل ۹؛ باتوں میں توجہ ۸؛ فضول باتوں سے پرہیز ۸؛ فضول باتوں کی سزا ۳۱
 دعویٰ: فضول دعووں کی سزا ۳۱
 دین: دین کو بیان کرنے کی روش ۹
 عذاب: اہل عذاب ۵؛ عذاب کا قانون کے مطابق ہونا ۶؛ عذاب کے اسباب ۶
 عمل: عمل کے لکھے جانے میں دیر ۳
 کفار: کفار کا عذاب ۴؛ کفار کی آرزو کا فضول ہونا ۱؛ کفار کی جہالت ۱۰؛ کفار کے عذاب میں ہمیشہ رہنا ۵
 نامہ اعمال: ۳ نامہ اعمال کا کردار ۶

آیت ۸۰

﴿نَرْتُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا﴾

اور اسکے مال اولاد کے ہمیں مالک ہوں گے اور یہ تو ہماری بارگاہ میں اکیلا حاضر ہوگا (۸۰)

۱۔ اللہ تعالیٰ اموال اور اولاد کا آخری مالک ہے۔ قال لا وتین... ونرتہ ما یقول
 پچھلی آیت کے قرینہ سے "ما یقول" سے مراد مال اور اولاد ہے کہ کافر کفر کرتے ہوئے انکے حصول کی امید میں تھا (لا وتین
 مالا و ولداً)

۲۔ قیامت سب کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا دن ہے۔ ویا تین

۳۔ قیامت کے میدان میں کفار بغیر کسی ہمراہی کے تنہا اور بے کس حاضر ہونگے۔ نرتہ ما یقول ویا تینا فردا

۳۔ کفار کے مادی وسائل، مال اور اولاد انہیں روز قیامت فقراور تنہائی سے نجات نہیں دیں گے۔ ونرتہ ما یقول ویا تینا
 فردا

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی مالکیت ۱؛ اللہ تعالیٰ کی وراثت ۱؛ اللہ تعالیٰ کے حضور ۲

قیامت: قیامت کی خصوصیات ۲؛ قیامت میں تنہائی ۳، ۳؛ قیامت میں مادی وسائل کا بے اثر ہونا ۳

کفار: کفار کا آخرت میں تنہا ہونا ۳، ۳؛ کفار کا آخرت میں یار و مددگار کے بغیر ہونا ۳؛ کفار کی اولاد کا کردار ۳؛ کفار کے مادی وسائل کا بے اثر ہونا ۳

آیت ۸۱

﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا﴾

اور ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر دوسرے خدا اختیار کر لئے ہیں تاکہ وہ ان کے لئے باعث عزت نہیں (۸۱)

۱۔ زمانہ بعثت کے مشرکین بہت سے خداؤں کو بعنوان "الہ" پوجتے تھے۔ واتخذوا من دون الله ءالہۃ
۲۔ زمانہ بعثت کے مشرکین اپنی عزت اور حیثیت کو اپنے بنائے ہوئے معبودوں کی پرستش میں جانتے تھے۔
لیکونوا لهم عِزًّا

۳۔ مشرکین کی اپنے خداؤں کی پرستش کا سبب، عزت اور حیثیت کا حصول ہے۔ واتخذوا... لیکونوا لهم عِزًّا
"عِزًّا" مصدر ہے اور اسکا مفرد اور جمع کی توصیف میں استعمال ہونا ممکن ہے اس آیت میں مذکورہ لفظ یا اسم فاعل
"معزین" کے معنی خداؤں کی پرستش اس عنوان سے ہو کہ وہ عزت بخشتے ہیں) یا اس سے مراد مبالغہ ہے (یعنی مشرکین
کا عقیدہ ہے کہ انکے مبعود مجسم عزت ہیں انکے ساتھ رابطہ عزت کے حصول کا ذریعہ ہے)

۴۔ اللہ تعالیٰ واحد کی عبادت اور اطاعت فقط عزت و سعادت کی راہ ہے۔ واتخذوا من دون الله... لهم عِزًّا
۵۔ مشرک لوگ، عزت اور سعادت کو مال اور اولاد کے حصول اور انکے اضافہ میں دیکھتے تھے۔ قال لا وتین... واتخذوا
... لیکونوا لهم عِزًّا گذشتہ آیات میں کفر کی طرف بڑھنے کا سبب مال و اولاد سے محبت بیان ہوا اور اس آیت میں عزت
کی چاہت کا ذکر ہوا ہے ان دو تعبیروں کا نتیجہ یہ ہے کہ مشرکین، مال اور اولاد کو عزت کا سرچشمہ سمجھتے تھے اور غیر خدا کی
پرستش کو ان تک پہنچنے کا راستہ جانتے تھے۔

اطاعت: اللہ کی اطاعت کے آثار ۳

اولاد:

اولاد کے زیادہ ہونے سے عزت کا حصول ۵

بت پرستی: بت پرستی میں عزت کا حصول ۳

بعثت سے ملی ہوئی: بعثت سے ملی ہوئی تاریخ ۱

سعادت: سعادت کے اسباب ۳

عبادت: اللہ کی عبادت کے آثار ۳

مال: مال سے عزت کا حصول ۵

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین اور عزت ۲؛ صدر اسلام کے مشرکین کی بت پرستی ۱؛ صدر اسلام کے مشرکین کی بت پرستی کا فلسفہ ۲؛ صدر اسلام کے مشرکین کی جن پرستی ۳؛ صدر اسلام کے مشرکین کی رائے ۲؛ صدر اسلام کے مشرکین کے باطل مبعودوں کا زیادہ ہونا ۱؛ مشرکین کی بت پرستی کا سبب ۳؛ مشرکین کی فکر ۵؛ مشرکین کی ملائکہ پرستی کا سبب ۳

آیت ۸۲

﴿كَأَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا﴾

ہرگز نہیں عنقریب یہ مبعود خود ہی ان کی عبادت سے انکار کر دیں گے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے (۸۲)

۱۔ غیر خدا کی پرستش کبھی بھی عزت کا باعث نہیں ہے۔ لیکونوا لہم عِزًّا۔ کل

لفظ "کَلَّا" مشرکین کے اس گمان کا انکار ہے کہ وہ مبعودوں کی پرستش کو اپنی عزت کا باعث سمجھتے تھے۔

۲۔ روز قیامت، مشرکین کے مبعود مشرکین کی عبادتوں کے باطل اور فضول ہونے کو برملا اور اس سے اظہار برائت کریں

گے۔ سیکفرون بعبادتهم ویكونون علیہم ضدًا

آیت میں موجود ضمیروں کے بارے میں احتمالات ذکر ہوئے ہیں کہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ "یکفرون" اور "یکونون" کی ضمیر "الہ" کی طرف لوٹ رہی ہے اور "عبادتهم" اور "علیہم" کی ضمیر، مشرکین کی طرف لوٹ رہی ہے مندرجہ بالا مطلب اسی اساس پر ہے۔ کہا گیا ہے کہ "کفر" مختلف معانی مثلاً انکار اور برائت وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے (لسان العرب) اس آیت میں بھی "ویکونون علیہم ضدًا" کے قرینہ سے برائت کرنے اور ذمہ دار نہ ہونے کے معنی میں ہے۔

۳۔ روز قیامت، مشرکین کے معبود اپنی پوجا کرنے والوں کی مخالفت اور دشمنی کریں گے۔ ویکونون علیہم ضدا

۳۔ روز قیامت مشرکین کے معبود مشرکین کی ذلت و خواری کا باعث بنیں گے۔ عزا... ویکونون علیہم ضدا

۵۔ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کی پرستش روز قیامت ذلت و خواری کا باعث ہے۔

من دون الله ءالهة ليكونوا لهم عزا... ویکونون علیہم ضدا

۶۔ قیامت، مشرکین اور ان کے معبودوں کو حاضر اور انکا حساب لینے کا دن ہے۔ سیکفرون بعبادتم ویکونون علیہم ضدا

۷۔ روز قیامت حقائق کے ظہور، شرک کے باطل ہونے اور مشرکین کے بنائے ہوئے معبودوں کا انہیں عزت بخشنے سے

عاجز ہونے کا دن ہے۔ سیکفرون بعبادتم لیكونوا لهم عزا

۸۔ روز قیامت، مشرکین جعلی معبودوں کی پرستش اور بندگی کا انکار کریں گے اور ان سے مخالفت اور دشمنی کا اظہار کریں

گے۔ سیکفرون بعبادتم ویکونون علیہم ضدا

مندرجہ بالا مطلب میں "یکفرون" اور "یکونون" کی ضمیر کا مرجع مشرکین اور "عبادتم" اور "علیہم" کی ضمیر کا مرجع "الہتہ" جانا گیا

ہے اور کفر کا معنی بھی انکار لیا گیا ہے۔

۹۔ قرآن نے پہلے سے ہی مشرکین کے جلد ہی ذلیل و رسوا ہونے، انکی عزت و ثروت تک پہنچنے کی آرزو میں شکست اور

انکی اپنے خیالی معبودوں سے دشمنی کی خبر دی ہے۔ سیکفرون بعبادتم ویکونون علیہم ضدا

یہ کہ کوئی یقینی قرینہ موجود نہیں ہے کہ یہ آیت مشرکین کی روز قیامت حالت پر دلالت کر رہی ہے۔ لہذا یہ احتمال بعید نہیں

ہے کہ آیت کی مراد مشرکین مکہ کے آئندہ قریب کے حالات کی خبر ہو کہ جب وہ شرک اور بت پرستی سے رخ موڑ لیں گے

اس مطلب میں "سیکفرون اور یکونون" کی فاعلی ضمیر مشرکین کی طرف لوٹ رہی ہے۔

۱۰۔ عن أبي عبد الله (ع) فی قوله: "... کلاً سیکفرون بعبادتم ویکونون علیہم ضدا" يوم القيامة... ثم قال :

ليست العبادة هي السجود ولا الركوع وإنما هي طاعة الرجال من ا طاع مخلوقاً في معصية الخالق فقد عبده^(۱)

(۱) تفسیر قمی ج ۲، ص ۵۵، نور الثقلین ج ۳، ص ۳۵۷، ح ۱۴۶۔

امام صادق (ع) سے الہی کلام... کلاً سیکفرون بعبادتهم و یکونون علیہم ضداً" کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) فرمایا: یہ مخالفت روز قیامت ہے پھر امام (ع) فرماتے ہیں یہاں عبادت رکوع و سجد نہیں ہے بلکہ مراد لوگوں کی اطاعت ہے جس نے بھی کسی مخلوق کی خالق کی معصیت میں اطاعت کی ہو گویا اس نے اسکی عبادت کی ہے۔

باطل معبود: باطل معبود روز قیامت میں ۳؛ باطل معبود سے بیزاری ۲؛ باطل معبودوں سے دشمنی ۹؛ باطل معبودوں کا عجز ۷؛ باطل معبودوں کا کردار ۳؛ باطل معبودوں کی اخروی دشمنی ۲؛ باطل معبودوں کے اخروی جھٹلانے والے ۸؛ باطل معبودوں کے اخروی دشمن ۸

بیزاری: مشرکین سے بیزاری ۲

ذلت: اخروی ذلت کے اسباب ۵

روایت: ۱۰

شرک: شرک کا بطلان ۷

عبادت: عبادت سے مراد ۱۰؛ غیر خدا کی عبادت کے آثار ۵، ۱

عزت: عزت کے اسباب ۱

قرآن مجید: قرآن مجید کی پیش گوئی ۹

قیامت: قیامت کی خصوصیات ۱۰، ۷؛ قیامت میں حقائق کا ظہور ۷، ۲

مشرکین: قیامت میں مشرکین ۸؛ قیامت میں مشرکین کا حاضر کیا جانا ۶؛ قیامت میں مشرکین کے معبودوں کا حاضر کیا جانا

۶؛ مشرکین کا اخروی حساب و کتاب ۶؛ مشرکین کی اخروی ذلت کے اسباب ۳؛ مشرکین کی دشمنی ۸؛ مشرکین کی ذلت ۹؛

مشرکین کی عبادات کا فضول ہونا ۲؛ مشرکین کے اخروی دشمن ۳؛ مشرکین کے باطل معبود ۲؛ مشرکین کے معبودوں کا

اخروی حساب و کتاب ۶

آیت ۸۳

﴿لَمْ تَرَ أَنَا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤْزُهُمْ أَزًّا﴾

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیاطین کو کافروں پر مسلط کر دیا ہے اور وہ ان کے بہکاتے رہتے ہیں (۸۳)

۱۔ کفار، شیاطین کے وسوسوں اور اس کے چنگل میں گرفتار ہیں۔ اُرسَلنا الشیاطین علی الکفرین تَؤْزُهُمْ "اَزَّ" کا معنی ابھارنا ہے اور "تَؤْزُهُمْ" شیاطین کفار کو زیادہ گمراہی اور انحراف کی طرف ابھارتے اور برا نگیختہ کرتے ہیں۔

۲۔ کفار کو وسوسہ ڈالنے اور ابھارنے کیلئے شیاطین کا بھیجا جانا، پیغمبر اکرم (ص) کی نگاہ سے مخفی نہیں ہے۔
الم تر انا اُرسَلنا الشیاطین

۳۔ شیاطین، لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے وسوسہ ڈالنے اور ابھارنے والی مخلوقات ہیں۔ اُرسَلنا الشیاطین علی الکفرین تَؤْزُهُمْ

۳۔ شیاطین الہی حاکمیت اور تسلط کے تحت ہیں۔ الم تر انا اُرسَلنا الشیاطین

"اَنَا اُرسَلنا" میں "نا" کی ضمیر اس نکتہ کو بیان کر رہی ہے کہ یہ تصور نہ ہو کہ شیاطین کا کام الہی پروردگار اور نظام سے باہر ہے بلکہ انکے تمام کام الہی مشیت کی حدود کے اندر انجام پاتے ہیں۔

۵۔ شیاطین کے وسوسے اور ابھارنے والی تلقین، الہی ارادہ سے وابستہ ہے۔ الم تر انا اُرسَلنا الشیاطین علی الکفرین تَؤْزُهُمْ

۶۔ کفر کرنا شیطان کے انسان پر تسلط اور اس کے وسوسہ ڈالنے کی راہ ہموار کرتا ہے۔ اُرسَلنا الشیاطین علی الکفرین تَؤْزُهُمْ

"علی الکفرین" کی تعبیر بتا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ، کفار کے کفر کرنے کے بعد شیاطین کو گمراہ کرنے کی ذمہ داری دیتا ہے دراصل شیاطین کو کفر کے نتیجہ میں بھیجا جاتا ہے۔

۷۔ شرک، اللہ تعالیٰ کا کفر ہے۔ واتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ ءَالِهَةً... علی الکفرین

۸۔ کفار کا شیطانی وسوسوں اور انگیزوں میں گرفتار ہونا "عذاب تدریجی" اور انہیں کفر اور گمراہی میں چھوڑے جانے کا ایک جلوہ ہے۔ الرحمن مدّاً ۱۰۰ لم تر أنّا أرسلنا الشیاطین

یہ آیت اس آیت "من کان فی الضلالۃ فلیمد له الرحمن مدّاً" کہ جو سنت "امہال" کو بیان کر رہی ہے اس سے ربط رکھتی ہے اور اس طرح سنت "فلیمد... مدّاً" کے جاری ہونے پر ایک اور گواہ ہے جو وہی "امہال" اور "استدراج" ہے۔

۹۔ کفار کا شیاطین کی طرف سے ابھارا جانا اور انکی بڑھتی ہوئی گمراہی اس بات کی واضح نشانی ہے کہ انکے معبود انکے لیے مفید نہیں ہیں اور وہ اپنے پوجنے والوں کے مخالف ہیں۔ ویکونون علیہم ضدّاً ۱ لم تر أنّا أرسلنا الشیاطین
"الم تر" میں استفہام گذشتہ آیت کے مضمون کیلئے گواہ اور تائید ہے اور گواہ کے ہونے پر دلالت کر رہی ہے اس طرح کہ اسکو نہ دیکھنا اور توجہ نہ کرنا حیرت انگیز ہے۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کی گواہی ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ۳; اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار ۵

باطل معبود: باطل معبودوں کی دشمنی ۹; باطل معبودوں کے فضول ہونے کی نشانیاں ۹

شرک: شرک کی حقیقت ۷

شیاطین: شیاطین کا ابھارنا ۹; شیاطین کا حاکم ہونا ۳; شیاطین کا گمراہ کرنا ۹، ۳; شیاطین کے ابھارنے کا سرچشمہ ۵; شیاطین کے جال ۱; شیاطین کے وسوسے ۱، ۲، ۳; شیاطین کے وسوسوں کا سرچشمہ ۵

شیطان: شیطان کے ابھارنے کا سبب ۸; شیطان کے تسلط کا سبب ۶; شیطان کے وسوسوں کا سبب ۸، ۶

کفار: کفار کا ابھارا جانا ۹; کفار کا وسوسہ ۱; کفار کو مہلت ۸; کفار کی گمراہی ۹; کفار کی گمراہی کے آثار ۸; کفار کے ابھارے جانے پر گواہ ۲

کفر: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ۷; کفر کے آثار ۶، ۸; کفر کے موارد ۷

گمراہی: گمراہی کے اسباب ۳

﴿فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَذَابًا﴾

آپ ان کے بارے میں عذاب کی جلدی نہ کریں ہم ان کے دن خود ہی شمار کر رہے ہیں (۸۳)

۱۔ مشرکین کا اپنے شرک پر اصرار، باعث بنا کہ پیغمبر اکرم (ص) انکے لیے جلد عذاب کی درخواست کی تیاری کریں۔
فلا تعجل علیہم إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَذَابًا

۲۔ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر اکرم (ص) کو ہٹ دھرم کفار کے عذاب کیلئے جلدی نہ کرنے کی نصیحت کرنا۔ فلا تعجل علیہم

۳۔ شیطانی وسوسوں کا مشرکین پر بڑھتا ہوا اثر اور الہی مہلتوں کی بناء پر انکی زیادہ ہوتی ہوئی گمراہی، اللہ تعالیٰ کا انکے عذاب میں جلدی نہ کرنے کی وجہ نہیں ہے۔ فلا تعجل علیہم

گذشتہ آیات مثلاً "فلیمدد له الرحمن مدداً" اور "تؤرهم اذا" میں فاء کے ذریعے "لا تعجل" کی تفریع ہوئی ہے یعنی اب جو عذاب میں دیر مشرکین کی گمراہی اور شیطانی فریب کے بڑھنے کا باعث بنی ہے تو عذاب کی تعجیل میں کیا ضرورت ہے؟ جملہ "انما... نیز" فلا تعجل علیہم... کیلئے علت سے ہے اسی نکتہ پر تاکید کر رہا ہے کیونکہ مشرکین کے عذاب پر دلائل کے بڑھنے پر دلالت کر رہا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ، پیغمبر اکرم (ص) کی مشرکین کے عذاب کے بارے میں درخواست قبول کرے گا۔ فلا تعجل علیہم
اگر پیغمبر اکرم (ص) کی عجلت کا یقینی اثر نہ ہوتا تو اس سے اللہ تعالیٰ منع نہ کرتا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے عصر بعثت کے ہٹ دھرم کفار کو مناسب زمانہ میں دنیاوی عذاب سے خبردار کیا ہے۔
فلا تعجل علیہم إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَذَابًا

عبارت "انما نعدہم عذاباً" علت کے مفہوم کی حامل ہے یعنی ہدف اعداد کا آگے بڑھنا ہے اور ایک دن گنتی اپنے مطلوبہ نقطہ تک پہنچ جائیگی اور اسکے بعد عذاب یقینی ہوگا۔

۶۔ مشرکین کو اللہ تعالیٰ کی مہلت اگرچہ طویل ہی کیوں نہ ہو معمولی اور ناچیز سی مہلت ہے۔ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَذَابًا

فعل "نعدّ" (ہم گن رہے ہیں) قلت کے معنی کا حامل ہے کیونکہ عام طور پر قلیل سسی چیز گننے کے قابل ہوتی ہے گزشتہ آیات میں جملہ "فلیمد دلہ الرحمن مدّاً" کہ جو مدت کے طویل ہونے پر دلالت کر رہا ہے اسکے بعد یہ عبارت دنیا کی آخرت اور انسان کے انجام سے مقائسہ کرتے ہوئے انسان کی ساری عمر کے کم ہونے سے حکایت کر رہی ہے۔

۷۔ انسان کے غلط اعمال لکھے جاتے ہیں اور انکی تعداد محفوظ رکھی جاتی ہے۔ اِنَّمَا نَعَدُّ لَہُمْ عَدًّا "نعدّ" (ہم گنتے ہیں) کا مفعول محذوف ہے بعض اسے عمر کے لمحات جانتے ہیں اور ایک گروہ کے مطابق اس سے مراد ان اعمال کا شمار کرنا ہے کہ جو کفار کے مہلت پانے کی وجہ سے ان سے ظاہر ہوتے ہیں اور انکی برائیوں میں اضافہ ہوتے ہیں مندرجہ بالا مطلب اسی بناء پر ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کفار اور مشرکین کے کردار پر مشتمل اعمال نامہ کو عمیق انداز سے محاسبہ کرے گا۔ اِنَّمَا نَعَدُّ لَہُمْ عَدًّا
۹۔ عن عبد اللہ الاعلیٰ قال: قلت لا بی عبد اللہ (ع) قول اللہ عزّوجل "اِنَّمَا نَعَدُّ لَہُمْ عَدًّا" قال: ما هو عندک قلت: عدد الا یام قال: ... لا ولکنّہ عدد الانفاس^(۱)

عبد الاعلیٰ سے روایت ہوئی ہے کہ میں نے امام صادق (ع) کی خدمت میں عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے کلام "اِنَّمَا نَعَدُّ لَہُمْ عَدًّا" سے مراد کیا ہے؟ فرمایا تم کیا معنی کرتے ہو؟ میں نے عرض کی اس سے مراد دنوں کی تعداد ہے فرمایا: ایسا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد سانسوں کی تعداد ہے۔

آنحضرت (ص): آنحضرت (ص) کو نصیحت ۲: آنحضرت (ص) کی دعا کا قبول ہونا ۳
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا حساب لینا ۸: اللہ تعالیٰ کی مہلتیں ۶: اللہ تعالیٰ کی مہلتوں کے آثار ۳: اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں ۲: اللہ تعالیٰ کے ڈراوے ۵

ڈراوا: دنیاوی عذاب سے ڈرانا ۵ // روایت ۹: سانس: سانسوں کی تعداد شمار کی جانا ۹

شرک: شرک پر اصرار کے آثار ۱ // شیطان: شیطان کے وسوسوں کے آثار ۳

عمل: ناپسندیدہ عمل کا لکھا جانا ۷

کفار: صدر اسلام کے کفار کو ڈراوا ۵: کفار کا حساب لیا

(۱) اصول کافی، ج ۳، ص ۲۵۹، ح ۳۳، نور الثقلین ج ۳، ص ۳۵۷، ح ۱۴۸۔

جانا ۸؛ کفار کا نامہ عمل ۸؛ کفار کی خواہشات ۱؛ کفار کے عذاب میں عجلت ۱؛ کفار کے عذاب میں عجلت سے پرہیز ۲
 مشرکین: مشرکین کا حساب لیا جانا ۸؛ مشرکین کا عذاب یقینی ہونا ۳؛ مشرکین کا نامہ عمل ۸؛ مشرکین کو کچھ مہلت دی جانا ۶؛
 مشرکین کو مہلت دینے کے دلائل ۳؛ مشرکین کی گمراہی کا زیادہ ہونا ۳؛ مشرکین کے عذاب میں عجلت سے پرہیز کرنا ۳

آیت ۸۵

﴿يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفْدًا﴾

قیامت کے دن ہم صاحبان تقویٰ کو رحمان کی بارگاہ میں مہمانوں کی طرح جمع کریں گے (۸۵)
 ۱۔ روز قیامت، متقی لوگ تکریم و جلالت کے ساتھ خدائے رحمان کی بارگاہ میں حاضر ہونگے۔

یوم نحشر المتقين إلى الرحمن وفد "وفد" جمع یا اسم جمع ہے یہ ایسی ہیئت یا گروہوں کو کہتے ہیں کہ جو ملاقات یا مدد لینے کیلئے حاکموں کے پاس جاتے ہیں (لسان العرب) روز قیامت متقین کی "وفد" کے ساتھ توصیف انکے حاضر ہوتے وقت خاص احترام اور مقام سے حکایت کر رہی ہے کہ روز قیامت جسکے وہ حامل ہونگے یہ لفظ ممکن ہے کہ مصدر اور متقین کے محشور ہونے کی نوعیت کو بیان کر رہا ہو۔

۲۔ روز قیامت، متقین ایک خاص منزلت اور امتیاز کے حامل ہونگے۔ یوم نحشر المتقين إلى الرحمن وفدا

۳۔ خدائے رحمان، روز قیامت متقی لوگوں (موحدین) کا میزبان ہوگا۔ یوم نحشر المتقين إلى الرحمن وفدا

"وفداً" خواہ مصدر ہو اور محشور ہونے کی نوعیت بیان کرنے والا ہو یا خواہ "وافدین" کے معنی میں ہو بہر صورت متقین کے مہمان ہونے پر دلالت کر رہا ہے اس فرق کے ساتھ کہ دوسری صورت میں یہ بتاتا ہے کہ وہ روز قیامت فردی صورت میں حاضر نہیں ہونگے بلکہ گروہی صورت میں آئیں گے تو اس صورت میں ضروری ہے کہ "وفداً" حال مقرر ہے یعنی انکا گروہی صورت میں ہونا تمام افراد کے محشور ہونے کے بعد ہے کیونکہ بعد والی آیات انکے فردی صورت میں محشور ہونے پر صراحت سے دلالت کر رہی ہیں۔

۳۔ شرک اور باطل معبودوں کی پرستش سے پرہیز تقویٰ کا ایک مکمل جلوہ ہے۔ واتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ ءَالِهَةً... یومِ نَحْشَرِ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ چونکہ گذشتہ آیات میں موضوع بحث شرک اور مختلف معبودوں کی عبادت تھا تو اس مناسبت کا تقاضا یہی ہے کہ اس آیت میں متقین سے مراد وہ لوگ ہوں کہ جو شرک اور باطل معبودوں کی پرستش سے پرہیز کرتے ہوں۔

۵۔ قیامت، انسان کے محسوس اور جمع ہونے کا دن ہے۔ یومِ نَحْشَرِ "حشر" یعنی اس انداز سے جمع کرنا کہ جس کے ساتھ دھکیلنا بھی ہو۔ (مقایس الغتہ)

۶۔ تقویٰ (عقیدہ اور عبادت میں شرک سے پرہیز) انسان کو اللہ تعالیٰ سے نزدیک کرنے اور اسکی وسیع رحمت سے بہرہ مند ہونے سبب ہے۔ یومِ نَحْشَرِ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ

۷۔ روز قیامت، متقی لوگوں کو خصوصی احترام و اکرام کے ساتھ اٹھانا، اللہ تعالیٰ کی رحمانیت اور اسکی عزت عطا کرنے کا ایک جلوہ ہے۔ واتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ ءَالِهَةً لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا... یومِ نَحْشَرِ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفْدًا

۸۔ رحمن، اللہ تعالیٰ کے اوصاف میں سے ہے۔ نَحْشَرِ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ

۹۔ "عن أبي عبد الله (ع) قال: قال رسول الله (ص) عن تفسير قوله "يوم نَحْشَرِ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفْدًا" فقال: يا علي إنَّ الوفد لا يكون إلاَّ ركبا ناً^(۱)

امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: حضرت علی (ع) نے رسول اکرم (ص) سے اس آیت "یومِ نَحْشَرِ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفْدًا" کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا تو حضرت نے فرمایا: اے علی بلاشبہ وفد سوائے سواری پر سوار لوگوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہیں۔

اسماء و صفات: رحمان ۸ // اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کی نشانیاں ۷؛ اللہ تعالیٰ کی عزت بخشنے کی نشانیاں ۷؛ اللہ تعالیٰ کی میزبانی ۳ // انسان: انسانوں کا محسوس ہونا ۵ // باطل معبود: باطل معبودوں سے پرہیز ۳

تقرب: تقرب کے اسباب ۶ // تقویٰ: تقویٰ کی نشانیاں ۳؛ تقویٰ کے آثار ۶

رحمت: رحمت کا باعث ۶

شرک: شرک سے پرہیز ۲؛ عبادت میں شرک سے پرہیز کے آثار ۶

قیامت: قیامت کی خصوصیات ۵؛ قیامت میں اجتماع ۵

متقین: روز قیامت متقین ۱، ۲، ۳، ۴؛ روز قیامت میں متقین کی سواری ۹؛ متقین کا اخروی احترام ۴؛ متقین کا محشور ہونا ۱، ۴؛ متقین کا میزبان ۳؛ متقین کی اخروی عزت ۴؛ متقین کی تعظیم ۱؛ متقین کے فضائل ۱، ۲؛ متقین کے محشور ہونے کی

خصوصیات ۹

موحدین: روز قیامت موحدین ۳؛ موحدین کا میزبان ۳

آیت ۸۶

﴿وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وَرِثًا﴾

اور مجرمین کو جہنم کی طرف پیاسے جانوروں کی طرح ڈھکیل دیں گے (۸۶)

۱۔ مشرک گناہ گاروں کو روز قیامت پیاس کی حالت میں جہنم کی طرف ڈھکیل دیا جائیگا۔ ونسوق المجرمین إلى جہنم وردا "ورد" کے بتائے گئے معانی میں سے ایک پیاس ہے (لسان العرب) اس آیت میں "ورداً" مشتق کی طرف تاویل ہوتے ہوئے "مجرمین" کیلئے حال ہے یعنی مجرمین کو پیاس کی حالت میں جہنم کی طرف ڈھکیل دیں گے۔ بعض اہل لغت و تفسیر نے "ورد" سے مراد ایسے گروہ کو قرار دیا ہے کہ جو پانی کے کنارے جارہے ہیں اور اس سے انکی پیاس سے کنایہ لیا گیا ہے

۲۔ روز قیامت مجرمین کا جہنم کی طرف ڈھکیلنے کو وقت ذلیل و خوار ہونا۔ ونسوق المجرمین إلى جہنم وردا

اس آیت میں "نسوق" اور "ورداً" دراصل گزشتہ آیت میں "نخشر" اور "وفداً" کے مد مقابل ہے اس آیت میں مذکور تعبیرات، احترام و جلالت سے حکایت کر رہیں جبکہ اس آیت میں (اسکے مد مقابل قرینہ اور مجرمین کی پیاس کی حالت اور تعبیر "نسوق") انکی روز قیامت ذلت و رسوائی سے حکایت کر رہی ہیں۔

۳۔ جہنم کی طرف ذلیل انداز سے مشرکین کو ڈھکیلنا شرک کے بے ثمر اور انکے معبودوں کا انکے منافی ہونے کا ایک نمونہ ہے۔ و یكونون علیہم ضداً... یوم نخشر... و نسوق المجرمین

گزشتہ آیات میں مشرکوں کی شرک آلودہ عبادتوں کے بے ثمر ہونے اور انکے انجام پر اسکے منفی اثرات کے حوالے سے

گفتگو تھی اس آیت میں بھی اسی معنی کا ایک مصداق بیان کیا گیا ہے خصوصاً اگر "یوم نحشر" میں یوم "یکونون" کے متعلق ہو۔

۳۔ روز قیامت مجرمین اور متقین کی وضعیت میں فرق ظاہر ہونے کا دن ہے۔ یوم نحشر و نسوق المجرمین إلی جہنم وردا

۵۔ شرک، جرم اور مشرک مجرم اور گناہ گار ہیں۔ واتخذ و امن دون الله ء الهة ... و نسوق المجرمین إلی جہنم چونکہ گذشتہ آیات شرک کے بارے میں تھیں انکی مناسبت یہ تقاضا کرتی ہے کہ مجرمین سے مراد مشرکین ہوں "یوم نحشر" میں لفظ "یوم" کا گذشتہ آیات میں کسی ایک فعل "سیکفرون" یا "یکونون" سے تعلق آیات میں اس ربط کو بیان کرنے کی سب سے بڑی وجہ ہے۔

۶۔ شرک کرنا اور باطل معبودوں کی عبادت ایک بہت بڑا گناہ اور جہنمی ہونے کا سبب ہے۔ و نسوق المجرمین إلی جہنم ۷۔ متقی لوگ روز قیامت سواروں کی حالت میں حاضر اور گناہ کار لوگوں پیادہ صورت میں جہنم کی طرف دھکیلے جائیں گئے۔ نحشر المتقین ... وفداً و نسوق المجرمین ... وردا

بعض اہل لغت "وفدا" سے مراد احترام و اکرام والے سوار اور "ورداً" سے مراد پیا سے پیدل چلنے والے کا معنی کرتے ہیں (لسان العرب) باطل معبود: باطل معبودوں کی دشمنی ۳

بت پرستی: بت پرستی کے بے ثمر ہونے کی نشانیاں ۳

جہنم: جہنم کے اسباب ۶

شرک: شرک کا گناہ ہونا ۶، ۵؛ شرک کے آثار ۶

قیامت: قیامت کی خصوصیات ۳؛ قیامت میں حقائق کا ظہور ۳ گناہ کبیرہ: ۶

گناہ گار لوگ: ۵ روز قیامت گناہ گار لوگ ۳؛ روز قیامت گناہ گار لوگوں کا پیادہ ہونا ۷؛ گناہ گاروں کی اخروی پیاس ۱؛ گناہ گار

لوگوں کی اخروی ذلت ۲؛ گناہ گار لوگوں کے جہنم میں داخل ہونے کی کیفیت ۲؛ گناہ گاروں کے محشور ہونے کی کیفیت ۷

مستقین: روز قیامت مستقین ۳؛ روز قیامت مستقین کی سواری ۷؛ مستقین کے محشور ہونے کی کیفیت ۷

مشرکین: مشرکین کی اخروی پیاس ۱؛ مشرکین کی اخروی ذلت ۳؛ مشرکین کے جہنم میں داخل ہونے کی کیفیت ۱، ۳؛

مشرکین کے دشمن ۳

﴿لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا﴾

اس وقت کوئی شفاعت کا صاحب اختیار نہ ہوگا مگر وہ جس نے رحمان کی بارگاہ میں شفاعت کا عہد لے لیا ہے (۸۷)
 ۱۔ کوئی بھی روز قیامت بذات خود شفاعت کرنے کا حق اور طاقت نہیں رکھتا۔ المتقین... المجرمین... لا یملکون الشفاعۃ
 "لا یملکون" کی مرجع ضمیر کے بارے مختلف احتمالات ہیں مثلاً یہ کہ "متقین" اور "مجرمین" (گذشتہ آیات میں) دونوں سے
 مرجع ضمیر نکالی جائیگی تو اس صورت میں مراد تمام لوگ ہوں گے "الشفاعۃ" میں بھی دو وجہوں کا احتمال ہے: ۱۔ شفاعت
 کرنا اس کے معنی (مصدر معلوم) ۲۔ شفاعت ہونا یہ مطلب اور بعد والے چند مطالب پہلے معنی کی بناء پر بیان ہوئے
 ہیں۔

۲۔ مشرکین کے خیالی خدا، روز قیامت شفاعت سے عاجز ہیں۔ واتخذوا من دون الله ءالهة... لا یملکون الشفاعۃ
 جیسا کہ بعض مفسرین کہتے ہیں "لا یملکون" میں مرجع ضمیر گذشتہ آیات میں بیان شدہ "ءالهۃ" بھی ہو سکتا ہے تو اس
 صورت میں وہ شفاعت کا وہم باطل ثابت ہوگا کہ جسکا مشرکین اپنے معبودوں سے توقع رکھتے ہیں اس صورت میں استثناء
 منقطع اور اسکا مطلب یہ ہوگا۔ جو اسہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عہد رکھتے ہوں گے وہ شفاعت کی طاقت رکھیں گے۔

۳۔ روز قیامت بعض افراد دوسروں کی شفاعت کا حق رکھیں گے۔ لا یملکون الشفاعۃ إلا من اتخذ... عہدا
 "شفاعۃ" یعنی اپنے آپ کو کسی کے قریب کرنا تاکہ اسکی مدد کرے یا اسکی جانب سے تقاضوں کو بیان کرے یہ زیادہ تر ان
 موارد میں استعمال ہوتا ہے کہ جہاں یہ شخص بلند رتبہ و احترام کا حامل ہو (مفردات راغب) "إلا من اتخذ... کا استثناء
 اگرچہ شفاعت کے عملی ہونے کو نہیں سمجھا رہا لیکن حق شفاعت کے ثبوت پر دلالت کر رہا ہے۔

۳۔ صرف وہ لوگ روز قیامت حق شفاعت رکھیں گے

جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی عہد یا اجازت کے حامل ہونگے۔ لا یملکون الشفاعة إلا من اتخذ عند الرحمن عهداً
"عہد" کا ایک معنی یشاق اور پیمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیمان لینے سے مراد وہ قانون اور قرارداد ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ
نے بیان کیا ہے اور اسکا وعدہ دیا ہے۔

۵۔ شفاعت قانون کے تحت اور اللہ تعالیٰ کی نگہبانی میں چلنے والا ایک نظام ہے۔ لا یملکون الشفاعة إلا من اتخذ ...
عند الرحمن عهداً

"اتخاذ عہد" سے مراد یہ ہے کہ شفاعت کرنے والا اللہ تعالیٰ کی جانب سے پہنچنے والے وعدہ، حکم یا سنت کہ جو اس تک
پہنچی ہے سے تمسک کرے اور اپنے آپ کو حق شفاعت کا حامل سمجھے۔

۶۔ بعض افراد کو روز قیامت حق شفاعت کی عطا، اللہ تعالیٰ کی (رحمانیت) وسیع رحمت کا ایک جلوہ ہے۔
لا یملکون الشفاعة إلا من اتخذ عند الرحمن عهداً

۷۔ رحمان، اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اوصاف میں سے ہے۔ من اتخذ عند الرحمن عهداً

۸۔ کسی اور کیلئے حق شفاعت کا ہونا اللہ تعالیٰ کی مطلق حاکمیت کے منافی نہیں ہے۔ لا یملکون الشفاعة إلا من اتخذ عند
الرحمن عهداً

۹۔ روز قیامت صرف انہیں شفاعت شامل حال ہوگی کہ جنکے بارے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی عہد ہوگا۔
لا یملکون الشفاعة إلا من اتخذ عند الرحمن عهداً

اس مطلب میں "الشفاعة" بعنوان مصدر مجہول معنی کیا گیا ہے۔ اس لیے "لا یملکون الشفاعة" یعنی شفاعت ہونے کے
مالک نہیں ہیں۔

۱۰۔ شفاعت کے شامل حال لوگوں کیلئے دوسروں کی شفاعت، اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کا ایک جلوہ ہے۔
إلا من اتخذ عند الرحمن عهداً

۱۱۔ عن أبي عبد الله... قيل يا رسول الله (ص) و كيف يوصى الميت عند الموت قال إذا حضرته الوفاة قال: ... الله م
إني أعهد إليك في دار الدنيا أتيّ أشهد أن لا إله إلا أنت وحدك لا شريك لك وأشهد أن محمداً عبدك و رسولك وأنّ
الجنة حق وأنّ النار حقّ وأنّ البعث حقّ... وأنّ الدين كما وصفت... وأنّ القرآن كما أنزلت... وأجعل لي عهداً
يوم ألقاك منشوراً... وتصديق هذه الوصية في القرآن في السورة التي يذكر فيها مريم (س) في قوله عز وجل "ل

يملكون الشفاعة إلا من اتخذ عند الرحمن عهداً" فهذا عهد الميث^(۱)

امام صادق (ع) سے روایت ہوئی ہے کہ... رسول خدا (ص) سے کہا گیا: انسان مرتے وقت کیسے وصیت کرے؟ آپ (ع) نے فرمایا: جب موت آئے تو کہے:... اللہ تعالیٰ میں تیرے ساتھ اس دنیا میں عہد کرتا ہوں کہ گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو واحد ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ص) تیرا بندہ اور رسول (ص) ہے اور یہ کہ جنت حق ہے اور جہنم حق ہے... اور یہ کہ دین اسی طرح ہے کہ جیسے تو نے تو صیغہ کیا تھا... اور یہ کہ قرآن اسی طرح ہے کہ جیسے تو نے نازل کیا... (میرا یہ اقرار) اس دن کہ جب میں تجھ سے ملاقات کروں گا میرے لیے کھلا ہوا عہد قرار دے... اور قرآن مجید میں اس طرح کی وصیت کے ضروری ہونے پر گواہ ایک سورہ ہے بنام سورہ مریم (س) کہ اسمیں کلام خدا یوں ذکر ہوئی ہے کہ "لا يملكون الشفاعة إلا من اتخذ عند الرحمن عهداً" یہ عہد وہی میث کا عہد ہے۔

اسماء و صفات: رحمان ۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ۸; اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کی نشانیاں ۱۰، ۶; اللہ تعالیٰ کی نگہبانی ۵; اللہ تعالیٰ کے اذن کے آثار ۳; اللہ تعالیٰ کے عہد کے آثار ۹

انسان: اللہ تعالیٰ کے اختیارات کا دائرہ کار ۱

باطل معبود: باطل معبودوں کی شفاعت ۲; روز قیامت باطل معبود ۲

روایت: ۱۱

شفاعت: شفاعت کا قانون کے مطابق ہونا ۵; شفاعت کے اثرات ۱۰; شفاعت کے شامل حال افراد ۹; شفاعت میں

اجازت ۳; غیر خدا کی شفاعت ۸

شفاعت کرنے والے: روز قیامت شفاعت کرنے والے ۳، ۳

عہد: اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد ۱۱

قیامت: قیامت میں شفاعت ۹، ۶، ۱; قیامت میں شفاعت کی شرائط ۳

(۱) کافی ج ۷، ص ۲، ح ۱، نور الثقلین، ج ۳، ۳۶۱، ح ۱۵۷۔

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا﴾

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمان نے کسی کو اپنا فرزند بنا لیا ہے (۸۸)

۱۔ زمانہ بعثت کے مشرکین کی اللہ تعالیٰ کی طرف ایک غلط نسبت، اسکا بیٹا انتخاب کرنا ہے۔ وقالوا اتخذ الرحمن ولدا فعل "اتخذ" اس چیز کو بیان کر رہا ہے کہ یہ بات کہنے والوں کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ایک مخلوق کو بعنوان فرزند انتخاب کیا ہے نہ کہ اس سے بیٹا پیدا ہوا ہے۔

۲۔ بعثت کے زمانہ کے لوگوں کی اللہ تعالیٰ کے بارے معرفت بہت کم اور ناقص تھی۔ وقالوا اتخذ الرحمن ولدا

۳۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات میں سے ایک رحمان ہے۔ وقالوا اتخذ الرحمن ولدا

۳۔ زمانہ بعثت کے مشرکین، اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا اعتراف کرتے تھے۔ وقالوا اتخذ الرحمن ولدا

۵۔ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کو قبول کرتے ہوئے اسکی طرف فرزند انتخاب کرنے کی نسبت، ایک حیرت انگیز عقیدہ ہے جو دو متضاد فکروں پر مشتمل ہے۔ وقالوا اتخذ الرحمن ولدا

اس آیت سے مقصود، مشرکین کے افکار کی حکایت نہیں ہے بلکہ اس فکر و عقیدہ کے جملات و الفاظ کی عدم مطابقت ہے کہ دیکھیں وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ رحمان اور فرزند کا انتخاب؟ یہ ممکن نہیں ہے۔

اسماء و صفات: رحمان ۳

افتراء: اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھنا ۱

اقرار: اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا اقرار ۳

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کو قبول کرنا ۵؛ اللہ تعالیٰ کی طرف فرزند کی نسبت ۱؛ اللہ تعالیٰ کی طرف فرزند کی نسبت کا حیرت انگیز ہونا ۵؛ اللہ تعالیٰ کی ناقص معرفت ۲

جاہلیت: دور جاہلیت کے مشرکین کا افتراء ۱؛ دور جاہلیت کے مشرکین کا اقرار ۳
لوگ: زمانہ بعثت کے لوگوں کی اللہ تعالیٰ کے بارے معرفت ۲

آیت ۸۹

﴿لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا﴾

یقیناً تم لوگوں نے بڑی سخت بات کہی ہے (۸۹)

۱۔ اللہ تعالیٰ کی طرف فرزند کے انتخاب کی نسبت ایک غلط اور عجیب نسبت ہے۔ اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا ۱۔ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا

"إِدًّا" کا معنی ایک عجیب اور نہایت غلط چیز ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے فرزند انتخاب کرنے کا گمان مشرکین کا من گھڑت خیال تھا۔ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا
فعل "جِئْتُمْ" مشرکین کو خطاب ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا فرزند انتخاب کرنا ایسی بات ہے کہ تم نے اسے گھڑا ہے ورنہ اسکی کوئی اساس نہیں ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں غلط باتوں اور فرزند انتخاب کرنے کی نسبت سے پرہیز کا ضروری ہونا۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی طرف فرزند کی نسبت ۲؛ اللہ تعالیٰ کی طرف فرزند کی نسبت سے پرہیز ۳؛ اللہ تعالیٰ کی طرف فرزند کی نسبت کا عجیب ہونا ۱؛ اللہ تعالیٰ کی طرف فرزند کی نسبت کا ناپسندیدہ ہونا ۱

جھوٹ باندھنا: اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ باندھنے سے پرہیز ۳

مشرکین: مشرکین کے جھوٹ باندھنے ۲

آیت ۹۰

﴿تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا﴾

قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ پڑے اور زمین شگافتہ ہو جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑیں (۹۰)
۱۔ اللہ تعالیٰ کی طرف فرزند انتخاب کرنے کی نسبت اس قدر غلط اور قبیح ہے کہ جہاں خلقت اسے برداشت کرنے کی تاب نہیں رکھتا۔ وقالوا... تکاد السموات يتفطرن منه و تنشق الأرض وتخِر الجبال هداً

"تفطر" کی اصل "فطر" ہے جس کا معنی شگافتہ کرنا لمبائی میں اور "انشقاق" کا معنی دراڑیں اور سوراخ پیدا ہونا ہے۔ نیز "تخر" کا مصدر "خر" کا معنی آواز کے ساتھ کسی چیز کا گرنا ہے (مفردات راغب) "هداً" کا معنی ٹوٹنا اور مٹی کے ساتھ یکساں کرنا ہے (لسان العرب) یہ مصدر کا لفظ ہے کہ جو اسم مفعول "مهدودة" کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور "الجبال" کیلئے حال ہے کائنات کی عظیم چیزوں کے بارے میں بیان کرنا اس چیز پر تاکید کہ اللہ تعالیٰ کیلئے فرزند کے انتخاب کی نسبت پوری کائنات کیلئے قابل تحمل نہیں ہے۔

۲۔ آسمانوں کا پھٹنا، زمین کا ٹکڑوں میں بٹنا اور پہاڑوں کا گر جانا، اللہ تعالیٰ کے لیے فرزند کے انتخاب کے باطل دعویٰ کے مقابل ایک بجا سا امر ہے۔ تکاد السموات يتفطرن منه و تنشق الأرض و تخِر الجبال هداً

فعل "تکاد" کسی چیز کے وقوع قریب پر دلالت کرتا ہے دراصل "لاق ہوئے" کے مجازی معنی میں استعمال ہوا ہے اور امکان ہے کہ یہ مراد ہو کہ اللہ تعالیٰ کے قدسی مقام کے ساتھ یہ بات کرنا ایسے ہی سے کہ کائنات کے ستونوں سے کوئی چیز ٹکرا کر یہ چیز تباہ ہو گئی ہو اور اللہ تعالیٰ اس بات سے اس حد تک غضبناک ہے کہ اب یہ حق بنتا ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کو اپنی جگہ نہ رہنے دے اور سب کو تباہ و برباد اور پہاڑوں کو گرا دے۔

۳۔ آسمان بہت سے اور قابل شگافتہ ہیں۔

تکاد السموات يتفطرن منه

آیت کا مضمون ایک "استعارہ" ہے کہ اگرچہ ایسے موقع پر حقیقی معانی مراد نہیں ہیں لیکن احتمال ہے کہ حقیقی معانی کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔

آسمان: آسمانوں کا پھٹنا ۲، ۳؛ آسمانوں کا زیادہ ہونا ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی طرف فرزند کی نسبت کا ناپسندیدہ ہونا ۱؛ اللہ تعالیٰ کی طرف فرزند کی نسبت کے آثار ۲
پہاڑ: پہاڑوں کا گرنا ۲

جھوٹ باندھنا: اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ۱

زمین: زمین کا پھٹنا ۲

آیت ۹۱

﴿أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا﴾

کہ ان لوگوں نے رحمان کے لئے بیٹا قرار دیدیا ہے (۹۱)

۱۔ اللہ تعالیٰ کی طرف فرزند کے انتخاب کی نسبت ایک نہایت غلط اور کائنات کیلئے دشواریات ہے۔
تکاد السموات يتفطرن منه ... أن دعوا للرحمن

"دعوا" کا معنی "جعلوا" ہے "لسان العرب" "ان دعوا" (گذشتہ آیت میں) "منہ" کی ضمیر کو بیان کر رہا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ اپنی تمام تر حقیقت کے ساتھ فرزند رکھنے سے منزہ ہے۔ تکاد السموات يتفطرن ... أن دعوا للرحمن ولدا

۳۔ لفظ "رحمان" اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اوصاف میں سے ہے اور زمانہ بعثت کے لوگوں میں جانا پہچانا تھا۔
أن دعوا الرحمن ولدا

۳۔ اللہ تعالیٰ کا فرزند رکھنا اسکی وسیع رحمت اور تمام مخلوقات کے شامل حال ہونے کے ساتھ سازگار نہیں ہے۔

أن دعوا للرحمن ولدا عبارت "أن دعوا ..." کے ضمن میں صفت "رحمان" (رحمت کے وسیع اور عام ہونے) کا انتخاب اس گمان کہ رد ہونے کی دلیل ہے کیونکہ تمام مخلوقات حتیٰ کہ ان خیالی فرزندوں کو بھی الہی رحمت شامل ہے لہذا ان میں سے کوئی بھی اس رحمت کے خالق سے سازگاری نہیں رکھتا کہ اسکا فرزند یا اسکی مانند شمار ہو۔

اسماء و صفات: رحمان ۳؛ صفات جلال ۲، ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور فرزند ۲، ۳؛ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت ۳؛ اللہ تعالیٰ کی طرف فرزند کی نسبت کا ناپسندیدہ ہونا ۱

جھوٹ باندھنا: اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ باندھنا ۱

خلقت: خلقت اور اللہ تعالیٰ کا منزه ہونا ۲

لوگ: زمانہ بعثت کے لوگوں کی الہی معرفت ۳

آیت ۹۲

﴿وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا﴾

جب کہ یہ رحمان کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے (۹۲)

۱۔ اللہ تعالیٰ کا فرزند انتخاب کرنا ایک ناممکن اور پروردگار کی شان کے خلاف کام ہے۔ و ما ینبغی للرحمن... ولدا لفظ "انبغی" اس وقت استعمال کیا جاتا ہے کہ جب کسی کام کیلئے راستہ ہموار ہو (قاموس) اور "ما ینبغی" اس کام کے امکان کی نفی کرتا ہے۔

۲۔ مشرکین کے ایک گروہ کے خیال میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض مخلوقات کو اپنے فرزند قرار دیا ہے۔ اُن یتخذ ولدا اس آیت اور گزشتہ آیت میں "اتخاذ" کی تعبیر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرزند انتخاب کرنے کے معتقد لوگوں کا گمان فقط یہ تھا کہ اس نے مخلوقات میں سے کسی کو اپنا فرزند ہونے کا عنوان عطا کیا ہے نہ کہ وہ اس سے بیٹے کی ولادت کے قائل ہیں۔

۳۔ تمام مخلوقات، الہی نعمت و رحمت کی مرہوں منت ہیں وہ ہرگز الوہیت کے درجہ میں قرار نہیں پاسکتیں کہ اسکا فرزند شمار ہوں۔ و ما ینبغی للرحمن اُن یتخذ ولدا

اس آیت میں "رحمان" کے نام کا ذکر دراصل اللہ تعالیٰ کے فرزند انتخاب کرنے کے گمان کے باطل ہونے پر ایک دلیل کی طرح ہے۔ اس دلیل کی ایک صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مخلوقات سے رابطہ رحمت عطا کرنے والا اور رحمت کے شامل حال والا ہے رحمت کے شامل حال کبھی بھی رحمت عطا کرنے والے کے رتبہ میں قرار نہیں پاسکتا لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ عنوان "ولد" کہ جو اپنے والد کے ہم جنس ہوتا ہے یہ عنوان یہاں الوہیت کی شان رکھنے والا نہیں ہے۔

۳۔ فرزند کا انتخاب نقص کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے۔ وما ینبغی للرحمن أن یتخذ ولدا
فرزند کا انتخاب، رحمت کے وسیع ہونے کے ساتھ سازگار نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرزند (نعوذ باللہ) اسکے ہم جنس ہوتا
اور الوہیت میں اس کی مانند ہوتا تو نتیجہ میں اسکی رحمت کا محتاج نہ ہوتا کیونکہ اسکا لازمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع
نہ ہوتی اور یہ نقص ہے۔

۵۔ رحمان، اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اوصاف میں سے ہے۔ وما ینبغی للرحمن

اسماء و صفات: رحمان ۵؛ صفات جلال ۱، ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور فرزند ۱، ۲؛ اللہ تعالیٰ اور نقص ۳؛ اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا ۳؛ اللہ تعالیٰ کی شان ۱

الوہیت: الوہیت کی شرائط ۳

رحمت: رحمت کے شامل حال لوگوں کی الوہیت ۳

فرزند رکھنا: فرزند رکھنے کے آثار ۳

مخلوقات: مخلوقات کا عجز ۳

مشرکین: مشرکین کا عقیدہ ۲

نقص: نقص کی علامتیں ۳

آیت ۹۳

﴿إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَنِ عَبْدًا﴾

زمین و آسمان میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اس کی بارگاہ میں بندہ بن کر حاضر ہونے والا نہ ہو (۹۳)

۱۔ آسمانوں اور زمین کی تمام باشعور مخلوقات، اللہ تعالیٰ کی عبد اور مملوک ہیں۔ أن یتخذ ولداً _ إن کلّ من فی السموات

... ء اتی الرحمن عبد "آتی" اسم فاعل ہے اور اسمیں زمانے کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے "ایتان" سے اسکا مجازی معنی مراد

ہے اس آیت سے مقصود یہ ہے کہ کائنات کی مخلوقات اللہ تعالیٰ کے مقابل عبودیت کے علاوہ کچھ

اور وجود کا اظہار نہیں کرتیں۔ سب کی سب اسکی مملوک ہیں اپنے لئے کسی قسم کا استقلال نہیں رکھتی ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے فرزند کے قائل لوگ آسمانوں اور زمین کی باشعور مخلوقات میں سے کسی کو بعنوان الہی فرزند سمجھتے تھے۔
من فی السموات و الأرض لفظ "من" اسم موصول ہے اور صاحبان عقل کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ اسکا استعمال ممکن ہے ان لوگوں کے زعم کو دیکھتے ہوئے ہو کہ جو فرشتوں، حضرت عیسیٰ (ع) اور عزیر (ع) کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا سمجھتے تھے لہذا آسمانوں کی مخلوقات کی تعبیر فرشتوں سے کنایہ ہے اور زمینی موجودات کی تعبیر حضرت عیسیٰ (ع) اور عزیر (ع) سے کنایہ ہوگا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کیلئے فرزند انتخاب کرنے کا نظریہ اس بات کا موجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منہ بولا بیٹا عبودیت اور مملوکی کے درجہ سے مقام الوہیت تک ارتقاء کرے۔ وما ینبغی للرحمن... إن کل من فی السموات و الأرض إلا ۛ اتی الرحمن عبد" وما ینبغی للرحمن... "در اصل گزشتہ آیت "ما ینبغی..." کیلئے علت کے مقام پر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تمام مخلوقات سے رابطہ مالک و مملوک اور عبد و معبود کا ہے اس رابطہ کا ٹوٹنا اور کسی چیز کا رتبہ عبودیت سے مقام الوہیت تک پہنچنے کا لازمہ اللہ تعالیٰ کے فرزند کا اس سے ہم جنس ہونا ہے جبکہ یہ محال ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت، آسمانوں اور زمین کی مخلوقات کے مملوک ہونے اور اللہ تعالیٰ کی مطلق مالکیت کی دلیل ہے۔
إن کل من فی السموات و الأرض إلا ۛ اتی الرحمن عبدا

۵۔ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا اعتراف، اسکی بندگی قبول کرنے کا موجب ہے۔ ۛ اتی الرحمن عبدا

۶۔ "رحمان" اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات میں سے ہے۔ إلا ۛ اتی الرحمن عبدا

۷۔ آسمان متعدد ہیں اور باشعور مخلوقات کے حامل ہیں۔ إن کل من فی السموات والا رض

آسمان: آسمانوں کا زیادہ ہونا ۴؛ آسمانوں کی باشعور مخلوقات ۷، ۲؛ آسمانوں کی مخلوقات کا مالک ہونا ۱، آسمانوں کی مخلوقات کی عبودیت ۱؛ آسمانوں کی مخلوقات کے مملوک ہونے کے دلائل ۳

اسماء و صفات: رحمان ۶

اقرار: اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے اقرار کے آثار ۵؛ عبودیت کے اقرار کا پیش خیمہ ۵

اللہ تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ اور فرزند ۲؛ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے آثار ۳؛ اللہ تعالیٰ کی طرف فرزند کو نسبت دینے کے آثار ۳؛ اللہ تعالیٰ کی مالکیت ۱؛ اللہ تعالیٰ کی مالکیت کے دلائل ۳؛ اللہ تعالیٰ کے فرزند کی الوہیت ۳

اللہ تعالیٰ کے بندے: ۱

زمین: زمین کی مخلوقات ۲

مخلوقات: مخلوقات کا مالک ۱؛ مخلوقات کی عبودیت ۱؛ مخلوقات کی مملوکیّت کے دلائل ۳

مشرکین: مشرکین کی رائے ۲

نظریہ کائنات: نظریہ کائنات اور آئیڈیالوجی ۱

آیت ۹۳

﴿لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا﴾

خدا نے سب کا احصاء کر لیا ہے اور سب کو باقاعدہ شمار کر لیا ہے (۹۳)

۱۔ اللہ تعالیٰ کا آسمانوں اور زمین کی تمام باشعور مخلوقات پر غلبہ اور تسلط ہے۔ إِنَّ كُلَّ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ... لَقَدْ أَحْصَاهُمْ

"احصاء" کا معنی کسی چیز پر تسلط رکھنا ہے (لسان العرب) یا اس کا معنی شمار کرنا ہے لیکن اس آیت میں قرینہ "عدّہم" کی بناء پر غلبہ اور اپنے تسلط میں رکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا کائنات کی مخلوقات کے حالات اور خصوصیات پر مکمل تسلط رکھنا۔ لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا جملہ "لَقَدْ أَحْصَاهُمْ... در اصل گزشتہ آیت کی بات "اتّٰی الرَّحْمٰنُ عَبْدًا" کی درست علت ہے اور واضح کر رہا ہے کہ تمام مخلوقات اول سے لیکر آخر تک سب کی سب الہی تسلط میں ہیں اور اس کی حاکمیت کے مد مقابل مغلوب ہیں اللہ تعالیٰ انکی خصوصیات کو جانتا ہے اس لیے جو اس نے انکی عبودیت کی خبر دی ہے یہ مکمل آگاہی و علم کی بناء پر ہے۔

۳۔ آسمانوں اور زمین کی تمام عاقل مخلوقات کی دقیق انداز سے تعداد، اللہ تعالیٰ کے اختیار اور اسکے علمی احاطہ میں ہے۔ إِنَّ كُلَّ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ... وَعَدَّهُمْ عَدًّا

۳۔ اللہ تعالیٰ کا تمام مخلوقات پر تسلط اور دقیق انداز سے

انکی تعداد کو شمار کرنا، مخلوقات کی اللہ تعالیٰ کیلئے مکمل عبودیت کی نشانی ہے۔ ء اتی الرحمن عبداً... وعدّهم عدّاً
یہ آیت پچھلی آیت کے دعویٰ پر شاہد کی حیثیت رکھتی ہے۔

۵۔ کائنات کی مخلوقات منظم اور دقیق ریکارڈ کی حامل ہیں۔ لقد احصی ہم وعدّهم عدّاً

۶۔ کائنات کی باشعور مخلوقات محدود ہیں۔ لقد اُحصی ہم وعدّهم عدّاً

کسی چیز کو اعداد و ارقام میں لانا انکی محدودیت اور ختم ہونے کی نشانی ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کی طرف فرزند کی نسبت دینے والے اسکے مکمل تسلط سے باہر نہیں ہیں اور الہی سزا انکے انتظار میں ہے۔
"لقد احصی ہم وعدّهم عدّاً" مندرجہ بالا مطلب میں "احصا ہم" کی مفعول ضمیر کا مرجع گذشتہ آیت میں "قالو" کا فاعل لیا گیا
ہے اس صورت میں یہ آیت ان لوگوں کو خبردار کر رہی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے فرزند انتخاب کرنے کے معتقد
ہیں اور انکی تعداد کا معین ہونا بتاتا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی اس کام کی سزا سے بچ نہیں سکتا۔

آسمان: آسمانوں کی باشعور مخلوقات ۱، ۳؛ آسمانوں کی مخلوقات پر تسلط ۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا احاطہ ۲، ۷؛ اللہ تعالیٰ کا احاطہ علمی ۳؛ اللہ تعالیٰ کا تسلط ۱، ۳؛ اللہ تعالیٰ کی طرف فرزند کی نسبت دینے کی
سزا ۷

اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھنے والے: اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھنے والوں کی سزا ۷

خلقت: خلقت کا قانون کے مطابق ہونا ۵؛ خلقت کا منظم ہونا ۵

مخلوقات: باشعور مخلوقات کی محدودیت ۶؛ مخلوقات پر احاطہ ۲؛ مخلوقات پر تسلط ۳؛ مخلوقات کا ریکارڈ ۳، ۳؛ مخلوقات کا شمار
کیا جانا ۳؛ مخلوقات کی عبودیت کی دلائل ۳

آیت ۹۵

﴿وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا﴾

اور سب ہی کل روز قیامت اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے ہیں (۹۵)

۱۔ آسمانوں اور زمین کی تمام باشعور مخلوقات روز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گی۔

وكلّهم ء اتيه يوم القيامة

۲_ کائنات کی تمام باشعور مخلوقات روز قیامت تنہا اور بغیر کسی مددگار اور ہمراہ کے حاضر ہونگی۔ ء اتيه يوم القيامة فرد
"فرداً" در اصل "آتیہ" کی فاعلی ضمیر کیلئے حال ہے یعنی روز قیامت مخلوقات انفرادی صورت میں اور تنہا حاضر ہونگی۔
۳_ (اللہ تعالیٰ کیلئے فرزند خیال کیئے انے والے) باطل معبود اور انکی پوجا کرنے والے سب کے سب تنہا روز قیامت
حاضر ہونگے۔ دعوا للرحمن ولداً... وکلّهم ء اتيه يوم القيامة فردا

لفظ "کلّهم" کائنات (من فی السموات و الارض) کی تمام باشعور مخلوقات کو شامل ہے۔
اور ان میں وہ بھی ہونگے کہ جہنیں بعض لوگ اللہ تعالیٰ کا فرزند سمجھتے تھے (مثلاً فرشتے حضرت عیسیٰ (ع) اور عزیر (ع))
۳_ کائنات کی باشعور مخلوقات (خیالی معبود اور انکی پرستش کرنے والوں) کی روز قیامت تنہائی اور بے کسی، ان سب کی
اللہ تعالیٰ کے حضور مملوک ہونے کی ایک تجلی ہے۔ إلا ء اتی الرحمن عبداً... وکلّهم ء اتيه يوم القيامة فردا

۵_ روز قیامت، مطلق حاکمیت اور بادشاہت اللہ تعالیٰ کی ذات میں منحصر ہوگی۔ ء اتيه يوم القيامة
۶_ اللہ تعالیٰ کیلئے فرزند انتخاب کرنے کی غلط نسبت کا روز قیامت نتیجہ، الہی عذاب کی صورت میں ہوگا۔
وكلّهم ء اتيه يوم القيامة

روز قیامت حاضر ہونے کی خبر اس دن کے عذاب سے خبردار کیا جانا ہے۔
آسمان: آسمانوں کی باشعور مخلوقات ۱؛ آسمانوں کی مخلوقات کا محشور ہونا ۱
افترای: اللہ تعالیٰ پر افتراء کی سزا ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ سے خاص ۵؛ اللہ تعالیٰ کی اخروی حاکمیت ۵؛ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ ۱؛ اللہ تعالیٰ کی طرف فرزند کا نسبت دینے
کی سزا ۶

انسان: انسانوں کی اخروی تنہائی ۲؛ انسانوں کے محشور ہونے کی خصوصیات ۲
باطل معبود: باطل معبود کی اخروی تنہائی ۳، ۳؛ باطل معبودوں کے محشور ہونے کی خصوصیات ۳
عذاب: اخروی عذاب کے اسباب ۶/ قیامت: قیامت کا حاکم ۵؛ قیامت میں تنہائی ۲، ۳
مخلوقات: باشعور مخلوقات کا محشور ہونا ۱؛ باشعور مخلوقات کی

اخروی تنہائی^۳; باشعور مخلوقات کی عبودیت کی نشانیاں^۳; باشعور مخلوقات کی مملوکیّت کی نشانیاں^۳; باشعور مخلوقات کے محشور ہونے کی خصوصیات^۲

مشرکین: مشرکین کا مملوک ہونا^۳; مشرکین کی اخروی تنہائی^۳; مشرکین کے محشور ہونے کی خصوصیات^۳

آیت ۹۶

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا﴾

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کئے عنقریب رحمان لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا کر دے گا (۹۶)

۱۔ ایمان اور عمل صالح، مؤمن شخص کی لوگوں کے دلوں میں محبت را سخ ہونے کا باعث ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا... سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا کا معنی میلان اور محبت ہے قرینہ "لہم" کی بناء پر اس سے مراد وہ محبت ہے جو اللہ تعالیٰ مؤمنین کیلئے دوسروں کے دلوں میں قرار دیتا ہے۔

۲۔ لوگوں کے دلوں میں محبوبیت، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک کردار مؤمنین کیلئے جزاؤں میں سے ایک جزاء ہے۔
إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا... سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا

۳۔ (مکہ میں) صدر اسلام کے مسلمان کفار اور مشرکین کی طرف روحی اور نفسانی دباؤ میں گرفتار تھے۔ إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ چونکہ یہ آیات مکہ میں نازل ہوئیں ہیں لہذا جملہ "سَيَجْعَلُ..." ضروری ہے صدر اسلام کے مسلمانوں کیلئے قریب کا وعدہ ہو۔ اس بشارت سے یہ حکایت ہوتی ہے کہ آیات کے نازل ہونے کے زمانہ میں مسلمان روحی، نفسانی اور معاشرتی حوالے سے سخت حالات سے دوچار تھے۔

۳۔ معاشرہ میں محبوبیت اور لوگوں کے دلوں میں مقام بننا، اللہ تعالیٰ کا صدر اسلام کے مصیبت زدہ مسلمانوں کیلئے وعدہ ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ ان آیات کا مکہ میں نازل ہونا نیز ان آیات کا گزشتہ آیات کے ساتھ ربط کہ جو مشرکین کے غلط دعووں اور روحی دباؤ اور پروپنڈیا پر مشتمل تھیں کا تقاضا یہ ہے کہ جملہ "سَيَجْعَلُ..." اللہ تعالیٰ کا مؤمنین کو محبوب بنانے اور اپنے زمانہ کے لوگوں کے درمیان مناسب معاشرتی حیثیت کا وعدہ ہو۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نیک کردار مؤمنین کو روز قیامت تنہائی کے غم سے نجات عطا کرے گا۔ وَكُلُّهُمْ ءَاتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا۔ اِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہ آیت ممکن ہے گزشتہ آیت کے مطلب

سے ربط رکھتے ہوئے روز قیامت سے متعلق ہو کیونکہ سب روز قیامت تنہا اور یار و مددگار کے بغیر ہونگے (وکلّہم ء اتیہ یوم القيامة فرداً) یہ آیت ان مؤمنین کیلئے بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دن انہیں تنہا نہیں چھوڑے گا اور جلدی انہیں دوسروں کی محبت اور انس سے مالا مال کر دے گا۔

۶۔ ایمان اور عمل صالح کا باہمی اتصال، انکے مکمل ثمر آور ہونے کی شرط ہے۔ إِنَّ الدّین ء امنوا وعملوا الصّالحات سیجعل... ودا

۷۔ نیک کردار مؤمنین کا دلوں میں محبوبیت پانا، اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کا ایک جلوہ ہے۔ إِنَّ الدّین ء امنوا... سیجعل لهم الرحمن ودا

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی جزاء ۲؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانیاں ۷؛ اللہ تعالیٰ کے وعدے ۳

ایمان: ایمان کے آثار ۶؛ ایمان کے معاشرتی آثار ۱

صالحین: روز قیامت صالحین ۵؛ صالحین کی اخروی نجات ۵؛ صالحین کی تنہائی سے نجات ۵؛ صالحین کی جزاء ۲؛ صالحین کی محبوبیت ۷، ۲، ۱؛ صالحین کے فضائل ۵

عمل صالح: عمل صالح کے آثار ۶؛ عمل صالح کے معاشرتی آثار ۱

محبوبیت: محبوبیت کے اسباب ۱

مسلمان: صدر اسلام کے مسلمانوں کو اذیت ۳؛ صدر اسلام کے مسلمانوں کو وعدہ ۳؛ صدر اسلام کے مسلمانوں کی محبوبیت

۳؛ صدر اسلام کے مسلمانوں کی مشکلات ۳

مکہ کے کفار: مکہ کے کفار کی اذیتیں ۳

مکہ کے مسلمان: مکہ کے مسلمانوں کو اذیت ۳؛ مکہ کے مسلمانوں کی مشکلات ۳

مکہ کے مشرکین: مکہ کے مشرکین کی اذیتیں ۳

مؤمنین: روز قیامت مؤمنین ۵؛ مؤمنین کی اخروی نجات ۵؛ مؤمنین کی تنہائی سے نجات ۵؛ مؤمنین کی جزاء ۲؛ مؤمنین کی

محبوبیت ۷، ۲، ۱؛ مؤمنین کے فضائل ۵

آیت ۹۷

﴿فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لَّدَا﴾

بس ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں اس لئے آسان کر دیا ہے کہ تم متقین کو بشارت دے سکو اور جھگڑا لو قوم کو عذاب الہی سے ڈرا سکو (۹۷)

۱۔ قرآن مجید میں بیان کیے گئے معارف اور حقائق دشوار اور بہت بلند مطالب ہیں جنہیں فہم بشر کی سطح تک تنزل دیا گیا اور آسان کیا گیا ہے۔ فَإِنَّمَا يَسَّرَ نہ بلسانک

(”یسرنا“ کا مصدر) ”تیسر“ کا معنی آسان کرنا ہے آسان کرنے کا تصور وہاں ہے کہ جہاں اس سے پہلے ایک طرح کی دشواری اور بھاری پن موجود ہو۔ آسان کرنے سے قبل قرآنی مفہیم کی دشواری سے مراد ظاہراً اسکے بلند اور اعلیٰ مطالب ہیں کہ جو بنی نوع بشر کے فہم سے کہیں بلند و بالا تھے۔

۲۔ بشر کیلئے قرآن مجید کے بلند مطالب کی فہم کا آسان کیا جانا، اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک عنایت ہے۔ فَإِنَّمَا يَسَّرَ نہ بلسانک

۳۔ قرآن مجید اور اسکے معارف بشر کیلئے قابل درک و فہم ہیں۔ فَإِنَّمَا يَسَّرَ نہ بلسانک لتبشِّرَ بہ

۳۔ قرآن مجید کے بلند معارف اور مضامین کو آسان بیان کرنے میں عربی زبان کا بنیادی کردار ہے۔ فَإِنَّمَا يَسَّرَ نہ بلسانک
۵۔ پیغمبر اکرم (ص) اور آپ کی شیریں زبان، قرآن مجید کے نہایت بلند مضامین کے سبب کیلئے قابل فہم ہونے میں واسطہ قرار پائی۔ فَإِنَّمَا يَسَّرَ نہ بلسانک ”لسانک“ سے مراد قرآن مجید کے عربی ہونے کے ساتھ ساتھ اسکے پیغمبر اکرم (ص) کی زبان مبارک پر بھی جاری ہونا ہے کہ یہ سننے والوں پر نہایت متاثر کن اثر ڈالتی تھی۔

۶۔ متقی لوگوں کو خوشخبری اور دین کے متعصب اور سخت دشمنوں کو انذار کرنا، قرآن مجید اور پیغمبر اکرم (ص) کی رسالت کے مقاصد میں سے ہے۔ لتبشِّرَ بہ المتقین وتُنذِرَ بہ قَوْمًا لَّدَا

"لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کی جمع ہے اور "قوماً لداً" یعنی نہایت ضدی اور ہٹ و دھرم لوگ

۷۔ قرآن مجید کے مضامین بشارت اور انذار کا وسیلہ ہیں۔ فَاِتَمَّا يَسَّرَنَ لِّبْسَانَكَ لِتَبَشِّرَ... وتُنذِرَ

۸۔ تقویٰ، انسان کا قرآنی بشارتوں سے بہرہ مند ہونے اور الہی جزاؤں کے حصول کا پیش خیمہ ہے۔ تبشّر به المتقين

۹۔ زمانہ بعثت کے مشرکین اور کفار، پیغمبر اکرم (ص) کی دعوتوں اور حق کے مقابل ضدی اور ہٹ دھرم تھے۔
وتنذر به قوماً لداً

۱۰۔ قرآن مجید کی دعوت کے مقابل ضد اور ہٹ دھرمی، الہی عقوبت اور عذاب میں گرفتار ہونے کا باعث ہے۔
وتنذر به قوماً لداً

۱۱۔ بشارت دینے اور انذار کرنے میں قرآن مجید کا گفتاری انداز اور رسا کلام سے استفادہ کرنا۔ فَاِتَمَّا يَسَّرَنَ... لتبشّر
...وتنذر

۱۲۔ تبلیغ اور ہدایت میں لوگوں کیلئے قابل فہم بیان اور شیوا کو استعمال کرنے کا وجوب۔ فَاِتَمَّا يَسَّرَنَ لِّبْسَانَكَ لِتَبَشِّرَ به
المتقين وتنذر

۱۳۔ تبلیغ میں خوشخبری اور انذار کا کارساز کردار۔ لتبشّر و تنذره

آنحضرت (ص): آنحضرت سے اعراض کرنے والے ۹؛ آنحضرت کا کردار ۵؛ آنحضرت کی بشارتیں ۶؛ آنحضرت کے انذار
۶؛ آنحضرت کے اہداف ۶

اسلام: صدر الاسلام کی تاریخ ۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے عطیات ۲

انذار: انذار کی روش ۱۱؛ انذار کے آثار ۱۳

بشارت: بشارت کی روش ۱۱؛ بشارت کے آثار ۱۳

تبلیغ: تبلیغ کی روش ۱۲، ۱۳؛ تبلیغ میں انذار ۱۳؛ تبلیغ میں بشارت ۱۳؛ تبلیغ میں وضاحت ۱۲

تقویٰ: تقویٰ کے آثار ۸

جزاء: جزا کے اسباب ۸/ دین: دین کے دشمنوں کی ہٹ دھرمی ۶؛ دین کے دشمنوں کے انذار ۶

سزا: سزا کے اسباب ۱۰

عذاب: عذاب کے اسباب ۱۰

عربی: عربی زبان کا کردار ۵، ۳

قرآن مجید: قرآن مجید کا نزول ۱؛ قرآن مجید کا واضح ہونا ۳؛ قرآن مجید کی بشارتیں ۸، ۷، ۶؛ قرآن مجید کی تعلیمات ۷؛ قرآن مجید کی روش بیان ۱۱؛ قرآن مجید کی فہم کی سہولت ۵، ۳، ۲، ۱؛ قرآن مجید کے اہداف ۶؛ قرآن مجید کے انذار ۷، ۶؛ قرآن مجید کے بیان کے وسائل ۳؛ قرآن مجید کے ساتھ ہٹ دھرمی کے آثار ۱۰

کفار: صدر اسلام کے کفار کا حق قبول نہ کرنا ۹؛ صدر اسلام کے کفار کی ہٹ دھرمی ۹

متقین: متقین کو بشارت ۶

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کا حق قبول نہ کرنا ۹؛ صدر اسلام کے مشرکین کی ہٹ دھرمی ۹

ہدایت: ہدایت کی روش ۱۲

آیت ۹۸

﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِشُّ مِنْهُمْ مِّنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا﴾

اور ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی نسلوں کو برباد کر دیا ہے کیا تم ان میں سے کسی کو دیکھ رہے ہو یا کسی کی آہٹ بھی سن رہے ہو (۹۸)

۱۔ پوری تاریخ میں بہت سی اقوام اور تہذیبیں ہلاک اور نابود ہو گئیں۔ وکم اہلکنا قبلہم من قرن "کم اہلکنا" میں کم خبری تھا کہ جو کثرت پر دلالت کر رہا ہے یعنی (بہت سے) اور "قرن" یعنی ایک زمانے کے لوگ کہ جو باہم زندگی گزارتے ہیں۔

۲۔ تاریخ کا تغیر و تبدل اور اقوام و تہذیبوں کا تباہ و برباد ہونا، اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے وابستہ ہے۔ کم اہلکنا قبلہم من قرن ۳۔ حق کے ساتھ دشمنی اور اس کے مقابل ہٹ دھرمی بہت ساری گزشتہ امتوں اور تہذیبوں کی ہلاکت کا باعث بنی ہے۔ وتندر بہ قومًا لَدَا۔ وکم اہلکنا قبلہم من قرن صفت "لَدَا" دشمنی اور لجاجت کی شدت پر دلالت کر رہی ہے زمانہ بعثت کے لوگوں کی دشمنی کو بیان کرنے کے بعد اقوام کی ہلاکت کا بیان بتا رہا ہے کہ یہ خصلت ان اقوام کی بتا ہی میں اہم اثر رکھتی ہے۔

۳۔ پوری تاریخ میں بہت سی اقوام اور امتوں کا حق کے مقابل دشمنی کرنے کی بناء پر ہلاکت، قرآن کے انذار کی حقیقت کو واضح کر رہا ہے۔ وتندر بہ... وکم اهلکنا قبلہم من قرن

(پیغمبر اکرم (ص)) کا قرآن کے ذریعے ہٹ دھرم افراد کو انذار کرنے کا وظیفہ بیان کرنے کے بعد (پوری تاریخ کی تہذیبوں کی بربادی کا موضوع چھیڑنا دراصل زمانہ بعثت اور دیگر زمانوں کے لوگوں کو خبردار کیا جانا ہے کہ حق کے مد مقابل کھڑا ہونا اور دشمنی کرنے کے نتائج بہت برے اور معاشروں کیلئے تباہ کن ثابت ہو سکتے ہیں۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے زمانہ بعثت کے متعصب اور ہٹ دھرم کفار اور مشرکین کو تباہی اور عذاب استیصال سے خبردار کیا ہے۔ وتندر بہ قوماً لداً... وکم اهلکنا قبلہم من قرن

۶۔ تمام اقوام کی تاریخ، انکے وجود میں آنے اور زوال پذیر ہونے کا تجزیہ، شناخت، عبرت لینے اور قرآنی حقائق کو درک کرنے کا ایک سرچشمہ ہے۔ فانما یسر نہ... لتندربہ... وکم اهلکنا قبلہم من قرن

۷۔ گذشتہ امتیں اور تہذیبیں، الہی عذاب کی بناء پر ایسے تباہ و برباد ہو گئیں کہ ان میں سے کسی کا مشاہدہ اور چھونا ناممکن ہے اور نہ انکی آوازیں کانوں میں پڑتی ہیں۔ وکم اهلکنا... هل تحسّ منہم من أحداً أوتسمع لهم رکز "رکز" کا معنی ہلکی سی آواز (زمزم) ہے۔

۸۔ عن أبي عبد الله (ع) فی قوله تعالیٰ: "أوتسمع لهم رکزاً" قال: ...أی ذکرًا^(۱) امام جعفر صادق (ع) سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس کلام "أوتسمع لهم رکزاً" سے مراد، ذکر ہے۔
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے آثار ۲؛ اللہ تعالیٰ کے انذار ۵
انذار:

(۱) تفسیر قمی ج ۲، ص ۵۷، نور الثقلین، ج ۳، ص ۳۶۴، ح ۱۶۹۔

عذاب استیصال سے انذار ۵

تاریخ: تاریخ سے عبرت ۶; تاریخ کے مطالعہ کے آثار ۶; تاریخی تغیر و تبدیلی کا سرچشمہ ۲
تمدن: تمدنوں کا ختم ہونا ۱; تمدنوں کی تاریخ ۱; تمدنوں کے ختم ہونے کے اسباب ۳; تمدنوں کے ختم ہونے کا سرچشمہ ۲
ذکر: قرآن کے انذاروں کے ذکر کرنے کا پیش خیمہ ۳

روایت: ۸

شناخت: شناخت کے ماخذ ۶

عبرت: عبرت کے اسباب ۶

قرآن مجید: قرآن مجید کی حقانیت کے دلائل ۶; قرآن مجید کے انذار کی حقانیت ۳

کفار: صدر اسلام کے کفار کو انذار ۵

گذشتہ امتیں: گذشتہ امتوں کا ختم ہونا ۸، ۷; گذشتہ امتوں کی تاریخ ۱، ۷; گذشتہ امتوں کی ہٹ دھرمی کے آثار ۳; گذشتہ
امتوں کی ہلاکت ۷، ۱; گذشتہ امتوں کی ہلاکت سے عبرت ۶; گذشتہ امتوں کی ہلاکت کا سرچشمہ ۲; گذشتہ امتوں کی ہلاکت کے
اسباب ۳، ۳; گذشتہ امتوں کے حق قبول نہ کرنے کے آثار ۳، ۳
مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کو انذار ۵

اشاریوں سے استفادہ کی روش

اشاریوں سے استفادہ کا یہ نظام حروف تہجی کی ترتیب سے منظم کیا گیا ہے یعنی اصلی الفاظ کو حروف تہجی کی ترتیب اور موٹے خط کے ساتھ تحریر کرنے کے بعد اسکے ذیل میں فرعی عناوین کو بھی حروف تہجی کی ترتیب کے ساتھ لکھا گیا ہے لہذا مطلوبہ موضوعات تک آسانی سے پہنچنے کے لیے مندرجہ ذیل نکات پر توجہ فرمائیے

(۱) فرعی عناوین، اصلی عناوین کے ذیل میں قرار دیئے گئے ہیں لہذا ان تک پہنچنے کے لیے اصلی عناوین کی طرف رجوع کیا جائے مثلاً نماز کے اثرات، ارکان، احکام اور شرائط کو لفظ نماز میں تلاش کیا جائے۔

(۲) مترادف الفاظ میں سے ایسے لفظ کو اصلی عنوان قرار دیا گیا ہے جو مناسب تر ہے اور دیگر عنوان یا عناوین کے سلسلے میں (ر۔ک) (رجوع کیجئے) کی علامت کے ذریعے اسی عنوان کی طرف رجوع کرنے کیلئے کہا گیا ہے مثلاً:

آگ: ر۔ک آتش

(۳) بعض اصلی عناوین کے فرعی عناوین نہیں ہیں تاہم خود کسی اور عنوان کے تحت آئے ہیں لہذا اس عنوان کے لیے اس اصلی عنوان کی طرف رجوع کرنے کے لیے کہا گیا ہے مثلاً:

آرزو: ر۔ک انبیاء، انسان و...

(۴) وہ الفاظ و موضوعات جو ایک دوسرے کے نزدیک ہیں اور ایک موضوع کے بارے میں تحقیق کرنے کے لیے مفید اور مؤثر ہیں ان میں بھی فرعی عناوین کو ذکر کرنے کے بعد نیز ر۔ک (نیز رجوع کیجئے) کی علامت سے رہنمائی کی گئی ہے مثلاً آخرت: نیز ر، ک ایمان، دنیا، قیامت، معاد۔ یاد رہے کہ جہاں رجوع کرنے کے لیے کہا گیا ہے وہاں کبھی مطلوبہ عناوین دونوں عناوین میں صراحت کے ساتھ لائے گئے ہیں اور کبھی فقط دونوں عناوین میں علمی رابطے کو ظاہر کیا گیا ہے۔

(۵) وہ اشاریے جنہیں "اور" کے ذریعے مرکب کیا گیا ہے ان میں ایک خاص رابطہ پایا جاتا ہے لہذا ان مرکب اشاریوں میں اگر دو مفہیم ہیں تو پہلے اس کو ذکر کیا گیا ہے جو دوسرے میں مؤثر ہے جیسے "ایمان اور عمل" (چونکہ ایمان عمل میں مؤثر ہے لہذا ایمان کو پہلے لکھا گیا ہے) اور اگر مفہیم کی بجائے دو افراد یا گروہ ہوں تو پہلے واسطہ رکھنے والے کو ذکر کیا گیا ہے اور جس کے ساتھ واسطہ رکھا گیا اسے بعد میں ذکر کیا گیا ہے جیسے "آنحضرت (ص) اور اہل کتاب" اور "کفار اور قرآن کریم" کہ جنہیں "ایمان"، "آنحضرت" اور "کفار" کے عناوین میں ذکر کیا گیا ہے اور دوسرے عناوین (عمل، اہل کتاب، قرآن) میں انہیں پہلے عناوین کی طرف رجوع کرنے کا کہا گیا ہے۔

(۶) بسا اوقات ایک عنوان کو اسکے مفہیم کی وسعت اور اس کے بعض فرعی عناوین کے مستقل موضوع ہونے کی بنا پر کئی اصلی موضوعات کی طرف تقسیم کر دیا گیا ہے تاکہ مطلوبہ معلومات آسانی سے دستیاب ہو سکیں مثلاً "آیات خدا، اسماء و صفات، توحید اور خدا" اس کے باوجود موضوع کی وحدت کو حفظ کرنے کیلئے ایک موضوع سے دوسرے موضوع کی طرف رجوع کرنے کیلئے بھی کہا گیا ہے۔

(۷) اصلی عنوان کے تکرار سے بچنے کے لیے ذیلی اور فرعی عناوین میں یہ علامت "-" مناسبت کے ساتھ، پہلے یا بعد میں لگا دی گئی ہے لہذا ہر کلمہ اس علامت کے ساتھ مل کر مرکب (اصلی و فرعی عنوان سے) کو تشکیل دیتا ہے جیسے ایثار: کا اجر، کی قدر و قیمت، کے اثرات یا آنحضرت کے پیروکاروں کا اعراض یہ ہو جائے گا آنحضرت (ص) کے پیروکاروں کا اعراض وغیرہ۔

ملاحظات:

(۱) اشاریوں میں ذکر شدہ نمبر ان آیات سے مربوط ہیں جن سے موضوعات کو اخذ کیا گیا ہے البتہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اشاریوں کے یہی الفاظ آیات میں موجود ہیں بلکہ انہیں آیات سے استخراج کئے گئے نکات کی بنیاد پر تیار کیا گیا ہے۔

(۲) کتاب کے آخر میں مذکور اشاریوں کے علاوہ ہر آیت کے ذیل میں بھی اس کے اشاریے ذکر کر دیئے گئے ہیں تاکہ قارئین محترم کیلئے مطلوبہ عناوین کی طرف رجوع کرنا آسان ہو جائے اور انہیں ہر آیت کے عناوین کا خلاصہ بھی دستیاب ہو جائے۔

اشاریے (۱)

اشاریے

”آ“

آبرو: کی اہمیت ۲۳/۱۹

آبادی: کی ترقی، اس کے آثار، ۶/۱۴، اس کی اہمیت، ۶/۱۴ کی کثرت، اس کا کردار، ۳۳/۱۸

آبادکاری: کے عوامل، ۳۱/۱۸

آبا و اجداد: کا عقیدہ، اس کے آثار، ۵۹/۱۴: کا عمل، اس کے آثار، ۳/۱۴، ۵۹: کا کردار، ۵/۱۸، مؤمن۔ ان کا کردار،

۳/۱۴، موحد۔ ان کا کردار، ۳/۱۴ نیز ر۔ ک: انسان، بنی اسرائیل اور مشرکین

آبروریزی: ر۔ ک، کفار

آثار قدیمہ: ر۔ ک، قومیں اور بنی اسرائیل

آخر الزمان: میں عالمی جنگ، ۹۹/۱۸ ر۔ ک، یاجوج و ماجوج

آخرت: کی تکذیب، اس کے آثار ۱۰/۱۴: ۵: اس کے اسباب ۱۱/۱۴: اس کی کوشش، ۱۹/۱۴: کا توشہ: اس سے محروم

افراد کی سزا، ۱۰۶/۱۸: سے محروم افراد ۱۸/۱۴: کو جھٹلانے والے: ان کے دلوں پر مہر ۳۶/۱۴: ان کی خیر خواہی

۱۱/۱۴: ان کی بد خواہی، ۱۱/۱۴: ان کی صفات، ۱۱/۱۴: ان کے عذاب کا مستحق ہونا ۱۱/۱۴: ان کے میلانات،

۱۱/۱۴: ان کی محرومیت، ۳۵/۱۴ نیز ر۔ ک

آخرت کو طلب کرنے والے: آخرت کی چاہت، انسان، ایمان، ذکر، عقیدہ، غفلت، قیامت، کفر، اندھے دل اور گمراہ

افراد، آخرت کو طلب کرنے والے: کی پاداش، ۱۹/۱۴: کا ختمی ہون

۱۹/۱۴ کے اخروی مقامات، ۲۱/۱۴ کی نعمتیں ۲۰/۱۴، ر، ک، آخرت اور آخرت کی چاہت؛ آخرت کی خواہش؛
 دنیاوی نعمتیں، ۲۰/۱۴؛ کی اہمیت، ۱۹/۱۴ ر، ک، آخرت اور آخرت طلب کرنے والے
 آدم (ع) کا پانی سے ہونا، ۶۱/۱۴؛ کا خالی ہونا، ۶۱/۱۴؛ کا ضرر پذیر ہونا، ۶۲/۱۴؛ کا گیلی مٹی سے ہونا، ۶۱/۱۴؛ کی
 برتری، ۶۲/۱۴؛ کی ملائکہ پر برتری، ۵۰/۱۸؛ کی تکریم، ۶۱، ۶۲، ۱۸، ۵۰؛ کے آثار، ۶۲/۱۴
 اس کا فلسفہ، ۶۲/۱۴؛ کی خلقت اس کا عنصر، ۶۱/۱۴؛ کے لئے سجدہ، ۶۱/۱۴، ۶۲، ۱۸، ۵۰ اس کے آثار، ۶۲/۱۴
 اس کا ترک، ۶۱/۱۴، ۱۸، ۵۰؛ کے فضائل، ۶۱/۱۸، ۵۰؛ کا قصہ، ۶۱/۱۴، ۶۲، ۶۱، اس سے عبرت، ۵۰/۱۸؛ کی
 گمراہی، اس سے ناامیدی، ۶۲/۱۴؛ کی نسل، ۱۹/۱۴، ۵۸/۴۰؛ ر، ک، ذکر آدم کشی، ر، ک، قتل
 آذوقہ: ر، ک، اصحاب کہف

آرام و سکون: کا سرچشمہ، ۱۹/۱۸ کے آثار، ۱۰۳/۱۴ کے عوالم، ۲۶/۱۹ نیز ر، ک، بنی اسرائیل اور ضرورتیں
 آرزو: کا جوان، ۲۳/۱۹ کی تکمیل، ۲۳/۱۸ کے آثار، ۱۸/۱۴، ۳۶/۶۳ کے تحقق کا سبب، ۶۲/۱۸ پسندیدہ ۲۳/۱۸
 فخر و مباہات کرنے والوں سے سلب نعمت کی ۳۰/۱۸ مادی وسائل کی، ۱۸/۱۴، ۲۸، ۲۸، نعمت کی، ۳۰/۱۸ ہدایت
 کی، ۲۳/۱۸، موت کی، ۳۹/۱۸، ۲۳/۱۹ نیز ر، ک، انبیائی، اہل بیت، دنیا پرست، زکریا، سوچ، کفار، گنہگار افراد،
 مغرور باغبان، مؤمنین اور مریم (ع)
 آزادی: ر، ک عقیدہ

آرزو: اور ابراہیم ۲۶/۱۹ کے ساتھ احتجاج، اس کا ترک، ۳۴/۱۹؛ کیلئے استغفار، ۳۴/۱۹ کا افراد، ۳۳/۱۹، اس کو
 انذار، ۳۵/۱۹ اس کی بت پرستی، ۳۲، ۳۳، ۳۶، ۳۸، ۳۹ اس کی فکر، ۳۳/۱۹؛ کا غیر منطقی ہونا، ۳۶، ۳۴/۱۹؛
 کا تعجب، ۳۶/۱۹ کی دھمکیاں، ۳۶/۱۹، ۳۴، ۳۸ ان کا فلسفہ، ۳۶، ۱۹ کی جہالت، ۳۶، ۱۹ کی سختی، ۳۶، ۳۴ کو
 دعوت، ۳۳، ۱۹ کے ساتھ برتاؤ، ۳۶، ۱۹ کی قسم، ۳۶، ۱۹ کا شرک، ۳۲، ۱۹ کے معبودوں کی تعداد، ۳۶، ۱۹ کی نجات
 ۱۹، ۳۵ کی نہی، ۳۳ کو استغفار کا وعدہ، ۳۴، ۱۹ اس کا فلسفہ، ۳۴، ۱۹، کی ہدایت، ۳۵، ۳۴ اس کا
 سبب، ۳۴، ۱۹ آزمائش: ر، ک امتحان اور آزمائش

آسائش: بہترین، ۱۸/۱۰۸ کے آثار، ۶۴/۱۴ نیز ر، ک، اہل سنت اور مؤمنین، بہشت

آسائش طلبی: ر_ک، کفر اختیار کرنے والے

آسمان: سات، ۱۷، ۳۳۔ ان کی تسبیح، ۱۷، ۲۳۔ ان کا پھٹنا، ۱۹، ۹۰۔ ان کی تدبیر، ۱۹، ۶۵۔ اس کا تعدد، ۱۷، ۵۵، ۱۸، ۱۰۲، ۱۹، ۲۶، ۱۳، ۹۳، ۹۰، ۶۵۔ اس کا حاکم، ۱۸، ۲۶۔ ان کی خلقت، ۱۸، ۵۱۔ اس کی اہمیت، ۱۷، ۹۹۔ اس کی عظمت، ۱۷، ۹۹۔ اس کا مطالعہ، ۱۷، ۹۹۔ اس کے سقوط کی درخواست، ۱۷، ۹۲۔ کی عبادت، ۱۷، ۳۳۔ وہ کا عیب، ۱۸، ۲۶۔ ان کا مالک، ۱۸، ۲۶۔ اس کا مربی، ۱۷، ۱۸، ۱۰۲، ۱۳۔ کے موجودات، ان کا حشر، ۱۹، ۹۵۔ ان کی مملوکیست کے دلائل، ۱۹، ۹۳۔ ان پر حکومت ۱۹، ۹۳۔ ان کی عبودیت، ۱۹، ۹۳، ۵۵، ۱۹، ۹۵، ۹۳۔ ان پر ولایت، ۱۸، ۲۶۔ اس کا کردار ۱۷، ۳۳ نیز ک، آنحضرت (ص)، عذاب، ذکر

آسودہ حال افراد:۔ کے اخروی مشروبات، ۲۹/۱۸؛ کا اسلام، ۲۸/۱۸؛ کے لئے اہتمام، اس سے نہی، ۲۸/۱۸؛ کے دوستوں کی بے وفائی، ۳۳/۱۸؛ کی تجویز، ۲۸/۱۸؛ کا اخروی خوف، ۳۹/۱۸؛ کی ثروت، اس سے استفادہ، ۲۸/۱۸؛ کا حق قبول نہ کرنا، ۱۶/۱۸، ۸۳؛ کے ترجیح دینے کی مذمت، ۲۸/۱۸؛ کا ضعف، ۸۳/۱۸؛ سے عبرت، ۳۵/۱۸؛ کا اخروی عذاب، ۲۹/۱۸؛ سے مراد، ۱۶/۱۸؛ جہنم میں، ۲۹/۱۸؛ قیامت میں، ۳۶/۱۸؛ صدر اسلام کے، ۲۸/۱۸، ان کی خواہشات نفسانی کے آثار، ۲۸/۱۸، ان کی امتیاز طلبی، ۲۸/۱۸، ان کی مادی وسائل، ۲۸/۱۸، ان کی بہانی جوئی، ۲۸/۱۸، ان کی کوشش، ۲۸/۱۸، صدر اسلام کے اور محمد (ص)، ۲۸/۱۸، ان کا غلو، ۲۸/۱۸؛ سختی کے وقت، ۸۳/۱۸، فاسق۔ ان کا کردار، ۱۶/۱۸؛ کی محمد (ص) کے ساتھ ہمنشینی، ۲۸/۱۸؛ کے ساتھ ہمنشینی، اس کے آثار، ۲۸/۱۸ نیز۔ ک: امتیں اور میلانات

آفت پذیر: ر_ک، آدم (ع) اور انسان // آفت شناسی: ر_ک، اقتصاد، تبلیغ، معاشرہ، دین اور شخصیت
 آگ: ر_ک، جہنم // آل یعقوب (ع):، ۱۹/۶ کے وارث، ۱۹/۷ نیز ر_ک، یعقوب (ع)
 آفاقی آیات: ر_ک، آیات خد

آیات الاحکام: ر_ک، احکام آیات خدا: ۱۴/۱۸، ۲۱/۱۹، ۱۴/۱۱، ۹

آفاقی آیات: ۱۴/۳۳، ۱۵/۱۲، ۱_منسوخ آیات، ۱۴/۱۱۰_ناسخ آیات، ۱۴/۱۱۰_؛ کا مشاہدہ کروانا اس کا

فلسفہ، ۱۴/۵۹_؛ کا استماع، اس سے محروم افراد، ۱۸/۱۰۱، اس سے محرومیت، ۱۸/۱۰۱_؛ کا مذاق اڑانے والے،

۱۸/۵۶، ۱۰۶_؛ کا مذاق، ۱۸/۱۰۶، ۵۶_اس کے آثار، ۱۸/۵۶، ۱۰۶_؛ سے اعراض، اس کے آثار، ۱۸/۱۴

۵۸، ۵۹، اس کا ظلم، ۵۴/۱۸۔ اس کی سزا، ۵۴، ۵۸/۱۸؛ کی تبدیلی، ۲۱/۱۸؛ کی وضاحت، ۱۲/۱۸؛ کا فلسفہ، ۱۵/۱۸؛ کی تکذیب، ۵۹/۱۸۔ اس کے آثار، ۵۴/۱۸، ۱۰۵، ۴۵/۱۹۔ اس کی حقیقت، ۱۰۶/۱۸، اس کا سبب، ۹۹/۱۸، اس کا سرچشمہ، ۴۳/۱۹؛ کے سامنے خضوع، ۵۸/۱۹؛ کی درخواست، ۱۰/۱۹؛ کا درک، اس سے محرومیت کے آثار، ۵۴/۱۸، اس سے محروم افراد، ۳۶/۱۸، ۱۰۱/۱۸؛ کا مشاہدہ کرنا اس کے آثار، ۱۰۸/۱۸؛ کی رحمت، ۵۸/۱۹؛ کی شناخت، ۵۴/۱۸؛ پر ظلم، ۵۹/۱۸؛ کی عظمت، ۹/۱۸؛ کا فلسفہ، ۵۴/۱۸؛ کا کتمان، ۲۱/۱۸؛ پر ایمان لانے والے، ۱۰۴/۱۸، ان کی ہدایت، ۸۶/۱۸؛ کے ساتھ مجادلہ، اس کی سزا، ۵۸/۱۸؛ کا مطالعہ، اس کے آثار، ۱۴/۱۸؛ سے اعراض کرنے والے، ان کا عذاب، ۵۸/۱۸؛ کو جھٹلانے والے، ۹۹/۱۸، ان کا زیان، ۱۰۵/۱۸، ان کی سزا، ۱۰۶/۱۸، ان کے لئے معجزہ، ۵۹/۱۸۔ ان کا باہمی توافق، ۵۹/۱۸؛ کا نزول، اس کے عوامل، ۵۴/۱۸؛ کا کردار، ۱۰۵/۱۸؛ کی وضاحت، ۴۳/۱۹؛ کے ذریعہ ہدایت، ۱۴/۱۸؛ آئندہ زمانہ کے افراد، کی محرومیت، اس کے عوامل، ۵۹/۱۸۔ آئندہ کی پیشین گوئی، اس کا محال ہونا، ۲۳/۱۸؛ ر_ک، اقتصاد، انسان اور اولاد؛ دور اندیشی، ر_ک، دور اندیشی آئین: ر_ک، دین، رسومات

"/"

ابراہیم (ع): اور بت پرست ۳۴/۱۹؛ آیات خدا کو سنتے کے وقت، ۵۸/۱۹؛ ولادت یعقوب (ع) کے وقت، ۳۹/۱۹؛ کا استدلال، ۳۲، ۳۳/۱۹۔ اس کی اہمیت، ۳۲/۱۹۔ اس کا طریقہ، ۳۲/۱۹۔ اس کا وقت، ۳۲/۱۹؛ کا اخراج، ۳۶/۱۹؛ کا استقبال، ۳۴/۱۹۔ اس کو قبول کرنے کا سبب، ۳۴/۱۹؛ کی استقامت، ۳۴/۱۹۔ ان کی پاداش، ۵۰/۱۹؛ کو حضرت اسحاق (ع) کی عطا، ۳۹/۱۹؛ کا امیدوار ہونا، ۳۴، ۳۸/۱۹؛ کے انذار، ۳۵/۱۹؛ کے افکار، ۳۴، ۲۸/۱۹؛ کی بے نیازی، اس کے عوامل، ۳۴/۱۹؛ کی پاداش، ۳۹/۱۹؛ کا باپ، ۳۲/۱۹؛ کی پیروی، ۳۳/۱۹۔ اس کا معیار، ۳۳/۱۹؛ کی بیزاری، ۳۸، ۳۹/۱۹۔ اس کا فلسفہ، ۳۸/۱۹؛ کی تبلیغ، اس کا طریقہ، ۳۳، ۳۵/۱۹؛ کو عقیدہ پر مجبور کرنا، ۳۶/۱۹؛ کی کفالت، ۳۶/۱۹؛ کی کوشش، ۳۵/۱۹؛ کی توحید، ۳۳، ۳۴، ۳۸/۱۹۔ ان کی پاداش، ۵۰/۱۹۔ ان کی توحید عبادی، ۳۸/۱۹؛ کا توکل، ۳۸/۱۹؛ کی دھمکی، ۳۶/۱۹؛ کا خوش نام ہونا، اس کے عوامل، ۵۰/۱۹؛ کی دعا، ۳۸/۱۹۔ اس کی اجابت، ۳۸/۱۹؛ کی دعوتیں، ۳۳/۱۹؛ کی سچائی، ۳۱/۱۹؛ پر رحمت، ۵۰/۱۹؛ کے ملنے کا طریقہ، ۳۲، ۳۴/۱۹؛ کا سجدہ، ۵۸/۱۹؛ کی کلام، اس کی نرمی، ۳۴/۱۹؛ کی سعادت، ۳۸/۱۹؛ کا سنگسار، ۳۶/۱۹؛ کا شرح

صدر، ۳۷/۱۹؛ کا شرک سے مقابلہ، ۳۶/۲۲/۱۹؛ کا صبر، ۳۷/۱۹؛ کی صداقت، ۳۱/۱۹ اس کے آثار، ۳۱/۱۹ اس کا سرچشمہ، ۵۰/۱۹؛ کا عقیدہ، ۳۶/۱۹، ۳۷/۱۹ اس سے تعجب، ۳۶/۱۹؛ کا علم، ۳۳/۱۹ اس کے آثار، ۳۳/۱۹ اس کی محدودیت، ۳۳/۱۹، اس کا سرچشمہ، ۳۳/۱۹؛ کا چچا، ۳۲/۱۹؛ کی اولاد، ۳۵/۱۹، ان پر رحمت، ۵۰/۱۹ ان کی خوش نامی کے اسباب، ۵۰/۱۹؛ کے فضائل، ۳۱، ۳۳، ۳۷، ۵۰، ۵۸/۱۹؛ کا قصہ، ۳۱، ۳۳، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۲/۱۹ اس سے عبرت، ۳۱/۱۹؛ کا گریہ، ۵۸/۱۹؛ کی مدح، ۵۰/۱۹؛ کا مربی، ۵۰/۱۹؛ کی مشکلات، ان کا رفع کرنا، ۳۸/۱۹؛ کے مقامات، ۳۱/۱۹؛ کے مواعظ، ۳۵/۱۹؛ کی مہربانی، ۳۳، ۳۵، ۳۷/۱۹؛ کی نبوت، ۳۱، ۳۲/۱۹ اس کے آثار، ۳۱/۱۹؛ کا نسب، ۵۸/۱۹ کی نسل، ۵۸/۱۹؛ کی نعمتیں، ۳۳/۱۹؛ کے نواہی، ۳۳/۱۹؛ کے وعدے، ۳۷/۱۹؛ کی ہجرت، ۳۹، ۳۸/۱۹ اس کا فلسفہ، ۳۸/۱۹؛ کی ہدایت، ۳۳/۱۹؛ کا ہدایت کرنا، ۳۵/۲۳/۹۱ اس کا طریقہ، ۳۳/۳۵، ۳۷ اس کی خصوصیات، ۳۳/۱۹ نیز ک، آذر، بت پرستی، ذکر اور سنگسار

ابلیس: جنات میں سے، ۵۰/۱۸؛ ملائکہ میں سے، ۶۱/۱۷؛ نافرمانی سے پہلے، ۵۰/۱۸؛ اور خدا کی حاکمیت، ۶۲/۱۷؛ اور ملائکہ، ۵۰/۱۸؛ کا اختیار، ۶۱، ۶۳/۱۷؛ کی اہمیت کا اندازہ، ۶۱/۱۷؛ کا مہلت طلب کرنا، ۶۲/۱۷ اس کی استجابت، ۶۳/۱۷؛ کا گمراہ کرنا، ۶۲/۱۷؛ کا اعتراض، ۶۲/۱۷ اس کا عوادل؛ کا بہکانا، ۶۲، ۶۳/۱۷ اس کا طریقہ، ۶۳/۱۷؛ کی فکر، ۶۱، ۶۲/۱۷؛ کے پیروکار، ان کی بے وقعتی، ۶۳/۱۷ ان کی سزا، ۶۳/۱۷؛ کی پیروی، اس کے آثار، ۶۳/۱۷؛ کا نسلی امتیاز، ۶۱/۱۷؛ کا تعجب، ۶۱/۱۷؛ کا تکبر، ۶۱، ۶۲/۱۷ اس کے آثار، ۶۱/۱۷؛ کی ذمہ داری، ۵۰/۱۸؛ کی کوشش، ۶۳/۱۷؛ کی جنس، ۵۰/۶۱، ۱۸/۱۷؛ کی خلقت، اس کا عنصر، ۶۱/۱۷؛ کی خواہشات، ۶۱/۱۷؛ کے جال، ۶۳/۱۷؛ کی دشمنی، ۵۰/۱۸ اس کے عوادل، ۶۲/۱۷؛ کی افواج، اس کا تنوع، ۶۳/۱۷ اس کی خصوصیات، ۶۳/۱۷؛ کا تسلط، ۶۲، ۶۵/۱۷ اس سے تحفظ کے اسباب، ۶۵/۱۷ اس کا دائرہ کار، ۶۲، ۶۳/۱۷؛ کی قسم، ۶۲/۱۷؛ کی آواز، ۶۳/۱۷؛ کا مردود ہونا، ۶۳/۱۷؛ کا عاجز ہونا، ۶۲/۱۷؛ کا عصیان، ۶۱/۱۷، ۵۰/۱۸ اس کے آثار، ۶۳/۱۷ اس کے عوادل، ۶۱/۱۷ اس کا سرچشمہ، ۵۰/۱۸؛ کا عقیدہ، ۶۲/۱۷؛ کا علم، ۶۲/۱۷؛ کا فسق، اس کا سبب، ۵۰/۱۸؛ کی سزا، ۶۳/۱۷؛ کا مغضوب ہونا، ۶۲/۱۷؛ کی نسل، اس کی دشمنی، ۵۰/۱۸؛ کی مایوس، ۶۲/۱۷ نیز ک، شیطان

ابن سبیل: کے حقوق، ان کی ادائیگی، ۶۲/۱۴۔ ان کا سرچشمہ، ۲۶/۱۴؛ کو اطعام، ۴۴/۱۸؛ پر انفاق، ۲۸/۱۴؛ سے برتاؤ کا طریقہ، ۲۸/۱۴؛ سے عذر خواہی، ۲۸/۱۴ نیز ک، محمد (ص)

اتمام حجت: کی اہمیت، ۱۵/۱۴؛ کا کردار، ۵۵/۱۸ نیز ک، اللہ تعالیٰ، انبیاء، رہبری، فرعون، فراعنہ، کفار و مشرکین خدا کی آواز پر لبیک کہنے والے، ۵۲/۱۴

اجازہ: کے احکام، ۴۴/۱۴ استدلال: کا طریقہ، ۳۲/۱۹ نیز ک، آذر، ابراہیم (ع)، انبیاء، خدا، ذکر اور قرآن احتلام: کے آثار، ۳۳/۱۴ احسان: کے احکام، ۲۲/۱۴ کی دعوت، ۳۹/۱۴؛ کے موارد، ۳۰/۱۸؛ کے موانع، ۱۰/۱۸، ۴/۱۸ نیز ک، بنی اسرائیل، موحدین، والدین

احکام: ۲۳/۱۴، ۲، ۳۱، ۲۸، ۲۶، ۳۳، ۳، ۳۵، ۳۴، ۳۶، ۶۱، ۴۸، ۱۱۰، ۴۹، ۱۸/۱۸، ۱۹، ۲۱، ۴۹، ۲۳/۱۹، ۲۶، ۲۹،

۶۵، ۵۹، ۴۸، ۴۴، ۳۱؛ کی اولویت ۳۳/۱۴؛ کا فلسفہ، ۳۸/۱۴، ۳۳، ۳۲، ۲۳

ارادہ بنانا: اس کا طریقہ، ۲۳/۱۸؛ کار، ۱۳/۱۴

ائمہ: کی حقانیت، ۴۱/۱۴؛ کے ساتھ کینہ، اس کے آثار، ۶۳/۱۴؛ سے محبت، ۶۳/۱۴؛ کی ولایت، اس کے آثار، ۶۳/۱۴ نیز ک، امام حسین (ع)، امام علی (ع)، امام مہدی (ع) اور اہل بیت (ع)؛ امتحان، سختی کا اس کے آثار، ۶۴/۱۴ ک، مؤمنین

اختلاف: کی صورت میں برتاؤ، ۲۲/۱۸؛ کے عوائل، ۵۳/۱۴؛ کے موانع، ۵۳/۱۴ نیز ک، اصحاب کہف، شیطان، عیسیٰ بن مریم (ع) اور مسیحی

اخلاص: کے آثار، ۱۸/۱۴، ۸۰/۱۹، ۵۱/۱۱۰؛ اور معاشرتی مشکلات سے نجات، ۲۶/۱۹؛ کی اہمیت، ۸۰/۱۴؛ کی درخواست، ۸۰/۱۴؛ کا سرچشمہ، ۸۰/۱۴ نیز ک، دعا، ریاکاری، عبادت، عمل اور نذر

اخلاق: اخلاقی فضائل، اس کا سبب، ۳۹/۱۴؛ اخلاقی رذائل؛ ۱۰۰/۱۴، اس کا سبب، ۳۴/۱۴؛ اس کی ناپسندگی، ۳۸/۱۴؛ کا سبب، ۳۶/۱۸ نیز ک، انحراف، عقیدہ و یحیی (ع)

ادراک: جسمی، ۱۰۱/۱۸؛ غلط اسکا سبب، ۳۱/۱۴؛ کی ادراکی قوتیں، ان میں موثر عوامل، ۹۴/۱۴؛ کے موانع، ۱۰۱/۱۸ نیز ک، بت، گمراہ افراد، سچے اور حقیقی معبود

اور یس (ع): آیات خدا کے استماع کے وقت، ۵۸/۱۹؛ کی تعظیم، اس کے عوامل، ۵۶/۱۹؛ کا تکامل، ۵۴/۱۹، اس کا سبب، ۵۴/۱۹؛ کا سجدہ، ۵۸/۱۹؛ کی صداقت، ۵۶/۱۹، اس کے آثار، ۵۶/۱۹؛ کا عروج، ۵۴/۱۹؛ کے فضائل، ۵۶/۱۹؛ کا قصہ، ۵۴/۱۹، اس سے عبرت، ۵۶/۱۹؛ کا گریہ، ۵۸/۱۹؛ کے مقامات، ۵۶/۱۹؛ کی نبوت، ۵۶/۱۹، اس کے آثار، ۵۶/۱۹؛ کا نسب، ۵۸/۱۹؛ کی نعمتیں، ۵۸/۱۹؛ نیز ک

ایمان آسمانی: کی تعلیمات، ۵۵/۱۹، ۶۰/۱۹؛ کا باہمی تفاوت، ۳۸/۱۴، ۶۰/۱۹؛ نیز ک، اسلام، انفاق، توبہ، روزہ، زکوٰۃ، زنا، شرکت، عبادت گاہ، عمل صالح اور نماز اذن، ر ک، خدا اور شفاعت ارادہ: کے آثار، ۱۹/۱۴، ۱۰۴/۱۹؛ کی اہمیت، ۲۰/۱۴؛ کا کردار، ۳۰/۱۴؛ نیز ک، انسان، خدا اور ذکر ارتداد: کے آثار، ۲۰/۱۸؛ کے عوامل، ۲۰/۱۹؛ نیز ک، اصحاب کہف ارث: کی تاریخ، ۶/۱۹

اہمیت کا اندازہ: شیطانی، ۶۱/۱۴؛ کا ملاک، ۱۸/۱۴، ۳۳/۳۵؛ نیز ک، ابلیس اور دنیا پرست

اقدار: ۱۸/۱۴، ۱۰۹، ۱۰۴، ۵۴، ۳۵، ۲۳، ۱۳، ۱۹، ۸۹، ۸۰، ۶۶، ۳۶، ۱۶، ۱۳، ۱۳، ۱۰، ۵۸، ۵۵، ۳۳، ۱۳

استبداد: کے آثار، ۳۲/۱۹؛ نیز ک، حکومت

استحکام: بشری۔ اس کا ضعف، ۹۸/۱۸؛ نیز ک، ذکر، ذوالقرنین اور عمل

استدراج: ر ک، خدا کی سنہیں

استدلال: ر ک، احتجاج اور برہان

استراحت: ر ک، موسیٰ (ع) اور یوسی

استعاذہ: خدا سے۔ ۱۸/۱۹، اس کی اہمیت، ۱۸/۱۹، اس کا سبب، ۱۸/۱۹؛ نیز ک، مریم (ع): کا پروان چڑھنا، اس کا

سبب، ۴۰/۱۸؛ کا کردار، ۱۸/۱۴، ۶۴/۳۱؛ نیز ک، انبیاء، انسان، اصحاب کہف اور یحییٰ (ع)

استغاثہ: خدا سے۔ اس کا سبب، ۲۸/۱۸؛ نیز ک، اہل جہنم

استغفار: کے آثار، ۵۵/۱۸؛ کے آداب، ۳۴/۱۹؛ کے احکام، ۳۴/۱۹؛ دوسروں کے لئے، ۳۴/۱۹؛ کی اہمیت،

۵۵/۱۸؛ کو ترک کرنے والے، ۵۵/۱۸، ان کی ہلاکت، ۵۵/۱۸؛ کی تاخیر اس کے آثار، ۳۴/۱۹؛ کا ترک، اس کے

آثار، ۵۵/۱۸؛ کا سبب، ۵۵/۱۸؛ کے شرائط، ۳۴/۱۹؛ کی قبولیت، ۳۴/۱۹، اس کے عوامل، ۳۴/۱۹؛ کا وقت، ۳۴/۱۹ نیز ک، ابراہیم (ع)، آذر، انبیاء، مؤمنین، محبوب خدا اور ہدایت پانے والے استقامت: مقدس مقصد میں۔ ۶۰/۱۸ نیز ک، ابراہیم (ع)، توحید اور دینداری استکبار: کے آثار، ۱۹/۱۸، ۱۳/۳۵؛ خدا کے ساتھ اس کی سزا، ۶۹/۱۹، اس کی ناپسندیدگی، ۶۹، ۱۹؛ دین کے ساتھ۔ ۴۲/۱۹؛ کی مذمت، ۴۳/۱۴

استمداد: گمراہ کرنے والوں سے۔ ۵۱/۱۸؛ خدا سے۔ ۱۰/۱۸، ۲۳، اس کی اہمیت، ۸۰/۱۴؛ ذوالقرنین سے۔ ۹۳/۱۸؛ گمراہ افراد سے۔ ۵۱/۱۸؛ باطل معبودوں سے۔ ۵۲/۱۸، ان کا غیر موثر ہونا، ۵۲/۱۸، ۵۳؛ جہنم کے محافظین سے۔ ۲۹/۱۸ نیز ک، اصحاب کہف، جہنمی، ذوالقرنین، سرزمین، قیامت و مشرکین استہزای: کی ناپسندیدگی، ۵۶/۱۸ نیز ک، آنحضرت (ص)، آیات خدا، انبیاء (ع)، آنحضرت اور معاد استہزاء کرنے والے۔ ک، آیات خدا، انبیاء اور بہشت

اسراف: سے اجتناب، ۲۶/۱۴ کے احکام، ۲۴/۱۴؛ کا حرام ہونا، ۲۶/۱۴ کی حقیقت، ۲۴/۱۴؛ کی مذمت، ۲۴/۱۴ سے مراد، ۲۶/۱۴؛ کی ناپسندیدگی، ۳۸/۱۴ سے نہی، ۲۶/۱۴ نیز ک، شیطان اسحاق (ع): آیات خدا کو سننے کے وقت، ۵۸/۱۹؛ پر رحمت، ۵۰/۱۹ کا سجدہ، ۵۸/۱۹ کے فضائل، ۵۰/۱۹، ۵۳، ۵۸ کا گریہ، ۵۸/۱۹ کی مدح، ۵۰/۱۹ کے مقامات، ۳۹/۱۹ کی صداقت، اس کا سرچشمہ، ۵۰/۱۹؛ کی نبوت، ۳۹/۱۹، کا نسب، ۵۸/۱۹ کی نعمتیں، ۵۸/۱۹ نیز ک، ابراہیم (ع) اسرایی: ک، محمد (ص)

اسلام: صدر کی تاریخ، ۳۵/۱۴، ۳۶، ۳۷، ۵۳، ۴۳، ۴۲، ۹۰، ۹۲، ۹۱، ۹۳، ۹۳، ۱۰۱، ۱۳/۱۸، ۲۸، ۸۳، ۸۳/۱۹، ۴۴، ۹۶، ۹۷؛ کی حقانیت، ۴۱/۱۴؛ صدر میں خرافات، ۱۳/۱۸ نیز ک، کفار اسمعیل صادق الوعد: ۵۳/۱۹ کی رضایت، ۵۵/۱۹؛ کا قصہ، اس سے عبرت، ۵۳/۱۹؛ کے فضائل، ۵۵/۱۹ کا مربی، ۵۵/۱۹ کے مقامات، ۵۳/۱۹؛ کی ناگزیری، اس کا فلسفہ، ۵۳/۱۹؛ کی نبوت، ۵۳/۱۹ نیز ک، ذکر

اسمعیل (ع): آیات خدا سنتے کے وقت، ۵۸/۱۹ کی تعظیم، اس کا فلسفہ، ۵۳/۱۹ کے رشتہ دار، ان کا انفاق، ۵۵/۱۹ ان کو دعوت، ۵۵/۱۹ ان کی زکوٰۃ، ۵۵/۱۹ ان کی نعمات، ۵۵/۱۹ کو دعوت، ۵۵/۱۹ کا دین، اس کی تعلیمات، ۵۵/۱۹ کی رضایت، ۵۵/۱۹ کا سجدہ، ۵۸/۱۹ کی صداقت، ۵۳/۱۹ کے فضائل، ۵۳/۱۹ کا گریہ، ۵۸/۱۹ کی نبوت، ۵۳/۱۹ کا نسب، ۵۸/۱۹ کی نعمتیں، ۵۸/۱۹ کی عہد سے وفا، ۵۳/۱۹، ۵۵

اسماء و صفات: کے احکام ۶۵/۱۹ اسماء حسنی، ۱۱۰/۱۴؛ اللہ کے ۱۸/۱۴، ۳۸/۱۱۰؛ میں سے بصیر، ۱/۱۴، ۱۴، ۳۰، ۹۶ کا تعدد، ۱۰/۱۴؛ میں سے حلیم، ۳۳/۱۴، میں سے خیر، ۱۴/۱۴، ۳۰، ۹۶؛ میں سے صاحب رحمت، ۵۸/۱۸؛ میں سے صاحب عرش، ۳۲/۱۴؛ میں سے رحمن، ۱۱۰/۱۴، ۱۸/۱۹، ۲۶، ۳۳، ۳۵، ۶۱، ۷۹، ۸۵، ۸۸، ۸۴، ۹۱، ۹۲؛ میں سے رحیم، ۶۶/۱۴؛ میں سمیع، ۱/۱۴؛ کے شبہات، ان کا جواب، ۱۱۰/۱۴؛ صفات جلالیہ، ۳۰/۱۴، ۳۳، ۳۴، ۹۳، ۱۰۸، ۱۱۶، ۱۸/۳۹، ۱۱/۳۵، ۳۰، ۶۰، ۶۳، ۹۱، ۹۲، ان کے دلائل، ۶۵/۱۹؛ میں سے غفور، ۱۴/۲۵، ۳۳، ۵۸/۱۸ کے ساتھ ناگزاری، ۶۵/۱۹ نیزر ک، دعا، ذکر

اشراف بر ک، قرآنی مثالیں

اشرار: سے بہرہ مندی، اس کا پیش خیمہ، ۱۱/۱۴ کے موارد، ۸۳/۱۴ نیزر ک، میلانات

اصحاب رقیم: سے مراد، ۱۹/۱۸

اصحاب کہف: کا اتحاد، ۱۹/۱۸؛ کو شرک پر مجبور کرنا، ۲۰/۱۸ کا اختلاف، ۱۲/۱۸؛ کی اہمیت طلبی، ۱۰/۱۸؛ کا استمداد، ۱۰/۱۸ لوگوں سے ملاقات کرنے بعد، ۲۱/۱۸؛ غار میں، ۱۱/۱۸، ۱۶، ۸، ۱۴، ان کا امن، ۱۴/۱۸؛ اور ارتداد، ۲۰/۱۸ اور شرک، ۲۰/۱۸ اور مشرکین، ۱۶/۱۸؛ کا اضطراب، ۱۹/۱۸ کا اطمینان، ۱۶/۱۸؛ کا اطمینان قلب، اس کا سرچشمہ، ۱۳/۱۸؛ کا اقرار، ۱۸/۱۹ کی التجا، ۱۰/۱۸ کا امتحان، ۱۰/۱۸؛ کا امن، ۱۸/۱۸؛ کا امیدوار ہونا، ۱۰/۱۸؛ کا اندوہ، اس کے عوامل، ۱۵/۱۸؛ کے دوران معاوہ پر ایمان، ۱۲/۱۸ کا ایمان، ۱۰/۱۸، ۱۳، ۲۰، ۱۶؛ اس کے عوامل، ۱۳/۱۸؛ کا بدن، ۱۴/۱۸، ۱۸، ۱۹؛ کئی گردش، ۱۸/۱۸، اس کی بیداری، ۱۹/۱۸، اس کا زمانہ، ۲۱/۱۸، اس کی حیرت انگیزی، ۱۹/۱۸ اس کا فلسفہ، ۱۲/۱۸، اس کا انشاء، ۱۲/۱۸، اس کا وقت، ۱۹/۱۸؛ کی فکر، ۱۰/۱۸، ۱۶، ۲۰، ۱۹ کی عبادت، ۱۹/۱۸ کا پناہ طلب کرنا، ۱۰/۱۸، ۱۶، ۱۹ کا پیسہ (سکہ)، ۱۹/۱۸، ان کے زمانہ میں رائج پیسہ، ۱۹/۱۸؛ کا بڑھاپا، ۱۰/۱۸ کی پیشین گوئی، ۲۰/۱۸۔

کی تجویز، ۱۶/۱۸_ کا خوف، ۱۹/۱۸_ کی تعداد، ۹/۱۸، ۲۲؛ ۱۹، ۲۲، اس میں اختلاف، ۱۲/۱۸، اس کے بارے میں علم کا
 بے نتیجہ ہونا، ۲۲/۱۸، اس کے ابہام کا فلسفہ ۲۲/۱۸، اس کے جانے والوں کی کمی، ۲۲/۱۸، اس میں مجادلہ، ۲۲/۱۸؛
 _ کے زمانہ کے لوگوں کا تاثر، ۲۰/۱۸؛ کی استعداد میں تفاوت، ۱۹/۱۸_ کا تقیہ، ۹/۱۸؛ کی توحید، ۱۰/۱۸، ۱۵، ۱۶، اس
 کے آثار، ۳/۱۸، توحید ربوبی، ۱۰/۱۸، ۱۳؛ کی وصیتیں، ۱۹/۱۸؛ کا توکل، ۱۰، ۱۶/۱۸؛ کی دھمکی، ۱۶/۱۸_ کا آذوقہ
 مہیا کرنا، ۱۹/۱۸؛ _ کے زمانہ کا معاشرہ، ۱۰/۱۸، ۱۳، ۱۵، ان کی فکر، ۱۵/۱۸، ان کو دھمکیاں، ۱۶/۱۸، ان کی مشکلات،
 ۱۵/۱۸؛ کی جوانمردی، ۱۰، ۱۳/۱۸؛ کی جہالت، ۲۰/۱۸؛ کی حق کی تلاش، ۱۰/۱۸؛ _ کے زمانہ کی حکومت، ۲۰/۱۸؛
 _ کی خدا شناسی، ۱۳/۱۸_ کی سنگساری کا خطرہ، ۲۰/۱۸؛ _ کا خواب، ۱۱/۱۸، ۱۹، اس وقت معاشرے کے
 تحولات، ۲۱/۱۸، اس کی حیرت انگیزی، ۱۹/۱۸، ان کی مدت، ۱۱/۱۸، ۱۲، ۱۹، ۲۰، ۲۵، ۲۶، اس کی مدت میں
 اختلاف، ۲۶/۱۸، اس کی جگہ، ۱۱/۱۸، اس کا سرچشمہ، ۱۱/۱۸، اس کی خصوصیات، ۱۸/۱۸؛ _ کی خواہشات،
 ۱۹/۱۸، کی دعا، ۱۰/۱۸، اس کی اجابت، ۱۱/۱۸؛ _ کی دوستی، ۱۹/۱۸، پر رحمت، ۱۴/۱۸_ کا کتا، ۲۲/۱۸، ۱۸، اس کا
 احترام، ۲۲/۱۸، اس کا صحیح وسالم ہونا، ۱۸/۱۸، اس کی فضیلت، ۱۸/۱۸؛ _ کے بدن کی سلامتی، ۱۹/۱۸_ کے کان کی
 سنگینی، ۱۱/۱۸؛ _ کے زمانہ میں معاہدے کے بارے میں شبہات، ۲۱/۱۸؛ _ کے عفو کی شرائط، ۲۰/۱۸_ کے زمانہ میں
 شرک، ۱۳، ۱۵/۱۸؛ _ کا شرک سے مقابلہ، ۱۰، ۱۳/۱۸_ کے زمانہ میں شرک سے مقابلہ، اس میں اس کی سزا، ۲۰/۱۸؛ _ کا
 شعار، ۱۳/۱۴؛ _ کے بیدار ہونے کے وقت حیرانگی، ۱۹/۱۸؛ _ کا ضعف، ۱۶/۱۸؛ _ کی عبادت، ۲۱/۱۸؛ _ کا عاجز ہونا،
 ۱۹/۱۸_ کی گوشہ نشینی، ۱۶/۱۸؛ _ کا عقیدہ، ۱۲/۱۸، ان کے زمانہ میں باطل عقیدہ، ۲۰/۱۸؛ _ کی عمر، ۱۱/۱۸_ کا پسندیدہ
 عمل، ۱۰/۱۸؛ _ کے رنج کے اسباب، ۱۵/۱۸؛ _ کا غار اس میں تعمیر، ۲۱/۱۸، اس میں خورشید کی چمک، ۱۴/۱۸؛ اسکی
 تولیت (متولی ہونا)، ۲۱/۱۸، اس کے کشف کا سبب، ۲۱/۱۸، اس کا کشف، ۲۱/۱۸، اس کے کشف کے
 آثار، ۲۱/۱۸، اس کے کشف سے ممانعت، ۱۹/۱۸، اس کے کشف کا سرچشمہ، ۲۱/۱۸، صبح کے وقت نماز، ۱۴/۱۸،
 غروب کے وقت نماز، ۱۴/۱۸، اس کا تقدیس، ۲۱/۱۸، اس میں سجدہ کی تعمیر، ۲۱/۱۸، اس میں سجدہ کی تعمیر کا
 فلسفہ، ۲۱/۱۸، اس کا جغرافیائی محل وقوع، ۱۹، ۱۴/۱۸، اس کی وسعت، ۱۴/۱۸، اس کی خصوصیات، ۱۸/۱۸؛ _ کا
 فرار، ۱۸/۱۸_ کا قاصد، ۱۹/۱۸، اس کو وصیت، ۱۹/۱۸، اس کی ذمہ داری، ۱۹/۱۸، اس کا کردار، ۲۱/۱۸؛ _ کے
 فضائل، ۱۰، ۱۴، ۱۳؛ _ کے تفکر کی قدرت، ۱۹/۱۸_ کا قصہ، ۹/۱۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷،

۲۵، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، اس کے آثار ۲۱/۱۸، اس سے آگاہی، ۲۶، ۲۵/۱۸، اس ابہام، ۲۱/۱۸، اس کے ابہام کے آثار، ۱۲/۱۸، اس کا احیاء، ۲۱/۱۸، اس کی اہمیت، ۱۳/۱۸، اس کے مقاصد، ۱۳/۱۸، اس کی قدر و قیمت، ۲۱/۱۸، اس کی تاریخ، ۹/۱۸، اس کا فلسفہ، ۹/۱۸، اس میں مجادلہ، ۲۲/۱۸، اس کی واقعیت، ۱۳/۱۸، کو کشف کرنے والے، ان کا اختلاف، ۲۱/۱۸، ان کا اقرار، ۲۱/۱۸، ان کی فکر، ۲۱/۱۸، ان کی فکر، ۲۱/۱۸، ان کی تجویز، ۲۱/۱۸، ان کا عجز، ۲۱/۱۸، ان کا عقیدہ، ۲۱/۱۸، ان کا مجادلہ، ۲۱/۱۸، ان کی ذمہ داری، ۲۱/۱۸؛ کے زمانہ میں معاد پر ایمان رکھنے والے، ۲۱/۱۸؛ نماز کے متولی، ان کے مقاصد، ۲۱/۱۸، ان کی فکر، ۲۱/۱۸، ان کی کوشش، ۲۱/۱۸؛ کی حفاظت، ۱۸/۱۸؛ کے زمانہ کے لوگ، ان کا عقیدہ، ۲۱/۱۸؛ کا دبر، ۲۶/۱۸، کی موت، ۲۱/۱۸، کے زمانہ میں مسجد، ۲۱/۱۸، کے عصر میں مشرکین، ۲۰/۱۸، کی مشکلات، ۱۰، ۱۶/۱۸؛ کی کامیابی، ۱۰/۱۸، کے زمانہ کے موحدین، ان کی سزا، ۲۰/۱۸، ان کے نام، ۹/۱۸؛ کے بارے میں رائے گیری، ۲۲/۱۸، کی تحریک (انقلاب)، ۱۰/۱۸، ۱۶، اس کے آثار، ۱۳/۱۸، اس کا سبب، ۱۶/۱۸، اس کے عوامل، ۱۳/۱۸؛ کو وعدہ، ۲۱/۱۸، پر ولایت، ۳/۱۸، کی ہجرت، ۱۰/۱۸، کی ہدایت، ۱۳، ۱۷/۱۸، اس کے آثار، ۱۳/۱۸، نیز ک، بت پرستی، خوف، سنگساری، غفلت، لوگ اور حضرت (ص) // اصحاب یمین: قیامت میں، ۱۷/۱۷؛ کا نیک انجام، ۱۷/۱۷، کا اخروی حشر، ۱۷/۱۷؛ کی سعادت، ۱۷/۱۷، کا نامہ عمل، ۱۷/۱۷ اصل برائت: ۷۳/۱۸

اصول: دین ر ک، دین // اصول پرستی: ر ک، آنحضرت اور مسلمان، دینی رہبر

اطاعت: شیاطین کی۔ اس سے اجتناب، ۵۰/۱۸؛ کے احکام، ۳۸/۱۹؛ امام علی (ع) کی۔ ۳۳/۱۷، والد کی۔ اس کا دائرہ کار، ۳۸/۱۹؛ خدا کی۔ ۱۶/۱۷، اس کے آثار، ۸۱/۱۹، اس میں صبر کی اہمیت، ۶۵/۱۹، اس کے ترک کا سبب، ۶۶/۱۹؛ اس کی سختی، ۶۵/۱۹، اس میں صبر، ۶۵/۱۹؛ خضر (ع) کی، ۶۹/۱۸؛ رہبری کی، ۷۱/۱۷؛ شیطان کی۔ اس کے آثار، ۳۳، ۳۵/۱۹، اس کا گناہ، ۳۵/۱۹؛ گنہگاروں کی۔ ۳۳/۱۹، قرآن کی، ۲۷/۱۸؛ معصیت کاروں کی، ۳۳/۱۹، استاد کی، ۲۸/۱۸؛ ممنوع۔ ۳۸/۱۹، کے عوامل، ۵۰/۱۸، نیز ر ک، بندگان خدا اور ملائکہ

اطعام: ر ک، ابن سبیل اطمینان ناپسندیدہ۔ ۳۳/۱۸۔ کے عوامل، ۱۰/۱۹، نیز ر ک، اصحاب کہف، مغرور باغبان (مالک) ذکر یا (ع)، سعادت، مریم (ع)، نعمت اور ضرورتیں

اعتدال: کی اہمیت، ۱۸/۱۷، ۲۸/۲۹، نیز ر ک، اقرار

اعتراف: ر_ک، اقرار

اعداد: عدد پانچ، ۲۲/۱۸، عدد چار، ۲۲/۱۸، عدد تین، ۱۰/۱۸، ۱۹، ۲۲، عدد تین سو، ۲۵/۱۸، عدد تین سو نو، ۲۵/۱۸، عدد چھ، ۲۲/۱۸، عدد نو، ۱۸/۱۴، ۱۰۲، ۲۵/۱۰۱، عدد آٹھ، ۲۲/۱۸، عدد سات، ۲۲/۱۸؛ گمراہی کو قبول کرنا، ر_ک، اکثریت، کفار اور گواہ افراد/اسراف کرنے والے: ۲۶، ۲۴/۱۴

افتراء: خدا پر ۱۸/۱۴، ۱۹/۴۳، ۱۵، ۹، ۵/۹۱، ۸۸، اس سے اجتناب، ۱۹/۱۴، ۸۹/۴۳، اس کی سزا، ۹۵/۱۹، اس کا گناہ، ۱۸/۵ نیز ر_ک، جاہلیت، قرآن، لوگ، مشرکین اور خدا پر افترا باندھنے والے افراط و تفریط: سے اجتناب، اس کی اہمیت، ۱۸/۱۴، ۲۸/۲۹ نیز ر_ک، انفاق، سرور و قصاص افک: ر_ک، افتراء

اقتصاد: اقتصادی آفت کی شناخت ۳۵/۱۴؛ اقتصادی مستقبل، اس کی پریشانی، ۳۱/۱۴، اقتصادی ترقی، اس کے آثار، ۶/۱۴، ۱۹/۴۳، ۴۳، اس کی اہمیت، ۶/۱۴، اس کے موانع، ۴۴/۱۹، اقتصادی عدالت، اس کے آثار، ۵/۱۴ نیز ر_ک، گذشتہ اقوام، انسان، بنی اسرائیل، کفار، کفار مکہ، مسلمان اور یتیم اقرار: سزا کے استحقاق کا، ۲۹/۱۸؛ توحید کا، ۱۸، ۳۸، اس کی اہمیت، ۳۹/۱۸؛ قرآن کی حقانیت کا ۱۰۴/۱۴؛ فرعون کے حق کو قبول نہ کرنے کا ۱۰۱/۱۴؛ فراعنہ کے حق کو قبول نہ کرنے کا، ۱۰۱/۱۴؛ خدا کی رحمانیت کا ۸۸/۱۹، ۳۳، اس کے آثار، ۹۳/۱۹؛ عبودیت کا اس کا سبب، ۹۳/۱۹؛ علم خدا کا ۲۱/۱۸؛ خدا کی نافرمانی کی ناپسندیدگی کا، ۳۳/۱۹ نیز ر_ک، جاہلیت، نفس، سرزمین اور خاص موارد

اکثریت: کا گمراہی قبول کرنا، ۶۲/۱۴، کا حق کا انکار کرنا، ۸۹/۱۴؛ کے برتاؤ کا طریقہ، ۱۶۶/۱۹، التحای، ر_ک، اصحاب کہف اور خدا

الوہیت: کے شرائط، ۹۲/۱۹، کا مقام، اس کو خفیف تصور کرنا، ۳۳/۱۴؛ کا معیار، ۳۲/۱۴ نیز ر_ک، خدا اور رحمت الساعۃ: ۱۹/۳۶، ۲۱/۴۵، امامت: بچپن میں، ۱۲/۱۹

امام حسین (ع): کی مظلومیت، ۳۳/۱۴، کی نصرت، ۳۳/۱۴ نیز ر_ک، ائمہ (ع)

امام علی (ع): کا باب ہونا، ۲۳/۱۴، کے فضائل، ۲۶، ۸۵/۱۴، کی محبت، ۳۳/۱۴ نیز ر_ک، ائمہ (ع) اور اطاعت

امام مہدی (ع): کی ذمہ داری، ۳۳/۱۷، کی ولایت، ۱۳/۱۷، نیز، ر_ک، ائمہ (ع)
 امتحان: کا ذریعہ؛ ملعونین کے ساتھ ۶۰/۱۷، کا سبب، ۷/۱۸، میں شکست کے عوائل، ۷/۱۸، میں کامیابی کے عوائل
 ، ۷/۱۸، کا فلسفہ، ۷/۱۸، نیز، ر_ک، ابتلائی، اصحاب کہف، انسان اور خد
 اہل عفت: کی امداد، ۲۳/۱۹

اہانت کرنا: دوسروں کی، ۳۵/۱۸، اس کا سبب، ۳۳/۱۸، اس کی مذمت، ۳۳/۱۸، نیز، ر_ک، اہل جہنم، فقرائی، مؤمنین
 اور مشرکین

امتیں: اور خدا کی آیات، ۶۰/۱۷، حضرت نوح (ع) کے بعد ۱۷/۱۷، ان کا فساد، ۱۷/۱۷، ان کا فسق، ۱۷/۱۷، ان کے
 صدر اسلام میں آثار قدیمہ، ۵۹/۱۸، ان کے حق کو قبول نہ کرنے کے آثار، ۹۸/۱۹، ان کے ظلم کے آثار، ۵۹/۱۸، ان
 کے عقائد کے آثار، ۵۹/۱۷، ان کے عمل کے آثار، ۵۹/۱۷، ان کے فسق کے آثار، ۱۷/۱۷، ان کے کفر کے آثار،
 ۵۹/۱۸، ان کے گناہ کے آثار، ۱۷/۱۷، ان کی ہٹ دھرمی کے آثار، ۹۸/۱۹، ان کا خاتمہ، ۹۸/۱۹، ان کی بہانہ جوئی،
 ۵۹/۱۷، ان کی تاریخ، ۱۷/۱۷، ۱۸، ۵۵، ۹۸/۱۹، ان کی خواہشات، ۵۹/۱۷، ان کی کذب بیانی، ۵۹/۱۷، ان کا عذاب،
 ۵۵/۱۸، ان کے فاسقین، ۱۷/۱۷، ان کی سزا، ۱۷/۱۷، ان کے عیش و عشرت میں بسر کرنے والے افراد، ۱۷/۱۷، ان
 کے شہروں کی ویرانی، ۵۹/۱۸، ان کی ہلاکت، ۱۷/۱۸، ۵۹/۱۷، ۹۸/۱۹، ان کی ہلاکت کے اسباب، ۵۹/۱۸، ۹۸/۱۹،
 ان کی ہلاکت کا سبب، ۹۸/۱۹، حضرت نوح (ع) سے پہلے، ۱۷/۱۷، حضرت نوح (ع) سے پہلے کی امتیں اور ان کا
 فساد، ۱۷/۱۷، حضرت نوح (ع) سے پہلے کی امتیں اور ان کا فسق، ۱۷/۱۷، گنہگار، ان کا دنیاوی عذاب، ۱۵/۱۷، ہلاک
 ہونے والی، ان کے آثار، ۵۹/۱۸، ان سے عبرت، ۵۹/۱۸، کی پستی، اس کے عوائل، ۵۹/۱۸، کو انداز، اس کی
 اہمیت، ۵۹/۱۷، کی کامیابی، اس کا سرچشمہ، ۶/۱۷، کی تاریخ، ۵۹/۱۸، کی سرنوشت، اس میں موثر عوائل، ۱۷/۱۷،
 کی شکست، اس کا سبب، ۶/۱۷، کا ظلم، اس کے آثار، ۵۹/۱۸، کی ہلاکت، ۵۹/۱۸، ان سے عبرت، ۹۸/۱۹، اس
 کے اسباب، ۱۰۳/۱۷، ۵۹/۱۸، کے برتاؤ کا باہمی توافق، ۶۰/۱۷، نیز، ر_ک، گذشتہ اقوام، یاج و ماجوج

امداد: غیبی ۳۵/۱۷، امتیاز طلبی یا برتری خواہی، ر_ک، آرام طلب افراد

امر بالمعروف: کے آثار، ۵۵/۱۹

اموات: برک، مردے

امور: غیبی۔ ۶۱/۱۹، ان کا کردار، ۸۲/۱۸۔ کا سرچشمہ، ۲۳/۱۸

امیدوار: رحمت کے۔ ۵۴/۱۸، ۱۰، ۱۶/۱۸

امیدواری: کے آثار، ۱۱۰/۱۸؛ اجابت دعا کی۔ ۳۸/۱۹، خدا کی ادا۔ ۲۳/۱۸؛ تکامل کی۔ اس کے آثار، ۲۳/۱۸، نیک انجام کی۔ ۳۰/۱۸؛ رحمت خدا کی۔ ۵/۱۹، ۱۰/۱۸، ۲۸، ۸/۱۴، اس کے آثار، ۵۴/۱۸، اس کی اہمیت، ۵۴، ۸/۱۴، اس کا سبب، ۵۴/۱۸، اس کے شرائط، ۲۸/۱۴، رضایت خدا کی۔ اس کے موانع، ۲۸/۱۸؛ سعادت کی، ۳۸/۱۹، اولاد کی، ۳۰/۱۸، لطف خدا کی، ۵/۱۹، مال کی، ۳۶/۱۸، قیامت کی۔ اس کے آثار، ۱۱۰/۱۸، معنوی امور، ۳۶/۱۸، ہدایت کی، ۲۳/۱۸، بے جا، ۲۶/۱۸، اہمیت، ۲۸/۱۴، کے بارے میں کوشش، ۲۸/۱۴ کے عوامل، ۲۳/۱۸، کا کردار، ۳۶/۱۸ نیز، برک، تربیت اور دعا

انبیاء: کی آرزو، ۶۲/۱۸، کے ذریعہ اتمام حجت، ۱۵/۱۸، کا استدلال، ۳۲/۱۹، کا احترام، ۳۱/۱۹، کی صلاحیتیں، ۹۳/۱۴، کا استغفار، اس کے آثار، ۳۴/۱۹، کا استہزاء کرنے والے، ۱۰۶/۱۸، ۵۶، کا استہزاء، اس کے آثار، ۱۰۶/۱۸، آیات خدا کے سنتے کے وقت، ۵۸/۱۹، اولو العزم، ۲/۱۴، حضرت نوح (ع) کے بعد، ۵۸/۱۹، جنات کے، ۹۳/۱۴، کے انذار، ۵۶/۱۸، ان کا استہزائی، ۵۶/۱۸؛ نماز کے لئے اہتمام، ۵۹/۱۹، کے ساتھ سلوک، ۹۳/۱۴، کی بشارتیں، ۵۶/۱۸، کا بشر ہونا، ۹۳، ۹۵/۱۴، ۶۲/۱۸، اس کے آثار، ۹۳/۱۴، کی بعثت، اس کا فلسفہ، ۱۵/۱۴؛ کی پیروی اختیار کرنا، ۳۲، ۵۳/۱۹، کی پیروی، ۵۳/۱۹، کی تاریخ، ۴۹، ۱۹، ۳۹، ۵۸، ۶۳، ۶۵، ۵۹ کی دبدبری، ۴۴/۱۴، اس کے آثار، ۴۴/۱۴، اس کی سزا، ۴۴/۱۴، اس کی دنیاوی سزا، ۴۴/۱۴؛ کی تبلیغ، اس کی رکاوٹ کے آثار، ۴۴/۱۴؛ کا ایک ہی جنس سے ہونا، ۹۵/۱۴، کی تعلیمات، ۳۲/۱۹، ان کی حقانیت، ۵۶/۱۸، ان کی خصوصیات، ۹۳/۱۴؛ کی تعظیم، ۵۶، ۳۱، ۵۳/۱۹، سے تعلیم، ۳۲/۱۹؛ کا تفاوت، ۵۵/۱۴، اس کا سبب، ۵۵/۱۴؛ پر تفضل، اس کا سبب، ۵۵/۱۴، کا تکامل، ۶۶/۱۸؛ کی تکذیب، ۵۶/۱۸؛ کا شرعی وظیفہ، ۴۹/۱۴، کی توحید، اس کا فلسفہ، ۶۵/۱۹؛ کے خلاف سازش، ۴۴/۱۴؛ کا خبردار کرنا، ۴۴/۱۴، ۹۱، کی ثروت مندی، ۹۱/۱۴؛ کے جانشین، ان کی تضحیح نماز، ۵۹/۱۹، ان کی نفس پرستی، ۵۹/۱۹؛ کا حلال زادہ ہونا، ۳۰/۱۹، کے دشمن، ۴۴/۱۴، ان کا باہمی توافق، ۱۰۱/۱۴؛ کی دعا، ۳/۱۹، ۳۸، اس کی اجابت، ۳۴/۱۹؛ کی دور اندیشی، ۵/۱۹، پر رحمت اس کے آثار،

۵۳/۱۹ کی رسالت، ۷۷/۱۷، اس کی تعیین کا سبب، ۵۶/۱۸، کا سجدہ، ۵۸/۱۹؛ کی سیرت، ۳۲/۱۹، اس سے اعراض، ۵۹/۱۹ کی شناخت، اس کے موانع، ۹۳/۱۷، کا سبب، ۷۸/۱۸؛ کے صفات، ۳۸/۱۹، کی عبادات، ۷۹/۱۷؛ کی عصمت، ۷۳/۱۸، کا علم، ۶۶/۱۸، اس کا اضافہ، ۶۶/۱۸، اس کا دائرہ کار، ۲۳/۱۸، ۱۹، ۸/۶۶؛ کی فراموشی، ۶۱/۱۸، اس کا دائرہ کار، ۷۳/۱۸؛ کے فضائل، ۷۷/۱۷، ۹۳، ۳۸/۱۹؛ کا گریہ، ۵۸/۱۹، کے مخالفین، ان کی بہانہ جوئی، ۹۳/۱۷، اس کے کفر کے دلائل، ۹۳/۱۷؛ کے مراتب، ۵۵/۱۷، ۶۶/۱۸، ۷۸، ۷۷؛ کی موت، ۵۹/۱۹، کی مسئولیت، اس کا دائرہ کار، ۱۸/۱۷، ۹۳/۵۶، ۶، کے مشکلات، ۳/۱۹، کے مقامات، ۱۸/۱۷، ۵۵/۱۰۶؛ کو جھٹلانے والے، ان کے استہزاء، ۵۶/۱۸، ان کا حق سے مقابلہ، ۵۶/۱۸؛ کی کامیابی، اس کے عوامل، ۵۳/۱۹؛ کی نسبی حیثیت، اس سے مراد، ۵۳/۱۹، کا نسب، ۵۸/۱۹؛ کا کردار، ۱۵/۱۷، ۸۱/۱۸؛ کی مالی ضروریات، ۶۲/۱۷، ۷۷، کی خصوصیات، ۵۹/۱۹؛ کا کارہدایت، ۹۳/۱۷، اس کی خصوصیات، ۳۳/۱۹؛ کا ہم زبان ہونا، ۵۳/۱۹ نیز ک، بنی اسرائیل، ذکر، کرامات، کفر، ضرورتیں اور انبیاء میں سے ہر ایک

اندھے دل افراد کی اخروی بینائی، ۱۰۱/۱۸؛ آخرت میں، ۷۲/۱۷، ان کا دنیا میں ہونا، ۷۲/۱۷؛ کی اخروی گمراہی، ۷۲/۱۷

اندھا دلی برک، کفار، اندھے دل افراد

انتقام برک، بنی اسرائیل اور خد

انحراف: اخلاقی، اس کا سبب، ۸۲/۱۷؛ فکری، اس کا سبب، ۸۲/۱۷، اس کے موانع، ۸۲/۱۷ نیز ک، بت پرستی، شرک، عقیدہ و قرآن

اہل تشیع: کا گمراہ نہ ہونا، ۶۵/۱۷؛ کے فضائل، ۶۵/۱۷

انذار: کے آثار ۱۸/۱۷، ۱۰۲، ۱۹/۱۰، ۵۶، ۹۷/۳۰؛ جہنم سے، ۱۰/۱۷؛ اخروی حسرت سے، ۳۹/۱۹؛ اخروی سرنوشت سے ۳۹/۱۹؛ ناپسندیدہ صفات سے ۱۰۰/۱۷؛ عذاب سے ۶۸/۱۷، ۶۹، ۹۲، ۲/۱۸، ۳۵/۱۹؛ نزول عذاب سے ۸۳/۱۹، ۹۸، دنیاوی عذاب سے، ۸۳/۱۹؛ غضب خدا سے ۱۸/۱۹، شرک انجام سے، ۶۰/۱۷؛ نافرمانی کے انجام سے ۶۰/۱۷، کفر کے انجام سے ۶۰/۱۷، ۵۶/۱۸؛ قیامت سے ۳۹/۱۹، ہلاکت سے ۶۸/۱۷، ۶۹، ۱۰۲؛ میں ہدایت، ۱۰۵/۱۷، کی اہمیت، ۲/۱۸؛ کا طریقہ، ۹۷/۱۹

اشارے (۲)

انسان کی آفت پذیري، ۶۲/۱۷، کی اخروی آگاہي، ۱۳/۱۷، کے اختیارات، ان کا دائرہ کار، ۳۶/۲۶/۱۷، ۸۷/۱۹، کا اختیار، ۶۳/۱۷، ۳۸، ۱۵، ۸۳، ۷۹، ۱۰۵، ۱۰۷، ۵۷/۱۸، ۷۹، ۲۹، ۷۷/۱۸، کا ارادہ، ۲۹/۱۸، کی صلاحیتیں، ۵۰/۱۸، اس کی اہمیت، ۱۰۶/۱۷؛ کا گراہی قبول نہ کرنا، اس کے عوامل، ۶۵/۱۷، کی گراہی، ۶۳/۱۷؛ کے افکار، ۲۵/۱۷، کی اقلیت، ۶۲/۱۷ کی اکثریت، ۶۲/۱۷، ان کی گراہی، ۶۲/۱۷، کا امتحان، ۶۰/۱۷، ۶۰/۱۸، اس کا فلسفہ، ۶۰/۱۸؛ کی پستی، اس کے عوامل، ۶۳/۱۷، انذار، ۱۰۰/۱۷، اس کی اہمیت، ۶۰/۱۷؛ خاک سے، ۳۷/۱۸، نطفہ سے، ۳۷/۱۸، کامل، اس کی فکر، ۷۳/۱۸، اور مستقبل، ۲۳/۱۸؛ آخرت میں، ۷۲/۱۷، خلقت کی ابتدا میں، ۳۸/۱۸؛ سختی میں، ۶۸/۱۷، قیامت میں، ۳۸/۱۸، ۳۰/۱۹، ان کا احضار، ۵۲/۱۷، ان کی قیامت میں حاضری، ۵۲/۱۷؛ کے انگیزے، ۲۵/۱۷، کا ایمان، ۲۹/۱۸، کا بخل، ۱۰۰/۱۷، کی برتری، ۷۰/۱۷، اس کی ملائکہ پر برتری، ۵۰/۱۸، کا اخروی جواب، ۵۲/۱۷، کا سوال کرنا، ۶۷/۱۹، کی پناہ گاہ، ۱۹/۱۸، ۱۸/۲۷، کی تاثیر پذیری، ۶۳/۱۷، اس کا سبب، کا تحلیل کرنا، ۷۷/۱۹، کی اخروی تشنگی، ۲۹/۱۸، کا اخروی اجتماعی، ۹۹/۱۸، اس کی حیرت انگیزی، ۹۹/۱۸، کا تفاوت، ۸۳/۱۷، ان کا اقتصادی تفاوت، ۲۱/۱۷، ان کے اخروی تفاوت کی نشانیاں، ۲۱/۱۷، ان سے غیرت، ۲۱/۱۷، ان کا مطالعہ، ۲۱/۱۷، ان کا سرچشمہ، ۲۱/۱۷؛ پر تفضل، ۱۲/۱۷، اس کا تفکر، ۶۷/۱۹، کا تکامل، اس کی اہمیت، ۳۸/۱۷، اس کے عوامل، ۵۷/۱۸، کا تکبر، ۳۷/۱۷؛ کی تکریم، ۷۰/۱۷، اس کا سرچشمہ، ۷۰/۱۷، اس کی نشانیاں، ۷۰/۱۷؛ کا شرعی وظیفہ، ۳۹/۱۷، ۲۱/۱۸، ۲۳، ۳۶/۱۹؛ کی اخروی تنہائی، ۹۵/۱۹، کے باطنی حالات، ۲۵/۱۷؛ کا حامی، ۶۶/۱۷، کا اخروی حشر، ۷۱/۱۷، ۹۷، ۳۷/۱۸، ۳۸، ۱۱۰، ۸۵/۱۹، اس کی خصوصیات، ۹۵/۱۹، اس کا سرچشمہ، ۳۷/۱۸؛ کی حمایت، ۶۶/۱۷، کی حیات، ۵۱/۱۷، کا خالق، ۶۷/۱۹، اس کا کردار، ۵۱/۱۷، کی خدمت، ۵۰/۱۸، کی خصلتیں، ۷۳/۱۷، اس کے آثار، ۸۳/۱۷، اس کی اہمیت، ۸۳/۱۷، اس کا تسلط، ۸۳/۱۷؛ کی خلقت، ۳۷/۱۸، ۹/۱۹، اس کے آثار، ۳۸/۱۸، ۶۷/۱۹، اس کی اخروی خلقت، ۳۹/۱۷، اس کا فلسفہ، ۶۰/۱۸، اس کی کیفیت، ۶۷/۱۹؛ اس کے مراحل، ۳۷/۱۸، ۱۰/۱۹، اس کا سرچشمہ، ۹/۱۹؛ کی خیر خواہی، ۱۱/۱۷، کے دشمن، ۱۸/۱۷، ۶۲، ۵۳/۵۰؛ کے ساتھ دشمنی، ۵۰/۱۸، کو دعوت، ۸۸/۱۷، کا راز، ۲۵/۱۷، کا رشد، اس کے عوامل، ۱۰۲/۱۷، کی روزی، ۳۰/۱۷، اس کی تقدیر، ۳۰/۱۷، اس کا قانونی تفاوت، ۳۰/۱۷؛ کی زندگی، اس کی معاشرتی زندگی، ۱۷/۱۷، اس میں موثر عوامل، ۳/۱۹؛ کی خوبصورتی خواہش، ۷/۱۸، کے سامنے ملائکہ کا

سجدہ، ۵۰/۱۸؛ کا سرمایہ، ۱۰۳، ۱۰۳/۱۸، پر تسلط، ۸۳/۱۴؛ کا سن رشد، ۳۳/۱۴، کی شخصیت، اس کی اخروی شخصیت، ۵۲/۱۴، اس کی دنیاوی شخصیت، اس کے آثار ۴۲/۱۴؛ کی بدخواہی، ۱۱/۱۴، کے صفات، ۱۱/۱۴، ۸۳، ۶۴، ۳۴، ۱۱/۱۴، ۱۰۰، ۵۳/۱۸، اس کے آثار، ۱۰۰/۱۴؛ کی طبیعت، ۲۹/۱۴، ۱۱- کی عبادت، ۲۵/۱۴؛ کا عبرت قبول نہ کرنا، اس کے آثار، ۶۹/۱۴؛ کی عبودیت، اس کا واضح ہونا، ۳۶/۱۹، کا عجز، ۳۳/۱۴، ۳۳، ۸۸، ۲۳/۱۸، ۱۹، ۴۱/۴۸، اس سے عبرت، ۳۴/۱۴؛ کی جلد بازی، ۱۱/۱۴، اس کے آثار، ۱۱/۱۴- کا علم، اس کا دائرہ کار، ۸۵/۱۴، ۲۶/۱۸، ۲۳، اس کی محدودیت کی نشانیاں، ۸۸/۱۴، اس کا علم لدنی ہونا، ۸۶/۱۸، اس کا سرچشمہ، ۸۵/۱۴؛ کی عمر، اس کی محبوبیت، ۹۹/۱۴- کا عمل، ۵۴/۱۸؛ اس کی محدودیت، ۸۳/۱۴، اس کی مغضوبیت، ۲۳/۱۸، اس کا سبب، ۲۳/۱۸؛ کی غفلت، ۶۴/۱۴، ۳۹/۱۹، کا انجام، ۵۸/۱۴، ۳۰/۱۹؛ اس کا علم، ۱۰۳/۱۸، کے فضائل، ۴۰/۱۴، کی فطریات، ۲۵/۱۴، ۳۳، ۶۴، ۴/۱۸؛ کی قدرت، اس کی محدودیت، ۲۳/۱۸- کا کفر، ۲۹/۱۸؛ کا کفران، ۸۳، ۶۴/۱۴، اس کے آثار، ۶۴/۱۴؛ کے میلانات، ۱۱/۱۴، ۳/۱۸، ۴- کا گناہ، ۱۴/۱۴، اس کا علم، ۴۰/۱۹؛ کی لغزشیں، ۲۵/۱۴، ۳۳، ۳۹، ۳۳، ۶۲، ۶۳، ۸۰، ۳۵، ۳۳/۱۸؛ کا مالک، ۳۸/۱۸، کا اخروی مواخذہ، ۴۱/۱۴؛ کا مجادلہ کرنا، ۵۳/۱۸، اس کی نشانیاں، ۵۵/۱۸، کا اخروی محاکمہ، اس کا قانون کے مطابق ہونا، ۴۱/۱۴؛ کا مدبر ہونا، ۳۶/۱۹- کے اخروی مراتب، ۲۱/۱۴، کا مربی، ۸۰/۱۴، ۸۳، ۱۳/۱۸، ۳۸، ۳۶/۱۹؛ کی موت، اس کا حتمی ہونا، ۵۸/۱۴- کی ذمہ داری، ۱۱/۱۴، ۱۳، ۲۹، ۳۳، ۳۶، ۳۳، ۴۱، ۴۹/۱۹؛ کے مصالح، ۲۳/۱۸- کی معیشت، اس کی فراہمی، ۴۰/۱۴؛ کے مقامات، ۴۰/۱۴، ۱/۱۸- کا موازنہ کرنا، ۶۴/۱۹؛ کی قلبی مغضوبیت، ۲۸/۱۸- کے منافع، ۶۶/۱۴، ۱۲؛ پر احسان، ۴۰/۱۴- کی نسل، ۵۸/۱۹- میں نفخ روح، ۹۹/۱۸؛ کا کردار، ۸۲/۱۴، اس کا اجتماعی کردار، ۴۵/۱۴؛ کی ضرورتیں، ۱۵/۱۹، ۳۳، اس کی ضروریات کی فراہمی، ۶۴/۱۴، ۵۰/۱۸؛ اس کی ضروریات کی فراہمی میں موثر عوامل، ۱۹/۱۴، ۳/۱۲، اس کی وضاحت، ۱۲/۱۴؛ اس کی وضاحت کا سبب، ۱۲/۱۴؛ اس کی وضاحت کا سبب، ۱۲/۱۴، اس کی اخروی ضروریات، ۲۹/۱۸، اس کی معنوی ضروریات، ۲/۱۴، ۳۹، ۳۱، ۸۰، ۶۵، ۱۰۳/۱۴، ۲۳، ۲؛ کے آباؤ اجداد، ۴۰/۱۴؛ کے وارث، ۳۰/۱۹؛ کی خصوصیات، ۱۹/۱۴، ۳۳، ۶۴- کی ہدایت، ۹/۱۴، ۲۳/۱۸؛ اس کی اہمیت، ۶/۱۸- کے معادن، ۳۳/۱۸؛ نیز ک، تفکر و ذکر

انسان دوستی برک، ذوالقرنین

انفاق: کے آثار، ۱۰۰/۱۷- کے آداب، ۲۹/۱۷- کے احکام، ۲۶/۱۷، ۲۸- میں افراط، اس کے آثار، ۲۹/۱۷، اس سے اجتناب کا سبب، ۳۰/۱۷- میں میانه روی، ۲۶/۱۷، ۲۹- آسمانی ادیان میں، ۵۵/۱۹؛ کی اہمیت، ۳۱/۱۹- کی تاریخ، ۵۵/۱۹- کی تاکید، ۵۵/۱۹- کا طریقہ، ۲۹/۱۷- کا سبب، ۱۰۰/۱۷- نیز ر- ک، آنحضرت اور مشرکین، ابن سبیل، اسمعیل (ع)، رشتہ دار، فقرائی، فرمانبرداری، ر- ک، خضر (ع)، مشرکین، ملائکہ اور موسیٰ (ع)، انگیزہ: کا کردار ۸۳/۱۷- نیز ر- ک، اصحاب کہف، انسان، دعا، رفتار، عبادت، کفار، کفار مکہ، مشرکین اور مشرکین مکہ اولویت: ر- ک، حقوق

اولیاء اللہ: سے استفادہ، اس کے شرائط، ۴۲/۱۸، ۴۵- کے توقعات، ۸/۱۹- کی فکر، ۴۳/۱۸، ۹۵- کی تعظیم، ۵۳/۱۹، اس کی اہمیت، ۵۶/۱۹، ۵۱، ۳۱- کی خطائی، اس کے آثار، ۴۳/۱۸- کا ذکر ہونا، ۹۵/۱۸- کا صبر، ۴۸/۱۸- کے صفات، ۴۳/۱۸- کا ظلم سے مقابلہ، ۴۹/۱۸- کا عفو و بخشش، ۴۳/۱۸- کا عمل، اس کے بارے میں صبر کی اہمیت، ۸۲/۱۸- کی فراموشی، ۴۳/۱۸- کے فضائل، ۹۵/۱۸- کے بارے میں عاجلانہ قضاوت، ۸۲/۱۸- کا مؤاخذہ، اس کے عوامل، ۴۳/۱۸- کے مراتب، ۴۸/۱۸- کی ذمہ داری، ۴۹/۱۸- کے ساتھ ہم نشینی، اس کے آداب، ۴۲/۱۸، ۴۵، اس میں صبر، ۴۵، ۴۲/۱۸

ابائی: ر- ک والدین

اہل بہشت: ۱۹/۱۸، ۱۰۴/۶۱- کی آرزو، ۶۲/۱۹- کی آسائش، ۱۰۸/۱۹- کا امن و امان، ۶۲/۱۹- کا پرگرام، ۶۲/۱۹- اور بیہودہ کلام، ۶۲/۱۹- کے تحت، ۳۱/۱۸- کی تکیہ گاہ، ۳۱/۱۸- کی جاویدانیت، اس کا سرچشمہ، ۱۰۹/۱۸- کے طلانی کنگن، ۳۱/۱۸- کی رضایت، ۱۰۸/۱۸- کی روزی، ۶۲/۱۹- کی زندگی، اس کی خصوصیات، ۶۲/۱۹- کی زینت، ۳۱/۱۸- کی سلامتی، ۶۲/۱۹- کا شام کا کھانا، ۶۲/۱۹- کا ناشتہ، ۶۲/۱۹- کے صفات، ۶۲/۱۹- کے فضائل، ۶۲/۱۹- کی گفتگو، اس کی خصوصیات، ۶۲/۱۹- کا لباس، اس کا رنگ، ۳۱/۱۸، اس کی خوبصورتی، ۳۱/۱۸، اس کی ضخامت، ۳۱/۱۸- ان کا حیرری لباس، ۳۱/۱۸، ان کے حریر کے لباس کی خوبصورتی، ۳۱/۱۸، ان کا قومی لباس، ۳۱/۱۸، اس کی خصوصیات، ۳۱/۱۸- کی نعمتیں، ۳۱/۱۸- نیز ر- ک، آرزو اور بہشت

اہلیت (ع): کے ساتھ دوستی، ۳۶/۱۸- کے فضائل، ۲۶/۱۷- نیز ر- ک، ائمہ (ع)

اہم اور مہم: ر- ک، فقہی قواعد

ایثار: ر_ک، آنحضرت

ایمان: کے آثار، ۱۹/۱۸/۱۳، ۱۳، ۳۰، ۵۵، ۸۸، ۱۰۴، ۱۱۰، ۱۹/۶۶، ۶۰، کے معاشرتی آثار، ۱۹/۹۶، سے
آگاہی، ۱۹/۴۸ کی اہمیت، ۱۸/۸۰، ۱۶، سے اعراض، اس کے آثار، ۱۸/۵۵، اس کی مذمت، ۱۸/۵۵، اس کی
حیرت انگیزی، ۱۸/۵۵ کی قدر و قیمت، ۱۸/۱۹، ۱۶/۶۰، قابل قدر، ۱۴/۱۰۴، آخرت پر اس کی اہمیت، ۱۴/۱۰،
تعلیمات خداوند پر، ۱۸/۵۵؛ توحید پر، ۱۸/۱۱۰، ۱۹/۳۳، اس کے آثار، ۱۴/۳۱، اس کا سبب، ۱۴/۶۸، ۳۸/۳۸،
خداوند عالم پر، ۱۸/۱۱۰، ۱۳، اس کے عوامل، ۱۴/۵۶، غیب پر اس کے آثار، ۱۹/۶۱، قدرت خداوندی پر، ۱۴/۶۴،
قرآن پر، ۱۴/۱۸، ۱۰۴/۲۴، اس کے آثار، ۱۴/۱۰۴، اس کی اہمیت، ۱۸/۶، اس کے دلائل، ۱۸/۲۴، اس کا سبب،
۱۸/۵۵؛ لقاء اللہ پر، اس کی اہمیت، ۱۸/۱۰۵، مقادیر، ۱۸/۱۱۰، اس کے آثار، ۱۸/۱۱۰، اس کی اہمیت، ۱۴/۳۹،
۱۸/۱۰۵، ۲۱؛ نبوت پر، ۱۸/۱۱۰، خدا کی نجات بخشی پر، ۱۴/۶۴ الہی ہدایات پر، اس کا سبب، ۱۸/۵۵ اور عمل
صلح، ۱۸/۸۸، ۱۰۴، ۱۱۰ اور دنیاوی نعمتیں، ۱۴/۲۰؛ بے ایمانی، اس کے آثار، ۱۸/۵۵، اس کی وضاحت،
۱۸/۳۲؛ کی تشویق، ۱۸/۸۸ کی طرف دعوت، ۱۸/۱۱۰؛ کا سبب، ۱۴/۱۰۴، ۱۸/۲۹، ۸۰، ۸۸، ۱۹/۶۳؛ کی تاثیر کے
شرائط، ۱۸/۲۹، ۸۰، ۸۸، ۱۹/۶۳؛ کی تاثیر کے شرائط، ۱۸/۳۰، ۲؛ کے عوامل، ۱۴/۱۰۴ کا تحفظ، اس کے آثار،
۱۸/۱۰، اس کی قدر و قیمت، ۱۸/۱۰، اس کی اہمیت، ۱۸/۲۰، ۱۶، اس کی تشویق، ۱۸/۱۰؛ کے مراتب،
۱۴/۱۸، ۲۱/۱۳ کے موانع، ۱۴/۱۰۴، ان کا رفع، ۱۸/۵۵؛ کی نشانیاں، ۱۸/۵۵ میں اجبار کی نفی، ۱۴/۵۳، ۴/۱۸
کا کردار ۱۸/۳۰

"ب"

بادیہ نشین: ر_ک، سرزمین

بارش: کے فوائد، ۱۸/۳۵

باطل: سے اعراض، اس کی اہمیت، ۱۸/۱۳ کی حقیقت، ۱۴/۸۱ کا زوال، ۱۴/۸۱ اس کے آثار، ۱۴/۸۱، اس
کا حتمی، ۱۴/۸۱، اس کے عوامل، ۱۴/۸۱؛ کی شکست، اس کا اعلان، ۱۴/۸۱، اس کے اعلان کے آثار، ۱۴/۸۱، اس
کی تبلیغ، ۱۴/۸۱؛ کے عوامل، ۱۴/۸۲ کے ساتھ مقابلہ، اس کا طریقہ، ۱۴/۸۱؛ نیز ر_ک، دعویٰ، اصحاب کہف، حق،
فائدیں، سخن، عقیدہ، مجادلہ، مشرکین اور مشرکین مکہ

متکبر باغبان:

متکبر صاحب باغ کا بھروسہ، ۳۳/۱۸_ کا اطمینان، ۳۶/۱۸_ کے عوائل، ۳۳/۱۸، ان کا نابودی، ۳۲/۱۸، ۳۳_ کا غم، ۳۲/۱۸؛ اور تقرب، ۳۶/۱۸_ اور اخروی نعمتیں، ۳۶/۱۸_ کے باغات، ۳۳/۱۸، ۳۵، ان کی نابودی، ۳۲/۱۸، ۳۶، ان کی سرنگونی، ۳۲/۱۸؛ کی فکر، ۳۵/۱۸، ۳۶_ کا یار و مددگار، ۳۳/۱۸؛ کا فخر و مباحات، ۳۶/۱۸_ کا تکبر، اس کے آثار، ۳۶/۱۸؛ کی تنبہ، ۳۲/۱۸_ کی ثروت، اس کی نابودی، ۳۲/۱۸؛ کی حسرت، ۳۲/۱۸_ کی دنیا طلبی، اس کے آثار، ۳۶/۱۸؛ کی سرزنش، ۳۹/۱۸_ کا شرک، ۳۲/۱۸_ کا عجز، ۳۱، ۳۲/۱۸؛ کا عذاب، ۳۳، ۳۲/۱۸_ کا عقیدہ، ۳۳، ۳۸/۱۸؛ کا غفلت سے کام لینا، ۳۲/۱۸_ کی غفلت، ۳۹/۱۸؛ کا انجام، ۳۶/۱۸_ کا قصہ، ۳۲/۱۸، ۳۳، ۳۳، ۳۵، ۳۶، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۵۳؛ کفر، ۳۸/۱۸_ کے ساتھ گفتگو، ۳۴/۱۸؛ کی گفتگو، ۳۲/۱۸_ کی ہدایت، ۳۴/۱۸_ کو خبردار کرنا، ۳۱/۱۸؛ کا ہمنشین، ۳۴/۱۸، اس کا اقرار، ۳۸/۱۸، اس کی امیدواری، ۴۰/۱۸؛ اس کے مواعظ کی عدم تاثیر، ۳۲/۱۸، اس کی برائت، ۳۸/۱۸، اس کی آرزو کا تحقق، ۳۲/۱۸، اس کی تعلیمات، ۴۱/۱۸، اس کی توحید، ۳۸/۱۸، اس کا توکل، ۳۹/۱۸، اس کی سرزنش، ۳۹/۱۸، اس کی شخصیت، ۳۹/۱۸، اس کا فقر، ۳۹/۱۸، اس کا تنبیہ، ۴۱/۱۸؛ کے ساتھ ہمنشینی، ۳۴/۱۸

نیز ک، برائت اور قرآن مثالیں

بادل کا کردار: ۳۵، ۱۸

باغات: مثالی باغ، اس کا پھل دینا، ۳۳/۱۸، اس کی نشانیاں، ۳۳/۱۸؛ کا بیابان میں تبدیل ہونا، ۴۰/۱۸_ کی خوبصورتی، ۳۳/۱۸_ نیز ک، متکبر صاحب باغ اور بہشت

باقیات الصالحات: سے مراد، ۳۶/۱۸

بت پرست افراد: کے غم اندوہ، ۳۸/۱۹؛ کا عذاب، ۳۵/۱۹_ کا انجام، ۳۵/۱۹_ نیز ک، ابراہیم اور برائت
بت پرستی: کے آثار، ۳۵/۱۹_ سے اجتناب، اس کی سزا، ۳۶/۱۹ کا انحراف، ۳۳/۱۹_ کا بطلان، اس کے دلائل، ۳۲/۱۹_ کا بے نتیجہ ہونا، اس کی نشانیاں، ۸۶/۱۹؛ عصر ابراہیم (ع) میں، ۳۸/۱۹، ۳۹_ عصر اصحاب کہف میں، ۱۵/۱۸؛ کا فضول پن، ۳۸/۱۹_ کی تاریخ، ۱۵/۱۸، ۳۸، ۳۹؛ سے عزت کا حصول، ۸۱/۱۹_ کی حقیقت، ۳۳/۱۹_ کا سبب، ۳۳/۱۹_ کا گناہ، ۳۵/۱۹_ نیز ک، آذر، بت پرستی، برائت، قائدین اور مشرکین

بتوں: سے درخواست، ۳۸/۱۹_ کا عجز، ۳۲/۱۹_ کا عدم ادراک، ۳۲/۱۹_ نیز ک، بت پرست افراد اور بت پرستی

بخشش: بر_ک، مغفرت

بخل: کے آثار، ۲۹/۱۴ سے اجتناب، ۲۹/۱۴، اس کا سبب، ۳۰/۱۴؛ کی مذمت، ۱۰۰/۱۴ کے عوامل، ۱۰۰/۱۴۔
کا سرچشمہ، ۱۰۰/۱۴ نیز_ک، انسان اور مشرکین

بخیل افراد: بر_ک قرآنی تشبیہات

بد بختی: بر_ک شقاوت بدعت ایجاد کرنے والے: کے دوست، ۳۳/۱۴؛ نیز_ک، کفار

بڑھاپا: میں بچہ پیدا کرنا ۸/۱۹؛ میں اولاد ۴/۱۹، ۹، ۱۱ نیز_ک، اصحاب کہف، زکریا (ع) اور والدین
بدن: بدن کی صلاحیتیں، ۱۱/۱۸ موت کے بعد، ۵۰/۱۴ کا لوہا میں تبدیل ہونا، ۵۱/۱۴، ۵۰ کی پتھر میں تبدیلی،
۵۰/۱۴، ۵۱ نیز_ک، اصحاب کہف

برائیاں: بر_کی وضاحت، اس کے آداب، ۴/۱۴

برائت: بر_ک، تبری

بیٹے سے محبت: بر_ک، مشرکین مکہ

بھائی: بر_ک، شیطان، مریم (ع) اور موسیٰ (ع)

بھروسہ: خدا کی امداد پر ۱۰/۱۸؛ خدا پر ۳۳/۱۸؛ رشتہ داروں پر ۳۳/۱۸؛ غیر خدا پر ۳۸/۱۸، اس کے آثار، ۳۲/۱۸، اس
پرندامت، ۳۲/۱۸، اس کا انجام، ۳۲/۱۸، ۳۳؛ اولاد پر ۳۳/۱۸؛ مال پر ۳۳/۱۸

بردباری: بر_ک، صبر

برکت: کا سرچشمہ، ۳۱/۱۹ نیز_ک، خدا، سرزمین، عیسیٰ (ع)، کوہ طور اور مسجد اقصیٰ

خدا کے برگزیدہ افراد: خدا ۵۵/۱۴، ۵۲/۱۹، ۵۱؛ کی توقعات، ۲۰/۱۹ اور ملائکہ کی رسالت، ۲۰/۱۹؛ آیات خدا سننے کے
وقت، ۵۸/۱۹، ان کا سوال، ۸/۱۹؛ کا خضوع، ۵۸/۱۹ کا سجدہ، ۵۸/۱۹؛ کے فضائل، ۱/۱۴، ۵۸/۱۹، ان کا گریہ،
۵۸/۱۹؛ کے مقامات، ۲۰/۱۹ کی مہربانی، ۱۳/۱۹؛ کی نشانیاں، ۵۸/۱۹ کی نعمتیں، ۵۸/۱۹

برگزیدگی: بر_ک، محمد (ص)، مریم (ع) اور موسیٰ (ع)

برہان: بر_کی تاثیر کے شرائط، ۱۰۱/۱۴ نیز_ک، سخن اور عقیدہ

برہان تمانع: ۳۲/۱۴ برہان نظم: ۳۲/۱۴

بھن جانا: ر_ک، اہل جہنم

بسملہ کی تلاوت کے آثار، ۱۷/۳۶

بشارت: کے آثار، ۱۸/۳۰، ۵۶، ۱۰۷، ۱۹/۹؛ کی اہمیت، ۱۸/۲، مغفرت کی، ۱۷/۲۵، پاداش کی، ۱۸/۲، ہدایت کی، ۱۷/۱۰۵، ایمان کے انجام کی، ۱۸/۵۶، قیامت کی، ۱۸/۹۸، ولادت عیسیٰ (ع)، کی، ۱۹/۱۷/۲۱، ۱۹؛ ولادت یحییٰ (ع) کی، ۱۹/۹، ۱۰، اس کا اعلان، ۱۹/۱۱؛ کا طریقہ، ۱۹/۹۷، کا کردار، ۱۷/۱۰/بشر: ر_ک، انسان بصیرت: کے عوامل، ۱۷/۱۰۲ نیز ر_ک، خد

بغاوت: ر_ک، تجاوز

بلائیں: طبعی، ۱۷/۶۸، ان کا خطرہ، ۱۷/۶۸، ان سے نجات کا سرچشمہ، ۱۷/۶۸، ان کا کردار، ۱۷/۶۸، ۶۹؛ وہ کا خیر ہونا، ۱۸/۸۱_ اس کا دفع، اس کی اہمیت، ۱۹/۳۲

کا فلسفہ، ۱۸/۸۱ نیز ر_ک، سز

بلوغ: کے آثار، ۱۷/۳۳_ کے احکام، ۱۷/۳۳_ کا سن، ۱۷/۳۳ نیز ر_ک، یتیم

بندگان خدا: ۱۸/۱۹، ۶۵، ۱/۹۳، ۶۱، ۲ کی گمراہی، قبول کرنا، ۱۷/۶۵_ عصر موسیٰ (ع)، ۱۸/۶۵؛ کی حمایت، ۱۷/۶۵_ کی اطاعت کا علم، ۱۹/۶۵؛ کی عبادت کا علم، ۱۹/۶۵_ کی مصونیت، ۱۷/۶۵؛ کی وراثت، ۱۹/۶۳ بندگی: ر_ک، عبودیت

بنی اسرائیل: کے آثار قدیم، ان کی نابودی، ۱۷/۶۰_ کا آرام و سکون، اس کے آثار، ۱۷/۱۰۳؛ کا احسان، اس کے آثار، ۱۷/۷_ کی سکونت، ۱۷/۱۰۳؛ کی اصلاح، اس کے عوامل، ۱۷/۶_ کا اضطراب، ۱۷/۱۰۳؛ کا فساد، ۱۷/۵، ۳، ۸، ۷، ۱۰۳، اس کے آثار، ۱۷/۵، اس کا تعدد، ۱۷/۳، اس کا سبب، ۱۷/۷، اس کی سزا، ۱۷/۸، اس کی وسعت، ۱۷/۳؛ کا اقرار، ۱۷/۱۰۱_ کی امداد، ۱۷/۶_ کی امیدواری، ۱۸/۷؛ کے انبیاء (ع)، ۱۹/۵۸_ سے انتقام، ۱۷/۵، کا غم و اندوہ، ۱۷/۷؛ کا انذار، ۱۷/۳، ۸، ۱۰۳؛ شامات کی سرزمین میں، ۱۷/۱۰۳_ سرزمین مصر میں، ۱۷/۱۰۳، ۱۰۳؛ قیامت میں، ۱۷/۱۰۳؛ کی تاریخ، ۱۷/۳، ۶، ۵، ۷، ۸، ۱۰۳، ۱۰۳؛ کی دربدری، ۱۷/۱۰۳_ کا تجاوز کرنا، اس کا سبب، ۱۷/۳؛ کی قوتوں کی تجدید، ۱۷/۶_ کا تذکر، ۱۷/۳؛ کا تعاقب کرنا، ۱۷/۵، کا تکبر، ۱۷/۳، اس کا سبب، ۱۷/۳؛ کا تمدن، اس کی نابودی، ۱۷/۷_ پر تہاجم، ۱۷/۷، ۸، ۷؛ کی حاکمیت، اس کے آثار، ۱۷/۱۰۳، اس کا سرچشمہ، ۱۷/۱۰۳؛ کا اخروی حشر، ۱۷/۱۰۳_

کے دشمن، ۱۰۳/۱۷؛ کو دعوت، ۲/۱۷، کارفہ، اس کے آثار، ۷/۱۷، اس کا سبب، ۷/۱۷؛ کو سرکوب کرنے والے، ان کی قدرت، ۵/۱۷؛ کی سرکوبی، ۵/۱۷- کا تسلط، اس کا سرچشمہ، ۶/۱۷؛ کی شکست، ۷/۱۷، ۶، ۸، اس کے آثار، ۶/۱۷، اس کا سبب، ۶/۱۷؛ پر ظلم، اس کے آثار، ۱۰۳/۱۷- کی خود پسندی، ۳/۱۷؛ کی نافرمانی، ۳/۱۷، ۷- پر عنایت، اس کا سبب، ۳/۱۷؛ کے رشتہ داری جذبات، ان کا کردار، ۳/۱۷؛ کی غفلت، اس کا سبب، ۱۰۳/۱۷- کا قتل، ۱۰۳/۱۷؛ کی قدرت، ۵، ۶/۱۷، اس کے آثار، ۷/۱۷، اس کا سبب، ۷/۱۷؛ ان کی اقتصادی قدرت، ۶/۱۷، ان کی اقتصادی قدرت کا منشا، ۶/۱۷، اس کا سرچشمہ، ۶/۱۷؛ کی کثرت، ۶/۱۷- کی سزا اور اس کے آثار، ۱۶/۱۷؛ کے میلانات، ان کا کردار، ۳/۱۷- کا اخروی مؤاخذہ، ۱۰۳/۱۷؛ کی ناانیت، ۵/۱۷- کی نسل، اس کی بقای، ۷/۱۸؛ کی تضمین، ۱۰۳/۱۷- کے اباء و اجداد، ان کا ایمان، ۳/۱۷، ان کے فضائل، ۳/۱۷؛ کو وعدہ، ۱۰۳/۱۷- کی ہدایت، ۱۰۲/۱۷، اس کا سبب، ۳/۱۷، اس کے عوامل، ۳/۱۷؛ کی ہلاکت، اس کا سبب، ۷/۱۷- نیز ک، یہود

بیزاری: مغرور صاحب باغ سے، ۳۸/۱۸؛ بت پرستوں سے، ۳۸، ۳۹/۱۹، بت پرستی سے، ۳۹/۱۹؛ شرک سے، ۳۹/۱۸، ۳۸، ۳۹- مشرکین سے، ۳۸، ۳۹/۱۹، ۸۲- نیز ک، ابراہیم (ع) اور باطل معبود بے جا توقعات: ۱۱۰/۱۸- نیز ک، مشرکین

بنی امیہ کی سرزنش، ۶۰/۱۷

بہانہ تلاش کرنے والے: سے اعراض، ۹۶/۱۷- نیز ک، بہانہ بازی

بہانہ بازی: سے اجتناب کا سبب، ۹۶/۱۷- نیز ک، امتیں، انبیاء (ع)، کفار، عیش پرست، مشرکین، مشرکین مکہ اور معاد بہترین: ک، آسائش دین، سخن، صفات، عمل، انجام، مسئول، میراث، نام اور نعمت

بہشت: میں آسائش، ۳۱/۱۸، ۱۰۸، ۶۱/۱۹؛ کا مخفی ہونا، ۶۱/۱۹- کا استہزاء کرنے والے، ۷۷/۱۹- میں امن و امان، ۶۱/۱۹- کے باغات، ۳۱/۱۸، ۱۰۷، ان کا تعدد، ۱۰۷/۱۸، ۶۱/۱۹- عدن، اس کے محلات، ۳۱/۱۸، اس کی نعمتیں، ۳۱/۱۸، اس کی نہریں، ۳۱/۱۸، ان کا وعدہ، ۶۱/۱۹، ان کی خصوصیات، ۶۲/۱۹

کی پاداش، ۶۰/۱۹، ۶۳- میں تحول، ۱۰۸/۱۸- میں جا بجا کرنا، ۱۰۸/۱۸- میں ہمیشہ رہنے والے، ۱۰۸/۱۸، ۳- میں جاودانیت، ۱۰۸، ۳۹/۶۱، اس کے عوامل، ۳/۱۸- میں تھکاوٹ، ۱۰۸/۱۸- کے درجات، ۱۰۷/۱۸- کی رحمت، ۶۱/۱۹- میں رات، ۶۲، ۱۹- میں صبح، ۶۲/۱۹- فردوس، ۱۰۷/۱۸- پر ایمان لانے والے، ۶۱/۱۹- کے

بیداری: مراتب، ۶۱/۱۹ کے اسباب، ۶۱/۱۹، ۶۰، ۶۳ کی نعمتیں، ۱۰۸/۱۸، اس کی خصوصیات، ۳۱/۱۸ کے وارث، ۶۳/۱۹ کا وعدہ، ۶۱/۱۹، ۶۶ کی خصوصیات، ۶۱/۱۸، ۱۹، ۳۱ نیز ر_ک، اہل بہشت، توبہ کرنے والے، صالحین اور مؤمنین

بیت المقدس: ر_ک، محمد (ص) ر_ک، اصحاب کہف

بیزاری: ر_ک، برائت

بیع: (فروخت) کے احکام، ۱۹/۱۸؛ میں وکالت، ۱۹/۱۸ نیز ر_ک، معاملہ

بے گناہ افراد: کا قتل، اس کی ناپسندیدگی، ۴۳/۱۸

بے گناہی: ر_ک، خضر (ع)

بیمار: کا سجدہ، ۱۰۴/۱۴

بیماریاں: نفسانی بیماری، اس کا علاج، ۸۲/۱۴، اس کا سبب، ۸۲/۱۴، اس سے شفا، ۸۲/۱۴

بیماری کا علاج: اس کے اسباب، ۸۲/۱۴؛ نیز ر_ک، قرآن اور مؤمنین دلائل، ر_ک، موسیٰ (ع)

ہوا: ہوا کا کردار، ۶۹/۱۴

بے نیازی: غیر خدا سے، ۶۵/۱۴ نیز ر_ک، ابراہیم (ع)، خدا، ذوالقرنین اور قرآن

"پ"

پانی: کا چشمہ، ۲۳/۱۹ کی درخواست، ۲۹/۱۸ کے فوائد، ۳۱/۱۸ کے منافع، ۳۵/۱۸ ان کا خشک ہونا، ۳۱/۱۸

نیز ر_ک، آدم (ع) جہنم، زمین، محمد (ص)، قرآنی تشبیہات، حضرت مریم (ع)، نعمت، بہترین اور ضروریات

پاداش: (جزا) اخروی، اس سے روکنے کا ظلم، ۶۰/۱۹، اس سے محرومیت، ۱۸/۱۴؛ بہترین، ۳۳/۱۸، جاویدانی، ۳/۱۸

، اچھی، ۲، ۳/۱۸؛ کی ضمانت، ۳۳، ۳۶/۱۸ کا سبب، ۱۹/۱۴، ۹۴/۵۳؛ کے شرائط، ۲/۱۸، ۸۸ میں عجلت، ۸۸/۱۸؛

میں عدالت، ۱۴/۱۴ کے مراتب، ۹/۱۴ کا منشاء، ۳۳/۱۸؛ کے اسباب، ۱۹/۱۸، ۱۱۰، ۴۶/۳۶ کا وعدہ، ۸۸/۱۸

پرہیزگار افراد: ر_ک، متقین

پرہیزگاری: ر_ک، تقویٰ/پاکیزگی: ر_ک، غذا

مراتب، ۶۱/۱۹ کے اسباب، ۶۰، ۶۱/۱۹، ۶۳ کی نعمتیں، ۱۰۸/۱۸، اس کی خصوصیات، ۳۱/۱۸ کے وارث،
۶۳/۱۹ کا وعدہ، ۶۱، ۶۶/۱۹ کی خصوصیات، ۱۹، ۶۱/۱۸، ۳۱ نیز ر_ک، اہل بہشت، توبہ کرنے والے، صالحین اور
مؤمنین

بیت المقدس: ر_ک، محمد (ص)

پائیداری: ر_ک، استقامت

پرستش: ر_ک، عبادت

پریشانی: ر_ک: اقتصاد، زکریا (ع)، عمل، فقر، گنہگار افراد، مریم (ع) اور وارثین

پلیدی: ر_ک، جہنم

پناہ گاہ: ر_ک، انسان اور مریم (ع)

پہاڑ: کا انہدام، ۹۰/۱۹ کی حرکت، ۳۴/۱۸ کی فوائد، ۹۳/۱۸ نیز ر_ک، جہنم اور قیامت

پرکھنا: غلط اس کے آثار، ۹۳/۱۴ کا معیار، ۴۳/۱۹ نیز ر_ک، عمل

پستی: کا سبب، ۳۵/۱۸ کے عوامل، ۳۵/۱۸ نیز ر_ک، امتیں، انسان، تہذیبیں اور اولاد

پیشینہ: کی تاریخ، ۱۹/۱۸ نیز ر_ک، اصحاب کہف

پیغمبر اکرم (ص): ر_ک، حضرت محمد (ص)

پیش گوئی: سے نہی، ۲۳/۱۸ نیز ر_ک، تورات، خضر (ع)، ذوالقرنین اور قرآن: سابقہ، ر_ک، مریم (ع)

"ت"

تاتاری: ان کا تمدن، ۹۳/۱۸ ان کے تجاوز کا خطرہ، ۹۳/۱۸

تاریخ: کی شناخت کا ذریعہ، ۱۲/۱۴ کی وضاحت، اس کی اہمیت، ۱۳/۱۸ کے تحولات، اس کا سرچشمہ، ۱۸، ۶/۱۴، ۵۹،

۹۸، ۴۳/۱۹ سے عبرت، ۵۹/۱۸، ۴۳، ۹۸/۱۹ کے فوائد، ۴۳/۱۹ کا قانون کے مطابق ہونا، ۴۴/۱۴ کا مطالعہ، اس

کے آثار، ۹۸/۱۹ کے منابع، ۱۹/۱۸، ۲۶، ۲۷، ۳۳/۱۳ کا نقل، اس کا فلسفہ، ۱/۱۴

تاریکی: ر_ک، شب

تاکستان: کی خوبصورتی، ۳۲/۱۸ نیزر_ک، حضرت محمد (ص)

تعمیر: ک، خضر (ع) خدا کی طرف بازگشت، ۸۷، ۱۹، ۳۰/۱۸

توبہ کرنے والے: ۲۵/۱۷ کی مغفرت، ۲۵/۱۷، اس کا سبب، ۲۵/۱۷، کی اخروی جزا، ۸/۱۹، صلح کی جزا، ۶۰/۱۹

بہشت عدن میں، ۶۱/۱۹

تبلیغ کی آفت شناسی، ۷/۱۸، ۳۲/۱۹، ۳۳ کا ذریعہ، ۵۶/۱۸ میں ادب، ۳۲، ۳۵/۱۹ میں انذار، ۳۰/۱۸، ۵۶،

۹۷/۱۰۷، ۱۹ میں بشارت، ۳۰، ۵۶/۱۸، ۳۰، ۱۹، ۹۷/۱۰۷؛ کی عدم تاثیر، اس کے آثار، ۳۸/۱۹؛ کا طریقہ، ۳۲/۱۷،

۲۱/۱۸، ۳۰، ۵۳، ۱۰۳، ۱۰۷، ۳۱/۱۹، ۳۲، ۳۵، ۹۷؛ میں صراحت، ۹۷/۱۹ میں عصمت، ۷۳/۱۷ میں مہربانی،

۳۲، ۳۵/۱۹ نیزر_ک، ابراہیم (ع)، انبیاء، آنحضرت (ص)، باطل، توحید، دین، ذوالقرنین، کفار، موحدین اور وحی

تجاوز کی سزا، ۵/۱۷ نیزر_ک، تاتائی، اللہ کے حدود، ماجوج، مغل اور یاجوج

تعاون: لوگوں کا اس کا جلب، ۹۵/۱۸ نیزر_ک: جن، ظالم افراد اور مفسدین

تمام افراد: کا حق قبول نہ کرنا، ۳۱/۱۷

تحریف: ک، تورات اور قرآن

تخت: ک، اہل بہشت

تخلف: کا سبب، ۶۳/۱۹

تدبر کی اہمیت، ۲۱: ۱۷، آسمانی کتابوں میں اس کے آثار، ۱۲/۱۹

تذکر: آیات خدا میں، ۵۷/۱۸؛ ارادہ خدا کا، ۹۸/۱۸؛ اخروی عمل کے حساب و کتاب کا، ۱۵/۱۸؛ حضرت زکریا (ع) کی

خلقت کا، ۹/۱۹؛ حضرت محمد (ص) کے خواب کا، ۶۰/۱۷؛ خدا کی رحمانیت کا، ۳۵/۱۹؛ شجر ملعونہ کا، ۶۰/۱۷ ناپسندیدہ

صفات کا، ۱۰۰/۱۷ نیزر_ک، بنی اسرائیل، زکریا (ع)، موسیٰ (ع) اور ضرورتیں

توافق کرنا: ک، محمد (ص) اور مسلمان

تسلط (قبضہ):

ر_ک، آسمان، ابلیس، انسان، بنی اسرائیل، شیطان اور موجودات

تسلط طلبی:۔ کے آثار، ۱۹/۳۲، ۱۳۔ سے اجتناب، ۱۹/۳۲

اس کے آثار، ۱۹/۱۵ نیز ر_ک: یحی (ع)

ترازو: ر_ک، معاملات

تربیت: میں امیدواری، ۱۸/۲، میں انذار، ۱۸/۱۸، ۵۹/۲ کی اہمیت، ۱۸/۲۳۔ میں خوف، ۱۸/۵۹ کی تشویق، ۱۸/۳۳

۔ میں خبردار کرنا، ۱۸/۳۳ کا طریقہ، ۱۸/۲۳، ۱۸/۵۹، ۱۹/۵۹، ۱۸/۳۳، ۱۹/۵۹، ۱۸/۳۳، ۱۹/۵۹، ۱۸/۳۳ کا سبب، ۱۸/۲۵۔ کے عوامل،

۱۸/۱۸، ۱۸/۶۸، ۵۱/۲۹۔ اس میں موثر عوامل، ۱۸/۳۸ نیز ر_ک، ذکر، فرزند اور آنحضرت (ص)

تزکیہ: کا سبب، ۱۹/۵۹ نیز ر_ک، باپ

تسبیح: خدا کی، ۱۸/۱۹، ۱۸/۳۳، ۱۸/۱۱، اس کے آداب، ۱۸/۱۰۸، ۱۹/۱۱، اس کا طریقہ، ۱۸/۳۳، اس کا وقت،

۱۹/۱۱، صبح کے وقت، ۱۹/۱۱، عصر کے وقت، ۱۹/۱۱ نیز ر_ک، آسمان، خدا کی تسبیح کرنے والے، زمین اور

موجودات

تشریع (شرعی قانون گذاری): ر_ک، دین، قصاص اور نماز

تشنگی: ر_ک، اہل جہنم، انسان، گنہگار افراد اور مشرکین

تشویق: کے آثار، ۱۸/۳۲ نیز ر_ک، اقدار، ایمان، تربیت، خدا، سخن، عمل صالح اور مشرکین

تحرک: کا سبب، ۱۸/۱۱، اس کی اہمیت، ۱۸/۴۔ کے عوامل، ۱۸/۲۳، ۱۸/۵۳، ۱۸/۵۴، ۱۸/۵۵، ۱۸/۱۰۳، ۱۹/۱۱۰، ۱۹/۶۵

تصمیم (محکم ارادہ): کے اعلان کے آداب، ۱۸/۲۳

تنقید: ر_ک، اولیاء اللہ اور نفس

تعجب: ر_ک، آذر، ابراہیم (ع)، ابلیس، خدا، زکریا (ع)، گنہگار افراد، مریم (ع)، موسیٰ (ع)، یوشع (ع) اور یہود

تعصب: ر_ک، اصحاب کہف اور موسیٰ (ع)

تعقل: خلقت میں، ۱۸/۳۳، کا سبب، اس کی ایجاد، ۱۹/۳۳۔ آیات خدا میں عدم تعقل، ۱۸/۵۴۔ عدم تعقل کا گناہ،

۳۳/۱۷ نیزر_ک، قرآن اور مشرکین

تعلیم: کے آداب، ۶۹/۱۸_ کے شرائط، ۶۹/۱۸_ میں صبر، ۶۹/۱۸ نیزر_ک، انبیائی، خضر(ع)، دین، علائق اور موسیٰ

(ع)

تعلیم: کا طریقہ، ۶۷/۱۸

تغذیہ: (حاملہ اور جنین)

تفریط: ر_ک، افراط و تفریط

تفضل: ر_ک، انبیائی، انسان اور محمد(ص)

تفکر: آرزوں میں ۱۱/۱۷، خلقت انسان میں_ اس کے آثار، ۹/۱۹؛ آسمانی کتابوں میں_ ۱۲/۱۹_ کا پیش خیمہ، ۳۲/۱۹

، طبقاتی_ اس کی مذمت، ۲۸/۱۸ نیزر_ک، اصحاب کہف اور انسان

تقرب: میں سبقت کرنے والے، ۵۷/۱۷_ میں سبقت، اس کی اہمیت، ۵۷/۱۷_ خدا، ۵۷/۱۷، اس کا فلسفہ، ۱۷/

۵۷_ کیلئے کوشش، ۵۷/۱۷_ کا پیش خیمہ، ۵۷/۱۷، ۵۷/۱۸، ۵۲/۲۸، کے عوامل، ۸۵/۱۹_ کی نشانیاں، ۳۶/۱۸؛ میں

واسطہ، ۵۷/۱۷ نیزر_ک، مغرور صاحب باغ، توحید، محمد(ص)، مریم(ع)، معبود، موسیٰ(ع) اور یحییٰ(ع)

تقلید: اندھی_ اس کا سبب، ۵/۱۸، اس کی ممنونیت، ۳۶/۱۷

اس کی ناپسندیدگی، ۳۸/۱۷ نیزر_ک، علماء و مشرکین

تقویٰ: کے آثار، ۱۹/۹۷، ۸۵، ۷۲، ۶۳، ۱۸، ۱۵، ۱۳؛ کی قدر و قیمت، ۳۳/۱۹_ کی اہمیت، ۷۲/۱۹، عدم پرہیزگاری: اس کی

نشانیاں، ۷۲/۱۹؛ کا ترک، ۷۲/۱۹_ کی طرف دعوت، ۱۸/۱۹_ کی نشانیاں، ۷۲/۱۹؛ کا ترک، ۷۲/۱۹_ کی طرف دعوت

، ۱۸/۱۹_ کی نشانیاں، ۱۳/۱۹، ۸۵ نیزر_ک، مریم(ع)، یحییٰ(ع)

تقیہ: ر_ک، اصحاب کہف

تکامل: کی اہمیت، ۵۱/۱۸؛ کیلئے کوشش، اس کی قدر و قیمت، ۵۷/۱۷؛ کا پیش خیمہ، ۲۳/۱۷، ۲۵، ۲۸، ۱۹، ۳۰/۱۳

، ۱۳، ۵۷؛ کے شرائط، ۶۶/۱۸_ کے عوامل، ۲۳/۱۸، ۵۰، ۶۶، ۱۰۵، ۳۹/۱۹_ کے مراتب، ۲۳/۱۸_ کے موانع،

۱۳/۱۹ نیزر_ک، آرزو، امیدواری، انبیائی، انسان، ادریس(ع)، عورت، دینی علمائی، عیسیٰ(ع)، فرزند، محمد(ص)، مریم

(ع)، موسیٰ(ع) اور یحییٰ(ع)

اشارے (۳)

تکبر: کئے آثار، ۱۸/۱۹، ۳۹، ۳۴، ۳۵/۱۳؛ سے اجتناب، ۱۴/۵۳، اس کا وجوب، ۱۴/۳۴؛ کئے احکام، ۱۴/۳۴ کے اقسام، ۱۴/۳۸؛ پسندیدہ، ۱۴/۳۸؛ ناپسندیدہ، ۱۴/۳۸ کی حقیقت، ۱۸/۳۵؛ کا سبب، ۱۸/۳۳؛ کا زیان، ۱۸/۱۰۳ کی مذمت، ۱۸/۱۰۳ کے عوائل، ۱۸/۳۴؛ کا سرچشمہ، ۱۴/۳۴ کے موانع، ۱۸/۳۹۔ سے نہی، ۱۴/۳۶ ک، ابلیس، مادی و مسائل، انسان، مغرور صاحب باغ، بنی اسرائیل، قانین، اولاد اور کفار تکبیر: ک، خد//تکریم کا معیار، ۱۹/۵۶، ۵۱، ۳۱ نیز ک، آدم اور انسان

تکیہ گاہ: ک، اہل بہشت اور جہنمی
تمثیل: ک، قرآنی مثالیں

تہذیب: تہذیبوں کا انحطاط، اس کا پیش خیمہ، ۱۹/۳۳ تہذیبوں کا خاتمہ، ۱۴/۹۸، ۸۳، ۱۹، ۵۸، اس کے عوائل، ۱۹/۹۸، اس کا سرچشمہ، ۱۸/۱۹، ۵۹، ۹۸/۳۸؛ تاریخ تمدن، ۱۸/۸۶، ۹۰، ۹۳، ۹۶، ۱۹/۹۸، ۴۳؛ تہذیب کا سرچشمہ: ۱۸/۱۹ نیز ک، بنی اسرائیل، تاتاری، ذوالقرنین، سرزمین اور مغل تمسخر: ک، استہزائی تنفس کی تعداد، اس کا شمار، ۱۹/۸۳

تواضع: ک، دینی علمائے، موحدین، موسیٰ (ع) اور والدین

توبہ: کئے آثار، ۱۴/۱۹، ۳۳/۶۰ پر اصرار، اس کے آثار، ۱۴/۲۵؛ کی اہمیت، ۱۹/۶۰ آسمانی ادیان میں، ۱۹/۶۰، اس کا سبب، ۱۹/۶۳؛ نیز ک، شرک، صالحین، عمل، عمل صالح، گزشتہ اقوام، نماز، والدین اور خواہشات نفسانی کی پیروی کرنے والے/توحید: کئے آثار، ۱۴/۱۸، ۳۹، ۱۱۰/۳۸، ۲۰ کی قدر و قیمت، ۱۸/۱۶ میں استقامت، ۱۹/۳۸، اس کے آثار، ۱۹/۵۰ سے اعراض، ۱۴/۳۶ کی اہمیت، ۱۴/۲، ۱۸/۱۶، ۱۹، ۱۱۰/۳۳؛ کی تبلیغ، ۱۴/۳۲، ۱۸/۹۵، اس کی قدر و قیمت، ۱۸/۱۳؛ افعالی، ۱۴/۲، ۶۵، ۵۵، ۱۸/۳۹، ۲۶، ۳۳؛ اس کے آثار، ۱۴/۳۲ ذاتی، ۱۴/۱۹، ۱۱۰/۶۵؛ ربوبی، ۱۸/۱۳، ۳۸، ۳۹، ۵۱، ۶۵، ۱۹، اس کے آثار، ۱۸/۱۳، ۱۹/۶۵ اس کی اہمیت، ۱۴/۳۶، اس کی دعوت، ۱۹/۳۶، اس کے عوائل، ۱۸/۱۳؛ صفاتی، ۱۴/۱۱۰ عبادی، ۱۸/۱۳، ۱۱۰، ۱۹/۳۶،

اس کے آثار، ۳۸/۱۹، اس کی اہمیت، ۲۳/۱۴، ۳۶/۱۹ اس کی طرف دعوت، ۳۶/۱۹، اس کے دلائل، ۶۵/۱۹، اس کی سختی، ۶۵/۱۹، اس میں صبر، ۶۵/۱۹، اس میں صبر کی اہمیت، ۶۵/۱۹، کی حاکمیت، ۳۹/۱۴، دعوت، ۳۹/۱۴، کے دلائل، ۳۲/۱۴، ۳۳- کا پیش خیمہ، ۶۴/۱۴، ۱۳/۱۸- کا فلسفہ، ۳۳/۱۴- سے اعراض کرنے والے، ۳۶/۱۴- کے موانع، ۳۸/۱۹- کی طرف ہدایت، ۳/۱۴- نیزر-ک، ابراہیم (ع)، اصحاب کہف، اقرار، انبیاء، ایمان، حضرت محمد (ص) اور مشرکین، خالقیت، مغرور صاحب باغ، برہان تمناع، ذوالقرنین، عقیدہ، زکریا (ع)، کفار

تورات: کی پیش گوئی، ۳/۱۴- کی تاریخ، ۱۲/۱۹- کی تحریف، ۱۲/۱۹- کی تعلیمات، ۲/۱۴، اس پر عمل، ۱۲/۱۹- میں توحید، ۲/۱۴، میں توکل، ۲/۱۴، آسمانی کتابوں میں ۲، ۳/۱۴- عصریحی (ع) میں، ۲/۱۹- کا فہم، ۱۲/۱۹- کا نزول، ۳/۱۴- کا کار ہدایت، ۲/۱۴، اس کا طریقہ، ۳/۱۴

توسل: کے احکام، ۵۴/۱۴، ربوبیت خدا کے ساتھ ۲۳/۱۴، ۱۰۳/۱۹- شفاعت کرنے والوں کے ساتھ، ۵۴/۱۴- کا جائز ہونا، ۵۴/۱۴- نیزر-ک، دعا اور زکریا (ع)

توفیقات: کا سرچشمہ، ۲۳/۱۸- نیزر-ک، خدا اور اولاد

توکل: کے آثار، ۶۵/۱۴- کی اہمیت، ۲/۱۴، خدا پر، ۱۹/۱۸، ۳۸/۱۹- قدرت خدا پر، ۳۹/۱۸، مشیت خدا پر، ۳۹/۱۸

نیزر-ک، ابراہیم (ع)، اصحاب کہف، تورات اور ضرورتیں

تولید مثل: بر-ک، جن اور شیطان

تہجد: کے آثار، ۴۹/۱۴- کی اہمیت، ۴۹/۱۴- کا وقت، ۴۹/۱۴- نیزر-ک، محمد (ص)

"ث"

ثروت: کے آثار، ۱۸/۱۰، ۱۹/۱۶، ۳۰/۳۳؛ کی قدر قیمت، ۳۵/۱۴- کا پیش خیمہ، ۴۴، ۴۸/۱۹- کا کردار، ۳۶/۱۸؛

نیزر-ک، آسودہ حال، افراد اور کفار، دنیا پرست، فخر و مباہات، مغرور صاحب باغ

ثروت اندوزی: بر-ک، مشرکین

ثروتمند افراد: کی فکر، ۳۵/۱۸- فاسق، ان کا کردار، ۱۶/۱۴؛ متکبر، اس کی سزا، ۳۲/۱۸- کے حق کا انکار کرنا، ۱۶/۱۴؛

کازیاں، ۳۵/۱۸- کا فساد، اس کے آثار، ۱۶/۱۴؛ کا فسق، اس کے آثار، ۱۶/۱۴- کا گناہ، اس کے آثار، ۱۶/۱۴؛ کو خبردار

کرنا، ۳۵/۱۸- کی ہلاکت، اس کا

سبب، ۴۳/۱۹ ثروت مندی: ر_ک، انبیاء اور قائدین
ثواب: ر_ک، پاداش

"ج"

جادوگری: ر_ک، موسیٰ (ع)

جاہل افراد: کی فکر، ۴۴/۱۹؛ سے برتاؤ کا طریقہ، ۳۸/۱۹؛ سے مجادلہ، اس کی مذمت، ۲۲/۱۸؛ کی ذمہ داری، ۳۳/۱۹؛ نیز ر_ک
جاہلیت: کی رسوم، ۳۱، ۳۲، ۳۳/۱۴؛ میں زنا، ۳۲/۱۴؛ زمانہ میں لوگوں کا عقیدہ، ۳۱/۱۸؛ کے مشرکین، ان کے
افتراء، ۸۸/۱۹، ان کا اقرار، ۸۸/۱۹

جاہ طلبی: کے آثار، ۴۵/۱۹

جبریل: کی بشارتیں، ۱۹/۱۹؛ سے سوال، ۲۰، ۲۱/۱۹؛ کا تجسم، ۱۴/۱۹، اس کی خصوصیات، ۱۴/۱۹؛ اور مریم (ع)
۲۳/۱۹؛ کی حقیقت، ۱۴/۱۹؛ کی گواہی، ۲۱/۱۹؛ سے مراد، ۱۴/۱۹؛ کی ذمہ داری، ۱۹/۱۹؛ کا حضرت مریم (ع) سے
باہمی تعارف، ۱۹/۱۹؛ کے مقامات، ۱۴/۱۹؛ نیز ر_ک: مریم (ع)

جبر و اختیار: ۱۸/۱۴، ۱۰۴، ۹۴، ۳۸، ۱۵/۳۲، ۱۴، اختیار کے آثار، ۸۳/۱۴؛ کا بطلان، ۱۰۴/۱۴، ۴/۱۸

جرم: کے عوامل، ۳۹/۱۸؛ کے موارد، ۵۳/۱۸، ۳۹؛ نیز ر_ک: اولاد کا قتل

جھوٹ: کے موارد، ۵/۱۸

جنین: کا سکون، ۲۶/۱۹، اسکی اہمیت، ۳۳/۱۹؛ کی مبارک باد، ۲۶/۱۹؛ کو غذا رسانی، ۲۵، ۲۶/۱۹؛ کی دلداری،

۲۶/۱۹؛ کی نفسیاتی ضروریات، ۲۶/۱۹؛ کی مادی ضروریات، ۲۶/۱۹؛ کی معنوی ضروریات، ۲۳/۱۹؛ نیز ر_ک حاملہ

جذبات کی قبولیت: ر_ک، دینی قائدین اور آنحضرت (ص)

جذبات و احساسات: کے آثار، ۸۰/۱۸؛ کی کمزوری، اس کے عوامل، ۱۴/

۳۱۔ سے سوء استفادہ، ۶۳/۱۷؛ رشتہ داری کے۔ ان کا کردار، ۳/۱۷، خاندانی۔ ۲۳/۱۷؛ مادری۔ ۲۳/۱۹؛ نیز۔ ک، بنی اسرائیل، حقوق، رشتہ دار، دین، زکریا (ع)، فقرائی، مریم (ع)، والدین اور یحییٰ (ع)

جزائی: ک، پاداش، سزا اور مجازات

جنگ: ک، آخر الزمان

جن: کا اختیار، ۵۰/۱۸ کی خلقت، اس کی تاریخ، ۵۰/۱۸ کا تولید مثل کرنا، ۵۰/۱۸ کی دشمنی، ۵۰/۱۸؛ کی دعوت ۸۸/۱۷ کے ساتھ روابط، ۸۸/۱۷؛ کا شعور، ۵۰/۸۸، ۱۸/۱۷ کا عجز، ۸۸/۱۷؛ کی نسل، ۵۰/۱۸ کے ساتھ تعاون،

۹۸/۱۷ نیز۔ ک، ابلیس، انبیاء اور عقیدہ

جنسی انحراف: کے موارد، ۳۲/۱۷؛ نیز۔ ک، مریم (ع)

جن پرستی: ک مشرکین

جوان مردی: کے موارد، ۱۰/۱۸؛ نیز۔ ک: اصحاب کہف

جوانی: میں ایمان کی قدر قیمت، ۱۳/۱۰/۱۸؛ میں عمل کی قدر و قیمت، ۱۰/۱۸

جہل: کے آثار، ۱۰۸، ۱۸/۱۷، ۱۰۷، ۱۹/۱۰۷، ۶۸، ۵/۳۳، ۳۵؛ نیز۔ ک، آذر، اصحاب کہف، خدا، سرزمین، قیامت، کفار اور یوشع (ع)

جہنم: کا کھولتا پانی، اس کی خصوصیات، ۲۹/۱۸؛ کی آگ، ۹۸/۱۷، ۵۳/۱۸، اس کی جاویدانی، ۹۷/۱۷، اس کی قباحت، ۲۹/۱۸، اس کے مراتب، ۹۷/۱۷، ۹۷/۱۸، ۲۹/۱۸، اس کا کردار، ۵۳/۱۸، اس کی خصوصیات، ۲۹/۱۸؛ کے مشروبات، ۲۹/۱۸، اس کی پلیدی، ۲۹/۱۸؛ کی تیاری، ۲۹/۱۰۲، ۲۹/۱۸ کا احاطہ، ۲۹/۱۸؛ میں جاودانیت، ۳۹/۱۹ کے

درکات، ۹۷/۱۷، ۵۹/۱۹؛ کا زندان ہونا، ۷/۱۸ کا سیر اس کا مقام، ۹۷/۱۷؛ کے صفات، ۸/۱۷ کے عذاب، ۳۹/۱۷، ان کی شدت، ۸۷/۱۸، ان کی قانونمندی، ۷۰/۱۹ کا تحقق، ۲۹/۱۰۲، ۲۹/۱۸؛ کے پہاڑ، ۵۹/۱۹ کے اسباب، ۷۲/۱۹، ۹۸/۸، ۵۳/۱۸، ۱۰۰، ۱۰۶، ۸۲/۱۹، ۸۶؛ سے نجات، ۲۹/۱۸، ۵۳، ۷۲/۱۹، اس کے عوایل، ۷۲/۱۹

ذکی نہریں، ۵۹/۱۹ میں وارد ہونا، ۷۱/۱۹، ۷۲، اس کا حتمی ہونا، ۷۱/۱۹

نیز۔ ک: انذار، حق، مدد طلب کرنا، قرآنی تنبیہات، شیطان، ظالم افراد، گنہگار افراد، قیامت، کفار، گمراہ لوگ، نافرمان افراد، مؤمنین، متقین، آسودہ حال، مستکبرین، مشرکین، معاد، مفسدین اور نفس پرست

جہنمی افراد: ۳۹/۱۵، ۶۳، ۹۵، ۲۹/۱۸، ۵۳، ۱۰۱، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۹، ۴۲/۱۰۶، ۴۰؛ کا مدو طلب کرنا، ۲۹/۱۸، اس کے آثار، ۲۹/۱۸؛ کے استغاثہ کا جواب، ۲۹/۱۸ کی تشنگی، ۲۹/۱۸؛ کی خواہشات، ۲۹/۱۸ کی تحقیر کا سبب، ۲۹/۱۸؛ کی تکیہ گاہ کی قباحت، ۲۹/۱۸، کی صورت، اس کا بھن جانا، ۲۹/۱۸؛ کا عذاب، اس میں اضافہ کے اسباب، ۲۹/۱۸، اس کا سرچشمہ، ۴۰/۱۹؛ کے مراتب، ۴۰/۱۹ نیز ک: کفار

"ج"

چانس: کارو، ۱۳/۱۴
چاند: کانور، آیات خدا میں سے ۱۲/۱۴
چشم: سے استفادہ، ۳۶/۱۴ کے بارے میں سوال، ۳۶/۱۴ کے فوائد، ۳۶/۱۴ کی اخروی گواہی، ۳۶/۱۴؛ کا مسئول ہونا، ۳۶/۱۴ نیز ک: کفار
چشم اور روشنی: کے عوالم، ۲۶/۱۹ نیز ک، مریم (ع)
چشمہ: خاک آلود، ۸۶/۱۸ نیز ک، آب (پانی)، ذوالقرنین، محمد (ص)

"ح"

حامد: کا تغذیہ، ۲۵/۱۹
حاملگی: نیز ک، ذکر یا (ع) اور مریم (ع)
حجر: کے احکام ۳۳/۱۴ کے عوالم، ۳۳/۱۴
حدود الہی: سے تجاوز کے آثار، ۸۰/۱۸
حدیث قدسی: ۶۰/۱۴
حرکت: کا سرچشمہ، ۴۰/۱۹ نیز ک، کشتیاں اور پہاڑ
حروف مقطعات: ۱، ۲/۱۹
حساب و کتاب: اخروی۔ اس میں عدالت، ۴۱/۱۴، اس میں گواہی، ۱۳/۱۴، اس کی رضاحت، ۱۳/۱۴، اس میں وکیل، ۱۳/۱۴، اس کی خصوصیات، ۱۳/۱۴ نیز ک، تذکر، خدا، خوف، سعادت مند افراد، ظالم لوگ، عمل، قیامت، کفار، مشرکین اور فاسد افراد حسرت: اخروی، اس کے عوالم، ۳۹/۱۹ کا پیش خیمہ، ۲۹/۱۴ کے عوالم، ۲۹/۱۴ کی

ناپسندیدگی، ۲۹/۱۷ نیزر_ک، انذار، ظالمین، غفلت، قیامت اور کفار مغرور صاحب باغ
حس پرست: بر_ک، مشرکین مکہ

حشر: کی اہمیت، ۳۳/۱۹_ کا حتمی ہونا، ۳۸/۱۸؛ کا پیش خیمہ، ۳۸/۱۸_ کی عمومیت، ۳۷، ۳۸/۱۸؛ کی خصوصیات،
۳۸/۱۸ نیزر_ک، آسمان، اصحاب یمین، انسان، بنی اسرائیل، حق، ذکر، شیطان، عیسی (ع)، فراعنہ، قیامت، کفار،
گمراہ لوگ، گنہگار افراد، متقین، مشرکین، معاد، باطل معبود اور موجودات

حق: سے اعراض، ۶۷/۱۷، اس کے آثار، ۲۹/۱۸، اس کا سبب، ۵۷/۱۸، اس کی سزا، ۶۹/۱۷؛ کی اہمیت، ۷۲/۱۷_ کو
باطل ظاہر کرنا، ۵۶/۱۸؛ کی قبولیت، اس کا سبب، ۵۳/۱۸_ کی کامیابی، اس کا اعلان، ۸۱/۱۷، اس کے اعلان کے
آثار، ۸۱/۱۷، اس کا حتمی ہونا، ۸۱/۱۷؛ اس کے دلائل، ۸۱/۱۷؛ کی وضاحت، اس کے آثار، ۱۰۲/۱۷، ۳۱، اس کی
اہمیت، ۳۱/۱۷، اس کا فلسفہ، ۲۹/۱۸؛ کو قبول کرنے والے، ان پر رحمت، ۸۲/۱۷، ان کو شفا، ۸۲/۱۷، ان کے
فضائل، ۸۲/۱۷؛ کو قبول کرنا، اس کے مشکلات، ۳۱/۱۷، کے مقابلہ کرنے والے، ان کے عذاب کا حتمی ہونا،
۵۸/۱۷، ان کا انجام، ۵۸/۱۷؛ کا مقابلہ، اس کے آثار، ۳۲/۱۹، اس کا طریقہ، ۵۶/۱۸؛ کا انکار کرنے والے، ۶۰/۱۷،
ان کے عمل کے آثار، ۵۷/۱۸؛ ان کا اعراض، ۹۶/۱۷، ان کو انذار، ۵۹، ۹۶/۱۷، ان کا اخروی حشر، ۹۷/۱۷، ان کا
جہنم میں ہونا، ۱۰۲/۱۸؛ ان کی اصلاح کا طریقہ، ۱۰۲/۱۷، ان سے ملنے کا طریقہ، ۹۹/۱۷؛ ان کی اخروی سرگردانی،
۷۲/۱۷، ان کے کان کا سنگین ہونا، ۵۷/۱۸، ان کا ظلم، ۸۲/۱۷، ۹۹، ان پر عذاب، ۶۹/۱۷، ان کی زبان کی اسباب،
۸۲/۱۷، ان کی سزا، ۱۰۲/۱۸، ان کی سزا کا حتمی ہونا، ۵۵/۱۸، ان کی دنیاوی سزا، ۶۹/۱۷، ان کے لئے معجزہ، ۵۹/۱۷،
ان کا کردار، ۵۷/۱۸؛ کو قبول نہ کرنا اس کے آثار، ۳۱/۱۷، ۳۹، ۸۹، ۱۰۱/۱۸، اس کا خطرہ، ۱۶/۱۷، اس کا پیش خیمہ،
۸۳/۱۷، اس سے اجتناب کا سبب، ۹۶/۱۷، اس کے عوامل، ۳۱/۱۷؛ کی شناخت، اس کے آثار، ۸۱/۱۷_ کا ظہور
اس کے آثار، ۸۱/۱۷_ کو جھٹلانے والے، ان پر کامیابی کا سرچشمہ، ۸۰/۱۷؛ کا معیار، ۸۱/۱۷_ کی نشانیاں، ۸۲/۱۷؛ کی
ولایت، اس کے موانع، ۵۱/۱۸، اس کی نشانیاں، ۵۰/۱۸؛ نیزر_ک: اصحاب کہف، اقرار، اکثریت، امتیں
، انبیاء، ثروتمند افراد، حقوق، قوم ثمود، کفار، کفار مکہ، میلانات، آسودہ حال لوگ، عیش پرست، مشرکین، موسی (ع) اور

عوام الناس

حکومت: بر_ک، حکومت

حقانیت :- کا ملاک، ۲۹/۱۸

حقائق :- کی وضاحت، ان میں تنوع، ۸۹/۱۴، اس کا طریقہ، ۸۹/۱۴، ۵۳/۱۸، ۳۲، ۲۱؛ اس کے عوائل، ۱۰/۱۹،
اس کا سرچشمہ، ۲۲/۱۸؛ غیبی۔ اس کی نشانیاں، ۹۹/۱۴۔ کا درجہ، اس کی اہمیت، ۳۳/۱۴؛ اس سے عاجز
افراد، ۴۴/۱۴، اس کا مرکز، ۳۶/۱۴، اس کے موانع، ۴۵/۱۴، اس کا سرچشمہ، ۲۹/۱۸ نیز ک، حقوق، حضرت
محمد (ص)، اور معراج، قیامت

قرآنی مثالیں: کفر مکہ کے حق قبول نہ کرنے والے افراد؛ پرانداز کا بے اثر ہونا، ۶۰/۱۴ کی سرکشی، ۶۰/۱۴؛ کی نافرمانی،
۶۰/۱۴

حقوق کی ادائیگی، اس میں میانہ روی، ۲۶/۱۴، اس میں احساسات، ۲۶/۱۴؛ میں ترجیحات، ۲۶/۱۴ کی پیدائش، اس
کا سرچشمہ، ۲۶/۱۴؛ میں حق تصرف، ۳۳/۱۴ میں حق قصاص، ۳۳/۱۴؛ میں حق مالکیت، ۳۳/۱۴ نیز ک، ابن سبیل،
رشتہ داری، فقراء، حضرت محمد (ص)، مربی، مساکین، مظلوم، مقتول اور والدین
حکمت: بچپن میں ۱۲/۱۹ کی عطا کے شرائط، ۱۲/۱۹ نیز ک، خدا اور یحی (ع)
حکومت: استبدادی، ۲۰/۱۸، دینی، ۸۴/۱۸؛ اس کا ظلم سے نبرد آزما ہونا، ۸۸/۱۸، اس کی ذمہ داری، ۸۸/۱۸
نیز ک، اصحاب کہف، خضر (ع)، ذوالقرنین، سرزمین، فرعون اور موسی (ع)
حلال زادہ ہونا: ک، انبیاء (ع)

حمد: خدا، ۱۸/۱۴، ۱۱۱، ۲۵، ۱/۳۳، اضروی حمد، ۲۵/۱۴، اس کا پیش خیمہ ۱/۱۸؛ اس کے عوائل ۲۵/۱۴ کا طریقہ، اس
کی تعلیم، ۱۱۱/۱۴ نیز ک، کفار اور موجودات

حمل و نقل: کی تاریخ، ۴۹/۱۸، سمندری۔ اس کے ذرائع زمینی۔ اس کے ذرائع، ۴۰/۱۴ نیز ک: موسی (ع)
حوادث: کا خطرہ، ۶۸/۱۴ کی تحلیل کا علم، اس کی تحصیل، ۴۸/۱۸، اس کی تحصیل کا طریقہ، ۴۸/۱۸، اس کی تحصیل
کے شرائط، ۴۸/۱۸ کا سرچشمہ، ۸۲/۱۸، ۲۱/۱۹ سے نجات، اس کا سرچشمہ، ۶۴/۱۴ کا کردار،
۶۸/۱۴ نیز ک: موسی (ع)

حیات: موت کے بعد ۹۸/۱۴ نیز ک، انسان، ذکر، شیطان، علائق، موسی (ع)، عیسی (ع)، موجودات اور یحی (ع)
حیثیت: ک، آبرو

"خ"

خادم: کی کوشش کا اہتمام، ۶۲/۱۸ سے برتاؤ کا طریقہ، ۶۲/۱۸ ر_ک: موسیٰ (ع)

خضوع کرنے والے: ۱۰۴/۱۴/خاک: بے نتیجہ اس میں تبدیلی، ۸/۱۸ نیز ر_ک: آدم (ع) انسانی اور موجودات

خالق: کا کردار، ۵۱/۱۸ نیز ر_ک، انسان، طبیعت اور موجودات / خالقیت: توحید در_۱۴/۱۸، ۵۱/۲۲ نیز ر_ک، خد

خاندان: کا اصیل ہونا، اس کا کردار، ۵۸/۱۹ کی اصلاح اس کی اہمیت، ۵۵/۱۹

خاندان کی تعلقات: اس کا معیار، ۳۹/۱۴ کا کردار، ۱۹/۱۸، ۲۸/۵ نیز ر_ک، زکریا (ع) اور جذبات گھر، طہائی اس کی

درخواست، ۹۳/۱۴ خدا کے محبوب افراد: ۱۳/۱۹ کی دعا کی اجابت، ۳۴/۱۹؛ کا استغفار، ۳۴/۱۹

خداوند عالم: کی مغفرت ۵۸/۲۵، ۱۸/۱۴، اس کے آثار، ۳۳/۱۴، ۵۸/۱۸؛ کی اتمام حجت، ۹۶/۱۴، اس کے آثار،

۱۰۳/۱۴، اس کا کردار، ۱۵/۱۴؛ کا احاطہ، ۶۰/۱۴، ۱۹/۱۸، ۹۳/۹۱، ۶۳، اس کے آثار، ۶۰/۱۴، اس کا علمی

احاطہ، ۹۳/۱۹، اس کے علمی احاطہ کی نشانیاں، ۶۰/۱۴، اس کا پیش خیمہ، ۶۰/۱۴، اس کی نشانیاں، ۹۱/۱۸؛ کے ساتھ

استدلال ۶۹/۱۴ کی اخبار، ۴/۱۴، اس کا سرچشمہ، ۲۳/۱۸؛ کی خصوصیات (مختصات)، ۳۲/۱۴، ۶۵، ۶۷، ۶۸، ۶۹،

۸۵، ۹۳، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۸/۲۹، ۱، ۲۳، ۲۶، ۲۷، ۲۹، ۳۸، ۳۳، ۳۳، ۳۵، ۵۰، ۵۲، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۹/۳۰، ۹۵، ۴۰، ۶۵؛ کے

اختیارات، ۹۳/۱۴، ۱۰۶، ۱۸/۲۸، ۳۴/۱۹؛ کا اذن، اس کے آثار، ۸۷/۱۹، اس کا کردار، ۱۰۳/۱۴؛ کا ارادہ، ۱۴

۱۴/۲۱، ۱۴، ۶۰، ۸۶، ۱۹/۱۸، ۲۱، ۳۱، ۸۱، ۸۲، ۸۳، اس کے آثار، ۶/۱۴، ۶۲، ۸۹، ۹۳؛ ۱۰۳، ۱۸/۱۴، ۳۳، ۳۰،

۳۸، ۳۴، ۸۲، ۹۰، ۹/۱۹، ۱۳، ۴۳، ۸۳، ۹۸؛ اس کا مطلق ارادہ، ۹/۱۹، اس کا احاطہ، ۵۴/۱۸، اس کی حاکمیت،

۱۸/۶۹، ۱۸، ۴۵، ۱۰۳، ۱۱/۱۸، ۱۴، ۲۸، ۳۵، ۳۱، ۵۹، ۹۸، ۵/۱۹، ۹، ۱۰، ۲۱، اس کی حاکمیت کی نشانیاں،

۱۹/۳۵، اس کا حتمی ہونا، ۸۶/۱۴، اس کا سبب، ۸۲/۸، اس کی عظمت، ۹/۱۸، اس کے جاری ہونے کے مقامات،

۱۴/۶، ۱۶، ۶۸، ۱۰۳، ۱۸/۱۹، ۸۲، ۲۰/۱۸، اس کو جاری کرنے والے، ۸۱/۱۸، اس کا کردار، ۱۱/۱۴، ۱۲، ۱۴؛ کا

گمراہ کرنا، اس کی خصوصیات، ۱۴/۹۴، ۱۴/۱۸؛ سے اعراض، ۴۹/۱۴، ۱۰۲/۱۸؛ کا راز فاش کرنا، ۳۴/۱۴ کے

افعال، ۱/۱۴، ۱۴، ۳۵، ۵۹، ۶۹، ۴۰، ۱/۱۸، ۸، ۱۱، ۱۳، ۳۲، ۱۸، ۱۶، ۵۰، ۵۶، ۹۹، ۱۰۰، ۶/۱۹، ۲۱، ۲۳، ۳۰، ۳۵،

۵۷، اس کے بارے میں سوال، ۸/۱۹، اس سے تعجب، ۸/۱۹، اس کا با مقصد ہونا، ۲۱/۱۸؛ سے التجا، ۲۷/۱۸، اس

کا سبب، ۵۵/۱۸؛

_ کا امتحان، ۶۰/۱۸، ۷/۱۸؛ _ کا احسان، ۷۰/۱۸، ۷۳، ۸۷، ۸۷ کی ادا، ۶/۱۸، ۲۰، ۳۵، ۱۶/۱۸، ۳۸/۱۹، اس کے
 آثار، ۷۹/۱۸، ۸۰؛ اس کا پیش خیمہ، ۲۳/۱۹؛ _ کی طرف فرزند کی نسبت، ۷۹/۱۹، ۸۸، اس کے آثار، ۹۰/۱۹، ۹۳،
 اس سے اجتناب، ۸۹/۱۹، اس کی حیرانگی، ۸۸/۱۹، ۸۹، اس کی سزا، ۹۳/۱۹، ۹۵، اس کی ناپسندیدگی، ۸۸/۱۹، ۹۰،
 ۹۱؛ _ کا انتقام، ۵/۱۸؛ _ کا انذار، ۳/۱۸، ۸، ۱۷، ۳۳، ۶۰، ۷۳، ۷۵، ۷۶، ۹۶، ۱۰۳، ۱۸/۵۹، ۵۲، ۷۳/۱۹،
 ۸۳، ۹۸، اس کے آثار، ۶۰/۱۸؛ _ کے اوامر، ۱۶/۱۸، ۲۳، ۲۵، ۳۸، ۷۸، ۶۱، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۱۰۳، ۱۸/۲۳، ۵۰، ۸۲،
 ۱۹/۱۲، ۲۲، ۳۳، ۳۵، ۷۹، ۶۳، ان کے آثار، ۵۰/۱۸، ان کی تنزیہ، ۲۶/۱۸، ان میں حکمت، ۳۹/۱۸، ان کی فوریت،
 ۱۹/۳۵، ان کی مصونیت، ۲۶/۱۸، ان کا کردار، ۱۹/۳۵؛ _ کی برکات، ۳۱/۱۹، کی بشارتیں، ۷۹/۱۸، ۷۹، ۸۹، ۸،
 ان کا تحقق، ۱۲/۱۹؛ _ کی بصیرت، ۱۷/۱۸، ۲۶/۱۸، اس کے آثار، ۲۶/۱۸، اس کے دلائل، ۲۶/۱۸؛ _ کا بصیرت،
 ۱۸/۱۷، ۲۶/۱۸، اس کے آثار، ۲۶/۱۸، اس کے دلائل، ۲۶/۱۸؛ _ کا بے نظیر ہونا، ۱۷/۳۳، ۱۱۱، ۱۹/۱۸، ۱۱۰/۶۵؛
 کی بے نیازی، ۱۹/۳۰، اس کے آثار، ۱۷/۱۱۱، کی جزائیں، ۱۷/۱۵، ۲۲، ۵۳، ۱۸/۳۰، ۳۳، ۳۶، ۱۹/۹۶، ان کی
 جاویدانیت، ۱۸/۳، ان کا پیش خیمہ، ۱۸/۳۰؛ _ سے سوال، ۷۹/۱۸، ۷۵، اس سے اخروی سوال، ۱۷/۵۲؛ _ کی تدبیر،
 ۱۷/۱۲، ۱۹/۶۳، اس کا طریقہ، ۱۸/۵۱، اس کی نشانیاں، ۱۷/۱۲، اس کا مقصد، ۱۸/۲۱؛ _ کے تذکرات،
 ۱۷/۱۹، ۳/۹؛ _ کی تشویقات، ۱۷/۵۳؛ _ کی تعلیمات، ۷۰/۱۸، ۸۰، ۱۱۱، ۱۸/۲۲، ۲۶، ۲۹، ۸۳، اس کے آثار، ۱۸/۶۶؛
 اس کے استماع کی اہمیت، ۱۸/۲۹، اس کا جامع ہونا، ۱۹/۶۳، اس کا لامتناہی ہونا، ۱۸/۱۰۹، اس کا کردار، ۱۸/۱۰۵؛
 _ کی تقدیر، اس کے آثار، ۱۹/۳۵؛ _ کی تکبیر، ۱۷/۱۱۱، اس کی اہمیت، ۱۷/۱۱۱؛ _ کی حضرت محمد (ص) گفتگو، ۷۰/۱۸؛
 کا منزه ہونا، ۱۷/۱، ۳۳، ۳۳، ۵۹، ۹۳، ۱۰۸، ۱۸/۱۱۱، ۳۹، ۵۱، ۱۱/۱۹، ۶۳، ۳۰، ۳۵، ۹۲، اس کی اہمیت، ۱۷/۱۱۱
 ۱۹/۳۵، اس کے دلائل، ۱۷/۳۳، ۱۹/۳۵، ۶۵، اس کی نشانیاں، ۱۷/۱۹، ۱۱/۱۱؛ _ کی تلقینات، ۱۷/۶۶، ۱۸/۲۳،
 ۲۵، ۲۸، ۱۹/۳۱، ۸۳؛ _ کی توفیقات، ان کے آثار، ۷۹/۱۸، ان کی درخواست، ۷۰/۱۸، ان کا کردار، ۱۷/۱۸؛ _ کی
 دھمکیاں، ۱۷/۳۷، ۱۹/۷۵؛ _ پر تہمت، ۱۷/۳۰، ۳۳؛ _ کی حاکمیت، ۱۷/۳۲، ۱۸/۲۶، ۳۳، ۸۳، ۱۹/۸۳، اس کے
 آثار، ۱۸/۱۰۳، اس کی جاویدانیت، ۱۸/۳۵، اس کی اخروی حاکمیت، ۱۹/۹۵، اس کا مرکز، ۱۷/۳۲؛ _ کا حساب و کتاب
 ۱۹/۸۳، کی حقانیت، ۱۸/۳۳، اس کے آثار، ۱۸/۳۳؛ _ کی حکمت، ۱۷/۳۹؛ _ کا ظلم، ۱۷/۳۳، اس کے آثار،

۳۳/۱۵؛ کی حمایتیں، ۳۳/۱۵، ۶۵، ۳۶/۱۹، اس کی درخواست، ۱۰/۱۸، اس کے دلائل، ۶۶/۱۵، اس کا پیش خیمہ، ۶۵/۱۵، ۴۵، ۱۳/۱۸، اس کا فانی ہونا، ۶۵/۱۵؛ کی خالقیت، ۵۱/۱۵، ۴/۱۸، ۳۵/۱۹، ۶۵، اس کی خصوصیات، ۳۵/۱۹ کی شناخت اس کے آثار، ۵۱/۱۵، ۱۳/۱۸، اس کی اہمیت، ۹۸/۱۸، ۱۰۱، اس کا ناقص ہونا، ۸۸/۱۹، اس کے دلائل، ۱۲/۱۵؛ اور جسمانیات، ۹۳/۱۵ اور حامی، ۱۱۱/۱۵؛ اور لڑکی، ۳۰/۱۵ اور عورت، ۳۰/۱۵ اور شریک، ۳۳/۱۵، ۱۱۱ اور ظلم، ۳۹/۱۸، ۶۰/۱۹ اور عجز، ۱۱/۱۹؛ اور نسیان، ۶۳، ۶۵/۱۹ اور فرزند، ۳۰/۱۵، ۳۳، ۱۱۱، ۹۱/۱۹، ۳۳، ۹۲، ۹۳ اور ذمہ داری، ۶۹/۱۵، ۴۵؛ اور مکان، ۹۳/۱۵ اور موجودات، ۳۵/۱۹ اور کردار، ۱۰۸/۱۵، ۱۰۸، ۳۵/۱۹، ۱۱، ۹۲ اور ضرورت، ۳۵/۱۹؛ اور نیتیں، ۲۵/۱۵؛ کے لئے خضوع، ۱۰۸، ۱۰۴/۱۵، ۱۰۸ کے تقاضے، ۵۳/۱۵؛ کی خیر خواہی، ۸۱/۱۸ سے حجت کی درخواست، ۸۰/۱۵؛ کے حضور کی درخواست، ۹۲/۱۵ کی دعوتیں، ۱۳/۱۵؛ کی ذات، ۱۱۰/۱۵ کی رازقیت، ۴۱، ۴۰/۱۵؛ کی رویت، اس کی درخواست، ۹۲/۱۵، اس کا رد، ۹۳/۱۵؛ کی ربوبیت، ۵۵/۱۵، ۶۰، ۶۵، ۸۵، ۶۶، ۸۵، ۱۳، ۱۳/۱۸، ۱۹، ۲۲، ۳۸، ۱۳/۱۹، ۳۶، ۵۵، ۶۳، ۶۵، اس کے آثار، ۴/۱۸، ۱۵، ۲۰، ۲۵، ۲۸، ۳۰، ۳۹، ۵۵، ۵۳، ۵۴، ۶۰، ۶۵، ۸۳، ۱۰۸، ۳۰/۱۸، ۳۸، ۳۹، ۵۵، ۸۲، ۹۵، ۱۰۵، ۱۰۹، ۱۹، ۳۸، ۳۷، ۶۵، ۴۱، ۴۶، اس کا احاطہ، ۱۰۲/۱۵، اس کی التجائی، ۸۰/۱۵، ۱۰/۱۸، اس کا پیش خیمہ، ۱۹/۱۸، اس کے حالات، ۶۹، ۴۰/۱۹، اس کی عمومیت، ۳۰/۱۵، اس کی قبولیت، ۲۶/۱۹، اس کی نشانیاں، ۱۲/۱۵، ۸، ۳۰، ۳۹، ۶۶، ۴۹، ۸۵، ۸۷، ۱۰۸، ۲۳/۱۸، ۲۴، ۲۵، ۳۶، ۵۸، ۴۱، ۸۲، ۸۷، ۱۹، ۲/۱۹، ۸، ۲۳، ۶۸، ۶۳، اس کی خصوصیات، ۳۰/۱۵، ۶۶، ۱۰۰، ۹۸/۱۸؛ کی رحمانیت، ۹۱، ۳۵، ۶۹/۱۹، اس کے آثار، ۳۵/۱۹، ۹۳، اس کی قبولیت، ۸۸/۱۹، اس کی نشانیاں، ۸۵/۱۹؛ کی رحمت، ۸/۱۵، ۲۸، ۶۶، ۱۰۰، ۵۸/۱۸، ۸۲، ۹۸، ۳۳/۱۹، اس کے آثار، ۶۶/۱۵، ۸۷، ۱۸/۱۸، ۵۸، ۹۸، ۲/۱۹، ۵۳/۱۸، ۸۷، اس کی اہمیت، ۲۸/۱۵، اس کا دوام، ۸/۱۵، اس کا تقدم، ۵۷/۱۵، ۵۸/۱۸، اس کا جلب، ۱۵/۱۵؛ اس کی درخواست، ۱۰/۱۸، اس کی رحمت خاص، ۲، ۳/۱۹، اس کا پیش خیمہ، ۱۹/۱۸، ۶۵، ۱۶، ۵۰، ۳، ۲، اس کے عوائل، ۱۶/۱۸، اس کی اضروی رحمت سے محرومیت، ۳۸/۱۸، اس کے موارد، ۲۸/۱۵، اس کی نشانیاں، ۸۷/۱۵، ۱۵/۱۸، ۶۵، ۸۲، ۹۸، ۲/۱۹، ۵۰، ۵۸، ۶۱، ۸۷، ۹۶؛ کی رضایت، اس کی قدر و قیمت، ۵۵/۱۹، اس کی اہمیت، ۱۱۰/۱۸، اس کا جلب کرنا، ۱۱۰/۱۸، اس کا پیش خیمہ، ۲۸/۱۸، ۵۵/۱۹، اس کے عوائل، ۱۱۰/۱۸؛ کارزق، ۱۲/۱۵، اس سے استفادہ، ۱۲/۱۵؛ کی سرزنش، ۳۸/۱۵، ۵۵/۱۸، ۱۰۱، ۱۰۲؛

۱۵/۱۹_ کاسلام، ۸، ۱۶، ۱۵، ۲۰، ۲۳، ۴۴، ۹۵، ۵۵/۱۸، ۵۹، ۴۵/۱۹، ان کی حاکمیت، ۴۴/۱۷،
ان کا حتمی ہونا، ۴۴/۱۷؛ ۴۱/۱۹- ۹۲/۱۹ کے ساتھ شرک، ۱۵/۱۸؛ کی سماعت، ۲۶/۱۸، اس کے آثار، ۲۶/۱۸،
اس کے دلائل، ۲۶/۱۸؛ کے صفات، اس سے جہالت کے آثار، ۹۹/۱۷، ان سے سازگاری، ۲۸/۱۸، ۱۳/۱۷-
کی عبودیت، ۳۳/۱۹؛ کی عدالت، اس کی حاکمیت، ۱۵/۱۷، اس کا پیش خیمہ، ۳۹/۱۸، اس کی اخروی عدالت، ۱۸/
۳۹، اس کی نشانیاں، ۳۹/۱۸؛ کا عذاب، ۱۰/۱۷، ۵۴، ۲/۱۸، ۲۹، ۳۱، ۳۰، ۵۹، ۳۵/۱۹، ان کی شدت، ۵۴/۱۷،
۲۹/۱۸، ۲، ۳۰، ۳۱، ۵۹، ۳۵/۱۹، ان کی شدت، ۵۴/۱۷، ان کا قانونی ہونا، ۳۰/۱۸- کی عزت، ۱۱۱/۱۷؛ کی عزت
بخشی، اس کی نشانیاں، ۸۵/۱۹؛ کی عطایا، (بخشش)، ۴۰/۱۷، ۴۳، ۱۸/۳۳، ۶۵، ۸۳، ۹۵، ۱۲/۱۹، ۱۳، ۱۹، ۵۳،
۴۶، ۴۸، ۹۸، ان کا دوام، ۲۰/۱۷، ان کی وسعت، ۲۰/۱۷؛ کی عظمت، ۱۱۱/۱۷، ان کی وضاحت، ۱۰۹/۱۸- کا عفو
، اس کے شرائط، ۲۵/۱۷- کا علم، ۱۴، ۱۷/۱۷، ۳۰، ۸۳، ۸۶، ۱۸/۲۲، ۱۹، ۲۶، ۱۰۳، ۱۹، ۴۰/۱۷، اس کے آثار
، ۱۹/۱۷، ۲۴، ۴۰/۱۷، اس کے تحقق کے آثار، ۱۲/۱۸، اس کے برتری کے دلائل، ۲۶/۱۸، اس کا کمردار،
۲۲/۱۸، اس کی وسعت، ۹۶/۱۷، ۱۰۹/۱۸، اس کی خصوصیات، ۱۰۹/۱۸؛ کا علم غیب، ۱۷/۱۷، ۲۵، ۳۰، ۳۹،
۵۱، ۳۴، ۵۳، ۸۳، ۵۵، ۱۰۱، ۱۸/۲۶، اس کے آثار، ۵۳/۱۷، اس کے دلائل، ۲۶/۱۸، اس کا زینہ، ۵۳/۱۷، ۵۵؛ کی
بلندی، ۳۳/۱۷، ۳۵/۱۹- کی عنایت، اس کے آثار، ۶۴/۱۷، ۳۲/۱۹، اس کا پیش خیمہ، ۳/۱۷؛ کا غضب، ۵۸/۱۸،
اس سے مصونیت (محافظت)، ۶۸/۱۷- کا فضل، ۱۲/۱۷، ۶۶، اس کے آثار، ۶۶/۱۷، اس کا پیش خیمہ، ۱۲/۱۷، اس
کی نشانیاں، ۸۸/۱۷؛ کا فیض اس کے آثار، ۲۰/۱۷، اس کی جاودائیت، ۱۰۹/۱۸- کی قدرت، ۳۲/۱۷، ۵۰، ۵۱، ۴۹،
۸۶، ۱۸/۳۳، ۱۰۲، ۹/۱۹، ۳۵، ۶۳، اس کے آثار، ۳۹/۱۸، ۳۵/۱۹، اس کا احاطہ، ۵۴/۱۸، اس کی جاودائیت، ۱۸/
۳۵، اس کی حاکمیت، ۹۸/۱۸، ۳۵/۱۹، اس کے دلائل، ۶۶/۱۷، ۹۹، ۳۴، ۶۴/۱۹، اس پر شک، ۵۱/۱۷، اس کی
تکذیب کا ظلم، ۹۹/۱۷، اس کی عظمت، ۹/۱۸، اس کی قدرت مطلقہ، ۹/۱۹، اس کی قدرت مطلقہ کی نشانیاں، ۹/۱۹، اس
کی نشانیاں، ۱/۱۷، ۳۵/۱۸، ۴۹، ۲۱/۱۹، ۴۰/۱۷- کا فیصلہ، ان کا منزه ہونا، ۲۶/۱۸، ان کی مصونیت، ۲۶/۱۸؛ کی قضاوت
ان کا حتمی، ۲۱، ۳۵، ۴۱/۱۹؛ کی کتاب؛ کی کافی ہونا اور اس کے دلائل، ۶۶/۱۷- کا کلام، ۶/۱۸؛ کے کلمات،
۳۳/۱۹، اس سے مراد، ۱۰۹/۱۸، اس سے تحفظ کے عوامل، ۲۴/۱۸؛ کا کمال، ۳۳/۱۷، اس کے دلائل، ۳۳/۱۷، اس
کی سزائیں، ۵، ۸/۱۷، ۲۲، ۱۵، ۵۳، ۳۱/۱۸، ۳۲، ۵۸، اس کے شرائط، ۱۵/۱۷، اس کی عمومیت، ۴۵/۱۷، اس کا قانونی

ہونا، ۱۵/۱۴، ۵۹/۱۸، اس کی خصوصیات، ۱۴/۱۳ کے ساتھ گفتگو، اس کے آداب، ۸/۱۹؛ کی ذوالقرنین کے
 ساتھ گفتگو، ۱۸/۸۶؛ کی حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ گفتگو، ۱۹/۵۲؛ اس کا زمینہ، ۱۹/۵۲؛ اس کا مکان، ۱۹/۵۲؛ کی
 گواہی، اس کی درخواست، ۱۴/۹۲؛ اس کا فی ہونا، ۱۴/۹۶، اس کی خصوصیات، ۱۴/۹۶ کا لطف، ۱۴/۲۰، اس کے
 آثار، ۱۴/۶۴، ۸۵، ۱۹/۳۴، ۵۰، اس کا پیش خیمہ، ۱۹/۴، اس کی عمومیت، ۱۴/۲۰، اس کی اغروی لطف سے محروم
 افراد، ۱۸/۳۸ کی مالکیت، ۱۸/۲۶، ۳۶، ۹۵، ۱۹/۸۰، ۹۳، اس کے آثار، ۱۸/۲۶، اس کے دلائل، ۱۹/۹۳، اس کی
 خصوصیات، ۱۹/۳۰؛ کئے وعدہ پر ایمان رکھنے والے، ۱۹/۶۱ کئے ساتھ مجادلہ، ۱۴/۴۵ کی بارگاہ
 ۱۹/۹۵، ۸۰، ۳۸ کے مخاطبین، ۱۴/۹۶ کی مخلوقات، ۱۹/۳۵؛ کی مدح، ۱۸/۱۰ کی مشیت، ۱۸/۳۹، ۱۹/۲۲، ۳۱،
 ۳۵، اس کے آثار، ۱۴/۳۰، ۵۳، ۸۶، ۱۸/۳۹، ۳۰، ۱۹/۹۹، ۳۱/۹، اس کا استثنائی، ۱۸/۲۳، اس کی اہمیت،
 ۱۸/۲۳، ۲۳، اس کی حاکمیت، ۱۴/۱۸، ۸۶، ۱۸/۲۳، ۳۹، ۱۹/۲۳، ۹، اس کا حتمی ہونا، ۱۴/۸۶، اس کا پیش خیمہ،
 ۱۴/۵۳، اس کا قانونی ہونا، ۱۴/۳۰، اس کے جاری ہونے کے مقامات، ۱۴/۶، اس کا کردار، ۱۴/۱۸، ۳۰/۲۳؛ کے
 مقدرات، ۱۴/۱۳، ۳۵، ۵۸، ۱۹/۳۵، ۲۱، اس کا کردار، ۱۴/۳۰؛ کی مہلتیں، ۱۸/۵۲، ۵۸، ۱۹/۴۵، ۸۳، اس کے آثار،
 ۱۹/۸۳؛ کی میزبانی، ۱۹/۸۵ کی نجات بخش، ۱۴/۳۵، ۶۴، ۱۹/۴۲؛ یک نصرتیں، ۱۴/۳۳، اس سے محرومیت
 کے عوامل، ۱۴/۴۵؛ کی نظارت، ۱۴/۱۵، ۲۵، ۱۹/۸۵، اس کی خصوصیات، ۱۴/۹۶؛ کی نعمتیں، ۱۴/۱۲، ۲۸،
 ۳۶، ۸۳، ۸۶، ۱۸/۱۳، ۳۱، ۸۱، ۱۹/۳۹، ۵، اس کی وضاحت، ۱۸/۱۰۹، اس کی محرومیت، ۱۴/۲۰؛ کی نفرتیں،
 ۱۴/۳۸ کا کردار، ۱۴/۱۸، ۸۵/۱ کے نواہی، ۱۴/۲۲، ۲۳، ۲۶، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۱۱۰، ۳۸، ۱۸/۲۳، ۲۸،
 اس میں حکمت، ۱۴/۳۹؛ کی وراثت، ۱۹/۳۰، ۸۰ کے وعدے، ۱۴/۳۳، ۱۰۳، ۱۰۸، ۱۸، ۲۳، ۸۳، ۹۸، ۱۹/۲۱،
 ۶۱، اس کے اغروی وعدوں کا حتمی ہونا، ۱۹/۶۱، ان کے حتمی ہونے کے دلائل، ۱۹/۶۱، ان کی حقانیت، ۱۸/۲۱، ان
 کی حقانیت پر یقین، ۱۸/۲۱، ان کے تحقق کا وقت، ۱۸/۳۸، ان کے تحقق کے موارد، ۱۸/۲۱؛ کے عہد سے وفا، ۱۹/
 ۴۸ کی ولدیت، ۱۸/۵۰، ۳۳، اس کے آثار، ۱۸/۲۶، ۳۳، اس سے اعراض، ۱۸/۱۰۲، اس کی حقانیت، ۱۸/۱۰۲، اس
 کی قبولیت، ۱۸/۵۰، اس سے اعراض کرنے والے، ۱۸/۱۰۲؛ کی ہدایت خاص، ۱۹/۴۶؛ کا ہدایت کرنا، ۱۸/۱۰۵
 کی ہدایت، ۱۴/۹۵، ۲۶، ۲۳، ۵۵، ۸۶، ۱۹/۵۸، ۴۶، اس کے آثار، ۱۴/۹۵، ۱۸/۱۵، اس کی اہمیت، ۱۴/۹۵

، اس سے محروم افراد کا بے یار و مددگار ہونا، ۹۷/۱۷؛ اس کی عدم تاثیر کا پیش خیمہ، ۵۷/۱۸، اس کی خصوصیات، ۲۳/۱۸، نیز ر_ک: خدا کی آواز پر لیک کہنے والے، احتجاج، دعویٰ، استعاذہ، استغاثہ، استکبار، استمداد، اطاعت، افتراء، اقرار، امیدواری، انذار، بہانہ، نظم، تذکر، تسبیح، خدا کی تسبیح کرنے والے، تقرب، توسل، توکل، خدا کی حمایتیں، حمد، ذکر، رضایت خدا، زکریا (ع)، سجدہ، قسم، عبادت، نافرمانی، خدا کی عنایات، عقیدہ، عہد، غفلت، فضل خدا، خدا کے لئے کام کرنے والے، لطف خدا، خدا کے محبت کرنے والے، محبوب خدا، خدا سے اعراض کرنے والے، خدا پر افتراء باندھے والے اور ضروریات

خدمت: ر_ک، انسان اور لوگ

خرفات: ر_ک کا مقابلہ، ۱۱۰/۱۸ نیز ر_ک، اسلام اور حضرت محمد (ع)

خرما (کجھور): ۱۹/۲۶، ۲۵ ر_ک، نخلستان اور مریم (ع)

خزانہ: ر_ک، زبان

خستگی: ر_ک، بہشت، موسیٰ (ع) اور یوشع (ع)

اشارے (۳)

خسوع: آیات خدا کے سننے کے وقت _ ۵۸/۱۹ نیزر_ک، قرآن، علماء اور نعمت

خسونت: کی سرزنش، ۸۶/۱۸ نیزر_ک: آذر اور کفار

خسومت (دشمنی): ر_ک، دشمنی

خضر (ع): کا احترام، ۶۹/۱۸ سے مہلت طلب کرنا، ۸۶/۱۸ پر اعتراض، ۴۸/۱۸، ۴۳، ۴۱، اس کا فلسفہ، ۴۱/۱۸ کی فرمانبرداری، ۸۲/۱۸ کی فکر، ۶۴، ۶۵/۱۸؛ کی پیروی، ۴۰/۱۸، اس کے آثار، ۶۶/۱۸؛ کی پیش گوئی، ۴۲/۱۸، اس کا تحقق، ۴۵/۱۸ کی تعلیمات، ۴۰، ۸۲/۱۸ سے تعلیم، ۶۶، ۴۸/۱۸؛ اس کا پیش خیمہ، ۶۶/۱۸، اس کے شرائط، ۶۴/۱۸؛ کی وصیتیں، ۶۴/۱۸ کی جستجو، ۶۰، ۶۲/۱۸؛ کے عصر میں حکومت، ۴۹/۱۸ کشتی میں، ۴۱/۱۸؛ مجمع البحرین میں، ۶۵/۱۸ ناصرہ میں، ۴۴/۱۸ کے تقاضے، ۴۰/۱۸، ان کی قبولیت، ۴۱/۱۸ کی غذا کے لئے درخواست، ۴۴/۱۸ اس کا رد، ۴۴/۱۸؛ کی مذمتیں، ۸۲/۱۸ کی عبودیت، ۶۵/۱۸؛ سے عذرخواہی، ۴۳/۱۸ کی عصمت، ۴۱/۱۸؛ کا علم، ۶۹، ۶۴/۱۸ ان کا علم لدنی، ۶۵، ۶۶، ۸۲، اس کی وسعت، ۶۶/۱۸ کا علم غیب، ۴۹، ۸۲؛ کا عمل، اس کا راز، ۶۸/۱۸، ۴۸، ۸۲، اس راز کا بیان، ۴۰/۱۸، اس کی حیرانگی، ۶۴، ۶۸، ۴۱/۱۸؛ اس کا سرچشمہ، ۸۲/۱۸، اس کی ناپسندیدگی، ۴۱/۱۸؛ کا شرعی وظیفہ پر عمل، ۸۲/۱۸ کی خدا سے عہد شکنی، ۴۸، ۴۴/۱۸؛ کے زمانہ میں کشتیوں کا غضب، ۴۹/۱۸ کے فضائل، ۸۲، ۶۶، ۶۵/۱۸؛ کا قصہ، ۶۰، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، اس کے اہل شہر، ۴۴/۱۸، اس کا بے گناہ نوجوان، ۴۳/۱۸، اس کی تعلیمات، ۶۰/۱۸؛ اس کی دیوار کی تعمیر نو، ۴۴/۱۸، ۸۲؛ اس کی دیوار کی تعمیر نو کا فلسفہ، ۸۲/۱۸، اس کی دیوار کی خرابی، ۴۴/۱۸، اس کی کشتی کا سوراخ، ۴۱، ۴۲، اس کی کشتی کے سوراخ کے آثار، ۴۹/۱۸، اس کی کشتی کے سوراخ کا فلسفہ، ۴۱/۱۸، ۸۹، اس کا شہر، ۴۴/۱۸، اس کے بادشاہ کے ظلم، ۴۹/۱۸، اس کے بادشاہ کی لوٹ مار، ۸۹/۱۸؛ نوجوان کا قتل، ۴۳، ۴۵/۱۸، نوجوان کے قتل کا فلسفہ، ۴۳/۱۸، ۸۱، ۸۰، نوجوان کا کفر، ۸۰/۱۸، خزانہ، ۸۲/۱۸، خزانے کی حفاظت، ۸۲/۱۸، دیوار کا مالک، ۸۲/۱۸، دیوار کے مالک کا باپ، ۸۲/۱۸، دیوار کے مالک کی یتیمی، ۸۲/۱۸، کشتی کے مالکوں کا فقر، ۸۹/۱۸، کشتی کے مالکوں کی محرومیت، ۸۹/۱۸، دیوار کی تعمیر نو کی مزدوری، ۴۴/۱۸، کشتی کے مسافر، ۴۱/۱۸، کشتی کے غضب کے موانع، ۸۶/۱۸؛ نوجوان کے والدین، ۸۰، ۸۱، نوجوان کے والدین کی فرمانبرداری،

۸۰/۱۸، نوجوان کے والدین کا ایمان، ۸۰/۱۸، نوجوان کے والدین کی نسل، ۱۸/۱۸، نوجوان کا کردار، ۸۰/۱۸؛ کا کفر سے مقابلہ، ۸۰/۱۸ کی گرسنگی، (بھوک)، ۴۴/۱۸؛ سے شکایت، ۴۴/۱۸؛ کا سفر، ۴۱/۱۸، ۴۳، ۴۴؛ کی مسئولیت، ۴۹/۱۸، ۸۰، کا ذمہ داری قبول کرنا، ۸۹/۱۸؛ کا معذور ہونا، ۸۶/۱۸، ۴۴؛ کا معلم، ۶۶/۱۸؛ کے مقامات، ۱۸/۶۵، ۶۶ کے ساتھ ملاقات، ۶۰/۱۸؛ ان کے مکان کی نشانیاں، ۶۳/۱۸، ان کی اہل ناصرہ سے ملاقات، ۴۴/۱۸، ان کی نوجوان سے ملاقات، ۴۳/۱۸ کی نبوت، ۶۵/۱۸؛ کی نعمتیں، ۶۵/۱۸؛ کا کردار، ۸۰/۱۸، ۸۱، ۸۲؛ کے وعدے ۴۰/۱۸ کا متنبہ کرنا، ۴۵/۱۸؛ کے ساتھ ہمراہی، اس سے محرومیت کے عوامل، ۴۶/۱۸؛ کے ساتھ ہم نشینی، اس کے شرائط، ۴۸/۱۸، اس میں صبر، ۴۸/۱۸ نیز ک: اطاعت، ذکر، عہد شکنی اور موسیٰ (ع)

خضوع: آیات خدا سننے کے وقت، ۵۸/۱۹ نیز ک: خدا کے برگزیدہ افراد، خداوند عالم، علمائی، علماء اہل کتاب، علماء دینی، قرآن، ملائکہ، ہدایت پانے والے اور نعمت / خدا کی عطایا: کے شامل حال افراد، ۳۹/۱۹، ۳۲ نیز ک: خدا خلقت: کا آغاز، ۵۲/۱۸ اور خدا کا منزہ ہونا، ۹۱/۱۹ کے تحولات، ۳۵/۱۸ انکا سرچشمہ، ۵۸/۱۴ کے تدبیرات، ۱۲/۱۴ اس کا سرچشمہ، ۳۹/۱۸ کا حاکم، ۳۳/۱۴، ۱۱۱، کئے اسرار، ۱۸/۱۴، ۲۶/۱۴ اس کی شناخت کا سبب، ۳۵/۱۸ اس کا علم، ۸۵/۱۴ کا انجام، ۹۸/۱۸، ۵۲ کا فلسفہ، ۵۱/۱۸، ۴ کا قانون کئے مطابق ہونا، ۶۶/۱۲/۱۴ کا مالک، ۲۶/۱۸، ۳۸ کا مبدا اس کی شناخت کے آثار، ۵۱/۱۴ کا مربی، ۱۹/۱۸، ۳۸، ۱۳/۶۵ کا مطالعہ، اس کے آثار، ۱۸/۱۴، ۶۶/۳۵ کا نظام، اس کی خصوصیات، ۱۲/۱۴ کا نظم، ۱۹/۱۴، ۳۲، ۱۲/۹۳ اس کے اسباب نیز ک: تعقل اور ذکر

خدا کی حمایتیں: کے شامل حال افراد، ۸۰، ۸۱، ۸۲/۱۸ نیز ک: خدا اور ذکر

خدا سے روگردانی کرنے والے: وں کی سزا، ۶۹/۱۴

خدا پر افتراء باندھنے والے: وں کا انذار، ۳/۱۸؛ وں کا ظلم، ۱۵/۱۸؛ کی سزا، ۹۳/۱۹

خدا کی راہ میں تحریک: کے آثار، ۱۳/۱۸؛ کی قدر و قیمت، ۱۳/۱۸؛ کے شرائط، ۱۳/۱۸

خطای: کا پیش خیمہ، ۶۳/۱۹؛ کے عوامل، ۱۱/۱۴؛ کے موارد، ۳۱/۱۴ نیز ک: اولیاء اللہ اور حضرت محمد (ص)

خطاکار افراد: کے لئے دعا، ۳۴/۱۹ کا عفو، ۱۹/۱۸، ۴۴/۳۴؛ کا عذر، اس کی قبولیت، ۴۳/۱۸ کو مہلت، ۸۲/۱۸

خطرہ: پیشگوئی، اس کی اہمیت، ۱۹/۱۸ سے نجات، اس

کے آثار، ۶۷/۱۷ نیز ک: اصحاب کہف، بلائیں، تاتاری، دینی قائدین، ریا، شرک، غفلت، قرآن، کفار، گمراہ افراد، ماجوج، محمد (ص) سفر، مغل، نجات یافتہ افراد، یاجوج و ماجوج

خلقت: خاک سے ۶۱/۱۷ نیز ک، آدم (ع)، آسمان، ابلیس، انسان، تذکر، قرآنی تشبیہات، حیات، ذکر، روح، زکریا (ع)، زمین، شیطان، عالم در، عیسی (ع)، ملائکہ اور موجودات

خواہشات نفسانی کی اتباع کرنے والے: وں کے اخروی مشروبات، ۲۹/۱۸: وں کی بے ایمانی، ۶۰/۱۹: وں کی فکر، اس کی بے وقعتی، ۲۸/۱۸، ۲۹: وں کا اخروی عذاب، ۲۹/۱۸: وں کی توبہ کی قبولیت، ۶۰/۱۹: وں سے مراد ۵۶/۱۹: وں کی نجات، اس کے عوامل، ۶۰/۱۹: جہنم میں، ۲۹/۱۸ نیز ک: اطاعت اور خواہشات نفسانی خوف: ک، خوف

خواہشات پرستی: کے آثار، ۵۹/۱۹، ۶۰: سے اجتناب، ۵۹/۱۹، اس کے آثار، ۵۹/۱۹: کی حرمت، ۵۹/۱۹: کی مذمت، ۲۸/۱۸ نیز ک: انبیاء (ع)، کفار مکہ، آسودہ حال افراد، مشرکین مکہ، اور ہوا و ہوس کے پیروکار خوشخبری: ک، بشارت

خواب: کا کردار، ۱۱/۱۸: ک، اصحاب کہف، قرآنی تشبیہات اور سماعت خواری (ذلت): ک، ذلت

خود (اپنا): کے فضائل کا اظہار، ۳۳/۱۹: کے خلاف اقرار، ۳۹/۱۸: پر تنقید، ۸۶/۱۸: کا حساب و کتاب، اس کی اہمیت، ۵۷/۱۸: سے تہمت کا رفع کرنا، ۳۳/۱۹: کو نقصان، ۱۸/۱۷، ۳۵/۱۵: کی مذمت، ۷۳/۱۸: پر ظلم ۳۵، ۵۷/۱۸،

خوف: کے آثار، ۳۱/۱۷: اخروی، اس کا پیش خیمہ، ۳۹/۱۸: اس کے عوامل، ۳۹/۱۸: نقصان کا، ۳۱/۱۷: اصحاب کہف سے، ۱۸/۱۸: عذاب کا، ۵۷/۱۷: اس کے آثار، ۵۷/۱۷: اس کا خیمہ، ۵۷/۱۷: اس کے عوامل، ۵۷: عمل کا، ۳۹/۱۸: نافرمانی خدا سے، اس کے عوامل، ۶۰/۱۷: فقر کا، ۳۱/۱۷، اس کے آثار، ۳۱، ۱۰۰/۱۷: اس کی مذمت، ۱۱۰/۱۷: اس کے موانع، ۳۱/۱۷ نیز ک، تربیت، زکریا (ع)، گنہگار افراد، مبلغین، آسودہ حال، مریم (ع)، مشرکین اور باطل معبود/خدا کی تسبیح کرنے والے: ۳۳/۱۷

خبردار کرنا: کے عوامل: ۶۸، ۳۱، ۱۴ نیز ر_ک، مغرور باغ والا، غافل لوگ، فطرت، گمراہ افراد اور مشرکین
خدا کی سنتیں: استدراجی سنت، ۴۵/۱۹، اس کی وضاحت، ۴۵/۱۹؛ میں سے مظلوم کی ادا کی سنت، ۳۳/۱۴؛ میں
سے سنت عذاب، ۵۹/۱۸؛ میں سے سزا کی سنت، ۵۵/۸، ۱۸/۱۴؛ میں سے مہلت کی سنت، ۴۵/۱۹، اس کی
رضاحت، ۴۵/۱۹ نیز ر_ک: معاشرہ اور خد

خوشی: ر_ک، سرور

خواب: کے اقسام، ۶۰/۱۴، سچا ۶۰/۱۴ نیز ر_ک: تذکر اور حضرت محمد (ص)

خود کو برتر تصور کرنا: ر_ک، تکبر

خود پسندی: ر_ک، عجب

خود ستائی: کے احکام، ۳۳/۱۹، کا جواز، ۳۳، ۳۳/۱۹

خورشید: کی روشنی کا آیات خدا میں سے ہونا، ۱۲/۱۴ کے فوائد، ۵۸/۱۴ نیز ر_ک: اصحاب کہف اور قرآنی تشبیہات

خوشبختی: ر_ک: سعادت

خوش رفتاری: کی اہمیت، ۸۶/۱۸ نیز ر_ک، ابراہیم (ع) اور عیسی (ع)

خوش قدمی: ر_ک، عیسی (ع)

خوف: ر_ک، خوف

خیر (بھلائی): کا سرچشمہ، ۱۹/۱۴، ۳۱/۸۳

خیر خواہی: کی اصالت، ۱۱/۱۴ نیز ر_ک، آخرت، انسان، خدا، ذوالقرنین اور مؤمنین

"و"

دارالفکر: ر_ک، ہجرت

داوود (ع): کا انتخاب، ۵۵/۱۷ کی کتاب، ۵۵/۱۷ کے مقامات، ۵۵/۱۷

رشتہ داری: کے آثار، ۲۶/۱۷ کے حقوق، ۲۶/۱۷: کا کردار، ۳۲، ۳۳/۱۹ نیز ک، بنی اسرائیل، رشتہ دار، زکریا (ع)

اور جذبات

دشمن: کے مقابلہ میں تیاری، ۱۹/۱۸ پر کامیابی اس کے عوامل، ۶/۱۷: کی سازش اس کے آثار، ۷۳/۱۷، اس کی

اہمیت، ۳۸/۱۷، اس کا مقابلہ، ۱۹/۱۸، اس کے مقابلہ میں ہوشیاری، ۷۳/۱۷ کی سرکوبی، اس کا پیش خیمہ، ۵/۱۷؛

کے ساتھ مقابلہ، اس کے اصول، ۱۹/۱۸ کا ہجوم، اس کا مقابلہ کرنا، ۹۳/۱۸: کے مقابلہ میں پرستاری، ۳۸/۱۷

نیز ک، انبیاء، انسان، بنی اسرائیل، دشمنی، دین، قرآن، محمد (ص)، مشرکین، باطل معبود اور موسیٰ (ع)

دشمنی: کے موانع، ۵۳/۱۷ نیز ک، ابلیس، انسان، جن، دشمن، ذکر، شیطان، فرعون، کفار، مشرکین اور باطل معبود

دعا: کے آثار، ۳، ۳، ۳۸/۲۸، ۱۹/۱۸: کے آداب، ۲۳/۱۷، ۸۰، ۱۱۰، ۱۸/۱۰، ۲۳، ۱۹، ۲۸/۳، ۶، ۳، ۱۰، ۳۸، ۳۷؛

کا آہستہ کرنا، ۱۱۰/۱۷ کی اجابت، اس کا پیش خیمہ، ۲۳/۱۷، اس کے عوامل، ۳۸/۱۹، اس کا سرچشمہ، ۳/۱۹ کے

احکام، ۱۱۰/۱۷، ۳/۱۹: میں اخلاص، ۲۸/۱۸ کی اہمیت، ۱۰/۱۸: میں اسماء و صفات، ۱۱۰/۱۷: میں اصرار،

۳۸/۱۹: میں ضعف کا اظہار، ۳/۱۹: میں میانہ روی، ۱۱۰/۱۷: میں آواز کا اعتدال، ۱۱۰/۱۷: پر ملتزم ہونا۔ اس کے

آثار، ۲۸/۱۸: میں امیدواری، ۳/۱۹ والوں کا انگیزہ، ۲۸/۱۸: کا انگیزہ، ۲۷/۱۸ کی قدر و قیمت، ۸۰/۱۷: میں

حاجت کا بیان، ۸۰/۱۷ کا تداوم اس کے آثار، ۲۸/۱۸: میں توسل، ۳/۱۹، وظیفہ پر عمل کرنے کے لئے، ۸۰/۱۷؛

صبح کے وقت، ۲۸/۱۸، عصر کے وقت، ۲۸/۱۸: اور کوشش، ۱۰/۱۸: پنہانی، ۳/۱۹: کا پیش خیمہ، ۲۸/۱۸: میں

فریاد، ۱۱۰/۱۷، ۳/۱۹: کا وقت، ۳۷/۲۸، ۱۹/۱۸ نیز ک، اصحاب کہف، امیدواری، انبیاء، خطار کار افراد، حضرت

محمد (ص)، ذکر، زکریا (ع)، صبح، فرزند، مؤمنین، محبوب خدا، حضرت محمد (ص)، مربی، نماز، والدین، ہدایت اور یحییٰ

(ع)

دعویٰ بنا مناسب۔ ان کی سزا، ۷۹/۱۹: باطل۔ ۷۸/۱۹: علم غیب کا۔ ۷۸/۱۹: خدا کے ساتھ عہد کا۔ ۷۸/۱۹

دفاع: ک، اقدار، سرزمین اور مریم (ع)

دنیا: کی حقارت، ۵۱، ۵۲/۱۷: سے محروم افراد، ۱۸/۱۷ کی ناپائنداری، ۲۵/۱۸ کا کردار، ۱۹/۱۸، ۳۱/۱۰۳: کی

خصوصیات، ۳۵/۱۸ نیز ک، دنیا طلب کرنے والے، دنیا طلبی، اندھے دل اور گمراہ افراد

دنیا طلب افراد: کی آرزوئیں، ان کی اجابت، ۱۸/۱۴ کی قدر و قیمت کا اندازہ، ۳۳/۱۸ سے اعراض، ۲۳/۱۸، کی فکر، ۱۸/۳۲، ۳۶، ۳۳؛ قیامت میں، ۳۸/۱۸ اور دنیاوی وسائل، ۱۸/۱۴؛ اور دولت، ۳۳/۱۸ اور معاد، ۳۶/۱۸؛ اور معاشرتی مقام، ۳۳/۱۸ کے تقاضوں کا ربط، ۲۹/۱۸؛ سے ملنے کا طریقہ، ۲۹/۱۸ کی اخروی سرزنش، ۱۸/۱۴؛ کی شکست، ۱۹/۱۴ کی عبادت اس کی کیفیت، ۳۲/۱۸؛ اس سے عبرت، ۲۵/۱۸ کا اخروی عذاب، ۱۸/۱۴؛ کا روحی عذاب، ۲۸/۱۸ کی محرومیت، ۱۸/۱۴؛ ان کی اخروی محرومیت، ۱۸/۱۴ کے منافع، ۱۸/۱۴؛ کی منفعت طلبی، ۳۲/۱۸ کی نعمتیں، ۲۰/۱۴؛ کو خبردار کرنا، ۳۰، ۳۴/۱۸ نیزر ک، دنیا اور دنیا پرست

دنیا طلبی: کے آثار، ۱۸/۱۴، ۳۶، ۳۴، ۳۸، ۳۲، ۳۹، ۴۳/۱۹، ۴۵؛ سے اجتناب، ۲۸، ۳۹/۱۸؛ کا فضول پن، ۳۳/۱۸ کی حقیقت، ۳۵/۱۸؛ کا پیش خیمہ، ۲۸/۱۸ کے نقصانات، ۳۸/۱۸؛ کی مذمت، ۳۸/۱۸ کا انجام، ۳۳/۱۸؛ کا سرچشمہ، ۱۸/۱۴ کے موانع، ۸/۱۸، ۳۶، ۳۹، ۴۴/۱۹ نیزر ک، متکبر، باغبان، دنیا، دنیا طلب افراد، کفار اور محمد (ص)

دوراندیشی: کی اہمیت، ۱۱، ۲۹/۱۴ نیزر ک، انبیائی، دینی قائدین اور زکریا (ع) دوزخ: بر ک، جہنم

دوزخی افراد: بر ک اہل جہنم

دوست: کے انتخاب کا معیار، ۲۸/۱۸ نیزر ک، بدعت گزار افراد، شیطان، کفار اور آسودہ حال افراد دوستی: بر ک، اصحاب کہف، اہل بیت (ع)، کفار، مؤمنین اور محمد (ص) دوراندیشی: بر ک، آئندہ، اصحاب کہف اور خطرہ

دھمکی: کے آثار، ۳۳/۱۴ نیزر ک: آذر، ابراہیم (ع)، اصحاب کہف، انبیائی، تربیت، خدا، ذوالقرنین اور عذاب؛ دوسروں سے کی ہر طرفی ۳۳/۱۹

دن: آیات خدا میں سے، ۱۲/۱۴ کی روشنی، ۱۲/۱۴؛ اس کے آثار، ۱۲/۱۴، اس کے فوائد، ۱۲/۱۴ کی گردش اس کی اہمیت، ۱۲/۱۴، اس کے فوائد، ۱۲/۱۴، اس کا کردار، ۱۲/۱۴

دینی رہبر: کے ضعف کا احساس، اس کے موانع، ۵۶/۱۸؛ کی اصول پرستی، ۴۳/۱۴ کے انداز اور اس کے آثار، ۵۶/۱۸ کی

عطوفت پذیری اس کا خطرہ، ۴۳/۱۷ کی بشارتیں اس کے آثار، ۵۶/۱۸؛ کی دور اندیشی، ۵/۱۹ کا سازش قبول نہ کرنا، ۴۳/۱۷ کے صفات، ۱۳/۱۹ کی عبادات، ۴۹/۱۷ کا عمل اور اس کا معیار، ۱۲/۱۹ کی قاطعیت، ۱۲/۱۹؛ کی سزا اس کی شدت، ۴۵/۱۷ کی لغزش اس کی سزا، ۴۵/۱۷؛ کی لغزشیں، ۳۷/۱۷ کی ذمہ داری، ۴۳/۱۷، ۴۳، ۴/۱۸، ۲۸، ۲۲، ۹۷، ۱۱۰؛ کی مہربانی، ۱۳/۱۹ کا کارہدایت، ۱۲/۱۹ کی ہوشیاری، ۴۳/۱۷ نیز ک، ذکر، رہبر اور رہبری

دین: دینی آفت کی پہچان، ۹۳/۱۷، ۳۳/۱۸، ۳۸، ۴۷/۱۹؛ کے اصول، ۱۰/۱۷، ۳۵، ۳۹؛، بہترین ۹/۱۷؛ کے شبہات کا جواب، اس کی اہمیت، ۵۰/۱۸؛ کی تبلیغ، ۲۱/۱۸، اس کی اہمیت، ۳۳/۱۹؛ کی وضاحت، اس کا طریقہ، ۱۹/۱۷، ۱۰۶/۴۹؛ کی تدریجی تشریح، اس کے آثار، ۱۰۶/۱۷، کی تعلیمات، ۳۲/۱۷، ۱۸، ۲۳/۳۹، اس کی تبلیغ کی اہمیت، ۵۵/۱۹، اس کا سبب، ۶۵/۱۸، اس کا علم، ۳۹/۱۷، ان کا اہم ترین ہونا، ۳۹/۱۷، اس کی خصوصیات، ۲۶/۱۷ کی تعلم، اس کے شرائط، ۶۶/۱۸؛ کی حقانیت، ۳۹/۱۷، ۵۶/۱۸، اس کی نشانیاں، ۴۳/۱۹؛ کے دشمن، ان کو انذار، ۹۷/۱۹، ان کی لجاجت، ۹۷/۱۹؛ اور جذبات، ۲۶/۱۷ اور عینیت، ۱۲/۱۷؛ اور تربیتی ضرورتیں، ۳۹/۱۷۔ پر عمل، ۱۲/۱۹؛ کی فطرت، ۳۸/۱۷ کی قبولیت اس کا پیش خیمہ، ۱۰۳/۱۷؛ کی حفاظت، ۱۲/۱۹ میں اکراہ کی نفی، ۱۰۵/۱۷، ۵۶/۱۸؛ کا کردار، ۱۲/۱۷، ۴۷/۱۹ نیز ک، استکبار، اسمعیل (ع)، ذوالقرنین اور سرزمین دینداری: میں استقامت، اس کے آثار، ۴۵/۱۷ کی اہمیت، ۴۳/۱۷ نیز ک، ذوالقرنین دیوار: ک، خضر (ع)

"۵"

ذکر کمر نئے والے: ۶۹، ۹۶/۱۸؛ ذکر: کمرے آثار، ۳۵/۱۸، آصرت، اس کے آثار، ۲۱/۱۷؛ ابراہیم (ع) ان کے عوامل، ۳۱/۱۹، احاطہ خدا کا ۶۰/۱۷، خدا کی علمی احاطہ کا اس کے آثار، ۹۶/۱۷؛ حضرت ابراہیم (ع) کے استدلال کا ۳۲/۱۹، ارادہ خدا کا اس کے موانع، ۹، ۲۱/۱۹؛ طبیعت کے استحکام کا، اس کے آثار، ۳۷/۱۷؛ نمونوں کا ۱۹/۵۶، ۵۱، ۳۱، تربیتی نمونوں کا ۵۳/۱۹؛ انبیاء (ع) کا ۳۱/۱۹، ۵۱، ۵۳، ۵۶؛ قرآنی انذار کا اس کا پیش خیمہ ۹۸/۱۹؛ انشاء اللہ کا ۲۳/۱۸؛ مشرکین کے بے یار و مددگار ہونے کا ۵۲/۱۸؛ عہد کے بارے میں سوال ہونے کا اس کے آثار، ۳۳/۱۷ تاریخ کا اس کے آثار، ۵۵/۱۸، حاکمیت خدا کا اس کے آثار، ۳۹/۱۸، اس کی

اہمیت، ۶۸/۱۷؛ حشر کا اس کی اہمیت، ۱۷/۱۷، قائدین کے حشر کا ۷۱/۱۷، خدا کی حمایتوں کا اس کے آثار، ۳۳/۱۷؛ خدا کا ۱۹/۱۸، ۲۳/۲۳، اس کے آثار، ۲۳/۱۸، اس کی قدر و قیمت، ۲۸/۱۸، اس کی اہمیت، ۶۰/۱۷، ۲۳/۱۸، ۱۰۱، ۳۶، ۲۸، اس پر مداوم، ۲۳/۱۸، اس کا مقام، ۲۸/۱۸، اس کا دعا میں ذکر، ۱۱۰/۱۷، اس کا روزہ میں ذکر، ۲۶/۱۹، اس کا پیش خیمہ، ۶۷/۱۷، ۶۸، ۳۷/۱۸، اس سے محروم افراد، ۱۰۱/۱۸، اس کا سرچشمہ، ۲۳/۱۸؛ آسمانوں کی خلقت کا اس کے آثار، ۹۹/۱۷؛ خلقت انسان کا اس کے آثار، ۶۷/۱۹؛ زمین کی خلقت کا اس کے آثار، ۹۹/۱۷، شیطان کی دشمنی کا ۵۰/۱۸، اس کے آثار، ۵۳/۱۷؛ ربوبیت خدا کا ۱۹/۱۸، ۳۷/۲۸، ۱۰، ۳۸، ۶۵، اس کے آثار، ۳۰/۱۷، ۲۸/۱۸، ۳۸، ۱۱۰، ۹/۱۹، ۳۶، ۲۱، رحمت خدا کا ۲/۱۹، اس کے آثار، ۳۳/۱۹، والدین کی زحمات کا ۲۳/۱۷؛ روزی کی ضمانت کا اس کے آثار، ۳۱/۱۷، انسانوں کے عجز کا اس کے آثار، ۳۷/۱۷، عدالت خدا کا اس کے آثار، ۷۱/۱۷؛ خدا کے علم غیب کا اس کے آثار، ۵۳/۱۷؛ عمل کا اس کی اہمیت، ۵۷/۱۸؛ عافیت کا اس کے آثار، ۳۵/۱۷؛ عمل کے انجام کا اس کی اہمیت، ۳۵/۱۷؛ ناپسندیدہ عمل کے انجام کا ۲۹/۱۷؛ کفار کے انجام کا اس کے آثار، ۲۹/۱۸؛ مؤمنین کے انجام کا اس کے آثار، ۲۹/۱۸؛ قدرت خدا کا اس کے آثار، ۳۹/۱۸، اس کی اہمیت، ۶۸/۱۷؛ آدم (ع) کے قصہ کا ۱۸/۱۷، ۵۰/۶۱؛ ابراہیم (ع) کے قصہ کا ۳۱/۱۹؛ صادق الودع اسمعیل (ع) کے قصہ کا ۵۳/۱۹، خضر (ع) کے قصہ کا ۶۰/۱۸، عیسیٰ (ع) کے قصہ کا ۱۶/۱۹، مریم (ع) کے قصہ کا ۱۶/۱۹؛ قیامت کا اس کی اہمیت، ۱۸/۱۷، ۳۷/۱۷؛ کرامت انسان کا اس کے آثار، ۷۰/۱۷، شیطان کے کینہ کا ۵۰/۱۸؛ لطف خدا کا ۳/۱۹، ماشاء اللہ کا ۳۶/۱۸؛ دینی قائدین کی مسئولیت کے دائرہ کار کا ۵۶/۱۸؛ مخلصین کا ۵۱/۱۹؛ کائنات کے مربی کا ۳۸/۱۸؛ موت کا اس کے آثار، ۷۳/۱۹، مشیت خدا کا ۶۹/۱۸؛ اس کے آثار، ۳۹، ۶۹/۱۸، اس کی اہمیت، ۲۳، ۶۹/۱۸، اس کے موانع، ۲۱/۱۸، مادی وسائل کے سرچشمہ کا ۸۶/۱۷، روزی کے سرچشمہ کا ۳۰/۱۷، نعمت کے سرچشمہ کا اس کی اہمیت، ۳۲/۱۸؛ منعم کا اس کی اہمیت، ۳۹/۱۸، اس کا پیش خیمہ، ۸۳/۱۸؛ موسیٰ (ع) کا اس کے عوامل، ۵۱/۱۹، مادی وسائل کی ناپایداری کا ۳۵/۱۸، دنیاوی زندگی کی ناپایداری کا ۳۵/۱۸، مادی خوبصورتیوں کی ناپایداری کا ۸/۱۸؛ خدا کی نظارت کا اس کے آثار، ۵۳/۱۷؛ نعمت کا ۳۲/۱۸، اس کے آداب، ۳۹/۱۸، اس کی اہمیت، ۷۰/۱۷، بچپن کی ضروریات کا ۲۳/۱۷؛ گزشتہ اقوام کی ہلاکت کا اس کے آثار، ۷۳/۱۹، کفار کی ہلاکت کا اس کے آثار، ۵۵/۱۸، نیزر ک، تذکر ذلت: اخروی اس کے عوامل، ۸۳/۱۹، نیزر ک، شیطان، ظالم افراد، کفار، گمراہ

افراد، گنہگار لوگ، مشرکین، معاد، مفسدین اور ولایت ذوالقرنین: کے زمانہ میں لوہا، ۹۶/۱۸، اس کا پگھلنا، ۹۶/۱۸: کے اختیارات، ۸۶/۱۸، ان کا سرچشمہ، ۸۶/۱۸: کا مدد طلب کرنا، ۹۵/۱۸: کے وسائل ۸۳/۱۸، ۸۵، ۸۶، ۹۱، ۹۲، ۸۹: ان کے مادی وسائل، ۸۵/۱۸، ان کے وسائل کا سرچشمہ، ۹۵/۱۸: ان کی عظمت، ۹۱/۱۸، ان کا سرچشمہ، ۸۳/۹۵: کی امیدواری، ۸۴/۱۸: کی انسان دوستی، ۹۵/۱۸: کے اوامر، ۸۸/۱۸، ۹۶: کا مؤمنین کے لئے اہتمام کرنا، ۸۸/۱۸: کا ایمان، ۹۸/۱۸: کی فکر، ۹۸/۹۵، ۸۸، ۸۴/۹۸: کی بے نیازی، ۹۵/۱۸: کے بارے میں سوال، ۸۳/۱۸: کی پیش گوئی، ۹۸/۱۸: کی تبلیغ، ۹۵/۱۸، اس کا طریقہ، ۹۸/۱۸: کی کوشش، ۸۸/۱۸: کے زمانہ میں تمدن، ۹۰/۱۸: کی توحید، ۹۸/۹۵: کو دھمکیاں، ۸۴/۱۸: کے ساتھ جعالہ، ۹۳/۱۸: کی حاکمیت، ۸۳/۱۸، ۸۴: ان کے زمانہ میں صالحین، ۸۸/۱۸، ان کے زمانہ کے ظالمین، ۸۸/۱۸: اس کی وسعت، ۸۹/۹۲/۱۸، ان کے زمانہ کے مؤمنین، ۸۸/۱۸: ان کی خصوصیات، ۸۴/۱۸، ۸۸: کی خیر خواہی، ۹۳/۱۸: کی دینداری، ۹۸/۱۸: کے زمانہ میں دین، ۸۸/۱۸: سمندر کے ساحل پر، ۸۶/۱۸: سیاہ سمندر کے ساحل پر، ۸۶/۱۸: شمال میں، ۹۲/۱۸: مشرق میں، ۸۹/۱۸، ۹۰: زمین کے مغرب میں، ۸۶/۱۸: اور معاشرتی نظام کی تنظیم، ۸۶/۱۸: اور سورج، ۸۹/۱۸: اور ظالموں کی سزا، ۸۴/۱۸: کے زمانہ میں لوہے کا پگھلنا، ۹۶/۱۸: کے برتاؤ کا طریقہ، ۹۱/۱۸: کے زمانہ میں عمارت سازی، ۹۰/۱۸: کا باندھنا، اس کا اتمام، ۹۴/۱۸: اور اس کی بلندی، ۹۶/۱۸، ۹۴: اس کا استحکام، ۹۵/۱۸، ۹۴: اس کی جاودانیت، ۹۸/۱۸، اس کی عظمت، ۹۸/۱۸، اس کا انجام، ۹۸/۱۸، اس کے مصالح، ۹۶/۱۸: اس کی ویرانی، ۹۸/۹۹/۱۸، اس کی خصوصیات، ۹۶/۹۴/۱۸: کی دسیسہ سازی، ۹۳/۱۸، ۹۵، ۹۶، ۹۸: کے زمانہ میں سیاہ فام افراد، ۹۰/۱۸: کی شخصیت، ۸۳/۱۸: کا صبر، ۸۸/۱۸: کے زمانہ میں ظالم افراد، ان کو دھمکی، ۸۴/۱۸، ان کی سزا، ۸۴/۱۸: کا ظلم سے مقابلہ، ۸۴/۹۵/۱۸: کا عفو، ۸۴/۱۸: کا عقیدہ، ۸۴/۱۸: کا علم، ۵۸/۱۸، ۹۲، ۹۶: اس کے آثار، ۸۳/۱۸: کا عمل، اس کا سرچشمہ، ۸۶/۱۸: کے فضائل، ۸۳/۱۸، ۸۳، ۸۵، ۸۶، ۹۱، ۹۲، ۹۵، ۹۸: کی فن آوری، ۹۶/۱۸، ۹۸: کا قانون بنانا، ۸۸/۱۸: کی قدرت، ۸۳/۱۸، ۸۶، ۸۴، ۹۳، ۹۸: اس کا پیش خیمہ، ۸۳/۱۸، اس کی عظمت، ۹۱/۱۸، اس کا سرچشمہ، ۸۳/۱۸: کا قصہ، ۸۵/۱۸، ۸۶، ۸۴، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۸: اس کی وضاحت، ۸۳/۱۸، ۹۱: اس کے چشم کا رنگ، ۸۳/۱۸، اس کا سرچشمہ، ۸۳/۱۸: کے قوانین اور ان کا آسان ہونا، ۸۸/۱۸: کا کفر سے مقابلہ، ۸۸/۱۸: کے زمانہ میں لباس، ۹۰/۱۸: کی مدیریت، ۹۶/۱۸: کے زمانہ کے لوگ، ان کی زبان، ۹۳/۱۸: کا سفر،

۹۱، ۹۲/۱۸؛ ان کا دوسرا سفر، ۸۹/۱۸، ۹۰، ان کا تیسرا سفر، ۹۲/۱۸، ۹۳؛ ان کے پہلے سفر کا دائرہ کار، ۸۶/۱۸، ان کے حدود، ۹۲/۱۸؛ کا مشرق کی طرف سفر، ۸۵/۱۸ کا مغرب کی طرف سفر، ۸۵/۱۸، ۸۶؛ کے مقامات، ۸۶/۱۸ کی اہل مغرب سے ملاقات، ۸۶/۱۸؛ کی مملوکیّت، ۹۵/۱۸ کا نام، ۸۳/۱۸ کی نبوت، ۸۳، ۸۴، ۸۶/۱۸ کا حکومتی نظام، ۸۴، ۸۵/۱۸؛ پر وحی، ۸۶/۱۸؛ کے وعدے ۸۴/۱۸ کی ہدایت، ۸۶، ۹۱/۱۸ نیز ک، استمداد، خدا، سرزمین اور لوگ

"ر"

رازداری: کی اہمیت، ۱۹/۱۸ نیز ک، انسان، خضر (ع) اور مؤمنین
 رازقیت: بر ک: خدا // راز فاش کرنا: بر ک، خدا / ربوبیت: کے آثار، ۵۰/۱۸ نیز ک، توسل، خدا، ذکر، عقیدہ اور ضرورتیں / رسول: بر ک، انبیاء کرام (ص)

رشتہ دار: وں کی اصلاح اس کی اہمیت، ۵۵/۱۹؛ وں کی ضروریات کی ادائیگی سے اعراض، ۲۸/۱۴؛ وں کی امداد، ۲۸/۱۴ وں پر انفاق، ۲۸/۱۴؛ وں کے حقوق، ان کی ادائیگی، ۲۶، ۲۹/۱۴، اس کی اہمیت، ۲۶/۱۴؛ وں سے برتاؤ کا طریقہ، ۲۸/۱۴ وں سے عذر خواہی، ۲۸/۱۴؛ وں کے جذبات، اس کی رعایت کی اہمیت، ۲۸/۱۴؛ کی مشکلات ان کا رفع، ۲۶/۱۴؛ کی ہدایت، ۳۰، ۳۲/۱۹ نیز ک، بھروسہ، اسماعیل (ع)، رشتہ داری، زکریا (ع)، صالحین، حضرت محمد (ص) اور مریم (ع)

رحمانیت: بر ک، اقرار اور خد

رحمت: کے آثار، ۱۰/۱۸ کا پیش خیمہ، ۸/۱۴، ۵۳، ۱۰/۱۸، ۸۵/۱۹؛ سے محروم افراد، ۱۸/۱۴، ۳۵/۱۹؛ سے محرومیت، ۳۵/۱۹، اس کے آثار، ۳۵/۱۹، اس کا پیش خیمہ، ۳۵/۱۹، اس کے عوامل، ۸/۱۴؛ کے شامل حال افراد، ۸/۱۴، ۸۵، ۱۶/۱۸، ۶۵، ۲/۱۹، ۳، ۲۶، ۵۰، ۵۴، ۷۸، ان کی ربوبیت، ۹۲/۱۹، ان کی ذمہ داری، ۲۶/۱۹؛ کا سرچشمہ، ۵۳/۱۴ نیز ک، آیات خدا، امیدوار افراد، امیدواری، بہشت، خداوند عالم، ذکر، عیسیٰ (ع)، قرآن، آسمانی کتابیں اور خواص موارد

رزالت: کے آثار، ۷۷/۱۸ / رذائل: بر ک، اخلاق / رزق: بر ک، روزی

رسالت: بر ک، انبیاء، خدا کے برگزیدہ افراد، حضرت عیسیٰ (ع) اور محمد (ص) اور نبوت

رسوم: بر ک، جاہلیت

روشنی:

ر_ک، سورج اور دن

رہبری: کے آثار، ۸۹/۱۷ کا اتمام حجت، ۷۱/۱۷ کی اہمیت، ۱۸/۱۷، ۲۸/۷۱ کے شرائط، ۲۸/۱۸ کی عدالت،

۳۵/۱۷ کا معیار، ۹۱/۱۷ نیز ر_ک، اطاعت، رہبر اور دینی قائدین

ریا کاری: کے آثار، ۱۱۰/۱۸ کا خطرہ، ۸۰/۱۷ کے موانع، ۱۱۰/۱۸ نیز ر_ک، اخلاص اور عمل

"ز"

زچگی: ر_ک، بڑھاپا اور مریم (ع)/زبانیں: کا تفاوت، ۹۳/۱۸ نیز ر_ک، ذوالقرنین، سرزمین اور عربی

زبور: کتب آسمانی میں سے، ۵۵/۱۷ کا نزول اس کا وقت، ۵۵/۱۷

زبوں حالی: ر_ک، ذلت

زکوۃ: کے احکام، ۳۱/۱۹ کی اہمیت، ۵۵/۱۹، ۳۱ کی تاریخ، ۵۵/۱۹ کی تاکید، ۳۱/۱۹ کی دعوت، ۵۵/۱۹، آسمانی

ایمان میں، ۵۵/۱۹، ۱۰، مریم (ع) کے زمانہ میں، ۳۱/۱۹ مسیحیت میں، ۳۱/۱۹؛ زکوۃ فطرہ اس کی اہمیت، ۳۱/۱۹

زکریا (ع): کی آرزو، ۶/۱۹ کا ادب، ۸/۱۹ کے زمانہ میں ارث، ۶/۱۹، کا اشارہ، ۱۱/۱۹؛ کا اطمینان، ۶، ۹/۱۹،

اس کے عوادل، ۹/۱۹؛ کی امیدواری، ۵/۱۹، ۳ کا یادگاری کی حفاظت کا اہتمام، ۶/۱۹؛ کو بشارت، ۱۹/

۱۲، ۸، ۹، ۱۰، ۷، ۴ کی فکر، ۵، ۸، ۱۹، ۳ کا لاولد ہونا، ۸/۱۹؛ کا سوال، ۸/۱۹، کا بیٹا، ۱۳، ۷، ۴ اس کی ناکذاری،

۷/۱۹؛ کا بڑھاپا، ۸، ۳، اس کے آثار، ۳/۱۹؛ کو تذکر، ۹/۱۹ کا خوف، ۳/۱۹، کی تعلیمات، ۱۱/۱۹، ان کی

دریافت، ۱۱/۱۹ کا تعجب، ۸/۱۹؛ کی توحید، ۵/۱۹، کا توسل، ۵/۱۹ کے جانشین، ۵/۱۹؛ کی خواہشات،

۱۳، ۸، ۱۰، ۵؛ کے رشتہ دار، ۵/۱۹، ان کی نااہلی، ۵/۱۹؛ کی دستاویز کے ساتھ خیانت، ۵/۱۹ کی دعا، ۳، ۳/۱۹،

۱۰، اس کے آثار، ۳/۱۹، اس کی اجابت، ۳، ۶، ۷؛ اس کا افشاء، ۳/۱۹ کی دور اندیشی، ۵/۱۹؛ کا روزہ سکوت،

۱۱/۱۹ آیات خدا سننے کے وقت؛ حضرت یحییٰ (ع) کی بشارت کے وقت، ۸/۱۹؛ یحییٰ (ع) کی ولادت کے وقت

۱۱/۱۹؛ کی خاندانی زندگی، ۵/۱۹؛ کا سجدہ، ۵۸/۱۹ کی ہڈیوں کا ضعف، ۳/۱۹؛ کی سعادت مندی، ۳/۱۹؛ کی

بالوں کی سفیدی، ۳/۱۹ کی سیرت، ۳/۱۹ کی عبادات، ۱۰/۱۹ کی عبادت گاہ، ۱۱/۱۹؛ اس کا نام، ۱۱/۱۹؛ کا

تکلم سے عاجز ہونا، ۱۱، ۱۰، اس کی حیرانگی، ۱۰/۱۹؛ کے رشتہ داری احساسات، ۶/۱۹ کا صاحب اولاد ہونا،

۱۹/۸، اس کے آثار، ۱۹/۱۱_ کے فضائل، ۱۹/۵۸، ۲، ۳؛ کا قصہ، ۱۹/۲، ۳، ۶، ۸، ۱۰، ۱۱، اس کا معجزہ، ۱۹/۱۰، اس کی خصوصیات، ۱۹/۱۰_ کا گریہ، ۱۹/۵۸؛ کی خدا سے گفتگو، ۱۹/۱۰، ۸، اس کی خصوصیات، ۱۹/۹؛ کی مالکیت، ۱۹/۶_ کا محراب، ۱۹/۱۱؛ کی مشکلات ان کا رفع، ۱۹/۳_ کے مقامات، ۱۹/۴؛ کی مناجات اس کے آثار، ۱۹/۳_ کی نبوت، ۱۹/۴_ کا نسب، ۱۹/۵۸، ۶_ کی نعمتیں، ۱۹/۵۸، ۸_ کی پریشانی، ۱۹/۵، ۶_ کا وارث، ۱۹/۴؛ کی زوجہ، ۱۹/۵، اس کا حاملہ ہونا، ۱۹/۱۰، ۹، اس کا بڑھاپا، ۱۹/۵، ۸، اس کا بانجھ پن، ۱۹/۵، ۸؛ اس کا نسب، ۱۹/۶؛ کی ناامیدی، ۱۹/۵ نیز ک، تذکر اور نام/ زمانے/ زمان کی اہمیت، ۱۲/۱۲؛ کا تفاوت، ۱۹/۳۹ نیز ک: اصحاب کہف، خدا اور مریم (ع)/ زمین: کا پھٹنا، ۱۹/۱۴، ۳۴/۹۰_ کا انہدام، ۱۸/۹۸؛ کا بے نتیجہ ہونا اس کا سبب، ۱۸/۳۰؛ کی بیابان میں تبدیلی، ۱۸/۸؛ کی تدبیر، ۱۹/۶۵_ کی تسبیح، ۱۴/۳۳_ کا مسطح ہونا، ۱۸/۳۴_ کا حاکم، ۱۸/۲۶؛ کی خلقت، ۱۸/۵۱، اس کی اہمیت، ۱۴/۹۹؛ اس کی عظمت، ۱۴/۹۹، اس کا مطالعہ، ۱۴/۹۹؛ کی زینتیں، ۱۸/۴_ کا سرسبز ہونا، اس کا سبب، ۱۸/۳۰؛ کی عبادت، ۱۴/۳۳_ کا غیب، ۱۸/۲۶؛ اس کا مالک، ۱۸/۲۶؛ کا انجام، ۱۸/۹۸؛ میں پانی کا جذب ہونا، ۱۸/۳۱؛ میں دھنس جانا، ۱۴/۶۸_ کا مربی، ۱۴/۱۰۲، ۱۸/۱۳؛ کے موجودات، ۱۹/۹۳_ کا کردار، ۱۴/۳۳، ۶۸؛ کا وارث، ۱۹/۳ نیز ک: ذکر اور قیامت/ زنا: کے احکام، ۱۴/۳۲_ کی پلیدی، ۱۹/۲۰؛ کا حرام ہونا، ۱۴/۳۲، اس کا فلسفہ، ۱۴/۳۲؛ کی قباحت، ۱۴/۳۲، اس کے آثار، ۱۴/۳۲، اس کی فطریات، ۱۴/۳۲؛ آسمانی ادیان میں، ۱۹/۲۰_ کا معاشرتی نقصان، ۱۴/۳۲؛ کا فردی نقصان، ۱۴/۳۲_ کا برا انجام، ۱۴/۳۲؛ کا گناہ، ۱۴/۳۲_ کے مقدمات ان سے اجتناب، ۱۴/۳۲؛ کی ناپسندیدگی، ۱۴/۳۸_ سے نہی، ۱۴/۳۲ نیز ک، جاہلیت اور مریم (ع)/ زندگی: میں امن و امان، اس کی قدر و قیمت، ۱۴/۱۰۳، اس کی اہمیت، ۱۴/۱۰۳؛ کی اہمیت، ۱۹/۲۳_ میں تدبیر، اس کی اہمیت، ۱۴/۲۹؛ اخروی، اس کی قدر و قیمت، ۱۴/۱۹، اس کی اہمیت، ۱۴/۱۹، اس کے خصوصیات، ۱۸/۳۱؛ قابل قدر، ۱۸/۱۶؛ بے وقعت، ۱۸/۱۶، دنیاوی_ اس کی قیمت، ۱۴/۱۹، اس کی بے وقعت، ۱۸/۳۶، اس کی کشش، ۱۸/۳۶، اس کا انجام، ۱۸/۳۸، اس سے اعراض کرنے والے، ۱۸/۱۰، اس کی ناپایداری، ۱۸/۳۶، ۳۵؛ اس کے خصوصیات، ۱۸/۳۵؛ کے مشکلات اس کے آثار، ۱۸/۶۸ نیز ک: انسان، اہل بہشت، زکریا (ع)، کفار، قرآنی مثالیں، مشرکین اور

زہد: بیجا۔ اس کی مذمت، ۱۷/۷۰ نیزر۔ ک، یحیٰ (ع)

زیان:۔ کا قبل از وقت سدباب، ۱۷/۳۱؛ کی تشخیص اس کی اہمیت، ۱۸/۱۰۳؛ اس کے موانع، ۱۷/۱۱، دوسروں کو۔ ۱۸/۷۹؛ سے آگاہ شخص، ۱۸/۱۰۳ کے عوامل، ۱۷/۳۵، ۱۸/۱۰۳؛ کے موانع، ۱۸/۱۰۳

نیزر۔ ک: قبل از وقت قضاوت، خوف، تکبر، حق، خود، دنیا طلبی، زنا، خود پسندی، کم فروشی، ظالم افراد، عمل، کفار، کفران، گمراہی، لوگ، معبود اور باطل معبود

زیانکاری:۔ ر۔ ک، آیات خدا، قیامت، کفار، اور آسودہ حال افراد

زیبا طلبی:۔ ر۔ ک، انسان

زیبائی:۔ کا سرچشمہ، ۱۸/۱ نیزر۔ ک، گزشتہ اقوام، باغات، اہل بہشت، تاجستان، طبیعت، قرآن، کفار، کھیتاں، میلانات، نخلستان اور نہریں

زینت:۔ ر۔ ک، اہل بہشت، زین، زندگی، اولاد اور مال

"س"

سال شماری:۔ کا ذریعہ، ۱۷/۱۲

سازش کرنے والے:۔ کرنے والوں پر رحمت، ۱۷/۸

سپاس گذاری:۔ ر۔ ک، تشکر

سپاہی:۔ ر۔ ک، پلیس

ستائش:۔ ر۔ ک، حمد

ستم:۔ ر۔ ک، ظلم

سفر:۔ کے آداب، ۱۸/۶۰؛ کی قدر و قیمت، ۱۸/۸۹؛ کی اہمیت، ۱۸/۸۶؛ سمندری۔ ۱۷/۷۰، اس کے خطرے کے

آثار، ۱۷/۶۷؛ زمینی۔ ۱۷/۷۰ نیزر۔ ک، خضر (ع)، ذوالقرنین، علمای، موسیٰ (ع) اور یوشع (ع)

سلام:۔ ر۔ ک، خدا اور مریم (ع)

سلامتی:

کی روش، ۶۲/۱۹_ کا پیش خیمہ، ۱۵/۱۹_ موت کے وقت ۳۳/۱۹_ ولادت کے وقت، ۱۵/۱۹_ کا سرچشمہ، ۱۵/۱۹_

نیزر_ک، آرزو، اصحاب کہف، اہل بہشت، عیسیٰ (ع)، مریم (ع)، ضرورتیں اور یحیٰ (ع)
سمندر: وں سے استفادہ، ۶۶/۱۴_ کے فوائد، ۶۶/۱۴_ نیزر_ک، حمل و نقل، ذوالقرنین، سفر اور نعمت

ہاتھ، ر_ک، پرانی تشبیہات اور نامہ عمل

سحر زدگی: ر_ک، محمد (ص) اور موسیٰ (ع)

سزا: کا ذریعہ، ۶۹/۱۴_ کی شرک پر ترجیح، ۲۰/۱۸_ کا گناہ کے ساتھ مناسب ہونا، ۶۹/۱۹_، ۴۰_ کا سبب ۵۳/۱۴_ کا
شخصی ہونا، ۶/۱۸_ میں صبر، ۸۴/۱۸_ میں عدالت، ۱۴/۱۴_ کے عوامل، ۶۹/۱۴_، ۸۴_، اضروی، اس کے عوامل،
۸/۱۴_ کے ذریعہ، ۶۹/۱۴_، دنیاوی، اس کے آثار، ۳۲/۱۸_ اس سے عبرت، ۳۲/۱۸_ اس کے عوامل، ۸/۱۴_ کے
مراتب، ۶۹/۱۹_، ۴۰_ سے مصونیت، ۵۸/۱۸_ کے موانع، ۵۵/۱۸_ کے اسباب، ۵۸/۱۸_، ۹۴/۱۹_ میں مہلت
۸۸/۱۸_ نیزر_ک، فقہی قواعد اور خاص موارد

سنگسار: کی تاریخ، ۳۶/۱۹_ عصر ابراہیم (ع) میں، ۳۶/۱۹_ عصر اصحاب کہف میں، ۲۰/۱۸_ نیزر_ک، ابراہیم (ع) اور
اصحاب کہف

سوال: بیجا اس سے اجتناب، ۲۲/۱۸_ میں عجلت، ۴۰/۱۸_ کے فوائد، ۱۹/۱۸_، ۳۲/۱۰۳_

سود: ر_ک، منفعت

سورہ کہف: کی اہمیت، ۱۰۹/۱۸_ کی تعلیمات، ۱۰۹/۱۸_

سورہ مریم: کی تعلیمات، ۲/۱۹_

سپاہ تام: ر_ک، ذوالقرنین

سماعت: حسّ اور نیند ۱۱/۱۸_ نیزر_ک، خدا، کفار، سچے معبود اور نعمت

سیرت: ر_ک، انبیاء، زکریا (ع)، عیسیٰ (ع)، محمد (ص) اور موسیٰ (ع)

"ش"

شامات: ر_ک، سرزمین

شب: کی تاریکی، ۱۲/۱۴، اس کا زوال، ۱۲/۱۴ آیات خدا میں ۱۲/۱۴، کے فوائد، ۴۹/۱۴، کی گردش، اس کی اہمیت، ۱۲/۱۴، اس کے فوائد، ۱۲/۱۴، اس کا کردار، ۱۲/۱۴ نیز ک، بہشت، تسبیح، خدا، قرآن، محمد (ص)، معراج اور نماز

شبہات: رفع شبہ، اس کے عوامل، ۹/۱۹؛ کا سرچشمہ، ۹۹/۱۴ نیز ک: اسماء و صفات، اصحاب کہف، دین، لوگ، مشرکین اور معاد

شتر: ک، صالح (ع)

شجاعت: ک، موسیٰ (ع)

شجر ملعونہ: کا فلسفہ، ۶۰/۱۴ سے مراد، ۶۰/۱۴؛ کا کردار، ۶۰/۱۴ نیز ک، تذکر

شخصیت: کی آفت شناسی، ۱۸/۱۴، ۵۳/۶۳؛ کا کردار اس کے عوامل، ۱۹/۱۴، ۸۳/۱۴ نیز ک، انسان، متکبر، باغیان، ذوالقرنین، دینی علماء، مریم (ع) اور یحییٰ (ع) شرح صدر: ک، ابراہیم (ع)

شرک: کے آثار، ۱۸/۱۴، ۳۳/۱۹، ۵۳/۳۹، ۸۶/۲۰؛ کی مغفرت، ۳۴/۱۹ سے اجتناب، ۳۹/۱۴، ۲۳/۱۹، ۸۵/۱۹، اس کے آثار، ۳۹/۱۴، اس کی اہمیت، ۳۹/۱۴، ۶۵/۱۹، اس کا پیش خیمہ، ۲۲/۱۴، اس کے عوامل، ۱۸/۱۱۰؛ پر اصرار، اس کے آثار، ۸۳/۱۹؛ سے اعراض، ۱۸/۱۹، ۳۳/۱۱۰ کی پاداش، ۳۹/۱۹ سے انحراف، ۳۳/۱۹؛ کا بطلان، ۱۸/۵۲، ۱۹/۸۲ کی بے منطقی، ۱۸/۵۶، ۱۵/۵۶؛ کا فضول ہونا، ۱۸/۵۶، ۱۸/۴۳، ۵۲؛ سے توبہ، ۱۴/۳۳ کی

حقیقت، ۱۹/۸۳؛ کا خطرہ، ۱۴/۳۹، ۲۲، اس کا رد، ۱۴/۳۲، ۱۱، ۱۸/۱۳، ۱۱۰؛ کا پیش خیمہ، ۱۴/۲۲، ۳۹،

۱۹/۳۳؛ کے افعال، ۱۸/۵۰؛ اگر اہی، ۱۸/۲۰، ربوبی اس سے اجتناب، ۱۸/۳۸، اس کا رد، ۱۸/۵۱، اس کا پیش

خیمہ، ۱۸/۳۸؛ سے مقابلہ، اس کی اہمیت، ۱۹/۴۲، ۳۳، عبادی، ۱۸/۱۱۰، اس سے اجتناب کے آثار، ۱۹/۸۵، اس

سے نہی، ۱۴/۲۳؛ کا ظلم، ۱۸/۱۳، کے عوامل، ۱۸/۳۸؛ کا انجام، ۱۸/۳۳؛ کا گناہ، ۱۸/۵۳، ۱۹/۳۴، ۸۶؛ کے

مراتب، ۱۹/۳۴ سے اعراض کرنے والے، ۱۸/۱۶؛ کا سبب، ۱۴/۱۰۸ کے موارد، ۱۴/۴۰، ۱۱، ۱۸/۳۸،

۳۲؛ کے موانع، ۱۸/۱۱۰ کی ناپسندیدگی، ۱۴/۲۲، ۲۳؛ سے نجات، ۱۸/۲۰ سے نہی، ۱۴/۲۲، ذکر، ۲۳ نیز ک: آذر،

ابراہیم (ع)، اصحاب کہف، انذار، متکبر، باغیان، برائت، خدا، علائق، برہان، سزا، مشرکین، مشرکین مکہ، موحدین

اور ہجرت

شرکت: کا عقد، اس کے احکام، ۴۹/۱۸، اس کی تاریخ، ۴۹/۱۸؛ یہ ادیان آسمانی میں، ۴۹/۱۸، اس کی مشروعیت، ۴۹/۱۸

شریعت: ر_ک، دین

شرعی وظیفہ: کا سبب، ۴۹/۱۸، پر عمل، اس کی اہمیت، ۴۴/۱۸، اس میں ضعف کے موانع، ۵۶/۱۸، اس کا دائرہ کار ۳۱/۱۸ نیز ر_ک، ابلیس، انبیاء، انسان، خضر (ع)، دعا، دینی قائدین، شیطان، مؤمنین، محمد (ص)، ملائکہ اور یحی (ع) شفا بخشی: ر_ک، قرآن

شفاعت: کا اذن، ۴۸/۱۹، کی تاثیر، ۸۴/۱۹؛ غیر خدا کی ۸۴/۱۹ کا قانونی ہونا، ۸۴/۱۹؛ کے شامل حال افراد، ۸۴/۱۹ نیز ر_ک: قیامت، حضرت محمد (ص) اور باطل معبود

شفاعت کرنے والے: قیامت میں ۸۴/۱۹ نیز ر_ک، توسل

شقاوت (بدبختی): سے اجتناب، ۳۲/۱۹، اخروی اس کے عوامل، ۱۹/۱۴؛ کے عوامل، ۱۹/۱۴، ۳۲/۱۳، اس سے اجتناب، ۳۲/۱۹؛ کے موانع، ۳۰، ۳۴/۱۹، کی نشانیاں، ۳۲/۱۹ نیز ر_ک، گمراہ اور مشرک افراد شکر: کی قدر و قیمت، ۳/۱۴ کی اہمیت، ۱۹/۱۴؛ کی نعمت، ۸۶/۱۴، ۲۳، اس کا پیش خیمہ، ۸۶/۱۴ شکر گزاری: ر_ک، نوح (ع)

شکست: کے عوامل، ۳۳/۱۸ نیز ر_ک، امتیں، باطل، بنی اسرائیل، دنیا طلب افراد، کفار، مشرکین اور مفسدین شکیبائی: ر_ک، صبر

شمال: ر_ک، ذوالقرنین اور سرزمین ر_ک، طوفان اور عذاب

شناخت: کی آفات، ۱۱، ۳۱/۱۴، کا ذریعہ، ۳۶، ۳۶/۱۴، ۵۴/۱۸، ۱۰۱، اس کی قدر و قیمت، ۴۲/۱۴، کے منابع، ۱۹/۱۸، ۲۴، ۹۸/۴۳؛ کے موانع، ۳۵/۱۴، ۳۵/۱۸ نیز ر_ک، خلقت، آیات خدا، اقرار، انبیاء، تاریخ،

حق، قرآن اور لغزش کے موارد

شہادت: ر_ک، گواہی شہر: وں کی ویرانی کا حتمی ہونا، ۵۸/۱۷، نیز ر_ک، امتیں

شیطان: کا اختلاف ڈالنا، ۵۳/۱۷، کا اختیار، ۶۳/۱۷، کا مہلت طلب کرنا، اس کی اجابت، ۶۳/۱۷، کا گمراہ کرنا، ۸۳/۵۱، ۱۹/۱۸، سے اعراض، اسکے دلائل، ۳۳/۱۹، کا بہکانا، ۶۳/۱۷، ۵۳، ۶۳، ۶۵، ۸۳/۱۹، اس کا تداوم، ۶۳/۱۷، اس کا طریقہ، ۶۳/۱۷، اس کا پیش خیمہ، ۱۹/۱۷، ۶۳/۵۳، ۸۳/۵۳، اس کے عوامل، ۵۳/۱۷، اس کا سرچشمہ، ۸۳/۱۹، اس کے موانع، ۵۳/۱۷، کا فساد پھیلانا، ۵۳/۱۷، اس کا پیش خیمہ، ۵۳/۱۷، کی بشارتیں، انکا بطلان، ۶۳/۱۷، شیطان کا عدم کفایت، اس کی نشانیاں، ۵۱/۱۸، کے پیروکار، ۳۵/۱۹، ان کا ظلم، ۵۰/۱۸، ان کی سزا، ۶۳/۱۷، ان کو خبر کرنا، ۵۲/۱۸، کی پیروی، ۶۳/۱۷، اس کے آثار، ۶۵/۱۷، اس کا پیش خیمہ، ۳۵/۱۹، کی فضول خرچی، ۲۷/۱۷، شیاطین کا اخروی اجتماع، ۶۸/۱۹، کی تدبیر، ان کے رد کے دلائل، ۵۱/۱۸، کا شرعی وظیفہ، ۶۲/۱۷، کی کوشش، ۵۳/۱۷، شیاطین کے مثل کی تخلیق، ۵۰/۱۸، شیاطین کا حاکم، ۸۳/۱۹، شیاطین کا حشر، ۶۸/۱۹، اس کی حتمیت، ۶۸/۱۹، اس کی کیفیت، ۶۸/۱۹، کی حیات اس کا تداوم، ۶۳/۱۷، شیاطین کی خلقت، ۵۱/۱۸، کا جال، ۱۹/۱۷، ۶۳/۸۳، کی دشمنی، ۵۳/۱۷، ۵۰/۱۸، اس کے آثار، ۵۳/۱۷، اس کی نشانیاں، ۵۰/۱۸، کے دوست، ۳۵/۱۹، شیاطین کی اخروی ذلت، ۶۸/۱۹، کا تسلط، ۶۲/۱۷، ۶۵، ۶۳/۱۸، اس سے نجات، ۶۳/۱۷، اطراف جہنم کے شیاطین، ۶۷/۱۹، قیامت میں شیاطین، ۵۲/۱۸، ۶۸/۱۹، کا مردود بارگاہ ہونا، ۳۵/۱۹، کا عذاب، ۳۵/۱۹، کی نافرمانی، ۳۳/۱۹، اس کے آثار، ۵۰/۱۸، ۳۳/۱۹، کا انجام، ۳۵/۱۹، کی قدرت، ۶۳/۱۸، کا کفران، ۲۷/۱۷، ۳۳/۱۹، کی سزا، ۶۳/۱۷، کے ساتھ مقابلہ اس کا مقام، ۱۱/۱۹، کی مشارکت، ۶۳/۱۷، سے مصونیت، ۶۳/۱۷، ۶۵، کی نسل، ۵۰/۱۸، کا نفوذ، ۵۳/۱۷، اس کے آثار، ۶۳/۱۸، اس کا پیش خیمہ، ۸۳/۱۹، اس کا سرچشمہ، ۸۳/۱۹، کا کردار، ۵۱/۱۸، کی سرپرستی، اس کے رد کے دلائل، ۵۱/۱۸، اس کو قبول کرنے کی مذمت، ۵۰/۱۸، اس کو قبول کرنے پر حیرانگی، ۵۰/۱۸، کے خصوصیات، ۵۱/۱۸، نیز ر_ک، اطاعت، ذکر، عبادت، عقیدہ اور عصیان

"ص"

صلح (ع): کا اونٹ، ۵۹/۱۷، اس کا آیات خدا میں سے ہونا، ۵۹/۱۷، کا کردار، ۵۹/۱۷، کا معجزہ اس کا فلسفہ، ۵۹/۱۷، صلح قائدین: کی اہمیت، ۷۱/۱۷

صالحین: کی مغفرت، اس کا پیش خیمہ، ۲۵/۱۷، کا احترام، ۲۱، ۸۲/۱۸، کے پسماندگان، ان کی امداد، ۸۲/۱۸، ان کے اموال کی حفاظت، ۸۲/۱۸، کو بشارت، ۲۵/۱۷، کی پاداش، ۱۹/۱۸، ۸۸، ۹۶، ۷۶، ان کی اخروی پاداش، ۳۱/۱۸، ان کا حتمی ہونا، ۳۰/۱۸، کی اخروی خاطر تواضع، ۱۰۷/۱۸، کی توبہ، ۲۵/۱۷، کا نیک انجام، ۷۶/۱۹، کے رشتہ دار، ان کا ناپسندیدہ عمل، ۲۸/۱۹، بہشت میں، ۳۱/۱۸، ۱۰۸، وہ بہشت عدن میں، ۶۱/۱۹، قیامت کے دن، ۹۶/۱۹، کا انجام، ۱۰۷/۱۸، کی اولاد، ان کا احترام، ۸۲/۱۸، ان کا ناپسندیدہ عمل، ۲۸/۱۹، ان کے منافع کی حفاظت کے عوامل، ۸۲/۱۸، کے فضائل، ۹۶/۱۹، کی قبریں، ان کے کنارے عبادت کرنا، ۲۱/۱۸، ان کا تقدس، ۲۱/۱۸، کی لغزش، اس کا پیش خیمہ، ۲۵/۱۷، کی محبوبیت، ۹۶/۱۹، کے مقامات، ۲۱/۱۸، کے منافع، ان کی حفاظت کے عوامل، ۸۲/۱۸، کی اخروی نجات، ۹۶/۱۹، کی تنہائی سے نجات، ۹۶/۱۹، کو وعدہ، ۸۸/۸، نیز ۸۸/۸، ک، ذوالقرنین صبح: کی نافلہ، ان کی اہمیت، ۷۸/۱۷، نیز ۷۸/۱۷، ک، اصحاب کہف، بہشت، تسبیح، خداوند عالم، دعا اور نماز صبر: کا پیش خیمہ، ۶۸/۱۸، نیز ۶۸/۱۸، ک، ابراہیم (ع)، اطاعت، انبیاء، اولیاء اللہ، تعلم، توحید، خضر (ع)، ذوالقرنین، عبادت، علم، فقرائی، سزا، محمد (ص) اور موسیٰ (ع) صداقت: کی قدر و قیمت، ۵۶/۱۹، ۵۰، ۳۱، ک، ابراہیم (ع) اور صداقت صداقت: کے آثار، ۱۹/۱۷، ۸۰، ۵۶، ۵۷، ۳۱، کی قدر و قیمت، ۵۶/۱۹، ۵۰، ۳۱، کی اہمیت، ۸۰/۱۷، کی درخواست، ۸۰/۱۷، کا پیش خیمہ، ۸۰/۱۷، دوسروں کی مدح میں، ۵۰/۱۹، کا سرچشمہ، ۸۰/۱۷، نیز ۸۰/۱۷، ک، ابراہیم (ع)، اور یس (ع)، اسحاق (ع)، اسمعیل (ع)، عمل، معاملہ اور یعقوب (ع) صدائیں: وں کے نفسانی آثار، ۶۳/۱۷، نیز ۶۳/۱۷، ک، ابلیس، دعا اور نماز صاحب اولاد ہونا: کے آثار، ۹۲/۱۹، ۳۵، ۲۶، نیز ۲۶، ک، بڑھاپا، زکریا (ع)، عقیدہ، بانجھ اور مریم (ع) صادق افراد: ۵۶/۱۹ صراط مستقیم: ۳۹، ۳۳/۱۹، کی طرف دعوت، ۳۶/۱۹، سے گمراہی، ۳۳/۱۹، کی طرف ہدایت، ۳۳/۱۹، ۳۶، ۳۳/۱۹ صفات:

بہترین، ۱۱۰/۱۷، پسندیدہ، ۱۸/۱۹، ۲۳/۱۷، ۷۳، ۳۷/۱۹، ۵۳،

صلاح: کے آثار، ۱۷/۲۵ کی حقیقت، ۱۷/۲۵

صنعت: کی تاریخ، ۱۸/۹۶ نیز ک لوہا

"ض"

ضعفای: کا مال، اس کی حفاظت کی اہمیت، ۱۷/۳۳: کے مصلح، ان کی رعایت کی اہمیت، ۱۷/۳۳

"ط"

طبعی عوامل: سے استفادہ، ۱۸/۱۹ کی تسخیر، ۱۷/۱۸، ۳۵/۱۸: کا حاکم، ۱۸/۱۱ کا عمل، ۱۸/۳۲: کا کردار، ۱۷/۵،

۶، ۱۶، ۶۸، ۱۰۳، ۱۸/۱۸، ۸۲، ۸۳، ۱۹/۵، ۹، ۱۰، ۲۱، ۲۳ ر ک، ناامیدی

طبیعت: سے استفادہ، اس کا ذریعہ، ۱۷/۷۰ کی تسخیر، ۱۹/۲۳ پر حاکمیت، اس کا سرچشمہ، ۱۷/۷۰ کا خالق، ۱۸/۷: کی خلقت، ۱۸/۳۹ کا حسن، ۱۸/۷، ۳۲، ۳۳: اس کا انجام، ۱۸/۸، اس کی ناپائیداری، ۱۸/۸

اس کا کردار، ۱۸/۷ کی مقہوریت، ۱۸/۳۱ نیز ک، گزشتہ اقوام اور ذکر

طعام: کے آداب، ۱۹/۶۲ کی پاکیزگی، اس کی اہمیت، ۱۸/۱۹ اس کا وقت، ۱۹/۶۲

طغیان: کے آثار، ۱۸/۸۰ کا پیش خیمہ، ۱۸/۸۰: سے مقابلہ، اس کی اہمیت، ۱۸/۸۰ نیز ک، مکہ کے حق قبول نہ

کرنے والے افراد

طوفان: ریت کا طوفان ۱۷/۶۸ نیز ک عذاب

"ظ"

ظالمین: ۱۷/۱۸، ۳۷/۱۸، ۸۲/۱۹، ۸۸، ۸۶، ۵۰، ۲۹، ۲۰، ۱۵/۷۲، ۳۸،

کی اخروی جگہ، ۱۹/۷۲ کی امداد، اس کا انجام، ۱۷/۱۰۳، اس کی سزا، ۱۷/۱۰۳ کا اخروی حساب و کتاب، ۱۸/۸۷:

کی اخروی حسرت، ۱۹/۳۹ سے دوری، اس کی قدر قیمت، ۱۷/۱۰۳، اس کی اہمیت، ۱۷/۱۰۳ کی اخروی ذلت،

۱۹/۷۲: کا زیاں، اس کے عوامل، ۱۷/۸۲ پر سختی کرنا، ۱۸/۸۸: جہنم میں،

۱۹/۱۸، ۲۹/۲۹- قیامت میں، ۸۴/۱۸؛ صدر اسلام کے- ان کو انذار، ۵۹/۱۸- کا اخروی عذاب، ۸۴/۱۸؛ کا دنیاوی عذاب، ۸۴/۱۸- کی سزا، ۱۰۳/۱۴، اس کی حتمیت، ۵۹/۱۸؛ ان کی اخروی سزا، ۸۴/۱۸؛ کے جہنم میں داخل ہونے کی حالت، ۴۲/۱۹؛ کی مغبوضیت، ۱۰۳/۱۴- کو مہلت دینا اس کا غیر موثر ہونا، ۵۹/۱۸؛ اس کا فلسفہ، ۸۸/۱۸- سے تعاون کرنے والے، ان کی سزا، ۱۰۳/۱۴- سے تعاون، اس کی سزا، ۱۰۳/۱۴- نیز ک، ذوالقرنین، سرزمین اور میلانات ظلم: کے آثار، ۱۸/۱۴، ۱۹/۹۹، ۵۹/۴۲- سے اجتناب، ۳۲/۱۹، اس کی اہمیت، ۴۲/۱۹، اس پر استمرار، اس کے آثار، ۴۲/۱۹؛ عظیم- ۱۵/۱۸، ۵۴، اس کا سرچشمہ، ۵۴/۱۸؛ کا تداوم، اس کے آثار، ۵۹/۱۸- کے ساتھ مبارزہ، اس کی اہمیت، ۸۸/۱۸- کے مراتب، ۵۴/۱۸؛ کے موارد، ۹۹/۱۴، ۵۰، ۵۴، ۵۹، ۸۴، ۸۸، ۳۸/۱۹، ۴۲، ۳۹، ظلم سے مقابلہ: برک، اولیاء اللہ، حکومت اور ذوالقرنین

ع

عاقبت: بہترین- ۱۹/۱۸، ۴۳/۴۶، نیک- اسکی قدرو منزلت ۳۳/۱۸؛ اس کا پیش خیمہ، ۱۵/۱۹، اس کے عوامل، ۳۵/۱۴، ۴۳/۱۸، ۳۵، ۴۱، ۴۲/۱۴، اس کا سرچشمہ، ۴۳/۱۸، اس کی علامات، ۴۱/۱۴، بری، ۶، ۱۸، اس کے عوامل، ۳۵/۱۴، ۴۲/۱۸، ۴۳

عاص بن وائل: کے استہزائی، ۱۹/۴۴// عالم برزخ: کی مدت، ۵۲/۱۴
عالمی جنگ: برک، آخر الزمان// عالم ذر: میں خلقت، ۹/۱۹
عبادت گزار: وں کی ذمہ داری، ۲۸/۱۴
عباد الرحمن: برک: بندگان خد

عبادت: کے آثار، ۱۹/۶۳، ۳۶- کے آداب، ۱۱۰/۱۴، ۱۶/۱۹، ۱۴- میں اخلاص، ۱۱۰/۱۸، اس کی اہمیت، ۱۸/۱۱۰، اس کے عوامل، ۱۱۰/۱۸؛ میں اعتدال، ۱۱۰/۱۴- کا ملتزم ہونا، اس کے آثار، ۲۸/۱۸؛ کا انگیزہ، ۳۲/۱۹- پر پردہ، ۱۴/۱۹؛ کی دعوت، ۳۹/۱۴- میں صبر، ۶۵/۱۹؛ اس کی اہمیت، ۶۵/۱۹، اس کے عوامل، ۶۵/۱۹؛ خدا کی- ۳۳/۱۴، ۱۱/۱۹، اس کے آثار، ۲/۱۹، ۸۹؛ اسکے ترک آثار ۳۵/۱۹، اس کی قدر قیمت،

۲۳/۱۲؛ اس کی اہمیت، ۲۳/۱۲، ۳۶/۱۹، اس کا واضح ہونا، ۳۶/۱۹؛ اس کے ترک کا سبب، ۶۶/۱۹، اس کا سبب، ۳۶/۱۹، اس کے عوائل، ۶۵/۱۹، اس کا فلسفہ، ۳۶/۱۹؛ گھر کے مشرق میں، ۱۶/۱۹، صبح کے وقت، ۱۱/۱۹؛ عصر کے وقت، ۱۱/۱۹، ۱۶، مشرق کی طرف، ۱۶/۱۹؛ شیطان کی، ۳۳/۱۹، اس سے نہی، ۳۳/۱۹؛ غیر خدا کی، اس کے آثار، ۸۲/۱۹، اس کا بطلان، ۳۸/۱۹؛ اس کے ترک کا سبب، ۳۶/۱۹، سے مراد، ۸۲/۱۹؛ کی جگہ، اس کا کردار، ۱۶/۱۹ کا وقت، اس کا اعلان، ۱۱/۱۹ نیز، ک، آسمان، بندگان خدا، زکریا (ع)، زمین، صالح افراد، عبادت گاہ، قوم زکریا (ع) اور موجودات

عبادگاہ کی اہمیت، ۱۱/۱۹ کی تاریخ، ۱۱/۱۹؛ مشرق میں، ۱۶/۱۹، ادیان آسمانی میں، ۱۱/۱۹؛ اس کا تقدس، ۲۱/۱۸ کا کردار، ۱۱/۱۹ نیز، ک، زکریا (ع) اور مریم (ع)

عبرت قبول نہ کرنا، ک، انسان

عبودیت: کے آثار، ۱۸/۱۲، ۶۵، ۵۳/۱۹، ۶۱/۲؛ کی قدر و قیمت، ۱۸/۱۲، ۶۵/۱۲؛ کی اہمیت، ۱۲/۳، ۱، ۳۱/۶۵، ۱۹ کا مقام، ۱۸/۱۲، ۶۱/۱۹؛ اس کی قدر و منزلت، ۱۲/۶۵، ۱۹

نیز، ک: آسمان، اقرار، انسان، خدا، خضر (ع)، زکریا (ع)، عیسیٰ (ع)، مؤمنین، محمد (ص)، موجودات اور نوح (ع) عجب: کا زیاں، ۱۰۳/۱۸ کی مذمت، ۱۰۳/۱۸ نیز، ک: بنی اسرائیل اور کفار

عجز: غیر خدا کا، ۵۲/۱۸ عجلت: کے آثار، ۱۸/۱۲، ۱۱ کے عوائل، ۶۸/۱۸ نیز، ک، انسان، پاداش، پرستش اور مشرکین/عدالت: کی اہمیت، ۳۳/۱۲ نیز، ک: اقتصاد، پاداش، حساب و کتاب، خدا، ذکر، رہبری، قصاص، قضاوت اور سز/عداوت: ک، دشمنی

عذاب: کا ذریعہ، ۶۸: ۱۲ میں اولیت، ۴۰/۱۹؛ اہل، ۱۸/۸/۱۲، ۱۹/۱۸، ۸۴، ۳۲، ۲۹، ۴۹/۲، ۴۵، ۳۵ ان کا بے یار و مددگار ہونا، ۶۹، ۴۵/۱۲ ان کے مراتب، ۴۰/۱۹؛ ان کے مراتب کا علم، ۴۰/۱۹، ان کے مددگار، ۳۳/۱۸؛ پر عدم ایمان، ۹۲/۱۲ کی تاخیر، اس کا فلسفہ، ۴۵/۱۹؛ میں تعجیل، اس کے عوائل، ۵۸/۱۸ کی قیمت، اس کے عوائل، ۴۰/۱۹؛ کا خطرہ، ۶۸، ۶۹/۱۲ کا ذریعہ، اس سے عاجزی، ۳۳/۱۸؛ کا پیش خیمہ، ۵۳/۱۲، ۶۹، ۵۵/۱۸؛ آشکار، ۵۵/۱۸، اغروی، اس کی دھمکی، ۸۴/۱۸؛

اس کی شدت، ۸۵/۱۸، اس کے مراتب، ۸۵/۱۸، اس کے اسباب، ۹۵/۱۹؛ کا نزول، ۵۸/۱۴، سقوط آسمان کے ذریعہ، ۹۲/۱۴؛ طوفان کے ذریعہ، ۶۹/۱۴، ریت کے طوفان کے ذریعہ، ۶۸/۱۴؛ خوفناک، ۵۴/۱۴، دردناک، ۱۰/۱۴؛ سخت، ۸۵/۱۸، شدید، ۲/۱۸؛ ناگہانی، ۵۵/۱۸، دنیاوی، اس کے اسباب، ۶۹/۱۴، ۵۹/۱۸؛ عمومی، ۱۴/۱۴، کا قانونی ہونا، ۸۹/۱۹؛ کے مراتب، ۱۰/۱۴، ۱۶، ۵۵، ۲/۱۸، ۳، ۸۵، ۶۹/۱۹؛ کا سرچشمہ، ۵۳/۱۴، ۳۵/۱۹؛ سے ممانعت، اس کا سبب، ۳۳/۱۸، کے موانع، ۵۵/۱۸؛ کے اسباب، ۱۰/۱۴، ۱۸، ۳/۱۶، ۵۵، ۳۵/۱۹، ۵۹، ۴۹، ۷۹ سے نجات، ۴۵/۱۴، ۳۳/۱۸، ۱۰۲، ۳۵/۱۹، اس کے عوامل، ۶۰/۱۹، ۵۹،

نیزر: ک: مادی وسائل، انذار، خوف، معاشرہ، جہنم، اہل جہنم، خداوند عالم، خدا کی سنتیں، معاشرتی مقام، نجات یافتہ افراد عذر: ناقابل قبول، ۱۵/۱۸، قابل قبول، ۱۸/۱۴، ۴۳/۲۸، نیزر: ک: خطاکار افراد، فراموشی اور موسی (ع)

عذر خواہی: ک: ابن سبیل، خضر (ع)، رشتہ دار، فقراء اور مساکین

عربی: زبان، اس کا کردار، ۹۴/۱۹

عرش: پر حاکمیت، ۳۲/۱۴، کا کردار، ۳۲/۱۴، نیزر: ک: باطل معبود

عزت: کے عوامل، ۸۲/۱۹

عروج: ک، ادیس (ع)

عزالت: کے آثار، ۱۰/۱۹، نیزر: ک، اصحاب کہف اور مریم (ع)

عشائی: ک، نماز

عصمت: ک، انبیاء، تبلیغ، خضر (ع)، عیسی (ع)، محمد (ص)، مریم (ع)، موسی (ع) اور یحیی (ع)

عصیان: کے آثار، ۱۳/۱۹، اس کے اغروی آثار، ۶۹/۱۹؛ سے اجتناب، اس کے آثار، ۱۵/۱۹، اس کی اہمیت،

۴۲/۱۹؛ پر اصرار، اس کی ناپسندیدگی، ۳۳/۱۹، کا پیش خیمہ، ۱۳/۱۹؛ خدا کا، ۶۱/۱۴، ۶۵، ۵۰/۱۸، ۳۳/۱۹، اس کے

آثار، ۴۰/۱۹، اس کی سزا، ۱۹/۱۴، ۴۵، ۴۰/۱۴، شیطان کا، ۶۳/۱۴؛ کی سزا، ۵، ۱۸/۱۴، کے مراتب، ۶۹/۱۹، ۴۰؛ کے

موانع، ۳۳/۱۹، نیزر: ک، ابلیس، اقرار، بنی اسرائیل، خوف، مکہ کے حق کے منکرین، شیطان، نافرمانی کرنے والے، اولاد

اور مشرکین // عصیان کرنے والے: وں کی سرکوبی، اس کا ذریعہ، ۵/۱۴، جہنم میں،

۱۹/۴۰: قیامت کے دن، ۱۹/۶۹۔ وں کی اخروی سزا، ۱۹/۶۹: وں کے مراتب، ۱۹/۴۰ نیز۔ ک، اطاعت اور عصیان
عفت: ر۔ ک، مریم (ع)

عقاب: ر۔ ک: سز

عقیدہ: کے آثار، ۱۹/۴۰، ۱۹/۶۹، اس کے اخروی آثار، ۱۹/۶۹: کی آزادی، ۱۹/۴۰، عقائدی انحرافات، اس کی
ناپسندیدگی، ۱۹/۳۸: میں برہان، ۱۹/۴۵، اس کی اہمیت، ۱۸/۱۵: کے بارے میں سوال، ۱۹/۳۲ کی تاریخ، ۱۹/۱۱;
کی تصحیح، اس کی اہمیت، ۱۸/۴، اس کے عوامل، ۱۸/۱۱۰: کی حقانیت، ۱۸/۱۳ کی علامات، ۱۹/۴۳: میں وقت،
اس کی اہمیت، ۱۹/۸۳، کا اخلاق سے رابطہ، ۱۸/۳۶: کے ساتھ برتاؤ کا طریقہ، ۱۸/۵۶ کے شرائط، ۱۹/۳۶: باطل
۱۹/۳۰، ۱۸/۴، ۱۹/۵۲، ۱۳/۵۶، ۱۹/۳۸، ۳۳، اس کے آثار، ۱۸/۱۰۳، اس کا سبب، ۱۸/۵: اس کا سرچشمہ،
۱۹/۳۵: آخرت پر۔ اس کی اہمیت، ۱۹/۴۵، جن کی تدبیر پر، ۱۸/۵۰: تدبیر شیطان پر۔ ۱۸/۵۰، توحید ربوبی اور۔
۱۹/۳۶: خدا کے لئے حامی پر۔ ۱۹/۱۱۱، خدا پر۔ ۱۹/۱۱، ربوبیت خدا پر۔ ۱۸/۲۱، ۱۹/۳۸، ربوبیت غیر خدا پر۔
۱۸/۱۳: خدا کے شریک پر۔ ۱۹/۱۱۱، علم خدا پر۔ ۱۸/۲۱: خدا کی اولاد۔ ۱۹/۳۰، ۱۱۱، ۱۸/۴، ۱۹/۳۸، اس کے
آثار، ۱۸/۵، اس کے اخروی آثار، ۱۹/۳۹، اس کا بطلان، ۱۸/۵، ۱۹/۳۴، اس کی بے منطقی، ۱۸/۵، اس کی حیرانگی،
۱۸/۵، اس کا سرچشمہ: ۱۸/۵، ۱۹/۳۵، معاویہ پر۔ ۱۸/۸۵، اس کے آثار، ۱۸/۳۶، دینی عقیدہ اس کا علم، ۱۸/۲۱: کا
علم، ۱۹/۳۶، ۱۸/۵: میں موثر عوامل، ۱۹/۹۰، ۱۸/۵: کے مبانی، ۱۸/۵، ۱۳، ۲۱، ۱۵ کی حفاظت، ۱۹/۳۸، اس
کی اہمیت، ۱۸/۱۶ نیز۔ ک، اصحاب کہف، امتیں، ابراہیم (ع)، ابلیس، جاہلیت، ذوالقرنین، علماء دین، فرعون،
فراعنہ، گمراہ افراد، لوگ، مشرکین، مشرکین مکہ اور اجداد

عریانیت: کی تاریخ، ۱۸/۹۰ نیز۔ ک، سرزمین / عدم لیاقت: کی نشانی، ۱۹/۳۵ نیز۔ ک، زکریا (ع)
عقیم: اولاد کی نسبت سے۔ ۱۹/۱۱ علائق: شوق تعلم، ۱۸/۶۹، زندگی سے دلچسپی، ۱۹/۶۴: عورت سے تعلق،
۱۹/۳۰، شرک سے ربط، ۱۹/۳۰، فرزند سے الفت، ۱۹/۳۱: قرآن سے لگاؤ، اس کا پیش خیمہ، ۱۹/۱۰۶، ہمفکر سے
تعلقات، ۱۹/۴۵ نیز۔ ک، محمد (ص)، مشرکین، مشرکین مکہ اور موسیٰ (ع)
علم: کے آثار، ۱۹/۱۰۴، ۱۸/۵۱، ۶۶، ۶۸، ۱۹/۳۳،

۴۰۔ کی قدر و قیمت، ۸۳/۱۴، ۱۰۴، ۶۵/۱۸، ۳۳/۱۹؛ سے استفادہ، ۹۸/۱۸ کا اعتبار، اس کا دائرہ کار، ۲۶/۱۸؛ کی اہمیت، ۱۸/۱۴، ۳۶/۵ کی پیروی، ۳۳/۱۹؛ کی تاریخ، ۱۰۴/۱۴ کی تحصیل، اس کی سختیوں کو تحمل کرنے کی قدر و منزلت، ۶۶/۱۴؛ اس کی اہمیت، ۳۶/۱۴، اس میں صبر کی اہمیت، ۶۴/۱۸؛ کا پیش خیمہ، ۶۵/۱۸، ۳۳ کے شرائط، ۱۲/۱۹ قابل قدر، ۶۶/۱۸؛ لدنی، اس کے زوال کا سبب، ۸۶/۱۴، اس کا سرچشمہ، ۸۶/۱۴؛ اور عمل، ۳۶/۱۴، دینی علوم۔ اسکی قدر و قیمت، ۱۰۴/۱۴؛ قرآن سے پہلے کے علوم، ۱۰۴/۱۴ کا سرچشمہ، ۶۵، ۹۸/۱۸

نیزر ک، خلقت، ابراہیم (ع)، ابلیس، اصحاب کہف، اقرار، انبیاء، انسان، بندگان خدا، خداوند عالم، خضر (ع)، دین، ذوالقرنین، عذاب، عقیدہ، فرعون، قضاوت، قیامت، محمد (ص)، لوگ، معجزہ، موسیٰ (ع)، ولایت، یحییٰ (ع) اور یوشع (ع) / علمائے کی قدر و قیمت، ۳۳/۱۹ کا استغفار، اس کے شرائط، ۴۲، ۴۵/۱۸ کے اشک، ۱۰۹/۱۴ کی فکر، ۱۰۸/۱۴، ۶۵/۱۸ کی پیروی، اس کی اہمیت، ۳۳/۱۹ کی تاثیر پذیری، ۱۰۴/۱۴ کی تقلید، اس کی اہمیت، ۳۳/۱۹ کا خضوع، ۱۰۹/۱۴؛ اس کے عوامل، ۱۰۹/۱۴ کا خضوع، ۱۰۹/۱۴ اور قرآن، ۱۰۹/۱۴؛ صدر اسلام کے اس کا اقرار، ۱۰۴/۱۴ کی کمی، ۸۵/۱۴ کا گریہ، ۱۰۹/۱۴ کے ساتھ سفر، اس کی قدر و قیمت، ۶۸/۱۸ کی ذمہ داری، ۳۳/۱۹؛ کے عمل کا ملاک، ۱۲/۱۹ کا کا ہدایت، ۳۳/۱۹ کے ساتھ ہمنشینی، اس کے آداب، ۴۲/۱۸، ۴۵؛ اس کے شرائط، ۴۸/۱۸، اس میں صبر، ۴۲/۱۸، ۴۵، ۴۸، ۴۹ نیزر ک، علماء اہل کتاب، علماء دین اور قرآن،

علماء اہل کتاب کی آگاہی، ۱۰۸/۱۴ کا اقرار، ۱۰۸/۱۴؛ کا خضوع، ۱۰۴/۱۴ کا سجدہ، ۱۰۴/۱۴؛ اور قرآن، ۱۰۴/۱۴ نیزر ک، علماء اور دینی علمائے

علماء دین کا احترام، ۶۶/۱۸ کا تکامل، ۱۰۹/۱۴ کے ساتھ تواضع، ۶۶/۱۸ کا حق قبول کرنا، ۱۰۴/۱۴؛ کا خضوع، ۱۰۴/۱۴ کی شخصیت اس کی اہمیت، ۶۶/۱۸؛ کا عقیدہ، ۱۰۸/۱۴ کے مقامات، ۱۰۴/۱۴ نیزر ک؛ علماء اور علماء

اہل کتاب // علم غیب کے آثار، ۸۸/۱۹ نیزر ک، دعویٰ، خداوند عالم، خضر (ع)، ذکر، عیسیٰ (ع) اور موسیٰ (ع) عمر: طول کا سبب، ۱۱/۱۸ نیزر ک، اصحاب کہف اور انسان / عمل کے آثار، ۴/۱۴، ۸، ۱۲، ۱۳، ۱۶، ۶۹، ۷۲، ۷۹، ۱۸/۴، ۱۹، ۱۰۵، ۱۰۳، ۱۰۳، ۵۸، ۵۴/۶۳، اس کے اخروی آثار، ۱۹/۱۸، ۳۹، ۶۸، ۳۹، اس کے دنیاوی آثار، ۴/۱۴ کا آغاز، ۸۰/۱۴، اس میں اخلاص، ۸۰/۴، اس میں صداقت، ۸۰/۱۴؛ کی اخروی آگاہی، ۱۳/۱۴ میں اخلاص، ۸۰/۱۴، اس کے عوامل، ۸۰/۱۴؛ کی قدر و منزلت، ۱۰۵/۱۸، اس کی اخروی منزلت، ۱۰۵/۱۸، اس

کامعیار، ۸۰/۱۷، ۱۰۵/۱۸۔ کاپر کھنا اس کامعیار، ۲۵/۱۷۔ کا استحکام، ۹۵/۱۸، کی اصلاح اس کی اہمیت، ۵۷/۱۸۔ کی بقا، ۱۹/۱۸، ۷۶/۳۹، بہترین۔ ۱۰/۱۸، اس کا تحقق، ۷/۱۸۔ کی دنیاوی پاداش، ۱۸/۱۷؛ کئے بارے میں سوال، ۳۲/۱۹۔ کی تباہی، اس کے آثار، ۱۰۳/۱۸؛ کا مجسم ہونا، ۳۹/۱۸۔ اس کا اخروی تجسم، ۳۹/۱۸۔ کی تصحیح اس کے عوامل، ۱۱۰/۱۸۔ کاثبت وضبط، ۱۳/۱۷، ۷۱، ۳۹/۱۸، اس میں تاخیر، ۷۹/۱۹۔ کا ہبط، اس کی حقیقت، ۱۰۵/۱۸، اس کے عوامل، ۱۰۵/۱۸، اس کے اسباب، ۱۰۶/۱۸۔ کا حساب و کتاب، ۱۳/۱۷، اس کی اہمیت، ۵۷/۱۸۔ کا اخروی حساب و کتاب، ۱۳/۱۷، ۱۰۵/۱۸، ۳۹؛ میں رہا، ۸۰/۱۷۔ کا پیش خیمہ، ۷/۱۸۔ میں صداقت، ۸۰/۱۷، اس کے عوامل، ۸۰/۱۷، پسندیدہ۔ ۱۹/۱۷، ۲۳، ۲۹، ۸۰، ۶/۱۸، ۲۸، ۱۹، ۳۷، ۷۷، ۸۲، ۸۹، ۸۶/۱۹، ۱۷/۱۹، ۲۶، ۳۳، اس کے آثار، ۷/۱۷، ۷۹، ۵۳، ۹/۱۸، اس کے پاداش کی حتمیت، ۳۰/۱۸، اس کا سبب، ۷۱/۱۷، اس کا انجام، ۷/۱۷؛ شیطانی۔ ۲۷/۱۷۔ گذشتہ۔ اس کی پریشانی، ۵۷/۱۸، ناپسندیدہ۔ ۱۵/۱۷، ۲۷، ۳۲، ۳۸، ۳۳/۱۸، ۳۰، ۵۰، ۵۱، ۵۶، ۷۱، ۷۳، ۳۳/۱۹؛ اس کے آثار، ۷/۱۷، اس سے اجتناب، ۲۹/۱۷، اس کا تحقق، ۳۸/۱۷، اس کا مثبت وضبط، ۸۳/۱۹؛ اس کا زیاں، ۳۲/۱۷، آسمانی ادیان میں ناپسندیدہ عمل، ۳۸/۱۷، اس کی فراموشی، ۵۷/۱۸، اس کے موافق، ۲۹/۱۷، اس سے نہی، ۳۸/۱۷۔ کا انجام، ۸۰/۱۷، اس میں اخلاص، ۸۰/۱۷، اس میں صداقت؛ ۸۰/۱۷۔ کی مہلت، ۱۰۳/۱۸، ۳۹/۱۹؛ کی اخروی سزا، ۳۹/۱۸۔ کے گواہ، ۹۶/۱۷۔ کا مسئول، ۱۳/۱۷، ۱۵، ۵۸/۱۸۔ کا ملاک، ۳۶/۱۷؛ میں نیت، ۱۰۵/۱۸۔

نیز۔ ک، تذکر، شرعی وظیفہ، خوف، توریت، حیوانی، حق، خضر (ع)، دعا، دین، ذکر، سرزمین، سعادت مند افراد علم، طبعی عوامل، قیامت، سزا، ملائکہ، نامہ عمل اور اجداد/عورت: کا تکامل، ۱۷/۱۹۔ کے مقامات، ۱۷/۱۹؛ کی نذر، ۲۶/۱۹۔ نیز۔ ک، خدا اور علاق // عمارت سازی: ر۔ ک، ذوالقرنین / عمل کا مجسم ہونا: ر۔ ک، عمل // عمل صلح: کے آثار، ۹/۱۷، ۲/۱۸، ۳۰، ۸۲، ۸۸، ۱۰۷، ۶۰/۱۹، ۷۶، ۹۶، اس کے معاشرتی آثار، ۹۶/۱۹۔ کئی قدر منزلت، ۱۹/۱۷، ۷۶/۳۶، کی اہمیت، ۱۸/۳۰، ۳۶، ۷۷، ۱۱۰، ۶۰/۱۹؛ کی بقا، ۷۶/۱۹۔ کی پاداش، ۳۶/۱۸، ۶۰/۱۹، ۷۶، اس میں اضافہ، ۳۰/۱۸، اس کی ضمانت، ۷۶/۱۹؛ کی تاثیر، اس کے شرائط، ۳۰/۱۸۔ کا تداوم اس کے آثار ۳/۱۷۔ کا ترک، ۸۷، ۸۸/۱۸۔ کی تشویق، ۸۸/۱۸؛ کی جاودانیت، ۳۶/۱۸۔ کی دعوت، ۱۱۰/۱۸۔ کا رشد، اس کا سبب،

۳۰/۱۸_ کا پیش خیمہ، ۱۱۰/۱۸، ۶۳/۱۹_ آسمانی ادیان میں، ۶۰/۱۹_ کا کردار، ۳۰/۱۸_ نیز ک، گذشتہ اقوام اور مؤمنین عہد: کے آداب، ۶۹/۱۸_ کے احکام، ۳۳/۱۴_؛ خدا کے ساتھ، ۸۷/۱۹، اس کے آثار، ۷۸/۱۹_؛ سے وفا، اس کے آثار، ۵۵/۱۹، اس کی قدر و منزلت، ۵۳/۱۹، اس کی اہمیت، ۳۳/۱۴، اس کا سبب، ۳۳/۱۴، اس کا وجوب، ۳۳/۱۴_ نیز ک: دعویٰ، اسمعیل (ع)، خدا، ذکر اور موسیٰ (ع)

عہد شکنی: ر_ک، خضر (ع) عہد اور موسیٰ (ع)

عہد عتیق: ر_ک، تورات

عیسی (ع): میں اختلاف، ۳۴/۱۹۔ ۳۴/۱۹ کا اقرار، ۳۳/۱۹۔ ۳۳/۱۹ کا امن وامان، ان کا اخروی امن وامان، ۳۳/۱۹، ان کا دنیا امن، ۳۳/۱۹، اس کی حتمیت، ۳۳/۱۹، اس کا سرچشمہ، ۳۳/۱۹، اس کا سرچشمہ، ۳۳/۱۹ کی برکت، ۳۱/۱۹، اس کی خصوصیات، ۳۱/۱۹ کی بشارتیں، ۲۳/۱۹۔ ۲۳/۱۹ کا بشر ہونا، ۳۳، ۳۳، ۳۴/۱۹؛ کی پاکیزگی کی ضمانت، ۱۹/۱۹ کی تعلیمات، ۲۶، ۳۱/۱۹۔ ۲۶/۱۹ کا تکامل، ۱۹/۱۹، اس کا سرچشمہ، ۳۳/۱۹؛ کا تعلم گہوارہ میں، ۲۳/۱۹، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۹، ۳۰، ۳۵، ۳۶، اس کی حیرانگی، ۲۹/۱۹۔ ۲۹/۱۹ کا منزہ ہونا، ۲۲/۱۹؛ ۳۳ کو وصیت، ۳۱/۱۹؛ کا اخروی حشر، ۳۳/۱۹، اس کی خصوصیات، ۳۳/۱۹۔ ۳۳/۱۹ کا حق قبول کرنا، اس کا سبب، ۳۲/۱۹ کی اخروی حیات، ۳۳/۱۹؛ کی خلقت، اس کا سبب، ۳۳/۱۹، اس کی خصوصیات، ۳۲، ۳۳/۱۹؛ کی خوش رفتاری، ۳۲/۱۹ کی خوش قدمی، ۳۱/۱۹؛ کی دعوتیں، ۳۶/۱۹ کی تسلی، ۲۳/۱۹؛ کی رحمت، ۳۱/۱۹ کی رسالت، ۳۰/۱۹؛ کا رشد، اس کا سبب، ۳۳/۱۹۔ ۳۳/۱۹ کا سجدہ، ۵۸/۱۹؛ کی سرنوشت، ۳۳/۱۹ کی سعادت، اس کا سرچشمہ، ۳۲/۱۹؛ کی سلامتی، ۳۳/۱۹، اس کا یقینی ہونا، ۳۳/۱۹؛ ان کی اخروی سلامتی، ۳۳/۱۹، ان کی دنیاوی سلامتی، ۳۳/۱۹، اس کا سبب، ۳۳/۱۹ کی سیرت، ۳۲/۱۹؛ میں شک، ۳۳/۱۹ کی عبودیت، ۳۰، ۳۴/۱۹؛ کی عصمت، ۳۲/۱۹۔ ۳۲/۱۹ کا علم غیب، ۳۳/۱۹؛ کا آیات خدا میں سے ہونا، ۲۱/۱۹۔ ۲۱/۱۹ اور خدا کی اولاد، ۳۳/۱۹؛ آیات خدا سننے کے وقت، ۵۸/۱۹۔ ۵۸/۱۹ کے فضائل، ۱۹/۱۹، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۵۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵؛ اس کی وضاحت، ۱۶/۱۹ کی آسمانی کتاب، ۳۰/۱۹ کی ماں، ۳۳/۱۹۔ ۳۳/۱۹ پر ایمان رکھنے والے، ۳۴/۱۹؛ کا مربی، ۳۶/۱۹ کی موت، ۳۳/۱۹؛ کی خصوصیات، ۳۳/۱۹ کی شناخت، ۳۱/۱۹؛ کا معجزہ، ۲۳/۱۹، ۳۰ کے مقامات، ۳۳، ۳۰/۱۹؛ کو جھٹلانے والے، ۳۳/۱۹، ان کو جھٹلانے والے قیامت دن، ۳۴/۱۹؛ کی نبوت، ۳۰/۱۹ کا نسب، ۵۸/۱۹ کی نعمتیں، ۵۸/۱۹؛ کا کردار، ۲۶/۱۹، ۳۱ کی نومولودی، ۳۰، ۳۱؛ پر وحی، ۳۱/۱۹ کی ولادت، ۱۶/۱۹، ۲۳، ۳۳،

۳۵، اس کے آثار، ۲۳/۱۹، اس کی تاریخ، ۲۲/۱۹؛ اس کی حتمیت، ۲۱/۱۹، اس کے منافع کی عظمت، ۲۱/۱۹؛ اس کا
فلسفہ، ۳۱/۱۹، اس کا معجزہ، ۲۱/۱۹، ۲۳/۱۹، ۲۳، ۳۱، ۳۳_ کا کارہدایت، ۲۵، ۲۶،
نیزِ ک: بشارت، ذکر اور نعمت

اشارے (۵)

"غ"

غار: ر_ک، اصحاب کہف

غافل افراد: کوانذار، ۳۹/۱۹، اس کی اہمیت، ۳۹/۱۹؛ _کی غلط فکر، ۲۸/۱۸ _کی توجہ، اس کے عوالم، ۳۲/۱۸ نیز ر_ک: قیامت غبار: ر_ک، قرآنی مثالیں

غذا: ر_ک، طعام غرق: ر_ک، فرعون، فراعنہ اور نجات یافتہ افراد

غروب: ر_ک، اصحاب کہف اور قرآنی تشبیہات غرور: ر_ک، تکبر اور عجب

غریزہ جنسی: _کی تسکین، ۳۵/۱۴ _کی تقویت اس کا سبب، ۱۰/۱۹

غصب: _کی ناپسندیدگی، ۴۹/۱۸ نیز ر_ک، جاہلیت، خضر (ع) اور موسیٰ (ع)

غضب: ر_ک، خدا اور مؤمنین

غفران: ر_ک، مغفرت

غفلت: _کے آثار، ۳۴/۱۸، سے اجتناب _۳۹/۱۸: کا خطرہ ۱۰۳/۱۸؛ _کا پیش خیمہ، ۳۰/۱۹؛ اس کا دفع، ۲۸/۱۸؛

آخرت سے _اس کا سبب، ۱۰۳/۱۴، اس کا سرچشمہ، ۱۸/۱۴؛ قصہ اصحاب کہف کی تعلیمات سے _۲۲/۱۸، اخروی

حسرت سے _۳۹/۱۹، حق سے _اس کا سبب، ۴۳/۱۹، خدا سے _۲۳، ۲۸/۱۸، اس کے آثار، ۶۹/۱۴

۲۸/۱۸، ۳۴، ۳۸/۱۸، اس کی نشانیاں، ۲۸/۱۸ عجز سے _اس کے آثار، ۳۴/۱۴، غیر خدا سے _اس کا سبب، ۶۸/۱۴، قدرت

خدا سے _اس کے آثار ۳۴/۱۴، قیامت سے _اس کے آثار، ۳۹/۱۹، سزا سے _اس کے آثار، ۵۴/۱۸؛ گناہ سے _اس کی

سزا، ۵۸/۱۸، گذشتہ گناہوں سے _اس کے آثار، ۵۹/۱۸، مشیت خدا سے _۲۳، ۳۹؛ معاود سے _اس کے عوالم،

۳۶/۱۸؛ نعمت کے سرچشمہ سے _۳۴/۱۸؛ کردار ملائکہ سے _۹۵/۱۴، امن و امان کے وقت _۶۴/۱۴ کے موانع

۲۳/۱۸، _کی نشانیاں، ۲۸/۱۸؛ نیز ر_ک، انسان، متکبر باغبان، بنی اسرائیل، موت، مشرکین اور مشرکین مکہ

غلو: سے مقابلہ، ۱۱۰/۱۸ نیز ر_ک، مدح اور آسودہ حال افراد

غیر خدا پر اعتماد: اس کی بے منطقی، ۲۴/۱۸، اس سے نہیں، ۹۸/۱۸
 غیب: پر ایمان رکھنے والے، ۶۱/۱۹ کے موارد، ۴۸/۱۹ نیز ک، آسمان، ایمان اور زمین
 غیرت: کی اہمیت، ۲۱/۱۴ کے عوامل، ۳۱، ۳۴، ۱۹/۱۸، ۵۹، ۳۵، ۳۲/۵۳، ۵۱، ۳، ۹۸، ۴۳، ۵۶
 خاص موارد میں خود موضوع میں تحقیق کی جائے

"ف"

فاسد افراد: کا اخروی حساب و کتاب، ۱۸/۸۴ قیامت کے دن، ۱۸/۸۴ نیز ک، گزشتہ اقوام
 فاسق افراد: ک امتیں
 فجور: ک فسق
 فحشائی: سے اجتناب، اس کی اہمیت، ۳۲/۱۴ فخر و مباہات کرنے والے: کی محرومیت، ۳۰/۱۸ نیز ک، آرزو
 فدک: کا قصہ، ۲۰/۱۴
 فراموش کرنے والے: وں کو مہلت، ۴۶/۱۸
 فراموشی: کے آثار، ۶۳/۱۹ کا عذر، ۴۳/۱۸: کے عوامل، ۶۳/۱۸ کے موانع، ۲۳/۱۸ نیز ک، انبیاء، اولیاء اللہ
 ، خداوند عالم، عمل، گناہ، مریم (ع)، موسیٰ (ع) اور یوشع (ع)
 فردوس: برک، بہشت
 فرزند: آئندہ کی نسل، اس کی فراہمی کی اہمیت، ۸۲/۱۸: کا اضافہ: اس کے ذریعہ عزت کا حصول، ۸۱/۱۹: اس کا سبب،
 ۴۴، ۴۸/۱۹: کی اصلاح، اس کا سرچشمہ، ۶/۱۹ کا عطا کرنا: اس کا پیش خیمہ، ۴۸/۱۹، اس کا سرچشمہ، ۴۸/۱۹ کی پستی
 ، اس کا عوامل، ۲۸/۱۹: کی بے وقعتی، ۳۶/۱۸ کی تربیت، اس کے آثار، ۲۳/۱۴، اس میں مہربانی، ۲۳/۱۴ کا تکامل
 اس کے عوامل، ۲۸/۱۹: کا تکبر، اس کا سبب، ۲۳/۱۴ کی جذباتیت، ۳۶/۱۸: کی درخواست، ۶/۱۹، ۳ کے لئے
 دعا، ۶/۱۹: اس کی اہمیت، ۶/۱۹، اس کی توفیق کے لئے دعا، ۶/۱۹: کی دعا، اس کے آثار، ۲۳/۱۴
 کی روزی اس کا سرچشمہ، ۳۱/۱۴: کی زینت ۳۶/۱۸ کی سعادت اس میں موثر عوامل، ۸۲/۱۸: کا عصیان، اس کا
 سبب، ۲۳/۱۴ صلح، اس کی اہمیت، ۶/۱۹: اس کی پاکیزگی، ۸۱/۱۸، اس کی جانشینی، ۸۱/۱۸: اس کی درخواست،

۱۹/۵، اس کے صفات، ۱۸/۸۱؛ اس کی مہربانی، ۱۸/۸۱_ فاسد، اس کا کردار، ۱۸/۸۱، اس کی ہلاکت، ۱۸/۸۱؛ کی کثرت، اس کے آثار، ۱۸/۳۳ کی حفاظت، ۶۳، ۱۴؛ کی مسئولیت، ۱۴/۲۳، ۲۳، ۲۵، اس میں مؤثر عوامل، ۱۴/۲۳؛ کے مشکلات، اس کا سبب، ۱۸/۸۰ کا کردار، ۱۴/۶۳، ۳۱؛ نیز_ ک، ابراہیم (ع)، بھروسہ، امیدواری، خدا، زکریا (ع)، صالح افراد، علائق، کفار، مریم (ع)، نعمت اور نوح (ع)

فرزند کشی: کاجرم، ۱۴/۳۱ کی حرمت، ۱۴/۳۱ کی مذمت، ۱۴/۳۱ تاریخ میں، ۱۴/۳۱؛ فقر میں، ۱۴/۳۱ کی ناپسندیدگی، ۱۴/۳۸؛ سے نہی، ۱۴/۳۱ نیز_ ک، جاہلیت، فرزند اور صاحب فرزند ہون فرشتہ: ر_ ک، ملائکہ

فرصت: سے استفادہ، ۱۸/۹۵، ۲۱؛ کی تباہی، اس کے آثار، ۱۹/۳۹ کو ضائع کرنا، اس کے عوامل، ۱۸/۱۰۳ نیز_ ک، عمل

فرعون: پر اتمام حجت، ۱۴/۱۰۳؛ کو انذار، ۱۴/۱۰۲ کے لئے معجزے کا غیر مؤثر ہونا، ۱۴/۱۰۱؛ کی بے منطقی، ۱۴/۱۰۳ کی سازش، ۱۴/۱۰۳ کی تہمتیں، ۱۴/۱۰۱؛ اس کی بے منطقی، ۱۴/۱۰۱؛ اس کا فلسفہ، ۱۴/۱۰۱؛ کی حکومت: اس سے نجات، ۱۴/۱۰۳ کی خدا شناسی، ۱۴/۱۰۲؛ کی دشمنی، ۱۴/۱۰۲، ۱۰۳؛ کے برتاؤ کا طریقہ، ۱۴/۱۰۱؛ کا ظلم اس کے آثار، ۱۴/۱۰۳؛ کا عجز، ۱۴/۱۰۳؛ اس کے آثار، ۱۴/۱۰۱، ۱۰۳؛ کا عقیدہ، ۱۴/۱۰۲؛ اس کا معجزے پر عقیدہ، ۱۴/۱۰۳، ۱۰۲؛ اس کا علم، ۱۴/۱۰۲؛ کا غرق ہونا؛ اس کا سبب، ۱۴/۱۰۳؛ کا انجام، ۱۴/۱۰۲؛ کا قصہ، ۱۴/۱۰۳؛ کی سزا، ۱۴/۱۰۳؛ کی ہٹ دھرمی، ۱۴/۱۰۲؛ کی ہلاکت، ۱۴/۱۰۳ نیز_ ک، اقرار، فراعنہ، موسیٰ (ع) اور یہود (ع)

فراعنہ: پر اتمام حجت، ۱۴/۱۰۳، ۱۴؛ کا اخروی حشر، ۱۴/۱۰۳؛ کا ظلم، اس کے آثار، ۱۴/۱۰۳؛ کا معجزے پر عقیدہ، ۱۴/۱۰۳؛ کا غرق ہونا، اس کا سبب، ۱۴/۱۰۳؛ قیامت کے دن، ۱۴/۱۰۳؛ کی سزا، ۱۴/۱۰۳؛ کا اخروی مواخذہ، ۱۴/۱۰۳؛ کی مبعوضیت، ۱۴/۱۰۳؛ کی ہلاکت، ۱۴/۱۰۳، ۱۰۳ نیز_ ک: اقرار اور فرعون

فساد: کے معاشرتی کے آثار، ۱۴/۱۶؛ کا عام ہونا، اس کے آثار، ۱۴/۱۶ نیز_ ک، امتیں، ثروتمند افراد اور معاشرہ فساد برپا کرنا: کے آثار، ۱۴/۸؛ ک گناہ، ۱۴/۸

نیزر_ک، بنی اسرائیل، شیطان، یاج و ماجوج

فسق: کے معاشرتی کے آثار، ۱۶/۱۴؛ اس کا سبب، ۱۶/۱۴ نیزر_ک، ابلیس، اقوام اور ثروتمند افراد

فضل خدا: کے شامل حال افراد، ۸۴/۱۴ نیزر_ک، خد

فطرت: کی تنبیہ، ۳۱/۱۴، اس کا سبب، ۶۴/۱۴ کی خدا جوئی، ۶۴/۱۴

فطرہ: ر_ک، زکوٰۃ

فقر: کے آثار، ۱۸/۱۴، ۳۱، ۲۸، ۲۶/۳۳؛ کے عوامل، ۱۰۰/۱۴، ۳۱، کی پریشانی، ۱۰۰/۱۴ نیزر_ک، مغرور، صاحب

باغ، خوف، فرزند کشی اور فقرائی

فقرائی: سے اعراض، ان کی ضروریات کی فراہمی سے اعراض، ۲۸/۱۴؛ اس کی مذمت، ۲۸/۱۴؛ کمی

امداد، ۲۸/۱۴؛ پرانفاق، ۲۸/۱۴؛ کے اباء و اجداد، ۲۸/۱۴؛ اس کے آثار، ۳۵/۱۴؛ اس کی مذمت، ۲۸/۱۴؛ کے

حقوق، ان کی ادائیگی، ۲۹/۱۴؛ ان کا سرچشمہ، ۲۶/۱۴؛ سے برتاؤ کا طریقہ، ۲۸/۱۴؛ سے عذر خواہی، ۲۸/۱۴؛ کے

جذبات، ان کے رعایت کی اہمیت، ۲۸/۱۴؛ کے ساتھ معاشرت، اس کے آثار، ۲۸/۱۴؛ اس میں صبر،

۲۸/۱۴؛ اس کی مشکلات، ۲۸/۱۴؛ کے ساتھ ہم نشینی، اس کا ترک، ۲۸/۱۴؛ اس کے ترک سے نہی، ۲۸/۱۴ نیزر_ک،

فقر اور محمد (ص)

فکر: اغروی_اس کے آثار، ۶۸/۱۹؛ غلط_۷۷/۱۹، اس کے آثار، ۳۷/۱۴؛ کفر آمیز، ۳۷/۱۴ کی حقیقت، ۱۰۱/۱۴؛ کا

تمرکز، اس کا سبب، ۱۰/۱۹؛ سے برتاؤ کا طریقہ، ۵۶/۱۸، کے مبانی، ۹۰/۱۴ نیزر_ک، انحراف

فوجی آمادگی: کی اہمیت، ۱۸/۱۴، ۵، ۹۳/۱۹

آرزوئیں، ر_ک، آرزو

فخر و مباہات: کے آثار، ۱۹/۱۸، ۴۰/۷۳؛ مادی وسائل پر، ۷۳/۱۹؛ دولت پر_اس کی مذمت، ۳۳/۱۸؛ معاشرتی مقام پر_

۷۳/۱۹؛ کی سزا، ۳۱/۱۸؛ کے موانع، ۳۹/۱۸ نیزر_ک، مغرور باغ وال

فاسد قائدین: کا کردار، ۱۰۳/۱۴

فلاح و بہبود: کے آثار، ۱۸/۱۴، ۸۳، ۳۵/۳۳؛ میں خدا سے اعراض، ۸۳/۱۴ کے نقصانات، ۳۸/۱۸

نیزر_ک: بنی اسرائیل

فلاح: ر_ک، کامیابی

فن کی تخلیق: ر_ک، ذوالقرنین

فہم: ر_ک مقام، ۵۷/۱۸ نیزر_ک، تورات، موجودات اور یحییٰ (ع)

"ق"

قاتل: ر_ک قتل، اس سے نہی، ۳۳/۱۷

قانون: ر_ک کردار: ۲/۱۷

قانون سازی: ر_ک، ذوالقرنین

قائدین: ر_ک انتخاب، اس کی اہمیت، ۷۱/۱۷ کی پیروی، اس کی اہمیت، ۷۱/۱۷ کی دولت مندی، ۹۱/۱۷، باطل

قائدین، ر_ک تکبر، ۸۸/۱۸؛ اس کی خصوصیات، ۸۸/۱۸ کی بت پرستی، ۳۳/۱۹ ر_ک شرک، ۳۳/۱۹

قتل: ر_ک کے احکام، ۳۱، ۳۳/۱۷ میں اسراف، ۳۳/۱۷؛ اس سے مراد، ۳۳/۱۷ کی حرمت، ۳۳/۱۷؛ کا جواز،

۳۳/۱۷؛ اس کے آثار، ۳۳/۱۷؛ ناحق، اس کی ناپسندیدگی، ۳۸/۱۷؛ کے مستحق افراد، ۳۳/۱۷، سے نہی، ۳۳/۱۷

نیزر_ک، بنی اسرائیل، بے گناہ افراد، خضر (ع)، اور موسیٰ (ع)

قدرت: ر_ک کے آثار، ۱۹/۱۷، ۴۳/۱۰، ۳۰، ۱۲، سے استفادہ، ۹۸/۱۸، کی اہمیت، ۵/۱۷؛ کی درخواست، ۸۰/۱۷

پسندیدہ، اس کی درخواست، ۸۰/۱۷؛ دنیاوی، اس کی فنا پذیري، ۷۳/۱۹؛ غیر خدا کی، اس کا غیر مؤثر ہونا، ۶۷/۱۷؛ اس

کی نفی، ۶۹/۱۷؛ کا سرچشمہ، ۸۰/۱۷، ۹۸/۱۸، ۸۳، ۳۹ نیزر_ک، انسان، ایمان، توکل، خدا، ذکر، شیطان، غفلت، کفار،

معاد، معبود اور سچے و حقیقی معبود

قدرت طلبی: ر_ک کے آثار، ۷۷/۱۹

قدرتمند افراد: ر_ک کے وسائل، ان کا سرچشمہ، ۸۳/۱۸؛ کی فکر، ۳۵/۱۸

قسم: ربوبیت خدا کی ر_ک ۶۸، ۶۹، ۷۰/۱۹ نیزر_ک، آذر، ابلیس اور قرآن

قدما: ر_ک، گذشتہ اقوام قبل از وقت فیصلہ: کے آثار، ۹۳/۱۷ سے اجتناب، اس کی اہمیت، ۳۱/۱۷، اس کے

نقصانات، ۳۱/۱۷

قرآنی تشبیہات: جہنم کے کھولتے ہوئے پانی کی تشبیہ، ۲۹/۱۸؛ آتش جہنم کی تشبیہ، ۲۹/۱۸؛ بخیل افراد کی تشبیہ، ۲۹/۱۷، بیداری کے ساتھ تشبیہ، ۲۱/۱۸؛ ابتدائی کی خلقت کے ساتھ تشبیہ، ۳۸/۱۸، نیند کے ساتھ تشبیہ، ۲۱/۱۸؛ خیمہ کے ساتھ تشبیہ، ۲۹/۱۸، گردن پر بدھے ہاتھ سے تشبیہ، ۲۹/۱۷؛ محسوسات کے ساتھ تشبیہ، ۳۵/۱۸؛ بگھلے ہوئے تابند سے تشبیہ، ۲۹/۱۸؛ ولادت کے ساتھ تشبیہ، ۳۸/۱۸، سورج کے غروب کے ساتھ تشبیہ، ۸۶/۱۸؛ موت کی تشبیہ، ۲۱/۱۸، قیامت کی تشبیہ، ۳۸/۱۸، نیزر ک، قرآن // قضاوت: ر ک، فیصلہ کرنا/ قرآن: _ کے آثار، ۱۰۹/۱۷، اس کے نفسیاتی آثار، ۱۰۹/۱۷، کی آیات، ۱۰۸/۱۷، کے ابہامات، ان رفع کرنا، ۸۳/۱۷، کا استدلال اس کی خصوصیات، ۵۱/۱۷، سے استفادہ، ۵۳/۱۸، اس کے عوائل، ۸۳/۱۷، اس کے برے عوائل، ۸۳/۱۷، کا استماع، اس کے آثار، ۱۰۷/۱۷، اس کے آداب، ۵۸/۱۹، اس کا پیش خیمہ، ۱۰۶/۱۷، کا اعتدال، ۲/۱۸، کا اعجاز، ۸۸/۱۷، ۹۰، اس کے ابعاد، ۸۸/۱۷، اس کی علامات، ۸۹/۱۷، سے اعراض، اس کے آثار، ۵۵/۱۸، اکثریت کا اس سے اعراض، ۸۹/۱۷، اس کے عوائل، ۷/۱۸، اس کا فلسفہ، ۸۹/۱۷، پرافترائی، ۸۸/۱۷، کا انذار، ۲/۱۸، ۳، ۹۷/۱۹، ان کی حقانیت، ۹۸/۱۹، کے اہداف، ۱۹/۱۸، ۹۷/۳، کی اہمیت، ۸۸/۱۷، کی بشارتیں، ۱۸/۱۷، ۲، ۹۷/۹، کا بے نظیر ہونا، ۸۸/۱۷، ۹۰، کی بے نیازی، اس کے دلائل، ۱۰۷/۱۷، کی پیشگوئی، ۱۸/۱۷، ۴۳، ۵۱/۱۹، ۸۲/۹۹، تاریخ میں، ۱۳/۱۸، کی تاریخ، ۱۶/۱۹، کی تروتازگی، ۶/۱۸، کی وضاحت، اس کا ذریعہ، ۵۷/۱۹، اس کا طریقہ، ۱۰۶/۱۷، کی تقویت، ۸۷/۱۷، کا چنیلنج، ۸۸/۱۷، اس کے آثار، ۸۸/۱۷، اس کے ابعاد، ۸۸/۱۷، کی تحریف، ۲۷/۱۷، کی تشبیہات، ۲۹/۱۷، ۲۱/۱۸، ۲۹، ۳۸، ۸۶، کی تعلیمات، ۹/۱۷، ۱۲، ۱۰۵، ۱۹، ۱۰۶، ۷، ۹۳۳، اس کا طریقہ، ۱۸/۱۷، ۳۵/۳۰، ۱۳، اس کا اہم ترین ہونا، ۳۹/۱۷، ۳۰، اس کی خصوصیات، ۸۹/۱۷، کا ناقابل تغیر ہونا، ۱۰۵/۱۷، کی تکذیب، ۸۹/۱۷، کی تلاوت، ۲۷/۱۸، اس کے آثار، ۳۵/۱۷، ۱۰۹، ۷۳/۱۹، اس کی تدریجی تلاوت کے آثار، ۱۰۶/۱۷، اس کی اہمیت، ۷۸، ۷۹/۱۷، اس میں غور و فکر، ۱۰۶/۱۷، اس کا سبب، ۲۷/۱۸، کا منزہ ہونا، ۱، ۲/۱۸، کا منظم ہونا، ۱۰۶/۱۷، کا متنوع بیان، ۳۱/۱۷، ۸۹، ۶۰/۱۸، ۵۳، کی تاثیر کا متنوع ہونا، ۸۳/۱۷، کی جامعیت، ۵۳/۱۸، کی جاودانیت، ۸۸/۱۷، ۱۰۵، کا جمع، ۱۶/۱۹، کا عالمگیر ہونا، ۸۹/۱۷، ۱۸، ۵۳/۱۰۶، کا حادث ہونا، ۶/۱۸، کی حقانیت، ۱۰۷/۱۷، اس کے دلائل، ۶۳/۱۹، ۹۸، اس کی نشانیاں، ۸۸/۱۷، کے سامنے خضوع، ۱۰۹/۱۷، کے سامنے خشوع، ۱۰۷/۱۷، ۱۰۹/۱۷، کے دشمن، ان کا قلبی حجاب، ۵۷/۱۸، ان کے کان کی سنگینی، ۵۷/۱۸، کی رحمت، ۸۲/۱۷، ۵۸/۱۹، اس سے محروم

افراد، ۸۲/۱۷، اس کے شامل حال افراد، ۸۲/۱۷، کے رموز، ۱۹/۲، کے ساتھ برتاؤ کا طریقہ، ۵۳/۱۷، کا روش بیان، ۳۱/۱۷، ۸۹، ۳۲/۱۸، ۱۹، ۵۳/۹۷، کی زیبائی، ۱/۱۸، کے سامنے سجدہ، ۱۰۷/۱۷، کا سورہ کے اعتبار سے منظم ہونا، ۱۰۶/۱۷، کی قسمیں، ۱۹/۶۸، ۶۹، ۷۰، کا شرک سے مقابلہ، ۳۰/۱۷، کی شفا بخشی، ۸۲/۱۷، اس میں رحمت، ۸۲/۱۷، اس میں مہربانی، ۸۲/۱۷، اس کی خصوصیات، ۸۲/۱۷، کی شناخت، اس کے آثار، ۱۰۷/۱۷، میں عدم تفکر، ۵۷/۱۸، اس کے آثار، ۳۶/۱۷، کی عظمت، ۱/۱۸، اس کے آثار، ۱/۱۸، کا فلسفہ، ۸۹/۱۸، ۷/۷۶، کا فہم، ۱۰۶/۱۷، ۵۳/۱۸، اس کا پیش خیمہ، ۱۰۷/۱۷، اس کا سہل ہونا، ۱۹/۱۷، ۸۹/۹۷، اس میں مؤثر عوامل، ۳۶/۱۷، اس سے محرومیت کے عوامل، ۳۵/۱۷، ۳۶، ۵۷/۱۸، اس سے محروم افراد، ۳۵، ۳۶/۱۷، آسمانی کتابوں سے، ۱۰۸/۱۷، اور انحراف، ۱۸/۲، اور علمائی، ۱۰۷/۱۷، کے قصے، ۱۹/۳۱، ۵۶، ۵۱، اس کا فلسفہ، ۹/۱۸، کا کمال، ۹/۱۷، ۱/۱۸، اس کے آثار، ۱/۱۸، کے ساتھ لجاجت، اس کے آثار، ۱۹/۹۷، کی مثالیں، ۳۲/۱۸، ۳۵، ۶۰، ۵۳، اس کا فلسفہ، ۸۹/۱۷، ۵۳/۱۸، اس کے فوائد، ۳۲/۱۸، ۳۵، ۵۳، میں مجادلہ، ۵۳/۱۸، کا مجادلہ، ۳۰/۱۷، سے محروم افراد، ان کی بیماری، ۸۳/۱۷، کے مخاطب افراد، ۱۷/۸۹، ۷۳، کی مصونیت، ۱۷/۱۰۵، ۱۸/۲۷، اس کے آثار، ۱۸/۲۷، سے اعراض کرنے والے، ۱۷/۱۸، ۷۳/۷۳، کی لئے دنیاوی عذاب کا خطرہ، ۱۹/۷۳، کی ہلاکت کا خطرہ، ۱۹/۷۳، کی تکذیب کرنے والے، ۱۷/۹۳، ۳۶، ان کے کان کی سنگینی، ۱۸/۹۷، ان کا عذاب، ۱۸/۵۵، ان کے عذاب کا تنوع، ۱۸/۵۵، کا سرچشمہ، ۱۸/۶۲، کا نزول، ۱۷/۱۰۶، ۱۸/۱، ۱۹/۹۷، اس کے آثار، ۱۷/۱۰۸، اس کے نفسیاتی آثار، ۱۷/۸۲، اس کی حقانیت، ۱۷/۱۰۵، اس کا پیش خیمہ، ۱۸/۸۳، اس کا سرچشمہ، ۱۸/۱، اس کے تدریجی نزول کے آثار، ۱۷/۸۲، اس کے تدریجی نزول کا فلسفہ، ۱۷/۱۰۶، اس کا وعدہ، ۱۷/۱۰۸، کا کردار، ۱۷/۳۱، ۹، ۸۲، ۱۰۷، ۱۸/۳، ۱۳، ۲۷، کا وحی الہی ہونا، ۱۷/۱۸، ۱۰۵، ۹۳، ۸۸/۲۷؛ اس کے دلائل، ۱۸/۸۸، کا واضح ہونا، ۱۷/۱۰۶، ۱۸/۵۳، ۱۹/۹۷، کمی خصوصیات، ۱۷/۱۲، ۹، ۸۸، ۳۱، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱/۱۸، ۵۵، ۵۳، ۲۷، ۲، میں ہدایتیں اس کا پیش خیمہ، ۱۷/۳۱، اس سے محرومیت، ۱۷/۸۳، اس کی خصوصیت، ۱۸/۵۳، کا ہمار ہدایت، ۱۷/۹، ۱۰، ۱۲، ۳۲، ۳۳، ۸۹، ۱۸/۶۰، ۵۵، ۵۳، ۳۶، ۲، اس کا پیش خیمہ، ۱۷/۸۲، اس کا مثل لانا، ۱۷/۸۸/نیزر ک: اطاعت، اقرار، ایمان، علائق، علم، علمائی، علماء اہل کتاب، کفار، کفار مکہ، کفر، گریہ، لوگ، محمد (ص)، مشرکین مکہ، نعمت اور نماز قرآنی مثالیں

متکبر صاحب باغ کی مثال دینا، غبار کی مثال دینا، ۳۵/۱۸؛ حقائق کی وضاحت کے لئے مثال دینا، ۳۲/۱۸؛ اشراف کی مثال، ۳۲/۱۸؛ دنیاوی زندگی کی مثال، ۳۵/۱۸ نیز ک، قرآن

قرائت: ر_ک، نماز

قسم: ر_ک، قسم

قصاص: کے احکام، ۱۸/۱۴، ۴۳/۳۳، اس کی تشریح، ۳۳/۱۴، میں افراط، اس کی حرمت، ۳۳/۱۴، اس کے موانع، ۳۳/۱۴، میں عدالت، ۳۳/۱۴، یہودیت میں، ۴۳/۱۸

قضاوت: کے احکام، ۳۶/۱۴، کے شرائط، ۴۰/۱۹، میں عدالت، ۴۶/۱۸، باطل، اس کا سبب، ۱۰۴/۱۸، بچپن میں، ۱۲/۱۹، کامعیار، ۳۶/۱۴، میں علم کار کردار، ۳۶/۱۴ نیز ک: اولیاء اللہ، خدا، وجدان، یحییٰ (ع)

قضا و قدر: ۲۳/۱۴، سے نہی، ۲۳/۱۸، قلب: سے استفادہ، ۳۶/۱۴، سے سوال، ۳۶/۱۴، کا حجاب اس کے آثار، ۵۴/۱۸، کا حضور، اس کے آثار، ۲۸/۱۸، اس کی اہمیت، ۲۸/۱۸، اس کی نشانیاں، ۲۸/۱۸، کی مہر، اس کے عوامل، ۳۵/۱۴، کے فوائد، ۳۶/۱۴، کی اخروی گواہی، ۳۶/۱۴، کا مسئول، ۳۶/۱۴، کا کردار، ۱۸/۱۴، ۵۴/۳۶، نیز ک، آخرت، اصحاب کہف، انسان، قرآن، کفار، محمد (ص)، مشرکین مکہ، نعمت اور ضروریات

قواعد فقہی: قاعدہ اہم اور مہم، ۴۹/۱۸، بیان کے بغیر سزا کا قاعدہ، ۱۵/۱۴

قوم ثمود: پر حق اثبات، ۵۹/۱۴، کو انداز، ۵۹/۱۴، کی تاریخ، ۵۹/۱۴، کا حق قبول نہ کرنا، ۵۹/۱۴، کی خواہشات، ۵۹/۱۴، کا ظلم، ۵۹/۱۴، کا ناپسندیدہ عمل، ۵۹/۱۴، اور معجزے کی تکذیب، ۵۹/۱۴ نیز ک: صالح (ع)

قوم زکریا: کی تسبیحات، ۱۱/۱۹، کی خدا پرستی، ۱۱/۱۹، کی عبادات، ۱۱/۱۹، ان کی کیفیت عبادات، ۱۱/۱۹، کی عبادتگاہ، ۱۱/۱۹ نیز ک: زکریا (ع)/قوم صالح (ع): ر_ک، قوم ثمود

قیام: ر_ک، تحریک و انقلاب/قیامت: میں مدد طلب کرنا، ۵۲/۱۸، میں دنیاوی امتیازات، ۳۸/۱۸، میں مادی وسائل، ۴۵/۱۹، ان کا غیر مؤثر ہونا، ۸۰/۱۹، کے وقت امن و امان، ۱۵/۱۹، کی اہمیت، ۴۵/۱۹، کے احوال، ۱۰۰/۱۸،

۳۴/۱۹، میں ایمان، ۳۸/۱۹، کا برپا ہونا، ۱۱۰/۱۸، ۳۹، ۹۹، اس کے آثار، ۵۲/۱۴، ۳۶/۱۸، ۴۵/۱۹، اس کا سرچشمہ، ۳۸/۱۸، میں سوال، ۳۶/۱۸، میں تجسم عمل، ۳۹/۱۸، میں صبح ہونا، ۳۴، ۹۹/۱۸، ۸۵/۱۹، کی خوفناکی، ۱۵/۱۹، میں

سرنوشت کا تعین، ۳۹/۱۹، کی تکذیب، اس کی سزا، ۹۸/۱۴، میں تنہائی، ۸۰/۱۹، ۹۵، کا حاکم، ۱۰۳/۱۸،

۹۵/۱۹، کی حتمیت، ۶۲/۱۸، ۹۸/۲۱، میں حساب و کتاب ۱۸/۱۴، ۱۳/۱۰۵، ۳۹/۱۹، میں حسرت، ۳۹/۱۹، اس میں حشر، ۵۱/۱۸، میں حضور اس کے آثار، ۵۲/۱۸، کی حقانیت، ۲۱/۱۸، میں حقائق کا درجہ ک، ۱۰۱/۱۸، میں جہنم کی رویت، ۵۳/۱۸، ۱۰۰، ۱۰۱، میں تعلقات ۶۸/۱۹، ان قطع ہونا، ۵۲/۱۸، ۶۸/۱۹، ۷۵، کے دن زمین، ۳۷، ۹۸/۱۸، میں سختی، ۶۹/۱۹، کی سختی، ۳۷/۱۹، کے وقت سلامتی، ۱۵/۱۹، میں شفاعت، ۸۷/۱۹، اس کے شرائط، ۸۷/۱۹، میں شک، اس کا پیش خیمہ، ۳۶/۱۸، اس کے عوامل، ۳۶/۱۸، میں حقائق کا ظہور، ۳۸/۱۸، ۵۲، ۱۰۵، ۱۱۰، ۳۷/۱۹، ۸۶، ۸۲، ۷۵، ۳۸، اس کے آثار، ۵۲/۱۸، کی عظمت، ۳۷/۱۹، کا علم، ۵۱/۱۸، سے غافل لوگ، ۳۷/۱۸، کے دن پہاڑ، ۳۷/۱۸، میں گروہ بندی، ۶۹/۱۹، اس کا معیار، ۱۹/۱۸، ۶۹/۷۱، میں گواہ، ۳۷/۱۹، میں گواہی، ۳۳/۱۸، ۳۷/۱۹، میں لقاء اللہ، ۱۱۰/۱۸، میں دنیاوی مالکیت، ۳۰/۱۹، میں مواخذہ، ۷۱/۱۸، پر ایمان لانے والے، ۱۰۷/۱۸، کی تکذیب کرنے والے، ان کو انذار، ۳۹/۱۹، ان کی زیان کاری، ۱۰۵/۱۸، میں معاشرتی مقام، ۷۵/۱۹، کے مواقف، ان کا قانونی ہونا، ۱۹/۳۱، ۳۶/۳۱، ۳۹/۷۵، کی نزدیکی، ۵۱/۱۸، کی نشانیاں، ۵۸/۱۸، ۹۹/۳۷، ۹۸/۳۷، میں کیفری نظام، ۷۱/۱۸، میں نفع صور، ۹۹/۱۸، میں مہلک وادی، ۵۳/۵۲، میں وحشت زدہ افراد، ۳۹/۱۸، کا وقت، ۵۱/۱۸، اس سے جاہل رہنے کا کردار، ۵۱/۱۸، اس کے بارے میں علم کا کردار، ۵۱/۱۸، کی خصوصیات، ۷۱/۷۵، ۵۲، ۳۸/۷۵، ۱۰۵، ۱۰۱، ۳۹، ۱۱۰، ۳۸/۳۹، ۳۰، ۷۵، ۸۰، ۸۵، ۸۲، میں یقین، ۱۰۵/۱۸

"ک"

_____ کا کردار، ۱۸/۷۷/ خدا کے مامور بندے: ۱۸/۷۷، ۵/۸۰

کان: سے استفادہ، ۱۸/۳۶، سے سوال، ۱۸/۳۶، کی سنگینی، اس کے آثار، ۱۸/۵۷، کے فوائد، ۱۸/۳۶، کی اخروی گواہی، ۱۸/۳۶، کا مسئول ہونا، ۱۸/۳۶، کا کردار، ۱۸/۵۷ نیز ک: اصحاب کہف، حق، قرآن اور مشرکین مکہ کفار: ۱۸/۱۸، ۸/۱۹، ۸۶/۳۸، ۳۷/۳۷ کی آبروریزی، ۱۸/۳۳، کی آرزو، اس کا بطلان، ۱۹/۷۹، کے ساتھ اتمام حجت ۱۸/۵۵، پر جہنم کا احاطہ، ۱۸/۸، کی اذیتیں، ۱۸/۳۵، کا اعراض، ۱۸/۱۰۲، کا گمراہ ہونا، ۱۹/۸۳، ان کے گواہ، ۱۹/۸۳، کے مادی وسائل، ان کا غیر مؤثر ہونا، ۱۹/۸۰، پر غم و اندوہ، ۱۸/۶، کا انگیزہ، ۱۸/۳۷، اس کا افشائی، ۱۸/۳۷، کی بہانہ جوئی، ۱۸/۹۳، کی بے اعتباری، ۱۸/۱۰۵، کی بے منطقی، ۱۸/۱۰۲، کی اخروی بصارت اس کے آثار، ۱۹/۳۸، اس کی حیرانگی، ۱۹/۳۸، کا آخرت میں بے یار و مددگار ہونا، ۱۹/۸۰، کی تبلیغ، اس کا طریقہ، ۱۸/۵۶، کا اخروی اجتماع، ۱۹/۳۸، کا تزلزل، ۱۸/۳۸، کا تکبر، ۱۸/۱۰۳، کی دنیاوی کوشش، ۱۸/۱۰۵، پر تلاوت قرآن، ۱۸/۳۵، کی اخروی تنہائی، ۱۹/۸۰، کی سازش، ۱۸/۷۳، اس کے آثار، ۱۸/۷۳، اس سے اجتناب، ۱۸/۲۰، اس کی شکست، ۱۸/۷۳، کو دھمکی، ۱۸/۷۳، کی تہمتیں، ۱۸/۷۳، کی ثروت، ۱۹/۷۵، کا ماحول بنانا، ۱۸/۷۳، کی جہالت، ۱۹/۷۹، اس کے آثار، ۱۸/۹۹، کی آنکھوں پر پردہ پڑ جانا، ۱۸/۱۰۱، کے قلب پر حجاب، ۱۸/۱۰۱، کا حساب و کتاب، ۱۹/۸۳، کا اخروی حساب و کتاب، ۱۸/۸۷، کی اخروی حسرت، ۱۹/۳۹، کا اخروی حشر، ۱۹/۷۷، اس کی کیفیت، ۱۹/۷۷، کا حق سے مقابلہ، ۱۸/۵۶، اس کا طریقہ، ۱۸/۵۶، کا حق قبول نہ کرنا، ۱۸/۵۷، کی اخروی حمد، ۱۸/۵۲، کے دل پر مہر، اس کی نشانیاں، ۱۸/۷۳، کے ساتھ سختی، ۱۸/۸۶، کے تقاضے، ۱۹/۸۳، کے ساتھ خوش رفتاری، ۱۸/۸۶، کی دشمنی، ۱۸/۷۳، اس کے آثار، ۱۸/۸۳، کی دنیا طلبی، اس کے آثار، ۱۸/۷۳، کے دوست، ۱۸/۷۳، کی دوستی، ان کی حضرت محمد (ص) سے دوستی، ۱۸/۷۳، اس کا پیش خیمہ، ۱۸/۷۲، کے موانع، ۱۸/۷۲، کی اخروی ذلت، ۱۹/۷۸، پر رحمت، ۱۹/۷۸، کے ساتھ برتاؤ کا طریقہ، ۱۸/۵۳، ۱۸/۸۶، کے برتاؤ کا طریقہ، ۱۸/۷۳، ۱۸/۱۰۶، کی زندگی، اس کا بطلان، ۱۸/۱۰۶، اس کی خوبصورتی، ۱۹/۷۵، کی زیان کاری، ۱۸/۱۰۶، اس کے عوامل، ۱۸/۸۲، اس کی نشانیاں، ۱۸/۱۰۳، کی مذمت، ۱۸/۷۳، اس کے عوامل، ۱۸/۱۰۱، کی مذمتیں، ۱۸/۷۳، کا سرور، ۱۸/۱۰۳، کا شک، ۱۸/۳۸، کی اخروی سماعت اس کے آثار، ۱۹/۳۸، اس کی حیرانگی، ۱۹/۳۸، کے صفات، ۱۸/۳۸، کا ظلم، ۱۸/۸۲، کا عجز، ۱۸/۷۳، ان کا اخروی عجز، ۱۸/۲۹، کا عذاب، ۱۸/۲، ۵۵/۱۰۲، ۱۹/۷۹، اس کا تا دوام، ۱۹/۷۹، اس میں عجلت، ۱۹/۷۳، اس میں

عجلت سے اجتناب، ۴۳/۱۹، اس میں عجلت کے موانع، ۵۸/۱۸، اس کی حتمیت، ۵۸/۱۲، ان کے دنیاوی عذاب کا خطرہ، ۴۳/۱۹، ان کا اخروی عذاب، ۳۸/۱۹، اس کا تحقق، ۲۹/۱۸، کا عمل، اس کا اخروی جائزہ، ۱۰۵/۱۸، اس کی بے وقعتی، ۱۰۵/۱۸، اس کا بطلان، ۱۰۳/۱۸، اس کی تباہی، ۱۰۳/۱۸، ۱۰۵، اس کا جبط، ۱۰۵/۱۸، ۱۰۶، اس کا ناپسندیدہ عمل، ۱۰۱/۱۸، کا انجام، ۵۸/۱۲، ۶/۱۸، ۱۰۱/۲۹، ان کا بڑا انجام، ۶/۱۸، کی اولاد، ان کا کردار، ۴۸، ۸۰/۱۹، کے اطراف جہنم، ۶۸/۱۹، کا بہانہ جو ہونا، ان کو اس کی دھمکی، ۹۶/۱۲، ۳۴/۱۲، تاریخ میں، ۵۵/۱۸، جہنم میں، ۸/۱۲، ۲۹/۱۸، ۱۰۱، ۱۰۲، قیامت میں، ۸۲/۱۸، ۱۰۰، ۱۰۵، ۳۸/۱۹، صدر اسلام کے، ان کی اقتصادی ترقی کے آثار، ۴۴/۱۹، ان کو انذار، ۵۹/۱۸، ۸۳/۱۹، ۹۸، ان کی فکر، ۴۳/۱۹، کی پیغمبر شناسی، ۹۳/۱۲، ان کا حق قبول نہ کرنا، ۹۴/۱۹، ان کے تقاضے، ۵۹/۱۲، ان کی دنیا طلبی، ۴۳/۱۹، ان کی خود پسندی، ۴۳/۱۹، ان کی قدرت، ۴۳/۱۹، ان کی سزا، ۵۸/۱۸، ان کی ہٹ دھری، ۹۴/۱۹، ان کی باہمی مشورت، ۴۳/۱۹، ان کے غلط معیار، ۹۳/۱۲، ان کا معاشرتی مقام، ۴۳/۱۹، ۴۳، ان کا اقتصادی مقام، ۴۳/۱۹، ۴۳، ان کی ہمنشینی، ۴۳/۱۹، متکبر، ان کی سزا، ۳۱/۱۸، اور آیات خدا، ۴۳/۱۹، اور قرآن کا استماع، ۳۴/۱۲، اور اسلام، ۴۳/۱۹، اور بدعت گزار افراد، ۴۳/۱۲، اور توحید، ۴۳/۱۹، اور محمد (ص)، کا کلام، ۳۴/۱۲، اور موت، ۹۴/۱۲، اور مسلمان، ۴۳/۱۲، اور باطل معبود، ۱۰۲/۱۸، کا قلباً اندھا ہونا، ۱۰۱/۱۸، اس کی نشانیاں، ۱۰۲/۱۸، کی سزا، ۱۰۲/۱۸، کی گمراہی، ۵۵/۱۸، ۳۸/۱۹، ۸۳، اس کے آثار، ۱۹، ۸۳، اس کے عوامل، ۳۸/۱۲، کا گنہگار ہونا، ۵۵/۱۸، کے خلاف اخروی گواہی، ۳۴/۱۹، کی ہٹ دھری، ۶/۱۸، کا مال، ۴۸/۱۹، کا مقابلہ اس کا طریقہ، ۳۴/۱۲، کی مثالیں، اس کا فلسفہ، ۳۸/۱۲، کا مجادلہ، ۵۶/۱۸، کی محرومیت، اس کے عوامل، ۱۲/۱۲، ۳۵، ۳۶، کی اخروی مشکلات، ۱۰۰/۱۸، کا معاشرتی مقام، ۴۳/۱۹، کا اقتصادی مقام، ۴۳/۱۹، کو مہلت، ۴۵/۱۹، ۴۳، اس کا فلسفہ، ۸۸/۱۸، کی ناکامی، ۳۸/۱۲، کا نامہ عمل، ۸۳/۱۹، کی سرگوشی، ۳۴/۱۲، کا وسوسہ، ۱۹، ۸۳، کی خصوصیات، ۱۰۱/۱۸، کی ہدایت، ۳۴/۱۸، کی ہلاکت، ۵۵/۱۸، کا خطرہ، ۴۳/۱۹، کا توافق، ۵۹/۱۲، کے ساتھ ہمنشینی ۳۴/۱۸ نیز ک، آرزو، ذکر، ذوالقرنین، قرآن، کفار مکہ، میلانات اور محمد (ص)

کفار مکہ: کی اذیتیں، ۹۶/۱۹، کا انگیزہ، ۳۶/۱۲، کی بے منطقی، ۳۱، ۳۶/۱۲، کا تنفر، ۳۱/۱۲، کا حق قبول نہ کرنا، ۳۱/۱۲، کے برتاؤ کا طریقہ، ۳۱/۱۲، اور قرآن ۳۱/۱۲، کا معاشرتی مقام، ۴۳/۱۹، کا اقتصادی مقام، ۴۳/۱۹، کی خواہشات نفسانی، ۳۱/۱۲، ۳۶ نیز ک: کفار

کبر: ر_ک: بتکبر

کتاب: کا کردار، ۲/۱۷ کتب آسمانی: ۲۷/۱۸ کی رحمت، ۵۸/۱۹ کے نزول کے شرائط، ۳۰/۱۹: کا سرچشمہ،
۳۰/۱۹: کا کردار، ۱۲/۱۹: کے وعدے، ۱۰۸/۱۷ نیز ر_ک: بتدبر، تفکر، تورات، زبور اور قرآن
کتا: کے احکام، ۱۸/۱۸، کی حفاظت، ۱۸/۱۸، اس کی تاریخ، ۱۸/۱۸ نیز ر_ک، اصحاب کہف
کذب: ر_ک، جھوٹ

کرامات: غیر انبیاء کے، ۲۱/۱۹ نیز ر_ک، ذکر اور مریم (ع)

کرامت: سے مرحوم افراد، ۶۳/۱۷

کھیتی باڑی کرنا: کی زیبائی، ۳۳/۱۸

کشتی رانی: ر_ک، موسیٰ (ع)

کشتیاں: کی حرکت کے آثار، ۶۶/۱۷: کے فوائد، ۶۶/۱۷ نیز ر_ک، خضر (ع)، موسیٰ (ع) اور نوح (ع)

کفر (انکار): کے آثار، ۳۶/۱۷، ۶۹، ۳۰/۱۸، ۵۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۹، ۱۰۳/۱۷، ۸۳، ۷۸، ۷۷، ۷۳: اس سے آگاہی،

۷۸/۱۹: کی وضاحت ۳۲/۱۸: کا پیش خیمہ ۱۸/۱۷، ۱۰۷، ۱۹/۹۹، ۸۰، ۳۷، ۳۰/۲۹، ۳۹، ۷۷، آخرت کا اس کے آثار،

۳۵/۱۷: آیات خدا کا، س کے آثار، ۱۹/۱۷، ۷۳/۹۸: اس کی سزا، ۹۸/۱۷، انبیاء کا، اس کی حقیقت،

۱۰۶/۱۸: تعلیمات کا ۵۵/۱۸: حقائق کا، اس کی سزا، ۲۹/۱۸: خدا کا ۸۳/۱۹: قرآن کا ۱۰۷/۱۷، ۱۰۱: اس کے آثار،

۱۸/۱۷، ۱۰۷/۶: عملی کے ساتھ، اس کی اہمیت، ۸۰/۱۸: کے مبلغین، ۶۸/۱۹: اس کی جگہ، ۵۲/۱۷: کے موارد،

۸۳/۱۹، کے اسباب، ۳۷/۱۹: کی علامتیں، ۱۸/۱۷، ۳۷/۶۹، ۳۷/۱۸، امتیں، انبیاء، انذار، انسان، متکبر باغبان،

خضر (ع)، سرزمین، میلانات، گمراہ افراد، مؤمنین، محمد (ص)، موت، مشرکین، مشرکین مکہ، مفسدین اور ولایت

کفران: مربی کی نسبت ۲۷/۱۷: نعمت کا ۲۷/۱۷، ۸۹، ۱۹، ۳۳: اس سے اجتناب، ۷۰/۱۷: اس کا پیش خیمہ،

۸۳/۱۷، ۶۷: اس کا زیان، ۳۵/۱۸: اس کی مذمت، ۲۷/۱۷، اس کی نشانیاں، ۶۹/۱۷ نیز ر_ک، انسان، شیطان او

ر_کفر کرنے والے/کفر اختیار کرنے والے ۲۷/۱۷: کی آسائش طلبی، ۶۹/۱۷: کو انذار، ۶۸/۱۷، ۶۹: کے صفات

۶۹/۱۷، کا ضعف، ۸۳/۱۷: کا عذاب، ۶۹/۱۷: سختی میں، ۸۳/۱۷: کی سزا ۶۸/۱۷: ان کی دنیاوی سزا، ۶۹/۱۷،

نیز ر_ک: کفار/کفر کا مقابلہ: ر_ک، خضر (ع) اور ذوالقرنین

کمال: کا سرچشمہ، ۱/۸

کم فروشی: سے اجتناب، ۳۵/۱۴؛ اس کی اہمیت، ۳۵/۱۴

اس کا نقصان، ۳۵/۱۴

کودک (بچہ): کی نفسیات شناسی، ۴/۱۹؛ کی مالکیت، ۳۳/۱۴؛ کی بہ جو دیت، ۳۳/۱۴؛ نیز ک، امامت، ذکر، حکمت، قضاوت، نبوت اور یحییٰ (ع)

کوشش: کے آثار، ۱۸/۱۴، ۶۶، ۲۱، ۶۲/۱۹؛ کی قدر و قیمت، ۱۹/۱۴؛ کی اہمیت، ۲۱/۱۴، ۲۸؛ کی پاداش، ۱۹/۱۴؛ کی سبب، اس کی اہمیت، ۴/۱۸

کوہ طور: کی ہلاکت، ۵۲/۱۹؛ کی دائیں طرف، ۵۲/۱۹؛ نیز ک، موسیٰ (ع)

"گ"

گریہ: قابل قدر ۱۰۹/۱۴؛ آیات خدا سننے کے وقت ۵۸/۱۹؛ قرآن سننے کے وقت، ۱۰۹/۱۴

گستاخی: کے موانع، ۵۲/۱۴

گمراہی: ک، ابلیس اور شیطان

گمراہی کو قبول نہ کرنے والے: کی کمی، ۶۵/۱۴؛ گمراہی قبول نہ کرنا ک، انسان، بندگان خدا، شیعہ اور مقرب افراد گذشتہ اقوام: کے مادی وسائل، ۴۳/۱۹؛ کی طبیعت کی زیبائی، ۴۳/۱۹؛ کی سر نوشت، اس میں موثر عوامل، ۶/۱۴؛ کے مفسدین، ان کا ایمان، ۶۰/۱۹، ان کی توبہ، ۶۰/۱۹، ان کا عمل صالح، ۶۰/۱۹؛ کا انجام، ۴۳/۱۹؛ کی قدرت، ۴۳/۱۹، کا معاشرتی مقام، ۴۳/۱۹؛ کی اقتصادی حالت، ۴۳/۱۹؛ کی ہلاکت، ۴۳/۱۹؛ نیز ک، امتیں اور ذکر

گونگاپن: ک، گمراہ افراد

گمراہ افراد: ۳۸/۵۵، ۱۹/۱۸؛ پر اعتراض ۳۴/۱۸؛ کا اعتراض ۸۳/۱۴؛ کی بے وقعتی، ۱۸/۱۸؛ کا بے یار و مددگار ہونا، ۱۴/۱۸، ۹۴/۱۴؛ کا تنبہ، ۴۵/۱۹؛ اس کے عوامل، ۴۵/۱۹؛ کا اخروی حشر، ۹۴/۱۴؛ کی اخروی ذلت، ۹۴/۱۴؛ پر رحمت، ۴۵/۱۹؛ کی شقاوت، ۴۵/۱۹؛ کا عاجز ہونا، ۴۵/۱۹؛ کا عذاب، اس کے آثار ۴۵/۱۹؛ اس میں عجلت سے اجتناب، ۴۵/۱۹؛ کا اخروی عذاب، ۴۵/۱۹؛ اس اخروی عذاب کے اسباب

۹۸/۱۲: ان کا دنیاوی عذاب ۴۵/۱۹: اس دنیاوی عذاب سے اجتناب، ۴۵/۱۹: اس دنیاوی عذاب کا خطرہ، ۴۵/۱۹: اس کا وقت، ۴۵/۱۹: کا عقیدہ، اس کے اخروی آثار، ۹۴/۱۴: کا عمل اس کے اخروی آثار ۹۴/۱۴: کا انجام، ۹۴/۱۴: کی قوت اور اک، ۹۴/۱۴: کا اخروی لحاظ سے بہرہ ہونا، ۹۴/۱۴: کا کفر اس کے آثار، ۹۸/۱۲: کا اخروی اعتبار سے اندھا ہونا ۹۴/۱۴: کے ساتھ گفتگو، ۳۴/۱۸: آخرت میں، ۴۲/۱۴: جہنم ۹۴/۱۴: دنیا میں ۴۲/۱۴: قیامت کے دن ۹۴/۱۴: کا اخروی اعتبار سے گونگا ہونا، ۹۴/۱۴: کی موت، ۴۵/۱۴: اس کے آثار، ۴۵/۱۹: کو مہلت، ۴۵/۱۹: اس کا فلسفہ، ۴۵/۱۹: کی مہلت، اس کا خاتمہ، ۴۵/۱۹: کی ہدایت، اس کا طریقہ، ۳۴/۱۸: کا ہدایت قبول نہ کرنا، ۵۴/۱۸: کے مددگار افراد ان کا ضعف، ۴۵/۱۹: کی ناامیدی ۸۳/۱۴: نیزر ک، استمداد، گمراہی اور محمد (ص)

گمراہی: سے اجتناب، ۲/۱۸: اس کا سبب، ۲/۱۸: میں اختیار، ۱۵/۱۴: کا اضافہ اس کا پیش خیمہ، ۴۵/۱۹: کا پیش خیمہ، ۱۴، ۳۵/۱۸: کا زیاں، ۱۵/۱۴: کے عوامل، ۵۹، ۸۳/۱۹: اس کے مراتب، ۴۲/۱۴: کا سرچشمہ ۹۴/۱۴، ۱۴/۱۸: کے موارد، ۳۸/۱۹: اس کی نشانیاں، ۳۸/۱۹: نیزر ک، آدم (ع)، انسان، صراط مستقیم، کفار، اندھے دل افراد، گمراہ لوگ، محمد (ص)، مشرکین اور مشرکین مکہ

گناہ: کے آثار، ۱۸/۱۴، ۵۹/۱۴، ۳۹: اس کے معاشرتی آثار، ۱۴/۱۴: سے اجتناب، اس کی اہمیت، ۳۲/۱۴: دوسروں کے کا تحمل، ۱۵/۱۴: کے ساتھ برتاؤ کا طریقہ، ۱۸/۱۹: کا پیش خیمہ، ۱۶/۱۴، ۳۳، ۱۳/۱۹، ۱۸: کی سنگینی، ۱۵/۱۴: کے عوامل، ۳۹/۱۸: کی فراموشی، ۵۴/۱۸: اس کی سزا، ۵۴/۱۸: کا انجام، ۴/۱۴: آشکار، ۱۴/۱۴: گناہاں کبیرہ، ۸/۱۴، ۳۱، ۳۲، ۱۸، ۵، ۱۹، ۲۵/۲۰، ۳۵، ۵۹، ۸۶: پنہانی ۱۴/۱۴: ناقابل بخشش ۴۵/۱۴: کے موارد ۲۵/۱۴، ۳۹/۱۸، ۵۳: کے مقدمات، ان سے اجتناب کی اہمیت، ۳۲/۱۴: کے موانع، ۱۸/۱۹: نیزر ک، اطاعت، افساد، افتراء، امتیں، انسان، بت پرستی، تفکر، ثروتمند افراد، زنا، شرک، غفلت، فراموشی، سزا، مؤمنین، نماز، والدین اور یحییٰ (ع)/گنہگار افراد: ۸۶/۱۹، کی اخروی آرزو، ۳۹/۱۸: کا اخروی اقرار، ۳۹/۱۸: کو انذار، ۱۴/۱۴: کا بغیر پناہ کے ہونا، ۵۸/۱۸: کا اخروی خوف، ۳۹/۱۸: کی اخروی تشنگی، ۸۶/۱۹: کا اخروی تعجب، ۳۹/۱۸: کا اخروی حشر، اس کی کیفیت، ۸۶/۱۹: کی اخروی ذلت، ۸۶/۱۹: کا اخروی چہرہ، ۳۹/۱۸: کا عذاب، ۲/۱۸، ۴۰/۱۹: اس کا حتمی ہونا، ۵۸/۱۸: کی سزا اس کی اہمیت، ۸۶/۱۸: اس کی تاخیر، ۵۸/۱۸: اس کی اخروی سزا شروع ہونے کا مقام،

۴۵/۱۷: کے جہنم میں داخل ہونے کی کیفیت، ۸۶/۱۹: قیامت میں، ۳۹/۱۸، ۵۳، ۶۹/۱۹، ۸۶: کاپیادہ ہونا،
۸۶/۱۹: صدر اسلام کے، ان کو انذار، ۵۹/۱۹، کی موت، ۴۵/۱۷: کو مہلت، ۵۸/۱۸: کا نامہ عمل، ۳۹/۱۸: کی
اخروی پریشانی، ۳۹/۱۸ نیز ک: اطاعت

گواہی دینے والے: ر ک عمل، قیامت، کفار، مریم (ع)، محمد (ص)، مشرکین اور نماز
گواہی: ر ک، جبریل، چشم، حساب و کتاب، خدا، قلب، قیامت، کفار، کان، محمد (ص) اور ملائکہ

"ل"

لباس: کی تاریخ، ۹۰/۱۸: کی رعایت کی اہمیت، ۱۷/۱۹ نیز ک، عبادت
لجابت: کے آثار، ۳۱/۱۷ نیز ک، قویں، دین، فرعون، قرآن، کفار، مشرکین، مشرکین مکہ اور معاد
لطف خدا: کے شامل حال افراد ۲۰، ۶۰، ۷۳، ۸۵، ۹۵/۱۸، ۲/۱۹، ۷۶، ۷۷، ۸۳، ۳۷، ۲۵، ۱۳، اس کا تفاوت، ۲۱/۱۷
نیز ک، امیدواری، خدا اور ذکر

لغزش: کا پیش خیمہ، ۳۳/۱۸ نیز ک، دینی رہبر، صالحین اور مقتول
لغزش کے مقامات: کی شناخت، اس کی اہمیت، ۱۹/۱۸ نیز ک، انسان اور قائدین
لقاء اللہ: ر ک، ایمان اور قیامت

لوہا:

کاپگھلنا، اس کی صنعت، ۹۶/۱۸ نیزر ک، ذوالقرنین

لوگ: وں کو شبہات کا جواب، ۸۵/۱۴ وں کی طرف توجہ، اس کی اہمیت، ۳۱/۱۹ وں پر تلاوت قرآن، ۳۵/۱۴ وں کی خدمت، ۹۵/۱۸ وں کو اذیت پہونجانا، اس کی ناپسندیدگی، ۴۱/۱۸ زیبا ترین: ۱۰۳/۱۸، ۱۰۵، ظالم ترین: ۱۵/۱۸، بعثت سے متصل ان کے افتراء، ۸۸/۱۴، ان کی فکر، ۸۵/۱۴، ۲۲/۱۸، ان کا سوال کرنا، ۸۵/۱۴، ۸۳/۱۸، ان کی خدا شناسی، ۸۸/۱۹، ۹۱، ان کا عقیدہ، ۸۸/۱۴، ان کے علم کا دائرہ کار، ۸۵/۱۴، وہ اور اصحاب کہف، ۲۶/۱۸، ۲۶، وہ اور روح، ۸۵/۱۴، وہ اور ذوالقرنین، ۸۳/۱۸، وہ اور اصحاب کہف کا قصہ، ۱۳/۱۸ وں کی ہدایت، اس کی اہمیت، ۶۰/۱۸ نیزر ک: اصحاب کہف، ذوالقرنین، زکریا (ع)، سزیرین، محمد (ص) اور مریم (ع)

لوہا کی ترکیب اور آلمونیم، ۹۶/۱۸ کاپگھلنا، اس کا سرخ کرنا، ۹۶/۱۸ کے فوائد، ۹۶/۱۸ نیزر ک، بدن، ذوالقرنین، سد کی تعمیر کرنا
لیاقت: کا کردار ۵۵/۱۴

"م"

ماں: کا احترام، ۳۲/۱۹ پر بوجھ ڈالنا، اس سے اجتناب، ۳۲/۱۹ کے ساتھ نیکی، ۳۲/۱۹ اس کے ترک کے آثار، ۳۲/۱۹ اس کی اہمیت، ۳۲/۱۹ نیزر ک: احساسات اور عیسی (ع)
مادیات: ر ک، مادی وسائل

مال: کے احکام، ۸۲/۱۸ کی بے وقعتی، ۳۶/۱۸ کے ذریعہ عزت کا حصول، ۸۱/۱۹ میں تصرف، اس کے شرائط، ۸۲/۱۸ اس کا دائرہ کار، ۲۶/۱۴ کی جذابیت، ۳۶/۱۸ کی زینت، ۳۶/۱۸ کی حفاظت، ۶۳/۱۴ کا سرچشمہ، ۴۸/۱۹ کا کردار ۶۳/۱۴، ۳۶/۱۸ نیزر ک: بھروسہ، امیدواری، جاہلیت، صالحین، ضعفائی، کفار اور یتیم مالکیت: کے احکام، ۳۳/۱۴ کے اسباب، ۲۳/۱۴ خصوصی، ۶/۱۹ نیزر ک، حقوق، خدا، زکریا (ع)، قیامت، بچہ، موجودات اور یحیی (ع)

مبارکباد: ر ک، جنین

مچھلی: ر ک، موسی (ع)

ماجوج: کافسود، ۹۳/۱۸؛ اس کا دائرہ کار، ۹۳/۱۸؛ کا آفت ہونا، ۹۳/۱۸؛ کا تجاوز، اس کا خطرہ، ۹۳/۱۸؛ کا عجز، ۹۴/۱۸؛ کا قصہ، ۹۳/۱۸، ۹۴/۱۸؛ کا ہجوم اس سے امن، ۹۳/۱۸؛ اس کے راستے، ۹۳/۱۸؛ اس کا آخری زمانہ میں ہجوم، ۹۹/۱۸؛ نیزر: ک: یا جوج

مؤاخذہ: ر: ک: اولیاء اللہ، انسان، بنی اسرائیل، فراعنہ اور قیامت

مؤمنین: ۱۳/۱۸ کی آرزو ۲۸/۱۸؛ کی اخروی آسائش، ۱۰۸/۱۸؛ کا امتحان، اس کا فلسفہ، ۸۰/۱۸؛ کو نفسیاتی اذیت، ۶۲/۱۹؛ کا استغفار، ۵۵/۱۸؛ کی امیدواری، ۳۰/۱۸، ۳۸/۱۹؛ اس کے عوائل، ۸۱/۱۸؛ کو بشارت، ۱۰/۱۸؛ کی پاداش، ۱۹/۱۸، ۸۸/۱۸، ۸۶/۱۹؛ ان کی اخروی پاداش، ۳۱/۱۸، ۶۱/۱۹؛ اس کا حتمی ہونا،

۳۱/۱۸؛ اس کے شرائط، ۹/۱۸؛ کی اخروی پذیرائی، ۱۰۴/۱۸؛ کا شرعی وظیفہ، ۵۴/۱۸؛ کی تنہائی، اس سے نجات، ۹۹/۱۹؛ کا ثابت قدم ہونا، ۳۸/۱۸؛ کا حامی، ۸۰/۱۸، ۸۱؛ کی حمایت، ۸۰/۱۸؛ کے لئے خیر خواہی، ۸۱/۱۸؛ کی نفسیاتی بیماری کا علاج، ۴۲/۱۸؛ کی رازداری، ۱۹/۱۸؛ پر رحمت، ۸۲/۱۸؛ کا دنیوی رنج، ۶۲/۱۹؛ کی شفا، ۸۲/۱۸؛ کے صفات، ۳۸/۱۸؛ کا عمل صالح اس کے آثار، ۳۰/۱۸؛ کا غضب، ۵۳/۱۸؛ کا انجام، ۳۹/۱۸، ۱۰۴؛ کے فضائل، ۸۲/۱۸، ۸۰/۱۸، ۶۱/۱۹، ۹۶؛ بہشت میں، ۳۱/۱۸، ۳، ۱۰۸، ان کا بہشت عدن میں ہونا، ۶۱/۱۹، جہنم میں

۴۱/۱۹، قیامت میں، ۹۶/۱۹؛ صالح، ان کو بشارت، ۹/۱۸، ۲/۱۸، ان کی پاداش، ۹/۱۸، ۱۹/۱۸، ۶۰/۲؛ ان کے کاتداوم، ۲/۱۸؛ اسکی عبودیت، ۶۱/۱۹، ان کے صالحین کا بہشت میں ہونا، ۳/۱۸، ان کے مقامات، ۶۱/۱۹؛ فقیر، ان سے روگردانی، ۲۸/۱۸؛ ان سے روگردانی کے آثار، ۲۸/۱۸؛ ان کا اہتمام، ۲۸/۱۸؛ ان کی طرف توجہ، ۲۸/۱۸؛ ان کے ساتھ دوستی، ۲۸/۱۸؛ ان سے برتاؤ کا طریقہ، ۲۶/۱۸؛ ان کی تحقیر کی مذمت، ۲۸/۱۸؛ ان کے ساتھ معاشرت، ۲۸/۱۸؛ صدر اسلام کے فقیر، ۲۸/۱۸؛ ان کی دعا، ۲۸/۱۸؛ اور لہو کلام، ۶۲/۱۹؛ اور کفر، ۸۰/۱۸؛ اور گناہ، ۸۰/۱۸؛ اور مشرکین، ۵۳/۱۸؛ کی محبوبیت، ۹۶/۱۹؛ کے ساتھ خاطر مدارات، ۸۸/۱۸؛ کی مسئولیت، ۲۸/۱۸، ۲۹، ۵۳، ۵۳، ۵۵/۱۹؛ کے مصلح، ۸۱/۱۸؛ کی مصونیت، ۸۰/۱۸؛ کے مقامات اس کے مراتب، ۲۱/۱۸؛ ان کے اخروی مقامات، ۲۱/۱۸؛ کا نامہ عمل، ۴۱/۱۸؛ کی معنوی ضروریات، ۸۲/۱۸؛ کا وعدہ، ۸۸/۱۸، ۶۱/۱۹؛ کی خصوصیت، ۲/۱۸؛ کا ہدف، ۱۹/۱۸؛ کے ساتھ ہم نشینی، اس کے ترک سے نہی، ۲۸/۱۸

نیزر: ک، آیات خدا، اصحاب کہف، بہشت، ذکر، ذوالقرنین، عیسیٰ (ع)، غیب، قیامت، محمد (ص) اور معاد

مباحثہ: کے آداب، ۱۹/۱۸: کا بے نتیجہ ہونا، اس سے روگردانی، ۱۹/۱۸

مبارزہ: ر_ک، اقدار، باطل، خرافات، دشمن، شرک، شیطان، طیغان، ظلم، غلو، کفار، کفر اور مفسدین
مبلغین: کی امیدواری، ۵۴/۱۴، کا خوف، ۵۴/۱۴: اس کے عوائل، ۵۴/۱۴: کا تقرب، ۵۴/۱۴: کی کوشش،
۵۴/۱۴: کی ذمہ داری، ۵۴/۱۸: نیز ر_ک، کفار اور معاد

مستی: کا اخروی احترام، ۸۵/۱۹: کو بشارت، ۹۴/۱۹: کی پاداش، ۶۳/۱۹: کی تعظیم، ۸۵/۱۹: کا اخروی حشر،
۸۵/۱۹: اس کی کیفیت، ۸۶/۱۹، اس کی خصوصیات، ۸۵/۱۹: کا جہنم سے عبور، ۴۲/۱۹: کی اخروی عزت،
۸۵/۱۹: کے فضائل، ۶۳/۱۹، ۸۵: قیامت میں، ۳۹/۱۸، ۸۵/۱۹، ۸۶: ان کی سواری، ۸۵، ۸۶/۱۹: کے میزبان
۸۵/۱۹: کا نامہ عمل، ۳۹/۱۸: کی نجات، ۴۲/۱۹: کی وراثت، ۶۳/۱۹،

مستی افراد: ر_ک، متقین // متکبرین: کی سرِ کوبی، اس کی اہمیت، ۵/۱۴: کو خبردار کرنا، ۳۰/۱۸
متوکلین: ۳۹/۱۸: کے مقامات، ۲/۱۴: کی ہدایت، ۲/۱۴

مثال: کے فوائد، ۳۵/۱۸، ۳۲ // مجادلہ: کا طریقہ، ۳۰/۱۴: کی مذمت، ۵۳/۱۸: باطل، ۵۶/۱۸: اسکے آثار،
۵۴/۱۸: اس کی ناپسندیدگی، ۵۶/۱۸: ناپسندیدہ، ۲۲/۱۸: اس سے اجتناب، ۲۲/۱۸: نیز ر_ک، آیات خدا، اصحاب
کہف، انسان، حاصل افراد، خدا، قرآن، کفار اور مشرکین مکہ

مجازات: کی شدت، اس کے عوائل، ۴۵/۱۴ // مجاہدین: کی فکری تقویت، ۱۳/۱۸: کی نعمتیں، ۱۳/۱۸
مجمع البحرین: کا جغرافیائی مقام، ۶۰/۱۸: نیز ر_ک، خضر (ع)، موسیٰ (ع) اور یوشع (ع)
محاکمہ: ر_ک انسان اور مشرکین // مہمان خدا: ۱۳/۱۹

محبت: ر_ک، امام علی (ع)، ولایت اور یحییٰ (ع) // محبوبیت: کے عوائل، ۹۶/۱۹: نیز ر_ک، صالحین، مؤمنین،
مسلمان اور یحییٰ (ع) // محجوریت: ر_ک سفیہ اور بچہ // محرمات: ۲۳، ۲۶/۱۴، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۶، ۵۹/۱۹: کا ارتکاب
، اس کے عوائل، ۶۳/۱۴: کا معیار، ۳۲/۱۴ // محسنین: کی پاداش، اس کی حتمیت، ۳۰/۱۸: اس کو ضائع کرنے کی
مذمت، ۳۰/۱۸: کی تشخیص، ۴/۱۸: سے مراد، ۴/۱۸ // محسور: کا مفہوم، ۲۹/۱۴

محسوسات: سے استفادہ، ۲۱/۱۸: نیز ر_ک: قرآنی تشبیہات

محمد (ص): کا علمی احاطہ، ۸۵/۱۷: کے مختصات، ۷۹/۱۷: کو اذیت، ۳۵/۱۷: کو آیات خدا کا مشاہدہ کرانا، ۱/۱۷: کو ملکوت کا مشاہدہ، ۱/۱۷: کو مسجد الحرام سے سیر کرانا، ۱/۱۷: اس کا فلسفہ، ۱/۱۷: کو بیت المقدس کی طرف سیر کرانا، ۱/۱۷: کی اصول پرستی، ۷۳/۱۷: کی امداد، ۳۵/۱۷: کا غم و اندوہ، ۶/۱۸: اس کے عوامل، ۶/۱۸، ۶۳/۱۹: کو انذار، ۷۳/۱۷، ۷۵: کے انذار، ۹۲/۱۷، ۱۰۰، ۱۰۵، ۱۸، ۲، ۳/۱۹، ۳۰/۱۹: اس کا استہزائی، ۵۶/۱۸: کا احساسات سے وابستہ ہونا، اس کا ممکن ہونا، ۷۳/۱۷، ۷۳: اس کے لئے کوشش، ۷۳/۱۷: کا انفاق، ۲۹/۱۷: کے مقاصد، ۹۷/۱۹: کا اشار، ۶/۱۸: کا ایمان، ۵۵/۱۷: کا انتخاب، ۵۵/۱۷: اس کا فلسفہ، ۱/۱۷: کو بشارت، ۷۹/۱۷: کی بشارتیں، ۱۰۵/۱۷، ۱۹/۱۸، ۹۷/۲: کا بشر ہونا، ۹۳/۱۷، ۹۳، ۱۱۰/۱۸، اس کا اعلان، ۱۱۰/۱۸: کا بے یار و مددگار ہونا، ۸۶/۱۷: کا باپ ہونا، ۲۳/۱۷: سے سوال، ۸۵/۱۷، ۸۳/۱۸: کی وحی کی پیروی، ۷۳/۱۷: کی تاریخ، ۷۳/۱۷، ۷۳، ۷۶: کا در بدر ہونا، ۷۷/۱۷، اس کی سازش، ۷۶/۱۷: اس کی سزا، ۷۶/۱۷: کی تبلیغ، ۳۲/۱۷، ۲۹، ۱۸: کی تربیت، ۲/۱۹: اس کا سبب، ۲۲/۱۸: کی تعلیمات اس کا محو ہونا، ۸۶/۱۷: کو دعا کی تعلیم، ۸۰/۱۷: کو جواب دینے کے طریقہ کی تعلیم، ۲۳/۱۸: پر تفضل، ۸۷/۱۷: اس کی نشانیاں، ۸۸/۱۷: کا تقرب، ۸۷/۱۷: کا تکامل، ۲۳/۱۸: کا شرعی وظیفہ، ۷۲/۱۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۱۱۰، ۱۱۱، ۲۲/۱۸، ۲۸، ۵۶/۱۹: کی کوشش، ۶/۱۸: کی تلاوت، ۳۵/۱۷، ۱۰۶: کی توحید عبادی، اس کی تقویت کے عوامل، ۶۵/۱۹: کو وصیت، ۲۳/۱۸، ۲۷، ۲۸، ۸۳/۱۹: کے خلاف سازش، ۳۷/۱۷، ۷۳، ۷۷، ۷۶، ۷۳، ان کے خلاف بدگمانی کی سازش، ۳۷/۱۷: کا تہجد، ۷۹/۱۷: کو دھمکی، ۷۷/۱۷: پر تہمت، ۳۷/۱۷، ۳۸: اس کے آثار، ۳۸/۱۷: ان پر سحر زدہ ہونے کی تہمت، ۳۷/۱۷، ۳۹: ان پر تہمت کا ظلم، ۳۷/۱۷: ان کی ثابت قدمی، اس کے آثار، ۷۳/۱۷، ۷۵: کا حامی، ۷۵/۱۷: اور کفار کے درمیان حجاب، ۳۵/۱۷: کی حقانیت، اس پر گواہی، ۹۲/۱۷: کی دنیا طلبی کا خطرہ، ۲۸/۱۸: کے رشتہ دار، ان کے حقوق، ۲۶/۱۷: اس سے مراد، ۲۶/۱۷: سے پاکستان کی درخواست، ۹۱/۱۷: سے پانی کے چشمہ کی درخواست، ۹۰/۱۷: سے آسمان پر صعود کی درخواست، ۹۳/۱۷: سے معجزہ کی درخواست، ۵۹/۱۷: سے نخلستان کی درخواست، ۹۱/۱۷: کے دشمن، ۳۷/۱۷، ۷۶، ۷۷، ۹۲، ان کی گراہی کے آثار، ۳۷/۱۷: ان کی سازش، ۳۸/۱۷: ان کے برتاؤ کا طریقہ، ۳۸/۱۷: ان کی ناکامی، ۳۸/۱۷: ان کا ہدایت کا قبول نہ کرنا، ۳۸/۱۷: ان کے مقابلہ میں ہوشیاری، ۳۸/۱۷: کی دعا، ۸۰/۱۷: اس کی اجابت، ۸۳/۱۹: کی دعوت، ۱۱۰/۱۸: کی دل داری، ۷۱/۱۷، ۷۷، ۹۶، ۱۰۱، ۱۸، ۹/۱۹، ۳۸/۱۹

۶۸۔ کے خواب، اس میں شجر ملعونہ، ۶۰/۱۴۔ اس میں حقائق کا ظہور، ۶۰/۱۴۔ اس میں حقائق کے ظہور کا فلسفہ، ۶۰/۱۴۔ چمر رحمت، ۸۴/۱۴۔ کئی رسالت، ۵۳/۱۴، ۳۲، ۵۶، ۸۰، ۸۱، ۹۳، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۱۰، ۱۱۸/۲، ۳، ۱۱۰، ۱۰۳، ۲۴۔ کارج والم، ۶/۱۸۔ اس کے عوائل، ۶/۱۸۔ کے ساتھ برتاؤ کا طریقہ، ۵۳/۱۴۔ کی جیلہ سازی، ۴۳/۱۴، اس کے آثار، ۴۳/۱۴۔ کی سیرت، ۲۸/۱۸۔ کی شفاعت، ۴۹/۱۴۔ کا صبر، ۶۵/۱۹۔ کا ضعف مالی، ۲۸/۱۴۔ کی عبادات، ۶۵/۱۹، اس کے آثار، ۱/۱۸۔ کی عبودیت، ۱/۱۴، اس کی تقویت کے عوائل، ۶۵/۱۹۔ کی عصمت، ۵۳/۱۴، ۴۳، ۶۵۔ اس کا سرچشمہ، ۴۳/۱۴۔ کے علاق، ۶/۱۸۔ کا علم، ان کا علم لدنی، ۱۰۳/۱۸، اس کا دائرہ کار، ۵۱/۱۴، ۸۶، ۱۱۰/۱۸، اس کا سرچشمہ، ۸۳/۱۸، ۱۱۰/۱۸۔ کا پسندیدہ عمل، ۱۸/۶۔ کے فضائل، ۵۵/۱۴، ۸۵، ۴۶، ۹۳، ۴۶/۱۹۔ کے زمانہ میں قرآن، ۱۶/۱۹۔ کا قلب، ۸۴/۱۴۔ کی سزا، اس کی شدت، ۴۵/۱۴۔ کے گواہ، ۹۶/۱۴۔ کی گواہی، ۸۳/۱۹۔ قیامت میں، ۴۹/۱۴۔ مکہ میں، ۴۶/۱۴۔ اور ابن سبیل، ۲۸/۱۴۔ اور لوگوں کا ایمان، ۲۹/۱۸۔ اور روح کی حقیقت، ۸۵/۱۴۔ اور خرافات، ۱۱۰/۱۸۔ اور خطائی، ۴۳/۱۴، ۴۵۔ اور رشتہ دار، ۲۸/۱۴۔ اور مشرکین کے شبہات، ۹۵/۱۴۔ اور غفلت، ۲۳/۱۸۔ اور اصحاب کہف کا قصہ، ۲۲/۱۸۔ اور لوگوں کا کفر، ۲۹/۱۸۔ اور گمراہ افراد، ۴۵/۱۹۔ اور فقیر مؤمنین، ۲۸/۱۸۔ اور مساکین، ۲۸/۱۴۔ اور مشرکین، ۹۶/۱۴۔ اور مشرکین مکہ، ۳۲/۱۴۔ کے مخاطب، ۲۸/۱۸۔ کی مدح، ۱۸/۶۔ کا مربی، ۵۵/۱۴، ۶۰، ۶۵، ۴۹، ۸۵، ۸۷، ۱۰۹/۱۸، ۱۹/۶۳۔ کی ذمہ داری، ۲۶/۱۴، ۲۸، ۲۹، ۳۲، ۳۵، ۳۸، ۵۰، ۵۱، ۸۰، ۸۳، ۸۸، ۹۳، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۱۸/۴، ۲۴، ۳۲، ۳۵، ۱۰۹، ۱۶/۱۹، ۳۹، ۳۱، ۵۱، ۵۳، ۵۶، ۴۵۔ اس کا دائرہ کار، ۵۳/۱۴، ۸۵، ۹۳، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۱۸/۲۲، ۲۹۔ کی مشکلات، ۴۳/۱۴۔ کی معراج، ۶۰/۱۴، اس کی تاریخ، ۱/۱۴، اس کا فلسفہ، ۱/۱۴، اس کی قدرت، ۱/۱۴، اس کی معراج جسمانی، ۱/۱۴۔ سے روگردانی کرنے والے، ۳۶/۱۴، ۹۴/۱۹۔ کا معلم، ۵۰/۱۴، ۵۵، ۸۰، ۲۲/۱۸، ۲۶، ۲۹، ۸۳، ۱۰۳، ۶۳/۱۹۔ کے مقامات، ۵۵/۱۴، ۱، ۶۰، ۴۳، ۴۶، ۸۶، ۸۷، ۱/۱۸، ان کے اخروی مقامات، ۴۹/۱۴، ان کے معنوی مقامات، ۴۹/۱۴۔ کی تکذیب کرنے والے، ۳۸/۱۸۔ پر احسان، ۴۳/۱۴۔ کے خلاف موقف اختیار کرنا، ۱۰۱/۱۴۔ کی نبوت، ۸۶/۱۴، ۹۳، اس کا سبب، ۱/۱۸، اس کی تکذیب کرنے والے، ۹۳/۱۴۔ پر نزول قرآن، ۸۸/۱۴۔ کا کردار، ۸۶/۱۴، ۹۴/۱۹۔ کی نماز، ۱۱۰/۱۴، ان کی نماز شب، ۴۹/۱۴، ان کی بیت المقدس میں نماز، ۱/۱۴، ان کی شب معراج نماز، ۱/۱۴۔ کو نبی، ۲۳/۱۸، ۲۸۔ کی ضروریات، ۸۰/۱۴۔ کی معنوی ضروریات،

ماحول سازی: ر_ک، کفار

مستکبر قاندين: قیامت میں، ۶۹/۱۹، ان کی اخروی مشکلات، ۶۹/۱۹؛ کا کردار، ۴۱/۱۴، کا اخروی کردار، ۴۱/۱۴
 نیز: ک: ذکر، دینی قاندين اور رہبري ملک یدر کرنا: ر: ک، انبیاء، بنی اسرائیل، حضرت محمد (ص)، موسی (ع)
 معنوی وسائل: سے محرومیت، اس کے عوامل، ۵۹/۱۴: معاشرتی۔ اس کا سرچشمہ، ۹۸/۱۸: بے جا۔ اس کا احساس،
 ۶۸/۱۴: موت کے وقت۔ ۳۳/۱۹: ولادت کے وقت۔ ۱۵/۱۹: کا سبب، ۱۵/۱۹: کا سرچشمہ، ۹۹/۱۸، ۱۵/۱۹
 نیز، ر: ک، آرزو، اہل سنت، اصحاب کہف، سنت، زندگی، عیسی (ع)، غفلت، قیامت، ضرورتیں اور یحیی (ع)
 معاشرہ: ر: ک، سماج
 اجر، ر: ک، پاداش
 موت: اٹل، ۹۹/۱۴

معاشرتی: اس کا سبب، ۲۹/۱۴

معنوی: ۱۹/۱۹، ۵۶/۳۱، ۵۱، ان کا کردار، ۵۳/۱۹؛ کی بقائے اس کا سبب، ۲/۱۸؛ کی وضاحت، اس کے آداب،
 ۴/۱۴؛ کی تشویق، ۳/۱۸؛ کا دفاع، اس کا سبب، ۱۳/۱۸؛ کی شناخت، اس کے آثار، ۸۱/۱۴؛ کی ضد، ۲۸/۱۸، اس
 کی وضاحت کے آداب، ۴/۱۴، اس سے مقابلہ کا طریقہ، ۸۱/۱۴؛ کی حفاظت، اس کی اہمیت، ۱۸/۱۴، ۱۶/۴۳، اس کی
 تشویق، ۱۰/۱۸؛ کے اخروی مقامات، ان کی اہمیت، ۲۱/۱۴؛ کے دنیاوی مقامات۔ ان کی اہمیت، ۲۱/۱۴؛ کا
 معیار، ۱۹/۱۴، ۴۲، ۶۱، ۸۰، ۸۳، ۵/۱۸، ۲۸، ۶۵، ۱۰۵، ۶۶، ۶۳/۱۹، ۵۱، ۳۱، ۱۳؛ کے موانع، ۱۰/۱۴
 نیز: ک، اخلاق، اور میلانات

مدح: میں غلو سے اجتناب، ۵۰/۱۹ نیز: ک: ابراہیم (ع)، اسحاق (ع)، صداقت، موجودات، نوح (ع) اور یعقوب
 (ع)

مدیر: بہترین۔ ۵۱/۱۸؛ کو اختیارات کی سپردگی، ۸۶/۱۸

مدیریت (نظم امور کی صلاحیت): کی آفات، ۶۳/۱۹؛ کا طریقہ، ۵۱/۱۸، ۸۶، ۹۵؛ کے شرائط، ۵۱/۱۸، ۶۳/۱۹؛ میں
 نظارت، ۶۳/۱۹ نیز: ک: ذوالقرنین

مری: کا انتخاب، اس کا معیار، ۴۳/۱۷: کا تشکر، ۲۳/۱۷: کے حقوق، ۲۳/۱۷: کے لئے رحمت کی درخواست، ۲۳/۱۷: کے لئے دعا، ۲۳/۱۷: نیز: ک: آسمان، خلقت، ابراہیم (ع)، اسمعیل صادق الوعد (ع)، انسان، ذکر، زمین، عیسی (ع)، قرآن، محمد (ص) اور موجودات مرتبہ: کی محرومیت، ۲۰/۱۸

مردہ افراد: کی اخروی حیات، ۵۰/۱۷، ۵۱، ۵۲، ۹۹/۱۸، ۱۵/۱۹، ۳۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸: نیز: ک: معاو

میلانات: اقدار کی طرف میلان، اس کا پیش خیمہ، ۱۲/۱۷، ایمان کی طرف میلان، اس کے عوامل، ۲۹/۱۸، جاودانیت کی طرف میلان، ۳/۱۸، حق کی طرف میلان، اس کے آثار، ۲۹/۱۸، خیر کی طرف میلان، ۱۱/۱۷، کفار کی طرف میلان، ۴۳/۱۷، کفر کی طرف میلان، اس کے عوامل، ۲۹/۱۸، ظالمین کی طرف میلان، اس کی اخروی سزا، ۴۵/۱۷، اس کی دنیاوی سزا، ۴۵/۱۷، آسودہ حال افراد کی طرف میلان، اس

کا پیش خیمہ، ۲۸/۱۸، مشرکین کی طرف میلان، ۴۳/۱۷، معنوی: اس کا سبب، ۸۰/۱۸، کا کردار، ۳/۱۷: نیز: ک: آخرت، انسان اور بنی اسرائیل

موت: کے آثار، ۴۵/۱۷: کی اہمیت، ۳۳/۱۹: کی خوفناکی، ۱۵/۱۹: کی حتمیت، ۵۸/۱۷: کی حقیقت، ۹۸/۱۷: کی سختی، ۵۱/۱۷: سے فرار، ۶۷/۱۷، غفلت کے ذریعہ: اس کے آثار، ۳۱/۱۹: کفر کے ذریعہ: اس کے آثار، ۱۳/۱۹: سے نجات اس کا سبب، ۶۷، ۶۸/۱۷: کا وقت، اس کی اہمیت، ۱۵/۱۹: نیز: ک، آرزو، امن، انبیاء، انسان، بدن، قرآنی تشبیہات، ذکر، سلامتی، کفار، گمراہ، گنہگار افراد، مشرکین اور معاشرتی مقام،

مریض: ر: ک، بیمار مریم (ع): کا پانی پینا، ۲۶/۱۹: کی آرزو، ۲۳/۱۹، اس کا فلسفہ، ۲۳/۱۹: کا احترام، ۲۳/۱۹، ۳۱: کے زمانہ میں لوگوں کا اختلاف، ۳۷/۱۹: کا استعاذہ، ۱۸/۱۹: کا اشارہ، ۲۹، ۳۰/۱۹: کی شہرت، ۲۳/۱۹: کا اطمینان اس کے عوامل، ۲۱/۱۹: کا اعتراض، ۱۸/۱۹: کا غم و اندوہ، ۲۳/۱۹، ۲۳: کی حاملگی، ۲۰/۱۹، ۲۱، ۲۲، اس کے آثار، ۲۲/۱۹، اس کا اخفائی، ۲۳/۱۹، اس کا وقت، ۱۹، ۲۲، اس کا پیش خیمہ، ۱۷/۱۹، اس کی کیفیت، ۲۲/۱۹، اس کی مدت، ۲۲/۱۹، اس کا سرچشمہ، ۲۲/۱۹، اس کی خصوصیات، ۲۰/۱۹: کی بازگشت، ۲۷/۱۹، اس کا وقت، ۲۹/۱۹: کا بھائی، ۲۸/۱۹: کا انتخاب، ۵۸/۱۹: کو بشارت، ۲۰/۱۹، ۱۷، ۲۳: کا بشر ہونا، ۲۳/۱۹: کی

بکارت، ۲۰/۱۹؛ کی فکر، ۱۸/۱۹؛ کی پناہ گاہ، ۱۶/۱۹، ۱۷، ۱۸، ۲۳، اس کا مقام، ۲۳/۱۹؛ کے لئے پانی کی فراہمی،
 ۲۶/۱۹؛ کے لئے طعام کی فراہمی، ۲۶/۱۹؛ کا خوف، ۱۸/۱۹؛ کا تعجب، ۲۰/۱۹، ۲۱؛ کا تقرب، ۱۷/۱۹؛ کا تقویٰ
 ۱۸/۱۹؛ کا تکامل اس کے عوامل، ۱۹/۱۹؛ کی کوشش، اس کے آثار، ۲۵/۱۹؛ کا منزہ ہونا، ۳۲/۱۹، ۳۳، اس کے
 دلائل، ۳۰/۱۹؛ کی تنہائی، ۲۳/۱۹، ۲۶؛ کو وصیت، ۲۳/۱۹، ۲۶؛ پرزنا کی تہمت، ۲۰/۱۹، ۲۶، ۲۷، ۲۸،
 ۲۹؛ پر تہمت لگانے والے، ان کا نامن ہونا، ۳۳/۱۹؛ کی آنکھوں کا نور، اس کا سبب، ۲۶/۱۹؛ کا حسن سابقہ،
 ۲۰/۱۹، ۲۷؛ کا کھجور کھانا، ۲۶/۱۹؛ کی خواہشات، ۲۰/۱۹؛ کے رشتہ دار، ان کا مسکن، ۱۶/۱۹، مسجد الاقصیٰ کے
 کنارے ان کے رشتہ دار، ۱۶/۱۹؛ کا دفاع، ۲۹/۱۹؛ کی دلداري، ۲۳/۱۹؛ کی روحیات، ۲۳/۱۹؛ کا روزہ سکوت،
 ۲۶/۱۹، ۲۹؛ سے برتاؤ کا طریقہ، ۲۶/۱۹؛ کی زچگی، ۲۳/۱۹، ۲۶، ۲۷، اس کی خصوصیات، ۲۳/۱۹؛ کا سجدہ، ۵۸/۱۹
 کی سرزنش، ۲۸/۱۹؛ کا سرور، اس کا سبب، ۲۶/۱۹؛ کی سلامتی، ۲۰/۱۹؛ کی یہود میں شخصیت، ۲۸/۱۹؛ کی گوشہ
 نشینی، ۱۶/۱۹، ۲۲، ۱۷، اس کے عوامل، ۱۶/۱۹؛ کی عبادتگاہ، اس کی جہت، ۱۶/۱۹؛ کی عصمت، ۳۲/۱۹؛ کی
 عفت، ۱۸/۱۹، ۲۰، ۲۳، ۲۷، ۳۲، اس کے دلائل، ۳۰/۱۹، اس کے گواہ، ۲۱/۱۹؛ کے احساسات، ۲۷/۱۹؛ کی
 فراموشی، ۲۳/۱۹؛ کا فرزند، ۳۲/۱۹، ۳۳؛ کی بچہ داری اس کے آثار، ۱۹/۱۹، اس کے بارے میں سوال، ۲۰/۱۹؛
 کے فضائل، ۱۸/۱۹، ۲۰، ۳۲، ۵۸؛ کی قدرت، ۲۵/۱۹؛ کا قصہ، ۱۶/۱۹، ۱۷،

۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۳، اس میں کھجور کی تازگی، ۲۵/۱۹، اس کی وضاحت،
 ۱۶/۱۹، اس کا قصہ نخل، ۲۳، ۲۳/۱۹، نخل کا اگنا، ۲۵/۱۹، اس کے نخل کو حرکت دینا، ۲۵/۱۹، اس نخل کا پھل دینا
 ۲۵/۱۹، اس نخل کا خشک ہونا، ۲۵/۱۹، قصہ نخل کی خصوصیات، ۲۵، ۲۳/۱۹، اس کے نہر کا پانی، ۲۳/۱۹؛ کی
 کرامات، ۲۵/۱۹؛ کا گریہ، ۵۸/۱۹؛ کی حفاظت، ۲۶/۱۹؛ کے مدافع، ۲۶/۱۹؛ کی موت، ۲۳/۱۹؛ مسجد الاقصیٰ کے
 کنارے، ۱۶/۱۹؛ آیات خدا سننے وقت، ۵۸/۱۹؛ کا مسکن، ۱۶/۱۹؛ کا معلم، ۲۶/۱۹؛ کے مقامات
 ۱۹/۱۴، ۲۵/۱۴؛ کا معاشرتی مقام، ۲۳/۱۹؛ کی نذر، ۲۶/۱۹؛ کے زمانہ میں نذر، ۲۶/۱۹؛ پر جبرئیل کا
 نزول، ۱۹/۱۴، ۱۹/۱۹؛ کی نعمتیں، ۵۸، ۱۹/۱۹؛ کی پریشانی، ۱۹/۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۳، اس کا رفع، ۲۴/۱۹، اس کے رفع کے
 عوامل، ۲۶/۱۹، اس کے عوامل، ۲۲/۱۹، ۲۳، ۲۴؛ کے آبا و اجداد، ۲۸/۱۹، ان کی یہودی شخصیت، ۲۸/۱۹؛ کے
 والدین، ان کا حسن سابقہ، ۲۸/۱۹، ان کی عفت، ۲۸/۱۹؛ پر وحی، ۲۳/۱۹؛ کی ہدایت، ۲۵/۱۹، ۲۶، ۵۸؛ کا
 یقین، ۲۹/۱۹ نیز ک، جبرئیل، ذکر، زکوٰۃ، نماز، ہارون (ع) اور یہود

مس: (تابند) کے فوائد، ۹۶/۱۸ نیز ک، لوہا اور قرآنی تشبیہات

مسافریں: کی پذیرائی، ۴۷/۱۸ نیز ک، خضر (ع)

مساکین: کے اموال، ان کی حفاظت، ۴۹/۱۸؛ کے ساتھ سلوک، اس کا طریقہ، ۲۸/۱۴؛ کے حقوق، ان کی ادائیگی،
 ۲۶/۱۴؛ کی حمایت، ۴۹/۱۸؛ کی درآمد، ۴۹/۱۸؛ کا شغل، ۴۹/۱۸؛ سے عذر خواہی، ۲۴/۱۴؛ مسکین سے مراد،
 ۴۹/۱۸، نیز ک، محمد (ص)

مسئولین: کو خبردار کرنا، ۱۹/۱۸

مسئولیت (ذمہ داری): کا پیش خیمہ، ۳۳/۱۹؛ میں مؤثر عوامل، ۳/۱۴، ۳۳، ۳۶ نیز ک، خاص موارد

مسئولیت کو قبول کرنا: ۴۶/۱۸ نیز ک، خضر (ع)، موحدین اور یحییٰ (ع)

مستجاب الدعویہ: ۳/۱۹

مستکبرین: کی سزا، ۴۰/۱۹؛ کے مراتب، ۴۰/۱۹؛ جہنم میں، ۴۰/۱۹؛ قیامت میں، ۳۹/۱۹

مسجد: کے احکام، ۲۱/۱۸؛ کی تاریخ، ۲۱/۱۸؛ کا تقدس، ۲۱/۱۸؛ پر قبروں کی تعمیر، ۲۱/۱۸ نیز ک، اصحاب کہف

اشارے (۶)

مسجد الاقصیٰ: کی قدر و قیمت، ۴/۱۴، کی اہمیت، ۴/۱۴، کی برکت، ۱/۱۴، کا مشرق، ۱۶، ۱۴/۱۹، کو فتح کرنے والے، ۴/۱۴، کی فتح، ۴/۱۴، کی خصوصیات، ۱/۱۴، نیز ر_ک، محمد (ص) اور مریم (ع)
مسجد الحرام: کی اہمیت، ۱/۱۴، نیز ر_ک، محمد (ص)
مسکن: ر_ک: مریم (ع)

مسلمان: وں کی اصول پرستی، اس کے آثار، ۴۳/۱۴، وں کی حیلہ سازی، اس کے آثار، ۴۳/۱۴، وں کی معاشرتی ذمہ داری، ۲۶/۱۴، صدر اسلام کے ان کو اذیت، ۹۶/۹، ان کی خواہشات کے رد کا فلسفہ، ۵۹/۱۴، ان کی محبوبیت، ۹۶/۱۹، ان کی مشکلات، ۹۶/۱۹، ان کی معاشرتی مشکلات، ۴۳/۱۹، ان کی اقتصادی مشکلات، ۴۳/۱۹، ان کی سیاسی مشکلات، ۴۳/۱۹، ان کو وعدہ، ۹۶/۱۹، نیز ر_ک: کفار
مسلمانان مکہ: کو اذیت، ۹۶/۱۹، کی مشکلات، ۹۶/۱۹
مسیحی افراد: کا اختلاف، ۳۷/۱۹

مسیحیت: ر_ک: زکوٰۃ اور نماز

مشاجرہ: کے آثار، ۵۳/۱۴

مشاورہ: ر_ک: کفار

مشرق: ر_ک: ذوالقرنین اور سرزمین

مشرکین: ۵/۱۸ کی مغفرت، اس کے شرائط، ۳۳/۱۴، کے ذریعہ اتمام حجت، ۹۶/۱۴، کا اخروی ایجاب، ۵۲/۱۴، کے لئے استغفار، ۳۷/۱۹، کا استمداد، ۵۲/۱۸، ان کی اخروی امداد کا روکیا جانا، ۵۳/۱۸، ۵۲، کی روگردانی، ۳۶/۱۴، کے افتراء، ۸۹/۱۹، کو انذار، ۴۳، ۴۳، ۴۶/۱۴، ۹۶، کا انفاق، اس کا ترک، ۱/۱۴، ۱۰۰، کی اخروی اطاعت، ۵۲/۱۴، کی بت پرستی، اس کا انگیزہ، ۸۱/۱۹، کا بخل، ۱۰۰/۱۴، اس کا اعلان، ۱۰۰/۱۴، کی بہانہ جوئی، ۹۳، ۹۶/۱۴، کی بے وقعتی، ۹۶/۱۴، ۱۸/۱۸، کی بی ایمانی، ۳۹/۱۹، کی بی منطقی، ۳۹/۱۴، ۱۵/۱۸، کی فکر، ۳۹/۱۴، ۹۳، ۹۵، ۳۸/۱۸، ۸۱/۱۹، ۹۲، ۹۳، کا بے یار و مددگار ہونا، ۲۲/۱۴، ۵۲/۱۸، کے شبہات کا جواب، ۵۱/۱۴،

۱۱۰، اس کا سرچشمہ، ۹۵/۱۴؛ کی تحقیر، ۳۹/۱۴؛ کا خوف، ۱۰۰/۱۴؛ کی اخروی تشنگی، ۸۶/۱۹؛ کی کوشش، ۴۳/۱۴، ۲۱/۱۸؛ کو خبردار کرنا، اس کا سبب، ۳۱/۱۴؛ کی اخروی تنہائی، ۹۵/۱۹؛ کی سازش، ۴۳/۱۴، ۴۲، ۴۳، ۴۴، اس سے اجتناب، ۲۰/۱۸، اس سے روگردانی، ۴۳/۱۴، اس کی شکست، ۴۶/۱۴؛ کی توقعات، ۵۱/۱۴، ۵۶؛ کی تہمت، ۳۳/۱۴، اس کے عوامل، ۳۹/۱۴؛ کی ثروت اندوزی، ۱۰۰/۱۴؛ کی جن پرستی اس کا انگیزہ، ۸۱/۱۹؛ کا حساب و کتاب، ۸۳/۱۹؛ کا اخروی حشر، ۳۸/۱۸، اس کی خصوصیات، ۹۵/۱۹؛ کا حق قبول نہ کرنا، اس کے آثار، ۱۰۱/۱۴؛ کی خدا شناسی، ۹۳/۱۴؛ کے خواہشات، ان کی مادی خواہشات، ۱۰۰/۱۴، ان کا رد، ۱۰۱/۱۴؛ کا درک، اس کے عدم کے آثار، ۳۹/۱۴؛ کے دشمن، ۸۶/۱۹، ان کے اخروی دشمن، ۸۲/۱۹؛ کی دشمنی، ۳۶/۱۴، ۴۶، ۸۲/۱۹؛ کی دنیا طلبی، ۱۰۰/۱۴، ۳۸، ۳۰/۱۸؛ کی ذلت، ۸۲/۱۹؛ کی اخروی ذلت، ۸۶/۱۹؛ کی اخروی ذلت کے عوامل، ۸۲/۱۹؛ کے ساتھ برتاؤ کا طریقہ، ۵۳/۱۴، ۳۵/۱۹؛ کے برتاؤ کا طریقہ، ۳۶/۱۴، ۵۳؛ کے ساتھ زندگی، ۳۸/۱۹؛ کی مذمت، ۲۲/۱۴، ۳۹، ۳۰؛ کا شرک ربوبی، ۵۱/۱۸؛ کی شقاوت، ۲۰/۱۸؛ کا شک، ۵۱/۱۴، ان کا معاد پر شک، ۳۹/۱۴، کا ظلم، ۱۵/۱۸؛ کی عبادات، ان کا بطلان، ۸۲/۱۹؛ کا عجز، ۳۳/۱۴، کا اخروی عجز، ۵۳/۱۸؛ کی اخروی عجلت، ۵۲/۱۸؛ کا عدم تعقل، اس کی نشانیاں، ۳۶/۱۴؛ کا عذاب، اس میں عجلت سے اجتناب، ۸۳/۱۹، اس کی حتمیت، ۵۸/۱۴، ۸۳/۱۹؛ اس کی درخواست، ۸۳/۱۹؛ ان کا اخروی عذاب، ۳۹/۱۴، ان کا جسمانی عذاب، ۳۹/۱۴، ان کا ارواحانی عذاب، ۳۹/۱۴، اس کے موانع، ۴۶/۱۴؛ کا عصیان، ۶۱/۱۴؛ کا عقیدہ، ۵۶/۱۴، ۹۳، ۵۰/۱۸، ۵۱، اس کا باطل عقیدہ، ۳۰/۱۴، ۳۳، ۵۲/۱۸؛ کے علائق، ۵۲/۱۸؛ کی غفلت، ۳۸/۱۴، ۳۶/۱۹، اس کے آثار، ۹۵/۱۴؛ کا انجام، ۳۹/۱۴، ۵۸، اس کا برا انجام، ۲۲/۱۴؛ کا کتمان حق، ۲۱/۱۸؛ کا کفر، ۳۹/۱۴؛ کے جہنم داخل ہونے کی کیفیت، ۳۹/۱۴؛ کے گواہ، ۹۶/۱۴؛ کا اخروی محاکمہ، ۸۲/۱۹؛ کی محرومیت، ۳۰/۱۸، بہانہ جو ان کو دھمکی، ۹۶/۱۴؛ حق قبول نہ کرنے والے ان کی دھمکی، ۹۶/۱۴؛ جہنم میں، ۳۹/۱۴؛ قیامت میں، ۵۲/۱۴، ۳۸/۱۸، ۵۲، ۵۳، ۸۲/۱۹، ان کا حضور، ۸۲/۱۹؛ صدر اسلام کے ان کی اندھی تقلید کے آثار، ۵/۱۸، ان کا انذار، ۱۸/۱۹، ان کی بت پرستی، ۸۱/۱۹، ان کی فکر، ۸۱/۱۹، ان کی پیغمبر شناسی، ۳۶/۱۴، ۹۳، ان کے باطل معبودوں کا تعدد، ۸۱/۱۹، ان کا حق قبول نہ کرنا، ۹۴/۱۹، ان کے تقاضے، ۵۹/۱۹، ان کے تقاضوں کا رد، ۵۹/۱۴، ان کا عقیدہ،

۵/۱۸، ان کے آبا و اجداد کا عقیدہ، ۵/۱۸، ان کے عقیدے کا سرچشمہ، ۵/۱۸، ان کی بت پرستی کا فلسفہ، ۸۱/۱۹، ان کی ہٹ دھرمی، ۹۷/۱۹، وہ اور عزت، ۸۱/۱۹، ان کے غلط معیار، ۹۳/۱۷، اور توحید، ۳۶/۱۷، وہ اور توحید ربوبی، ۳۶/۱۷، اور محمد (ص)، ۵۳/۱۷، ۷۳، اور موت، ۳۹/۱۷، اور معاد، ۳۹/۱۷، اور باطل، ۵۲/۱۸، ۵۳، اور نبوت، ۹۳/۱۷، کی مشکلات، ان رفع ہونا، ۵۶/۱۷، کے معبود، ۵۶/۱۷، ۵۷، قیامت میں ان کے معبودوں کا حضور، ۸۲/۱۹، ان کی امیدواری، ۵۷/۱۷، ان کا اخروی محاکمہ، ۸۲/۱۹، ان کے باشعور معبود، ۵۶/۱۷، ان کے باطل معبود، ۸۲/۱۹، کی مکاری، ۷۳/۱۷، کی ملائکہ پرستی، اس کا سبب، ۸۱/۱۹، کی مملوکیّت، ۹۵/۱۹، کو مہلت، ۵۲/۱۸، اس کے دلائل، ۸۳/۱۹، اس کی کمی، ۸۳/۱۹، کا نامہ عمل، ۸۳/۱۹، کو خبردار کرنا، ۳۷/۱۸، ۵۲، کی ہدایت، ۳۹/۱۷، کا باہمی توافق، ۳۹/۱۷، کے مقابلہ میں ہوشیاری، ۳۸/۱۷، کی ناامیدی، اس کے عوامل، ۸۱/۱۷

نیزر ک، اصحاب کہف، برائت، جاہلیت، میلانات، مؤمنین اور محمد (ص)

مشرکین مکہ: کی اذیتیں، ۹۶/۱۹، کا انذار، ۹۲/۱۷، کا انگیزہ، ۳۶/۱۷، کا ایمان، اس کے شرائط، ۹۰/۱۷، ۹۲، ۹۳، کی بہانہ جوئی، ۹۰/۱۷، کی بے ایمانی، ۹۲/۱۷، ۹۳، کی بے منطقی، ۳۱/۱۷، کی فکر، ۳۰/۱۷، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، کی بیٹے سے دوستی، ۳۰/۱۷، کا حس پر اعتماد، ۹۰/۱۷، ۹۲، ۹۳، کے دل پر مہر، اس کے آثار، ۳۶/۱۷، کے تقاضے، ۹۰/۱۷، ۹۲، ۹۳، کی دنیا طلبی، ۹۳/۱۷، کے برتاؤ کا طریقہ، ۳۱/۱۷، ۱۰۱، کی سماعت کا سنگین ہونا، اس کے آثار، ۳۶/۱۷، کا شرک، ۳۲/۱۷، کا عقیدہ، ۳۰/۱۷، ۹۲، ان کا باطل عقیدہ، ۳۲/۱۷، کے علائق، ۳۶/۱۷، کی غفلت، ۹۳/۱۷، کا کفر، ۳۹/۱۷، ۱۰۱، اس کے دلائل، ۹۳/۱۷، کی گمراہی، اس کے آثار، ۳۸/۱۷، کی لجاجت، ۹۰/۱۷، ۹۱، ۹۲، کی مادہ پرستی، ۹۲/۱۷، ۹۳، کے ساتھ مجادلہ، ۳۰/۱۷، کی محرومیت، ۳۶/۱۷، اور آیات خدا، ۹۳/۱۷، اور قرآن، ۳۱/۱۷، ۹۰، ۹۳، اور محمد (ص)، ۹۲/۱۷، اور معجزہ، ۹۳/۱۷، کی منفعت طلبی، ۹۰/۱۷، کا ہدایت قبول نہ کرنا، ۳۸/۱۷، کا خواہشات کی اتباع، ۳۱/۱۷، ۳۶، نیزر ک: محمد (ص)

مشکلات: کا رفع، اس کی درخواست، ۵۶/۱۷، اس کا پیش خیمہ، ۳/۱۹، نیزر ک، اخلاص، رشتہ دار، زندگی، فرزند، فقراء اور نادر

مصلح: اجتماعی، ۳۵/۱۷، نیزر ک: انسان، ذوالقرنین، ضعفاء، مؤمنین، مقتول اور یتیم
مصر: ک: بنی اسرائیل اور موسیٰ (ع) // مصرف: کے آداب، ۲۹/۱۷، میں اعتدال، ۲۹/۱۷

مصیبت: کا سرچشمہ، ۸۲/۱۷

مطالعہ: ر_ک: آسمان، خلقت، آیات خدا، انسان، تاریخ، زمین اور عمل، خدا کے مردود بندے: ۱۸/۱۷، ۶۳، ۳۵، ۱۹، مظلوم: کے حقوق، ان کی اہمیت، ۳۳/۱۷، کی حمایت اس کی اہمیت، ۳۳/۱۷، مقتول کی حمایت: ۳۳/۱۷، اس کی عقلانیت، ۳۳/۱۷، اس کی فطرت، ۳۳/۱۷، نیز ر_ک: خدا کی سنیں مظلومیت: ر_ک، امام حسین (ع)

معاذ: کو بعید خیال کرنا، ۳۹/۱۷، ۹۸، ۶۶/۱۹، اس کے آثار، ۶۶/۱۹، اس کی بے منطقی، ۳۶/۱۸، اس کے اوامر، ۵۱/۱۷، کی اہمیت، ۵۰/۱۷، ۹۹، ۹۸/۱۸، کے بارے میں سوال، ۵۱/۱۷، کی تکذیب، ۳۹/۱۹، ۶۶، اس کے آثار، ۳۴/۱۸، ۳۸، ۳۹، ۱۰۵، ۶۶/۱۹، اس سے اجتناب، ۴۲/۱۹، اس کی بے منطقی، ۳۶/۱۸، ۳۸، اس کی مذمت، ۳۸/۱۸، اس کی حیرانگی، ۶۶/۱۹، اس کا ظلم، ۹۹/۱۷، اس کے عوائل، ۳۹/۱۷، ۹۹، اس کے مبلغین، ۶۸/۱۹، کی حتمیت، ۵۱/۱۷، ۹۹، ۱۰۸، ۲۱/۱۸، اس کی حقانیت، ۲۱/۱۸، کی حقیقت، ۳۹/۱۷، ۹۸، کے دلائل، ۵۱/۱۷، ۲۱/۱۸، ۳۴، ۶۶/۱۹، کا سہل ہونا، ۵۲/۱۷، کے شبہات ان کا جواب، ۵۰/۱۷، ۵۱، اس کے رفع کا سبب، ۵۱/۱۷، ۲۱/۱۸، اس میں شک، ۵۱/۱۷، اس کے آثار، ۳۴/۱۸، اس کی مذمت، ۶۶/۱۹، اس کی حیرت انگیزی، ۶۶/۱۹، کی حیرت انگیزی، ۶۶/۱۹، کا عدم در_ک، اس کے آثار، ۳۹/۱۷، کا قانونی ہونا، ۹۹/۱۷، پر قدرت، ۱۷/۵۱، پر ایمان لانے والے اس کی تقویت کے عوائل، ۲۱/۱۸، جسمانی، ۵۰/۱۷، ۵۱، ۹۷، ۹۹، ۲۹/۱۸، ۳۱، ۳۸، ۹۹، ۶۶/۱۹، اس کا بعید تصور کرنا، ۹۸/۱۷، اس کی تکذیب کرنے والے، ۳۹/۱۷، کی شناخت اس کا سبب، ۵۱/۱۷، ۹۹، قیامت سے پہلے ۹۹/۱۷، کی تکذیب کرنے والے، ۳۹/۱۷، ان کے استہزاء، ۵۱/۱۷، ان کی بہانہ جوئی، ۵۱/۱۷، _ان کی بے منطقی، ۳۹/۱۷، ۹۱، ان کی شبہات کا جواب، ۵۱/۱۷، ان کا سوال، ۵۱/۱۷، ان کا حشر، ۶۸/۱۹، ان کے حشر کا حتمی ہونا، ۶۸/۱۹، ان کے حشر کی کیفیت، ۶۸/۱۹، ان کے دلائل، ۶۶/۱۹، ان کی اخروی ذلت، ۶۸/۱۹، ان کے برتاؤ کا طریقہ، ۶۶/۱۹، ان کا شک، ۲۱/۱۸، ان کا ظلم، ۴۲/۱۹، ان کی سزا، ۱۰۶/۱۸، ۶۸/۱۹، ان کی لجاجت، ۵۱/۱۷، ۶۸/۱۹، جہنم کے اطراف میں ان کی تکذیب کرنے والے، ۶۸/۱۹، قیامت میں ان کی تکذیب کرنے والے، ۳۸/۱۸، ۶۸/۱۹، کا سرچشمہ، ۵۱/۱۷، کی خصوصیات، ۳۸/۱۸، نیز ر_ک: اصحاب کہف، امیدواری، ایمان، تشبیہات قرآن، دنیا طلب افراد، عقیدہ، غفلت اور مشرکین

معاش: کی فراہمی، اس میں میانہ روی کی اہمیت، ۲۹/۱۴، اس کی اہمیت، ۶۶/۱۴ نیز ک: انسان معاشرت: کے آداب، ۲۳/۱۴، ۲۳، ۲۸، ۵۳، ۲۲/۱۸، ۶۲، ۲۶/۱۹، ۳۵، ۳۴، پسندیدہ۔ اس کی اہمیت، ۵۳/۱۴، اس کا پیش خیمہ، ۵۳/۱۴ نیز ک: فقراء اور مؤمنین

معاملہ: کے احکام، ۳۵/۱۴، ترازویں، ۳۵/۱۴، میں خیانت، اس سے اجتناب، ۳۵/۱۴، میں صداقت، اس کی قدر و قیمت، ۳۵/۱۴ نیز ک: بیع

معبود: کا تعدد، اس کا بطلان، ۳۲/۱۴، اس کا زیان، ۳۲/۱۴، کی حاکمیت، اس کی وسعت، ۳۲/۱۴، کی قدرت، ۵۶/۱۴ نیز ک: آذر، باطل معبود، سچے معبود اور معبودیت

معبود باطل: سے اجتناب، ۸۵/۱۹، کی بے منطقی، ۱۰۲/۱۸، کا بطلان، ۵۶/۱۴، اس کی نشانیاں، ۸۳/۱۹، سے برائت، ۸۲/۱۹، کا خوف، ۵۴/۱۴، کا تقرب، ۳۲/۱۴، کی کوشش، ۵۴/۱۴، کی اخروی تنہائی، ۹۵/۱۹، سے توقع، ۵۶/۱۴، کا حشر اس کی خصوصیات، ۹۵/۱۹، کے اخروی دشمن، ۸۲/۱۹، کے ساتھ دشمنی، ۸۲/۱۹، کی دشمنی، ۸۲، ۸۳/۱۹، ان کی اخروی دشمنی، ۸۲/۱۹، کا شعور، ۵۲/۱۸، کی شفاعت، ۸۴/۱۹، کی عبودیت، ۳۲/۱۴، کا عجز، ۶۵/۱۴، ۵۲/۱۸، ۱۰۲، ۸۲/۱۹، قیامت میں، ۵۲/۱۸، ۵۳، ۸۲/۱۹، ۸۴، اور زیاں کی تبدیلی، ۵۶/۱۴، اور رفع زیاں، ۵۶/۱۴، اور عرش، ۳۲/۱۴، کی اخروی تکذیب کرنے والے، ۸۲/۱۹، کا کردار، ۸۲/۱۹

نیز ک: استمداد، کفار، مشرکین، سچے معبود اور معبودیت معبود برحق:

کا ادراک، ۳۲/۱۹، کی بصارت، ۳۲/۱۹، کا منزہ ہونا، ۱۱۱/۱۴، کے شرائط، ۳۲/۱۹، کی سماعت، ۳۲/۱۹، کی قدرت، ۳۲/۱۹، کے کمالات، ۱۱۱/۱۴، اور کردار، ۱۱۱/۱۴، اور ضرورت، ۱۱۱/۱۴ نیز ک: معبود، باطل معبود اور معبودیت // مسالمت نہ کرنا: ک، دینی راہبر // معبودیت: کا ملاک، ۳۲/۱۴، ۵۶، ۵۷، ۱۱۱، ۱۳/۱۸

معجزہ: معجزہ نمائی، ۵۹/۱۴، جادو اور کافوت، ۱۰۲/۱۴، کی تکذیب، ۵۹/۱۴، اس کے آثار، ۵۹/۱۴، ۱۰۲، کی حقانیت، اس کا علم، ۱۰۲/۱۴، کے شرائط، ۵۹/۱۴، کا فلسفہ، ۵۹/۱۴، کا قبولیت، اس کا سبب، ۵۹/۱۴، سے محرومیت اور اس کے عوامل، ۵۹/۱۴، اختراعی، ۵۹/۱۴، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، اس کا رب، ۵۹/۱۴، ۹۳، ۱۰۱، اس کے رد کا فلسفہ، ۵۹/۱۴، حسنی اس کی درخواست، ۹۰/۱۴، ۹۱، ۹۳، کی تکذیب کرنے والے، ۵۹/۱۴، ان کا باہمی توافق، ۵۹/۱۴، کا سرچشمہ، ۵۹/۱۴، ۹۳، کا نزول، کے نزول کا فلسفہ، ۱۰۲/۱۴، کا کردار، ۱۰۲/۱۴، ۱۰/۱۹

نیزر ک: آیات خدا، حق، صلح (ع)، عیسی (ع)، فرعون، فراعنہ، قوم ثمود، محمد (ص)، مشرکین مکہ، موسی (ع) اور یحیی (ع) معراج: شب۔ اس کی فضیلت، ۱/۱۷ میں حقائق کا ظہور، اس کا فلسفہ، ۶۰/۱۷ آیات خدا میں سے، ۱/۱۷ نیزر ک: محمد (ص)

معصیت: ر ک: گناہ

معلم: کا احترام، ۶۹/۱۸؛ کا کردار، ۶۶/۱۸، ۶۷/۱۸ نیزر ک، اطاعت، خضر (ع)، محمد (ص)، مریم (ع) اور موسی (ع) معنویات: کی پاداش، ۳۶/۱۸؛ کی جاودانیت، ۳۶/۱۸ نیزر ک: امیدواری اور موحدین

مغرب: ر ک: ذوالقرنین اور سرزمین

مغفرت: ر ک: بخشش

مغل قوم: کا تہذیب و تمدن، ۹۳/۱۸؛ کے تجاوز کا خطرہ، ۹۳/۱۸

مفسد: کے دفع کی اہمیت، ۳۲/۱۷

مفسدین: کی امداد اس کا انجام، ۱۰۳/۱۷؛ کی جداسازی، ۹۷/۱۸؛ کی ذلت، ۸/۱۷؛ کی سرکوبی، اس کی اہمیت، ۵/۱۷؛ کی شکست، ۸/۱۷؛ کا کفر، ۸/۱۷؛ کی سزا، ۸/۱۷، ان کی اخروی سزا، ۸/۱۷، ان کی دنیاوی سزا، ۸/۱۷؛ کا محاصرہ، ۹۷/۱۸؛ جہنم میں، ۸۰/۱۷؛ کا ہجوم، اس سے مقابلہ، ۹۳/۱۸، اس سے ممانعت، ۹۷/۱۸؛ کے ساتھ تعاون، اس کی سزا، ۱۰۳/۱۷

مقابلہ بہ مثل: ر ک: موسی (ع)

بعثت سے ملحق: کی تاریخ، ۸۱/۱۹؛ مقامات: اخروی، ۲۱/۱۷، اس میں موثر عوامل، ۲۱/۱۷، دنیاوی۔ اس کے آثار، ۸۱/۱۹؛ مقامات معنوی: کی قدر و قیمت، ۷۹/۱۷؛ کا پیش خیمہ، ۷۹/۱۷، ۵۱، ۵۶؛ کے شرائط، ۱۲/۱۹؛ کے عوامل، ۷۹/۱۷؛ کا سرچشمہ، ۷۹/۱۷، مقام محمود، اس کی قدر و قیمت، ۷۹/۱۷؛ مقاومت: ر ک: استقامت

مقتول: کے اولیاء، ان کے اختیار، ۳۲/۱۷، ان کے اختیارات کا دائرہ کار، ۳۳/۱۷، ان کے حقوق، ۳۳/۱۷، ان کی جماعت، ۳۳/۱۷، ان کی لغزش کا سبب، ۳۳/۱۷، ان کے مصلح، ۳۳/۱۷، ان کی نصرت، ۳۳/۱۷ نیزر ک، مظلوم

مقدرات: ر ک: خدا

مقربین: کا ناقابل گمراہ ہونا، ۶۵/۱۴؛ کا حامی، ۶۵/۱۴؛ کی کمی، ۶۵/۱۴؛ کی مصونیت، ۶۵/۱۴

معاشرتی قوانین: کے سہل ہونے کی اہمیت، ۸۸/۱۸

مغفرت: کا سبب، ۲۵/۱۴؛ کی شرائط، ۲۵/۱۴؛ کے شامل حال افراد، ۲۵/۱۴؛ کا سرچشمہ، ۳۴/۱۹؛ کے اسباب، ۱۴/۱۴

۲۵- کا وعدہ، ۳۲/۱۴؛ نیز ک، اللہ تعالیٰ، بشارت، توبہ کرنے والے، شرک، صالحین اور مشرکین

مکہ: اہل ان کی ضروریات، ۹۰/۱۴؛ کی تاریخ، ۹۰/۱۴؛ اس میں پانی کی کمی، ۹۰/۱۴؛ کی ماحولیاتی کیفیت، ۹۰/۱۴

نیز ک: مکہ کے حق قبول نہ کرنے والے افراد، کفار مکہ: محمد (ص)، مسلمانان مکہ اور مشرکین

ملائکہ: کی اطاعت، ۶۱/۱۴؛ کی فرمانبرداری، ۵۰/۱۸، ۶۳/۱۹؛ کا مونث ہونا، ۳۰/۱۴، اس کا رد، ۳۰/۱۴؛ کا تجسم،

۱۴/۱۹؛ کا شرعی وظیفہ، ۵۰/۱۸، اس پر عمل، ۵۰/۱۸؛ کی تلقین، ۶۵/۱۹؛ پر تہمت، ۳۰/۱۴؛ کی جنس، ۳۰/۱۴؛ کا

حاکم، ۶۳/۱۹؛ کا خضوع، ۶۱/۱۴؛ کی خلقت، ۶۳/۱۹؛ کے حضور کی درخواست، ۹۲/۱۴؛ کے مشاہدہ کی

درخواست، ۹۲/۱۴؛ کی گواہی کی درخواست، ۹۲/۱۴؛ کا مشاہدہ، ۱۴/۱۹؛ کا سجدہ، ۱۸/۱۴، ۵۰/۶۱، اس کے آثار،

۶۲/۱۴؛ کی طبیعت، ۵۰/۱۸؛ کا عمل اس کا سرچشمہ، ۶۳/۱۹؛ کی وحی، ۶۳/۱۹؛ کی مملوکی، ۶۳/۱۹؛ کی نبوت،

۹۵/۱۴؛ کا نزول، اس کا سرچشمہ، ۶۳/۱۹؛ کا کردار، ۹۵/۱۴، ۵۰/۱۸، ۶۳/۱۹؛ نیز ک: آدم (ع)، ابلیس، انسان، خدا

کے برگزیدہ افراد اور غفلت

ملائکہ پرستی: ر: ک: مشرکین

معیارات: کا تراحم، ۷۹/۱۸

ملعونین: ر: ک: امتحان

ملکوت: ر: ک: محمد (ص)

مناجات: ر: ک: زکریا (ع)

منفعت: کی تشخیص اس کی اہمیت، ۱۰۳/۱۸، اس کے موانع، ۱۱/۱۴؛ کا علم، ۱۰۳/۱۸؛ نیز ر: ک، انسان، دنیا طلب

افراد، عیسیٰ (ع) اور صالحین

منفعت طلبی: ر: ک: دنیا طلب افراد اور مشرکین مکہ

مواسات: کی اہمیت، ۱۹/۱۸

موافق قیامت: ر_ک: قیامت

موجودات: شماری، ۹۳/۱۹: پراحاطہ، ۹۳/۱۹: کے اقسام، ۴۰/۱۴، ان کا خاک میں تبدیل ہونا، ۸/۱۸: کی خدا پر ترجیح، ۳۰/۱۴: کی تسبیح، ۳۳/۱۴، ان کا فہم، ۳۳/۱۴، ان کے فہم سے عاجز رہنا، ۳۳/۱۴: کی حمد، ۳۳/۱۴، ۱۱۱، اس کا فہم، ۳۳/۱۴: کی حیات اس کے در_ک کا سبب، ۳۵/۱۸: کا خلق، ۴/۱۸، ۳۵/۱۹، اس کی مدح، ۳۳/۱۴: کی خلقت، ۱۲/۱۸، ۳۹، ۳۵/۱۹، اس کا سرچشمہ، ۱۰۹/۱۸، ۳۵/۱۹: پر تسلط، ۹۳/۱۹: کا شعور، ۳۳/۱۴: کی شمارش، ۱۰۹/۱۸، ۹۳/۱۹، اس کا محال ہونا، ۱۰۹/۱۸: کی عبادات، ۳۳/۱۴: کی عبودیت، ۹۳/۱۹، اس کے دلائل، ۹۳/۱۹: کا عجز، ۱۴/۱۸، ۹۲/۴۲، ۱۹، ۳۰/۱۹: کا عجز، ۱۴/۱۸، ۴۲، ۹۲/۱۹: کا انجام، ۸/۱۸، ۳۰/۱۹: کا مالک، ۹۳/۱۹: کی مالکیت، اس کی خصوصیات، ۳۰/۱۹: کا مربی، ۶۵/۱۹: کی مملوکیّت، اس کے دلائل، ۹۳/۱۹، باشعور، ۴۰/۱۴، ۸۸، ۵۰/۱۸، ان کی اخروی تنہائی، ۹۵/۱۹، ان کا حشر، ۹۵/۱۹، ان کے حشر کی خصوصیات، ۹۵/۱۹، ان کی محدودیت، ۹۳/۱۹، ان کی عبودیت کی نشانیاں، ۹۵/۱۹، ان کی مملوکیّت کی نشانیاں، ۹۵/۱۹، ان کی معنوی ضروریات، ۹۵/۱۴، برتر، ۴۰/۱۴: کی فضائی، ۶۵/۱۹، اس کا مربی، ۶۵/۱۹: کی ناپائیداری، ۸/۱۸: کا لامتناہی ہونا، ۱۰۹/۱۸: کا نطق، ۳۳/۱۴: کا کردار، ۳۳/۱۴: کی نیازمندی، اس کے آثار، ۱۰۲/۱۸: کی ضروریات، ۹۵/۱۴: پر ولایت، ۲۶/۱۸: نیزر_ک، آسمان، خدا اور زمین

موحدین: ۲۱/۱۸، ۱۰: کا احسان، ۳۳/۱۴: کی امیدواری، ۵/۱۹: کا معنویات کے لئے اہتمام کرنا، ۶/۱۹: کا ایمان، ۹۸/۱۸: کی فکر، ۹۸/۱۸، ۵/۱۹: کی تبعید، ۲۱/۱۸: کی فکری تقویت، ۱۳/۱۸: کی تقویت اس کے عوامل، ۲۱/۱۸: کا تواضع، ۹۸/۱۸: کی خدمت گذاری، ۹۵/۱۸: کی خواہشات، ۶/۱۹: کا شرک سے مقابلہ، ۱۵/۱۸: کے فضائل، ۵/۱۹: کی مسؤلیّت، ۲۰/۱۸، ۱۱۰: کا ذمہ داری قبول کرنا، ۱۵/۱۸: کے مقامات، ۲/۱۴: قیامت میں، ۸۵/۱۹، مہاجر_ان کے مددگار، ۱۶/۱۸: کا میزبان، ۸۵/۱۹: کی نشانیاں، ۲۳/۱۴: کی نعمتیں، ۱۳/۱۸، ان کا اضافہ، ۳۰/۱۸: کی خصوصیات، ۹۵/۱۸: کی ہدایت، ۲/۱۴: نیزر_ک: اصحاب کہف

موسیٰ (ع): کا ادب، ۶۹/۱۸: کی استراحت، ۶۲/۱۸: کا مہلت طلب کرنا، ۴۶/۱۸، اس کی قبولیت، ۴۴/۱۸: کا اجازت طلب کرنا، ۶۶/۱۸: کا اعتراض، ۴۱/۱۸، ۴۲، ۴۳، ۴۸، اس کا رد، ۴۳/۱۸، ۴۵، اس کا فلسفہ، ۴۱/۱۸: کا

اقرار، ۱۸/۴۱، ۴۶؛ کا انذار، ۱۲/۱۰۲؛ کی فرمانبرداری، ۱۸/۸۲؛ کے مقاصد، ۱۸/۶۶؛ کی بازگشت، ۱۸/۶۵، ۶۳،
 اس کا راستہ، ۱۸/۶۳؛ کا بھائی، ۱۹/۵۳؛ کی برتری، ۱۹/۵۳؛ کا برتاؤ، اس کی خصوصیات، ۱۲/۱۰۲؛ کا انتخاب، ۱۹/
 ۵۱، ۵۲، اس کے آثار، ۱۹/۵۱؛ کی بے صبری، ۱۸/۶۶، ۴۲، ۴۳، ۴۵، ۴۶، ۴۸، ۸۲؛ کی دلیلیں، ۱۲/۱۰۲؛ کی فکر،
 ۱۸/۶۰، ۶۶، ۴۱، ۴۲، ۴۶؛ کی پاکیزگی، اس کے آثار، ۱۹/۵۱؛ کے؛ اس کے آثار، ۱۸/۴۶؛ کی پیروی، ۱۸/۴۰؛ کی
 دربرداری، ۱۲/۱۰۳، اس کی سازش، ۱۲/۱۰۳؛ کو تذکر، ۱۸/۸۲؛ کی تعلیمات، ۱۲/۱۰۱؛ کا تعجب، ۱۸/۴۱؛ کا دینی
 تعصب، ۱۸/۴۳؛ کی تعظیم اس کے عوامل، ۱۹/۵۱؛ کا تعلم، ۱۸/۶۹، ۴۳، ۸۲؛ کی تعلیم، ۱۸/۶۶؛ کا تعہد
 ۱۸/۶۹؛ کا تقرب، ۱۹/۵۲؛ کا تکامل اس کے عوامل، ۱۸/۶۶؛ کا خدا کے ساتھ تکلم، ۱۸/۶۶؛ کی کوشش، ۱۸/۶۰،
 ۶۲، ۶۶؛ کا تواضع، ۱۸/۶۶؛ کو تلقین، ۱۸/۶۶؛ پر سحر کی تہمت، ۱۲/۱۰۱؛ پر جادوگر کی تہمت، ۱۲/۱۰۱، اس
 کا فلسفہ، ۱۲/۱۰۱؛ کا جانشین، ۱۸/۶۰؛ اور خضر کی جدائی، ۱۸/۴۳، ۴۸؛ کی حقانیت، ۱۲/۱۰۲، اس کے دلائل،
 ۱۲/۱۰۱؛ کی حق گوئی، ۱۲/۱۰۲؛ کے زمانہ میں حکومت، ۱۸/۴۹؛ کا خادم، ۱۸/۶۰، ۶۲؛ کی تھکاوٹ، ۱۸/۶۲؛ کے
 تقاضے، ۱۸/۶۲، ۴۰، ۶۳، ۴۳، ۴۸؛ کے دشمن، ۱۲/۱۰۲، ۱۰۳؛ کی دعوت اس کے مخاطب، ۱۲/۲؛ کی دعوتیں،
 ۱۲/۱۰۱؛ پر رحمت، ۱۹/۵۳؛ کے ساتھ برتاؤ کا طریقہ، ۱۲/۱۰۱؛ کا سجدہ، ۱۹/۵۸؛ کی سرزنش، ۱۸/۸۲؛ کی
 سیرت، ۱۸/۸۱؛ کی شجاعت، ۱۲/۱۰۲؛ کا صبر، ۱۸/۶۹، ۴۰؛ کی صراحت، ۱۲/۱۰۲؛ کا طعام، ۱۸/۶۱، ۶۲، اس
 کا مسئول، ۱۸/۶۲؛ پر ظلم، اس کے آثار، ۱۲/۱۰۳؛ کا عجز، ۱۸/۶۶، ۴۵، ۴۸، ۴۶، اس کے دلائل، ۱۸/۶۸، کا عذر، اس
 کی قبولیت، ۱۸/۴۳؛ کی عذر خواہی، ۱۸/۴۳؛ کا پختہ عزم، ۱۸/۶۰؛ کی عصمت، ۱۹/۵۱؛ کے علائق، ۱۸/۶۲،
 ۶۹؛ کا علم، اس کا دائرہ کار، ۱۸/۶۶، ۶۸، ۴۲؛ کا علم غیب، ۱۲/۱۰۲، ۱۸/۴۳، ۴۸؛ کا عہد اور خضر، ۱۸/۴۳؛ کی عہد
 شکنی، ۱۸/۴۳، ۴۶، ۴۷، ۴۸؛ کے زمانہ میں کشتیوں کا غضب، ۱۸/۴۹؛ کی غفلت، ۱۸/۶۳؛ کی فراموشی، ۱۸/۶۱، ۴۳،
 اس کے آثار، ۱۸/۴۳؛ کے فضائل، ۱۹/۵۱، ۵۲، ۵۸؛ کا قتل، ۱۲/۱۰۳؛ کا قصہ، ۱۲/۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۸/۶۰،
 ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۵، ۴۱، ۴۰، ۶۹، ۶۸، ۶۶، ۴۲، ۴۳، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۸۲؛ اس کی تعلیمات،
 ۱۸/۶۰، اس سے عبرت، ۱۹/۵۸، اس میں مچھلی، ۱۸/۶۱؛ اس میں مچھلی کی حیات، ۱۸/۶۱، اس میں مچھلی کی
 سرنوشت، ۱۸/۶۳، اس میں مچھلی کا فرار، ۱۸/۶۱، ۶۳، ۶۳، اس کا سبب، ۱۸/۸۲؛ کی آسمانی کتاب، ۱۲/۲؛ کے زمانہ

میں کشتی رانی، ۱۸/۴۹؛ کی گرسنگی، ۱۸/۶۲، ۴۴؛ کا گریہ، ۱۹/۵۸؛ کا شکوہ، ۱۸/۴۴؛ کے زمانہ میں مزدوری، ۱۸/۴۴؛
 _ کا سفر، ۱۸/۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۴۱، ۴۳، اس کے مقاصد، ۱۸/۶۵، اس کی حتمیت، ۱۸/۶۰، ان کا مجمع البحرین کی
 طرف سفر، ۱۸/۶۰؛ کا ذمہ داری قبول کرنا، ۱۸/۴۱؛ کی ذمہ داری، ۱۴/۲؛ کی مشکلات، ۱۸/۴۳؛ کا معجزہ، ۱۴/۱۰۲؛
 _ کا معلم، ۱۸/۶۹، ۸۲؛ کا مقابلہ بہ مثل کی اہل ناصرہ سے ملاقات، ۱۸/۴۴؛ کی نوجوان سے ملاقات، ۱۸/۴۳؛ کے
 زمانہ میں درآمد کے ذرائع، ۱۸/۴۹؛ سرزمین مصر میں، ۱۴/۱۰۳؛ _ کشتی میں، ۱۸/۴۱؛ کوہ طور میں، ۱۹/۵۲؛ مجمع
 البحرین میں، ۱۸/۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۵، ۶۴؛ ناصرہ میں، ۱۸/۴۴؛ _ اور حوادث کی تحلیل کا علم، ۱۸/۴۸؛ _
 اور فرعون، ۱۴/۱۰۲؛ _ اور یوشع، ۱۸/۶۰؛ آیات خدا سننے کے وقت، ۱۹/۵۸؛ کے خلاف موقف اختیار کرنا،
 ۱۴/۱۰۱؛ _ کا نسب، ۱۹/۵۸؛ کی نعمتیں، ۱۹/۵۸؛ کی معنوی ضروریات، ۱۸/۶۶؛ _ پر وحی، ۱۹/۵۲؛ کے زمانہ میں
 حمل و نقل کے ذرائع، ۱۸/۴۹؛ _ کا وعدہ، ۱۸/۴۰؛ کی خصوصیات، ۱۴/۱۰۲، ۱۸/۶۴؛ کا کار ہدایت، ۱۴/۲؛ کو متنبہ
 کرنا، ۱۸/۴۵؛ _ کی خضر (ع) کے ساتھ ہمراہی، ۱۸/۶۶، ۶۴، ۴۰، ۴۱، ۴۳، ۴۴؛ کا ہمسفر، ۱۸/۶۰، ۶۲، ۶۹، اس کا کردار
 ۱۸/۶۲؛ _ کا مددگار، ۱۹/۵۳؛ نیز _ ک: بندگان خدا، خداوند عالم، ذکر، یوشع (ع) اور یہود // موقف اپنانا: _ نے میں موثر
 عوامل، ۱۴/۴۳ // معاشرتی مقام: _ کا غیر موثر ہونا، ۱۹/۴۵؛ _ عذاب کے وقت، ۱۹/۴۵؛ _ موت کے وقت، ۱۹/۴۵؛
 نیز _ ک: گذشتہ اقوام، تفاخر، دنیا طلب افراد، قیامت، کفار، کفار مکہ اور مریم (ع)
 مہربانی: _ کی قدر و قیمت، ۱۹/۱۳؛ _ کا سرچشمہ، ۱۹/۱۳؛ نیز _ ک: ابراہیم (ع)، خدا کے برگزیدہ افراد، باپ، تبلیغ، دینی رہبر،
 فرزند، ولایت، والدین اور یحیی (ع) // میثاق: _ ک: عہد
 میراث: بہترین _ ۱۹/۶ // میزبانی: _ ک: خدا

ن

نا امن ہونا: _ ک، بنی اسرائیل اور مریم (ع)
 ناامیدی: _ کی مذمت، ۱۴/۸۳؛ کے عوامل، ۱۴/۸۳، طبعی اسباب سے _ ۱۴/۶۴؛ نیز _ ک: آدم (ع)، ابلیس، زکریا (ع)،
 سختی، گمراہ لوگ اور مشرکین
 نادان افراد: _ ک، جاہل افراد

نادانی:ر_ک، جہل

ناشکری:ر_ک، کفران

نافرمانی:ر_ک، عصیان

ناصرہ:اہل کے صفات، ۱۸/۷۷ نیزر_ک، خضر(ع) اور موسیٰ(ع)

نافلہ:ر_ک، نماز

نام:کی اہمیت، ۱۹/۷، بہترین ۱۱۰/۱۷، یحییٰ(ع) کا_اس کی ایجاد، ۱۹/۷، زکریا(ع) کے زمانہ میں یحییٰ

کانام، ۱۹/۷ نیزر_ک:اصحاب کہف، ذوالقرنین، زکریا(ع)، قرآن اور قیامت

نامحرم:کے احکام، ۱۹/۲۶، ۲۹:کے ساتھ خلوت، اس کے آثار، ۱۸/۱۹، اس سے اجتناب، ۱۸/۱۹:کے ساتھ

گفتگو، ۱۹/۲۶، ۲۹:یہودیت میں، اس کے ساتھ گفتگو، ۱۹/۲۹

نام گذاری:کے احکام، ۱۹/۶۵:کاسرچشمہ، ۱۹/۷ نیزر_ک:اسمعیل(ع)، صادق الوعد، اسماء الصفات، زکریا(ع)

اور یحییٰ(ع)

نامہ آسمانی:کی درخواست، ۱۷/۹۳ نامہ عمل:۱۸/۳۹، ۱۹/۷۹

کا جامع ہونا، ۱۷/۱۳، ۱۸/۳۹:کی رویت، ۱۸/۳۹، اس کے آثار، ۱۸/۳۹:کی قرائت، ۱۷/۱۳:کا مطالعہ،

۱۷/۷۱:کا کردار، ۱۹/۷۹:ہاتھ میں، ۱۷/۷۱:قیامت میں، ۱۷/۱۳، ۱۸/۳۹:کی وضاحت، ۱۷/۱۳

نیزر_ک:اصحاب یمین، انسان، سعادت مند افراد، قیامت، کفار، گنہگار افراد، مؤمنین، متقین اور مشرکین

نباتات:کی خزاں، ۱۸/۳۵، کا گناہ، ۱۸/۳۵، اس کے عوالم، ۱۸/۳۵:نبوت:کے آثار، ۱۷/۷۹، ۱۹/۵۳:کی اہمیت

۱۷/۹۵:کارسالت کے ساتھ تفاوت، ۱۹/۳۰:کے شرائط، ۱۸/۶۶، ۱۹/۳۰، ۳۱، ۵۶:کا مقام، ۱۹/۳۹، اس کی

قدرو قیمت، ۱۷/۹۳، مقام نبوت اور آیات خدا، ۱۹/۱۰:کا معیار، ۱۷/۹۱، ۹۵:کاسرچشمہ، ۱۹/۳۰، ۳۹، بشرکی_اس

کی تکذیب کرنے والے، ۱۷/۹۳_بچپن میں، ۱۹/۱۲، ۳۰ نیزر_ک:ابراہیم(ع)، ادریس(ع)، اسحاق(ع)، اسمعیل

(ع)، اسمعیل صادق الوعد(ع)، ایمان، خضر(ع)، ذوالقرنین، زکریا(ع)، عیسیٰ(ع)، محمد(ص)، مریم(ع)، مشرکین،

ملائکہ، موسیٰ(ع)، ہارون(ع)، یحییٰ(ع) اور یعقوب(ع)

نجات یافتہ افراد: سے خطرہ، ان کے عذاب کا امکان، ۶۹/۱۷، ان کا انذار، ۶۷/۱۷، ان کا غرق، ۶۹/۱۷

نجوی: ر_ک، کفار

نخل: ر_ک، مریم (ع)

نخلستان: کی زبانی، ۳۲/۱۸

نذر: کے احکام، ۲۶/۱۹، میں اخلاص، ۲۶/۱۹، کی تاریخ، ۲۶/۱۹، کا صحیح ہونا، اس کے شرائط، ۲۶/۱۹، کا صیغہ،

۲۶/۱۹، معاشرتی مشکلات سے نجات کے لئے، ۲۶/۱۹، تبرعی، ۲۶/۱۹، یہودیت میں، ۲۶/۱۹، میں نیت،

۲۶/۱۹، کے ساتھ وفائی، اس کا وجوب، ۲۶/۱۹، نیز ر_ک: زن، عبودیت اور مریم (ع)

نسب: کا کردار، ۵۸/۱۹

نصرت: ر_ک، امام حسین (ع)، خدا اور مقتول

نطفہ: کا انعقاد، اس کی اہمیت، ۱۰/۱۹، نیز ر_ک: انسان

نظام جزائی: ۱۵/۱۷ کی خصوصیات، ۶۰/۱۹، نیز ر_ک: خلقت، ذوالقرنین اور قیامت

نظام علیت: ۱۸/۱۷، ۱۸/۱۶، ۸۲، ۸۳، ۹/۱۹، ۲۰، ۲۱، ۳۵، نظام کیفری: ۵/۱۷، ۱۰۳، ۶/۱۸، صدر اسلام میں،

۵۸/۱۸

نعمت: کے آثار، ۸۳/۱۷، سے استفادہ، ۶۶/۱۷، اس کا پیش خیمہ، ۶۹/۱۷، سے سلوک، اس کے شرائط، ۱۹/۱۷،

بہترین، ۱۰۸/۱۸، کا حصول اس کا پیش خیمہ، ۶۶/۱۷، کی جاودانیت اس کا خیال، ۳۵/۱۸، اس کا سرچشمہ

۱۰۹/۱۸، کا سبب، ۳/۱۷، ۱۳/۱۸، ۳۹/۱۹، کا سبب اس کے آثار، ۸۲/۱۷، اس کا مکان، ۳۰/۱۸، اس کا سبب،

۴۳/۱۹، کا فلسفہ، ۷/۱۸، سے محرم افراد، ۳۰/۱۸، کے مراتب، ۶/۱۹، کے شامل حال افراد، ۲۰/۱۷، ۳۰/۱۸،

۶۵، ۵۸/۱۹، ۶۲، ان کی فکر، ۶۵/۱۸، ان کا تفاوت، ۲۱/۱۷، ان کا خشوع، ۵۸/۱۹، ان کا خضوع، ۵۸/۱۹، ان کا سجدہ

۵۸/۱۹، ان کا گریہ، ۵۸/۱۹، ان کی ذمہ داری، ۳۹/۱۸، ان کی نشانیاں، ۵۸/۱۹، کا معیار، ۳۰/۱۸، کا سرچشمہ،

۲۰/۱۷، ۲۸، ۶۶، ۸۳، ۳۸/۱۸، ۳۱، ۶۵، کے موارد، ۲۳/۱۷، بانی کی، ۳۱/۱۸، استدراجی، ۷۵/۱۹، اطمینان قلب

کی، ۱۳/۱۸، بصارت کی، ۳۶/۱۷، سماعت کی، ۳۶/۱۷، عیسیٰ (ع) کی، ۱۹/۱۹، فرزند کی، ۸/۱۹، فرزند صالح کی

۸۱/۱۸، ۱۹، ۵، ۳۹، فرزند مہربان کی، ۸۱/۱۸، قرآن کی

۱۵/۸۳، ۸۶، قلب کی ۱۵/۳۶، صالح وارثین کی ۱۹/۶، اخروی ۱۸/۳۰، اس کے شرائط، ۱۵/۱۹، سمندری ۱۵/۶۶، دنیاوی ۱۵/۶۶، اس کی جاودائیت، ۱۸/۳۸، اس کی ناپایداری، ۱۸/۳۰؛ کا وعدہ، ۱۹/۶۶ نیز ک: آخرت طلبی، آرزو، ایمان، بہشت، اہل بہشت، خداوند عالم، ذکر، شکر، غفلت اور کفار
نسخ صور: ک: قیامت // نقص: کی نشانیاں، ۱۹/۶۵، ۹۲ نیز ک: خدا اور سچے معبود

نظریہ: ر: ک، نظریہ کائنات // نماز: کے آداب، ۱۵/۸۰؛ میں آہستہ قرائت، ۱۵/۱۱۰، کے احکام، ۱۵/۴۸، ۱۱۰، ۱۹/۳۱، ۵۹؛ میں اخفات، ۱۵/۱۱۰؛ میں صدا کا اعتدال، ۱۵/۱۱۰؛ کا اہتمام اس کے آثار، ۱۹/۵۹؛ کی اہمیت، ۱۸/۳۰، ۱۹/۳۱، ۵۵، ۵۹؛ کا برپا کرنا، اس کی اہمیت، ۱۹/۵۵؛ کی تاریخ، ۱۹/۵۵؛ کی تاخیر اس کی مذمت، ۱۹/۵۹؛ کا ضائع کرنا، اس کے آثار، ۱۹/۵۹، ۶۰، اس کی حرمت، ۱۹/۵۹، اس کا گناہ، ۱۹/۵۹، اس سے مراد، ۱۹/۵۹؛ کو ضائع کرنے والے، ان کی بے ایمانی، ۱۹/۶۰، ان کی نجات کے عوامل، ۱۹/۶۰؛ ان کی توبہ کی قبولیت، ۱۹/۶۰؛ میں قرآن کی تلاوت، ۱۵/۴۴؛ کی تاکید، ۱۹/۳۱، ۵۵؛ میں جہر، ۱۵/۱۱۰؛ میں دعائی، ۱۵/۸۰؛ کی طرف دعوت، ۱۹/۵۵؛ میں سستی اس کی حرمت، ۱۹/۵۹، اس کا گناہ، ۱۹/۵۹؛ میں فریاد، ۱۵/۱۱۱؛ کی فضیلت، ۱۹/۳۱؛ اول وقت میں، اس کی فضیلت، ۱۵/۴۸؛ جماعت، اس کے احکام، ۱۵/۱۱۰؛ آسمانی ادیان میں، ۱۹/۵۵، ۵۹؛ مریم (ع) کے زمانہ میں، ۱۹/۳۱؛ مسیحیت میں، ۱۹/۳۱؛ شب، اس کے آثار، ۱۵/۴۹، اس کے آداب، ۱۵/۸۰، اس کے احکام، ۱۵/۴۹، اس میں دعائی، ۱۵/۸۰، اس میں قرآن، ۱۵/۴۹؛ صبح، اس کی اہمیت، ۱۵/۴۸، ۱۸/۲۸، اس کا تظاہر، ۱۵/۴۸، نماز صبح جماعت کے ساتھ، ۱۵/۴۸، اس کے گواہ، ۱۵/۴۸، اس پر نظارت، ۱۵/۴۸، اس کی فضیلت کا وقت، ۱۸/۴۸، ظہر، اس کا وجوب، ۱۵/۴۸؛ عشاء، اس کی اہمیت، ۱۸/۲۸، اس کا وقت، ۱۵/۴۸؛ نافلہ، اس میں دعا، ۱۵/۸۰؛ واجب پہلی نماز واجب، ۱۵/۴۸، یومیہ ۱۵/۴۸، ان کی تشریع، ۱۵/۴۸، ان کا وقت، ۱۵/۴۸ نیز ک، اسمعیل، انبیاء (ع)، محمد (ص) اور ہدایت بانے والے

نوح (ع): کے بعد کا زمانہ، ۱۵/۱۴؛ کی شکر گزاری، ۱۵/۳، اس کی پاداش، ۱۵/۳، اس کا تداوم، ۱۵/۳؛ کی عبودیت، اس کی پاداش، ۱۵/۳، اس کا تداوم، ۱۵/۳؛ کے فضائل، ۱۵/۳؛ کی کشتی کا ناخدا، ۱۸/۵۸؛ کی نجات، اس کے عوامل، ۱۵/۳؛ کی نسل، ۱۵/۳؛ کی خصوصیات، ۱۵/۳؛ کے ہمسفر افراد، ان کے عوامل، ۱۵/۳، ان کے فضائل، ۱۹/۵۴، ان کی مدح، ۱۹/۵۸، ان کی نسل، ۱۵/۳، ۱۹/۵۸

نیزر_ک: امتیں اور انبیائ

نوزاد: کے تکلم کی حیرانگی، ۲۹/۱۹

نواسہ: لڑکی طرف سے۔ اس کا اولاد ہونا، ۵۸/۱۹

نفسیات شناسی: تربیتی۔ ۲۳/۱۴ نیزر_ک، بچہ

نوید: ک: بشارت

نظریہ کائنات: توحیدی۔ ۲۲/۱۴، ۳۲، ۴۵، ۳۸/۱۸، ۳۹، ۴۳، ۵۱، ۹۸، ۱۹، ۱۱۰، ۱۰۲، ۶۵، ۳۰، ۳۶؛ اور نظریہ، ۳۹/۱۸،

۳۳/۱۹، ۹۳، ۶۴، ۶۵؛ کا پیش خیمہ، ۳۶/۱۸

نسلی تفریق: کی مذمت، ۶۱/۱۴ نیزر_ک، ابلیس

نہریں: وں کا جاری ہونا، اس کا سبب، ۳۳/۱۸، پانی کی۔ ان کی خوبصورتی، ۳۵/۱۸ نیزر_ک: بہشت اور جہنم

نہی از منکر: کی اہمیت، ۷۱/۱۸

نیاز مندی: ک: موجودات

نیک نامی: کے عوامل، ۵۰/۱۹ کا سرچشمہ، ۵۰/۱۹ نیزر_ک: ابراہیم

نیاز مندی: نیاز مندی کے آثار، ۵۶/۱۴: کی فراہمی، اس کی اہمیت، ۸۲/۱۹، اس کا سرچشمہ، ۲/۱۴، ضرورت کی نشانیاں

۳۵/۱۹، پانی کی ضرورت، ۹۰/۱۴، ۲۹/۱۸، آرام اور سکون کی ضرورت، ۳۳/۱۹، اطمینان قلب کی ضرورت، ۱۳/۱۸،

الہی امداد کی ضرورت، ۷۳/۱۴، ۸۰، امن کی ضرورت، ۳۳/۱۸، تذکر کی ضرورت، ۳۱/۱۴، توکل کی ضرورت، ۲/۱۴،

خدا کی ضرورت، ۶۵/۱۴، ربوبیت خدا کی ضرورت، ۳۶/۱۹، سلامتی کی ضرورت، ۱۵/۱۹، ۳۳ وحی کی ضرورت

۹۵/۱۴، ولایت کی ضرورت، اس کے آثار، ۱۱۱/۱۴، ہدایت کی ضرورت، ۹۵/۱۴، ۲۳/۱۸، تنبیہ کی ضرورت، ۳۹/۱۴،

انبیاء کی تنبیہات کی ضرورت، ۱۰۳/۱۸، مادی۔ اس کے آثار، ۹۰/۱۴ نیزر_ک: انبیائی، انسان، معاشرہ، خدا، دین، ذکر،

جنین، عیسیٰ (ع)، مؤمنین، محمد (ص)، سچے معبود، مکہ، موجودات، موسیٰ (ع) اور والدین

راز و نیاز: ک: خد

نیت: کے آثار، ۷۳، ۲۵/۱۴

نیکی: کی وضاحت، اس کے آداب، ۱۷/۷۱ نیز ک: عیسیٰ (ع)، ماں، والدین اور یحییٰ (ع)

"و"

واجبات: ۱۷/۲۳، ۲۶، ۳۲، ۳۳، ۳۵، ۳۷، ۴۸، ۱۹/۲۶ واجب موقت، ۱۷/۸ نیز ک: محمد (ص) اور نماز
وارثین: برے ان سے پریشانی، ۱۹/۶، نیک ان کی قدر و منزلت، ۱۹/۶، ان کی اہمیت، ۱۹/۶، ان کی درخواست
۱۷/۷۱ نیز ک: آل یعقوب (ع)، انسان، بہشت، زکریا (ع)، زین اور نعمت
والدین: سے تکلم کے آداب، ۱۷/۲۳، کا احترام، ۱۷/۳۲، ۲۳، اس کی قدر و قیمت، ۱۷/۲۳، اس کی اہمیت،
۱۷/۲۳، پر احسان، ۱۷/۲۳، ۲۵، ۳۹، اس کی اہمیت، ۱۷/۲۳، ۲۳، اس کی قدر و قیمت، ۱۷/۲۳، اس کے شرائط
۱۷/۲۳، اس سے مراد، ۱۷/۲۳، کا ایمان، اس کی حفاظت، ۱۸/۸۰ کی بے احترامی اس سے اجتناب، ۱۷/۳۹، اس
سے توبہ، ۱۷/۲۵، اس کا خطرہ، ۱۷/۲۳، اس کا گناہ، ۱۷/۲۵، اس کی ناپسندیدگی، ۱۷/۳۸، کا بڑھاپا، ۱۷/۲۳، اس کے
آثار، ۱۷/۲۳، ۲۳ کی ضروریات کی فراہمی، ۱۷/۲۳، کا تشکر، ۱۷/۲۳، ان کی زحمات کا تشکر، ۱۷/۲۳، کے سامنے
تواضع، ۱۷/۲۳، ۲۵، اس کی قدر و قیمت، ۱۷/۲۳، کی توہین کی حرمت، ۱۷/۲۳، کے حقوق ان کی اہمیت، ۱۷/۲۳،
۲۶، ان کا مساوی ہونا، ۱۷/۲۳، ان میں کوتاہی، ۱۷/۲۵، کے لئے رحمت کی درخواست، ۱۷/۲۳، کے لئے دعا،
۱۷/۲۳، ۳۹، سے برتاؤ کا طریقہ، ۱۷/۲۳، سے ہمدردی کے اسباب، ۱۷/۲۳، کے ساتھ زندگی اس کے آثار،
۱۷/۲۳، کا عاقب کرنا اس کا گناہ، ۱۹/۳۲، کی حفاظت، ۱۷/۲۳، کی ذمہ داری، ۱۷/۳۱، کے ساتھ مہربانی، ۱۷/۲۵،
۱۸/۸۱، اس کی قدر و قیمت، ۱۷/۲۳، کی مہربانی، ۱۷/۲۳، کے ساتھ نیکی، ۱۹/۱۳، اس کے آثار، ۱۹/۱۳، ۱۵، اس
کی قدر و قیمت، ۱۹/۱۳ نیز ک: خضر (ع)، ذکر، مریم (ع) اور یحییٰ (ع)
وجدان: کی تضعیف، اس کے عوامل، ۱۷/۳۱، کی قضاوت، ۱۹/۳۳

وجہ اللہ: کا حصول، اس کا سبب، ۱۸/۲۸

وحشت زدہ افراد: ک: قیامت

وحی: کا ابلاغ، اس کا سبب، ۱۸/۲۷، کی قدر و قیمت، اس کا معیار، ۱۸/۲۷، کا منقطع ہونا، اس کے آثار، ۱۹/۶۳،
پیروی، اس کا سبب، ۱۸/۲۷، کی تبلیغ، ۱۸/۲۷، کی تثبیت، ۱۷/۸۷، کی تعلیمات، ۱۷/۸۷

۳۹، ۱۱۰/۱۸: کا محو ہونا، اس کے موانع، ۸۷/۱۷: کی مصونیت، اس کے آثار، ۲۷/۱۸: کا سرچشمہ، ۸۶/۱۷: کا کردار، ۱۲/۱۷، ۳۹، ۸۵، ۲۲/۱۸، ۲۶، ۲۷، ۲۹، ۱۱۰، ۸۳: کا واسطہ، ۹۵/۱۷: کا کار ہدایت، ۸۲/۱۷

نیز: ک: ذوالقرنین، عیسیٰ (ع)، قرآن، محمد (ص)، مریم (ع)، ملائکہ، موسیٰ (ع)، ضروریات اور یحییٰ (ع) وراثت: بر: ک: بندگان خدا، خداوند عالم، متقین اور یحییٰ (ع)

ورع: بر: ک: تقویٰ

وسوسہ: کا پیش خیمہ، ۳۳/۱۷: ک: شیطان اور کفار

وعدہ: کے اعلان کے آداب، ۲۳/۱۸: ک: مغفرت، بہشت، پاداش، خدا، شیطان، صالحین، قرآن، آسمانی کتابیں اور نعمت

وقت شناسی: کی اہمیت، ۱۲/۱۷

وکالت: کے احکام، ۱۹/۱۷: کا جواز، ۱۹/۱۸: ک: بیع

ولادت: کی اہمیت، ۳۳/۱۹: کی خوفناکی، ۱۵/۱۹: کا وقت، اس کی اہمیت، ۱۵/۱۹: ک: ابراہیم (ع)، امن و امان، قرآنی تشبیہات، ذکر یا (ع)، سلامتی، عیسیٰ (ع)، یحییٰ (ع) اور یعقوب (ع)

ولایت: کی طرف نیاز مندی ذلت، ۱۱۱/۱۷: کے شرائط، ۵۱/۱۸: میں علم، ۵۱/۱۸: میں محبت، ۵۰/۱۸: کا معیار، ۲۶/۱۸: میں مہربانی، ۵۰/۱۸: غیر خدا اس کے بے منطق ہونے کے دلائل، ۱۰۲/۱۸: اس کی قبولیت، ۱۰۲/۱۸، ۱۰۳، اس کو قبول کرنے کی مذمت، ۱۰۲/۱۸، اس کو قبول کرنے کی سزا، ۱۰۲/۱۸، اس کا کفر، ۱۰۲/۱۸: کا مقبول ہونا، ۵۰/۱۸: ک: آسمان، ائمہ (ع)، اصحاب کہف، نام مہدی (ع)، خداوند عالم، شیطان، موجودات، ضرورتیں، ولایت خدا اور یتیم

ولایت خدا: کے شامل حال افراد، ۲۶/۱۸: ک: خدا اور ولایت

ولی: کا علم، ۲۶/۱۸

"۵"

ہارون (ع): کا احترام، ۲۸/۱۹: کی طرف نسبت، اس کا معیار، ۲۸/۱۹: کا سجدہ، ۵۸/۱۹: کے فضائل، ۵۸/۱۹:

کا گریہ، ۵۸/۱۹ کے مقامات، ۵۳/۱۹ کی نبوت، ۵۳/۱۹ کا نسب، ۵۸/۱۹ کی نسل، ۲۸/۱۹ کی نعمتیں، ۵۸/۱۹ کا کردار، ۵۳/۱۹ یہودیوں، ۲۸/۱۹ اور سریم (ع)، ۲۸/۱۹ آیات خدا سننے کے وقت، ۵۸/۱۹ نیز ک: موسیٰ (ع) // ہجرت: کے آثار، ۳۹/۱۹، ۵۰ کی قدر و قیمت، ۱۰/۱۸ کی اہمیت، ۳۸/۱۹ کے شرائط، ۳۸/۱۹ فاسد معاشرے سے ۱۰/۱۸، مشرک معاشرے سے ۱۶/۱۸، ۳۸، ۳۹، وار الکفر سے ۱۶/۱۸ نیز ک: ابراہیم (ع) اور اصحاب کہف

ہدایت: کا ذریعہ، ۵۶/۱۸ میں اختیار، ۱۵/۱۴ کا اضافہ، ۴۶/۱۹ کی اہمیت، ۵۱/۱۸ کی درخواست، ۱۰/۱۸ کے لئے دعا، ۲۳/۱۸ کا طریقہ، ۳/۱۴، ۱۰، ۳۲، ۳۳، ۵۹، ۱۰۵، ۲/۱۸، ۴۳، ۵۳، ۱۰۴، ۳۱/۱۹، ۵۱، ۵۳، ۵۶، ۹۴ کا پیش خیمہ، ۱۵/۱۴، ۱۳/۱۸، ۵۵/۱۴ کے شرائط، ۲/۱۸ کے عوامل، ۲/۱۴، ۱۰۶، ۶۶، ۵۱، ۳، ۱۹/۱۸، ۳۳/۵۰، ۵۹ کے فوائد، ۱۵/۱۴ کے مراتب، ۸۳/۱۴، ۲۳/۱۸، ۴۶/۱۹ کا سرچشمہ، ۹۴/۱۴، ۱۰/۱۸، ۲۳/۱۴، ۱۰۹ کے موارد، ۱۳/۱۸ کے موانع، ۲۳/۱۸، ۳۳ کی نشانیاں، ۴۶/۱۹ کی قبولیت، اس کا پیش خیمہ، ۳۱/۱۸ کی عدم قبولیت، اس کے عوامل، ۵۴/۱۸ نیز ک: آرزو، آیات خدا، امیدواری، انذار، انسان، بشارت، توحید، خدا، رشتہ دار، صراط مستقیم، ہدایت پانے والے اور ضروریات

ہدایت یافتہ افراد: ۲/۱۴، ۹۴، ۱۳/۱۸، ۱۹، ۳۳/۱۴، ۵۸ کا استغفار، ۵۵/۱۸ کا نماز کے لئے اہتمام، ۵۹/۱۹ کا ایمان، ۵۵/۱۸ کی تشخیص، ۴۳/۱۴ کا خضوع، ۵۸/۱۹ کا سجدہ، ۵۸/۱۹ کے صفات، ۵۵/۱۸ کے فضائل، ۵۸/۱۹ کا گریہ، ۵۸/۱۹ آیات خدا سننے کے وقت، ۵۸/۱۹ کی نشانیاں، ۵۸/۱۹ کی نعمتیں، ۵۸/۱۹ کی خصوصیات، ۵۹/۱۹ کی ہدایت، اس کا اضافہ، ۴۳/۱۹

ہدایت کرنے والے: وں کا کردار، ۶۶/۱۸ ہدایت کرنا: ک: ابراہیم (ع)، انبیاء (ع)، تورات، خدا، دینی رہبر، علماء، عیسیٰ (ع)، قرآن، محمد (ص)، موسیٰ (ع) اور وحی // ہدایت قبول نہ کرنے والے: ۵۴/۱۸ ہلاکت: کا خطرہ، ۶۸/۱۴ کا پیش خیمہ، ۶۹/۱۴، ۱۰۲ کے عوامل، ۱۶/۱۴، ۶۹، ۴۶، ۱۰۳ کا سرچشمہ، ۶۹/۱۴ سے نجات، اس کے عوامل، ۴۳/۱۹، اس کا دائرہ کار، ۶۸/۱۴ دنیاوی اس کا سبب، ۶۹/۱۴ نیز ک: استغفار، گزشتہ اقوام، امتیں، انذار، بنی اسرائیل، ثروتمند لوگ، معاشرہ، ذکر، فرزند، فرعون، فراعنہ، قرآن، کفار و مشرکین / ہمسر: ک: زکریا

ہمسفر: کو انجام سفر کا اعلان، ۶۰/۱۸ نیزر: ک: موسیٰ (ع) اور نوح (ع)
ہمنشین افراد: ر: ک: کفار محمد (ص) / ہمنشینی: کے احکام، ۶۰/۱۸ نیزر: ک: اولیاء اللہ، مغرور باغبان، خضر (ع)، علمای،
فقرا، کفار، مؤمنین، محمد (ص) اور آسودہ حال افراد/ ہوشیاری: ر: ک: دشمن افراد، دینی رہبر، محمد (ص) اور مشرکین

"ی"

یاجوج: کا افساد، ۹۳/۱۸، اس کا دائرہ کار، ۹۳/۱۸: کا امت ہونا، ۹۳/۱۸: کا تجاوز، اس کا خطرہ، ۹۳/۱۸: اور ماجوج
کا تکرار، ۹۹/۱۸: کا عجز، ۹۴/۱۸: کا قصہ، ۹۳/۱۸، ۹۴: کا حملہ، اس سے حفاظت، ۹۳/۱۸، اس کے راستہ، ۹۳/۱۸،
آخری زمانہ میں اس کا حملہ، ۹۹/۱۸

یتیم: کے احکام، ۳۲/۱۴: کی امداد، ۸۲/۱۸: کے اولیاء ان کی ذمہ داری، ۳۳/۱۴: کا بلوغ، ۳۳/۱۴، اس کے
آثار، ۳۳/۱۴: کے تصرفات، ۳۳/۱۴: کی حمایت، ۸۲/۱۸: کی اقتصادی ترقی، ۳۳/۱۴: کے مصلح کی رعایت
۳۳/۱۴، اس کی اہمیت، ۳۳/۱۴: کا مال، اس کے احکام، ۳۳/۱۴، اس میں تصرف کی حرمت، ۳۳/۱۴، اس میں
تصرف کا خطرہ، ۳۳/۱۴، اس میں تصرف کے شرائط، ۳۳/۱۴، اس میں تصرف کا دائرہ کار، ۳۳/۱۴، اس کی حفاظت،
۳۳/۱۴، ۸۲/۱۸، اس کی حفاظت کی اہمیت، ۳۳/۱۴، اس کی حفاظت کے عوامل، ۸۲/۱۸، اس کی حفاظت کا وجوب،
۳۳/۱۴، اس کو کھانے کی ناپسندیدگی، ۳۸/۱۴، اس کا کردار، ۳۳/۱۴، اس کے غضب کرنے کی نہی، ۳۳/۱۴: کی ولایت
اس کے آثار، ۳۳/۱۴ نیزر: ک: جاہلیت

یحییٰ (ع): کا اخلاق، ۱۳/۱۹: کی استعداد، ۱۲/۱۹: کا امن و امان، ۱۵/۱۹: کا تقرب، ۱۳/۱۹: کا تقویٰ، اس کے
آثار، ۱۳/۱۹، اس کا قوام، ۱۳/۱۹: کا تھکال، ۱۳/۱۹، اس کا پیش خیمہ، ۱۵/۱۹: کا شرعی وظیفہ، ۱۲/۱۹، اس
پر عمل، ۱۳/۱۹، ۱۳: کا منزه ہونا، ۱۳/۱۹: کی حکمت، اس کا سبب، ۱۳/۱۹: گ: کی اغروی حیات اس کی خصوصیات
۱۵/۱۹: کی دعا، ۱۳/۱۹: کی رضایت، ۱۳/۱۹: کا زہد، ۱۲/۱۹: کا سجدہ، ۵۸/۱۹: پر سلام، ۱۵/۱۹: کی سلامتی،
۱۵/۱۹: کی شخصیت، ۴/۱۹: ان کی معنوی شخصیت، ۴/۱۹: کی عبادات، ۱۲/۱۹: کی عصمت، ۱۳/۱۹: کا علم،
اس کا سرچشمہ، ۱۲/۱۹: کے احساسات، ۱۳/۱۹: کے فضائل، ۱۲/۱۹، ۱۳، ۱۳، ۱۵، ۵۸: کا فہم، ۱۲/۱۹، اس
کا سرچشمہ، ۱۲/۱۹: کی قاطعیت، ۱۲/۱۹: کی قدرت، ۱۲/۱۹: کی قضاوت، ۱۲/۱۹: کا بچپن، ۱۲/۱۹: گریہ،
۵۸/۱۹: کی مالکیت

۱۹/۶: سے محبت، اس سے سرچشمہ، ۱۹/۱۳: کی محبت، ۱۹/۱۳: کی محبوبیت، ۱۹/۱۳، اس کا سبب، ۱۹/۱۳: کی موت، ۱۹/۱۵: کی ذمہ داری قبول کرنا، ۱۹/۱۳: کے مقامات، ۱۹/۴، ۱۲، ۱۳، ۱۵: کی مہربانی، ۱۹/۱۳: کی نالگذاری، اس کا سبب، ۱۹/۴: کی نبوت، ۱۹/۱۲: کا نسب، ۱۹/۵۸: کی نعمتیں، ۱۹/۵۸: کی نیکی، ۱۹/۱۳: پر وحی، ۱۹/۱۲: کا وارث، ۱۹/۴: کی ولادت، ۱۹/۱۵، اس میں آیات خدا، ۱۹/۱۰، اس کی تاریخ، ۱۹/۴، اس کا معجزہ، ۱۹/۹، ۱۲: کی خصوصیات، ۱۹/۱۲: قیامت میں، ۱۹/۱۵: اور احکام کا اجرا، ۱۹/۱۲: اور والدین پر مشقت، ۱۹/۱۳: اور تسلط طلبی، ۱۹/۱۳: اور گناہ، ۱۹/۱۳: آیات خدا سننے کے وقت، ۱۹/۵۸: نیزر ک، بشارت، باغات، زکریا اور نام

یعقوب (ع): کی تاریخ ولادت، ۱۹/۳۹: پر رحمت، ۱۹/۵۰: کا سجدہ، ۱۹/۵۸: کی صداقت، اس کا سرچشمہ، ۱۹/۵۰: کے فضائل، ۱۹/۵۰: کا قصہ، ۱۹/۵۰: کا گریہ، ۱۹/۵۸: کی مدح، ۱۹/۵۰: کے مقامات، ۱۹/۳۹: کی نبوت، ۱۹/۳۹: کا نسب، ۱۹/۵۸: کی نسل، ۱۹/۵۸: کی نعمتیں، ۱۹/۵۸: آیات خدا سننے کے وقت، ۱۹/۵۸: نیزر ک: ابراہیم (ع)

یقین: ر ک: خدا، قیامت اور مریم (ع)

یکتا پرستی: ر ک: توحید

یوشع (ع): کی استراحت، ۱۸/۶۳: کی بازگشت، ۱۸/۶۳، ۶۳: کی فکر، ۱۸/۶۳: کا تعجب، ۱۸/۶۳: کی کوشش، ۱۸/۶۲: کی جانشینی، ۱۸/۶۰: اور موسیٰ (ع) کی جدائی، ۱۸/۴۱: کی جہالت، ۱۸/۶۳: کی تھکاوٹ، ۱۸/۶۲: کے تقاضے، ۱۸/۶۳: سے ناشتہ کی درخواست، ۱۸/۶۲: کا طعام، ۱۸/۶۱، ۶۲: کا علم، ۱۸/۶۳: کی فراموشی، ۱۸/۶۱، ۶۲، اس کے عوائل، ۱۸/۶۲: کا قصہ، ۱۸/۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۵، ۶۳: کی گرسنگی، ۱۸/۶۲: کا سفر، ۱۸/۶۱، ۶۲، اس کے مقاصد، ۱۸/۶۵: کی خضر (ع) کے ساتھ ملاقات کی جگہ، ۱۸/۶۵: کا کردار، ۱۸/۶۲: مجمع البحرین میں، ۱۸/۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۵: نیزر ک، یوشع (ع) / یوم الحسرة: ۱۹/۳۹: یہود: مریم (ع) کے زمانہ میں۔ ان کا تعجب، ۱۹/۲۹، ان کی تہمتیں، ۱۹/۲۸، ان کی مذمتیں، ۱۹/۲۸، ان کے صفات، ۱۹/۲۴: ان کا مریم (ع) کے زمانہ میں ہونا اور جنسی انحراف، ۱۹/۲۴: صدر اسلام کے۔ ان کی آگاہی، ۱۴/۱۰۱: صدر اسلام کے یہود اور تاریخ، ۱۴/۱۰۱، صدر اسلام کے یہود اور فرعون کا انجام، ۱۴/۱۰۱، صدر اسلام کے یہود اور قصہ موسیٰ (ع)، ۱۴/۱۰۱: نیزر ک: مریم (ع) اور ہارون (ع)

فہرست

۱۷- سورہ الاسراء	۳
آیت ۱	۳
آیت ۲	۹
آیت ۳	۱۱
آیت ۴	۱۵
آیت ۵	۱۷
آیت ۶	۱۹
آیت ۷	۲۲
آیت ۸	۲۵
آیت ۹	۲۷
آیت ۱۰	۲۹
آیت ۱۱	۳۰
آیت ۱۲	۳۳
آیت ۱۳	۳۶
آیت ۱۴	۳۹
آیت ۱۵	۴۰
آیت ۱۶	۴۲
آیت ۱۷	۴۵
آیت ۱۸	۴۸

آیت ۱۹	۵۱
آیت ۲۰	۵۳
آیت ۲۱	۵۳
آیت ۲۲	۵۴
آیت ۲۳	۵۸
آیت ۲۳	۶۳
آیت ۲۵	۶۶
آیت ۲۶	۷۰
آیت ۲۷	۷۳
آیت ۲۸	۷۵
آیت ۲۹	۷۸
آیت ۳۰	۸۲
آیت ۳۱	۸۳
آیت ۳۲	۸۶
آیت ۳۳	۸۹
آیت ۳۳	۹۳
آیت ۳۵	۹۹
آیت ۳۶	۱۰۱
آیت ۳۷	۱۰۳
آیت ۳۸	۱۰۶

آیت ۳۹	۱۰۹
آیت ۴۰	۱۱۲
آیت ۴۱	۱۱۳
آیت ۴۲	۱۱۴
آیت ۴۳	۱۲۰
آیت ۴۴	۱۲۱
آیت ۴۵	۱۲۶
آیت ۴۶	۱۲۹
آیت ۴۷	۱۳۲
آیت ۴۸	۱۳۳
آیت ۴۹	۱۳۶
آیت ۵۰	۱۳۸
آیت ۵۱	۱۳۹
آیت ۵۲	۱۴۳
آیت ۵۳	۱۴۶
آیت ۵۴	۱۴۹
آیت ۵۵	۱۵۲
آیت ۵۶	۱۵۳
آیت ۵۷	۱۵۶
آیت ۵۸	۱۶۰

آیت ۵۹	۱۶۲
آیت ۶۰	۱۶۶
آیت ۶۱	۱۷۱
آیت ۶۲	۱۷۳
آیت ۶۳	۱۷۶
آیت ۶۴	۱۷۷
آیت ۶۵	۱۸۱
آیت ۶۶	۱۸۳
آیت ۶۷	۱۸۶
آیت ۶۸	۱۸۹
آیت ۶۹	۱۹۱
آیت ۷۰	۱۹۳
آیت ۷۱	۱۹۸
آیت ۷۲	۲۰۳
آیت ۷۳	۲۰۵
آیت ۷۴	۲۰۸
آیت ۷۵	۲۱۰
آیت ۷۶	۲۱۲
آیت ۷۷	۲۱۳
آیت ۷۸	۲۱۶

آیت ۷۹	۲۱۹
آیت ۸۰	۲۲۳
آیت ۸۱	۲۲۶
آیت ۸۲	۲۲۸
آیت ۸۳	۲۳۱
آیت ۸۴	۲۳۳
آیت ۸۵	۲۳۶
آیت ۸۶	۲۴۰
آیت ۸۷	۲۴۲
آیت ۸۸	۲۴۳
آیت ۸۹	۲۴۶
آیت ۹۰	۲۴۷
آیت ۹۱	۲۴۹
آیت ۹۲	۲۵۰
آیت ۹۳	۲۵۲
آیت ۹۴	۲۵۵
آیت ۹۵	۲۵۸
آیت ۹۶	۲۵۹
آیت ۹۷	۲۶۱
آیت ۹۸	۲۶۳

آیت ۹۹	۲۶۵
آیت ۱۰۰	۲۶۸
آیت ۱۰۱	۲۷۰
آیت ۱۰۲	۲۷۳
آیت ۱۰۳	۲۷۶
آیت ۱۰۴	۲۷۹
آیت ۱۰۵	۲۸۱
آیت ۱۰۶	۲۸۳
آیت ۱۰۷	۲۸۵
آیت ۱۰۸	۲۸۸
آیت ۱۰۹	۲۹۰
آیت ۱۱۰	۲۹۱
آیت ۱۱۱	۲۹۶
۱۸-سوره کهف آیت ۱	۲۹۹
آیت ۲	۳۰۱
آیت ۳	۳۰۳
آیت ۴	۳۰۵
آیت ۵	۳۰۶
آیت ۶	۳۰۹
آیت ۷	۳۱۱

آیت ۸	۳۱۵
آیت ۹	۳۱۶
آیت ۱۰	۳۱۸
آیت ۱۱	۳۲۲
آیت ۱۲	۳۲۳
آیت ۱۳	۳۲۵
آیت ۱۴	۳۲۷
آیت ۱۵	۳۳۱
آیت ۱۶	۳۳۳
آیت ۱۷	۳۳۶
آیت ۱۸	۳۴۰
آیت ۱۹	۳۴۳
آیت ۲۰	۳۵۰
آیت ۲۱	۳۵۳
آیت ۲۲	۳۶۲
آیت ۲۳	۳۶۶
آیت ۲۴	۳۶۸
آیت ۲۵	۳۷۳
آیت ۲۶	۳۷۵
آیت ۲۷	۳۷۹

آیت ۲۸	۳۸۲
آیت ۲۹	۳۹۰
آیت ۳۰	۳۹۵
آیت ۳۱	۳۹۷
آیت ۳۲	۳۹۹
آیت ۳۳	۴۰۱
آیت ۳۴	۴۰۲
آیت ۳۵	۴۰۴
آیت ۳۶	۴۰۶
آیت ۳۷	۴۰۹
آیت ۳۸	۴۱۱
آیت ۳۹	۴۱۳
آیت ۴۰	۴۱۷
آیت ۴۱	۴۱۹
آیت ۴۲	۴۲۱
آیت ۴۳	۴۲۳
آیت ۴۴	۴۲۵
آیت ۴۵	۴۲۸
آیت ۴۶	۴۳۱
آیت ۴۷	۴۳۳

آیت ۳۸	۳۳۵
آیت ۳۹	۳۳۹
آیت ۵۰	۳۴۳
آیت ۵۱	۳۴۸
آیت ۵۲	۳۵۱
آیت ۵۳	۳۵۳
آیت ۵۴	۳۵۵
آیت ۵۵	۳۵۷
آیت ۵۶	۳۶۱
آیت ۵۷	۳۶۳
آیت ۵۸	۳۶۸
آیت ۵۹	۳۷۱
آیت ۶۰	۳۷۳
آیت ۶۱	۳۷۶
آیت ۶۲	۳۷۷
آیت ۶۳	۳۷۹
آیت ۶۴	۳۸۲
آیت ۶۵	۳۸۳
آیت ۶۶	۳۸۵
آیت ۶۷	۳۸۹

آیت ۶۷	۳۹۰
آیت ۶۹	۳۹۱
آیت ۷۰	۳۹۳
آیت ۷۱	۳۹۳
آیت ۷۲	۳۹۶
آیت ۷۳	۳۹۷
آیت ۷۴	۳۹۹
آیت ۷۵	۵۰۲
آیت ۷۵	۵۰۳
آیت ۷۷	۵۰۵
آیت ۷۸	۵۰۹
آیت ۷۹	۵۱۱
آیت ۸۰	۵۱۳
آیت ۸۱	۵۱۶
آیت ۸۲	۵۱۸
آیت ۸۳	۵۲۳
آیت ۸۴	۵۲۶
آیت ۸۵	۵۲۸
آیت ۸۶	۵۲۹
آیت ۸۷	۵۳۲

آیت ۸۸	۵۳۵
آیت ۸۹	۵۳۸
آیت ۹۰	۵۳۹
آیت ۹۱	۵۴۱
آیت ۹۲	۵۴۲
آیت ۹۳	۵۴۳
آیت ۹۴	۵۴۳
آیت ۹۵	۵۴۴
آیت ۹۶	۵۵۰
آیت ۹۷	۵۵۲
آیت ۹۸	۵۵۳
آیت ۹۹	۵۵۴
آیت ۱۰۰	۵۵۹
آیت ۱۰۱	۵۶۰
آیت ۱۰۲	۵۶۲
آیت ۱۰۳	۵۶۵
آیت ۱۰۴	۵۶۷
آیت ۱۰۵	۵۶۹
آیت ۱۰۶	۵۷۲
آیت ۱۰۷	۵۷۳

آیت ۱۰۸	۵۷۵
آیت ۱۰۹	۵۷۷
آیت ۱۱۰	۵۷۹
۱۹-سوره مریم	۵۸۳
آیت ۱	۵۸۳
آیت ۲	۵۸۵
آیت ۳	۵۸۶
آیت ۴	۵۸۸
آیت ۵	۵۹۰
آیت ۶	۵۹۲
آیت ۷	۵۹۵
آیت ۸	۵۹۸
آیت ۹	۶۰۰
آیت ۱۰	۶۰۳
آیت ۱۱	۶۰۷
آیت ۱۲	۶۱۰
آیت ۱۳	۶۱۳
آیت ۱۴	۶۱۶
آیت ۱۵	۶۱۸
آیت ۱۶	۶۲۱

٦٢٣	آیت ١٤
٦٢٦	آیت ١٨
٦٢٨	آیت ١٩
٦٣٠	آیت ٢٠
٦٣٢	آیت ٢١
٦٣٥	آیت ٢٢
٦٣٦	آیت ٢٣
٦٣٠	آیت ٢٣
٦٣٣	آیت ٢٥
٦٣٥	آیت ٢٦
٦٥١	آیت ٢٤
٦٥٢	آیت ٢٨
٦٥٥	آیت ٢٩
٦٥٦	آیت ٣٠
٦٥٩	آیت ٣١
٦٦٢	آیت ٣٢
٦٦٣	آیت ٣٣
٦٦٤	آیت ٣٣
٦٦٨	آیت ٣٥
٦٤١	آیت ٣٦

٦٤٣	آیت ٣٤
٦٤٥	آیت ٣٨
٦٤٤	آیت ٣٩
٦٨٠	آیت ٣٠
٦٨٢	آیت ٣١
٦٨٣	آیت ٣٣
٦٨٤	آیت ٣٣
٦٩٠	آیت ٣٣
٦٩٣	آیت ٣٥
٦٩٦	آیت ٣٦
٦٩٨	آیت ٣٤
٤٠٢	آیت ٣٨
٤٠٦	آیت ٣٩
٤٠٨	آیت ٥٠
٤١٠	آیت ٥١
٤١٢	آیت ٥٢
٤١٣	آیت ٥٣
٤١٣	آیت ٥٣
٤١٤	آیت ٥٥
٤١٩	آیت ٥٦

آیت ۵۷	۷۲۱
آیت ۵۸	۷۲۲
آیت ۵۹	۷۲۸
آیت ۶۰	۷۳۱
آیت ۶۱	۷۳۳
آیت ۶۲	۷۳۷
آیت ۶۳	۷۳۹
آیت ۶۴	۷۴۰
آیت ۶۵	۷۴۳
آیت ۶۶	۷۴۶
آیت ۶۷	۷۴۸
آیت ۶۸	۷۵۰
آیت ۶۹	۷۵۲
آیت ۷۰	۷۵۴
آیت ۷۱	۷۵۶
آیت ۷۲	۷۵۸
آیت ۷۳	۷۶۰
آیت ۷۴	۷۶۳
آیت ۷۵	۷۶۶
آیت ۷۶	۷۷۰

آیت ۷۷	۷۷۳
آیت ۷۸	۷۷۵
آیت ۷۹	۷۷۷
آیت ۸۰	۷۷۹
آیت ۸۱	۷۸۰
آیت ۸۲	۷۸۱
آیت ۸۳	۷۸۳
آیت ۸۴	۷۸۶
آیت ۸۵	۷۸۸
آیت ۸۶	۷۹۰
آیت ۸۷	۷۹۲
آیت ۸۸	۷۹۵
آیت ۸۹	۷۹۶
آیت ۹۰	۷۹۷
آیت ۹۱	۷۹۸
آیت ۹۲	۷۹۹
آیت ۹۳	۸۰۰
آیت ۹۴	۸۰۲
آیت ۹۵	۸۰۳
آیت ۹۶	۸۰۵

آیت ۹۷	۸۰۷
آیت ۹۸	۸۰۹
اشاریوں سے استفادہ کی روش	۸۱۲
ملاحظات:	۸۱۳
اشاریے (۱)	۸۱۳
اشاریے	۸۱۳
"آ"	۸۱۳
"ا"	۸۱۷
اشاریے (۲)	۸۲۹
"ب"	۸۳۲
"پ"	۸۳۷
"ت"	۸۳۸
اشاریے (۳)	۸۴۲
"ث"	۸۴۳
"ج"	۸۴۳
"چ"	۸۴۶
"ح"	۸۴۶
"خ"	۸۴۹
اشاریے (۴)	۸۵۵
"د"	۸۵۸

۸۶۱	"ذ"
۸۶۳	"ر"
۸۶۶	"ز"
۸۶۸	"س"
۸۶۹	"ش"
۸۷۲	"ص"
۸۷۳	"ض"
۸۷۳	"ط"
۸۷۳	"ظ"
۸۷۵	"ع"
۸۸۳	اشارے (۵)
۸۸۳	"غ"
۸۸۳	"ف"
۸۸۷	"ق"
۸۹۱	"ک"
۸۹۵	"گ"
۸۹۷	"ل"
۸۹۸	"م"
۹۰۸	اشارے (۶)
۹۱۷	"ن"

٩٢٢ "و"

٩٢٣ "ه"

٩٢٥ "ي"